احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

روزنامہ

الفضل

3 دسمبر 2008ء
3 فتح 1387ہش

صد سالہ جوبلی نمبر

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

Web: http://www.alfazl.org
Email: editor@alfazl.org

047-6213029
C.P.L 29-FD

شجر خلافت کے شیریں اثمار

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

''یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کردے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا، خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا''۔

(الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 ص 309)

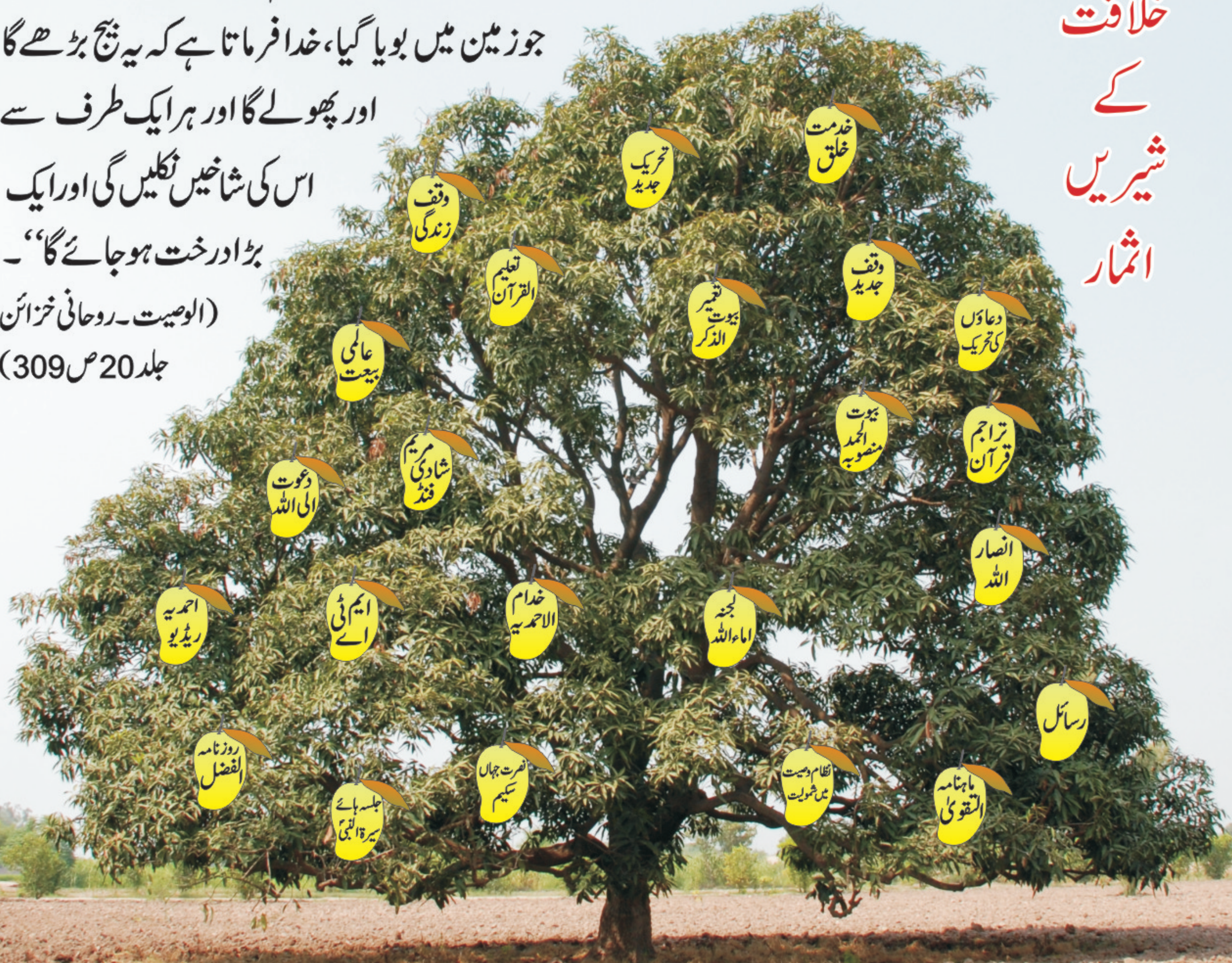

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

''میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے''۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20 ص 67)

بیت مبارک قادیان

بیت اقصیٰ قادیان

بیت مبارک ربوہ

بیت نور قادیان

بیت اقصیٰ ربوہ

بیت الفضل لندن

بیت الرحمٰن امریکہ

بیت الفتوح لندن

بیت الذکر منگوسا گھانا

بیت الہدیٰ سڈنی آسٹریلیا

بیت ..... کینیڈا

بیت الاحد ایسٹ لندن

بیت بشارت سپین

بیت السلام بیلجیئم

بیت ناصر ہارٹلے پول

بیت الحمد بریڈفورڈ

دارالسلام ساؤتھ ہال

بیت الرحمٰن گلاسگو سکاٹ لینڈ

بیت ناصر گوٹن برگ سویڈن

دارالبرکات برمنگھم

جلد نمبر 93-58
شمارہ نمبر 277

الفضل سالانہ نمبر 2008ء

بعنوان "نظام خلافت"

اندھیروں میں روشنی کی کرن۔خلافت احمدیہ (اداریہ)	ایڈیٹر	2

مقام خلافت

خلافت کی تاریخ اور برکات کے متعلق آیات قرآن کریم		3
خلافت سے وابستگی کے متعلق احادیث نبویہ		4
خلافت کا فلسفہ اور مقاصد	حضرت مسیح موعود	7
منتخب اشعار از درثمین	حضرت مسیح موعود	8
آیت استخلاف کے عظیم مطالب اور خلافت احمدیہ کی ابتدائی تاریخ	حضرت مصلح موعود	9
خلافت کا نظام مذہب کے نظام کا دائمی حصہ ہے	حضرت مرزا بشیر احمد صاحب	13
خلافت کی عظمت شان اور بلند مقام	مکرم حافظ مظفر احمد صاحب	15
نظم..........کلید اماں	مکرم جمیل الرحمٰن صاحب ہالینڈ	17

دربار خلافت

خلفاء خدا کی تائید ونصرت سے بنتے ہیں	حضرت خلیفۃ المسیح الاول	19
خلافت کے امتیازات اور اطاعت کی اہمیت	حضرت خلیفۃ المسیح الثانی	21
توحید کا سبق دینے کے لئے خلافت کا قیام	حضرت خلیفۃ المسیح الثالث	23
خلافت احمدیہ کے متعلق بشارات اور طاقت کا راز	حضرت خلیفۃ المسیح الرابع	25
خلافت کے ساتھ اخلاص ووفا کا تعلق رکھیں	حضرت خلیفۃ المسیح الخامس	27
نظم..........خلافت کا فیضان	صاحبزادی امۃ القدوس بیگم صاحبہ	29

بشارات خلافت

ستائیس کو ایک واقعہ ہمارے متعلق	حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب	31
خلافت کی پہلی صدی میں پوری ہونے والی پیشگوئیاں	مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد	33
خلافت خامسہ کے متعلق مبشر خوابیں	مکرم عطاء المجیب راشد صاحب	43
خلافت احمدیہ کے متعلق بابانانک کی پیشگوئی	مکرم عباد اللہ گیانی صاحب	45
ہمارے خدا کے پاس قدرت ثانیہ ثالثہ رابعہ اور خامسہ بھی ہے	حضرت مصلح موعود	47
نظم..........سب کو مبارک ہو	مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ	47

پہچان خلافت

خلیفہ برحق کی شناخت کا معیار	حضرت خلیفۃ المسیح الاول	49
خلافت حقہ کی چار واضح علامات	مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب	51
نظم..........پاسبان خلافت	مکرم روشن دین تنویر صاحب	49

تاریخ خلافت

پہلے تاریخی خطابات	خلفاء سلسلہ عالیہ احمدیہ	53
خلافت جوبلی 1939ء کی روداد	مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب	57
خلفاء احمدیت کی سوانح اور علمی وعملی کارنامے	مکرم افتخار احمد انور صاحب	63
نظم..........خوف کے بعد امن	مکرم انور ندیم علوی صاحب	67

برکات خلافت

برکات خلافت یاد رکھنے کے لئے یوم خلافت منانے کی تحریک	حضرت مصلح موعود	69
قوم کے اعمال کو ایک رخ میں ظاہر کرنے والا نظام	مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب	71
خلافت کی پانچ برکات۔خلیفہ اول کی نظر میں	مکرم محمد شکر اللہ صاحب	73
خلافت کی طرف سے جماعت کے لئے تحفہ ایم ٹی اے	مکرم سید نصیر احمد شاہ صاحب	75
خوف کو امن سے بدلنے والے نظارے	مکرم منیر احمد رشید صاحب	81
خلافت احمدیہ کے شیریں ثمرات	مکرم مبشر احمد خالد صاحب	83
نظم..........قدرت ثانیہ کے تاقیامت بقا کی بشارت	مکرم محمد صدیق صاحب امرتسری	85

دعائے خلافت

سب مل کر خلیفہ وقت اور جماعت کے لئے دعائیں کریں	حضرت خلیفۃ المسیح الخامس	87
جشن تشکر کے موقع پر دعائیہ پیغام	حضرت خلیفۃ المسیح الرابع	89
خلیفہ وقت دعاؤں کا خزانہ	مکرم غلام مصطفیٰ منصور صاحب	91
خلیفہ وقت کی روحانی توجہ کا نشان	مکرم طاہر اقبال سیلونی صاحب	92
نظم..........خطبات امام کی برکات	مکرم امۃ الباری ناصر صاحب	93

مظاہر خلافت

خلفاء سلسلہ کی حسین یادیں	محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب	95
قدرت ثانیہ کے مظاہر کی سیرت	مکرم محمد رئیس طاہر صاحب	97
زمانہ اسیری کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کا پاکیزہ کردار	مکرم ماسٹر محمد حسین صاحب	111
خلفاء احمدیت کے بارے میں دانشوروں کی آراء	مکرم محمد محمود طاہر صاحب	113
نظم..........خلیفہ خدا بناتا ہے	مکرم عبدالکریم قدسی صاحب	117

اطاعت خلافت

خلافت اور مشورہ	حضرت مصلح موعود	119
حضرت مسیح موعود کے ساتھ اختلاف کرنے کی کسی خلیفہ کو مجال نہیں	حضرت خلیفۃ المسیح الرابع	121
جماعت کی خلافت سے محبت اور اخلاص ووفا کے نمونے	حضرت خلیفۃ المسیح الخامس	123
خلافت کی قدر کرو	پیغام حضرت اماں جان	89
نظام جماعت خلافت سے وابستہ ہے	پیغام حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ	89
اطاعت خلافت کے عملی نمونے	مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب	127
نظام خلافت اور ہماری ذمہ داریاں	مکرم عبدالماجد طاہر صاحب	131
نظم..........پیغام سکوں	مکرم عبدالسلام اسلام صاحب	119

تحریکات خلافت

خلافت کا مدعا توحید اور عبادت کا قیام ہے	خلفاء سلسلہ کے ارشادات	135
تعلیم القرآن کے متعلق خلفاء کی تحریکات	مکرم عبدالسمیع خان صاحب	137
خلفاء سلسلہ کی تحریکات وقف زندگی اور تحریک وقف نو	مکرم سید قمر سلیمان احمد صاحب	147
خلفاء سلسلہ کی تحریکات اور منصوبے	رنگین چارٹس (متفرق)	
خلفاء سلسلہ اور خدمت خلق	مکرم فخر الحق شمس صاحب	153
یورپ وامریکہ کے احمدی جرائد ورسائل	مکرم محمد زکریا ورک صاحب	163
براعظم افریقہ کے احمدی جرائد ورسائل	مکرم عبدالوہاب بن آدم صاحب	165
نظم..........فیضان نعمت کی جاری صدی	مکرم مقصود الحق صاحب	162

نمایاں کارھائے خلافت

استحکام خلافت کے لئے خلفاء سلسلہ کی مساعی	مکرم ملک محمد اکرام صاحب	167
خلفاء سلسلہ کے دورہ جات	مکرم صفدر نذیر گولیکی صاحب	169
نظم..........تنویر خلافت	مکرم ناصر احمد سید صاحب	179

تائید خلافت

خلافت کی ذمہ داریاں اور ان کی ادائیگی	حضرت خلیفۃ المسیح الرابع	181
الفضل۔خلافت احمدیہ کی آواز	فرخ سلمانی	183
27 مئی 2008ء کو تاریخی خطاب اور عظیم عہد	حضرت خلیفۃ المسیح الخامس	185
نظم..........خدا یہ پودا اپنے ہاتھ سے خود لگاتا ہے	محترمہ احمدی بیگم صاحبہ	193

ضرورت خلافت

خلافت کی برکات اور اس کا مقام	مکرم شاہ اسمٰعیل شہید صاحب	195
احیائے خلافت کی کوششوں پر ایک نظر	مکرم لطف الرحمٰن محمود صاحب	197
نظام خلافت کی طلب۔دانشوروں کی آراء	مکرم حنیف احمد محمود صاحب	201
نظم..........شجر خلافت	مکرمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ	204

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پبلشر وپرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ۔ مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت 250 روپے

اداریہ

اندھیروں میں روشنی کی کرن۔خلافت احمدیہ

27 مئی 2008ء کو جماعت احمدیہ، خلافت کی قیادت نئے عہد کے ساتھ میں ایک نئے سفر پر روانہ ہوئی ایک ایسا تاریخی سفر جس میں معلوم دنیا کی کوئی مذہبی جماعت اس کی شریک سفر نہیں۔

یہ سفر ہے دعوت توحید کا امن عالم کا، محبت کا، رواداری اور بھائی چارے کا۔

جماعت احمدیہ اپنے قدموں سے زمین پر ایک ایسی ٹھنڈی سڑک تخلیق کر رہی ہے جس کے دونوں طرف تاحد نظر نفرت اور ظلم کے الاؤ روشن ہیں۔اس دنیا کی بھاری اکثریت اپنے ہاتھوں سے زندگی کو تباہ کرنے پر تلی ہوئی ہے۔

انٹرنیشنل اٹامک انرجی ایجنسی میں کام کرنے والے بعض سابق سائنسدانوں کے اندازے کے مطابق دنیا میں کل 32 ہزار تا 40 ہزار ایٹم بم موجود ہیں، دیگر روایتی اسلحہ کا تو کوئی شمار ہی نہیں۔ان میں سے 17 ہزار ایٹم بم امریکہ نے ذخیرہ کر رکھے ہیں جبکہ روس کے پاس بارہ ہزار ایٹم بم ہیں۔ نیوٹران بم، ہائیڈروجن بم اور کوبالٹ بم اس کے علاوہ ہیں۔ چالیس ہزار ایٹم بم ساری زمین کو چار مرتبہ تباہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ’’بی اے ایس‘‘ کے ڈائریکٹر اور انٹرنیشنل کرائسز گروپ کے شریک چیئرمین تھامس پکرنگ کا کہنا ہے کہ اس وقت دنیا کے مختلف خطوں میں 140 مقامات پر انتہائی افزودہ حالت میں یورینیم کی 14 لاکھ کلوگرام سے زیادہ مقدار اور تقریباً 4 لاکھ 53 ہزار پانچ سو بانوے کلوگرام پلوٹونیم موجود ہے۔ان 140 مقامات پر غیر محفوظ حالت میں سویلین پاور پلانٹس، یونیورسٹیوں کے ریسرچ ری ایکٹرز اور فوجی مقاصد کے تحت کام کرنے والے سینٹرز بھی شامل ہیں۔

سٹیفن ہاکنگ اور اٹھارہ نوبیل انعام یافتہ سائنسدانوں کے مطابق قیامت میں بہت کم وقت رہ گیا ہے۔ ’’بلیٹن آف اٹامک سائنٹسٹ‘‘ نے ایک تصوراتی گھڑی تشکیل دے رکھی ہے جس کا نام انہوں نے ’’ڈومزڈے کلاک‘‘ یعنی ’’قیامت کا وقت ظاہر کرنے والی گھڑی‘‘ رکھا ہے۔ایک بیان میں کہا گیا ہے کہ قیامت کے وقوع پذیر ہونے میں صرف چند منٹ باقی رہ گئے ہیں۔جس کے بعد زندگی کے بے شمار رنگوں اور حسن کی رعنائیوں سے بھرپور یہ سیارہ کرہ ارض مکمل طور پر تباہ ہو جائے گا۔بلیٹن آف اٹامک سائنٹسٹ کی طرف سے یہ بیان 18 جنوری 2007ء کو جاری کیا گیا۔اس بیان میں کہا گیا کہ قیامت کے وقوع پذیر ہونے میں صرف 5 منٹ باقی رہ گئے ہیں۔

بلیٹن آف اٹامک سائنٹسٹ کے سائنسدانوں کی بنائی گئی تصوراتی گھڑی ’’ڈومزڈے کلاک‘‘ پر آج سے چھ سال قبل یعنی 2002ء میں رات کے گیارہ بجکر ترپن منٹ ہوئے تھے۔جبکہ سائنسدانوں کے مطابق گزشتہ سال 2007ء میں اس گھڑی پر گیارہ بجکر پچپن منٹ ہو چکے تھے۔ چنانچہ متذکرہ سائنسدانوں نے اس وقت کہا تھا کہ ’’مڈنائٹ‘‘ یعنی ’’قیامت کے وقت‘‘ میں صرف پانچ منٹ رہ گئے ہیں۔

(روزنامہ ایکسپریس 24/اپریل 2008ء)

یہ سب اس لئے ہے کہ انسان اپنے خدا کو بھول گیا ہے اور اس سے دور ہو کر خوشیوں اور سکون کا طلبگار ہے مگر سچا سکون اور دلی سکینت تو صرف خدا سے لَو لگانے میں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان پر نظر شفقت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود کو بھیجا اور ایک حبل اللہ اتاری تاکہ بنی نوع انسان اس کے ذریعہ رفعتوں کو حاصل کر سکے۔ یہ پیغام آج بھی خلافت احمدیہ کی صورت میں دنیا کے لئے روشنی اور ٹھنڈک کا پیغام ہے۔

آج خلافت احمدیہ ہی ہے

جو کل عالم میں امن اور آشتی کا پرچار کر رہی ہے

جو ساری دنیا کو محبت اور بھائی چارہ سکھاتی ہے۔

جو معاف کرنے اور قصور بخشنے کی تعلیم دیتی ہے۔

جو تمام پیشوایان مذاہب اور تمام قوموں کے راہنماؤں کی عزت سکھاتی ہے۔

جو قرآن کا ابدی اور سرمدی پیغام خطہء ارض کے تمام باسیوں تک پہنچانے کی خاطر اس کے تراجم کے لئے کوشاں ہے۔

جو تمام پیشانیوں کو خدا کے حضور جھکانے کے لئے جگہ جگہ بیوت الذکر قائم کر رہی ہے۔

جو مالی قربانی پر ابھارتی ہے اور پھر اس پاک مال کو بے دریغ خدا کی راہ میں خرچ کرتی ہے۔

جو احمدی ڈاکٹرز، انجینئرز، اساتذہ اور دیگر پیشہ وروں کو انسانیت کی خدمت کی نئی نئی راہیں دکھاتی اور خدمات کے نئے مقام محمود تلاش کرتی ہے۔

جو احمدی بچوں کے دلوں میں وقف کے جذبے جگاتی اور وقف نو بچوں کو دنیا کی اصلاح کے لئے تیار کر رہی ہے۔

اربوں کی دنیا میں ایک خدا کا خلیفہ ہے

جس کی دعائیں عرش پر سنی جاتی ہیں۔جس کو دعا کا خط لکھ کر مصیبت زدہ انسان چین کی نیند سو جاتا ہے مگر وہ درد کا مارا ساری رات اس کے لئے بے چین رہتا ہے۔

جس کے مشورے آسمان سے تائید یافتہ ہوتے ہیں۔ جو خدا کے نور سے دیکھتا ہے اور مستقبل کے خدشات کو پہلے سے بھانپ کر راہ سداد دکھاتا ہے۔

جس کے دل میں انسانیت کا درد ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح موجزن ہے جو بلا مذہب وملت اور بلاتمیز رنگ ونسل سب کی بھلائی چاہتا ہے۔

جس کے مددگاروں کو خدا کامیاب وکامران کرتا ہے اور جس کی آواز پر لبیک کہنے والے بے پایاں اجر کے مستحق ہوتے ہیں۔

جس کے دشمن اور مخالفین ہر سچی خوشی سے بے نصیب کئے جاتے ہیں۔

خلافت کے پہلے سو سال بھی خدا کی تائیدوں، نصرتوں، رحمتوں اور برکتوں سے بھرپور تھے اور انشاءاللہ نئے سو سال بھی اسی کی عظمتوں اور شفقتوں اور رعنائیوں کے خزانے لٹاتے رہیں گے اور خلافت یہ تحائف نوع انسان میں تقسیم کرتی رہے گی۔

خلافت کے پہلے سو سال کے طویل سفر پر اس خصوصی شمارہ میں طائرانہ نظر ڈالی گئی ہے۔ ہر بڑی منزل پر ٹھہر کے، ہر کامران گاہ پر قیام کر کے اس کی برکتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔وقت کے ہر موڑ پر خلافت کے جلتے ہوئے دیوں کی روشنی سے منور ماحول دکھایا گیا ہے۔صد سالہ خلافت جوبلی کے موقع پر یہ امام وقت اور جماعت کی خدمت میں ایک تحفہ ہے جس کی قبولیت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خلیفہ خدا بناتا ہے۔ خلافت کی مختلف اقسام قرآن کریم کی روشنی میں

مومنوں اور عمل صالح کرنے والوں سے خلافت کا پختہ وعدہ کیا گیا ہے

خلافت کی تاریخ اور اس کی عظیم برکات کے متعلق الٰہی ارشادات

حضرت آدمؑ کی خلافت

اور (یاد رکھ) جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ یقیناً میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ انہوں نے کہا کیا تو اس میں وہ بنائے گا جو اس میں فساد کرے اور خون بہائے جبکہ ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور ہم تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ اس نے کہا یقیناً میں وہ سب کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

(البقرہ:31)

حضرت داوٗدؑ کی خلافت

اے داوٗد! یقیناً ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔ پس لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر اور میلانِ طبع کی پیروی نہ کر ورنہ وہ (میلان) تجھے اللہ کے رستے سے گمراہ کر دے گا۔ یقیناً وہ لوگ جو اللہ کے رستے سے گمراہ ہو جاتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب (مقدر) ہے بوجہ اس کے کہ وہ حساب کا دن بھول گئے تھے۔

(ص۔ 27)

قوم نوحؑ کی خلافت

پس انہوں نے اسے جھٹلایا تو ہم نے اسے اور ان کو جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے نجات دی اور ان کو جانشین بنا دیا اور ہم نے ان لوگوں کو جنہوں نے ہمارے نشانات کو جھٹلایا تھا غرق کر دیا۔ پس دیکھ کہ جن کو ڈرایا گیا ان کی عاقبت کیسی تھی۔ (یونس:74)

قوم ھودؑ کی خلافت

(حضرت ھودؑ نے اپنی قوم سے کہا) کیا تم نے تعجب کیا ہے کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ذکر آیا ہے جو تم ہی میں سے ایک مرد پر نازل ہوا ہے تاکہ وہ تمہیں ڈرائے۔ اور یاد کرو جب اس نے نوح کی قوم کے بعد تمہیں جانشین بنا دیا تھا اور تمہیں افزائش نسل کے ذریعہ بہت بڑھایا۔ پس اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔

(الاعراف۔ 70)

قوم صالحؑ کی خلافت

(حضرت صالح نے اپنی قوم سے فرمایا)

اور (وہ وقت) یاد کرو جب اس نے تم کو عاد کے بعد جانشین بنایا اور زمین میں تمہیں آباد کیا۔ تم اس کے میدانوں میں قلعے تعمیر کرتے ہو اور گھر بنانے کیلئے پہاڑ تراشتے ہو۔ پس اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو اور فسادی بنتے ہوئے زمین میں تخریب کاری نہ کرو۔

(الاعراف:75)

قوم موسیٰؑ کی خلافت

(حضرت موسیٰؑ کی قوم نے ان سے کہا) ہمیں دکھ دیا گیا تیرے ہمارے پاس آنے سے پہلے بھی اور تیرے ہمارے پاس آ جانے کے بعد بھی۔ اس نے کہا قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمنوں کو ہلاک کر دے اور تمہیں ملک میں جانشین بنا دے پھر وہ دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔

(الاعراف:130)

مومنوں سے وعدہ

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے لئے ان کے دین کو، جو اس نے ان کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

(نور:56)

خلفاء الارض

وہ کون ہے جو بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارے اور تکلیف دور کر دیتا ہے اور تمہیں زمین کے وارث بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟ بہت کم ہے جو تم نصیحت پکڑتے ہو۔

(النمل:63)

خلائف فی الارض

☆اور یقیناً ہم نے تم سے پہلے کتنے ہی زمانوں کے لوگوں کو ہلاک کر دیا تھا جب انہوں نے ظلم کئے حالانکہ ان کے پاس ان کے رسول کھلے کھلے نشانات لے کر آئے۔ اور وہ ایسے تھے ہی نہیں کہ ایمان لے آتے۔ اسی طرح ہم مجرم قوم کو جزا دیا کرتے ہیں۔

پھر ہم نے تمہیں ان کے بعد زمین میں جانشین بنا دیا تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ (یونس 15،14)

☆اور وہی ہے جس نے تمہیں زمین کا وارث بنا دیا اور تم میں سے بعض کو بعض پر درجات میں رفعت بخشی تاکہ وہ تمہیں ان چیزوں سے جو اس نے تمہیں عطا کی ہیں آزمائے۔ یقیناً تیرا رب عقوبت میں بہت تیز ہے اور یقیناً وہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(الانعام:166)

☆وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں جانشین بنایا۔ پس جو انکار کرے اس کا انکار اسی پر پڑے گا۔ اور کافروں کو ان کا کفران کے رب کے نزدیک کسی چیز میں نہیں بڑھاتا سوائے (اس کی) ناراضگی کے اور کافروں کو ان کا کفر گھاٹے کے سوا اور کسی چیز میں نہیں بڑھاتا۔

(فاطر:40)

قومی خلافت کی تبدیلی

☆(حضرت ھودؑ نے اپنی قوم سے کہا)

پس اگر تم پھر جاؤ تو میں تمہیں وہ سب باتیں پہنچا چکا ہوں جن کے ساتھ میں تمہاری طرف بھیجا گیا تھا۔ اور میرا رب تمہارے علاوہ کسی اور قوم کو جانشین بنا دے گا اور تم اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکو گے۔ یقیناً میرا رب ہر چیز پر خوب محافظ ہے۔

(ھود:58)

☆اور تیرا رب غنی اور صاحبِ رحمت ہے۔ اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور تمہارے بعد جسے چاہے جانشین بنا دے جس طرح اس نے تمہیں بھی ایک دوسری قوم کی ذریت سے اٹھایا تھا۔

(الانعام:134)

☆......☆......☆

ہر نبوت کے بعد خلافت ہوتی ہے اور خلیفہ خدا مقرر کرتا ہے

خلافت کے متعلق رسول اللہؐ کی بشارات اور خلافت سے وابستگی کی ہدایات

نبوت اور خلافت

ہر نبوت کے بعد خلافت

حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا:۔

جب بھی کوئی نبوت آئی اس کے بعد خلافت قائم ہوئی ہے۔

(مجمع الزوائد۔علی بن ابی ابکر الھیثمی جلد 5 ص 188 دار الکتاب العربی قاہرہ۔بیروت 1407ھ)

حضرت عبدالرحمان بن سہلؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

ہر نبوت کے بعد خلافت ہوتی ہے۔

(کنز العمال کتاب الفتن من قسم الافعال۔فصل فی متفرقات الفتن جلد 11 ص 115 حدیث نمبر 31444)

خلیفے ہوں گے

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

بنی اسرائیل کی نگرانی نبی کیا کرتے تھے جب کوئی نبی فوت ہوجاتا تو ایک اور نبی اس کا جانشین ہوتا اور دیکھو میرے (فوراً) بعد کوئی نبی نہیں مگر خلیفے ضرور ہوں گے اور بہت ہوں گے صحابہ نے پوچھا۔ پھر آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا جو پہلے ہو اس کی بیعت پہلے پوری کرو۔ پھر اس کے بعد جو ہو۔ ان کا حق انہیں دو کیونکہ اللہ بھی ان سے ضرور پوچھے گا۔ اس (رعیت) کے بارے میں جس کی نگرانی اس نے ان کے سپرد کی۔

(صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ماذکر عن بنی اسرائیل، حدیث نمبر 3196)

خلافت کی مدت

حضرت سفینہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

میری امت میں خلافت 30 سال رہے گی پھر اس کے بعد ملوکیت ہوگی۔

حضرت سفینہؓ نے چاروں خلفاء راشدین کا عرصہ شمار کر کے بتایا کہ 30 سال پورے ہوگئے اور بنوامیہ کا دعویٰ کہ ان میں خلافت ہے جھوٹا ہے وہ تو ملوکیت کے حامل ہیں۔

(جامع ترمذی کتاب الفتن باب الخلافۃ حدیث نمبر 2152)

خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا قیام

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

تم میں نبوت قائم رہے گی پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ پھر ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی۔ پھر اس کے بعد جابر بادشاہت قائم ہوگی۔ بعد ازاں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ اس کے بعد آپ خاموش ہوگئے۔

(مسند احمد حدیث 17680)

خلیفہ خدا بناتا ہے

یہ خدا کا کام ہے

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی آخری بیماری میں فرمایا:۔

میں ابوبکر کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کرنا چاہتا تھا مگر پھر میں نے خیال کیا کہ یہ خدا کا کام ہے۔ خدا ابوبکر کے سوا کسی اور شخص کو خلیفہ نہیں بننے دے گا اور نہ ہی خدا کی مشیت کے ماتحت مومنوں کی جماعت ابوبکر کے سوا کسی اور کی خلافت پر راضی ہو سکے گی۔

(صحیح بخاری کتاب الاحکام باب الاستخلاف حدیث نمبر 6677)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے اپنی بیماری کے دوران فرمایا:۔

مجھے ڈر ہے کہ کئی خواہش رکھنے والے اٹھ کھڑے ہوں گے اور کہیں گے میں خلافت کا زیادہ حقدار ہوں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اور مومن ابوبکر کے سوا کسی کو خلیفہ بنانے پر راضی نہیں ہوں گے۔

(مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب فضائل ابوبکر حدیث 4399)

اللہ نے خلیفہ بنایا

حضرت عثمانؓ نے صحابہؓ کی ایک مجلس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کو خلیفہ بنایا اللہ کی قسم نہ میں نے کبھی ان کی نافرمانی کی اور نہ کبھی انہیں دھوکا دیا پھر اللہ نے عمر کو خلیفہ بنایا خدا کی قسم نہ میں نے کبھی ان کی حکم عدولی کی نہ کبھی غلط بیانی کی۔ پھر اللہ نے مجھے خلیفہ بنا دیا کیا میرے تم پر وہی حقوق نہیں جو ان پہلے خلفاء کے مجھ پر تھے۔

(صحیح بخاری کتاب المناقب باب ہجرۃ الحبشۃ۔ حدیث نمبر 3583)

خلیفہ معزول نہیں ہوسکتا

خلعت نہ اتارنا

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا:۔

یقیناً اللہ تعالیٰ تجھے ایک قمیص پہنائے گا اور اگر منافقین تجھ سے اس قمیص کے اتارنے کا مطالبہ کریں تو اسے ہرگز نہ اتارنا یہاں تک کہ تم مجھ سے آن ملو۔ یہ بات رسول اللہؐ نے تین دفعہ فرمائی۔

(مسند احمد۔حدیث نمبر 23427)

ایک حدیث میں رسول اللہؐ نے وہ قمیص اتارنے کا مطالبہ کرنے والوں کو ظالم قرار دیا ہے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 ص 66 ذکر ما قیل لعثمان فی الخلع۔ابن سعدؓ دار صادر بیروت)

باغیوں نے جب حضرت عثمانؓ سے خلافت سے دستبردار ہونے کا مطالبہ کیا تو انہوں نے فرمایا:۔

جو قمیص خدا تعالیٰ نے مجھے پہنائی ہے میں اسے ہرگز اتار نہیں سکتا۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 ص 72 ابن سعد دار صادر بیروت)

پھر فرمایا کہ مجھے پھانسی پر لٹک جانا زیادہ مرغوب ہے بہ نسبت اس کے کہ میں اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ منصب خلافت سے الگ ہو جاؤں۔

(تاریخ طبری جلد 2 ص 667 ابن جریر۔ دار الکتب العلمیہ بیروت 1406ھ۔طبع اولیٰ)

خلفاء کے متعلق پیشگوئی

آنحضرت ﷺ نے حضرت حفصہؓ سے فرمایا کہ میرے بعد ابوبکر خلیفہ ہوں گے پھر اس کے بعد تیرے والد (عمر) خلیفہ ہوں گے۔ حضرت حفصہؓ نے پوچھا کہ آپ کو یہ اطلاع کس نے دی ہے۔ تو رسول اللہؐ نے فرمایا مجھے علیم و خبیر خدا نے خبر دی ہے۔

(تفسیر صافی جلد 2 ص 716 سورۃ التحریم الفیض الکاشانی کتاب فروشی الاسلامیہ۔تہران)

جانشین کی خبر

حضرت جبیر بن مطعمؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت آنحضرت ﷺ کے پاس آئی تو رسول اللہؐ نے اسے دوبارہ آنے کا ارشاد فرمایا اس نے کہا اگر میں آؤں اور آپ وفات پا چکے ہوں تو پھر میں کیا کروں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر کے پاس چلی جانا۔

(صحیح بخاری کتاب المناقب باب قول النبی لو کنت متخذاً حدیث نمبر 3386)

ابوبکر نماز پڑھائیں

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں:۔

آنحضرت ﷺ کی آخری بیماری کی بات ہے کہ نماز عشاء کا وقت ہوگیا تو رسول کریم ﷺ کمزوری کی وجہ سے مسجد میں تشریف نہ لے جاسکے۔ آپؐ نے فرمایا ابوبکر کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ چنانچہ ان ایام میں حضرت ابوبکرؓ نمازیں پڑھاتے رہے۔

(صحیح مسلم کتاب الصلوٰہ باب استخلاف الامام حدیث نمبر 629)

خلافت پر مومنوں کا اجماع

جسے رسول اللہؐ نے امام بنایا

رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد انصار نے مہاجرین سے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے اور ایک تم میں سے ہونا چاہئے۔ حضرت عمرؓ بولے اے گروہ انصار کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہؐ نے ابوبکر کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔ تم میں کسی کا دل قبول کرتا ہے کہ وہ ابوبکر سے آگے ہو۔ انصار نے کہا ہرگز نہیں۔ چنانچہ سب حضرت ابوبکرؓ کی خلافت پر متفق ہوگئے۔

(طبقات ابن سعد جلد 3 ص 179 دار صادر بیروت)

دین و دنیا کا رہنما

حضرت علیؓ بیان فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو ہم قیادت کے بارہ میں غور کرنے لگے۔ ہم نے سوچا کہ آنحضرت ﷺ نے ابوبکرؓ کو نماز کی امامت کا ارشاد فرمایا تھا۔ پس جسے خدا کے رسولؐ نے ہمارے دین کے لئے پسند کیا ہم نے اسے اپنی دنیا کے لئے بھی پسند کرلیا اور انہیں اپنا قائد مان لیا۔

(تاریخ الخلفاء جلد 1 ص 8 از علامہ جلال الدین سیوطی مطبعۃ السعادۃ مصر 1952ء طبع اول)

آپ ہمارے سردار ہیں

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد صحابہؓ کے مجمع کے سامنے حضرت ابوبکرؓ نے عمرؓ اور ابوعبیدہؓ کے نام

بطور خلیفہ پیش کئے مگر حضرت عمرؓ نے کہا ہم تو آپ کی بیعت کریں گے۔ آپ ہمارے سردار ہیں اور ہم سب سے افضل ہیں۔ رسول اللہ ؐ کو آپ سب سے زیادہ محبوب تھے۔ چنانچہ تمام صحابہؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کر لی۔

(صحیح بخاری کتاب المناقب باب لو کنت متخذا خلیلا حدیث نمبر 3394)

بیعت خلافت

حضرت علیؓ فرماتے ہیں:۔

میں خود حضرت ابوبکر کے پاس چل کر گیا اور ان کی بیعت کی اور میں نے پوری جانفشانی کے ساتھ ان کا ہاتھ بٹایا یہاں تک کہ باطل کا منہ پھیر دیا اور وہ بھاگ کھڑا ہوا اور اللہ کا کلمہ بلند ہو گیا۔

(منار الہدیٰ صفحہ 373 شیخ علی البحرانی مطبع گلزار حسنی بمبئی 1320ھ)

خلافت کے حقدار

حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ کہتے ہیں کہ ہماری نظروں میں ابوبکرؓ سب سے زیادہ خلافت کے حقدار ہیں وہ غار میں رسول اللہ ؐ کے ساتھی ہیں۔ آپ کو رسول اللہ ؐ نے اپنی زندگی میں نماز کے لئے امام مقرر کیا تھا۔

(شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید جلد 1 صفحہ 50 دار احیاء التراث العربی 1385ھ)

خلفاء کے فضائل

صدیق اور شہید

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ حرا پہاڑ پر تھے اور آپ کے ساتھ ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ اور زبیر بھی تھے۔ اس دوران پہاڑ نے حرکت کی تو رسول اللہ ؐ نے اسے فرمایا رک جاؤ تجھ پر نبی، صدیق اور شہیدوں کے علاوہ کوئی نہیں۔

(صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ فضائل طلحہ والزبیر حدیث نمبر 4438)

جنت کی بشارت

حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک مجلس میں 10 صحابہ کو جنت کی بشارت دی جن میں چاروں خلفائے راشدین بھی شامل تھے۔

(جامع ترمذی کتاب المناقب باب مناقب الزبیر حدیث نمبر 3680)

علم کا شہر

حضرت عبداللہ بن سعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

میں علم کا شہر ہوں۔ ابوبکر اس کی بنیاد، عمر اس کی دیواریں عثمان اس کی چھت اور علی اس کا دروازہ ہے۔

(الفردوس بماثور الخطاب۔ ابوشجاع شیرویہ جلد اول ص 43 حدیث نمبر 105 دار الکتب العلمیہ بیروت طبع اول 1986ء)

سب سے افضل

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

ابوبکر اس امت میں سب سے افضل ہے سوائے اس کے کہ کوئی نبی ظاہر ہو جائے۔

(کنوز الحقائق علامہ مناوی۔ حرف الھمزہ)

یار غار

ہجرت کے وقت جب آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر رات کے وقت غار ثور تک پہنچے تو حضرت ابوبکرؓ پہلے اندر گئے تا کہ صفائی کر دیں۔ پھر آپ نے اپنے کپڑے پھاڑ کر تمام سوراخ بند کئے تا کہ سانپ اور بچھو نہ آسکیں بعد میں رسول اللہ ؐ کے پوچھنے پر سارا واقعہ بتایا جس پر آپؐ نے دعا کی کہ اے اللہ ابوبکر کو قیامت کے دن میرے ساتھ رکھنا تو اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ میں نے دعا قبول کر لی ہے۔

(حلیۃ الاولیاء۔ ابونعیم اصفہانی جلد 1 ص 33 دار الکتاب العربی بیروت۔ طبع چہارم 1405ھ)

خاص تجلی

حضرت علیؓ بیان کرتے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ایک منادی اعلان کرے گا کہ السابقون الاولون کہاں ہیں پھر کہا جائے گا ابوبکر کہاں ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ابوبکر کے لئے خاص تجلی ظاہر کرے گا اور دیگر لوگوں کے لئے عام تجلی ظاہر فرمائے گا۔

(نزھۃ المجالس ومنتخب النفائس جلد 2 صفحہ 153 شیخ عبدالرحمٰن الصفوری۔ مطبع میمنیہ۔ مصر)

حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت کی وجہ

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

ابوبکر کو زیادہ روزوں اور نمازوں کی وجہ سے تم پر فضیلت نہیں بلکہ اس وجہ سے ہے جو اس کے دل میں ہے یعنی اللہ کی محبت اور مخلوق کی ہمدردی۔

(نزھۃ المجالس جلد 2 ص 153)

سب سے بڑا خدمت گزار

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے آخری ایام میں فرمایا صحبت اور مال کے لحاظ سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان ابوبکر کا ہے اور اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن اس کے ساتھ میری اسلامی اخوت اور محبت ہے۔ مسجد میں کھلنے والے تمام دروازے بند کر دیئے جائیں سوائے ابوبکر کے دروازہ کے۔

(صحیح بخاری کتاب المناقب باب قول النبی سدوا الابواب حدیث نمبر 3381)

دو سیڑھیاں آگے

آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا:

میں نے رویا میں دیکھا ہے کہ میں اور تم سیڑھیاں چڑھ رہے ہیں اور میں تم سے دو سیڑھیاں آگے چلا گیا ہوں اس پر حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس سے لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے سایہ رحمت میں لے لے گا اور میں آپ کے بعد دو سال تک دنیا میں رہوں گا۔ (تعطیر الانام جلد اول ص 3 عبدالغنی نابلسی)

رسول اللہ ؐ کے ساتھی

حضرت عمرؓ کی وفات پر حضرت علیؓ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

میں نے بارہا آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا میں ابوبکر اور عمر گئے، میں ابوبکر اور عمر داخل ہوئے، میں ابوبکر اور عمر نکلے۔

(صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب عمر حدیث نمبر 3409)

حضرت عمرؓ کا شیطان پر غلبہ

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا:۔

اے ابن خطاب اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے شیطان جب تمہیں ایک رستہ پر چلتے ہوئے دیکھتا ہے تو اسے چھوڑ کر دوسرا رستہ اختیار کر لیتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب عمر حدیث نمبر 3407)

لمبی قمیص کی تعبیر

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

میں نے رویا میں کچھ لوگوں کو دیکھا بعض کی قمیصیں چھاتیوں تک ہیں اور بعض کی اس سے بڑی یا چھوٹی پھر میں نے عمر کو دیکھا وہ اپنی قمیص گھسیٹ کر چل رہے تھے۔ صحابہؓ نے پوچھا اس سے کیا مراد ہے۔ فرمایا: دین۔

(صحیح بخاری کتاب التعبیر باب القمیص فی المنام حدیث نمبر 6491)

تین چاند

حضرت عائشہؓ نے رویا میں دیکھا کہ تین چاند ان کی گود میں آگرے ہیں۔ جب رسول کریم ﷺ کو حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں دفن کیا گیا تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ یہ ایک چاند ہے اور سب سے بہتر چاند ہے۔ بعد میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی اسی حجرہ میں مدفون ہوئے اور خواب پوری ہوئی۔

(مؤطا امام مالک۔ کتاب الجنائز باب دفن المیت حدیث نمبر 489)

سب جنتی ہیں

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ایک باغ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ باری باری وہاں آئے۔ رسول اللہ ؐ نے ہر ایک کو اندر آنے کی اجازت اور جنت کی بشارت دی اور یہ بھی فرمایا کہ عثمان کو ایک فتنہ پیش آئے گا جس کے بعد وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب عثمان حدیث نمبر 3419)

ذوالنورین

رسول کریم ﷺ نے اپنی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ کے عقد میں دیں جس کی وجہ سے وہ امت میں ذوالنورین کے لقب سے معروف ہیں۔

غزوہ تبوک کے لئے جب آپ نے بیش بہا مالی قربانیاں کیں تو رسول اللہ نے فرمایا عثمان پر کوئی مواخذہ نہیں اگر آج کے بعد وہ کوئی عمل نہ کرے۔

(حلیہ الاولیاء جلد 1 ص 59)

رسول اللہ ؐ سے نسبت

آنحضرت ﷺ نے غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت علیؓ کو پیچھے چھوڑا اس پر انہوں نے عرض کیا کہ آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جا رہے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ تجھے مجھ سے وہی نسبت ہو جو ہارون کو موسیٰ سے تھی ہاں میرے بعد نبی نہیں ہوگا۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوہ تبوک حدیث 4064)

حضرت علیؓ کا مقام

حضرت براءؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا:۔

انت منی وانا منک

تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

اور حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ فوت ہوئے تو وہ علی سے راضی تھے۔

(صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب علیؓ)

خلفاء اور مشورہ

حضرت ابوبکرؓ کا طریق

حضرت میمون بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کا یہ طریق تھا کہ وہ مختلف معاملات میں حکم جاری کرنے سے پہلے دیکھتے تھے کہ کتاب اللہ میں اس بارہ میں کیا حکم ہے اگر اس میں نہ ملتا تو پھر سنت رسول اللہ ؐ میں

تلاش کرتے اور اگر اس میں نہ ملتا تو روٴسا کو جمع کرتے اور ان سے مشورہ کرتے۔ جب وہ کسی معاملہ پر اتفاق کرتے تو اس کے مطابق حکم دیتے تھے۔ حضرت عمرؓ کا بھی یہی طریق تھا اور کتاب و سنت کے بعد وہ یہ بھی دیکھتے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ کا اس بارہ میں کیا خیال تھا۔ اس کے بعد علماء سے مشورہ کرتے تھے۔

(اعلام الموقعین جلد 1 ص 62 باب الوعید علی القول بالرای ابن قیم جوزی)

خلافت اور مشورہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا لا خلافة الاعن مشورة

خلافت کا انعقاد مشورہ اور رائے کے بغیر درست نہیں۔ نیز خلافت کے نظام کا ایک اہم ستون مشورہ ہے۔

(کنز العمال کتاب الخلافت جلد 5 ص 648 حدیث نمبر 14136)

مشورہ کا حق

حضرت علیؓ نے منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد فرمایا:۔

میری بیعت وہ لوگ کر چکے ہیں جنہوں نے ابوبکر اور عمر اور عثمان کی بیعت کی تھی اور بیعت انہی شرائط پر کی ہے جن شرائط پر پہلے خلفاء کی بیعت کی تھی۔ اب لوگوں کو اس فیصلے کو رد کرنے کا اختیار نہیں۔ شوریٰ تو مہاجرین اور انصار کا حق تھا جب وہ ایک شخص پر متفق ہوگئے اور اسے امام بنالیا تو اسی میں اللہ کی رضا ہے۔

(نہج البلاغہ صفحہ 366 دار الھجرۃ للنشر قم)

برکات خلافت

خلافت۔ الفت کا ذریعہ

حضرت ابوبکرؓ نے خلیفہ بننے کے بعد صحابہؓ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہؐ کے ذریعہ تمہیں ضلالت اور تفرقہ سے نکالا اور تمہارے دلوں میں الفت قائم کی۔ پھر اللہ نے تم پر ایک خلیفہ مقرر کیا تاکہ تمہارے درمیان الفت و محبت قائم رکھے اور تمہارے مقصود کو غلبہ عطا کرے۔

(دائرہ المعارف القرن الرابع عشر محمد فرید وجدی جلد 3 ص 758 زیر لفظ خلف)

تمکنت دین

آنحضرتﷺ نے آخری بیماری میں حضرت اسامہ بن زیدؓ کی قیادت میں سات سو کا لشکر شام کی طرف بھجوایا تھا۔ ابھی وہ زیادہ دور نہیں گیا تھا کہ رسولؐ کی وفات ہوگئی۔ صحابہؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ مدینہ کے اردگرد بہت سے قبائل مرتد ہوگئے ہیں اس لئے اس لشکر کو روک لیجئے۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا خدا کی قسم اگر مدینہ کی گلیوں میں کتے عورتوں کو گھسیٹتے پھریں تب بھی میں اس لشکر کو نہیں روکوں گا جسے خدا کے رسول نے روانہ کیا ہے۔

(تاریخ الخلفاء ص 74۔ نور محمد اصح المطابع کراچی)

خلافت کے ذریعہ وحدت

حضرت رسول کریمﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق پہلے خلیفہ بنے ان کے والد ابوقحافہ کو مکہ میں خبر ملی جو ان کے لئے باعث حیرت تھی کہ عرب کے طاقتور اور بارسوخ قبائل نے بھی انہیں خلیفہ تسلیم کرلیا ہے۔ چنانچہ وہ پوچھتے رہے کہ کیا فلاں فلاں قبیلہ نے بھی مان لیا ہے۔ ان کی وفات حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے ایک سال بعد ہوئی۔

(البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد 7 ص 50 حالات 14ھ مکتبہ معارف بیروت طبع اول 1966ء)

امام ڈھال ہے

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتﷺ نے فرمایا:۔

امام ڈھال ہے جس کی قیادت اور اطاعت میں دشمن سے لڑائی کی جاتی ہے اور دشمن کے حملوں سے بچا جاتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الجہاد باب یقاتل من وراء الامام حدیث نمبر 2737)

روحانی پیغام رسانی

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ایک لشکر ساریہ کی سرکردگی میں بھیجا۔ حضرت عمرؓ مدینہ میں خطبہ دے رہے تھے کہ آپ نے پکار کر کہا اے ساریہ پہاڑ کی پناہ لو۔ بعد میں اس لشکر کا ایک شخص آیا اور کہا کہ دشمن سے جنگ کے دوران ہم شکست کھا رہے تھے تو ہم نے ایک آواز سنی کہ اے ساریہ پہاڑ کی پناہ لو ہم نے ایسا ہی کیا اور دشمن پر فتح پائی۔

(مشکوۃ باب الکرامات)

خلافت سے وابستگی اور اس کی اطاعت

خلفاء کی اطاعت

حضرت عرباض بن ساریہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتﷺ نے فرمایا:۔

علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهديين

تم پر میری سنت اور خلفائے راشدین جو خدا کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں کی سنت کی اطاعت فرض ہے۔ اس طریق کو مضبوطی سے تھام لو اور دانتوں سے اچھی طرح پکڑ کے رکھو۔

(سنن ابوداؤد کتاب السنة باب فی لزوم السنة حدیث 3991)

سنت رسولؐ اور خلفاء کی پیروی

حضرت عرباض بن ساریہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتﷺ نے فرمایا:۔

جو لوگ میرے بعد زندہ رہیں گے وہ بہت سے اختلافات دیکھیں گے ایسے وقت میں تم پر لازم ہے کہ میری سنت اور خلفاء راشدین مہدیین کی سنت کی پیروی کرو اور اسے دانتوں سے مضبوطی سے پکڑ لینا۔

(مسند احمد۔ حدیث نمبر 16521)

خلافت سے وابستہ رہو

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتﷺ نے فرمایا:۔

اگر تم دیکھو کہ اللہ کا خلیفہ زمین پر موجود ہے تو اس سے وابستہ ہو جاؤ۔ اگرچہ (اس جرم میں) تمہارا بدن تار تار کر دیا جائے اور تمہارا مال لوٹ لیا جائے۔

(مسند احمد۔ حدیث نمبر 22333)

جب تم ایک ہاتھ پر جمع ہو

حضرت عرفجہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتﷺ نے فرمایا:۔

جب تم ایک ہاتھ پر جمع ہو اور تمہارا ایک امیر ہو اور پھر کوئی شخص تمہاری وحدت کو توڑنا چاہے تاکہ تمہاری جماعت میں تفریق پیدا کرے تو اس سے قطع تعلق کرلو اور اس کی بات نہ مانو۔

(مسلم کتاب الامارہ باب حکم من فرق حدیث نمبر 3443)

خلافت سے وفاداری

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتﷺ نے فرمایا:۔

تین آدمی ایسے ہیں جن سے خدا قیامت کے دن نہ کلام کرے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ایک وہ شخص جس کے پاس رستے میں ضرورت سے زائد پانی ہو اور وہ دوسرے مسافر کو نہ دے۔ دوسرا وہ جس نے کسی امام کی بیعت دنیا کی خاطر کی۔ اگر امام اس کو حسب خواہش کچھ دے تو وہ وفا کرتا ہے ورنہ بے وفائی کرتا ہے۔ تیسرا وہ شخص جس نے عصر کے بعد اللہ کی قسم کھا کر مال بیچنے کے لئے کہا کہ مجھے اتنی رقم ملتی تھی (مگر میں نے نہ بیچا) حالانکہ یہ جھوٹ تھا اور اس کی قسم سن کر کوئی شخص مال خرید لے۔

(صحیح بخاری کتاب الاحکام باب من بایع رجلا حدیث نمبر 6672)

سب سے بڑی غداری

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتﷺ نے فرمایا:۔

ہر عہد شکن کے لئے قیامت کے دن ایک جھنڈا گاڑا جائے گا اور سب سے بڑی عہد شکنی اور غداری امام کے ساتھ غداری ہے۔

(جامع ترمذی کتاب الفتن باب ما اخبر النبی اصحابہ حدیث نمبر 2117)

اجتماعیت جاتی رہے گی

جب باغی حضرت عثمانؓ سے خلافت کا منصب چھوڑنے کا مطالبہ کر رہے تھے اور قتل کی دھمکیاں دے رہے تھے تو انہوں نے فرمایا:۔

اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو میرے بعد کبھی باہمی الفت نہ کرسکو گے نہ اکٹھی نماز پڑھ سکو گے اور نہ ہی مل کر دشمن سے جنگ کرسکو گے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 ص 72 ابن سعد دار صادر بیروت)

اگر خلافت چلی گئی

حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں جب بعض لوگ آپ کے خلاف فتنوں میں مصروف تھے تو صحابی رسول حضرت حنظلہؓ نے کچھ اشعار کہے (جن کا ترجمہ یہ ہے۔

مجھے تعجب ہے کہ لوگ کن باتوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ خلافت جاتی رہے اگر وہ چلی گئی تو لوگ ہر خیر سے محروم ہو جائیں گے اور پھر انتہائی ذلیل ہو جائیں گے۔ وہ یہود اور نصاریٰ کی طرح ہو جائیں گے جو راہ حق سے بھٹک چکے ہیں۔

(تاریخ ابن اثیر جلد 2 ص 173)

خلفاء کے لئے دعا

اے اللہ رحم کر

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتﷺ نے یہ دعا کی اے اللہ میرے ان خلفاء پر رحم فرما جو میرے بعد آئیں گے میری احادیث اور سنت بیان کریں گے اور لوگوں کو ان کی تعلیم دیں گے۔

(الجامع الصغیر۔ جلد اول ص 60)

بہترین امام

حضرت عوف بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرتﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تمہارے بہترین امام وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں۔ تم ان کے لئے دعا کرتے ہو اور وہ تمہارے لئے دعا کرتے ہیں۔

(صحیح مسلم کتاب الامارہ باب خیار الائمة حدیث نمبر 3447)

خلیفہ کے معنی

"خلیفہ کے معنی جانشین کے ہیں جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دور کرنے کے واسطے جو ان کی جگہ آتے ہیں انہیں خلیفہ کہتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد نمبر 2 ص 666)

قرآن کریم کی رو سے روحانی معلموں کا ہمیشہ کے لئے ہونا خدا کے ارادہ قدیم میں مقرر ہوچکا ہے

میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے

خلافت کے فلسفہ و مقاصد اور اس کے دوام کے متعلق حضرت مسیح موعود کے ارشادات

خلیفہ اللہ تعالیٰ منتخب فرماتا ہے

”صوفیاء نے لکھا ہے کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آ جاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا تعالیٰ کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سر نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپ کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرما دے گا کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا اور سب سے اول حق انہی کے دل میں ڈالا۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 524)

نزول رحمت کا طریق

حضرت مسیح موعود نے اپنی اولاد اور نظام قدرت ثانیہ کے ظہور کی واضح خبر دیتے ہوئے یکم دسمبر 1888ء کو پیشگوئی فرمائی۔

”دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیّین و ائمہ و اولیاء و خلفاء ہے تا ان کی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آ جائیں اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں آ جائیں“۔

(سبز اشتہار روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 462)

مقام خلافت کی تجلیات

”..........جب تو اس مقام تک پہنچ گیا تو تُو نے اپنی کوشش کو انتہاء تک پہنچا دیا اور فنا کے مرتبہ تک پہنچ گیا۔ پس اس وقت تیرے سلوک کا درخت اپنے کامل نشو و نما تک پہنچ جائے گا اور تیری روح کی گردن تقدس اور بزرگی کے مرغزار کے نرم سبزہ تک پہنچ جائے گی اس اونٹنی کی مانند جس کی گردن لمبی ہو اور اس نے اپنی گردن کو ایک سبز درخت تک پہنچا دیا ہو اور اس کے بعد حضرت احدیت کے جذبات ہیں اور خوشبوئیں ہیں اور تجلیات ہیں تا وہ بعض ان رگوں کو کاٹ دے کہ جو بشریت میں سے باقی رہ گئی ہوں اور بعد اس کے زندہ کرنا ہے اور باقی رکھنا اور قریب کرنا اس نفس کا جو خدا کے ساتھ آرام پکڑ چکا ہے جو خدا سے راضی اور خدا اس سے راضی اور فنا شدہ ہے تا کہ یہ بندہ حیات ثانی کے بعد قبول فیض کے لئے مستعد ہو جائے اور اس کے بعد انسان کامل کو حضرت احدیت کی طرف سے خلافت کا پیرایہ پہنایا جاتا ہے اور رنگ دیا جاتا ہے الوہیت کی صفتوں کے ساتھ۔ اور یہ رنگ ظلی طور پر ہوتا ہے تا مقام خلافت محقق ہو جائے اور پھر اس کے بعد خلقت کی طرف اترتا ہے تا ان کو روحانیت کی طرف کھینچے اور زمین کی تاریکیوں سے باہر لا کر آسمانی نوروں کی طرف لے جائے۔ اور یہ انسان ان سب کا وارث کیا جاتا ہے جو نبیوں اور صدیقوں اور اہل علم اور درایت میں سے اور قرب اور ولایت کے سورجوں میں سے اس سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اور دیا جاتا ہے اس کو علم اولین کا اور معارف گزشتہ اہل بصیرت و حکمائے ملت کے تا اس کے لئے مقام وراثت کا متحقق ہو جائے۔ پھر یہ بندہ زمین پر ایک مدت تک جو اس کے رب کے ارادے میں ہے توقف کرتا ہے تا کہ مخلوق کو نور ہدایت کے ساتھ منور کرے اور جب خلقت کو اپنے رب کے نور کے ساتھ روشن کر چکا یا امر تبلیغ کو بقدر کفایت پورا کر دیا پس اس وقت اس کا نام پورا ہو جاتا ہے اور اس کا رب اس کو بلاتا ہے اور اس کی روح اس کے نفسی نقطہ کی طرف اٹھائی جاتی ہے۔“

(ترجمہ: از خطبہ الہامیہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 38 تا 41)

خلافت میں شجاعت و فراست کی روح

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کا قول ہے کہ بباعث چند در چند فتنوں اور بغاوت اعراب اور کھڑے ہونے والے جھوٹے پیغمبروں کے میرے باپ پر جبکہ وہ خلیفہ رسول اللہ صلعم مقرر کیا گیا وہ مصیبتیں پڑیں اور وہ غم دل پر نازل ہوئے کہ اگر وہ غم کسی پہاڑ پر پڑتے تو وہ بھی گر پڑتا اور پاش پاش ہو جاتا اور زمین سے ہموار ہو جاتا مگر چونکہ خدا کا یہ قانون قدرت ہے کہ جب خدا کے رسول کا کوئی خلیفہ اس کی موت کے بعد مقرر ہوتا ہے تو شجاعت اور ہمت اور استقلال اور فراست اور دل قوی ہونے کی روح اس میں پھونکی جاتی ہے جیسا کہ یشوع کی کتاب باب اوّل آیت 6 میں حضرت یشوع کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مضبوط ہو اور دلاوری کر یعنی موسیٰ تو مر گیا اب تو مضبوط ہو جا۔ یہی حکم قضا و قدر کے رنگ میں نہ شرعی رنگ میں حضرت ابوبکر کے دل پر بھی نازل ہوا تھا۔“

(تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 185)

نظام خلافت دائمی ہے

”خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔ اس واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔ پس جو شخص خلافت کو صرف تیس برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علت غائی کو نظر انداز کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تو ہرگز نہیں تھا کہ رسول کریمؐ کی وفات کے بعد تیس برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں قائم رکھنا ضروری ہے پھر بعد اس کے دنیا تباہ ہو جائے تو ہو جائے کچھ پروا نہیں ....پس یہ حقیر خیال خدا تعالیٰ کی نسبت تجویز کرنا کہ اس کو صرف ......تیس برس کا ہی فکر تھا اور پھر اس کو ہمیشہ کے لئے ضلالت میں چھوڑ دیا اور وہ نور جو قدیم سے انبیاء سابقین کی امت میں خلافت کے آئینہ میں وہ دکھلاتا رہا اس...... کے لئے دکھلانا اس کو منظور نہ ہوا۔ کیا عقل سلیم خدائے رحیم و کریم کی نسبت ان باتوں کو تجویز کرے گی ہرگز نہیں اور پھر یہ آیت خلافت ائمہ پر گواہ ہے۔......

کیونکہ یہ آیت صاف صاف پکار رہی ہے کہ......

خلافت دائمی ہے اس لئے کہ یَرِثُھَا کا لفظ دوام کو چاہتا ہے وجہ یہ کہ اگر آخری نوبت فاسقوں کی ہو تو زمین کے وارث وہی قرار پائیں گے نہ کہ صالح اور سب کا وارث وہی ہوتا ہے جو سب کے بعد ہو“۔

(شہادت القرآن۔ روحانی خزائن جلد 6 ص 354,353)

”اس بات کو عقل ضروری تجویز کرتی ہے کہ چونکہ الٰہیات اور امور معاد کے مسائل نہایت باریک اور نظری ہیں گویا تمام امور غیر مرئی اور فوق العقل پر ایمان لانا پڑتا ہے، نہ خدا تعالیٰ کبھی کسی کو نظر آیا نہ کبھی کسی نے بہشت دیکھی اور نہ دوزخ کا ملاحظہ کیا اور نہ ملائک سے ملاقات ہوئی، اور علاوہ اس کے احکام الٰہی مخالف جذبات نفس ہیں اور نفس امارہ جن باتوں میں لذت پاتا ہے احکام الٰہی ان سے منع کرتے ہیں۔ لہٰذا عندالعقل یہ بات نہ صرف احسن بلکہ واجب ہے کہ خدا تعالیٰ کے پاک نبی جو شریعت اور کتاب لے کر آتے ہیں اور اپنے نفس میں تاثیر اور قوت قدسیہ رکھتے ہیں، یا تو وہ ایک لمبی عمر لے کر آویں اور ہمیشہ اور ہر صدی میں ہر یک اپنی نئی امت کو اپنی ملاقات اور صحبت سے شرف بخشیں اور اپنے زیر سایہ رکھ کر اور اپنے پر فیض پروں کے نیچے ان کو لے کر وہ برکت اور نور اور روحانی معرفت پہنچاویں جو انہوں نے ابتداء زمانہ میں پہنچائی تھی۔ اور اگر ایسا نہیں تو پھر ان کے وارث جو انہیں کے کمالات اپنے اندر رکھتے ہوں اور کتاب الٰہی کے دقائق اور معارف کو وحی اور الہام سے بیان کر سکتے ہوں، اور منقولات کو مشہودات کے پیرایہ میں دکھلا سکتے ہوں اور طالب حق کو یقین تک پہنچا سکتے ہوں۔ ہمیشہ فتنہ اور فساد کے وقتوں میں ضرور پیدا ہونے چاہئیں، تا انسان جو مغلوب شبہات و نسیان ہے ان کے فیض حقیقی سے محروم نہ رہے کیونکہ یہ بات نہایت صاف اور بدیہی ہے کہ جب زمانہ ایک نبی کا اپنے خاتمہ کو پہنچتا ہے اور اس کی برکات کے دیکھنے والے فوت ہو جاتے ہیں تو وہ تمام مشہودات منقولات کے رنگ میں آ جاتے ہیں، پھر دوسری صدی کے لوگوں کی نظر میں اس نبی کے اخلاق اور اس نبی کی عبادات اور اس نبی کا صبر اور استقامت اور صدق اور صفا اور وفا اور تمام تائیدات الٰہیہ اور خوارق اور معجزات جن سے اس کی صحت نبوت اور صداقت دعویٰ پر استدلال ہوتے تھے نئی صدی کے لوگوں کو کچھ قصے سے معلوم ہوتے ہیں اور اسی وجہ سے وہ انشراح ایمانی اور جوش اطاعت جو نبی کے دیکھنے والوں میں ہوتا ہے دوسروں میں وہ بات پائی نہیں جاتی۔

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 345)

جب ہم قرآن پر نظر ڈالتے ہیں اور غور کی نگہ سے اس کو دیکھتے ہیں تو وہ بھی بآواز بلند یہی فرما رہا ہے کہ روحانی معلموں کا ہمیشہ کے لئے ہونا اس کے ارادہ قدیم میں مقرر ہو چکا ہے.......... پھر بعض اور آیات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ضرور خداوند کریم نے یہی ارادہ فرمایا ہے کہ روحانی معلم جو انبیاء کے وارث ہیں ہمیشہ ہوتے رہیں اور وہ یہ ہیں (-) (النور: 56) یعنی

خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے (-) وعدہ کیا ہے کہ تمہیں بھی وہ زمین میں خلیفہ کرے گا جیسا کہ تم سے پہلوں کو کیا..........ان آیات کو اگر کوئی شخص تامل اور غور کی نظر سے دیکھے تو میں کیوں کر کہوں کہ وہ اس بات کو سمجھ نہ جائے کہ خدا تعالیٰ (-) خلافت دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے۔ اگر خلافت دائمی نہیں تھی تو شریعت موسوی کے خلیفوں سے تشبیہ دینا کیا معنی رکھتا ہے اور اگر خلافت راشدہ صرف تیس برس تک رہ کر پھر ہمیشہ کے لئے اس کا دور ختم ہو گیا تھا تو اس سے لازم آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہرگز یہ ارادہ نہ تھا کہ اس امت پر ہمیشہ کے لئے ابواب سعادت مفتوح رکھے کیونکہ روحانی سلسلہ کی موت سے دین کی موت لازم آتی ہے۔

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 351 تا 353)

خدا تعالیٰ کی سنت

''یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔......(ترجمہ: خدا نے لکھ رکھا ہے کہ وہ اور اس کے نبی غالب رہیں گے) اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجّت زمین پر پوری ہو جائے......لیکن اس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (1) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (2) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے...... جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا......

سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔......

میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔......

اور چاہئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کے پاک کرنے سے روح القدس سے حصہ لو کہ بجز رُوح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتی اور نفسانی جذبات کو بکلّی چھوڑ کر خدا کی رضا کے لئے وہ راہ اختیار کرو جو اس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو دنیا کی لذتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو وہ درد جس سے خدا راضی ہو اس لذت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اس فتح سے بہتر ہے جو موجب غضب الٰہی ہو۔ اس محبت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے۔ اگر تم صاف دل ہو کر اس کی طرف آ جاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کرے گا اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر اپنی لذات چھوڑ کر اپنی عزت چھوڑ کر اپنا مال چھوڑ کر اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اٹھا لو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آ جاؤ گے اور تم اُن راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔ لیکن تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہئے۔ وہی پانی جس سے تقویٰ پرورش پاتی ہے۔ تمام باغ کو سیراب کر دیتا ہے۔ تقویٰ ایک ایسی جڑ ہے کہ اگر وہ نہیں تو سب کچھ ہیچ ہے اور اگر وہ باقی رہے تو سب کچھ باقی ہے۔ انسان کو اس فضولی سے کیا فائدہ جو زبان سے خدا طلبی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن قدمِ صدق نہیں رکھتا۔ دیکھو میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ آدمی ہلاک شدہ ہے جو دین کے ساتھ کچھ دنیا کی ملونی رکھتا ہے...... پس اگر تم دنیا کی ایک ذرہ بھی ملونی اپنی اغراض میں رکھتے ہو تو تمہاری تمام عبادتیں عبث ہیں۔''

(الوصیت روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ 304-308)

حمد و شکر باری تعالیٰ

حضرت مسیح موعود کی زبان مبارک سے

تیرے کاموں سے مجھے حیرت ہے۔ اے میرے کریم
کس عمل پر مجھ کو دی ہے خلعت قرب و جوار
اس قدر مجھ پر ہوئیں تیری عنایات و کرم
جن کا مشکل ہے کہ تا روزِ قیامت ہو شمار
آسماں میرے لئے تو نے بنایا اک گواہ
چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار
جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار
اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اے آوارگان دشت خار
جو دور تھا خزاں کا وہ بدلا بہار سے
چلنے لگی نسیم عنایاتِ یار سے
جتنے درخت زندہ تھے وہ سب ہوئے ہرے
پھل اس قدر پڑا کہ وہ میووں سے لد گئے
ان کے لئے تو بس ہے خدا کا یہی نشاں
یعنی وہ فضل اس کے جو مجھ پر ہیں ہر زماں
دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
کیونکر ہو شکر تیرا تیرا ہے جو ہے میرا
تو نے ہر اک کرم سے گھر بھر دیا ہے میرا
جب تیرا نور آیا جاتا رہا اندھیرا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
تیرا یہ سب کرم ہے تو رحمت اتم ہے
کیونکر ہو حمد تیری کب طاقت قلم ہے
تیرا ہوں میں ہمیشہ جب تک کہ دم میں دم ہے
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
میری دعائیں ساری کریو قبول باری
میں جاؤں تیرے واری کر تو مدد ہماری
ہم تیرے در پہ آئے لے کر امید بھاری
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

(درثمین)

میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں

خدا کے ہاتھ نے سینچا تھا جو درخت وجود
صدی کے بعد بھی سایہ ہے اس کا گلشن میں

جماعت احمدیہ جو ترقی کر رہی ہے اسی بیج کی وجہ سے کر رہی ہے جو حضرت مسیح موعود نے ڈالا ہے

خلافت ایسی رسی ہے کہ اس کو پکڑ کر تم ترقی کر سکتے ہو یہ مسئلہ دین کی جان ہے

تم دعائیں کرو، نمازیں پڑھو، صدقے دو، تاکہ تم میں خلافت کا سلسلہ ہمیشہ قائم رہے

سیدنا حضرت خلیفة المسیح الثانی المصلح الموعود کا آیت استخلاف پر یکم و2مارچ 1921ء کو درس

یکم مارچ 1921ء

آیت استخلاف کی تلاوت کے بعد فرمایا : یہ آیت اس زمانہ میں بہت ہی زیر بحث ہے۔اس میں خلافت کا مضمون بیان کیا گیا ہے۔مَیں خلافت کے مسئلہ کے متعلق بہت کم بولتا ہوں کیونکہ طبعاً میری طبیعت میں یہ بات داخل ہے کہ جس مسئلہ کا اثر میری ذات پر پڑتا ہو، اُسے مَیں بہت کم بیان کیا کرتا ہوں۔ ہاں جب کوئی اعتراض کرے تو جواب دینے کے لئے بولنا پڑتا ہے۔ حضرت خلیفہ اوّل خلافت کے مسئلہ کے متعلق بہت زور دیا کرتے تھے کیونکہ انہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ علم دیا گیا تھا کہ اس کے متعلق فتنہ ہوگا۔اس وجہ سے لیکچروں ، درسوں اور دُعاؤں میں بہت زور دیا کرتے تھے۔

میرے نزدیک یہ مسئلہ (دین) کے ایک حصہ کی جان ہے۔مختلف حصوں میں مذاہب کا عملی کام منقسم ہوتا ہے۔ یہ مسئلہ جس حصہ مذہب سے تعلق رکھتا ہے وہ وحدت قومی ہے۔کوئی جماعت، کوئی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کرسکتی جب تک ایک رنگ کی اس میں وحدت نہ پائی جائے۔......قومی لحاظ سے تنزل اُس وقت کیا ہے جب ان میں خلافت نہ رہی۔ جب خلافت نہ رہی تو وحدت نہ رہی۔ اور جب وحدت نہ رہی تو ترقی رک گئی اور تنزل شروع ہوگیا کیونکہ خلافت کے بغیر وحدت نہیں ہوسکتی۔ اور وحدت کے بغیر ترقی نہیں ہوسکتی۔ ترقی وحدت کے ذریعہ ہی ہوسکتی ہے۔ وحدت ایک ایسی رسّی ہوتی ہے جو قوم کو باندھے ہوئے ہوتی ہے اور اس قوم کے کمزور بھی طاقتوروں کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتے جاتے ہیں۔ دیکھو اگر شاہسوار کے پیچھے ایک چھوٹا لڑکا بٹھا کر باندھ دیا جائے تو لڑکا بھی اسی جگہ پہنچ جائے گا جہاں شاہسوار کو پہنچنا ہوگا۔یہی حال قوم کا ہوتا ہے۔ اگر وہ رسّی میں بندھی ہو تو اس کے کمزور افراد بھی ساتھ دوڑے جاتے ہیں۔لیکن جب رسّی کھل جائے تو گو کچھ دیر تک طاقتور دوڑتے رہتے ہیں لیکن کمزور پیچھے رہ جاتے ہیں۔ اور آخر کار نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کئی طاقتور بھی پیچھے رہنے لگ جاتے ہیں۔ پھر ان لوگوں میں جو آگے بڑھنے کی طاقت رکھتے اور آگے بڑھتے ہیں چلنے کی قابلیت نہیں رہتی مگر قومی اتحاد ایسا ہوتا ہے کہ ساری قوم کی قوم چٹان کی طرح مضبوط ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے کمزور بھی آگے بڑھتے جاتے ہیں۔

جیسا کہ مَیں نے بتایا تھا کہ سورۃ نور میں (دین) اور انسان کی روحانی ترقیات کے ذرائع کا ذکر ہے۔ ان ذرائع میں سے بعض کا تو پہلے ذکر آ چکا ہے اور ایک ذریعہ اس آیت میں بیان کیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

وعدہ فرمایا ہے اللہ نے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور عمل صالح کئے۔ (اور یہ وعدہ معمولی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ اپنی ذات کی قسم کھا کر فرماتا ہے) کہ ان کو ضرور ضرور خلیفہ بنائے گا اس زمین میں جیسا کہ اس نے خلیفہ بنایا تم سے پہلوں کو۔

اس میں یہ بتایا ہے کہ خدا نے مومنوں سے یہ وعدہ کیا ہے۔ آگے اس وعدہ کی خصوصیات بیان فرماتا ہے۔ ......وہ ضرور قائم کرے گا، ثابت کردے گا ان کے لئے ان کے دین کو جو ان کے لئے پسند کیا گیا۔

یہ ایک سلوک ہے۔ دوسرا سلوک ان سے یہ کرے گا کہ :......۔ خوف کے بعد امن سے ان کی حالت بدل دے گا۔

اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ فرماتا ہے یہ کہ...... وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے۔

آگے فرماتا ہے یہ تمہارے لئے اتنا بڑا انعام ہے کہ:...... جو اس کی قدر نہ کرے گا وہ ہمارے دفتر سے کاٹ دیا جائے گا۔

یہ اس قدر سخت وعید ہے کہ پچھلے کسی وعدہ کی ناقدری کے متعلق ایسی وعید نہیں رکھی گئی۔

اس زمانہ میں بدقسمتی سے بعض لوگوں نے خلافت سے اختلاف کیا ہے۔ان کا خیال ہے کہ خلافت کا سلسلہ حکومت سے تعلق رکھتا ہے حالانکہ یہاں اللہ تعالیٰ نے جتنا زور دیا ہے مذہب پر ہی دیا ہے ......

یہ پانچوں باتیں تو صاف طور پر دین سے تعلق رکھتی ہیں اور تمکین دین کے ساتھ امن کا آنا ظاہر کرتا ہے کہ اس سے بھی دینی امن ہی مراد ہے۔ اس طرح اس آیت میں تمام کا تمام دین کا ذکر ہے اور اس کے آگے بھی خدا تعالیٰ فرماتا ہے: واقیموا الصلوٰة ......

یہ بھی دین ہی کے احکام ہیں۔ پس یہاں دین ہی دین کا ذکر ہے ورنہ اگر یہاں یہ سمجھا جائے کہ سلطنت کا ذکر ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ روحانی ترقیات کے ذرائع بتانے کے سلسلہ میں سلطنت کا ذکر کیا تعلق رکھتا ہے۔ سلطنت تو کافر اور بدکار لوگ بھی قائم کر لیتے ہیں۔

اصل اور سچی بات یہی ہے کہ خلافت جو روحانی ترقیات کا ایک عظیم الشان ذریعہ ہے اسی کا یہاں ذکر ہے، سلطنت کا نہیں ہے۔ اس خلافت سے مراد خواہ خلافتِ ماموریت لے لو یا خلافتِ نیابت لے لو۔ بہرحال روحانی خلافت کا ہی یہاں ذکر ہے۔ یہ دونوں قسم کی خلافت روحانیت کی ترقی کا ذریعہ ہے۔ خلافت ماموریت تو اس طرح کہ اس کے ذریعہ ایک انسان خدا سے نور پا کر دوسروں کو منور کرتا ہے۔ اور خلافتِ نیابتِ مامورین اس طرح کہ اس انتظام اور نگرانی سے کمزوروں کی بھی حفاظت ہوتی جاتی ہے۔

پس ان دونوں قسم کی خلافتوں میں برکات ہیں اور دونوں روحانی ترقیات کا باعث ہیں اور دونوں کے بغیر روحانیت مفقود ہو جاتی ہے۔ چنانچہ دیکھو رسول اللہ ﷺ کے بعد جب خلافت کا سلسلہ ٹوٹا تو پھر (دین) کو کوئی نمایاں ترقی نہیں ہوئی۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کے بعد جو خلافتیں تھیں ان میں عظیم الشان تغیر ہوئے۔ قوموں کی قومیں اسلام میں داخل ہوگئیں اور اسلام بڑی سرعت کے ساتھ پھیل گیا۔ لیکن جب روحانی خلافت کا سلسلہ نہ رہا تو اسلام کی ترقی بھی رُک گئی۔ یا پھر ان لوگوں کے ذریعہ کسی قدر ترقی ہوئی جو خدا سے الہام اور وحی پا کر اسلام کی خدمت کے لئے کھڑے ہوئے۔ تو روحانی خلافت کے بغیر اسلام کی کوئی ترقی نہ ہوئی بلکہ تنزل ہوتا رہا۔

آج بھی لوگ خلافت کا شور ڈال رہے ہیں اور خدا کی قدرت ہے کہ چند ہی سال پہلے جو لوگ ہم پر اس وجہ سے شرک کا الزام لگاتے تھے کہ ہم خلافت کے قائل ہیں اور کہتے تھے کہ خلافت کے مٹانے کا وقت آ گیا ہے۔ چنانچہ وہی ٹریکٹ جو "اظہار الحق" کے نام سے شائع کیا گیا اس کے مضمون کی بنیاد ہی اسی امر پر رکھی گئی تھی کہ ہر ایک مامور کسی خاص کام کے لئے آتا ہے اور حضرت مسیح موعود اس زمانہ میں اسی لئے آئے کہ ہر قسم کی شخصی حکومت مٹا کر جمہوری حکومت قائم کریں۔ یہ ٹریکٹ لاہور کے جن لوگوں کی مرضی اور منشاء کے ماتحت شائع ہوا تھا آج وہی کہہ رہے ہیں کہ خلافت ٹرکی ضرور قائم رہنی چاہئے اور یہ مسلمانوں کا مذہبی مسئلہ ہے۔ کوئی ایسی بات نہیں ہونی چاہئے جس سے اس میں دست اندازی سمجھی جائے۔

اس سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کو مجبور کر کے ان کے مونہوں سے وہی باتیں نکلوائی ہیں جن کی بنا پر ہم سے اختلاف کر کے علیحدہ ہوئے تھے تا کہ معلوم ہو جائے کہ ان کے علیحدہ ہونے کی وجہ دنیاوی اغراض ہی تھیں، دینی نہ تھیں۔ کیونکہ اس وقت جب انہوں نے خلافت کے مسئلہ کو اپنی اغراض کے خلاف دیکھا تو اسے مٹانے کے درپے ہوگئے ۔ اور اب عام مسلمانوں کو جب خلافت پر زور دیتے دیکھا تو ان کی ہمدردی حاصل کرنے اور ان سے فائدہ اٹھانے کی غرض سے خلافت کو دینی مسئلہ بنا لیا۔ ان کے مقابلہ میں ہمیں دیکھا جائے تو صاف ظاہر ہوگا کہ جو کچھ ہم نے پہلے خلافت کے متعلق کہا تھا اب بھی اسی پر قائم ہیں اور ایک انچ اس سے آگے پیچھے نہیں ہوئے۔

خلافت (دین) کے اہم مسائل میں سے ایک مسئلہ ہے اور (دین) کبھی ترقی نہیں کرسکتا جب تک خلافت نہ ہو۔ ہمیشہ خلفاء کے ذریعہ (دین) نے ترقی کی ہے۔ اور آئندہ بھی اسی ذریعہ سے ترقی کرے گا۔ اور ہمیشہ خدا تعالیٰ خلفاء مقرر کرتا رہا ہے اور آئندہ بھی خدا تعالیٰ ہی خلفاء مقرر کرے گا .... ہماری جماعت میں جو خلافت کے متعلق جھگڑا ہوا وہ لوگ جنہوں نے اس وقت کے حالات دیکھے وہ جانتے ہیں کہ کتنا بڑا فتنہ بپا ہوا تھا۔ اب تو کہا جاتا ہے کہ منصوبہ کیا ہوا تھا اس لئے کامیابی ہوگئی مگر اس وقت کے حالات کو جاننے والے جانتے ہیں ...... کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ہم خلیفہ بناتے ہیں۔ جو کچھ ہوا اسی کے ماتحت ہوا ۔ وہ لوگ جو اب یہاں سے علیحدہ ہوگئے ہیں ان کے متعلق بچے نہیں سمجھ سکتے کہ ان کی یہاں کیسی حکومت تھی اور نہ نئے آدمی اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں ۔ لیکن یہاں کی ہر چیز پر ان کا اتنا قبضہ اور اقتدار تھا کہ خلافت کے اختلاف کے وقت سب سے پہلا سوال یہی پیدا ہوا کہ جب سب انتظام ان کے سپرد ہے تو ہمارا کام کس طرح چلے گا۔ اور ان کو اپنے قبضہ اور انتظام پر اتنا گھمنڈ تھا کہ انہوں نے علی الاعلان

کہا ہم تو جاتے ہیں لیکن دس سال کے اندر اندر یہاں سکول وغیرہ کی عمارتوں پر عیسائیوں کا قبضہ ہوگا۔ اس بات کو کہے ہوئے سات سال تو گزر چکے ہیں مگر سکول میں ہر طرح ترقی ہو رہی ہے۔ لڑکے بھی پہلے کی نسبت زیادہ پڑھتے ہیں، آبادی بھی دن بدن بڑھ رہی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے۔ کیونکہ جس حالت میں وہ یہاں کے کاروبار کو چھوڑ کر گئے تھے وہ ایسی تھی کہ تباہی کی حالت تھی۔ چنانچہ جب وہ یہاں سے گئے تو چند آنے کے پیسے خزانے میں تھے اور انجمن اٹھارہ ہزار سے زیادہ کی مقروض تھی۔ ہماری ترقیات کے لحاظ سے قرضہ تو اب بھی ہو گیا ہے مگر قرضہ سے زیادہ اس وقت ہماری دوسری مدّات میں روپیہ موجود ہے۔ اور اب خدا تعالیٰ نے اس قدر فضل کیا ہے کہ ایک ایک احمدی 18,18 ہزار دے دیتا ہے۔ اور ہر محکمہ اور ہر صیغہ میں دن بدن ترقی ہو رہی ہے۔ وہ کہتے تھے جس کے ہاتھ میں جماعت کو دیا گیا ہے وہ نوجوان اور ناتجربہ کار ہے اور جماعت کو تباہ کر دے گا۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت خلیفہ اول کے وقت جب ان لوگوں کی کمیٹی (بیت) میں ہو رہی تھی اور مَیں اندر ٹہل رہا تھا تو مَیں نے سنا شیخ رحمت اللہ صاحب کہہ رہے تھے کیسا غضب ہے بچہ کو خلیفہ بنانے کے لئے یہ فتنہ کھڑا کیا گیا ہے۔ چونکہ مَیں نہیں جانتا تھا کس کے متعلق یہ کہا جا رہا ہے اس لئے حیران ہو رہا تھا کہ کونسا بچہ ہے جو خلیفہ بن جائے گا۔ مگر جیسا کہ خدا تعالیٰ کی مقدس کتاب میں آیا ہے کہ وہ پتھر جسے معماروں نے ردّ کر دیا وہی کونہ کا پتھر ہوا۔ ایسا ہی خدا تعالیٰ نے مجھے جس کی اس وقت مخالفت کی جارہی تھی جبکہ مَیں بالکل ناواقف تھا وقت پر خلیفہ بنا دیا۔ اور مَیں سمجھتا ہوں خدا تعالیٰ نے مجھے ان لوگوں کی مخالفت کی وجہ سے ہی خلیفہ بنایا ہے۔ ورنہ اگر وہ میری اتنی مخالفت نہ کرتے تو شاید مَیں خلیفہ نہ ہی بنتا۔ جب میرے دل میں خلافت کے متعلق کبھی خواہش نہ پیدا ہوئی، جب مجھے اس کا کوئی خیال نہ تھا اس وقت ان لوگوں نے مجھے الزام دیا کہ یہ خلافت کے لئے کوشش کرتا ہے۔ اس پر خدا تعالیٰ کی غیرت بھڑکی اور اس نے کہا یہ لوگ جس کو حقیر جانتے اور جس کے خلاف کوشش کرتے ہیں اسی کو خلیفہ بناؤں گا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اور پھر دکھا دیا کہ اس زمانہ خلافت میں جماعت ہر طرح سے ترقی کر رہی ہے۔ روحانیت میں ترقی کر رہی ہے، مال میں ترقی کر رہی ہے۔ اور وہ جس کے متعلق کہا جاتا تھا کہ بچہ ہے اور جماعت کو تباہ کر دے گا اس کی نسبت مخالفین کا اور خیال ہے۔ حال ہی میں ایک صاحب کا خط آیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں، مَیں نے ایک شخص کو (دعوت الی اللہ) کی۔ وہ کہتا ہے اگر تمہارے موجودہ خلیفہ کے بعد بھی سلسلہ قائم رہا تو مَیں بیعت کروں گا۔ اس سے ظاہر ہے کہ جس کی نسبت کہا جاتا تھا کہ جماعت کو تباہ کر دے گا اسی کی نسبت مخالف یہ سمجھ رہے ہیں کہ اب سلسلہ اسی کی وجہ سے قائم ہے اس کے بعد سلسلہ قائم رہا تو اسے سچا مان لیں گے۔ مَیں تو مرجاؤں گا لیکن میرے بعد جو حضرت مسیح موعود کے قائم مقام ہوں گے ان کے متعلق اسی طرح کہا جائے گا کیونکہ جب تک خلافت رہے گی یہ سلسلہ بھی قائم رہے گا۔ اور یاد رکھو کہ اگر یہ جڑ رہی تو سب کچھ رہے گا اور ہماری جماعت دن بدن ترقی ہی کرتی رہے گی۔

اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بعد میں آنے والے خلفاء پہلوں کی نسبت زیادہ قابلیت رکھیں گے کہ ان کے زمانہ میں زیادہ ترقی ہوگی۔ حضرت خلیفہ اوّل کے زمانہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس میں جماعت نے زیادہ ترقی کی۔ اور اسی وجہ سے ایک نادان نے یہ لکھ دیا کہ مولوی صاحب مرزا صاحب سے بڑھ گئے۔ لیکن یہ غلط ہے۔ اصل جماعت مسیح موعود نے ہی قائم کی اور اس کا بیج ڈالا۔ آگے وہی بیج بڑھ رہا ہے اور اس سے پھل پیدا ہو رہے ہیں۔ حضرت خلیفہ اوّل کے وقت بھی اسی بیج کے پھل پیدا ہوئے اور اب بھی جماعت جو ترقی کر رہی ہے اسی بیج کی وجہ سے کر رہی ہے جو مسیح موعود نے ڈالا ہے۔

پس تم خوب یاد رکھو کہ تمہاری ترقی خلافت کے ساتھ وابستہ ہے اور جس دن تم نے اس کو نہ سمجھا اور اسے قائم نہ رکھا وہی دن تمہاری ہلاکت اور تباہی کا دن ہوگا۔ لیکن اگر تم اس حقیقت کو سمجھے رہو گے اور اسے قائم رکھو گے تو پھر اگر ساری دنیا مل کر بھی تمہیں ہلاک کرنا چاہے گی تو نہیں کر سکے گی۔ اور تمہارے مقابلہ میں بالکل ناکام و نامراد رہے گی۔

جیسا کہ مشہور ہے اسفندیار ایسا تھا کہ اس پر تیر اثر نہ کرتا تھا۔ تمہارے لئے ایسی حالت خلافت کی وجہ سے پیدا ہو سکتی ہے۔ جب تک تم اس کو پکڑے رکھو گے تو کبھی دنیا کی مخالفت تم پر اثر نہ کر سکے گی۔ بے شک افراد مریں گے، مشکلات آئیں گی، تکالیف پہنچیں گی مگر جماعت کبھی تباہ نہیں ہوگی بلکہ دن بدن بڑھے گی۔ اور اس وقت تم میں سے کسی کا دشمنوں کے ہاتھوں مرنا ایسا ہی ہوگا جیسا کہ مشہور ہے کہ اگر ایک دیو کٹتا ہے تو ہزاروں پیدا ہو جاتے ہیں۔ تم میں سے اگر ایک مارا جائے گا تو اس کی بجائے ہزاروں اس کے خون کے قطروں سے پیدا ہو جائیں گے۔

مَیں نے اس امر کے متعلق خدا تعالیٰ کی طرف سے بڑی بڑی عجیب باتیں مشاہدہ کی ہیں۔ اور ایسے ایسے امور مشاہدہ کئے ہیں کہ جن کو خاص آنکھیں ہی دیکھ سکتی ہیں۔ مگر یہ میری کسی فضیلت کی وجہ سے نہیں بلکہ اس مقام کی عزت کی وجہ سے میرے مشاہدہ میں آئے ہیں جس پر خدا نے مجھے کھڑا کیا ہے۔

بعض لوگ میری ذات کے ساتھ خصوصیت سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے مَیں صاف طور پر سنائے دیتا ہوں کہ محض کسی کی ذات سے تعلق رکھنے والے عموماً ٹھوکر کھایا کرتے ہیں۔ میرے خیال میں تو انبیاء کی صفات بھی ان کے درجہ اور عہدہ کے لحاظ سے ہی ہوتی ہیں، نہ ان کی ذات کے لحاظ سے۔ پس تمہیں درجہ کی قدر کرنا چاہئے۔ کسی کی ذات کو نہ دیکھنا چاہئے۔

مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص خلافت پر اعتراض کرتا ہے۔ مَیں اسے کہتا ہوں کہ اگر تم سچے اعتراض تلاش کر کے بھی میری ذات پر کرو گے تو خدا کی تم پر لعنت ہوگی اور تم تباہ ہو جاؤ گے۔ کیونکہ جس درجہ پر خدا نے مجھے کھڑا کیا ہے اس کے متعلق وہ غیرت رکھتا ہے۔

دراصل اس مقام کی عزت کے لئے خدا تعالیٰ اس کے مخالفین کو تباہ کر دیتا ہے۔ دیکھو پہلے خلفاء پر لعنت کرنے والے خود کس طرح لعنتوں کے نیچے آ گئے تم میں سے بھی اگر کوئی خلافت کی مخالفت کرے گا تو پکڑا جائے گا۔ انہی کو دیکھ لو جو سلسلہ سے الگ ہو گئے ہیں۔ انہوں نے پہلے خلافت کا انکار کیا اور اس کے بعد اور مسائل نکالے اور آخر حضرت مسیح موعود کے درجہ کا بھی انکار کر دیا۔ جھگڑے اور اختلاف کے طور پر پہلا سوال خلافت کا ہی اٹھا ہے۔ مگر اس کی مخالفت کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہی لوگ جنہوں نے صفحے کے صفحے حضرت مسیح موعود کی تائید میں لکھے تھے جیسا کہ مولوی محمد علی صاحب۔ انہوں نے مسیح موعود کو نبی قرار دیتے ہوئے ایسے القاب دئے جو خود بھی مسیح موعود نے اپنے متعلق نہیں لکھے۔ مگر خلافت کا انکار کرنے کے بعد انہوں نے ہی کہا کہ اگر مرزا صاحب کی تحریروں سے ان کا نبوت کا دعویٰ نکل آئے تو ہم انہیں چھوڑ دیں گے اور عملی طور پر تو انہوں نے چھوڑ ہی دیا ہے۔ یہی حال ان کے ساتھیوں کا ہے۔ یہ سب لوگ خلافت کا انکار کرنے کی وجہ سے جماعت سے نکل گئے۔ آئندہ بھی اگر کوئی ایسا کرے گا تو نکل جائے گا۔ اور مسیح موعود کے سلسلہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں رہے گا۔

پس اس بات کو خوب اچھی طرح یاد رکھو کہ خلافت حَبْلُ اللّٰہ ہے اور ایسی رسّی ہے کہ اسی کو پکڑ کر تم ترقی کر سکتے ہو۔ اس کو جو چھوڑ دے گا وہ تباہ ہو جائے گا۔ آج غیر......کو دیکھ لو۔ تم ان سے بہت تھوڑے ہو۔ تمہارے دشمن ان کی نسبت بہت زیادہ ہیں۔ تمہیں ہر طرح کی تکلیفیں پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ تم اگر حکومت کی خدمت وفاداری کے طور پر کرتے ہو تو وہ تمہیں خوشامدی سمجھتی ہے کہ تھوڑے ہیں، کچھ نہیں کر سکتے اس لئے وفادار بنتے ہیں۔ مگر تم دیکھو تمہارے دلوں میں کس قدر اطمینان ہے۔ اس لئے کہ تم سمجھتے ہو دنیا ہمارے مقابلہ میں کیا کر لے گی۔ اس کے مقابلہ میں ان لوگوں کو دیکھو جو جتھے والے ہیں، مالدار ہیں، بہت تعداد رکھتے ہیں وہ کس طرح کانپ رہے ہیں۔ اس سے اندازہ لگا لو کہ تم پر خدا کا کتنا بڑا فضل ہے اور یہ فضل خلافت کی وجہ سے ہی ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ......مَیں ان کے خوف کو امن سے بدل دوں گا۔ اسی وعدہ کے مطابق خدا نے تمہارے خوف کو امن سے بدل دیا ہے۔ ورنہ تم چند لاکھ ہو کیا؟ اور وہ بھی غریب۔ پھر وہ جن کے مقابلہ میں سب لوگ کھڑے ہیں۔ پھر مقابلہ کرنے والے وہ جو لاکھوں نہیں کروڑوں ہیں اور وہ بھی ایسے جو دولتمند اور مالدار ہیں۔ اس صورت میں کیوں تمہارے دلوں میں اطمینان ہے اور تمہارے مخالف کانپ رہے ہیں۔ اسی لئے کہ تم دامنِ خلافت سے وابستہ ہو اور وہ خلافت کے منکر ہیں۔ اگر وہ بھی اس خلافت کو مانتے تو ان کے دل میں بھی امن ہوتا اور ان کا خوف بھی امن سے بدل جاتا۔ تم جب تک اس نعمت کی ناشکری نہ کرو گے تمہارا ہر خوف امن سے بدل جائے گا۔ لیکن اگر اس کو چھوڑ دو گے تو تمہارا امن بھی اسی طرح خوف سے بدل جائے گا جس طرح ان کا بدل گیا ہے جنہوں نے خلافت کو چھوڑ دیا ہے۔

2/مارچ 1921ء

(سورۃ النور:56) خدا تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے وعدہ کیا ہے ان لوگوں سے جو تم میں سے مومن ہوئے اور انہوں نے اعمال صالح کئے۔ کس بات کا؟ اس بات کا کہ ضرور ضرور ان کو اسی طرح خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلوں کو بنایا۔

خدا تعالیٰ کی یہ سنّت چلی آتی ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے سلسلوں کی حفاظت کے لئے سامان کیا کرتا ہے اور اس وقت تک اپنے بندوں کو بغیر حفاظت کے نہیں چھوڑتا جب تک بندے خود نہ اسے چھوڑ دیں۔ اور یہ ایک عجیب بات ہے کہ دنیا میں معشوق عشاق سے بے اعتنائی کرتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ بندوں کے معاملہ میں اس سے الٹ ہوتا ہے۔ وہ حسین ہے اور سب حسینوں سے بڑھ کر حسین ہے۔ وہ کامل ہے اور وہی ایک ذات کامل اور بے عیب ہے مگر باوجود اس کے ہم دیکھتے ہیں لوگ ہی اسے چھوڑتے ہیں۔ خدا کی طرف سے بے اعتنائی نہیں ہوتی، ہمیشہ بندے ہی خدا کو ترک کرتے ہیں اور وہ ہمیشہ ان کو اپنی طرف کھینچنے کے سامان کرتا رہتا ہے۔ اس کے لئے انبیاء بھیجتا ہے۔ یہ کیسی پاک اور مطہر جماعت ہوتی ہے اور کس قدر لوگوں کے لئے دکھ اور تکالیف اٹھاتی ہے اور ان کو خدا کے آستانے پر لا کر ڈال دیتی ہے۔ نبیوں کی زندگی بذات خود معجزہ ہوتی ہے۔ ان کی صداقت کے لئے کسی اور نشان کی ضرورت نہیں ہوتی۔ نشان صرف ان لوگوں کے لئے ہوتے ہیں جو کم فہم ہوتے ہیں۔ اور جو فہم و فراست رکھتے ہیں ان کے لئے نہیں ہوتے۔ دیکھو حضرت ابوبکرؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی نشان دیکھ کر نہیں مانا تھا۔ سفر سے واپس آ رہے تھے کہ کسی نے راستہ میں کہا تمہارا دوست محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتا ہے مَیں نبی ہوں۔ انہوں نے کہا اگر وہ یہ کہتا ہے تو سچ کہتا ہے۔ کیونکہ اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور مَیں اس پر ایمان لاتا ہوں۔ دیکھو بغیر تحقیق اور بغیر کسی نشان دیکھے انہوں نے مان لیا۔

.... ہم حضرت خلیفۃ المسیح الاول کو دیکھتے ہیں۔ انہوں نے بھی مسیح موعود کا کوئی معجزہ اور نشان نہیں دیکھا تھا۔ جب سنا کہ آپ نے دعویٰ کیا ہے تو انہوں نے مان لیا۔

رسول کریمؐ کے متعلق واقعات اور حالات تو محفوظ رکھے گئے ہیں مگر دوسروں کے محفوظ نہیں۔ اگر رکھے جاتے تو کئی ایسے نکلتے جنہوں نے بغیر کوئی نشان دیکھے آپ کو قبول کیا۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں اس زمانہ میں بھی

کئی لوگوں نے حضرت مسیح موعود کو اسی طرح قبول کیا۔ اور گو بعض نے بعد میں قبول کیا مگر جب انہیں پتہ لگا، اسی وقت قبول کرلیا۔ ایسے آدمی اگرچہ بہت سے فوت ہوگئے ہیں لیکن اب بھی اگر تلاش کی جائے تو کئی ایسے نکل آئیں گے جنہوں نے مسیح موعود کے محض دعویٰ سن کر اور آپ کو دیکھ کر قبول کرلیا اور کوئی نشان نہ دیکھا، نہ مانگا۔ اور پھر اندھا دھند قبول نہ کیا بلکہ عرفان اور ایقان کے ساتھ قبول کیا۔

تو ایک جماعت ایسی ہوا کرتی ہے جو نبی کو فوراً قبول کرلیتی ہے۔ کیونکہ انبیاء کی زندگی بجائے خود معجزہ اور نشان ہوتی ہے۔ ان کے بعد اور وجود ہوتے ہیں اور وہ بھی خدا کی ہستی کے نشان ہوتے ہیں۔ اور انبیاء اگر سورج کی طرح روشن ہوتے ہیں اور دنیا کو منور کرتے ہیں تو یہ بھی ستاروں کی طرح دنیا کو ہدایت کی چمک دکھاجاتے ہیں۔ یہ ہستیاں خلفاء کی ہوتی ہیں۔ ان کو بھی اللہ تعالیٰ ہی منتخب کرتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے ...... کہ مومنوں اور اعمال صالحہ رکھنے والوں سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ان کو زمین میں خلیفہ بنائے گا۔

خلفاء دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو وحی خدا سے دنیا کی اصلاح کے لئے کھڑے کئے جاتے ہیں۔

دوم وہ خلفاء ہوتے ہیں جو مامور خلیفہ نہیں ہوتے مگر ان کے لئے ان قابلیتوں کی ضرورت ہوتی ہے جو انتظامی ہوتی ہیں۔ ان کے لئے ماموریت، وحی اور الہام شرط نہیں ہوتی۔ ان کے لئے یہ شرط نہیں کہ خدا کے ایسے قریب ہوں کہ وحی نازل ہو۔ مگر یہ زائد ہوگی۔ مجدد مامور تو بغیر وحی کے نہیں ہوسکے گا اور خلیفہ کو خدا مقرر کرے گا مگر اس کے لئے وحی شرط نہ ہوگی۔ اس کے لئے یہی شرط ہے کہ وہ بے انصاف، ظالم، نفس پرست، لوگوں کا مال کھاجانے والا نہ ہو۔ اور اس میں وہ باتیں پائی جائیں جو جماعت کے انتظام کے لئے ضروری ہیں۔ جو شخص یہ خیال کرتے ہیں کہ مامور مُرسل ہو تبھی خلیفہ ہوسکتا ہے یا جس کے پاس حکومت ہو وہ خلیفہ ہوتا ہے، وہ نادان ہیں اور وہ نہیں جانتے کہ حکومت ہی ایسی چیز نہیں ہے کہ جس کے لئے قوم کا شیرازہ بندھا رہنا ضروری ہے بلکہ اور بھی ایسے کام ہیں کہ جن میں حکومت دخل نہیں دیتی مگر ان کے ذریعہ شیرازہ جماعت کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً ہماری جماعت ہی ہے۔ اس کی بہت سی انتظامی باتیں ایسی ہیں جن میں گورنمنٹ دخل نہیں دیتی۔ مگر ان کا انتظام کرنا ضروری ہوتا ہے۔

خلافت کے لئے خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کو جن میں انتظام کی صلاحیت ہوتی ہے، انتظام روحانی ہو یا جسمانی، ان کو منتخب کرتا ہے۔ اور لوگوں کے دلوں میں یہ تحریک کرتا ہے کہ ان کی طرف مائل ہوں۔ جیسا کہ حدیثوں میں آتا ہے خدا تعالیٰ بعض آدمیوں کو پسند کرتا ہے اور قریب کے فرشتوں کو کہتا ہے مَیں فلاں سے محبت کرتا ہوں تم بھی کرو۔ وہ اگلے فرشتوں کو کہتے ہیں یہاں تک کہ تمام دنیا میں اس انسان کی محبت پھیلا دی جاتی ہے اور نیک قلوب جن کا تعلق ملائکہ سے ہوتا ہے وہ اُدھر مائل ہوجاتے ہیں۔ یہ ذریعہ ہوتا ہے ان خلفاء کے قیام کا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو وحی اور الہام نہیں ہوتا تھا مگر خدا نے لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کردیا اور تمام طبائع نے سمجھ لیا کہ اب اگر اسلام کا قیام ہے تو ابوبکرؓ کے ذریعہ ہی ہے۔ اور انہوں نے انہیں قبول کرلیا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کے دل میں خدا تعالیٰ نے ڈالا کہ میرے بعد عمرؓ کے ذریعہ اسلام قائم رہ سکتا ہے۔ اس لئے ان کو نامزد کردیا۔ پھر ان لوگوں کے دلوں میں جنہیں حضرت عمرؓ نے مقرر کیا خدا نے یہ ڈالا کہ عثمانؓ کے ذریعہ اسلام کو استحکام ہوگا اس لئے ان کو خلیفہ چن لیا۔ اسی طرح حضرت علیؓ خلیفہ مقرر ہوئے۔ ان کے خلاف لوگوں نے تلوار اٹھائی۔ مگر ایسے لوگ بھی خلافت کے متعلق اعتراف کرتے تھے کہ اگر اور باتیں طے ہوجائیں تو ہم انہیں خلیفہ ماننے کے لئے تیار ہیں۔

حضرت مسیح موعود کے وقت میں ہم دیکھتے ہیں اسی طرح خلافت قائم ہوئی اور جتنے کام حکومت سے تعلق نہیں رکھتے تھے وہ سارے کے سارے خواہ دینی ہوں یا دنیوی اس میں آجاتے ہیں۔ جب حضرت مولوی صاحب خلیفہ ہونے لگے تو کس طرح خدا تعالیٰ نے لوگوں کو ان کی طرف جھکا دیا۔ حضرت خلیفہ اوّل کا خیال تھا اور ہم نے سنا ہوا تھا کہ اب قریش سے خلیفہ نہیں ہوسکتا۔ لیکن جب آپ یہ خیال رکھتے تھے کہ مَیں قریش سے ہوں اور میرا خلیفہ ہونا ناممکن ہے اس وقت خدا تعالیٰ نے ان لوگوں سے ان کی خلافت کی تائید کرادی اور ان کے آگے جھکا دیا جو بعد میں خلافت کے منکر ہوگئے۔ ان لوگوں نے یعنی مولوی محمد علی اور خواجہ کمال الدین وغیرہ نے اپنے دستخطوں سے اعلان کیا کہ حضرت مرزا صاحب کے بعد مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اوّل ہیں۔ اور ان کی اطاعت ہم سب کے لئے ضروری ہے جیسی کہ حضرت مرزا صاحب کی تھی۔ جو لوگ اُس زمانہ کے حالات جانتے ہیں انہیں معلوم ہوگا کہ مولوی محمد علی صاحب کو حضرت خلیفہ اوّل سے اس قدر نفار تھا کہ جس مجلس میں آپ بیٹھتے اس میں مولوی محمد علی صاحب بیٹھنا پسند نہیں کرتے تھے مگر انہی کو خلیفہ مانا۔ یہ خدا ہی کا تصرف تھا۔

پھر حضرت خلیفہ اوّل کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ کس طرح خلیفہ بنا۔ عام طور پر لوگوں کو گزشتہ باتیں بھول جاتی ہیں اور بعض نئے آدمی ہوتے ہیں اس لئے پھر سناتا ہوں تاکہ یہ باتیں ان لوگوں میں گڑ جائیں۔

حضرت خلیفہ اوّل کے آخری ایام میں ایسا اختلاف رونما ہوگیا تھا کہ سب سمجھتے تھے کہ اس کا مٹنا مشکل ہے۔ چونکہ ذاتیات کے اختلاف بدل کر مسائل میں اختلاف شروع ہوگیا تھا اس لئے اس کا دُور ہونا مشکل نظر آتا تھا۔ جب حضرت خلیفہ اوّل کی حالت بہت نازک ہوگئی تو طبعاً خیال پیدا ہوا کہ کیا کرنا چاہئے۔ چونکہ خلیفہ کی زندگی میں اس بات کی تعیین کہ فلاں خلیفہ ہو شرعاً ناجائز تھی اس لئے ہم میں یہ سوال نہیں اٹھتا تھا کہ کون خلیفہ ہو۔ مگر یہ ضرور اٹھتا تھا کہ کن میں سے ہو۔ مکرمی مولوی سید سرور شاہ صاحب اور مَیں ان دنوں سیر کو جایا کرتے تھے۔ ان سے یہی تذکرہ ہوتا کہ بڑا فتنہ ہوگا۔ اس کو روکنے کے لئے کیا ہو۔ ان کی طرف سے یہی کہا جاتا تھا کہ ہم کسی ایسے شخص کی بیعت کس طرح شرعی طور پر کرسکتے ہیں جو حضرت مسیح موعود کی ...... منکر ہو اور آپ کے درجہ کو گھٹاتا ہو۔ اور مَیں یہی کہا کرتا کہ گو یہ اختلاف بہت بڑا ہے مگر اجتہاد پر ہے۔ اور اگر ہم میں سے کوئی خلیفہ ہوا تو وہ لوگ نہیں مانیں گے اور اختلاف بہت زیادہ بڑھ جائے گا۔ اس لئے جماعت کے اتحاد کے لئے یہ اجتہادی اختلاف گوارا کرلینا چاہئے۔ غرض ایک لمبے عرصہ کی بحث و مباحثہ کے بعد مَیں نے ان کو اس بات کے لئے تیار کرلیا کہ ان لوگوں میں سے جو خلیفہ ہوگا اس کی ہم بیعت کرلیں گے۔ اس کے بعد مَیں نے حافظ روشن علی صاحب اور نواب صاحب اور دوسرے بڑے بڑے رفقاء کو ایک ایک کرکے اعتراف کرالیا کہ ہم ان میں سے کسی کی بیعت کرلیں گے۔

جب حضرت خلیفہ اوّل فوت ہوگئے تو مَیں نے گھر کے سب آدمیوں کو جمع کرکے حالات بتائے اور کہا کہ جماعت کی ابتدائی حالت ہے اور گو ہم اور ان لوگوں میں اختلاف بڑا ہے مگر فتنہ کو مٹانے کے لئے ہمیں ان میں سے کسی کی بیعت کرلینی چاہئے۔ بہتوں کی رائے تھی کہ جب عقائد کا اختلاف ہے تو ہم ان میں سے کسی کو خلیفہ کس طرح مان سکتے ہیں۔ لیکن مَیں نے ان کو منوالیا کہ اوّل تو اس بات کی کوشش کی جائے کہ ایک ایسا شخص خلیفہ ہو جس کے عقائد کا اظہار نہیں ہوا لیکن اگر اس میں کامیابی نہ ہو تو ان میں سے جو خلیفہ ہو اسے ہم مان لیں اور اس کی بیعت کرلیں تاکہ جماعت میں اختلاف نہ ہو اور فتنہ نہ پیدا ہو۔ اس کے بعد مولوی محمد علی صاحب سے میری گفتگو ہوئی۔ مَیں مطمئن تھا کہ ان کی بیعت کرلوں گا اور کوئی فتنہ نہ ہوگا۔ انہوں نے مجھے لکھا کہ مَیں آپ سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ مَیں نے کہا آیئے باہر چلیں۔ وہ میرے ساتھ باہر چلے اور باتیں شروع ہوئیں۔ انہوں نے کہا ابھی خلیفہ کا انتخاب نہ کیا جائے اور لوگوں کا انتظار کیا جائے۔ جب سب لوگ باہر سے آجائیں تو پھر یہ سوال اٹھایا جائے۔ مَیں نے کہا کہ ایک دو دن تک لوگوں کے آنے کا انتظار کیا ہی جائے گا۔ اس وقت اس کا فیصلہ ہوجائے گا۔ انہوں نے کہا اتنی جلدی کرنے کی کیا ضرورت ہے، چند ماہ تک یونہی کام چلے، پھر دیکھا جائے گا۔ مَیں نے کہا اگر اس قدر عرصہ خلیفہ کے بغیر کام چل سکتا ہے اور اس طرح جماعت کا گزارا ہو سکتا ہے تو پھر ساری عمر بھی ہوسکتا ہے۔ میری تو یہی رائے ہے کہ جلدی اس بات کا فیصلہ ہوجانا چاہئے۔ انہوں نے کہا اگر جلدی کی گئی تو جماعت میں تفرقہ پڑ جائے گا۔ مَیں نے کہا تفرقہ کیوں پڑے گا۔ ممکن ہے خلیفہ آپ کا ہم خیال ہو۔ انہوں نے کہا اگر خلیفہ ہمارا ہم خیال ہوا تو آپ کے ہم خیال لوگ اسے نہ مانیں گے۔ مَیں نے کہا کیوں نہ مانیں گے۔ اصل مقصد تو اتحاد ہے اور وہ ضرور مان لیں گے۔ اس پر انہوں نے کہا یہ تو خیالی بات ہے کہ خلیفہ ہمارا ہم خیال ہوگا۔ اگر آپ کا ہم خیال ہوا تو پھر کیا ہوگا۔ مَیں نے کہا جس طرح ہم آپ کے ہم خیال خلیفہ کو ماننے کے لئے تیار ہیں اسی طرح آپ کو اور آپ کے ہم خیالوں کو اس بات کے لئے تیار ہونا چاہئے کہ اگر خلیفہ ہمارا ہم خیال ہو تو وہ مان لیں .... مَیں نے کہا اس وقت یہ بحث نہیں ہونی چاہئے کہ خلیفہ ہو یا نہ ہو۔ بلکہ یہ ہونی چاہئے کہ کون ہو۔ آپ ہی اس منصب کے لئے کوئی آدمی پیش کریں۔ مَیں اس کی بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں تاکہ جماعت کا اتحاد قائم رہے۔ مگر اس گفتگو سے کوئی فیصلہ نہ ہوا اور تجویز ہوئی کہ مزید گفتگو دوستوں سے مشورہ لینے کے بعد پھر ہو۔

دوسرے دن وہ مع چند اور دوستوں کے آئے اور انہوں نے اس بات پر بڑا زور دینا شروع کیا کہ خلافت جائز ہے یا نہیں۔ مَیں چونکہ فیصلہ کرچکا تھا کہ مولوی محمد علی صاحب کی بیعت کرلوں گا۔ مَیں نے کہا آپ لوگ اس پر اتنا زور کیوں دیتے ہیں۔ یہ دیکھیں کہ خلیفہ کون ہوتا ہے۔ باہر چل کر لوگوں میں اس سوال کو پیش کریں۔ پھر دیکھیں کیا فیصلہ ہوتا ہے۔ ان کی طرف سے کہا گیا پہلے یہ فیصلہ ہونا چاہئے کہ کوئی خلیفہ نہ ہو۔ مَیں نے کہا اگر آپ لوگ اسی پر زور دیتے ہیں تو جماعت میں پیش کردیں۔ اس وقت مولوی محمد علی صاحب کے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔ میاں صاحب آپ اس لئے خلافت پر زور دیتے ہیں کہ آپ جانتے ہیں کہ کس نے خلیفہ ہونا ہے۔ ہم میں سے تو کوئی خلیفہ ہو نہیں سکتا۔

غرض آخر وقت تک مَیں نے یہی چاہا کہ وہ یہ سوال اٹھائیں کہ خلیفہ کون ہو اور جب وہ کسی کو پیش کریں گے تو مَیں اس کی بیعت کرلوں گا۔ اور اس پر اگر سارے کے سارے نہیں تو ان لوگوں کا کثیر حصہ جو مجھ سے تعلق رکھتے تھے، بیعت کرلیتے اور آج جو نقشہ تمہیں نظر آرہا ہے یہ بدلا ہوا ہوتا۔ مگر خدا جو کام کرنا چاہے اُسے کون روک سکتا ہے۔ اس لئے وہی ہوا جو خدا کو منظور تھا۔

فتنہ کو دیکھ کر مَیں نے حضرت خلیفہ اوّل کی بیماری کے آخری دنوں میں ارادہ کیا کہ یہاں سے چلا جاؤں۔ اور جب کوئی فیصلہ ہوجائے تو آجاؤں۔ یہ ارادہ کرکے مَیں نواب صاحب کی کوٹھی سے جہاں حضرت مولوی صاحب تھے، گھر آیا اور جس طرح وداع ہوتے ہیں اس طرح گھر سے وداع ہوکر پھر نواب صاحب کی کوٹھی پر آیا۔ مگر حضرت مولوی صاحب نے سارا دن مجھے اپنے پاس بٹھائے رکھا اور خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے دل میں ڈالا گیا کہ اس دن مَیں نہ جاؤں۔ دوسرے دن جمعہ تھا۔ مَیں جمعہ پڑھ کے کوٹھی کی طرف چلا جارہا تھا کہ خبر آئی مولوی صاحب فوت ہوگئے ہیں۔

غرض جتنی ممکن صورتیں تھیں ان کے ذریعہ مَیں نے چاہا کہ ان میں سے کوئی خلیفہ ہو اور مَیں اس کی

بیعت کرلوں تا کہ فتنہ نہ ہو۔مگرانہوں نے خلافت کا ہی انکار کر دیا۔لوگ کہتے ہیں کہ انسانی تدبیروں سے خلیفہ بن گیا۔مَیں کہتا ہوں اگر انسانی تدبیروں کے ذریعہ کسی نے خلیفہ بننا ہوتا تو مولوی محمد علی صاحب بنتے۔ کیونکہ جس کو خدا نے خلیفہ بنایا وہ بھی اپنا سارا زور لگا رہا تھا کہ وہ خلیفہ بنیں۔اس بات کے بیسیوں شاہد موجود ہیں کہ مَیں نے اصرار کرکے ان سے منوایا کہ جھگڑے کومٹانے کے لئے ہمیں مولوی محمد علی صاحب کی بیعت کرلینی چاہئے۔لیکن ہم نے جوخیال کیا اور جس کے لئے کوشش کی وہ خلیفہ نہ ہوا کیونکہ خدا کے نزدیک وہ ہونے کے قابل نہ تھا۔

اُس وقت اُن لوگوں کی ایسی حالت تھی کہ ماسٹر عبدالحق صاحب مرحوم جواُس وقت اُن کے ساتھ تھے مگر بعد میں انہوں نے بیعت کرلی تھی۔وہ کہتے کہ ان لوگوں نے کوشش کی کہ سید عابد علی شاہ صاحب کی چالیس آدمیوں سے بیعت کرا کے اسے خلیفہ بنادیں۔ مگراڑھائی ہزار کے قریب مجمع سے انہیں چالیس آدمی بھی نہ ملے اوراس میں بھی انہیں ناکامی ہوئی۔

ان واقعات سے ظاہر ہے کہ خلیفہ خداہی بناتا ہے حتیٰ کہ اس کا بھی اس میں کچھ دخل نہیں ہوتا جسے خدا منتخب کرتا ہے۔مَیں نے پورا زور لگایا کہ مَیں خلیفہ نہ بنوں۔اوراُس وقت کی حالت جن لوگوں نے دیکھی ہے وہ جانتے ہیں کہ مَیں اس وقت بیعت لینے سے انکار کررہا تھا مگر اُس وقت اِس طرح ہجوم کرکے لوگ مجھ پر گر رہے تھے کہ اگر مَیں اصرار کرتا تو یقیناً ان کے درمیان کچلا جاتا۔یہ واقعات ہیں جن سے ظاہر ہے کہ خلفاء خداہی بناتا ہے۔

خداتعالیٰ فرماتا ہے......تم سے خدا کا یہ وعدہ ہے اور وعدہ ٹلانہیں کرتا۔اللہ وعدہ کرتا ہے مومنوں اور عمل صالح کرنے والوں سے کہ جن کے اعمال مامور بننے کے قابل ہوں گے ان کو مامور بنائے گا۔اور جن کے اعمال غیر مامور خلیفہ بننے کے قابل ہوں گے اُن کو ایسا ہی خلیفہ بنائے گا۔خدا قسم کھا کر فرماتا ہے کہ اُن کو ایسا ہی خلیفہ بنائے گا جیسے ان سے پہلے تھے۔اور حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے کہ یہ خداتعالیٰ کی سنت ہے کہ ہر نبی کے بعد خلیفہ بناتا ہے۔اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہی فرماتے ہیں۔

پھر فرماتا ہے ان خلفاء کی خصوصیت یہ ہوگی کہ ......وہ جس دین پر قائم ہوں گے خدا اُسے دنیا میں قائم کرے گا۔

اِس وقت یہ بات کس قدر زبردست طور پر پوری ہورہی ہے۔اُس وقت کہا جاتا تھا کہ جماعت ٹوٹ کر تباہ ہو جائے گی۔ہم کہتے ہیں ہمارے دشمنوں کا اقرار موجود ہے کہ جوعقائد تم منوانا چاہتے ہو یہ دنیا نہیں مان سکتی اوران سے مخالفت بھڑک اٹھے گی۔ہم کہتے ہیں یہی تو ثبوت ہے اس بات کا کہ خلافت خدا کی طرف سے ہے۔کیونکہ خداتعالیٰ کہتا ہے لوگ تو ان باتوں کا انکار کریں گے لیکن مَیں انہیں منواؤں گا۔اور اب دیکھ لو۔ہم دنیا سے وہی بھڑکانے والے عقائد کس طرح منوا رہے ہیں اور وہ لوگ نہ بھڑکانے والے عقائد منوانے میں کیسے ناکام ہو رہے ہیں۔ یہ بات کیا ہے؟ کہ لوگ ماریں کھانا پسند کرتے، لوگوں کو اپنا مخالف بنالینا پسند کرتے، ان کے طرح طرح کے دُکھ اور تکالیف اٹھانا پسند کرتے ہیں اوران عقائد کو مان رہے ہیں۔کوئی طاقت ہے جوانہیں منوا رہی ہے۔اور یہ وہی طاقت ہے جس کے متعلق خداتعالیٰ کا وعدہ ہے کہ خلفاء کا جو دین ہوگا وہ مَیں لوگوں سے منواؤں گا۔ پس جس طرح پہلے خلفاء کو ماننے والے بڑھتے رہے، اسی طرح اب بڑھ رہے ہیں۔ چنانچہ خلفاء کو ماننے والے اہلسنت سب فرقوں سے زیادہ تھے حالانکہ ان کے لئے دوسروں کی نسبت مشکلات زیادہ تھیں۔ پھر اس زمانہ میں جو دقتیں اور تکلیفیں اور جس قدر قربانیاں ان لوگوں کو کرنی پڑتی ہیں جو ہمارے ساتھ شامل ہوتے ہیں ویسی خلافت کے منکروں کے ساتھ ملنے والوں کو نہیں کرنی پڑتیں۔مگر باوجود اس کے ہمارے ساتھ ایک سال میں جتنے لوگ شامل ہوتے ہیں اتنے ان کے ساتھ پانچ چھ سال میں بھی نہیں ہوئے۔یہ بھی چھوڑ کر کسی تین ماہ کے عرصہ میں جتنے لوگ ہماری جماعت میں داخل ہوئے ہیں اتنے ان کے ساتھ سات سال میں بھی نہیں ہوئے۔یہ کیا بات ہے۔یہی کہ خدا ان کے لئے اس دین کو پسند کرتا ہے جواس کے بنائے ہوئے خلیفہ کا دین ہے۔اور لوگوں کو سمجھاتا ہے کہ اس کا دین سچا ہے۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ خلفاء کو فقہی مسائل میں بھی غلطی نہیں لگتی......اس سے مراد یہ ہے کہ اصولی عقائد ان کے سچے ہوتے ہیں۔ان میں انہیں کوئی غلطی نہیں لگتی۔فرمایا......قائم کردے گا ان کا وہ دین جو خدا نے ان کے لئے چنا۔

کیا ہی زوردار بات بیان فرمائی ہے۔اوّل قسم کھا کر کہا ہے کہ مَیں انہیں خلیفہ بناؤں گا۔پھر یہ فرماتا ہے کہ مَیں ان کی خاطر ان کے دین کو قائم کروں گا۔دین تو خداتعالیٰ کا اپنا ہے اور جو اسے مانتا ہے وہ خود فائدہ اٹھاتا ہے۔مگر یہاں خداتعالیٰ فرماتا ہے ہم یہ کام ان کی خاطر کریں گے۔اس میں ان کی عظمت بیان فرمائی ہے کہ ان کے لئے ہم ایسا کریں گے۔اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ وہ خداہی کے چُنے ہوئے دین پر ہوتے ہیں۔

دوسری بات ان خلفاء کے لئے خداتعالیٰ یہ کرتا ہے کہ......خوف ان کے رستے میں آتے ہیں مگر جب آتے ہیں تو خدا کے فضل سے امن کے ساتھ بدل جاتے ہیں۔

ہمارے سامنے کیسے کیسے خوف آئے ہیں۔مگر خداتعالیٰ ان کو امن سے بدلنے کے ایسے ایسے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ جنہیں دیکھ کر حیرت آتی ہے۔اور مَیں نے دیکھا ہے وہی دن جو میرے لئے انتہائی مشکلات کا دن ہوتا ہے وہی انتہائی خوشی کا ہو جاتا ہے۔ مجھے گھبراہٹ اسی بات پر آیا کرتی ہے کہ انتہائی مشکلات کا دن کیوں نہیں آتا۔کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ کوئی دن جس میں مجھے انتہائی دُکھ اور تکلیف کا احساس ہوا ہو وہ نہیں ختم ہوا کہ وہ تکلیف دُور نہ ہوگئی ہو۔اور اس کا مجھے ایسا تجربہ ہے کہ کوئی استثنائی صورت بھی نظر نہیں آتی۔ پہلے زمانہ کی نسبت اس زمانہ میں خداتعالیٰ بہت جلدی خوف کی حالت کو امن سے بدل دیتا ہے۔شاید ہماری کمزوریوں اور مشکلات کی کثرت کی وجہ سے ایسا کرتا ہے۔

کہتے ہیں حضرت عثمانؓ کے وقت خوف امن سے نہیں بدلا تھا۔ مگر یاد رکھنا چاہئے یہاں خداتعالیٰ فرماتا ہے ......(سورۃ النور:56)۔تمام ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں سے یہ وعدہ ہے۔اور ان کے لئے خدا نے اس کو نعمت قرار دیا ہے۔لیکن جب وہ لوگ جنہیں نعمت دی جائے خود اس کی بے قدری کریں تو ان سے نعمت لے لی جاتی ہے۔ یہاں خوف سے مراد باہر کے لوگوں کا پیدا کردہ خوف ہے اوران کے پیدا کردہ خوف کو دُور کرنے کا خدا نے وعدہ کیا ہے۔لیکن اگر وہ لوگ جن پر یہ نعمت کی گئی خود خوف پیدا کریں تو ان کا اس نعمت کو ردّ کرنا ہوگا اور جب وہ ردّ کریں گے تو ان سے چھین لی جائے گی۔

سیاق وسباق آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ باہر کے لوگوں کا پیدا کردہ خوف ہے جس کو امن سے بدل دینے کا وعدہ کیا گیا ہے۔حضرت عثمانؓ کے وقت خوف پیدا کرنے والے باہر کے لوگ نہیں تھے بلکہ اندر ہی کے تھے اور اُن کو حضرت عثمانؓ نے کہہ دیا تھا کہ اگر تم مجھے قتل کروگے تو پھر قیامت تک تم میں امن قائم نہ ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔جب تک خدا کا ایک نبی نہ آگیا اور اس طرح قیامت نہ ہوگئی اس وقت تک امن قائم نہ ہوا۔ اور بے امنی پیدا کرنے والوں کو کاٹ کاٹ کرنکال دیا گیا۔

پھر اُس وقت حضرت عثمانؓ کو کسی قسم کا خوف نہیں تھا۔ چنانچہ جب ان کے گھر میں دشمن کود کر گئے اور محمد بن ابی بکرؓ نے آگے بڑھ کر ان کی داڑھی پکڑ لی تو اس وقت آپؓ قرآن کریم پڑھ رہے تھے۔اس کی طرف نظر اٹھا کے دیکھا اور صرف اتنا کہا کہ اگر اس وقت تمہارا باپ ہوتا تو تُو اس طرح نہ کرتا۔اور پھر قرآن کریم پڑھتے رہے۔اور نظر اٹھا کے بھی نہ دیکھا۔اور کہا رات رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تشریف لائے تھے اور مجھے فرمایا تھا آج کا روزہ ہمارے ساتھ ہی کھولنا۔تو حضرت عثمانؓ قرآن پڑھتے ہوئے رسول کریمؐ کے ساتھ روزہ کھولنے کی خوشی میں شہید ہوئے۔ اور انہیں اس وقت بھی کوئی خوف نہ تھا۔یہی حال ہم حضرت علیؓ کا دیکھتے ہیں۔

خداتعالیٰ فرماتا ہے......جب دشمن دیکھیں گے کہ خلفاء کی باتیں دنیا میں قائم ہورہی ہیں، اُن کا دین پھیل رہا ہے تو حملے پر حملہ کریں گے۔لیکن خدا اُن کے حملوں کو ردّ کردے گا اور اپنے مقرر کردہ خلفاء کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔کسی کی طاقت نہیں ہوگی کہ ان کے امن کو چھین سکے۔

پھر ...... اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔آج لوگ کہتے ہیں کہ گدّی قائم ہوگئی ہے۔وہ غور کریں کہ خداتعالیٰ کہتا ہے ایسا نہیں ہوسکتا۔

......خداتعالیٰ فرماتا ہے اتنی بڑی نعمت جو ہم نازل کریں گے کہ ایسے خلیفے بنائیں گے جو انتظام قائم رکھیں گے ان کے خلاف جولوگ کھڑے ہوں گے ہم انہیں اپنی رعایا میں سے کاٹ دیں گے۔وہ خارج عن الاطاعت ہوں گے۔

غیر مبائعین کہا کرتے ہیں فاسق کے معنے خارج عن الاطاعت کہاں ہیں۔لیکن یہ اس کے یقینی اور بالکل صحیح معنی ہیں۔

......اور قائم کرو نمازوں کو اور دو زکوٰۃ اور اطاعت کرو رسول کی تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔یعنی یہ جو اتنی بڑی نعمت ہے یہ تمہیں حاصل ہوجائے۔

حضرت مسیح موعود نے بھی لکھا ہے کہ تم سب مل کر قدرت ثانی کی آمد کے لئے دعائیں کرو۔

خداتعالیٰ فرماتا ہے: تم دعائیں کرو، نمازیں پڑھو صدقے دو تا کہ خلافت کا سلسلہ قائم رہے۔

...... (النور:57)۔یہ مت خیال کرو کہ کفار تم پر غلبہ پالیں گے۔(جب تک خلافت کا سلسلہ جاری رہے گا) وہ تمہیں مٹا نہیں سکیں گے۔ اور ان کا ٹھکانا آگ ہوگا۔

تم لوگ بھی اس بات کو خوب اچھی طرح یاد رکھو تا کہ تم کو بھی کوئی نہ مٹا سکے۔اور جو مٹانے کے لئے اٹھے وہ خود مٹ جائے۔

(درس القرآن صفحہ 67 تا 84 مطبوعہ انوار احمدیہ پریس قادیان نومبر 1921ء)

خلافت کا نظام مذہب کے دائمی نظام کا حصہ ہے

اور خدا تعالیٰ کی ازلی تقدیر کا ایک زبردست کرشمہ

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ بطور اصول کے ارشاد فرماتا ہے کہ دنیا میں دو طرح کی چیزیں پائی جاتی ہیں۔ایک وہ جن کا وجود محض عارضی اور وقتی حالات کا نتیجہ ہوتا ہے اور ان میں بنی نوع انسان کے کسی حصہ کے لئے کوئی حقیقی فائدہ مقصود نہیں ہوتا اور دوسری وہ جو نظام عالم کا حصہ ہوتی ہیں اور لوگوں کے لئے ان میں کوئی نہ کوئی فائدہ کا پہلو مقصود ہوتا ہے۔مقدم الذکر چیزیں دنیا میں جھاگ کی طرح اٹھتی اور جھاگ کی طرح بیٹھ جاتی ہیں۔مگر مؤخر الذکر چیزیں جم کر زندگی گزارتی ہیں اور انہیں دنیا میں قرار حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے (-) (سورۃ:رعد) یعنی جھاگ کی قسم کی چیز تو آناً فاناً گزر کر ختم ہو جاتی ہے مگر نفع دینے والی چیز جم کر زندگی گزارتی ہے اور دنیا میں قرار حاصل کرتی ہے۔اس اصل کے ماتحت ہم صحیفہ قدرت پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں یہ لطیف منظر نظر آتا ہے کہ جو چیز بھی دنیا کے لئے کسی نہ کسی جہت سے مفید ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس کے قائم رہنے کے لئے کوئی نہ کوئی انتظام کر رکھا ہے۔ حتیٰ کہ ادنیٰ سے ادنیٰ جانوروں اور حقیر سے حقیر جڑی بوٹیوں کی بقائے نسل کا انتظام بھی موجود ہے اور قدرت کا مخفی مگر زبردست ہاتھ انہیں مٹنے اور ناپید ہو جانے سے بچائے ہوئے ہے اور صحیفہ عالم کے زیادہ گہرے مطالعہ سے یہ بات بھی مخفی نہیں رہ سکتی کہ جتنی کوئی چیز بنی نوع انسان کے لئے زیادہ مفید ہوتی ہے اتنا ہی خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کی حفاظت کا انتظام زیادہ پختہ اور زیادہ وسیع ہوتا ہے۔قرآن شریف کی حفاظت کا وعدہ بھی اسی اصل کے ماتحت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (-) (سورۃ الحجر:10) یعنی چونکہ قرآنی الہام ایک ہمیشہ کی یادگار قرار دیا گیا ہے اور خدا کا یہ منشاء ہے کہ اب وہ قیامت تک لوگوں کے بیدار کرنے کا ذریعہ رہے۔ اس لئے خدا خود اس کا محافظ ہوگا اور ہمیشہ ایسے سامان پیدا کرتا رہے گا جو اسے ظاہری اور معنوی ہر دو لحاظ سے محفوظ رکھیں گے۔گویا قرآنی حفاظت کی وجہ ذکر کے چھوٹے سے لفظ میں مرکوز کر دی گئی ہے۔

نبوت کا تتمہ خلافت

یہی حال نبوت کا ہے جب اللہ تعالیٰ دنیا کو کسی عظیم الشان فتنہ وفساد میں مبتلا دیکھ کر اس کی اصلاح کا ارادہ فرماتا ہے تو وہ کسی شخص کو اپنی طرف سے رسول یا نبی بنا کر مبعوث کرتا ہے مگر نبی بہرحال ایک انسان ہوتا ہے اور لوازمات بشری کے ماتحت اس کی زندگی چند گنتی کے سالوں سے زیادہ وفا کیش کر سکتی ہے۔اس صورت میں یہ ضروری ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نبی کے مشن کو کامیاب بنانے اور انتہا تک پہنچانے کے لئے اس کی وفات کے بعد بھی کوئی ایسا انتظام کرے جس کے ذریعہ نبی کا بویا ہوا بیج اپنے کمال کو پہنچ سکے اور وہ اصلاح جو اللہ تعالیٰ نبی کی بعثت سے پیدا کرنا چاہتا ہے۔دنیا میں قائم ہو اور راسخ ہو جائے۔یہ خدائی نظام جسے گویا نبوت کا تتمہ کہنا چاہئے۔خلافت کے نام سے موسوم ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ ہر عظیم الشان نبی کے بعد اس کے کام کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے خلفاء کا سلسلہ قائم فرماتا ہے اور یہ خلفاء بالعموم نبی یا مامور نہیں ہوتے مگر نبی کے تربیت یافتہ اور اس کے خداداد مشن کو سمجھنے والے اور اسے چلانے کی اہلیت رکھنے والے ہوتے ہیں اور گو وہ خدا کی وحی کے ساتھ کھڑے نہیں ہوتے مگر خدا تعالیٰ اپنی تقدیر خاص کے ماتحت ایسا تصرف فرماتا ہے کہ نبی کے گزر جانے کے بعد وہی لوگ مسند خلافت پر متمکن ہوتے ہیں جنہیں خدا اس کام کے لئے پسند فرماتا ہے۔گویا خدا تعالیٰ کی مخفی تاریں مومنوں کے قلوب پر متصرف ہو کر انہیں خود بخود خلافت کے اصل شخص کی طرف پھیر دیتی ہیں۔اس لئے باوجود اس کے کہ ایک غیر مامور خلیفہ لوگوں کا منتخب شدہ ہوتا ہے۔

خلیفہ خدا بناتا ہے

(دین حق) یہ تعلیم دیتا ہے اور قرآن اس حقیقت کو صراحت کے ساتھ بیان فرماتا ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ بظاہر یہ ایک متضاد سی بات نظر آتی ہے کہ ایسا شخص جو لوگوں کی کثرت رائے یا اتفاق رائے سے خلیفہ منتخب ہو اس کے تقرر یا انتخاب کو خدا کی طرف منسوب کیا جائے مگر حق یہی ہے کہ باوجود ظاہری انتخاب کے ہر سچے خلیفہ کے انتخاب میں دراصل خدا کا مخفی ہاتھ کام کرتا ہے اور صرف وہی شخص خلیفہ بنتا ہے اور بن سکتا ہے۔ جسے خدا کی ازلی تقدیر اس کام کے لئے پسند کرتی ہے اور اس کے سوا کسی کی مجال نہیں کہ مسند خلافت پر قدم رکھنے کی جرأت کر سکے۔یہی گہری صداقت آنحضرت ﷺ کے اس قول میں مخفی ہے جو آپؐ نے وفات سے کچھ عرصہ پہلے حضرت ابوبکرؓ کے متعلق فرمایا۔آپؐ فرماتے ہیں:۔..........

یعنی میں ابوبکر کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کرنا چاہتا تھا مگر پھر میں نے خیال کیا کہ یہ خدا کا کام ہے خدا ابوبکر کے سوا کسی اور شخص کو خلیفہ نہیں بننے دے گا اور نہ ہی خدائی مشیت کے ماتحت مومنوں کی جماعت ابوبکر کے سوا کسی اور کی خلافت پر راضی ہو سکے گی۔

(بخاری کتاب الاحکام)

اللہ! اللہ! اس چھوٹے سے فقرہ میں نظام خلافت کا کتنا وسیع مضمون ودیعت کر دیا گیا ہے۔آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ بیشک میرے بعد بظاہر مسلمانوں کی کثرت ابوبکر کو خلیفہ منتخب کرے گی مگر دراصل اس رائے کے پیچھے خدائے قدیر کی ازلی تقدیر کام کر رہی ہوگی اور وہی ہوگا جو خدا کا منشاء ہوگا اور اس کے سوا کچھ نہیں ہو سکے گا۔چنانچہ ایسا ہی ہوا اور باوجود اس کے کہ اندرونی طور پر انصار نے اپنے میں سے کسی اور شخص کو کھڑا کرنا چاہا اور بیرونی طور پر عرب کے بدوی قبائل نے باغی ہو کر خلافت کے نظام کو ہی ملیا میٹ کر دینے کی تدبیر کی۔مگر چونکہ ابوبکرؓ خدا کا مقرر کردہ خلیفہ تھا۔ اس لئے اس کے اتباع کی قلت اس کے مخالفین کی کثرت کو اس طرح کھا گئی جس طرح سمندر کا پانی اپنے اوپر کی جھاگ کو کھا جاتا ہے۔

پھر جو الفاظ آنحضرت ﷺ نے حضرت عثمانؓ سے فرمائے کہ:۔

”خدا تمہیں ایک قمیص پہنائے گا اور لوگ اسے اتارنا چاہیں گے مگر تم اسے نہ اتارنا“۔ (ترمذی)

وہ بھی اسی قدیم سنت الٰہی کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ دراصل خلیفہ خدا بناتا ہے اور انتخاب کرنے والے لوگ صرف ایک پردہ کا کام دیتے ہیں اور ایک آلہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے جسے خدا اپنی تقدیر کو جاری کرنے کے لئے اپنے ہاتھ میں لیتا ہے۔اپنے ہاتھ میں لیتا ہے۔ ان الفاظ پر غور کرو کہ وہ کیسے پیارے اور کیسے دانائی سے معمور ہیں۔آنحضرت ﷺ خلیفہ بنانے کے فعل کو خدا کی طرف منسوب فرماتے ہیں اور خلافت سے معزول کرنے کی کوشش کو لوگوں کی طرف نسبت دیتے ہیں۔گویا جو صورت بظاہر نظر آتی ہے اس کے بالکل برعکس ارشاد فرماتے ہیں۔خلافت کے انتخاب میں بظاہر نظر آنے والی صورت یہ ہے کہ لوگ خلیفہ کو منتخب کرتے ہیں اور خدا بظاہر لاتعلق ہوتا ہے لیکن باوجود اس کے آنحضرت ﷺ ارشاد یہ فرماتے ہیں کہ خلیفہ بناتا خدا ہے ہاں مفسد لوگ بعض اوقات خدا کے بنائے ہوئے خلفاء کو معزول کرنے کی کوشش ضرور کیا کرتے ہیں۔یہ وہ عظیم الشان نکتہ ہے جسے سمجھنے کے بعد کوئی شخص خدا کے فضل سے مسئلہ خلافت کے تعلق میں ٹھوکر نہیں کھا سکتا۔لیکن چونکہ دنیا کا ہر نظام وقتی ہے اور عموماً دوروں میں تقسیم شدہ ہوتا ہے اس لئے آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو ہوشیار اور چوکس رکھنے کے لئے یہ انکشاف بھی فرما دیا کہ میرے بعد مستقل طور پر خلافت حقہ کا دور صرف تیس سال تک چلے گا جس کے بعد غاصب لوگ ملوکیت کا رنگ اختیار کر لیں گے اور اس کے بعد حسب حالات اور ضرورت زمانہ روحانی خلافت کے دور آتے رہیں گے۔حتیٰ کہ بالآخر مسیح و مہدی کے نزول کے بعد پھر منہاج نبوت پر ظاہری خلافت کی صورت قائم ہو جائے گی۔

(مسند احمد جلد 5 عن ابی عبدالرحمٰن سفینہ ومشکوٰۃ باب الانذار)

خلافت کا وعدہ

چونکہ خلافت کا نظام نبوت کے نظام کا حصہ اور تتمہ ہے اور نبوت کی خدمت اور تکمیل کے لئے قائم کیا جاتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق قرآن شریف کی آیت استخلاف میں ایسی علامات مقرر فرما دی ہیں جو سچی خلافت کو جھوٹی خلافت سے روز روشن کی طرح ممتاز کر دیتی ہیں۔فرماتا ہے:۔(-) یعنی خدا تعالیٰ کا یہ پختہ وعدہ ہے کہ وہ عمل صالح بجالانے والے مومنوں میں سے ملک میں خلفاء مقرر کرے گا (یہ مطلب نہیں کہ جو مومن بھی عمل صالح کرنے والا ہوگا وہ ضرور خلیفہ بنے گا بلکہ اس میں اشارہ یہ ہے کہ جو خلیفہ ہوگا وہ ضرور مومن اور عمل صالح بجالانے والا ہوگا) یہ خلفاء اسی سنت کے مطابق مقرر کئے جائیں گے جس طرح پہلی امتوں میں مقرر کئے گئے اور خدا تعالیٰ اس دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند فرمایا ہے جو ان کے ذریعہ دنیا میں مضبوطی سے قائم فرما دے گا اور (چونکہ ہر تغیر کے وقت ایک خوف کی حالت پیدا ہوا کرتی ہے) اللہ تعالیٰ

ان کی خوف کی حالت کو اپنے فضل سے امن میں بدل دے گا۔ یہ لوگ میرے سچے پرستار ہوں گے اور میرے سوا کسی معبود کے سامنے (خواہ وہ مخفی ہو یا ظاہر) گردن نہیں جھکائیں گے اور جو شخص ایسی نصرت و تائید کو دیکھتے ہوئے بھی اس نظام خلافت سے سرکشی اختیار کرے گا وہ یقیناً خدا کا مجرم اور فاسق سمجھا جائے گا۔

(سورۃ نور)

یہ آیت کریمہ جسے حضرت مسیح موعود نے صراحت کے ساتھ خلافت کے نظام سے متعلق قرار دیا ہے اپنے مختصر الفاظ میں ایک نہایت وسیع مضمون کو لئے ہوئے ہے اور اس نقشہ کی بہترین تصویر ہے جو کم و بیش ہر نئی خلافت کے قیام کے وقت دنیا کے سامنے آتا ہے۔ ہر نبی یا خلیفہ کی وفات ایک عظیم الشان زلزلہ کا رنگ رکھتی ہے اور ہر بعد میں آنے والا خلیفہ ایسے حالات میں مسند خلافت پر قدم رکھتا ہے کہ جب لوگوں کے دل سہمے ہوئے اور خوفزدہ ہوتے ہیں کہ اب کیا ہوگا مگر پھر لوگوں کو دیکھتے دیکھتے خدا اس آیت کریمہ کے وعدہ کے مطابق اپنی تقدیر کو مخفی تاروں کو کھینچنا شروع کرتا ہے اور خوف کے دنوں کو امن سے بدل کر آہستہ آہستہ جماعت کو کمزوری سے مضبوطی کی طرف یا مضبوط حالت سے مضبوط تر حالت کی طرف اٹھانا شروع کر دیتا ہے اور یہ خلفاء اپنی دینی حالت اور دینی خدمت سے اس بات پر مہر لگا دیتے ہیں کہ خدا کی محبت اور خدا کی نصرت کا ہاتھ ان کے ساتھ ہے اور یہ سلسلہ اپنی ظاہری صورت میں اس وقت تک جاری رہتا ہے۔ جب تک خدا کے علم میں نبی کے لائے ہوئے دین کے استحکام اور اس کے مشن کی تکمیل اور مضبوطی کے لئے ضروری ہوتا ہے۔

جیسا کہ میں نے اوپر اشارہ کیا ہے کہ یہ خلافت کا نظام دراصل نبوت کا حصہ اور تتمہ ہے ہر عظیم الشان نبی کے زمانہ میں نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کے کام کی تکمیل کے لئے حضرت یوشعؑ خلیفہ ہوئے ......اور آنحضرتؐ کے بعد حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے اور چونکہ آنحضرت ﷺ کا مشن سارے نبیوں سے زیادہ عظیم الشان اور زیادہ وسیع تھا اس لئے آپ کے بعد خلافت کا نظام بھی سب سے زیادہ نمایاں اور شاندار صورت میں ظہور پذیر ہوا۔ جس کی تیز کرنیں آج تک دنیا کو خیرہ کر رہی ہیں۔ حق یہ ہے کہ اگر نبوت کے ساتھ خلافت کا نظام شامل نہ ہوتو نعوذ باللہ خدا پر ایک خطرناک الزام عائد ہوتا ہے کہ اس نے دنیا میں ایک اصلاح پیدا کرنی چاہی مگر پھر اس اصلاح کے لئے ایک فرد واحد کو چند سال زندگی دے کر وفات دے دی اور اس اصلاحی نظام کو اپنے ہاتھ سے ملیامیٹ کر دیا۔ گویا یہ ایک بلبلا تھا جو سمندر کی سطح پر ظاہر ہوا اور پھر ہمیشہ کے لئے مٹ کر پانی کی مہیب لہروں میں غائب ہو گیا۔ سبحان اللہ ماقدروا اللہ حق قدرہ۔

ہمارا حکیم و علیم خدا تو وہ خدا ہے کہ جو ایک ادنیٰ سے ادنیٰ نفع دینے والی چیز کو بھی دنیا میں قائم رکھتا اور اس کے قیام کا سامان مہیا کرتا ہے۔ چہ جائیکہ نبوت جیسے جوہر اور ایک مامور کی لائی ہوئی اصلاح کو ایک ہوا کے اڑتے ہوئے جھونکے کی طرح باغ عالم میں لائے اور پھر لوگوں کے دیکھتے دیکھتے اسے ان کی نظروں سے غائب کر دے اور اس کے روح پرور اثر اور حیات افزاء تاثیر کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے اپنی طرف سے کوئی انتظام نہ فرمائے۔ یقیناً یہ منظر ایک کھیل سے زیادہ نہیں اور کھیل کھیلنا شیطان کا کام ہے خدا کا نہیں۔ خدا جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو اس کام کی اہمیت اور وسعت کے مطابق حال اس کے لئے سامان بھی مہیا فرماتا ہے اور اس کام کے دائیں اور بائیں اور اوپر اور نیچے کو ایسی آہنی سلاخوں سے مضبوط کر دیتا ہے کہ پھر جب تک اس کا منشاء نہ ہو کوئی چیز اسے اس جگہ سے ہلا نہیں سکتی۔ اسی لئے خدا کی یہ سنت ہے کہ خاص خاص انبیاء کے صرف بعد ہی ان کے مشن کی مضبوطی اور استحکام کے لئے خلافت کا نظام قائم نہیں فرماتا بلکہ ان کی بعثت سے پہلے بھی ان کے لئے راستہ صاف کرنے کی غرض سے بعض لوگوں کو بطور ارہاص یعنی آنے والی منزل کی علامت کے طور پر مبعوث کرتا ہے جو لوگوں کی توجہ کو آنے والے مصلح کے مشن کی طرف پھیرنا شروع کر دیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے حضرت یحیٰؑ بطور ارہاص مبعوث ہوئے اور آنحضرت ﷺ سے پہلے متعدد لوگ جو حنفاء کہلاتے تھے توحید کے ابتدائی جھونکے بن کر ظاہر ہوئے اور اسی طرح حضرت مسیح موعود سے پہلے سید احمد صاحب بریلوی سوئے ہوئے لوگوں کی بیداری کا ذریعہ بن کر آئے۔ کیا ایسے حکیم و دانا خدا سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ نبی کی چند سالہ زندگی کے بعد اس کے لائے ہوئے مشن کو بغیر کسی انتظام کے چھوڑ سکتا ہے اور اس بڑھیا کی مثال بن جاتا ہے جو اپنے محنت سے کاتے ہوئے دھاگے کو اپنے ہاتھ سے تباہ و برباد کر دیتی ہے۔ میں پھر کہوں گا سبحان اللہ ماقدروا اللہ حق قدرہ۔

حضرت مسیح موعود بھی چونکہ دنیا میں ایک عظیم مشن لے کر مبعوث ہوئے تھے۔ اس لئے ضروری تھا آپ کے خداداد مشن کی تکمیل کے لئے بھی آپ کے بعد خلافت کا نظام قائم ہو۔ چنانچہ آپ نے اپنی کتب اور ملفوظات میں متعدد جگہ اس نظام کی طرف اشارہ کیا ہے بلکہ آپ کے بہت سے الہامات میں بھی اس نظام کی طرف اشارات پائے جاتے ہیں مگر میں اس جگہ اختصار کے خیال سے صرف ایک حوالہ پر اکتفا کرتا ہوں اور یہ وہ عبارت ہے جو آپ نے اپنے زمانہ وفات کو قریب محسوس کر کے اپنے متبعین کے لئے بطور وصیت تحریر کی۔

خدا دو قدرتیں دکھلاتا ہے

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

”خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا۔ کچھ میرے ہاتھ سے کچھ میرے بعد۔ یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے......اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے ...... ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض وہ دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (1) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (2) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا ہو جاتا ہے ...... خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین مرتد ہو گئے اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوئے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا (-) یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے ...... ایسا ہی حضرت موسیٰ کے وقت میں ہوا...... ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا...... سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی (یعنی میری وفات کے قریب مرنے کی خبر) غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے۔ ...... میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے“۔

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 ص 303 تا 306)

یہ عبارت جس صراحت اور تعیین کے ساتھ نظام خلافت کی طرف اشارہ کر رہی ہے وہ محتاج بیان نہیں اور یہ عبارت بطور وصیت کے لکھی گئی جبکہ حضرت مسیح موعود نے خدا سے قرب وفات کی خبر پا کر اپنے بعد کے نظام کے بارے میں اپنی جماعت کو آخری نصیحت فرمائی اور ہر عقلمند غیر متعصب شخص آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے کہ اس عبارت سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں:۔

اول: خدا تعالیٰ انبیاء کے کام کی تکمیل کے لئے دو قسم کی قدرت ظاہر فرماتا ہے۔ ایک خود نبیوں کے زمانہ میں اور دوسری ان کی وفات کے بعد تا کہ ان کے مشن اور ان کی جماعت کو ایک لمبے عرصہ تک اپنی خاص نگرانی میں رکھ کر ترقی دے اور تکمیل تک پہنچائے۔

دوم: دوسری قدرت خلافت کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے وجود میں ظاہر ہوئی۔

سوم: یہ خلافت کا نظام جو نبوت کے نظام کا حصہ اور اسی کا تتمہ ہے خدائی سنت کا رنگ رکھتا ہے اور ہر نبی کے زمانہ میں قائم ہوتا رہا ہے۔

چہارم: حضرت مسیح موعود کے بعد بھی اسی رنگ میں قدرت ثانیہ کا ظہور مقدر تھا کیونکہ جیسا کہ آپ خود خدا کی ایک مجسم قدرت تھے۔ آپ کے بعد بعض اور وجودوں نے دوسری قدرت کا مظہر ہونا تھا اور ان کے وجودوں نے حضرت ابوبکرؓ کے رنگ میں ظاہر ہونا تھا۔

پنجم: نبی کے بعد آنے والے خلفاء، خواہ بظاہر صورت لوگوں کے انتخاب سے مقرر ہوں مگر دراصل ان کے تقرر میں خدا کا ہاتھ کام کرتا ہے اور درحقیقت خلیفہ خدا ہی بناتا ہے۔

ششم: سورۃ نور کی آیت استخلاف نظام خلافت سے تعلق رکھتی ہے اور حضرت ابوبکرؓ کی خلافت اسی آیت کے ماتحت تھی۔

یہ وہ چھ باتیں ہیں جو اوپر کے حوالہ سے یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہوتی ہیں اور یہ استدلال ایسا واضح اور بین ہے کہ کوئی عقلمند غیر متعصب شخص اس سے انکار نہیں کر سکتا اور یہ حوالہ بھی جیسا کہ اس کے حالات اور سیاق و سباق اور الفاظ اور اسلوب بیان سے ظاہر ہے محکمات کا رنگ رکھتا ہے جس کے مقابلہ پر ان متشابہات کو پیش کرنا جو بعض مخصوص کاموں کے تعلق میں مخصوص حالات اور مخصوص ماحول میں انجمن کے بارے میں لکھی گئی ہیں ایک شرارت یا دیوانگی کے فعل سے زیادہ نہیں اور اگر یہ دیوانگی نہیں تو نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ خدا کا مقرر کردہ مسیح دیوانہ ہے کہ ایک طرف تو اپنے مشن کی تکمیل اور اپنی وفات کے بعد نظام کے متعلق خدائی سنت کے ماتحت دو قدرتوں کے ظہور کا ذکر کیا اور مثال دے کر بتایا کہ دوسری قدرت ابوبکر صدیق ؓ کے رنگ میں ظاہر ہوا کرتی ہے اور پھر یہاں تک صراحت کی کہ ”میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے“۔ لیکن عین اس کے ساتھ ساتھ یہ پہلو بہ پہلوان سارے ارشادات کو بھول کر اور بالائے طاق رکھ کر انجمن کو اپنا خلیفہ مقرر کر کے چل دیئے۔ حالانکہ انجمن آپ کی زندگی میں ہی قائم ہو گئی تھی اور اس کی ”جانشینی“ جن معنوں میں بھی وہ تھی خود آپ کی موجودگی میں شروع ہو چکی تھی۔ حضرت مسیح موعود کی طرف اس مجنونانہ تضاد کو منسوب کرنا اہل پیغام کو مبارک ہو۔ ہم خوش ہیں کہ ہمارا دامن اس دیوانگی کے

(باقی صفحہ 18 پر)

خلافت کی عظمت شان اور بلند مقام، امام کی قوتیں، پہچان اور حقوق

آیت استخلاف میں بیان فرمودہ اللہ تعالیٰ کے خلفاء کی خصوصیات انہیں دنیوی بادشاہوں سے ممتاز کرتی ہیں

مکرم حافظ مظفر احمد صاحب۔ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی

خلیفہ کے لفظی معنے جانشین کے ہوتے ہیں۔قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کے انبیاء حضرت آدمؑ اور حضرت داوٴدؑ کے بارہ میں خلیفہ کا لفظ خلافت نبوت کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔اس سے مراد دراصل خلافت الٰہیہ ہے جس کے ذریعہ ہر زمانہ میں ضرورت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی صفات کا اظہار رہا۔

انسان ہونے کے ناطے چونکہ انبیاء ورسل کی طبعی عمر محدود ہوتی ہے۔اس لئے رسالت کی برکات دنیا میں جاری وساری رکھنے کیلئے اللہ تعالیٰ خلافت کا سلسلہ جاری فرماتا ہے۔ایسے خلیفے نبی بھی ہوتے رہے اور غیر نبی بھی۔جیسے حضرت موسیٰؑ کے بعد یہ دونوں قسم کے خلفاء ہوئے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ”یقیناً ہم نے تورات اتاری اس میں ہدایت بھی تھی اور نور بھی۔اس سے انبیاء جنہوں نے اپنے آپ کو (کلیۃً اللہ کے) فرمانبردار بنا دیا تھا یہود کیلئے فیصلہ کرتے تھے۔اور اسی طرح اللہ والے لوگ اور علماء بھی اس وجہ سے کہ ان کو اللہ کی کتاب کی حفاظت کا کام سونپا گیا تھا (فیصلہ کرتے تھے) اور وہ اس پر گواہ تھے۔

(المائدہ:45)

نبی کریمؐ نے بھی اپنے معاً بعد خلفاء کی پیشگوئی کی اور فرمایا کہ ”بنی اسرائیل میں انبیاء اصلاح احوال کرتے تھے اور جب کوئی نبی فوت ہوتا تھا تو اس کا جانشین نبی ہوتا تھا اور میرے (معاً) بعد نبی نہیں ہوگا بلکہ خلیفے ہونگے اور وہ کثیر ہونگے۔“صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ ہمیں کیا ارشاد فرماتے ہیں فرمایا پہلے کی بیعت پوری کرنا تم انہیں ان کے حق ادا کرنا اور اللہ تعالیٰ ان سے اس کے بارہ میں پوچھنے والا ہے جو انہوں نے لوگوں (کے حقوق) کا خیال رکھا۔

(بخاری کتاب الانبیاء باب ماذکر عن بنی اسرائیل)

خلافت کا ذکر سورۃ نور کی اس آیت میں موجود ہے جسے آیت استخلاف کہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کیلئے ان کے دین کو، جو اس نے ان کے لئے پسند کیا،ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔وہ میری عبادت کریں گے۔میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔ (سورۃ نور:56)

حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کے سامنے اس آیت سے خلافت راشدہ کا استدلال کرتے ہوئے کیا خوب کہا کہ اس دین کو فتح کبھی کثرت لشکر سے نہیں ہوئی اور نہ قلت لشکر سے شکست ہوئی بلکہ یہ اللہ کا دین ہے جسے اس نے خود غالب کیا اور یہ اسی کا لشکر ہے جسے اس نے عزت وقوت دی اور یہ دین وہاں پہنچا جہاں پہنچنا تھا۔خدا کا یہ وعدہ تھا (کہ وہ خلافت کے ذریعہ دین کو غلبہ دے گا) پھر انہوں نے آیت استخلاف پڑھی۔

(نہج البلاغہ مطبوعہ مصر قسم سوم ص383)

علمائے امت اور مفسرین کرام نے بھی اس آیت کو خلفاء راشدین کی خلافت پر ایک واضح دلیل قرار دیا ہے۔

حضرت مسیح موعود نے بھی اس آیت سے خلافت راشدہ اور اپنے بعد قائم ہونے والی خلافت مراد لی ہے۔آپؑ نے فرمایا:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی.... اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ ہوگئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدے کو پورا کیا جو فرمایا تھا (-)۔یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھاتا ہے...میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔“

(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 20 ص365)

آیت استخلاف سے واضح طور پر ایک دینی وروحانی خلافت کے درج ذیل مختلف پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔

1۔اول یہ کہ اس خلافت کا وعدہ ہی مومنوں اور اعمال صالحہ بجا لانے والوں کے ساتھ ہے کہ صرف انہی میں سے خلیفہ ہوں گے۔

2۔دوسرے اس آیت میں اور دیگر کئی قرآنی آیات میں بھی خلافت کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کی طرف کی ہے۔جو اس کے تقدس اور عظمت پر دلالت کرتی ہے۔

3۔بے شک خلیفہ کا انتخاب مومنوں کی جماعت اپنے میں سے بہترین فرد چن کر کرتی ہے مگر وعدہ الٰہی ”خلیفہ خدا بناتا ہے“ سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کے دلوں پر تسلط فرما کر انہیں اپنے میں سے بہترین شخص پر جمع کر دیتا ہے اور صرف اسے ہی خلیفہ بناتا ہے۔جسے وہ چاہتا ہے۔

4۔خلفاء کی دیگر علامات اور کام جو اس آیت میں بیان ہیں ان کے روحانی اور دینی مقام پر دال ہیں مثلاً یہ کہ اللہ تعالیٰ ان خلفاء کیلئے دین کو وہ ترقی عطا فرماتا ہے۔جو وہ ان خلفاء کے لئے پسند کرتا ہے یعنی محض دنیوی فتوحات نہیں بلکہ دینی وروحانی ترقی ساتھ ہوتی ہے۔نیز اس آیت میں خلفاء کی عصمت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لے لیا ہے کہ وہ اس کے پسندیدہ دین اور طریق پر ہی چلتے ہیں۔عام دنیوی بادشاہوں سے یہ وعدہ نہیں ہے۔

5۔دینی وروحانی خلفاء کو اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت لازماً نصیب ہوتی ہے اور خلیفہ برحق کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اس کی جماعت کے خوف امن میں بدل دیتا ہے۔یہ وعدہ بھی عام دنیوی بادشاہوں اور حاکموں کے ساتھ لازم نہیں ہے۔

6۔دینی وروحانی خلفاء توحید حقیقی اور عبادت الٰہی کو قائم کرنے والے ہوتے ہیں۔گویا اپنے زمانہ میں اللہ کے کامل اور موحّد بندے وہی ہوتے ہیں اور دنیا میں بھی ان کے ذریعہ توحید اور عبادت قائم ہوتی ہے اور خدا کے عبادت گزار بندے پیدا ہوتے ہیں۔

7۔ایسے خلفاء کا انکار کرنیوالے لوگ نافرمان اور عہد شکنی کے مرتکب ہوتے ہیں۔

نبی کریمؐ نے خلافت کے قیام کو الٰہی سنت قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ کوئی نبوت ایسی نہیں ہوئی جس کے بعد خلافت قائم نہ ہوئی ہو۔

(کنز العمال جلد 11 ص216 مطبوعہ بیروت)

آپؐ نے اپنے بعد قائم ہونے والی خلافت علیٰ منہاج نبوت کے پہلے دور کی پیشگوئی اپنے معاً بعد بیان فرمائی تھی جو خلافت راشدہ کی صورت میں پوری ہوئی۔ان خلفاء کی سنت کو واجب العمل قرار دیتے ہوئے آپؐ نے امت کو ہدایت فرمائی کہ تم پر میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت پر عمل واجب ہے جو ہدایت یافتہ ہوں گے تم اس کے ساتھ مضبوطی سے چمٹے رہو۔ (مسند احمد حنبل جلد 4 ص126 مطبوعہ بیروت)

خلافت علی منہاج النبوۃ کے دوسرے دور کی پیشگوئی دور ملوکیت یعنی ظالم و جابر بادشاہتوں کے ادوار کے بعد کے زمانے سے تعلق رکھتی ہے۔

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا کہ تمہارے اندر نبوت موجود رہے گی جب تک خدا چاہے گا کہ وہ رہے پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا کہ اسے اٹھا لے وہ اسے اٹھا لے گا پھر خلافت علیٰ منہاج النبوت ہوگی اور وہ رہے گی جب تک خدا چاہے گا کہ وہ رہے پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا کہ اس کو اٹھا لے وہ اسے بھی اٹھا لے گا پھر ایک طاقتور اور مضبوط بادشاہت کا دور آئے گا اور وہ رہے گا جب تک اللہ چاہے گا کہ وہ رہے پھر وہ اللہ تعالیٰ اسے بھی اٹھا لے گا جب وہ چاہے گا کہ اسے اٹھا لے پھر ظالم و جابر حکومت (کا زمانہ) ہوگا اور وہ رہے گی جب تک اللہ چاہے گا کہ وہ رہے پھر اللہ تعالیٰ اسے اٹھا لے گا جب وہ چاہے گا کہ اسے اٹھا لے پھر خلافت علیٰ منہاج النبوت قائم ہوگی پھر حضور خاموش ہوگئے۔

(مسند احمد جلد۴ص۲۷۳دار الفکر بیروت ومشکوۃ باب الانذار والتحذیر)

جسے علماء سلف نے مسیح ومہدی موعود کے زمانہ سے منسلک کیا ہے۔چنانچہ علامہ عبدالحق محدث دہلوی نے اس حدیث پر نوٹ لکھا ہے کہ (حاشیہ مشکوۃ المصابیح مجتبائی ص461 مطبوعہ کراچی) کہ یہ بات ظاہر اور واضح ہے کہ اس خلافت علیٰ منہاج النبوۃ سے مراد عیسیٰ اور مہدی کا زمانہ ہے۔جس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوت قائم ہونی تھی۔خلیفہ خدا بناتا ہے۔

سورۃ نور کی آیت استخلاف میں بیان فرمودہ اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ دینی وروحانی خلفاء کی امتیازی خصوصیات انہیں دنیوی بادشاہوں سے ممتاز کرتی ہیں اور خدا تعالیٰ کے انتخاب کی واضح جھلک ان صفات کے ذریعہ ان میں جلوہ گر ہوتی ہے اور ثابت ہوجاتا ہے کہ بظاہر لوگوں کے اس انتخاب میں الٰہی منشاء کارفرما تھی۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی آیت استخلاف کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

”لَیَستَخلِفَنَّھُم کا مفہوم یہ ہے کہ خدا تعالیٰ ان لوگوں کو خلیفہ بنانے والا ہے اور ان کا خلیفہ بنانا اس کی طرف منسوب ہے (اس سے سمجھایا کہ بغیر اسباب ظاہری کے یہ لوگ خلیفہ بنائے جائیں گے بلکہ) اس کی حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ چونکہ آسمانوں اور زمین کا انتظام کرنے والا اور جس کے ساتھ چاہے لطف کا معاملہ کرنے والا ہے لہٰذا جس وقت عالم کی بہتری خلیفہ کے مقرر ہونے میں ہوتی ہے تو وہ امت کے دلوں میں ڈال دیتا ہے کہ جس شخص کو حکمت الٰہی بنانا چاہتی ہے اس کو خلیفہ بنالیں (خدا کے کام کرنے کا طریقہ عالم اسباب میں یہی ہے کہ بندوں کے دل میں اس کام کا شوق پیدا کر کے ان سے اس کام کو کرا لے) درحقیقت تمام عدم سے وجود میں آنے والی چیزیں حق تعالیٰ کی طرف منسوب ہیں مگر جب کسی

واقعہ میں الہام الٰہی خیر قائم رکھنے کیلئے ہوتا ہے یا اس کی تائید بطور خرق عادت کے اس میں شامل ہوجاتی ہے یا کوئی بات اس قسم کی ہوجاتی ہے جو اس واقعہ کو حق تعالیٰ کے ساتھ مزید خصوصیت دے دے وہاں اس قسم کا استعمال کرتے ہیں۔''

(ازالۃ الخفاء مترجم جلد اول ص 77,78 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت مسیح موعود خلفاء کا مقام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔''خداتعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف واولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کیلئے تا قیامت رکھے۔ سو اسی غرض سے خداتعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔''

(شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد 6 ص 353)

منصب خلافت

دراصل کسی بھی خلیفہ یا جانشین کا مقام اس کے متبوع کے مقام سے ہی جانچا جاتا ہے جس کا وہ نائب ہے۔ اس لئے نبی کے خلیفہ کو اپنے متبوع کے کمالات سے حصہ دیا جاتا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں:۔

(i)''خلیفہ وہ ہے جو نبی کی شریعت کو لوگوں میں جاری کرے اور اس کے ہاتھ پر خدا کے وہ وعدے جو اس کے نبی کے ساتھ تھے پورے ہوں۔''

(ازالۃ الخفاء جلد اول مترجم ص 198)

(ii)''انبیاء کے نفوس قدسیہ نہایت صاف اور اعلیٰ فطرت پر پیدا کئے گئے ہیں اور وہ اس صفائی اور علو فطرت کی وجہ سے حکمت الٰہی میں نزول وحی کے مستحق ہوئے ہیں اور عالم کی ریاست ان کو تفویض ہوئی ہے۔ فرمایا اللہ زیادہ جانتا ہے جس نفس میں اپنی رسالت رکھتا ہے اور امت میں کچھ ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کا جوہر نفس انبیاء کے جوہر نفوس کے قریب پیدا کیا جاتا ہے یہ لوگ اصل فطرت کے اعتبار سے انبیاء کے خلیفہ ہوتے ہیں۔ یہ لوگ جو خلاصہ امت ہیں پیغمبرؐ کے نفس قدسی سے ایسا اثر پذیر ہوتے ہیں جو دوسروں کو میسر نہیں ہوسکتا''۔ (ازالۃ الخفاء مترجم جلد اول ص 38)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے پوتے اور حضرت سید احمد صاحب بریلویؒ کے دست راست حضرت شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ (متوفی 1246ھ) فرماتے ہیں۔''خلیفہ راشد نبی کے حکم میں ہے ہر چند کہ وہ فی الحقیقت رسالت کے مرتبہ تک نہیں پہنچتا۔ لیکن منصب خلافت پر انبیاء اللہ کے ہی بعض احکام جاری ہوتے ہیں''

(منصب امامت شائع کردہ گوشۂ ادب ملتان ص 62,63)

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں''خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اس واسطے رسول کریمؐ نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے۔''

(شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد 6 ص 383)

خلفاء کے کام

خلیفہ یا جانشین کا مقام و منصب اپنے متبوع کے کاموں کی تکمیل کی ذمہ داری سے بھی شناخت کیا جاسکتا ہے۔ رسول کریمؐ کے چار بڑے کام بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی گمراہی میں تھے۔

(سورۃ الجمعۃ آیت 3)

یہی چار کام آپؐ کے خلفاء راشدین کے تھے جن کی خلافت کو آپ نے خلافت علیٰ منہاج النبوت کا نام دیا اور ان خلفاء کی اطاعت اور سنت پر عملدرآمد کی تاکیدی ہدایت فرمائی۔

نبیؐ کے ان بقیہ کاموں کی تکمیل کیلئے اسی اولوالعزم انسان کو الٰہی منشاء کے مطابق بطور خلیفہ مامور کیا جاتا ہے۔ جس میں ان کاموں کی اعلیٰ صلاحیت و استعداد موجود ہو۔ چنانچہ خلیفہ کے انتخاب کے بعد وہ استعداد اپنی شان کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے۔ اور وہ وجود جو خدا کی ہستی اور توحید پر کامل یقین و ایمان رکھتا ہے''تلاوت آیات'' کا فریضہ ادا کرتے ہوئے دنیا کو بھی اس ایمان پر قائم کرتا ہے۔ اسی طرح وہی برگزیدہ وجود جو خود شریعت پر قائم اور عامل ہوتا ہے اللہ کی طرف سے مسند خلافت پر بٹھایا جاتا ہے جو تعلیم کتاب کی ذمہ داری ادا کرکے دوسروں کو شریعت سکھاتا اور اس کا عامل بناتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے رہنمائی اور عرفان پاکر تعلیم حکمت کی خدمت بھی انجام دیتا اور اس کی دینی حکمتوں سے لوگوں کو باخبر کرتا ہے۔ اور چونکہ وہ خود تقویٰ اور تزکیہ کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوتا ہے اس لئے خدائی منشا سے دنیا کے تزکیہ کیلئے مقرر کیا جاتا ہے۔ یہ تزکیہ وہ اپنی نصیحت اور پاک نمونہ کے ذریعہ بھی کرتا ہے اور اپنی مقبول دعاؤں سے بھی۔ اور اسطرح قوم کو گناہوں سے بچاتا اور نیکی اور اخلاص میں ان کو بڑھاتا ہے۔

سیدنا حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

''یہی چار مقاصد خلافت (-) کے فرائض سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔ یعنی دلائل سکھانا، خدا کی باتیں لوگوں کو بتانا، شریعت سکھانا، ایمان تازہ کرنے کیلئے قرآن کریم کے احکام اور ان کی حکمتیں بتانا، جسمانی و قلبی طہارت پیدا کرنے کی کوشش کرنا یہی وہ کام ہیں جن کیلئے اسلام نبوت خلافت اور امامت قائم کرتا ہے پس نبی کا بھی اور پھر اس کے بعد خلفاء اور ان کے تابعین کا بھی یہی کام ہوتا ہے۔''

(تفسیر کبیر جلد دوم ص 195-196)

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں''خلیفہ کے معنے جانشین کے ہیں۔ جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے۔ اس کو دور کرنے کے واسطے جو ان کی جگہ آتے ہیں انہیں خلیفہ کہتے ہیں۔'' (ملفوظات جلد 2 ص 666)

خلافت و امامت کی روحانی عظمت

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں خلافت اور امامت کو خاص اپنی طرف نسبت دی ہے کہ میں خلیفہ اور امام بناتا ہوں۔ اس سے خلافت کا مقام اور روحانی عظمت مقصود ہے۔ جس طرح قرآن شریف میں بدر کے موقع پر نبی کریمؐ کے دشمن پر کنکریاں پھینکنے کو اللہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے اس مثال کا ذکر کرکے شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں''خلیفہ بنانے کی نسبت اپنی طرف خلفاء کی کمال بزرگی ظاہر کرنے کیلئے اور اس امر کے ظاہر کرنے کیلئے ہے کہ یہ استخلاف ایک بڑی نعمت اور درحقیقت ایک بڑی مضبوط چیز ہے''۔

(ازالۃ الخفاء مترجم جلد اول 78)

حضرت شاہ اسماعیل شہید فرماتے ہیں:۔

''خلیفہ خدائے رب العالمین کا سایہ اور انبیاء مرسلین کا ہمسایہ ہے کیونکہ وہ ترقی دین کا سرمایہ اور خدا تعالیٰ کے مقرب فرشتوں کا ہم مرتبہ ہے۔ وہ دائرہ امکان کا مرکز جمیع کائنات عالم کی جائے فخر اور اہل عرفان کا افسر ہے۔ وہ افراد انسانی کا سردفتر ہے اس کا دل خدائے رحمٰن کی تجلی کا عرش اور اس کا سینہ رحمت کا ایک بیکراں سمندر ہے۔ اس کا اقبال خدا تعالیٰ کے جلال کا پرتو اور اس کی مقبولیت جمال ربانی کا عکس ہے۔ اس کا قہر قضاو قدر کی تلوار اور اس کا کرم منبع عطا ہے۔ اس کا مقابلہ خدا تعالیٰ کی تقدیر کا مقابلہ اور اس کی مخالفت رب قدیر کی مخالفت ہے۔ ہر کمال جو اسکی خدمت گزاری میں خرچ نہ ہو پرخلل خیال ہے اور ہر علم جو اس کی عظمت وشان کے بیان کے کام نہ آئے سراسر باطل اور محال وہم ہے۔ ہر صاحب کمال جو اپنا موازنہ اس کے ساتھ کرنا چاہے وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کی راہ پر چلتا ہے۔''

(منصب امامت شائع کردہ گوشۂ ادب ملتان ص 62,63)

حضرت مسیح موعود نے اپنی معرکہ آراء تصنیف ''ضرورت الامام'' میں نبوت و امامت کے روحانی مقام کے بارہ میں جو لطیف نکات بیان کئے ہیں ان کا حاصل مختصراً حضور کے الفاظ میں پیش کیا جاتا ہے:۔

(i)''امام الزمان اس شخص کا نام ہے کہ جس شخص کی روحانی تربیت کا خدا تعالیٰ متولی ہو کر اس کی فطرت میں..... امامت کی روشنی رکھ دیتا ہے..... وہ روحانی طور پر......فوجوں کا سپہ سالار رہے اور خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے کہ اس کے ہاتھ پر دین کی دوبارہ فتح کرے اور وہ تمام لوگ جو اس کے جھنڈے کے نیچے آتے ہیں ان کو بھی اعلیٰ درجہ کے قویٰ بخشے جاتے ہیں..... اسی طرح ان نفوس میں جن کی نسبت خداتعالیٰ کے ازلی علم میں یہ ہے کہ ان سے امامت کا کام لیا جاوے گا منصب امامت کے مناسب حال کئی روحانی ملکے پہلے سے رکھے جاتے ہیں۔ اور جن لیاقتوں کی آئندہ ضرورت پڑے گی ان تمام لیاقتوں کا بیج ان کی پاک سرشت میں بویا جاتا ہے۔''

(ضرورت الامام روحانی خزائن جلد 13 ص 476)

(ii) حضرت مسیح موعود نے اماموں کیلئے درج ذیل چھ قوتوں کا ہونا ضروری قرار دیا ہے جن سے خلیفہ و امام کا بلند روحانی مقام ظاہر و باہر ہے۔

''اول قوت اخلاق..... ان میں اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوت کا ہونا ضروری ہے۔

دوم قوت امامت..... یعنی نیک باتوں اور نیک اعمال اور تمام الٰہی معارف اور محبت الٰہی میں آگے بڑھنے کا شوق یعنی روح اس کی کسی نقصان کو پسند نہ کرے اور کسی حالت ناقصہ پر راضی نہ ہو......غرض ......امامت ایک قوت ہے کہ اس شخص کے جوہر فطرت میں رکھی جاتی ہے جو اس کام کیلئے ارادہ الٰہی میں ہوتا ہے۔

تیسری قوت بسطت فی العلم ہے..... اسی لئے خداتعالیٰ کے فضل سے علوم الٰہیہ میں اس کو بسطت عنایت کی جاتی ہے اور اس کے زمانہ میں کوئی دوسرا ایسا نہیں ہوتا جو قرآنی معارف کے جاننے اور کمالات افاضہ اور اتمام حجت میں اس کے برابر ہو۔ اس کی صائب رائے دوسروں کے علوم کی تصحیح کرتی ہے اور اگر دینی حقائق کے بیان میں کسی کی رائے اس کی رائے کے مخالف ہو تو حق اس کی طرف ہوتا ہے کیونکہ علوم حقہ کے جاننے میں نور فراست اس کی مدد کرتا ہے۔ اور وہ نور ان چمکتی ہوئی شعاعوں کے ساتھ دوسروں کو نہیں دیا جاتا۔

چوتھی قوت عزم ہے جو امام الزمان کیلئے ضروری ہے اور عزم سے مراد یہ ہے کہ کسی حالت میں نہ تھکنا اور نہ ناامید ہونا اور نہ ارادہ میں سست ہو جانا۔

پانچویں قوت اقبال علی اللہ ہے۔۔۔اور امام الزمان کا اقبال علی اللہ یعنی اس کی توجہ الی اللہ تمام اولیاء اللہ کی نسبت زیادہ تر تیز اور سریع الاثر ہوتی ہے۔

چھٹے کشوف اور الہامات کا سلسلہ ہے.... امام الزمان اکثر بذریعہ الہامات کے خدا تعالیٰ سے علوم اور حقائق معارف پاتا ہے۔''

(ضرورۃ الامام روحانی خزائن جلد 13 ص 478)

(iii)''امام الزمان اپنی جبلّت میں قوت امامت رکھتا ہے اور دست قدرت نے اس کے اندر پیشروی کا خاصہ پھونکا ہوا ہوتا ہے۔ اور یہ سنت اللہ ہے کہ وہ انسانوں کو متفرق طور پر چھوڑنا نہیں چاہتا۔ بلکہ جیسا کہ اس نے نظام شمسی میں بہت سے ستاروں کو داخل کرکے سورج کو اس نظام کی بادشاہی بخشی ہے۔ ایسا ہی وہ عام مومنوں کو ستاروں کی طرح حسب مراتب روشنی

(باقی صفحہ 18 پر)

کلید اماں

یہ وعدہ ہے خدائے ذوالمنن کا عطا ہو گی خلافت مومنوں کو
بہت خوشحال وخوش قسمت وہ ہوں گے سمیٹیں گے جو اس کی برکتوں کو

متاعِ مسافرِ بقا کے سفر میں یہی زادِ ایماں خدا کی نظر میں
ترقی تجلی سبھی اس کے دم سے
خلافت تو انعام ہے ارمغاں ہے سبھی کو یہ نعمت میسر کہاں ہے؟

یہی نور ہے رہنما ظلمتوں میں یہی گوشۂ عافیت آندھیوں میں
نگہ دار ہے جادۂ کارواں کی
کڑی دھوپ میں سایۂ مہرباں ہے سبھی کو یہ نعمت میسر کہاں ہے؟

کوی کی انوکھی کویتا سنا کر یہ رہتی ہے خوابیدہ فطرت جگا کر
غم اتقا اس کے ہاتھوں کی مہندی
نگارِ تصور، عروسِ بیاں ہے سبھی کو یہ نعمت میسر کہاں ہے؟

ہر اک سمت سے جانب حق بلائے اگر چھو لے پتھر کو، پارس بنائے
نشیب و فراز زمانہ سے واقف
یہ چشمِ فراست، کلیدِ اماں ہے سبھی کو یہ نعمت میسر کہاں ہے؟

یہ درپن ہے مولیٰ کے فضل ورضا کا یہ عکسِ نبوت، مقامِ اصفیا کا
یہی کرتی ہے نقشِ توحید صیقل
عجب مول جس کا وہ جنسِ گراں ہے سبھی کو یہ نعمت میسر کہاں ہے؟

دلوں کو مدن ہار میں ہے پروتی یہی تو ہے یُوگیشور کی منوتی
فسانے بہت زندگی کے ہیں لیکن
سرا میں یہی حاصلِ داستاں ہے سبھی کو یہ نعمت میسر کہاں ہے؟

عطا معرفت کے اسے ہوں خزانے دعائیں لٹاتے ہیں اس کے زمانے
فرشتے نہ کیوں ناز اس کے اٹھائیں؟
کہ یہ یار میں، یار اس میں نہاں ہے سبھی کو یہ نعمت میسر کہاں ہے؟

یہ مظہر وفا کیش قدوسیوں کی یہ کاسر ہے دجالیت کے فسوں کی
زمیں کو بدلتی ہے یہ آسماں میں
خدائی ارادوں کی اک کہکشاں ہے سبھی کو یہ نعمت میسر کہاں ہے؟

اسے تھام رکھیں تو اللہ کی رسی اسے چھوڑ دیں تو فقط تیرہ بختی
یہی سر قوت ہے عزم و عمل کا
اگر یہ نہیں تو زیاں ہی زیاں ہے خلافت تو انعام ہے، ارمغاں ہے
سبھی کو یہ نعمت میسر کہاں ہے؟ سبھی کو یہ نعمت میسر کہاں ہے؟

مشکل الفاظ کے معانی: ارمغاں: تحفہ۔ **درپن:** آئینہ۔ **صیقل:** چمکانا۔ **مدن:** محبت۔ **منوتی:** ضمانت۔ **سرا:** سرائے۔ **کاسر:** توڑنے والی

جمیل الرحمٰن

(بقیہ از صفحہ 14)

داغ سے پاک ہے۔ کاش یہ لوگ صرف اس بات پر ہی غور کرتے کہ حضرت مسیح موعود نے جہاں بھی اپنے خداداد مشن کی تکمیل اور سلسلہ اور جماعت کے کام کو سنبھالنے اور چلانے کا ذکر کیا ہے اور دو قدرتوں کے اصول کو بیان کر کے اور مثال دے کر واضح کیا ہے کہ اس کام کے لئے خدا نے ایسا ہی نظام مقرر فرمایا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ کے وقت میں ظاہر ہوا اور یہ کہ یہ خدا کی ایک سنت ہے جو تمام نبیوں کے وقت میں ظاہر ہوتی رہی ہے اور کبھی بدل نہیں سکتی اور اس کے مقابل پر انجمن کا ذکر صرف بعض ماتحت کاموں کے تعلق میں آیا ہے اور اس کے ساتھ حضرت مسیح موعود نے یہ واضح شرط اور حد بندی لگا دی ہے کہ اس انجمن کے لئے ضروری ہوگا کہ ''وہ حسب ہدایت سلسلہ احمدیہ'' اپنا کام سرانجام دے (رسالہ الوصیت) یعنی خدا کے مقرر کردہ خلیفوں اور قدرت ثانیہ کے مظہروں کی نگرانی میں کام کرے......

اور پھر ہمارے قادر و متصرف خدا نے خلافت کے سوال کو صرف لفظی اور قومی تصریح تک ہی نہیں چھوڑا بلکہ اپنے زبردست فعل کے ساتھ اس پر مہر تصدیق بھی ثبت کر دی ہے بلکہ حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد جماعت میں جو سب سے پہلا اجماع ہوا وہ خلافت ہی کے متعلق تھا اور یہ اجماع بھی خدا نے ان لوگوں کے ہاتھ سے کروایا جو اب خلافت کے منکر ہو کر انجمن کا راگ الاپ رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے جو اس وقت صدر انجمن احمدیہ کے سیکرٹری تھے انجمن کی طرف سے حسب ذیل اعلان شائع کیا:۔

''حضور (-) کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپ کے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان اقرباء حضرت مسیح موعود باجازت حضرت (اماں جان) کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی جس کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی والا مناقب حضرت حاجی الحرمین الشریفین جناب حکیم نورالدین صاحب سلمہ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی''۔ (الحکم 28 مئی 1908ء)

یہ وہ پہلا اجماع ہے جو حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد جماعت میں ہوا جس میں صدر انجمن کے ممبر (ہاں وہی انجمن جو اب خلیفہ کی قائم مقام بتائی جاتی ہے) اور تمام حاضر الوقت جماعت کے افراد شریک اور متفق تھے۔ پس نہ صرف خدا کے قول نے بلکہ اس کے زبردست فعل نے بھی خلافت کے حق میں مہر تصدیق ثبت کی ہے اور اب کون ہے جو اس مہر کو توڑ سکتا ہے؟

(بقیہ صفحہ 16)

بخش کر امام الزمان کو ان کا سورج قرار دیتا ہے....وہ امام الزمان میں ہوں۔

(ضرورت الامام روحانی خزائن جلد 13 ص 493,495)

اطاعت خلافت

آیت استخلاف کے آخر میں یہ ذکر ہو چکا ہے کہ خلفاء کا انکار کرنے والے نافرمان اور عہد شکنی کے مرتکب ہونگے۔ رسول کریمؐ نے آخری زمانہ کے فتنہ و فساد کے وقت جہاں خلافت علیٰ منہاج النبوت کی خبر دی وہاں وقت کے خلیفہ کی دل و جان سے اطاعت کرنے کی بھی پرزور تلقین فرمائی۔

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ ''رسول کریمؐ کے صحابہؓ آپؐ سے خیر کے بارے دریافت کرتے تھے اور میں آپؐ سے شر کے بارے میں سوال کرتا تھا۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا اس خیر کے بعد بھی شرّ ہوگا جیسا کہ اس سے پہلے شرّ تھا۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا پھر اس سے بچاؤ کیسے ہوگا؟ راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے آپؐ نے فرمایا تلوار سے (دفاع) پھر اختلاف اور فساد پر صلح، پھر گمراہی کی دعوت دینے والے ہونگے پھر فرمایا (مسند احمد حنبل جلد 5 ص 403 مطبوعہ بیروت) اگر تم اس دن زمین پر اللہ کا خلیفہ دیکھو تو اس سے چمٹ جانا خواہ (اس حال میں) تیرا جسم لاغر ہو جائے اور تیرے مال پر قبضہ کر لیا جائے اور اگر اس (خلیفہ) کو نہ پاؤ تو زمین میں (نکل) بھاگو خواہ (اس راہ میں) موت آ جائے اور تمہیں درخت کی جڑیں چبا چبا کر گزارہ کرنا پڑے۔

الغرض خلیفہ کے تقرر میں خدائی ہاتھ کا ہونا اس کی ذمہ داریوں اور روحانی مقام و منصب کا تقاضا ہے کہ دینی و دنیاوی برکات کے حصول کیلئے ایسے مقدس وجود کی اطاعت کو حرز جان بنایا جائے۔

حضرت شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ (متوفی 1246ھ) فرماتے ہیں۔

'' اہل کمال کی علامت یہی ہے کہ وہ اس (خلیفہ) کی خدمت میں مشغول رہیں اور اس کی اطاعت میں اپنے آپ کو لگائے رکھیں۔ اس کے ساتھ برابری کے دعویٰ سے دستبردار رہیں۔ اور اسے رسول کی جگہ سمجھیں... منصب خلافت پر انبیاء اللہ کے ہی بعض احکام جاری ہوتے ہیں ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ اخروی نجات اس کی اطاعت پر موقوف ہے یعنی خواہ کوئی شخص ہزار وجہ معرفت الٰہیہ کے حصول اور اصلاح نفس کے سلسلہ میں اپنی پوری کوشش کرے لیکن جب تک وہ رسولوں پر ایمان نہیں لائے گا نجات اخروی اس کے ہاتھ ہرگز نہیں آئے گی۔ اور خدائے جبار کے غضب اور جہنم کی آگ سے غلامی حاصل نہیں کر سکے گا۔ پھر ہر چند کہ کوئی شخص عبادات شرعیہ اور اطاعات دینیہ بجا لائے اور احکام اسلام پر عمل پیرا ہونے میں اپنی پوری کوشش خرچ کرے۔ جب تک کہ وہ امام وقت کی اطاعت میں گردن نہیں جھکائے گا اور اس کی امامت کا اقرار نہیں کرے گا اس وقت تک اس کی عبادت آخرت میں کام نہیں آئے گی۔ اور وہ خدا تعالیٰ کی گرفت سے بچ نہیں سکے گا..... نبی کریمؐ نے فرمایا جو شخص اس حالت میں مرتا ہے کہ امام وقت کی بیعت کا قلادہ اس کی گردن میں نہیں ہوتا وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ اور ان احکام میں سے ایک حکم یہ ہے کہ شرعی عبادات اس کے حکم پر موقوف ہیں یعنی اگر عبادات دینیہ اور اطاعات شرعیہ اس کی سنت کے مطابق ہیں تو وہ مقبول ہیں ورنہ مردود اور یہ کہ نماز جمعہ نماز عیدین۔ (دین) کی حدیں اور سزائیں سب کی سب امام کے حکم پر موقوف ہیں۔ رسول کریمؐ نے فرمایا ہے کہ امام ایک ڈھال ہے جس کے پیچھے رہ کر دشمن سے لڑا جاتا ہے اور اس سے اپنا بچاؤ کیا جاتا ہے''

(منصب امامت شائع کردہ گوشۂ ادب ملتان ص 62,63)

حکم عدل حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

''اللہ جل شانہ فرماتا ہے (النساء: 60) اولی الامر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے...... امام الزمان کے لفظ میں نبی رسول محدث، مجدد سب داخل ہیں۔ مگر جو لوگ ارشاد اور ہدایت خلق اللہ کیلئے مامور نہیں ہوئے اور نہ وہ کمالات ان کو دئے گئے وہ گو ولی ہوں یا ابدال ہوں۔ امام الزماں نہیں کہلا سکتے''۔

(ضرورت الامام روحانی خزائن جلد 13 ص 493,495)

اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ اس نے ہمیں امام الزمان کی خلافت سے وابستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائی اور ہمیں وہ دن دیکھنے نصیب ہوئے جب اس خلافت پر سو سال پورے ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری نسلوں کو بھی خلافت کی عظمت و مقام سمجھنے اس کے کما حقہ ادب کا پاس کرنے اور کامل اخلاص و وفا سے اطاعت کی توفیق عطا فرمائے اور خلافت کی جملہ برکات سے متمتع فرمائے۔ آمین

خلفاء کی منجانب اللہ تقرری اور برکات خلافت پر حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے اقتباسات

خلفاء دلائل اور آدمیوں کے انتخاب سے نہیں خدا کی تائید اور نصرت سے بنتے ہیں

جماعت میں اتفاق اور وحدت کی ضرورت ہے جو خلیفہ کی فرمانبرداری پر موقوف ہے

خدا کی تائید سے

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں:۔

”میں نے پہلے بتلایا ہے کہ زمانہ کی ضرورتوں کے لحاظ سے خلیفہ بنانے کا خداتعالیٰ کا وعدہ ہے اور وہ خلیفہ دلائل سے نہیں، آدمیوں کے انتخاب سے نہیں بلکہ خداتعالیٰ ہی کی تائید اور نصرت اور طاقت سے بنیں گے۔

(خطبات نور ص12)

خدا کی قدرت نمائی

ان (آنحضرت ﷺ) کے جانشین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوئے۔ آپ کی قوم جاہلیت میں بھی چھوٹی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم میں سے نہ تھے۔ پھر کیونکر ثابت ہوا کہ خلیفہ حق ہیں۔ اسامہ کے پاس بیس ہزار لشکر تھا اس کو بھی حکم دے دیا کہ شام کو چلے جاؤ۔ اگر اسامہ کا لشکر موجود ہوتا تو لوگ کہتے کہ بیس ہزار لشکر کی بدولت کامیابیاں ہوئیں۔ نواح عرب میں ارتداد کا شور اٹھا۔ تین مسجدوں کے سوا نماز کا نام ونشان نہ رہا تھا۔ سب کچھ ہوا پر خدا نے کیسا ہاتھ پکڑا کہ رافضی بھی گواہی دے اٹھا کہ اسد اللہ الغالب کو...... ساتھ ہونا پڑا۔ کیسا خوف پیدا ہوا کہ عرب مرتد ہوگئے مگر سب خوف جاتا رہا۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنائے تھے۔ اسی طرح ہمیشہ ہمیشہ جب لوگ مامور ہو کر آتے ہیں تو خداتعالیٰ کی قدرت نمائی ہے اس کے ہاتھ کا تھامنا یہ دکھلا دیتا ہے کہ وہ خداتعالیٰ کی حفاظت میں محفوظ ہوتا ہے۔

(خطبات نور ص10)

خدا کے ہاتھ میں ہے

خلیفہ کا تقرر خداتعالیٰ کے ہاتھ میں ہونا ہی قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے ...... خداتعالیٰ کا وعدہ آپ ہی منتخب کرنے کا ہے۔ کون منتخب ہوتا ہے (-) (الانعام:125) جو شخص خلافت کے لئے منتخب ہوتا ہے اس سے بڑھ کر دوسرا اس منصب کے لئے سزاوار اس وقت ہرگز نہیں ہوتا۔

(خطبات نور ص72)

دست قدرت

یہ خدا ہی کا دست قدرت ہوتا ہے جو کہ ایک نبی کا قائمقام کسی کو بناتا ہے۔ ان پر مشکلات آتی ہیں مگر خدا بدلہ دیتا ہے۔ ان لوگوں میں تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ دونوں کمالات ہوتے ہیں۔ خدا کی کاملہ صفات کے یہ لوگ گرویدہ ہوتے ہیں اور مخلوق کی بے ثباتی اور لاشے ہونا ان کو بتلاتا ہے کہ خدا کا شریک کوئی نہیں ہے۔ اگر مزکی ہونا انسان کی اپنی طاقت کا کام ہوتا تو عقلمند اور مادی علوم کے محقق اعلیٰ درجہ کے پارسا ہوتے مگر اسی قسم کے لوگ گمراہ خبث ہو کر خدا سے دور چلے جاتے ہیں۔ اس لئے مزکی ہونے کے لئے ضرورت ہوتی ہے کہ خدا کی طرف سے کوئی آدمی جس میں کشش اور جذب کی طاقت ہوآوے۔

(خطبات نور ص175-176)

یہ خدا کا کام ہے

یہاں کے بعض رہنے والے باہر کے آنے والوں کے کانوں میں باتیں بھرتے ہیں کہ ہماری جماعت میں اختلاف ہے۔ کوئی موجود خلیفہ کے بعد کسی کو تجویز کرتا ہے اور کوئی کسی کو۔ ان بے حیاؤں کو شرم نہیں آتی کہ ایسی باتیں کرتے ہیں۔ ان کو کیا خبر ہے کون خلیفہ ہوگا؟ ممکن ہے کہ ہمارے بعد بہتر خلیفہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کی کیسی کیسی تائید کرے جب تم اس قدر بے علم ہو تو ایسی ایسی باتیں کیوں کیا کرتے ہو۔ کیا تمہارا انتخاب کردہ منتخب ہوگا؟ کیا موجودہ خلیفہ تمہارے انتخاب سے خلیفہ ہوا ہے۔ یہ کام تمہارا نہیں۔ خدا کا کام خدا کے سپرد کرو...... میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم کو اس کا وبال نہ بھگتنا پڑے۔ تم میں ایک امام ہے اس کا نام نورالدین ہے کیا تم اس کی حیاتی کے ذمہ دار ہو پیش از مرگ واویلا کرتے ہو۔ اگر تم حیادار ہو تو ایسی باتیں کبھی نہ کرو...... میرے اور میاں صاحب کے درمیان کوئی نقار نہیں جو ایسا کہتا ہے وہ بھی منافق ہے وہ میرے بڑے فرمانبردار ہیں۔ انہوں نے مجھ کو فرمانبرداری کا بہتر سے بہتر نمونہ دکھایا ہے۔ وہ میرے سامنے اونچی آواز بھی نہیں نکال سکتے۔ انہوں نے فرمانبرداری میں کمال کیا ہے۔ میرے اور ان کے درمیان کوئی مخالفت نہیں۔

میں نے امام بننے کی کبھی خواہش تک نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے تم سب کو گردنوں سے پکڑ کر میرے آگے جھکا دیا۔ دیر کی بات ہے میں نے رویا دیکھی تھی کہ میں کرشن بن گیا۔ اس کا نتیجہ اس وقت میری سمجھ میں نہیں آتا تھا۔

(خطبات نور ص622)

خلیفہ کی فرمانبرداری

حضرت صاحب کے زمانے میں میں نے چودہ سو کارڈ چھپوائے تھے کہ چودہ سو آدمیوں کی جماعت ہو کر ہم حضرت صاحب سے بیعت کریں گے اور اس فضل سے حصہ لیں گے جو جماعت سے مختص ہے۔ خدا نے خلوص نیت کو نوازا اور چودہ سو سے کئی لاکھ اس جماعت کو بنا دیا۔ اب ضرورت ہے اس جماعت میں اتفاق اتحاد اور وحدت کی اور وہ موقوف ہے خلیفہ کی فرمانبرداری پر۔

(خطبات نور ص418,417)

خدا نے مجھے قوت دی

خلیفہ بن کر مجھ پر بہت بڑا بوجھ پڑا ہے اگر خداتعالیٰ ہی کا فضل نہ ہوتا اور اس کی غریب نوازی میری دستگیری نہ کرتی تو میں اس بوجھ کو اٹھانے کے قابل نہ تھا۔ مگر اس نے اپنے فضل سے مجھے قوت دی۔ جس کا ایک بیٹا بیمار ہو اس کی حالت کا اندازہ مشکل ہوتا ہے پھر جس کے لاکھوں بیٹے ہوں اور مختلف حاجتوں اور بوجھوں سے ان کی حالت اس کے لئے درد کا باعث ہو۔ اندازہ بھی نہیں ہوسکتا کہ اسے کس قدر تکلیف ہوسکتی ہے۔ مگر اللہ ہی کا فضل ہے جو میں دل کے باغ میں رہتا ہوں۔ پس اس قسم کی ہمدردی کا احساس کرنے والا دل پہلو میں رکھنے والا انسان دنیا کو خدا کے فضل کے بدوں میسر نہیں آتا۔

(خطبات نور ص479,478)

خدا نے جھکا دیا

جماعت کے بعض لوگ دعا کرانے کی درخواست میں بھی شرک کی حد تک پہنچ جاتے ہیں۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں۔ کوئی تمہارا کارساز نہیں۔ میں علم غیب نہیں جانتا۔ نہ میں فرشتہ ہوں اور نہ میرے اندر فرشتہ بولتا ہے۔ اللہ ہی تمہارا معبود ہے اسی کے تم ہم سب محتاج ہیں کیا مخفی اور کیا ظاہر رنگ میں۔ اس کی طاقت بہت وسیع ہے اور اس کا تصرف بہت بڑا ہے وہ جو چاہتا ہے کر دیتا ہے اسکا ایک نظارہ اس امر میں دیکھو تم بھی مرزا کے مرید ہو اور میں مرزا کا مرید ہوں مگر اس نے تمہیں پکڑ کر میرے آگے جھکا دیا ہے۔ اس میں نہ میری خواہش تھی اور نہ مجھ پر کسی انسان کا احسان ہے میرے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہ تھی اور نہ یہ تمہاری کوششوں کا نتیجہ ہے۔ دیکھو میں بیمار ہوا۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ اس کے بچنے کی امید نہیں۔ مگر میں زندہ بولتا موجود ہوں۔ خدا ہی کا علم کامل ہے اس کا

تصرف کامل ہے اسی کے آگے سجدہ کرو اسی سے دعا مانگو۔

(خطبات نور ص506)

ارادہ الٰہی

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہماری حکومت کو یہ لوگ طوعاً اور کرہاً مانتے ہیں۔ پس جب خدا کی حکومت کا یہ حال ہے تو پھر جب انبیاء علیہم السلام کی حکومت ہوتی ہے اس وقت لوگوں کو اور بھی اعتراضات سوجھتے ہیں اور کہتے ہیں ...... (الزخرف:32) کہ وحی کا مستحق فلاں رئیس یا عالم تھا اس سے ظاہر ہے کہ لوگ رسول کی بعثت کے لئے خود بھی کچھ صفات اور اسباب تجویز کرتے ہیں جس سے ارادہ الٰہی بالکل لگا نہیں کھاتا۔ علیٰ ہذا القیاس جب رسول کے خلیفہ کی حکومت ہو تب تو ان کو مضائقہ پر مضائقہ اور کراہت پر کراہت ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا...... (الزخرف:33) کہ کیا یہ لوگ الٰہی فضل کو خود تقسیم کرتے ہیں؟ حالانکہ دیکھتے ہیں کہ وجہ معاش میں ہم نے ان کو خود مختار نہیں رکھا اور خود ہم نے اس کی تقسیم کی ہے پس جب ان کو علم ہے کہ خدا کے ارادہ سے سب کچھ ہوتا ہے تو پھر انبیاء اور ان کے خلفاء کا انتخاب بھی اس کے ارادہ سے ہونا چاہئے......

یہ اسی کا فعل ہے کہ امام بناوے، خلیفہ بناوے تمہاری سمجھ وہاں کام نہیں آسکتی۔ رموز سلطنت خویش خسرواں دانند۔ اگر اللہ تعالیٰ ایک شخص کو ہمارے کہنے سے مامور کردے اور اس کے اخلاق ردی ثابت ہوں ظالم خودغرض کینہ پرور نکل آوے تو دیکھو کس قدر مشکل پڑے۔ اسی لئے لوگوں کو انجمنوں اور سماجوں میں اپنے منتخب کردہ پریذیڈنٹوں کو منسوخ کرنا پڑتا ہے یا وہ لوگ خود الگ ہو جاتے ہیں۔

(خطبات نور ص170)

سچا وعدہ

اس زمانے ہی کو دیکھو کہ لیستخلفنھم کا وعدہ کیا سچا اور صحیح ثابت ہوا۔ اس کا رحم اس کا فضل اور انعام کس کس طرح دستگیری کرتا ہے۔ مگر انسان کو بھی لازم ہے کہ خود بھی قدم اٹھاوے۔ یہ بھی ایک سنت اللہ چلی آتی ہے کہ خلفاء پر مطاعن ہوتے ہیں۔ آدم پر مطاعن کرنے والی خبیث روح کی اذیت بھی اب تک موجود ہے۔ صحابہ کرام پر مطاعن کرنے والے روافض اب بھی ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو تمکنت دیتا ہے اور خوف کو امن سے بدل دیتا ہے۔

(خطبات نور ص24,23)

خدا نے مجھے مقرر کیا ہے

خدا نے جس کام پر مجھے مقرر کیا ہے میں بڑے زور سے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اب میں اس کرتے کو ہرگز نہیں اتار سکتا۔ اگر سارا جہان بھی اور تم بھی میرے مخالف ہو جاؤ تو میں تمہاری بالکل پرواہ نہیں کرتا اور نہ کروں گا۔ خدا کے مامور کا وعدہ ہے اور اس کا مشاہدہ ہے کہ وہ اس جماعت کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ اس کے عجائبات قدرت بہت عجیب ہیں اور اس کی نظر بہت وسیع ہے تم معاہدہ کا حق پورا کرو پھر دیکھو کس قدر ترقی کرتے ہو اور کیسے کامیاب ہوتے ہو۔

(خطبات نور ص419)

جلد بازی سے کوئی فقرہ منہ سے نکالنا بہت آسان ہے مگر اس کا نگلنا بہت مشکل ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں ہم تمہاری نسبت نہیں بلکہ اگلے خلیفے کے اختیارات کی نسبت بحث کرتے ہیں مگر تمہیں کیا معلوم کہ وہ (-)...... بڑھ کر آئے۔

(خطبات نور ص422)

عقل تجویز نہیں کرسکتی

چونکہ خلافت کا انتخاب عقل انسانی کا کام نہیں۔ عقل نہیں تجویز کرسکتی کہ کس کے قویٰ قوی ہیں کس میں قوت انتظامیہ کامل طور پر رکھی گئی ہے۔ اس لئے جناب الٰہی نے خود فیصلہ کردیا ہے کہ ...... (نور:56) خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے اب واقعات صحیحہ سے دیکھ لو کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے کہ نہیں؟ یہ تو صحیح بات ہے کہ وہ خلیفہ ہوئے اور ضرور ہوئے۔ شیعہ بھی مانتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ان کی بیعت آخر کرلی تھی۔ پھر میری سمجھ میں تو یہ بات آ نہیں سکتی اور نہ اللہ تعالیٰ کو قوی عزیز حکیم خدا ماننے والا کبھی وہم بھی کرسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ پر بندوں کا انتخاب غالب آگیا۔ منشاء الٰہی نہ تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہو گئے۔

(خطبات نور ص56)

خلیفہ خدا بناتا ہے

"میں باوجود اس بیماری کے جو مجھے کھڑا ہونا تکلیف دیتا ہے۔ اس موقعہ کو دیکھ کر سمجھا تا ہوں کہ خلافت کیسری دکان کا سوڈا واٹر نہیں (جو سہل الحصول ہو) تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ میں جب مر جاؤں گا (-) تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اس کو آپ کھڑا کردے گا۔

تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں۔ تم خلافت کا نام نہ لو۔ مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے......

دیکھو میری دعائیں عرش پر سنی جاتی ہیں۔ میرا مولیٰ میرے کام میری دعا سے بھی پہلے کر دیتا ہے۔ میرے ساتھ لڑائی کرنا خدا سے لڑائی کرنا ہے۔ تم ایسی باتوں کو چھوڑ دو اور توبہ کرلو ......تھوڑے دن صبر کرو۔ پھر جو پیچھے آئے گا۔ اللہ تعالیٰ جیسا چاہے گا وہ تم سے معاملہ کرے گا۔

(حیات نور ص567)

اطاعت خلافت

"ایک شہد کی مکھی سے انسان بہت کچھ سیکھ سکتا ہے وہ کیسی دانائی سے گھر بناتی، شہد بناتی ہے...... بدبودار چیز پر بھی نہیں بیٹھتی پھر اپنے امیر کی مطیع ہوتی ہے۔"

(حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 68)

"کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھا دینا اور یا پھر بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو ایک مُلاّں بھی کرسکتا ہے اس کے لیے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔ بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے۔"

(الفرقان خلافت نمبر مئی، جون 1967ء صفحہ 28)

یہی نورالدین جب ترقی کرتے خلافت کے منصب پہ فائز ہوئے تو اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"آخر میں ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں اور یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا اعتصام حبل اللّٰہ کے ساتھ ہو۔ قرآن تمہارا دستورالعمل ہو۔ باہم کوئی تنازع نہ ہو کیونکہ تنازع فیضان الٰہی کو روکتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوم جنگل میں اسی نقص کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم نے احتیاط کی اور وہ کامیاب ہوگئے۔ اب تیسری مرتبہ تمہاری باری آئی ہے۔ اس لیے چاہیے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میت غَسّال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ۔ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔ استغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو۔ وحدت کو ہاتھ سے نہ دو۔ دوسرے کے ساتھ نیکی اور خوش معاملگی میں کوتاہی نہ کرو۔ تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آ سکتا۔ پس اس نعمت کا شکر کرو۔ کیونکہ شکر کرنے پر اِزْدِیَادِ نعمت ہوتا ہے۔

(خطبات نور صفحہ 131)

"اللہ جل شانہ کی سچی فرمانبرداری اختیار کرو۔ اس کی اطاعت کرو۔ اس سے محبت کرو۔ اس کے آگے تذلل کرو۔ اس کی عبادت کرو۔ اور اللہ کے مقابل کوئی غیر تمہارا مطاع، محبوب، مطلوب، امیدوں کا مرجع نہ ہو۔ اللہ کے مقابل تمہارے لئے کوئی دوسرا نہ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تمہیں ایک طرف بلاتا ہو اور کوئی اور چیز خواہ وہ تمہارے نفسانی ارادے اور جذبات ہوں یا قوم اور برادری (سوسائٹی) کے اصول اور دستور ہوں، سلاطین ہوں، امراء ہوں، ضرورتیں ہوں، غرض کچھ ہی کیوں نہ ہو، اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابل میں تم پر اثر انداز نہ ہو سکے۔ پس خدا تعالیٰ کی اطاعت، عبادت، فرمانبرداری، تذلل اور اس کی حب کے سامنے کوئی اور شئے محبوب، مقصود و مطلوب اور مطاع نہ ہو۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 25 جولائی 1993ء)

☆......☆......☆......☆......☆

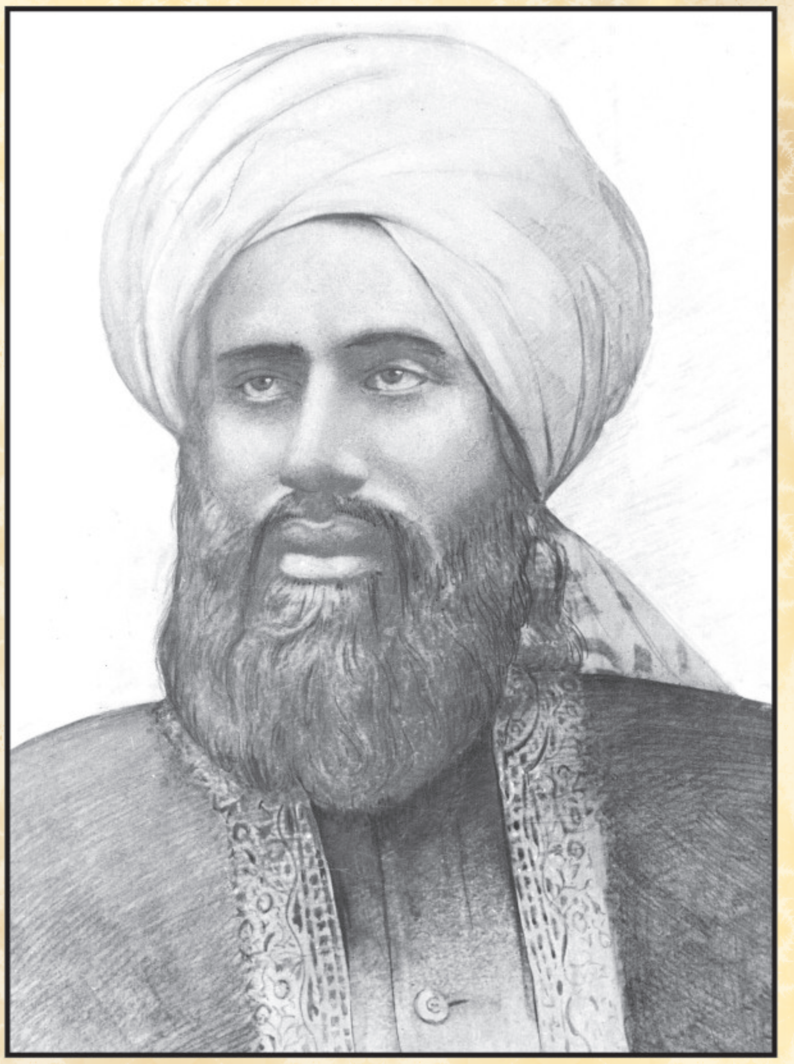

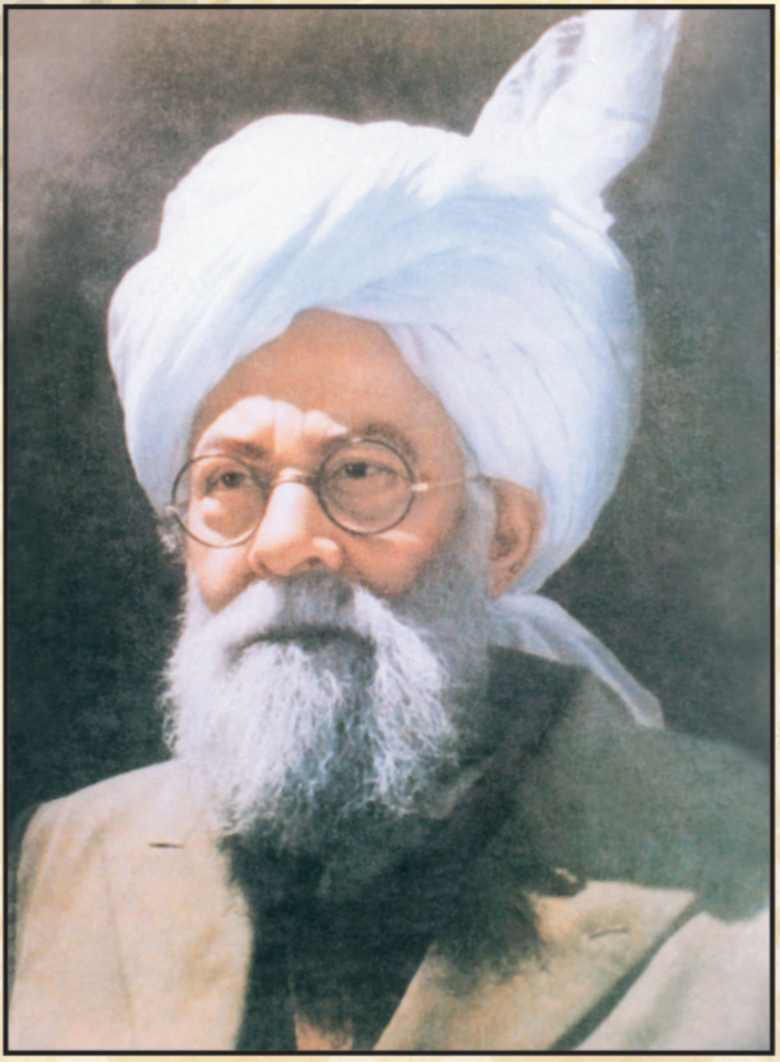

سو سال خلافت جو تسلسل سے رواں ہے
دراصل مسیحا کی صداقت کا نشاں ہے
بنیاد میں اس قصر کی پُردرد دعائیں
اخلاص و محبت کا نرالا ہی سماں ہے

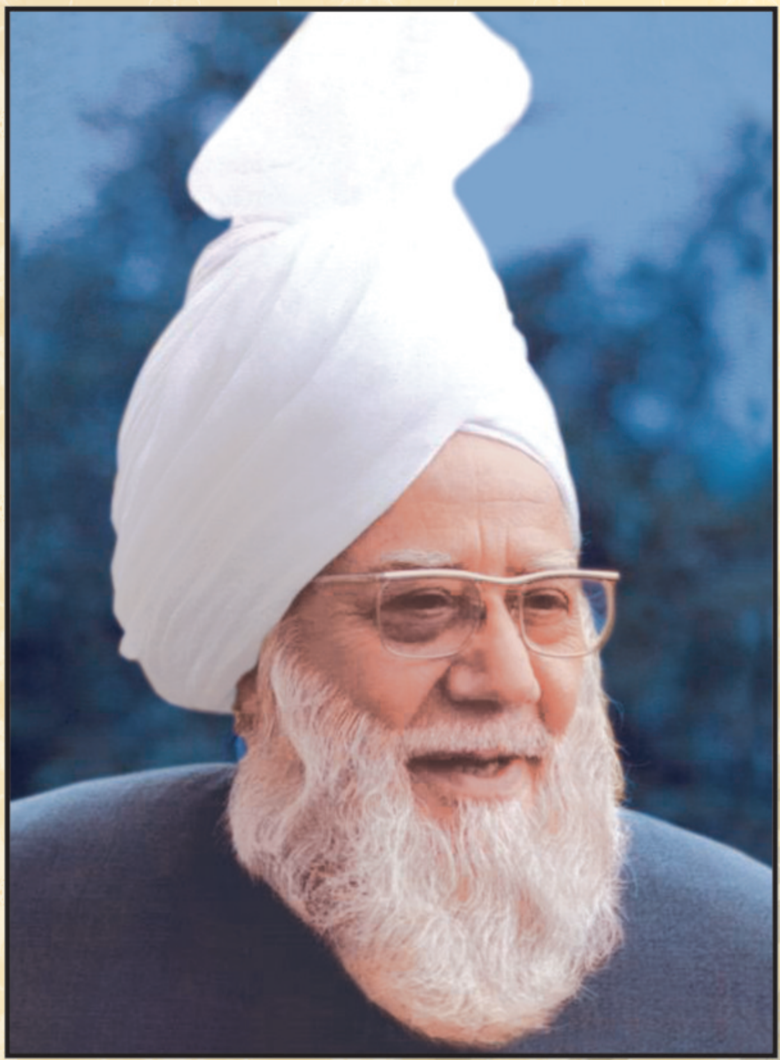

خلافت کے سات امتیازات اوراس کی برکات نیز اطاعت کی اہمیت

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود

خلافت کے سات امتیازات

1952ء میں الفرقان کے خلافت نمبر کی اشاعت کے وقت حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے استفسار کیا تھا کہ:۔

''خلافت راشدہ کی وہ کونسی علامتیں ہیں جن سے وہ ممتاز ہوتی ہےاوراس میں اور باقی تمام اقسام اقتدار، ملوکیت وغیرہ میں کھلے طور پر فرق کیا جاسکتا ہے؟

حضرت مصلح موعود نے اس وقت اس سوال کا جو جواب رقم فرمایا تھا اسے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

''...... میں خلافت راشدہ کے مجموعی امتیازات سات ہیں:۔

اوّل انتخاب

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ان تودوا الامانٰت......(النساء: 59)

یہاں امانت کا لفظ ہےلیکن ذکر چونکہ حکومت کا ہے اس لئے امانت سے مراد امانت حکومت ہے۔ آگے طریق انتخاب ...... پر چھوڑ دیا۔ چونکہ خلافت اس وقت سیاسی تھی مگر اس کے ساتھ مذہبی بھی۔ اس لئے دین کے قائم ہونے تک اس وقت کے لوگوں نے یہ فیصلہ کیا کہ انتخاب صحابہ کریں کہ وہ دین اور دیندار کو بہتر سمجھتے تھے ورنہ ہر زمانہ کے لئے طریق انتخاب الگ ہوسکتا ہے۔ اگر خلافت صحابہؓ کے بعد چلتی تو اس پر بھی غور ہوجاتا کہ صحابہؓ کے بعد انتخاب کس طرح ہوا کرے۔ بہرحال خلافت انتخابی ہے اور انتخاب کے طریق کو اللہ تعالیٰ نے ...... پر چھوڑ دیا ہے۔

دوم۔ تعلیم

خلیفہ پر اوپر سے شریعت کا دباؤ ہے وہ مشورہ کو ردّ کر سکتا ہے مگر شریعت کو ردّ نہیں کرسکتا۔ گویا وہ کانسٹی ٹیوشنل ہیڈ ہے، آزاد نہیں۔

سوم۔ شوریٰ

اوپر کے دباؤ کے علاوہ نیچے کا دباؤ بھی اس پر ہے یعنی اسے تمام اہم امور میں مشورہ لینا اور جہاں تک ہو سکے اس کے ماتحت چلنا ضروری ہے۔

چہارم۔ اندرونی دباؤ یعنی اخلاقی

علاوہ شریعت اور شوریٰ کے اس پر نگران اس کا وجود بھی ہے کیونکہ وہ مذہبی رہنما بھی ہےاور نمازوں کا امام بھی۔ اس وجہ سے اس کا دماغی اور شعوری دباؤ اور نگرانی بھی اسے راہ راست پر چلانے والا ہے جو خالص سیاسی منتخب یا غیر منتخب حاکم پر نہیں ہوتا۔

پنجم۔ مساوات

خلیفہ اسلامی انسانی حقوق میں مساوی ہے جو دنیا میں اور کسی حاکم کو حاصل نہیں وہ اپنے حقوق عدالت کے ذریعہ سے لے سکتا ہے اور اس سے بھی حقوق عدالت کے ذریعہ سے لئے جاسکتے ہیں۔

ششم۔ عصمت صغریٰ

عصمت صغریٰ اسے حاصل ہے یعنی اسے مذہبی مشین کا پرزہ قرار دیا گیا ہےاور وعدہ کیا گیا ہے کہ ایسی غلطیوں سے اسے بچایا جائے گا جو تباہ کن ہوں اور خاص خطرات میں اس کی پالیسی کی اللہ تعالیٰ تائید کریگا اور اسے دشمنوں پر فتح دیگا۔ گویا وہ موید من اللہ ہےاور دوسرا کسی قسم کا حاکم اس میں اس کا شریک نہیں۔

ہفتم

وہ سیاسیات سے بالا ہوتا ہےاس لئے اس کا کسی پارٹی سے تعلق نہیں ہوسکتا۔ وہ ایک باپ کی حیثیت رکھتا ہےاس کے لئے کسی پارٹی میں شامل ہونا یا اس کی طرف مائل ہونا جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یعنی جب ایسے شخص کا انتخاب ہو تو اس کا فرض ہے کہ وہ کامل انصاف سے فیصلہ کرے۔ کسی ایک طرف خواہ شخصی ہو یا قومی ہو نہ جھکے''۔

(الفرقان خلافت نمبر 1952ء ص4)

خلیفہ خدا بناتا ہے

''میں نے کسی سے درخواست نہیں کی کہ وہ میری بیعت کرے نہ کسی سے کہا کہ وہ میرے خلیفہ بننے کے لئے کوشش کرے اگر کوئی شخص ایسا ہےتو وہ علی الاعلان شہادت دے کیونکہ اس کا فرض ہے کہ جماعت کو دھوکے سے بچائے اور اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو وہ خدا کی لعنت کے نیچے ہےاور جماعت کی تباہی کا عذاب اس کی گردن پر ہوگا۔ اے پاک نفس انسانو! جن میں بدظنی کا مادہ نہیں میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے کبھی انسان سے خلافت کی تمنا نہیں کی اور یہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ سے بھی کبھی یہ خواہش نہیں کہ وہ مجھے خلیفہ بنا دے یہ اس کا اپنا فعل ہے یہ میری درخواست نہ تھی میری درخواست کے بغیر یہ کام میرے سپرد کیا گیا ہےاور یہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے کہ اس نے اکثروں کی گردنیں میرے سامنے جھکا دیں۔ میں کیونکر تمہاری خاطر خدا تعالیٰ کے حکم کو رد کردوں مجھے اس نے اسی طرح خلیفہ بنایا جس طرح پہلوں کو بنایا تھا۔ گو میں حیران ہوں کہ میرے جیسا نالائق انسان اسے کیونکر پسند آ گیا لیکن جو کچھ بھی ہو اس نے مجھے پسند کرلیا اور اب کوئی انسان اس کُرتہ کو مجھ سے نہیں اتار سکتا جو اس نے مجھے پہنایا ہے یہ خدا کا دین ہےاور کون سا انسان ہے جو خدا کے عطیہ کو مجھ سے چھین لے۔ خدا تعالیٰ میرا مددگار ہوگا۔ میں ضعیف ہوں مگر میرا مالک بڑا طاقتور ہے میں کمزور ہوں مگر میرا آقا بڑا توانا ہے میں بلا اسباب ہوں مگر میرا بادشاہ تمام اسبابوں کا خالق ہے میں بے مددگار ہوں مگر میرا رب فرشتوں کو میری مدد کے لئے نازل فرمائے گا (انشاء اللہ) میں بے پناہ ہوں مگر میرا محافظ وہ ہے جس کے ہوتے ہوئے کسی پناہ کی ضرورت نہیں''۔

(کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے انوار العلوم جلد 2 صفحہ 14-15)

میرے نزدیک خلافت کی عظیم الشان مشکلات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ خلیفہ خلافت سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا وہ مجبور ومعذور ہوتا ہے وہ اعتراض کرنے والوں کو عملی جواب نہیں دے سکتا............ خلیفہ ہی وہ شخص ہوتا ہے کہ جس کے ہاتھ بند ہوتے ہیں۔ اس لئے دوسرے کے مکر کے جواب نہیں دے سکتا اس کی زبان بھی بند ہوتی ہے اور کسی شریف انسان کے نزدیک اس سے بڑھ کر کوئی کمینگی نہیں ہوسکتی کہ اس شخص پر حملہ کیا جائے جس کی زبان اور ہاتھ بند ہوں .... اگر خلیفہ کو دست بردار ہونے کا اختیار ہوتا تو کئی خلیفے ایسے ہوتے جو معترضوں کو کہہ دیتے کہ لوتم خلافت کو سنبھالو ہم الگ ہوتے ہیں لیکن چونکہ خلیفہ سے یہ اختیار چھین لیا جاتا ہے اس لئے خواہ کیسی حالت ہو وہ خلافت سے دستبردار ہونے کا خیال بھی نہیں کرسکتا۔'' (الفضل 21ردسمبر 1922ء)

برکات خلافت

''اصل بات یہ ہے کہ پہلے جو باتیں تم خلافت کے متعلق سن چکے ہو وہ تو تمہیں ان لوگوں نے سنائی ہیں جو رہرو کی طرح ایک واقعہ کو دیکھنے والے تھے۔ ......اس لئے جو کچھ مجھ پر گزر رہا ہےاس کو میں ہی اچھی طرح سے بیان کرسکتا ہوں۔ دیکھنے والوں کو تو یہ ایک عجیب بات معلوم ہوتی ہوگی کہ کئی لاکھ کی جماعت پر حکومت مل گئی۔ مگر خدارا غور کرو کیا تمہاری آزادی میں پہلے کی نسبت کچھ فرق پڑ گیا ہے۔ کیا کوئی تم سے غلامی کرواتا ہے یا تم پر حکومت کرتا ہے یا تم سے ماتحتوں غلاموں اور قیدیوں کی طرح سلوک کرتا ہے کیا تم میں اور ان میں جنہوں نے خلافت سے روگردانی کی ہے کوئی فرق ہے۔ کوئی بھی فرق نہیں۔ لیکن نہیں ایک بہت بڑا فرق بھی ہےاور وہ یہ کہ

تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے۔

مگر ان کے لئے نہیں ہے۔ تمہارا اسے فکر ہے، درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہےلیکن ان کے لئے ایسا کوئی نہیں ہے۔ کسی کا اگر ایک بیمار ہو تو اس کو چین نہیں آتا۔ لیکن کیا تم ایسے انسان کی حالت کا اندازہ کرسکتے ہو جس کے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں بیمار ہوں۔ پس تمہاری آزادی میں تو کوئی فرق نہیں آیا ہاں تمہارے لئے ایک تم جیسے ہی آزاد پر بڑی ذمہ داریاں عائد ہوگئی ہیں''۔

(برکات خلافت۔ انوار العلوم جلد 2 صفحہ 156)

خلافت کی اطاعت سے ہی الٰہی نصرت ملتی ہے

خلافت کی اطاعت کی طرف جماعت کو توجہ دلاتے ہوئے فرمایا ہیں:

''وہی خدا جو اس وقت فوجوں کے ساتھ تائید کے لئے آیا آج میری مدد پر ہے اور اگر آج تم خلافت کی اطاعت کے نکتہ کو سمجھو تو تمہاری مدد کو بھی آئے گا۔ نصرت ہمیشہ اطاعت سے ملتی ہے۔ جب تک خلافت قائم رہے نظامی اطاعت پر، اور جب خلافت مٹ جائے انفرادی اطاعت پر ایمان کی بنیاد ہوتی ہے''۔ (الفضل 4 ستمبر 1937ء ص8)

خلیفہ کی دعا ہی سب سے زیادہ قبول ہوتی ہے

''اللہ تعالیٰ جس کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے.................. میں جو دعا کروں گا وہ انشاء اللہ فرداً فرداً ہر شخص کی دعا سے زیادہ طاقت رکھے گی''۔

(منصب خلافت۔ انوار العلوم جلد 2 ص 47)

کوئی کام امام کی ہدایت کے بغیر نہیں ہونا چاہئے

"جو جماعتیں منظّم ہوتی ہیں ان پر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور کچھ شرائط کی پابندی کرنی ان کے لئے لازمی ہوتی ہے۔ جن کے بغیر ان کے کام کبھی بھی صحیح طور پر نہیں چل سکتے .... ان شرائط اور ذمہ داریوں میں سے ایک اہم شرط اور ذمہ داری یہ ہے کہ جب وہ ایک امام کے ہاتھ پر بیعت کر چکے اور اس کی اطاعت کا اقرار کر چکے ہیں تو پھر انہیں امام کے منہ کی طرف دیکھتے رہنا چاہئے کہ وہ کیا کہتا ہے اور اس کے قدم اٹھانے کے بعد اپنا قدم اٹھانا چاہئے اور افراد کو کبھی بھی ایسے کاموں میں حصہ نہیں لینا چاہئے جن کے نتائج ساری جماعت پر آ کر پڑتے ہوں۔ کیونکہ پھر امام کی ضرورت اور حاجت ہی نہیں رہتی ...... امام کا مقام تو یہ ہے کہ وہ حکم دے اور ماموم کا مقام یہ ہے کہ وہ پابندی کرے"۔ (الفضل 5 جون 1937ء ص 2)

خلافت کی ناقدری فسق پر منتج ہوتی ہے

"ہم جو انعامات تم پر نازل کرنے لگے ہیں اگر تم ان کی ناقدری کرو گے تو ہم تمہیں سخت سزا دیں گے۔ خلافت بھی چونکہ ایک بھاری انعام ہے اس لئے یاد رکھو جو لوگ اس نعمت کی ناشکری کریں گے وہ فاسق ہو جائیں گے...... فسق کا فتویٰ انسان پر اسی صورت میں لگ سکتا ہے جب وہ روحانی خلفاء کی اطاعت سے انکار کرے"۔ (تفسیر کبیر سورہ نور ص 370-374)

خلیفۂ وقت کی سکیم ہی قابل عمل ہونی چاہئے

"خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم، وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفۂ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔ جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطبات رائیگاں، تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں"۔
(خطبہ جمعہ 24 جنوری 1936ء مطبوعہ الفضل 31 جنوری 1936ء ص 9 کالم 3)

انسانی عقلیں اور تدبیریں خلافت کے تحت رہیں

"میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خواہ تم کتنے ہی عقلمند اور مدبر ہو اپنی تدابیر اور عقلوں پر چل کر دین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے جب تک تمہاری عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت نہ ہوں اور تم امام کے پیچھے پیچھے نہ چلو ہرگز اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت تم حاصل نہیں کر سکتے۔ پس اگر تم خدا تعالیٰ کی نصرت چاہتے ہو تو یاد رکھو اس کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ تمہارا اٹھنا، بیٹھنا، کھڑا ہونا اور چلنا اور تمہارا بولنا اور خاموش ہونا میرے ماتحت ہو"۔
(الفضل 4 ستمبر 1937ء ص 8)

خلیفہ کو عصمت صغریٰ حاصل ہوتی ہے

"اطاعت جس طرح نبی کی ضروری ہوتی ہے ویسے ہی خلفاء کی ضروری ہوتی ہے۔ ہاں ان دونوں اطاعتوں میں ایک امتیاز اور فرق ہوتا ہے اور وہ یہ کہ نبی کی اطاعت اور فرمانبرداری اس وجہ سے کی جاتی ہے کہ وہ وحی الٰہی اور پاکیزگی کا مرکز ہوتا ہے مگر خلیفہ کی اطاعت اس لئے نہیں کی جاتی کہ وہ وحی الٰہی اور تمام پاکیزگی کا مرکز ہوتا ہے بلکہ اس لئے کی جاتی ہے کہ وہ تنفیذ وحی الٰہی اور تمام نظام کا مرکز ہے۔ اسی لئے واقف اور اہل علم لوگ کہا کرتے ہیں کہ انبیاء کو عصمت کبریٰ حاصل ہوتی ہے اور خلفاء کو عصمت صغریٰ"۔
(الفضل 17 فروری 1935ء ص 4)

تمام برکات خلیفۂ وقت سے مل سکتی ہیں

"جب تک بار بار ہم سے مشورے نہیں لیں گے اس وقت تک ان کے کام میں کبھی برکت پیدا نہیں ہو سکتی۔ آخر خدا نے ان کے ہاتھ میں سلسلہ کی باگ نہیں دی میرے ہاتھ میں سلسلہ کی باگ دی ہے۔ انہیں خدا نے خلیفہ نہیں بنایا مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے اور جب خدا نے اپنی مرضی بتانی ہوتی ہے تو مجھے بتاتا ہے انہیں نہیں بتاتا۔ پس تم مرکز سے الگ ہو کر کیا کر سکتے ہو۔ جس کو خدا اپنی مرضی بتاتا ہے، جس پر خدا اپنے الہام نازل فرماتا ہے، جس کو خدا نے اس جماعت کا خلیفہ اور امام بنا دیا ہے اس سے مشورہ اور ہدایت حاصل کر کے تم کام کر سکتے ہو۔ اس سے جتنا تعلق رکھو گے اسی قدر تمہارے کاموں میں برکت پیدا ہوگی۔ .... وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا کام بھی نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹہ کر سکتا ہے"۔ (الفضل 20 نومبر 1946ء ص 7 کالم 3)

استحکام خلافت اور ذیلی تنظیمیں

"تمہارا نام انصار اللہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے مددگار۔ گویا تمہیں اللہ تعالیٰ کے نام کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ازلی اور ابدی ہے۔ اس لئے تم کو بھی کوشش کرنی چاہیئے کہ ابدیت کے مظہر ہو جاؤ۔ تم اپنے انصار ہونے کی علامت یعنی خلافت کو ہمیشہ ہمیش کے لئے قائم رکھتے چلے جاؤ۔ اور کوشش کرو کہ یہ کام نسلاً بعد نسلٍ چلتا چلا جاوے۔ اور اس کے دو ذریعے ہو سکتے ہیں۔ ایک ذریعہ تو یہ ہے کہ اپنی اولاد کی صحیح تربیت کی جائے اور اس میں خلافت کی محبت قائم کی جائے۔ اسی لئے میں نے اطفال الاحمدیہ کی تنظیم قائم کی تھی اور خدام الاحمدیہ کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔ یہ اطفال اور خدام آپ لوگوں کے ہی بچے ہیں۔ اگر اطفال الاحمدیہ کی تربیت صحیح ہوگی۔ تو خدام الاحمدیہ کی تربیت صحیح ہوگی۔ اور اگر خدام الاحمدیہ کی تربیت صحیح ہو گی تو اگلی نسل انصار اللہ کی اعلیٰ ہوگی"۔
(سبیل الرشاد جلد اول صفحہ 122)

خلافت کے ذریعہ قرآنی علوم کا نزول

"خلیفہ خدا بنایا کرتا ہے۔ اگر ساری دنیا مل کر خلافت کو توڑنا چاہے اور کسی ایسے شخص کو خلیفہ بنانا چاہے جس پر خدا راضی نہیں .... تو اللہ تعالیٰ اس کو اور اس کے سارے خاندان کو اس طرح پیس ڈالے گا جس طرح چکی میں دانے پیس ڈالے جاتے ہیں"۔

"خدا تعالیٰ کی صفت علیم جس شان اور جس جاہ وجلال کے ساتھ میرے ذریعہ جلوہ گر ہوئی اُس کی مثال مجھے خلفاء کے زمرہ میں اور کہیں نظر نہیں آتی۔ مَیں وہ تھا جسے کل کا بچہ کہا جاتا تھا۔ مَیں وہ تھا کہ جسے احمق اور نادان قرار دیا جاتا تھا۔ مگر عہدۂ خلافت کو سنبھالنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قرآنی علوم اتنی کثرت کے ساتھ کھولے کہ اب قیامت تک ...... اِس بات پر مجبور ہے کہ میری کتابوں کو اور اُن سے فائدہ اٹھائے۔ وہ کونسا ...... مسئلہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ اپنی تمام تفاصیل کے ساتھ نہیں کھولا۔ مسئلہ نبوت، مسئلہ کفر، مسئلہ خلافت، مسئلہ تقدیر، قرآنی ضروری امور کا انکشاف ...... اقتصادیات۔ ...... سیاسیات اور ...... معاشرت وغیرہ پر تیرہ سو سال سے کوئی وسیع مضمون موجود نہیں تھا مجھے خدا نے اس خدمت دین کی توفیق دی اور اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے ہی ان مضامین کے متعلق قرآن کے معارف کھولے جن کو آج دوست دشمن سب نقل کر رہے ہیں مجھے کوئی لاکھ گالیاں دے مجھے لاکھ بُرا بھلا کہے۔ جو شخص ...... کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے لگے گا اُسے میرا خوشہ چین ہونا پڑے گا اور وہ میرے احسان سے کبھی باہر نہیں جا سکے گا۔ چاہے پیغامی ہوں یا مصری۔ ان کی اولادیں جب بھی دین کی خدمت کا ارادہ کریں گی وہ اس بات پر مجبور ہونگی کہ میری کتابوں کو پڑھیں اور اُن سے فائدہ اٹھائیں۔ بلکہ میں بغیر فخر کے کہہ سکتا ہوں کہ اس بارہ میں سب خلفاء سے زیادہ مواد میرے ذریعہ سے جمع ہؤا ہے اَور ہو رہا ہے۔ پس مجھے یہ لوگ خواہ کچھ کہیں خواہ کتنی بھی گالیاں دیں ان کے دامن میں اگر قرآن کے علوم پڑیں گے تو میرے ذریعہ ہی۔ اور دنیا ان کو یہ کہنے پر مجبور ہوگی کہ اے نادانو! تمہاری جھولی میں تو جو کچھ بھرا ہؤا ہے وہ تم نے اسی سے لیا ہے پھر اس کی مخالفت تم کس منہ سے کر رہے ہو"۔
(خلافت راشدہ۔ انوار العلوم جلد 15 ص 587)

خلافت کے قیام کے لئے دعائیں کرو

پس اے مومنوں کی جماعت! اور اے عمل صالح کرنے والو! خلافت خدا تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ اس کی قدر کرو جب تک تم لوگوں کی اکثریت ایمان اور عمل صالح پر قائم رہے گی خدا اس نعمت کو نازل کرتا جائے گا۔ لیکن اگر تمہاری اکثریت ایمان اور عمل صالح سے محروم ہوگی تو پھر یہ امر اس کی مرضی پر موقوف ہے کہ وہ چاہے تو اس انعام کو جاری رکھے اور چاہے تو بند کر دے۔ پس خلیفہ کے بگڑنے کا کوئی سوال نہیں۔ خلافت اس وقت چھینی جائے گی جب تم بگڑ جاؤ گے۔ پس اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی ناشکری مت کرو اور خدا تعالیٰ کے الہامات کو تحقیر کی نگاہ سے مت دیکھو۔ بلکہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے تم دعاؤں میں لگے رہو تا کہ قدرت ثانیہ کا پے در پے تم میں ظہور ہوتا رہے۔ ...... حضرت مسیح موعود کے اس ارشاد کا یہی مطلب تھا کہ میرے زمانہ میں تم یہ دعا کرو کہ تمہیں پہلی خلافت نصیب ہو اور پہلی خلافت میں دعا کرتے رہو کہ اس کے بعد میں دوسری خلافت ملے اور دوسری خلافت میں دعا کرتے رہو کہ اس کے بعد تمہیں تیسری خلافت ملے اور تیسری خلافت میں دعا کرتے رہو کہ اس کے بعد تمہیں چوتھی خلافت ملے۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری شامت اعمال سے اس نعمت کا دروازہ تم پر بند ہو جائے۔ پس ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں مشغول رہو۔ اور اس امر کو اچھی طرح یاد رکھو کہ جب تک تم میں خلافت رہے گی دنیا کی کوئی قوم تم پر غالب نہیں آ سکے گی اور ہر میدان میں تم مظفر و منصور رہو گے۔ کیونکہ یہ خدا کا وعدہ ہے۔
(خلافت راشدہ۔ انوار العلوم جلد 15 ص 593)

خدا تعالیٰ توحید کا سبق دلوں میں قائم رکھنے کے لئے خلافت کا قیام کرتا ہے

ارشادات حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث

خدا کی عظمت وجلال کا جلوہ

’’ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ خلیفہ اللہ تعالیٰ ہی بناتا ہے۔ اگر بندوں پر اس کو چھوڑا جاتا تو جو بھی بندوں کی نگاہ میں افضل ہوتا اسے وہ اپنا خلیفہ بنالیتے۔ لیکن خلیفہ خود اللہ تعالیٰ بناتا ہے اور اس کے انتخاب میں کوئی نقص نہیں۔ وہ اپنے ایک کمزور بندے کو چنتا ہے جسے وہ بہت حقیر سمجھتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو چن کر اس پر اپنی عظمت اور جلال کا ایک جلوہ کرتا ہے اور جو کچھ وہ تھا اور جو کچھ اس کا تھا اس میں سے وہ کچھ بھی باقی نہیں رہنے دیتا اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کے سامنے کلی طور پر فنا اور بے نفسی کا لبادہ وہ پہن لیتا ہے۔‘‘

(الفضل 17 مارچ 1967ء)

’’یہ وقت الٰہی جماعتوں کے لئے بڑا نازک وقت ہوتا ہے گویا ایک قسم کی قیامت بپا ہے۔ ایسے وقت میں جہاں اپنے گھبرائے ہوتے ہیں وہاں اغیار برائی کی امیدیں لیے جماعت کو تک رہے ہوتے ہیں اور خواہش رکھتے ہیں کہ شائد یہ وقت اس الٰہی جماعت کے انتشار یا اس میں کس قسم کی کمزوری پیدا کرنے یا اس کے اتحاد، اس کے اتفاق اور اس کی باہمی محبت میں رخنہ پڑنے کا ہو لیکن جو سلسلہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے قائم کیا جاتا ہے وہ ایسے نازک دوروں میں اپنی موت کا پیام نہیں بلکہ اپنی زندگی کا پیام لے کر آتا ہے اور اللہ تعالیٰ قیادت کا انتقال ایک کندھے سے دوسرے کندھے کی طرف اس لئے نہیں کرتا کہ اس کا ایک بندہ بوڑھا اور کمزور ہوگیا اور وہ اس کو طاقت ور جوان رکھنے پر قادر نہیں کیونکہ ہمارا پیارا مولیٰ ہر شے پر قادر ہے بلکہ اس لئے کہ وہ دنیا پر ثابت کرنا چاہتا ہے کہ ہر نگاہ میری طرف ہی اٹھنی چاہئے، بندہ بڑا ہو یا چھوٹا، آخر بندہ ہی ہوتا ہے۔ تمام فیوض کا منبع اور تمام برکات کا حقیقی سرچشمہ میری ہی ذات ہے۔ یہ توحید کا سبق دلوں میں بٹھانے کے لئے وہ اپنے ایک بندے کو اپنے پاس بلا لیتا ہے اور ایک دوسرے بندہ کو جو دنیا کی نگاہوں میں انتہائی طور پر کمزور اور ذلیل اور نااہل ہوتا ہے۔ کہتا ہے کہ اٹھ اور میرا کام سنبھال۔ اپنی کمزوریوں کی طرف نہ دیکھ، اپنی کم علمی اور جہالت کو نظر انداز کردے، ہاں میری طرف دیکھ کہ میں تمام طاقتوں کا مالک ہوں، میرے سے یہ امید رکھ، اور مجھ پر ہی توکل کر کہ تمام علوم کے سوتے مجھ سے ہی پھوٹتے ہیں۔ میں وہ ہوں جس نے تیرے آقا کو ایک ہی رات میں چالیس ہزار کے قریب عربی مصادر سکھا دیئے تھے اور میری طاقتوں میں کوئی کمی نہ آئی تھی۔ میں وہ ہوں جس نے نہایت نازک حالت میں سے......کو اٹھایا تھا اور جب انسان نے اپنی تلوار سے اسے مٹانا چاہا تو میں اس وار اور......کے درمیان حائل ہوگیا۔ اس وقت دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں موجود تھیں لیکن دنیا کی کوئی طاقت خواہ کتنی ہی بڑی تھی......کو نہ مٹا سکی۔ ہمارا رب کہتا ہے کہ آج پھر میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں دنیا میں......کو غالب کروں گا اور......دنیا پر غالب ہو کر رہے گا اور ان کمزور ہاتھوں کے ذریعہ سے غالب ہو کر رہے گا۔ ہم اپنی کمزوریوں کو کیا دیکھیں۔ ہماری نظر تو اس ہاتھ پر ہے جو ہمیں اپنے کمزور ہاتھوں کے پیچھے جنبش کرتا نظر آتا ہے۔ ہم اپنی کم طاقتی کا خیال کیوں کریں، کیونکہ ہمارا توکل تو اس ذات پر ہے کہ جس نے دنیا کی ہر چیز کو اپنے اندر سمیٹا ہوا ہے اور اس کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ کل شام کو اس مجلس انتخاب نے خاکسار کو منتخب کیا ہے اور خدا شاہد ہے کہ آج صبح بھی میری حالت ایسی تھی جیسے اس شخص کی ہوتی ہے کہ جس کا کوئی عزیز فوت ہو جائے تو اس کو یقین نہیں آتا کہ اس کا وہ عزیز اس سے جدا ہو چکا ہے مجھے بھی یقین نہیں آتا، میں سمجھتا ہوں کہ شائد میں خواب دیکھ رہا ہوں، یہ کیا ہوا......

جس کو خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے ڈھال بنایا تھا اس ڈھال کو اس نے ہم سے لے لیا اور اس نے مجھے آگے کر دیا۔ میں بہت ہی کمزور ہوں بلکہ کچھ بھی نہیں۔ شاید مٹی کے ایک ڈھیلے میں مدافعت کی قوت مجھ سے زیادہ ہو، مجھ میں تو وہ بھی نہیں۔ لیکن جب سے ہمیں ہوش آئی ہے ہم یہی سنتے آئے ہیں کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ اگر یہ سچ ہے اور یقیناً یہ سچ ہے تو پھر نہ مجھے گھبرانے کی ضرورت ہے اور نہ آپ میں سے کسی کو گھبرانے کی ضرورت ہے۔ جس نے یہ کام کرنا ہے وہ یہ کام ضرور کرے گا۔ اور یہ کام ہو کر رہے گا لیکن کچھ ذمہ داریاں مجھ پر عائد ہوتی ہیں اور کچھ ذمہ داریاں آپ پر ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر جان کر آپ لوگوں کو گواہ ٹھہراتا ہوں اس بات پر کہ جہاں تک اللہ تعالیٰ نے مجھے سمجھ دی ہے، جہاں تک اس نے مجھے توفیق عطا کی ہے، جہاں تک اس نے مجھے طاقت دی ہے، آپ مجھے اپنا ہمدرد پائیں گے۔ میں ہر لمحہ اور ہر لحظہ دعاؤں کے ساتھ اور اگر کوئی اور وسیلہ بھی مجھے حاصل ہو تو اس وسیلہ کے ساتھ مددگار ہوں گا اور میں اپنے رب سے یہ امید رکھتا ہوں کہ وہ آپ کو بھی یہ توفیق دے گا کہ آپ صبح وشام اور رات اور دن اپنی دعاؤں سے اپنے اچھے مشوروں سے، اپنی ہمدردیوں سے اور اپنی کوششوں سے میری اس کام میں مدد کریں گے کہ خدا تعالیٰ کی توحید دنیا میں قائم ہو اور......آج دنیا آپ کو بھی کمزور سمجھتی ہے اور مجھے بھی بہت کمزور سمجھتی ہے۔

ایک دن آئے گا کہ لوگ حیران ہوں گے اور وہ دیکھ لیں گے کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ میں کتنی بڑی طاقت تھی کہ بظاہر کمزور نظر آنے والا، مال سے محروم، وسائل سے محروم، دنیا کی عزتوں سے محروم، ہر طرف سے دھتکارا جانے والا، ذلیل کیا جانے والا اور وہ سلسلہ جس کو دنیا نے اپنے پاؤں کے نیچے مسلنا چاہا، خدا تعالیٰ کے فضل نے اسے آسمان کی بلندیوں تک پہنچا دیا ہے اور قرآن کریم جو کسی وقت صرف طاق کو سجاوٹ دے رہا تھا اس نے دلوں میں گھر کر لیا ہے اور پھر انسان کے دل سے علم کا بھی، نیکی اور تقویٰ کا بھی اور دنیا کی ہمدردی اور غم خواری کا بھی ایک چشمہ بہہ نکلا ہے۔ اسی طرح جس طرح ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں سے بوقت ضرورت پانی کا چشمہ بہہ نکلا تھا۔ دنیا انشاء اللہ یہ نظارے دیکھے گی، مگر ہم میں سے ہر ایک شخص کو چاہئے کہ وہ اپنی بساط کے مطابق اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرتا رہے۔‘‘

(الفضل 3 دسمبر 1965ء حیات ناصر صفحہ 359 تا 362)

خلیفہ خدا ہی بناتا ہے

’’............مجھ سے کسی نے پوچھا کہ خلافت سے پہلے کبھی آپ نے سوچا تھا کہ خلیفہ بن جائیں گے؟ میں نے کہا

No sane person can aspire to this.

کوئی عقل مند آدمی سوچ بھی نہیں سکتا کیونکہ یہ اتنی بڑی ذمہ داری ہے۔ کوئی سوچے گا کیسے! کوئی احمق ہی ہوگا، پاگل ہی ہوگا جو یہ کہے گا کہ مجھے یہ ذمہ داری مل جائے۔ فرمایا:۔

خدا تعالیٰ کے دربار میں تو ہر وقت ایسے لوگ موجود رہتے ہیں جو اپنی اپنی سمجھ کے مطابق اور استعداد کے مطابق اس کو پہچاننے والے، اس کے آگے جھکے ہوئے، اس کی حمد کرنے والے، اس کی تسبیح کرنے والے اور اس کے قرب کو حاصل کرنے کی تڑپ رکھنے والے ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے کیا ہی خوب پیارا شعر فرمایا ہے۔

یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگہ میں تری کچھ کم نہ تھے خدمت گزار

ہزاروں لاکھوں آدمی، خدا کے بندے، خدا کے دربار میں حاضر رہتے ہیں۔ کوئی ایک آدمی یہ سمجھے کہ خدا مجبور ہوگیا میں اکیلا اس کے دربار میں تھا اور اس نے مثلاً میں اپنی مثال لیتا ہوں، اگر میں یہ سمجھوں کہ میں اکیلا تھا اور خدا مجبور ہوا مجھے خلیفہ مقرر کرنے کے لئے یعنی مجھے پکڑ لے اور خلیفہ مقرر کردے۔ تو میرے جیسا پاگل دنیا میں اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ اس بھرے دربار میں خدا نے اپنی مرضی چلائی۔ ہم تو اس وقت یعنی انتخاب خلافت کے وقت آنکھیں نیچی کئے ہوئے اپنے غم اور اپنی فکروں میں بیٹھے ہوئے تھے‘‘۔

نیز فرمایا:۔

’’یہ سمجھنا کہ جس آدمی کو خدا تعالیٰ کسی کام کے لئے چنے دنیا کا کوئی انسان یا منصوبہ خدا تعالیٰ کے اس انتخاب کو غلط کرسکتا ہے تو یہ غلط ہے کیونکہ دینے والا تو وہی خدا ہے..........خدا کے در کے علاوہ آپ کون سی چیز کہاں سے لے کر آتے ہیں؟..........قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے.......... (یہ یاد رکھیں خصوصاً نئی نسل) کہ انتخاب ہوتا ہے لیکن خلیفہ اللہ تعالیٰ ہی بناتا ہے۔‘‘

(خطبہ فرمودہ 25 اگست 1978ء بمقام لندن)

قبولیت دعا کا نشان

’’اے جان سے زیادہ عزیز بھائیو! میرا ذرہ ذرہ آپ پر قربان کہ آپ کو خدا تعالیٰ نے جماعتی اتحاد اور جماعتی استحکام کا وہ اعلیٰ نمونہ دکھانے کی توفیق عطا کی کہ آسمان کے فرشتے آپ پر ناز کرتے ہیں۔ آسمانی ارواح کے سلام کا تحفہ قبول کرو۔ تاریخ کے اوراق آپ کے نام عزت کے ساتھ یاد کریں گے اور آنے والی نسلیں آپ پر فخر کریں گی کہ آپ نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے خاطر اس بندہ ضعیف اور ناکارہ کے ہاتھ پر متحد ہو کر یہ عہد کیا ہے کہ قیام توحید اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے جلال کے قیام اور غلبہ......کے لئے جو تحریک اور جو جدوجہد حضرت مسیح موعود نے شروع کی تھی اور جسے حضرت مصلح موعود نے اپنے آرام کھو کر، اپنی زندگی کے ہر سکھ کو قربان کر کے اکناف عالم تک پھیلایا ہے آپ اس جدوجہد کو تیز سے تیز تر کرتے چلے جائیں گے۔

میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں اور میں ہمیشہ آپ کی دعاؤں کا بھوکا ہوں۔ میں نے آپ کی تسکین قلب کے لئے، آپ کے بار کو ہلکا کرنے کے لئے، آپ کی پریشانیوں کو دور کرنے کے لئے، اپنے رب رحیم سے قبولیت دعا کا نشان مانگا ہے اور مجھے پورا یقین اور بھروسہ ہے اس پاک ذات پر کہ وہ میری اس التجا کو رد نہیں کرے گا۔‘‘

’’اب میں کچھ اپنے متعلق کہنا چاہتا ہوں۔ میں بغیر کسی جھجک کے اور بغیر کسی تکلف کے اپنے خدا کے حضور یہ اقرار کرتا ہوں کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں۔ حضرت مسیح موعود نے براہین احمدیہ میں قرآن شریف کے متبعین کے متعلق یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ ہمیشہ تذلل، نیستی اور انکساری کو پسند کرتے ہیں اور اپنی اصل حقیقت

تذلل، مفلسی اور ناداری اور پُر تقصیری کو سمجھتے ہیں۔

میں جب اپنے آپ پر غور کرتا ہوں تو اپنے آپ کو اس مقام سے بھی کہیں نیچے پاتا ہوں کیونکہ حضور نے جن لوگوں کا ذکر کیا ہے ان کے کچھ کمالات بھی بیان کئے ہیں لیکن میں اپنے اندر کوئی کمال نہیں پاتا اور حیران ہوں کے کن الفاظ میں اپنا ذکر کروں۔ میں اکثر سوچتا ہوں اور حیران ہوتا ہوں کہ جب حضرت مسیح موعود جیسا وجود اپنے خدا کو مخاطب کر کے یہ کہتا ہے کہ ع

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں

تو میرے جیسا انسان کن الفاظ میں اپنے آپ کو اپنے خدا کے سامنے پیش کرے۔ لیکن میں اس تمام نیستی اور تذلل کے باوجود میں اپنے نفس میں پاتا ہوں اور یہ سمجھنے کے باوجود کہ میں تو محض لاشئے ہوں پھر بھی یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جس مقام پر مجھے کھڑا کیا ہے اس کی حفاظت کا اس نے خود ذمہ لے رکھا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جب تک وہ مجھے زندہ رکھنا چاہے گا اس قادر و توانا کا قوی ہاتھ ہمیشہ میرے ساتھ رہے گا اور میرے ہاتھ سے وہ جماعت کو جس طرف بھی لے جائے گا انشاء اللہ اس میں ضرور کامیابی ہوگی، اس لئے نہیں کہ میرے اندر کوئی خوبی ہے بلکہ اس لئے کہ اسی قادر و توانا کے ہاتھ میں سب طاقتیں ہیں اور اس کا وعدہ ہے کہ وہ مجھے کامیابی عطا فرمائے گا‘‘۔

(خطاب جلسہ سالانہ 1965ء)

آئندہ آنے والے 23-25 سال بہت اہم ہیں

’’میرے دل میں بڑی شدت سے یہ بات ڈالی گئی ہے کہ آئندہ 23-25 سال احمدیت کے لئے بڑے ہی اہم ہیں۔ کل کا اخبار آپ نے دیکھا ہوگا حضرت مصلح موعود نے 1945ء میں کہا تھا کہ اگلے بیس سال احمدیت کی پیدائش کے ہیں اس واسطے چوکس اور بیدار رہو۔ بعض غفلتوں کے نتیجے میں پیدائش کے وقت بچہ وفات پا جاتا ہے۔ میں خوش ہوں اور آپ کو بھی یہ خوشخبری سناتا ہوں کہ وہ بچہ 1965ء میں بخیر و عافیت زندہ پیدا ہو گیا جیسا کہ آپ نے کہا تھا۔ میرے دل میں یہ ڈالا گیا ہے کہ وہ بچہ خیریت کے ساتھ، پوری صحت کے ساتھ اور پوری توانائی کے ساتھ 1965ء میں پیدا ہو چکا ہے۔ اب 1965ء سے ایک دوسرا دور شروع ہو گیا اور یہ دور خوشیوں کے ساتھ، بشاشت کے ساتھ، قربانیاں دیتے ہوئے آگے ہی آگے بڑھتے چلے جانے کا ہے۔ اگلے 23 سال کے اندر اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق اس دنیا میں ایک عظیم انقلاب پیدا ہونے والا ہے۔ یا دنیا ہلاک ہو جائے گی یا اپنے خدا کو پہچان لے گی۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔ میرا کام دنیا کو انذار کرنا ہے اور میں کرتا چلا آ رہا ہوں۔ آپ کا کام انذار کرنا اور میرے ساتھ مل کر دعائیں کرنا ہے تا یہ دنیا اپنے رب کو پہچان لے اور تباہی سے محفوظ ہو جائے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12/جون 1970ء مطبوعہ الفضل 15 جولائی 1970ء صفحہ 11)

’’میں تمام جماعت کو جو کہ یہاں موجود ہے اور پوری دنیا کو کامل یقین کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ آئندہ پچیس تیس سال کے اندر دنیا میں ایک عظیم الشان تغیر پیدا ہونے والا ہے۔ وہ دن قریب ہیں جب دنیا کے بہت سے ممالک کی اکثریت ...... کو قبول کر چکی ہوگی اور دنیا کی سب طاقتیں اور ملک بھی اس آنے والے روحانی انقلاب کو روک نہیں سکتے۔ جب کہ وہی زبانیں جو آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دے رہی ہیں آپؐ پر درود بھیج رہی ہوں گی۔ یہ دن یقیناً آنے والے ہیں۔

لیکن یہ پیش خبریاں ہم پر بھی کچھ ذمہ داریاں عائد کرتی ہیں جنہیں بہر حال ہمیں نے پورا کرنا ہے۔ ہمیں عظیم قربانیاں دینی ہوں گے۔ جب ہم اپنا سب کچھ خدا کی راہ میں قربان کر دیں گے تب خدا کہے گا کہ میں اپنا کچھ کیوں بچا کر رکھوں، میں بھی اپنی سب برکتیں تمہیں دیتا ہوں اور جب ایسی حالت ہو جائے تو پھر خود سوچ لو کہ ہمارے لئے کیا کمی رہ جائے گی۔‘‘

(خطبات جلسہ سالانہ 1965ء بحوالہ جلسہ سالانہ کی دعائیں صفحہ 3,4)

صد سالہ احمدیہ جوبلی کی غیر معمولی اہمیت

’’یہ ایک عظیم مہم ہے جو آسمانوں سے چلائی گئی ہے۔ یہ ایک ایسی تحریک ہے جس کا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔ نہ احمدیت کے باہر کوئی اس کا تصور کر سکتا ہے اور نہ احمدیت کے اندر خدا تعالیٰ کے حکم کے بغیر اس کا تصور کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم منصوبہ بنایا اور اس نے جماعت احمدیہ جیسی کمزور جماعت کو کھڑا کر کے کہا کہ میں تجھ سے یہ کام لوں گا غلبہ......کا، یہ منصوبہ اتنا بڑا منصوبہ ہے کہ نوع انسانی میں اتنا بڑا اور کوئی منصوبہ نہیں ہے، اس لحاظ سے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ نوع انسانی کے لئے جن برکات کا سامان پیدا کیا گیا تھا ان برکات کو ہر فرد بشر تک پہنچانا ہے اور کامیابی کے ساتھ ان کے دلوں کو جیتنا ہے......

پس یہ ایک بہت بڑا منصوبہ ہے جو دنیا میں...... اور اشاعت قرآن کے لئے جاری کیا گیا ہے ...... بظاہر یہ ناممکن ہے لیکن خدا نے آج آسمانوں پر یہی فیصلہ کیا ہے کہ اس کی تقدیر سے یہ بات بظاہر ناممکن ہونے کے باوجود بھی ممکن ہو جائے اور دنیا کے دل خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے جیت لئے جائیں گے ......‘‘ (حیات ناصر صفحہ 589)

’’پہلی صدی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لئے ہے اور دوسری صدی...... کی صدی ہے اب یہ صدی اور آئندہ آنے والی صدیاں مہدی موعود کی صدیاں ہیں۔ کسی اور نے آ کر نئے سرے سے اشاعت ...... کے کام نہیں سنبھالنے۔ یہ مہدی ہی ہے جو...... کی اس نشاۃ ثانیہ میں ...... کے جرنیل کی حیثیت میں اور ...... دنیا کی طرف بھیجا گیا۔ جماعت احمدیہ کی پہلی صدی بھی ...... کے جرنیل کی حیثیت سے مہدی معہود کی صدی ہے اور دوسری صدی بھی مہدی معہود کی صدی ہے جس میں ...... غالب آئے گا اس کے بعد تیسری صدی میں تھوڑے بہت کام رہ جائیں گے اور وہ جیسا کہ انگریزی میں ایک فوجی محاورہ ہے Mopping Up Operation (یعنی جو چھوٹے موٹے کام رہ گئے ہوں ان کو کرنا) جب تیسری صدی والے آئیں گے وہ خود ہی ان کاموں کو سنبھال لیں گے لیکن ہم جن کا تعلق پہلی اور دوسری صدی کے ساتھ ہے کیونکہ میرے سامنے اس وقت بھی جو چھوٹی سی جماعت کا ایک حصہ بیٹھا ہوا ہے ان میں سے بہت سے وہ ہوں گے بلکہ میرا خیال ہے یہاں بیٹھنے والوں کی اکثریت وہ ہوگی جو اس طرح دلیری اور شجاعت اور فرمانبرداری اور ایثار کے جذبہ کے ساتھ پہلی صدی کو پھلانگتے ہوئے دوسری صدی میں داخل ہوں گے اور خدا تعالیٰ کے حضور اپنی قربانیاں پیش کرتے چلے جائیں گے اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے نظارے دیکھنے والے ہوں گے کہ ...... کے غلبہ کے لئے دوسروں کے دلوں میں بھی کوئی شک اور شبہ نہیں رہا......‘‘۔

(خطاب جلسہ سالانہ 27 دسمبر 1981ء)

’’میں تو حیران ہوں اور حیرت میں گم ہوں اور اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی عظمت میرے اس زمانہ میں اس بات سے ثابت ہوئی کہ میرے جیسے عاجز انسان کا اس نے ہاتھ پکڑا اور اعلان کیا کہ اس ذرہ ناچیز سے میں دنیا میں انقلاب بپا کر دوں گا اور کر دیا‘‘ (خطاب جلسہ سالانہ 27 دسمبر 1981ء)

خلیفہ فنا کے مقام پر ہوتا ہے

ابھی چند دن کی بات ہے نماز فجر سے قبل میں استغفار میں مشغول تھا ایک خوف سا مجھ پر طاری تھا اور میں اپنے رب سے اس کی مغفرت کا طالب ہو رہا تھا۔ اس وقت اچانک میں نے محسوس کیا کہ ایک غیبی طاقت نے مجھے اپنے تصرف میں لے لیا ہے اور میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے۔ ’’قیام دین‘‘ اور پھر ایک دھکے کے ساتھ جس نے میرے سارے جسم کو ہلا دیا میں پھر بیداری کے عالم میں آ گیا اور اس کی تفہیم مجھے یہ ہوئی کہ موجودہ سلسلہ خطبات کے ذریعہ جو پروگرام میں جماعت کے سامنے رکھنے والا ہوں اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ دین......کو قائم کرے گا۔ اس کے استحکام کے سامان پیدا کرے گا۔ تو ہزاروں نشانات ہیں جن کا سلسلہ خلافت مسیح ...... کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے جاری کیا ہے۔ مگر یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ چونکہ خلیفہ ......فنا کے اور نیستی کے مقام پر ہوتا ہے اس لئے عام طور پر وہ ایسی باتوں کا اظہار نہیں کیا کرتا۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے محبت کے اظہار کی باتیں ہوتی ہیں۔ سوائے ایسی باتوں کے جن کا تعلق سلسلہ کے ساتھ ہو اور جن کا بتایا جانا ضروری ہو۔ بلکہ اپنے تجربہ کی بناء پر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ خلفائے ......کو اللہ تعالیٰ ہمیشہ منع کرتا رہا ہے کہ اپنے مقام قرب کا کھل کر اظہار نہ کیا کریں اور اپنے ذاتی تجربہ اور حضرت مسیح موعود کے ایک فرمان اور تاریخی گواہیوں کے پیش نظر میں نے یہ نتیجہ نکالا ہے تاریخ نے خلفاء راشدین سابقین کی صرف چند آیات بینات محفوظ کی ہیں۔ مثلاً میرے خیال میں پانچ دس سے زیادہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نشانات بیان نہیں کئے۔ یعنی جو پیش خبریاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دی گئیں یا جو بشارتیں آپ کو دی گئیں ان میں سے چند ایک تاریخ میں محفوظ ہیں زیادہ نہیں ہیں لیکن حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ ہزار ہا پیش خبریاں اور مکالمے مخاطبے ان بزرگ خلفاء راشدین سے ہوئے تھے۔ (خطبات ناصر جلد اول ص 681)

تمام بزرگیاں خلافت سے وابستہ ہیں

ہمارا خدا (نعوذ باللہ) جاہل نہیں ہے کوئی چیز اس سے چھپی ہوئی نہیں ہے وہ جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا ہے۔ سینوں کی باتوں کو جانتا ہے وہ جیسا کہ قرآن کریم میں بڑی وضاحت سے بیان ہوا ہے۔ جانتا ہے کہ کون متقی ہے اور کون نہیں۔ وہ جانتا ہے کہ کون ہمارا دشمن ہے اور کون دوست۔ وہ جانتا ہے کہ کس چیز میں ہماری بھلائی ہے اور کس چیز میں ہمارا نقصان ہے پس ہماری دعاؤں کو علیم ہونے کی حیثیت سے قبول کرتا ہے۔ وہ (نعوذ باللہ) بے وقوف ماں کی طرح نہیں ہے کہ اگر بچہ آگ کا انگارہ اس سے مانگے تو بعض دفعہ چڑ چڑے پن میں وہ آگ کا انگارہ اس کے سامنے رکھ دیتی ہے اور بچے کے ہاتھ کو جلا دیتی ہے وہ ماں سے زیادہ محبت کرنے والا ہے وہ باپ سے بھی زیادہ پیار کرنے والا ہے وہ جب دعاؤں کو قبول کرنے پر آتا ہے تو انہی دعاؤں کو اور اسی رنگ میں قبول کرتا ہے جو دعائیں جس رنگ میں ہمارے فائدہ کے لئے ہیں۔

لیکن جب دعا میں جو چیز مانگی گئی ہے وہ ہمارے فائدہ کے لئے نہ ہو تو وہ اسے رد کر دیتا ہے اور اس کی بجائے محض اپنے فضل اور رحم سے کسی اور شکل اور کسی اور رنگ میں اپنی رحمت کو ظاہر کرتا ہے وہ بڑا ہی پیار کرنے والا وہ بڑی ہی محبت کرنے والا رب ہے۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اس کے شکر گزار بندے بن کر اپنی زندگیوں کے دن گزاریں اور جماعت کے اندر اتحاد اور اتفاق کو ہمیشہ قائم رکھیں اور اس حقیقت کو کبھی نظر انداز نہ کریں کہ سب بزرگیاں اور ساری ’’ولایت‘‘ خلافت ...... کے پاؤں کے نیچے ہے۔ جو شخص اس سے باہر اپنے آپ کو کچھ سمجھتا ہے اس کی دعائیں اگر قبول بھی ہوں تو وہ قبولیت اصطفاء کی نہیں وہ قبولیت ابتلاء اور امتحان کی ہے پس اپنے رب سے ڈرتے رہنا چاہئے۔ (خطبات ناصر جلد اول ص 729)

خلافت احمدیہ کے متعلق خدائی بشارات اور اس کی طاقت کا راز

ارشادات حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع

خلافت کا مدعا توحید کا قیام

''خلافت کے قیام کا مدعا توحید کا قیام ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے اٹل۔ ایسا کہ جو کبھی ٹل نہیں سکتا، زائل نہیں ہو سکتا۔ اس میں کوئی تبدیلی کبھی نہیں آئے گی (۔) خلافت کا انعام یعنی آخری پھل تمہیں یہ عطا کیا جائے گا کہ میری عبادت کرو گے، میرا کوئی شریک نہیں ٹھہراؤ گے کامل توحید کے ساتھ تم میری عبادت کرتے چلے جاؤ گے اور میرے حمد وثناء کے گیت گایا کرو گے۔ یہ وہ آخری جنت کا وعدہ ہے جو جماعت احمدیہ سے کیا گیا اور مجھے یقین ہے اور جو نظارے ہم نے دیکھے ہیں اور جن کے نتیجہ میں غم کے دھاروں کے علاوہ حمد کے دھارے بھی ساتھ بہہ رہے ہیں اور شکر کے دھارے بھی ساتھ ہی بہہ رہے ہیں ایسے حیرت انگیز ہیں کہ آج دنیا میں کوئی قوم اس کے پاسنگ کو بھی نہیں پہنچ سکتی جو جماعت احمدیہ کا مقام اس دنیا میں ہے وہ کسی اور جماعت کا نہیں (۔)

پس کامل بھروسہ اور کامل توکل تھا اللہ کی ذات پر کہ وہ خلافت احمدیہ کو کبھی ضائع نہیں ہونے دے گا۔ ہمیشہ قائم ودائم رکھے گا۔ زندہ اور تازہ اور جوان اور ہمیشہ مہکنے والے عطر کی خوشبو سے معطر رکھتے ہوئے اس شجرہ طیبہ کی صورت میں اس کو ہمیشہ زندہ وقائم رکھے گا جس کے متعلق وعدہ ہے اللہ تعالیٰ کا کہ (۔) کہ ایسا شجرہ طیبہ ہے جس کی جڑیں زمین میں گہری پیوست ہیں اور کوئی دنیا کی طاقت اسے اکھاڑ کر پھینک نہیں سکتی۔ یہ شجرہ خبیثہ نہیں ہے کہ جس کے دل میں آئے وہ اسے اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ پھینک دے۔ کوئی آندھی، کوئی ہوا اس شجرہ طیبہ کو اپنے مقام سے ٹلا نہیں سکے گی اور شاخیں آسمان سے اپنے رب سے باتیں کر رہی ہیں اور ایسا درخت بہار اور سدا بہار ہے ایسا عجیب ہے یہ درخت کہ ہمیشہ نو بہار رہتا ہے کبھی خزاں کا منہ نہیں دیکھتا۔ (-) ہر وقت ہر آن اپنے رب سے پھل پاتا چلا جاتا ہے۔ اس پر کوئی خزاں کا وقت نہیں آتا اور اللہ کے حکم سے پھل پاتا ہے اس میں نفس کی کوئی ملونی شامل نہیں ہوتی (۔) حمد وشکر کا پہلو ایک ابدی پہلو ہے وہ کسی شخص کے ساتھ وابستہ نہیں۔ نہ پہلے کسی خلیفہ کی ذات سے وابستہ تھا نہ میرے ساتھ ہے نہ آئندہ کسی خلیفہ کی ذات سے وابستہ ہے۔ وہ منصب خلافت کے ساتھ وابستہ ہے۔ وہ وہ پہلو ہے جو زندہ تابندہ ہے۔ اس پر کبھی موت نہیں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ ہاں ایک شرط کے ساتھ اور وہ شرط یہ ہے (۔) دیکھو اللہ تم سے وعدہ تو کرتا ہے کہ تمہیں اپنا خلیفہ بنائے گا زمین میں لیکن کچھ تم پر بھی ذمہ داریاں ڈالتا ہے۔ تم میں سے ان لوگوں سے وعدہ کرتا ہے جو ایمان لاتے ہیں اور عمل صالح بجا لاتے ہیں۔ پس اگر نیکی کے اوپر جماعت قائم رہی اور ہماری دعا ہے اور ہمیشہ ہماری کوشش رہے گی کہ ہمیشہ ہمیش کے لئے یہ جماعت نیکی پر ہی قائم رہے، صبر کے ساتھ اور وفا کے ساتھ، تو خدا تعالیٰ یہ وعدہ بھی ہمیشہ ہمارے ساتھ وفا کرتا چلا جائے گا اور خلافت احمدیہ اپنی پوری شان کے ساتھ شجرہ طیبہ بن کر ایسے درخت کی طرح لہلہاتی رہے گی جس کی شاخیں آسمان سے باتیں کر رہی ہوں۔''

(الفضل 22 جون 1982ء)

''میں آپ کو ایک خوشخبری دیتا ہوں کہ اب انشاء اللہ خلافت احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا۔ جماعت بلوغت کے مقام کو پہنچ چکی ہے خدا کی نظر میں۔ اور کوئی دشمن آنکھ، کوئی دشمن دل، کوئی دشمن اس جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گی اور خلافت احمدیہ انشاء اللہ تعالیٰ اسی شان کے ساتھ نشو ونما پاتی رہے گی جس شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود سے وعدے فرمائے ہیں۔ کم از کم ایک ہزار سال تک یہ جماعت زندہ رہے گی۔ تو دعائیں کریں حمد کے گیت گائیں اور اپنے عہدوں کی پھر تجدید کریں۔''

(الفضل 28 جون 1982ء)

دنیا بھر کے امن کا راز توحید کی طرف لوٹنے میں ہے اور دنیا بھر کو امن کی طرف بلانے کا کام جماعت احمدیہ کے سپرد ہے............ انشاء اللہ ہم اللہ کے نام کو ساری دنیا میں پھیلا کر دم لیں گے۔

(الفضل 2/اگست 1992ء)

خلافت احمدیہ کی طاقت کا راز

''خلافت احمدیہ کی طاقت کا راز دو باتوں میں نظر آتا ہے۔ ایک خلیفہ وقت کے اپنے تقویٰ میں اور ایک جماعت احمدیہ کے مجموعی تقویٰ میں۔ جماعت کا جتنا تقویٰ من حیث الجماعت بڑھے گا احمدیت میں اتنی ہی زیادہ عظمت اور قوت پیدا ہوگی۔ خلیفہ وقت کا ذاتی تقویٰ جتنا ترقی کرے گا اتنی ہی اچھی سیاحت اور قیادت جماعت کو نصیب ہوگی۔ یہ دونوں چیزیں بیک وقت ایک ہی شکل میں ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر ترقی کرتی ہیں۔

پس ہماری دعا ہونی چاہئے آپ کی میرے لئے اور میری آپ کے لئے، آپ اپنے رب کے حضور گریہ وزاری کرتے ہوئے ہمیشہ یہ دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے تقویٰ نصیب فرمائے۔ ایسا تقویٰ جو اس کی نظر میں قبولیت اور اس کی درگاہ میں مقبولیت کے قابل ہو اور میری ہمیشہ یہ دعا رہے گی کہ مجھے بھی اور آپ کو بھی اللہ تعالیٰ تقویٰ عطا فرمائے کیونکہ بحیثیت آپ کے امام کے اور بحیثیت خلیفۃ المسیح کے مجھے جتنی زیادہ متقیوں کی جماعت نصیب ہوگی اتنی ہی زیادہ ہم ......کی عظیم الشان خدمت کر سکیں گے۔ احمدیت کو اتنی ہی زیادہ قوت نصیب ہوگی اتنی ہی زیادہ احمدیت کو عظمت نصیب ہوگی۔ محض اعداد کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہے۔ روحانی دنیا میں اعداد کے ساتھ فضیلتیں نہیں ناپی جاتیں۔'' (خطبات طاہر جلد اول ص 23)

خلفاء کا ایک دوسرے سے مقابلہ نہیں کرنا چاہئے

''حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے عشاق نے ہر رنگ میں بہار کا اثبات کیا۔ اور ویسے بھی یہ ناممکن تھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سیرت کا بحرِ ذخّار کسی ایک وجود میں اکٹھا ہو جاتا اتنا ہی بڑا ظرف بھی تو ہونا چاہئے تھا۔ اس لیے اپنی اپنی توفیق، اپنی اپنی حیثیت اپنی اپنی شَاکِلَتِہ کے مطابق لوگوں نے آپؐ کے عشاق نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ پکڑے۔ جو لوگ اس فرق کو ملحوظ نہیں رکھتے وہ بعض دفعہ نادانی میں خلفاء کا ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ شروع کر دیتے ہیں۔ اور ہمیشہ یہ چلتا آیا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت عمرؓ کی زندگی میں ان کے ساتھ بعض نادانوں نے مقابلے کیے کہ جی وہ تو یوں کیا کرتے تھے وہ تو یہ ہوتا تھا۔ آپ یہ کرتے ہیں اور آپ یوں کرتے ہیں۔ اسی طرح حضرت عثمان کے دور میں حضرت عمرؓ سے مقابلہ شروع ہو گئے اور حضرت علیؓ کے دور میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مقابلے شروع ہو گئے (رضوان اللہ علیہم)۔ اور لوگ نادانی میں یہ نہیں سمجھتے کہ کُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِہٖ فَرَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ ھُوَ اَھْدٰی سَبِیْلًا تم لوگ تو نادان ہو، تم ناواقف ہو، جاہل ہو۔ تمہیں کچھ پتہ نہیں کہ کس کا عمل کیوں ہے؟ اور طرزِ عمل کس لئے اختیار کیا جا رہا ہے؟ یہ بندے ہیں، مجبور ہیں اس فطرت کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمائی۔ یہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ انہوں نے اپنی شَاکِلَتِہ کے اندر رہتے ہوئے صحیح قدم اٹھایا یا غلط اٹھایا، بندہ واقف ہی نہیں ان اسرار سے۔ وہ دل کے حالات کو، نیتّوں کو نہیں جانتا۔ اس لئے اس کا کام نہیں ہے کہ وہاں زبان کھولے جہاں زبان کھولنے کی اس کو مجال نہیں، جہاں زبان کھولنے کے لئے اس کو مقرر نہیں کیا گیا۔ اس لئے مَیں جماعت احمدیہ کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ ایسی لغو دلچسپیوں سے باز رہیں۔ کسی کے کہنے سے کسی خلیفہ کے مقام میں، اس کے منصب میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ جو فرق پڑے گا اور پڑتا ہے وہ صرف اللہ کی نظر میں ہے اور وہی بہتر جانتا ہے کہ کسی نے اپنی استعداد کے مطابق پورا استفادہ کیا کہ نہیں۔ بعض دفعہ استعدادوں کے مختلف ہونے کے نتیجے میں مختلف طرزِ عمل رونما ہوتے ہیں اور اس کے باوجود بظاہر ایک کم نتیجے کو ایک بظاہر زیادہ نتیجے پر فوقیت دیدی جاتی ہے۔ بندے کا کام یہ ہے کہ استغفار سے کام لے، دُعائیں کرے اور دعاؤں کے ذریعے من حیث الجماعت، ساری جماعت اپنے وقت کے خلیفہ کی کمزوریوں سے پردہ پوشی کی دعا کرے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے اور جتنی بھی استطاعت اس نے بخشی ہے استطاعت کے بہترین استعمال کا موقع اس کو عطا فرمائے تا کہ اس کی رضا کی نظر پڑے اس پر اور اگر آپ کے خلیفہ پر آپ کے اللہ کی رضا کی نظر پڑے گی تو مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ساری جماعت پر اللہ کی رضا اور محبت اور پیار کی نظریں پڑیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین''

(خطبات طاہر جلد 1 ص 34)

قبولیت دعا کا بنیادی اصول

پس دعائیں چاہے براہ راست کی جائیں چاہے بالواسطہ کروائی جائیں یہ بنیادی فلسفہ ہے جس کو بھول کر دعا کرنے والا کروانے والا کبھی کامیاب نہیں ہوا کرتا یہی مضمون خلافت کے ساتھ تعلق میں بھی ہے۔ بیشمار لوگ، مَیں نے دیکھا حضرت مصلح موعود کو خط لکھا کرتے تھے، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کو خط لکھتے تھے، مجھے بھی لکھتے ہیں میری ذات کی تو کوئی حقیقت نہیں۔ ناقابلِ بیان ہے وہ کیفیت جب میں اپنی ذات پر غور کرتا ہوں اور اپنی بے بساطی کو پاتا ہوں، اور کم مائیگی کو دیکھتا ہوں اللہ ہی جانتا ہے کہ میرے دل کی کیا حالت ہوتی ہے۔ لیکن خدا نے منصبِ خلافت پر مجھے مقرر فرمایا اور اس منصب کی خاطر لوگ مجھے دعا کیلئے لکھتے ہیں۔ ان کو مَیں بتانا چاہتا ہوں کہ مَیں نے پہلے بھی یہی دیکھا تھا اور آئندہ بھی یہی ہوگا کہ اگر کسی احمدی کو منصبِ خلافت کا احترام نہیں ہے، اس سے سچّا پیار نہیں ہے، اس سے عشق اور وارفتگی کا تعلق نہیں ہے اور صرف اپنی ضرورت کے وقت وہ دعا کے لئے حاضر ہوتا ہے تو اس کی دعائیں قبول نہیں کی جائیں گی۔ یعنی خلیفہ وقت کی دعائیں اس کے لئے قبول نہیں کی جائیں گی۔ اُسی کے لئے قبول کی جائیں گی جو اخلاص کیساتھ دعا کیلئے لکھتا ہے اور اس کا عمل ثابت کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ

اپنے اس عہد پر قائم ہے کہ جو نیک کام آپ مجھے فرمائیں گے ان میں مَیں آپ کی اطاعت کروں گا۔ ایسے مطیع بندوں کے لئے تو بعض دفعہ ہم نے یہ نظارے دیکھے، ایک دفعہ نہیں بسااوقات یہ نظارے دیکھے کہ وہاں پہنچی بھی نہیں دعا، اور پھر بھی قبول ہوگئی۔ ابھی لکھی جارہی تھی دعا، تو اللہ تعالیٰ اس پر پیار کی نظر ڈال رہا تھا اور وہ دعا قبول ہورہی تھی۔ بعض دفعہ دعا بنی بھی نہیں تو وہ دعا قبول ہوجاتی ہے۔ اس لئے یہ ایسا ایک بنیادی اصول ہے جس کو ہمیشہ ہر احمدی کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔'' (خطبات طاہر جلد 1 ص 55)

تجدید بیعت کا فلسفہ

باوجود اس کے کہ ہمارا ہر قول سچا ہوتا ہے پھر بھی ریزولیوشنز کا یہ رنگ ایک ظاہری سا رنگ ہے اور جماعت احمدیہ کی شان اس سے زیادہ کا تقاضا کرتی ہے۔ ہمیں ریزولیوشنز کچھ اور رنگ کے کرنے چاہئیں اور وہ اس قسم کے ہونے چاہئیں کہ

اے جانے والے! ہم تیری نیک یادوں کو زندہ رکھیں گے۔ ان تمام نیک کاموں کو پوری وفا کے ساتھ یا پوری ہمت کے ساتھ خدا تعالیٰ سے توفیق مانگتے ہوئے چلاتے رہیں گے اور اپنے خون کا آخری قطرہ تک ان کاموں میں حسن کے رنگ بھرنے کے لئے استعمال کریں گے جو رضائے باری تعالیٰ کی خاطر تو نے جاری کئے تھے۔ اور اگر اس دنیا میں تیری روح ان کی تکمیل کے نظاروں سے تسکین نہیں پا سکی تو اے ہمارے جانے والے آقا! اس دنیا میں تیری روح ان کی تکمیل کے نظاروں سے تسکین پائے گی۔ ہم تجھ سے یہ عہد کرتے ہیں۔ یعنی تیری یاد سے یہ عہد کرتے ہیں اور اصل عہد تو ہمارا اپنے رب سے ہے اور وہی زندہ حقیقت ہے انسان کی کوئی حقیقت نہیں۔ پس اگر ریزولیوشنز ہوں تو اس عہد کے ساتھ ہوں۔ اور آنے والے کے ساتھ بھی آپ ریزولیوشنز کے ذریعہ اظہار وفاداری کریں۔ وہ اس طرح کہ کہیں

اے آنے والے! ہم اپنے دلوں سے معصیت اور گناہوں کے چراغ بجھاتے ہیں اور تقویٰ کے چراغ روشن کرتے ہیں اور تجھے اس دل میں اترنے کی دعوت دیتے ہیں جس دل میں اللہ کے تقویٰ کی مشعلیں روشن ہورہی ہیں اور ہم تجھ سے یہ عہد کرتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ قیام شریعت کی کوشش میں جو اللہ کے فضل کے سوا حاصل نہیں ہوسکتی، دعائیں کرتے ہوئے ہم تیری مدد کریں گے۔ کیونکہ کوئی ایک ذات اس عظیم الشان کام کا حق ادا نہیں کرسکتی۔ ہم ایک وجود کی طرح ایک ایسے وجود کی طرح کہ خلافت اور جماعت الگ الگ نہ رہیں، ایک دھڑکتے ہوئے دل کی طرح، ایک ہاتھ کی طرح اٹھتے اور گرتے ہوئے ایک قدم کی طرح بڑھتے ہوئے ہم تمام نیک کاموں میں تیرے ساتھ تعاون کریں گے اور کوشش کریں گے کہ جگہ جگہ خدا کی عبادت کے معیار بلند ہوجائیں (بیوت الذکر) پہلے سے زیادہ آباد نظر آنے لگیں۔ اللہ کی یاد سے دل زیادہ روشن اور پر نور ہو جائیں۔ جھگڑے اور فساد مٹ جائیں اور ان کا کوئی نشان باقی نہ رہے۔ ایک کامل اخوت اور محبت کا وہ نظارہ نظر آئے جو اس دنیا کی جنت کہلاسکتی ہے اور وہ قائم ہونے کے بعد حقیقت میں اگلی دنیا کی جنت کی خوابیں دیکھی جاسکتی ہیں۔ ہم پوری کوشش کریں گے کہ حضرت مسیح موعود کے پیغام کو جاری وساری رکھیں، زندہ رکھیں۔ جو کمزوریاں پیدا ہو چکی ہیں ان کو دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور کوشش کریں گے کہ ایسی نیکیاں عطا ہوں کہ ہر روز ہم نئے پھل پانے والے ہوں نیکیوں کے۔(۔) جب دل ان ریزولیوشنز سے گزریں گے تو ایک پاک تبدیلی پیدا ہوگی۔ ایک نیکی کی لہر دوڑے گی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ تجدید بیعت کا مطلب ہی یہی ہے اور یہی اس کی روح اور اس کا فلسفہ ہے۔ (الفضل 22/جون 82ء)

خدائی بشارت

اس مخالفت کے بعد جو اگلی مخالفت مجھے نظر آرہی ہے۔ وسیع پیمانے پر وہ ایک دو حکومتوں کا قصہ نہیں ہے اس میں بڑی بڑی حکومتیں مل کر جماعت کو مٹانے کی سازشیں کریں گی اور جتنی بڑی سازشیں کریں گی اور جتنی بڑی سازشیں ہوں گی اتنی ہی بڑی ناکامی ان کے مقدر میں لکھی جائیگی۔

مجھ سے پہلے خلفا نے آئندہ آنے والے خلفاء کو حوصلہ دیا تھا اور کہا تھا کہ تم خدا پر توکل رکھنا اور کسی مخالفت کا خوف نہیں کھانا میں آئندہ آنے والے خلیفہ کو خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم بھی حوصلے رکھنا اور میری طرح ہمت اور صبر سے مظاہرے کرنا اور کسی دنیا کی طاقت سے خوف نہیں کھانا۔ وہ خدا جو ادنیٰ مخالفتوں کو بھی چکنا چور کر کے رکھ دے گا اور نشان مٹا دے گا ان کا دنیا سے۔ جماعت احمدیہ نے بہرحال فتح کے بعد ایک اور فتح کی منزل میں داخل ہونا ہے کوئی دنیا کی طاقت اس تقدیر کو بہرحال بدل نہیں سکتی''۔

(خطاب 28 جولائی 1984ء مجلس خدام الاحمدیہ لندن بدر 23/اگست 1984ء)

خلیفہ وقت کے لئے اللہ تعالیٰ کی تائید کے نظارے

درسوں کے آغاز پر میں بالکل خالی الذہن اور تہی دامن تھا۔ لیکن دعا کے نتیجہ میں جو میرا کل سرمایہ تھی۔ مطمئن اور بے خوف تھا اور یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ہاتھ تھامے ہوئے راستہ دکھائے گا اور کٹھن مقام پر مشکل کشائی فرمائے گا۔ پس ایسا ہی ہوا اور اللہ نے میرے فکر ونظر اور قلب کے اندھیرے گوشوں کو منور فرمادیا اور راہ چلتے چلتے دو چار ہاتھ آگے جہاں کچھ دکھائی نہ دیتا تھا اور تعجب تھا کہ وہاں پہنچتے پہنچتے بات جو چل نکلی ہے کیسے کوئی روشن نتیجہ ظاہر کرے گی کہ اچانک جیسے کسی طاقتور بجلی کے قمقمے سے وہ مقام دن کی طرح روشن ہو جائے میں نے اندھیروں کو روشنی میں بدلتے دیکھا۔

کئی دفعہ ایسا ہوا کہ خود ایک اشکال کی طرف سامعین کو توجہ دلائی اور اسے حل کرنے کی بات شروع کردی جبکہ اس کا کوئی حل میرے ذہن میں نہ تھا چند لفظوں کے فاصلہ پر ابہام کے سوا کچھ اور نظر نہ آتا تھا اور تعجب تھا کہ اب میں کیا کہوں گا کہ اچانک ذہن اور قلب پر ایک شعلہ نور اترتا ہوا دکھائی دیا اور اٹھائے ہوئے سوال کا واضح اور روشن جواب دکھائی دینے لگا۔ اللہ تعالیٰ کی غیبی تائید کے ایسے نظارے دیکھے کہ سارا وجود سراپا حمد بن گیا۔ (روزنامہ الفضل سالانہ نمبر 1998ء)

نظام خلافت کے متبادل کوئی نظام نہیں

جس جماعت کو خلیفہ وقت کی عادت ہو جو نظام خلیفہ کے محور کے گرد گھومتا ہو اس کو کبھی بھی خلیفہ کی عدم موجودگی میں کوئی انجمن نہیں سنبھال سکتی۔ یہ ایک بہت تلخ تجربہ ہم نے خود دیکھا ہے اس میں سے گزرے ہیں کہ جب حضرت مصلح موعود بیمار تھے، آخری دنوں میں خصوصیت کے ساتھ جب آپ کی تکلیف بڑھ گئی اور جماعت نہیں چاہتی تھی کہ فیصلوں کے لئے زیادہ تکلیف دے۔ اگرچہ اہم فیصلے آپ ہی کرتے تھے اور فیصلے کی قوت میں کوئی بھی فرق نہیں تھا لیکن بیماری کی وجہ سے ڈاکٹرز بھی یہ ہدایت دیتے تھے کہ کم سے کم بوجھ ڈالا جائے اور جماعت خود بھی نہیں چاہتی تھی تو بہت سے فیصلے بہت سے کام جو خلیفہ وقت کیا کرتا تھا جو کرتا ہے ہمیشہ وہ صدر انجمن یا تحریک جدید یا دوسری انجمن کرنے لگیں اور وہ دور جماعت کے لئے سب سے زیادہ بے چینی کا دور تھا کیونکہ عادت پڑی ہوئی تھی خلیفہ وقت سے رابطے کی، اس سے فیصلے کروانے کی، اس سے راہنمائی حاصل کرنے کی تو انجمنوں کے ذمہ جب یہی کام لگے تو اس وقت محسوس ہوا کہ کتنا فرق ہے انجمنوں کے کاموں میں اور خلیفہ وقت کے کاموں میں اور ایک لحاظ سے یہ جماعت کے لئے بہت ہی مفید ثابت ہوا کیونکہ وہ لوگ جو پہلے غیر مبائعین سے متاثر تھے اور وہ لوگ جو کچھ نہ کچھ اثر لے چکے تھے ان کے پروپیگنڈے کا، وہ کلیۃً تائب ہوگئے اس بات سے ان کو اس وقت محسوس ہوا اس بیماری کے دوران کہ خلافت کا کوئی بدل نہیں ہے۔ ناممکن ہے کہ خلافت کی کوئی متبادل چیز ایسی ہو جو خلافت کی جگہ لے لے اور دل اسی طرح تسکین پا جائیں۔ (خطبات طاہر جلد 3 ص 767)

خطبات امام کی اہمیت

آپ سے میں توقع رکھتا ہوں کہ آپ اپنی نئی نسلوں کو خطبات باقاعدہ سنوایا کریں یا پڑھایا کریں یا سمجھایا کریں کیونکہ خلیفہ وقت کے یہ خطبات جو اس دور میں دیئے جارہے ہیں یہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والی نئی ایجادات کے سہارے بیک وقت ساری دنیا میں پھیل رہے ہیں اور ساری دنیا کی جماعتیں ان کو براہ راست سنتی اور فائدہ اٹھاتی اور ایک قوم بن رہی ہیں اور امت واحدہ بنانے کے سامان پیدا ہو رہے ہیں۔ اس لئے خواہ وہ فجی کے احمدی ہوں یا سرینام کے احمدی ہوں، ماریشس کے ہوں یا چین کے ہوں روس کے ہوں یا امریکہ کے سب اگر خلیفہ وقت کی نصیحتوں کو براہ راست سنیں گے تو سب کی تربیت ایک رنگ میں ہوگی وہ سارے ایک قوم بن جائیں گے خواہ ظاہری طور پر ان کی قوموں کا فرق ہی کیوں نہ ہو۔ ان کے رنگ چہروں کے لحاظ جلدوں کے لحاظ سے الگ الگ ہوں گے لیکن روح کا حلیہ ایک ہی ہوگا۔ وہ ایسے روحانی وجود بنیں گے جو خدا کی نگاہ میں مقبول ٹھہریں گے کیونکہ وہ قرآن کریم کی روشنی میں تربیت پارہے ہوں گے اور قرآن کے نور سے حصہ لے رہے ہوں گے''۔ (خطبہ جمعہ 31 مئی 1991ء)

خلافت احمدیہ کو خدا کے فضلوں کا وطن حاصل ہے

جماعت احمدیہ اپنی ذہانت کے لحاظ سے، اپنی تنظیم کے لحاظ سے، اپنی قوت عمل کے لحاظ سے، نبوت سے جلا یافتہ ہے اور جس کو نبوت کی جلا حاصل ہوئی ہو وہ چھوٹے چھوٹے مکروں سے مار کھانے والے لوگ ہوا کرتے ہیں! وہ تو دور کی سوچتے ہیں، پہلے سے اپنے انتظامات مکمل کرتے ہیں۔ ہر احتمال کو پیش نظر رکھتے ہیں اور اس کی مؤثر جوابی کارروائی کرتے ہیں اور ہر وقت تیار بیٹھے رہتے ہیں۔ جب خدا کا بلاوا آتا ہے وہ تیار حالت میں رخصت ہوتے ہیں۔ اس لئے کتنی بڑی بیوقوفی ہے اور کتنی بڑی بدظنی ہے بلکہ تمہاری اپنی عقلوں پر حیرت ہے اس جماعت سے اتنا لمبا واسطہ پڑنے کے باوجود یہ بھی پتہ نہیں چلا ابھی تک کہ جماعت کے اندر خدا تعالیٰ نے کیسی کیسی صلاحیتیں رکھی ہوئی ہیں۔ اس لئے خلیفہ وطن میں ہو یا بے وطن ہو خلافت احمدیہ کو خدا کے فضلوں کا وطن حاصل ہے اور اس خدا کے فضلوں کے وطن سے تم خلافت احمدیہ کو کبھی نہیں نکال سکتے۔ خلافت احمدیہ کو خدا کی حمایت کا وطن حاصل ہے۔ اس اللہ کی حمایت کے وطن سے تم خلافت احمدیہ کو کبھی نہیں نکال سکتے۔ خلافت احمدیہ کو خدا کی نصرت کا وطن حاصل ہے اور اس نصرت کی اس سرزمین سے تم کبھی جماعت احمدیہ کو نہیں نکال سکتے اور ہاں جماعت احمدیہ کو خدا کی طرف سے ایک رعب عطا ہوا ہے۔ خلافت احمدیہ اس رعب کے ساتھ تمام دنیا کے اوپر خدا تعالیٰ کے دین کی خدمتیں سرانجام دیتی ہے اور اس کا رعب دور دور تک اثر کرتا ہے، تمہارے دلوں پر بھی یہ پڑتا ہے، یہی رعب ہے جس نے تمہیں خائف کیا ہوا ہے یہی رعب ہے جس کی وجہ سے تمہارے بدن کانپ رہے ہیں اور تم سمجھتے ہو کہ جب تک خلافت احمدیہ زندہ ہے جماعت احمدیہ پھیلتی چلی جائے گی اور کبھی نہیں رک سکے گی تم گواہ ہو اس رعب کے اگر اور کوئی نہیں۔ اس رعب کی سرزمین سے جو خدا کی طرف سے عطا ہوئی ہے تم خلافت احمدیہ کو کبھی نکال نہیں سکتے۔ (خطبات طاہر جلد 4 ص 681)

خلافت سے جذبہ اطاعت کے ساتھ کامل اخلاص، وفا، محبت اور عقیدت کا تعلق رکھیں

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

خدا کی فعلی شہادت

”آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی تاریخ کا وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے محض اور محض اپنے فضل سے حضرت مسیح موعود کی جماعت میں شامل لوگوں کی، آپ کی وفات کے بعد، خوف کی حالت کو امن میں بدلا۔ اور اپنے وعدوں کے مطابق جماعت احمدیہ کو تمکنت عطا فرمائی یعنی اس شان اور مضبوطی کو قائم رکھا جو پہلے تھی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی فعلی شہادت سے یہ ثابت کر دیا کہ حضرت مسیح موعود اللہ تعالیٰ کے فرستادہ............ تھے۔ اور...... آپ کا سلسلہ خلافت تا قیامت جاری رہنا تھا۔

پس آج 97 سال گزرنے کے بعد جماعت احمدیہ کا ہر بچہ، جوان، بوڑھا، مرد اور عورت اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی اس بارے میں فعلی شہادت گزشتہ 97 سال سے پوری ہوتی دیکھی ہے اور دیکھ رہا ہوں۔ اور نہ صرف احمدی بلکہ غیر از جماعت بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ گزشتہ مثالیں تو بہت ساری ہیں حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد، پھر حضرت خلیفہ اول کی وفات کے بعد، پھر حضرت مصلح موعود کی وفات کے بعد۔ لیکن جیسے کہ میں پہلے بھی ایک دفعہ بتا چکا ہوں کہ خلافت خامسہ کے انتخاب کی کارروائی دیکھ کر، جو ایم ٹی اے پر دکھائی گئی تھی، مخالفین نے یہ اعتراف کیا کہ تمہارے سچے ہونے کا تو ہمیں پتہ نہیں لیکن یہ بہرحال پتہ لگ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت تمہارے ساتھ ہے۔ تو بہرحال یہ اللہ تعالیٰ کا جماعت احمدیہ پر بہت بڑا احسان ہے اور اس کی نعمت ہے جس کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے اور یہ شکر ہی ہے جو اس نعمت کو مزید بڑھاتا چلا جائے گا۔

خلافت کا نظام جاری رہے گا

”خلافت قائم رکھنے کا وعدہ ان لوگوں سے ہے جو مضبوط ایمان والے ہوں اور نیک اعمال کر رہے ہوں۔ جب ایسے معیار مومن قائم کر رہے ہوں گے تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق خلافت کا نظام جاری رکھے گا۔ نبی کی وفات کے بعد خلیفہ اور ہر خلیفہ کی وفات کے بعد آئندہ خلیفہ کے ذریعہ سے یہ خوف کی حالت امن میں بدلتی چلی جائے گی۔ اور یہی ہم گزشتہ 100 سال سے دیکھتے آ رہے ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرنے والے ہوں اور دنیا کے لہو و لعب ان کو متاثر کر کے شرک میں مبتلا نہ کر رہے ہوں۔ اگر انہوں نے ناشکری کی، عبادتوں سے غافل ہو گئے، دنیاداری ان کی نظر میں اللہ تعالیٰ کے احکامات سے زیادہ محبوب ہو گئی تو پھر اس نافرمانی کی وجہ سے وہ اس انعام سے محروم ہو جائیں گے۔ پس فکر کرنی چاہئے تو ان لوگوں کو جو خلافت کے انعام کی اہمیت نہیں سمجھتے۔ یہ خلیفہ نہیں ہے جو خلافت کے مقام سے گرایا جائے گا بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو خلافت کے مقام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے فاسقوں میں شمار ہوں گے۔ تباہ وہ لوگ ہوں گے جو خلیفہ یا خلافت کے مقام کو نہیں سمجھتے، ہنسی ٹھٹھا کرنے والے ہیں۔ پس یہ وارننگ ہے، تنبیہ ہے ان کو جو اپنے آپ کو...... کہتے ہیں۔ یا یہ وارننگ ہے ان کمزور احمدیوں کو جو خلافت کے قیام و استحکام کے حق میں دعائیں کرنے کی بجائے اس تلاش میں رہتے ہیں کہ کہاں سے کوئی اعتراض تلاش کیا جائے۔“

استحکام خلافت کے لئے دعائیں

”صالح بنو اور دعاؤں میں لگے رہو تا کہ یہ خلافت کا انعام تم میں ہمیشہ جاری رہے۔ جیسا کہ میں نے کہا یہ اعزاز قائم رکھنے کے لئے، اگر یہ گزشتہ 97 سال سے کسی خاص ملک کے لوگوں کے حصے میں آ رہا ہے یا حضرت مسیح موعود کے خاندان کے حصے میں آ رہا ہے تو اس کو قائم رکھنے کے لئے، دعاؤں اور نیک اعمال کی ضرورت ہے۔ ورنہ کوئی قوم بھی جو اخلاص اور وفا اور تقویٰ میں بڑھنے والی ہو گی اس علم کو بلند کرنے والی ہو گی۔ کیونکہ یہ تو حضرت مسیح موعود سے خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ یہ قدرت دائمی ہے۔ اس میں تو کوئی شک نہیں لیکن دائمی قدرت کے ساتھ شرائط ہیں۔ اعمال صالحہ۔“

”اس زمانے کی قدر کو پہچانو اور اپنے پیچھے آنے والوں کیلئے نیک نمونہ چھوڑو تا کہ بعد کی نسلیں تمہیں محبت اور فخر کے ساتھ یاد کریں، اور تمہیں احمدیت کے معماروں میں یاد کریں نہ کہ خانہ خرابوں میں۔“

”خلیفہ کے مقابل پر کوئی شخص بھی چاہے وہ کتنا ہی عالم ہو کم حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ جماعت کی رہنمائی اور بہتری کے لئے اللہ تعالیٰ خلیفہ سے ایسے الفاظ نکلوا دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی منشا کے مطابق ہوں۔ پس ہر ایک احمدی کو کوشش کرنی چاہئے کہ جیسا کہ پہلے بھی ذکر آ چکا ہے کہ لغویات اور فضولیات میں نہ پڑیں اور استحکام خلافت کے لئے دعائیں کریں تا کہ خلافت کی برکات آپ میں ہمیشہ قائم رہیں۔“

”ہر احمدی کو اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھتے ہوئے دعاؤں کے ذریعہ سے ان فضلوں کو سمیٹنا چاہئے جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود سے فرمایا ہے۔ اپنے بزرگوں کی اس قربانی کو یاد کریں اور ہمیشہ یاد رکھیں کہ انہوں نے جو قیام اور استحکام خلافت کے لئے بھی بہت قربانیاں دیں۔“

(الفضل 5 جولائی 2005ء)

خوف کو امن میں بدل دیا

حضور انور ایدہ اللہ نے خلافت جوبلی کے موقع پر اپنے خصوصی پیغام میں فرمایا:۔

آج خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہو رہے ہیں۔ یہ دن ہمیں سو سال سے زائد عرصے میں پھیلی ہوئی جماعت احمدیہ کی تاریخ اور اس وقت کی یاد بھی دلاتا ہے۔ جب...... مارچ 1889ء میں اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ نے اللہ تعالیٰ سے اذن پا کر ایک پاک جماعت کے قیام کا اعلان کیا۔ آپ کا مشن اور اس جماعت کے قیام کا مقصد خدا اور بندے میں تعلق پیدا کرنا، بنی نوع انسان کو خدائے واحد کے آگے جھکنے والا بننے کی تعلیم دینا اور اس کے لئے کوشش کرنا، تمام اقوام عالم کو امت واحدہ بنا کر...... جھنڈے تلے جمع کرنا، انسان کو انسان کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانا تھا۔ وہ شخص جس کو خدا تعالیٰ نے زمانے کے امام اور مسیح و مہدی کے لقب سے ملقب کر کے بھیجا تھا۔ قیام جماعت اور آغاز بیعت 1889ء سے 1908ء تک تقریباً انیس سال اللہ تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت سے اپنے مشن کو تمام تر مخالفتوں اور نامساعد حالات کے باوجود اس تیزی سے لے کر آگے بڑھا کہ ہر مخالف جو بھی اس جری اللہ کے مقابلہ پر آیا ذلت اور رسوائی کا منہ دیکھنے والا بنا۔ آخر اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق کہ ہر انسان جو اس فانی دنیا میں آیا اس نے آخر کو اس دنیا کو چھوڑنا ہے اور وہ شخص جو اللہ کا خاص بندہ اور رسول اللہ ﷺ کا عاشق صادق تھا، وہ تو اپنے آقا کی سنت کی پیروی میں رفیق اعلیٰ سے ملنے کے لئے ہر وقت بے چین رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس بندے کو جسے امام آخرالزمان بنا کر بھیجا تھا، واپسی کے اشارے دیتے ہوئے یہ تسلی دی کہ گو تیرا وقت اب قریب ہے لیکن چونکہ تجھے میں نے اپنے اعلان کے مطابق امام آخرالزمان بنایا ہے، اس لئے اے میرے پیارے! اے وہ شخص جو میری توحید کے قیام...... کا درد رکھتا ہے تو یہ فکر نہ کر کہ تیرے مرنے کے بعد تیرے اس کام کی تکمیل کی انتہائیں کس طرح حاصل ہوں گی۔ تو یاد رکھ کہ...... پیشگوئی کے مطابق جسے میری تائید حاصل ہے۔ اب خلافت...... تا قیامت قائم ہونی ہے۔ اس لئے تیرے بعد یہی نظام خلافت ہے جس کے ذریعہ سے میں تمام دنیا میں اپنی آخری شریعت کے قیام و استحکام کا نظام جاری کروں گا۔......

کل من علیھا فان کے قانون کے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات کے بعد ایک دنیا نے دیکھا اور MTA کے کیمروں کی آنکھ نے سیٹلائٹ کے ذریعہ ایک نظارہ ہر گھر میں پہنچایا۔ وہ نظارہ جو اپنوں اور غیروں کے لئے عجیب نظارہ تھا۔ اپنے اس بات پر خوش کہ خدا تعالیٰ نے خوف کو امن سے بدلا اور غیر اس بات پر حیران کہ یہ کس قسم کے لوگ ہیں یہ کیسی جماعت ہے جسے ہم سو سال سے ختم کرنے کے درپے ہیں اور یہ آگے بڑھتے ہی جا رہے ہیں۔ ایک مخالف نے برملا اظہار کیا کہ میں تمہیں سچا تو نہیں سمجھتا لیکن اس نظارے کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت تمہارے ساتھ لگتی ہے۔

میرے جیسے کمزور اور کم علم انسان کے ہاتھ پر بھی اللہ تعالیٰ نے جماعت کو جمع کر دیا اور ہر دن اس تعلق میں مضبوطی پیدا ہوتی جا رہی ہے۔ دنیا سمجھتی تھی کہ یہ انسان شائد جماعت کو نہ سنبھال سکے اور ہم وہ نظارہ دیکھیں جس کے انتظار میں ہم سو سال سے بیٹھے ہیں لیکن یہ بھول گئے کہ یہ پودا خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے لگایا ہوا ہے۔ جس میں کسی انسان کا کام نہیں بلکہ الٰہی وعدوں اور تائیدات کی وجہ سے ہر کام ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ الہام پورا فرما رہا ہے کہ ”میں تیرے ساتھ اور تیرے پیاروں کے ساتھ ہوں“۔

پس یہ الٰہی تقدیر ہے۔ یہ اسی خدا کا وعدہ ہے جو کبھی جھوٹے وعدے نہیں کرتا کہ حضرت مسیح موعود کے وہ پیارے جو آپ کے حکم کے ماتحت قدرت ثانیہ سے چمٹے ہوئے ہیں، انہوں نے دنیا پر غالب آنا ہے کیونکہ خدا ان کے ساتھ ہے۔ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ آج اس قدرت کو سو سال ہو رہے ہیں اور ہر روز نئی شان سے ہم اس وعدہ کو پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ جیسا کہ میں نے جماعت کی مختصر تاریخ بیان کر کے بتایا ہے۔ پس ہر احمدی کا فرض ہے کہ حضرت مسیح موعود کے مشن کو قدرت ثانیہ سے چمٹ کر اپنی تمام استعدادوں کے ساتھ پورا کرنے کی کوشش کریں۔......

پس اے احمدیو! جو دنیا کے کسی بھی خطہ زمین میں یا ملک میں بستے ہو، اس اصل کو پکڑ لو اور جو کام تمہارے سپرد امام الزمان اور مسیح و مہدی نے اللہ تعالیٰ سے اذن پا کر کیا اسے پورا کرو۔ جیسا کہ آپ نے ”یہ وعدہ تمہاری نسبت ہے“ کے الفاظ فرما کر یہ عظیم ذمہ داری ہمارے سپرد کر دی ہے۔ وعدے تبھی پورے ہوتے

ہیں جب ان کی شرائط بھی پوری کی جائیں۔

پس اے مسیح (موعود) کے ماننے والو! اے وہ لوگو جو حضرت مسیح موعود کے پیارے اور آپ کے درخت وجود کی سرسبز شاخیں ہو۔ اٹھو اور خلافت احمدیہ کی مضبوطی کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار رہو تا کہ مسیح (موعود) اپنے آقا و مطاع کے جس پیغام کو لے کر دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا، اس حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑتے ہوئے دنیا کے کونے کونے میں پھیلا دو۔ دنیا کے ہر فرد تک یہ پیغام پہنچا دو کہ تمہاری بقا خدائے واحد و یگانہ سے تعلق جوڑنے میں ہے۔ دنیا کا امن اس مہدی و مسیح کی جماعت سے منسلک ہونے سے وابستہ ہے کیونکہ امن و سلامتی کی حقیقی ...... تعلیم کا یہی علمبردار ہے، جس کی کوئی مثال روئے زمین پر نہیں پائی جاتی۔ آج اس مسیح (موعود) کے مشن کو دنیا میں قائم کرنے اور وحدت کی لڑی میں پروئے جانے کا حل صرف اور صرف خلافت احمدیہ سے جڑے رہنے سے وابستہ ہے اور اسی سے خدا والوں نے دنیا میں ایک انقلاب لانا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو مضبوطی ایمان کے ساتھ اس خوبصورت حقیقت کو دنیا کے ہر فرد تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

کامل اخلاص، محبت، وفا اور عقیدت کا تعلق

دعائیں کرتے ہوئے آپ میری مدد کریں۔

کیونکہ ایک ذات اس عظیم الشان کام کا حق ادا نہیں کر سکتی جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے سپرد فرمایا ہے دعائیں کریں اور بکثرت دعائیں کریں اور ثابت کر دیں کہ ہمیشہ کی طرح آج بھی قدرت ثانیہ اور جماعت ایک ہی وجود ہیں اور انشاء اللہ ہمیشہ رہیں گے۔

قدرت ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوتی ہے۔ اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں۔ اگر قدرت ثانیہ نہ ہو تو دین حق کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں اور وہی آپ کے لئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لئے ایک ڈھال ہے۔......

پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں، ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں پنہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حامی و ناصر ہو اور آپ کو خلافت احمدیہ سے کامل وفا اور وابستگی کی توفیق عطا فرمائے۔

(روزنامہ الفضل 30 مئی 2003ء)

اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت امام کی وابستگی سے حاصل ہوگی

ہمارا یہ ایمان ہے کہ خلیفہ اللہ تعالیٰ خود بناتا ہے اور اس کے انتخاب میں کوئی نقص نہیں ہوتا۔ جسے خدا یہ کرتہ پہنائے گا کوئی نہیں جو اس کرتے کو اس سے اتار سکے یا چھین سکے۔ وہ اپنے ایک کمزور بندے کو چنتا ہے جسے لوگ بعض اوقات حقیر بھی سمجھتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ اس کو چن کر اس پر اپنی عظمت اور جلال کا ایک ایسا جلوہ فرماتا ہے کہ اس کا وجود دنیا سے غائب ہو کر خدا تعالیٰ کی قدرتوں میں چھپ جاتا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ اسے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھا لیتا ہے اور اپنی تائید و نصرت ہر حال میں اس کے شامل حال رکھتا ہے اور اس کے دل میں اپنی جماعت کا درد اس طرح پیدا فرما دیتا ہے کہ وہ اس درد کو اپنے درد سے زیادہ محسوس کرنے لگتا ہے اور یوں جماعت کا ہر فرد یہ محسوس کرنے لگتا ہے کہ اس کا درد رکھنے والا، اس کے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا اس کا ہمدرد ایک وجود موجود ہے۔

اس زمانہ میں جماعت خدا تعالیٰ کی نظر میں بلوغت کے مقام کو پہنچ چکی ہے اور اب کوئی دشمن آنکھ، کوئی دشمن دل، کوئی دشمن کوشش اس جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتی۔ خلافت احمدیہ انشاء اللہ اس شان کے ساتھ نشوونما پاتی رہے گی جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود سے وعدے فرمائے تھے۔

اس موقع پر میرا پیغام آپ کے لئے یہ ہے کہ آپ میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ دعاؤں پر بہت زور دے اور اپنے آپ کو خلافت سے وابستہ رکھے اور یہ نکتہ ہمیشہ یاد رکھے کہ اس کی ساری ترقیات اور کامیابیوں کا راز خلافت سے وابستگی میں ہی ہے۔ وہی شخص سلسلہ کا مفید وجود بن سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو اس کی کوئی بھی حیثیت نہیں۔ جب تک آپ کی عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت رہیں گی اور آپ اپنے امام کے پیچھے پیچھے اس کے اشاروں پر چلتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت آپ کو حاصل رہے گی۔

خلافت کے استحکام کے لئے ہمیشہ کوشش کرتے رہیں اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی اور اس کی برکات سے فیضیاب ہونے کی تلقین کرتے رہیں اور سیدنا حضرت مصلح موعود کے ارشاد کی تعمیل میں برکات خلافت کے تذکرے اپنی محفلوں میں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب پر فضل فرمائے اور آپ کے اخلاص اور وفا میں مزید اضافہ کرے اور ہمیشہ اپنے فضلوں سے حصہ وافر عطا فرماتا رہے۔ آمین اللہ آپ کے ساتھ ہو۔

(روزنامہ الفضل 30 مئی 2003ء)

خلیفہ وقت کے احکامات کی پیروی

جب تم بیعت میں شامل ہو گئے ہو اور حضرت مسیح موعود کی جماعت کے نظام میں شامل ہو گئے ہو تو پھر تم نے اپنا سب کچھ حضرت مسیح موعود کو دے دیا اور اب تمہیں صرف ان کے احکامات کی پیروی کرنی ہے، ان کی تعلیم کی پیروی کرنی ہے۔ اور آپ کے بعد چونکہ نظام خلافت قائم ہے اس لئے خلیفہ وقت کے احکامات کی، ہدایات کی پیروی کرنا تمہارا کام ہے۔

(روزنامہ الفضل 20 جنوری 2004ء)

خلافت کے جھنڈے تلے سمتیں درست ہوتی ہیں

آج ان دنوں میں جب اپنی ڈاک دیکھتا ہوں تو دل کی عجیب کیفیت ہوتی ہے۔ سوچتا ہوں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کروں۔ اس کے انعامات کی بارش اس طرح جماعت پر ہو رہی ہے کہ اس کے مقابل پر اگر جسم کا رُواں رُواں بھی شکر گزار ہو جائے تو شکر ادا نہیں ہو سکتا۔ میں دیکھتا ہوں کہ جماعت کس طرح اللہ تعالیٰ کے اس انعام پر جو خلافت کی صورت میں اس نے حضرت مسیح موعود کی جماعت کو دیا ہے شکر گزار بنتی ہے۔ اتنے زیادہ شکر گزاری کے خطوط آ رہے ہیں کہ میں بغیر کسی شک کے یہ کہہ سکتا ہوں کہ آج صرف حضرت مسیح موعود کی جماعت میں ہی ایسے افراد ہیں جو شکر گزاری میں اس قدر بڑھے ہوئے ہیں اور جب تک ایسے شکر گزاری کے جذبے بڑھتے چلے جائیں گے اللہ تعالیٰ کے انعاموں کے وارث ہم بنتے چلے جائیں گے اور ہماری نسلیں بھی بنتی چلی جائیں گی۔

پس اس شکر گزاری کے جذبے کو کبھی ماند نہ پڑنے دیں کہ یہی شکر گزاری ہے جو ہمارے لئے نئے سے نئے سرسبز باغوں کو لگاتی چلی جائے گی اور ہمارے ایمانوں میں ترقی کا باعث بنے گی۔ آج جب دنیا لہو و لعب میں مبتلا ہے اور کوئی ان کی راہنمائی کرنے والا نہیں حضرت مسیح موعود کی جماعت ہی ایک واحد جماعت ہے جو خلافت کے جھنڈے تلے اپنی سمتیں درست کرتی رہتی ہے۔ یہ یقیناً ایسا انعام ہے جس کے شکر کا حق تو ادا نہیں ہو سکتا، لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم شکر ادا کرنے کی کوشش بھی کرتے رہو گے صرف زبانی نہیں بلکہ عملوں کی درستگی کی کوشش کی صورت میں تو تب بھی میں اپنے انعامات سے تمہیں نوازتا رہوں گا۔

نظام خلافت اور نظام جماعت کی اطاعت اہم بات ہے

پس آج جب کہ یہ بات ابھی آپ کے ذہنوں میں تازہ ہے، میں اس بات کو اس لئے دہرا رہا ہوں کہ اس بات کو ہمیشہ تازہ رکھیں اور یہ عہد آپ میں مزید مضبوطی پیدا کرتا چلا جائے۔ یہ بھی ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ کوئی عہد بھی، کوئی بات بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر پوری نہیں ہو سکتی۔ کئیوں کو احساس بھی ہے۔ خطوط میں بھی لوگ لکھتے ہیں کہ ہم نے تو عہد کیا ہے اب ہم انشاء اللہ اس پر عمل کریں گے، کاربند رہیں گے۔ لیکن یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ اس کے فضلوں کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ پس اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے طریقہ بتایا ہے اس پر بھی عمل کرنے کی ضرورت ہے کہ اپنی عبادتوں کے معیار پہلے سے بڑھائیں۔ اس میں بڑھیں۔ نیکیوں میں پہلے سے بڑھیں اور اعمال صالحہ بجا لانے کی کوشش کرتے چلے جائیں۔ نیکیوں میں نظام جماعت کی اطاعت بھی ایک اہم بات ہے۔ خلافت کی اطاعت میں نظام جماعت کی اطاعت بھی ایک اہم بات ہے۔ اس کے بغیر نہ نیکیاں ہیں اور نہ عہد کی پابندی ہے۔ نظام جماعت بھی خلافت کو قائم کرتا ہے اس لئے اس کی پابندی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو توفیق دے کہ وہ اپنے عہد پر قائم رہے اور اللہ تعالیٰ سے قریب تر ہوتا چلا جائے۔

(خطبہ جمعہ 30 مئی 2008ء الفضل انٹرنیشنل 20 جون 2008ء)

خلافت سے چمٹے رہیں

نائیجیریا کی جماعت تو خلافت کی برکات کا براہ راست مشاہدہ کر چکی ہے۔ آپ لوگوں کو تو بہت زیادہ اس انعام کی قدر کرنی چاہئے۔ آپ جانتے ہیں کہ جو لوگ یہاں (بیوت الذکر) سمیت خلافت سے علیحدہ ہو گئے تھے آج ان کی کیا حیثیت ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ لیکن جو لوگ خلافت کے انعام سے چمٹے رہے، جنہوں نے اپنے عہد بیعت کو نبھانے کی کوشش کی، اللہ تعالیٰ نے انہیں بے شمار انعامات سے نوازا۔ آج ہر شہر میں آپ جماعت کی ترقی کے نظارے دیکھتے ہیں۔ آج آپ کی یہاں ہزاروں میں موجودگی اس بات کا ثبوت ہے کہ خلافت کے ساتھ ہی برکت ہے۔ پس ہمیشہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور اس انعام سے فیضیاب ہوتے رہیں۔

(الفضل 24 جون 2008ء)

☆......☆......☆

خدا کے فضلوں کا زندہ نشان سر پر ہے
ہیں خوش نصیب کہ اک سائبان سر پر ہے

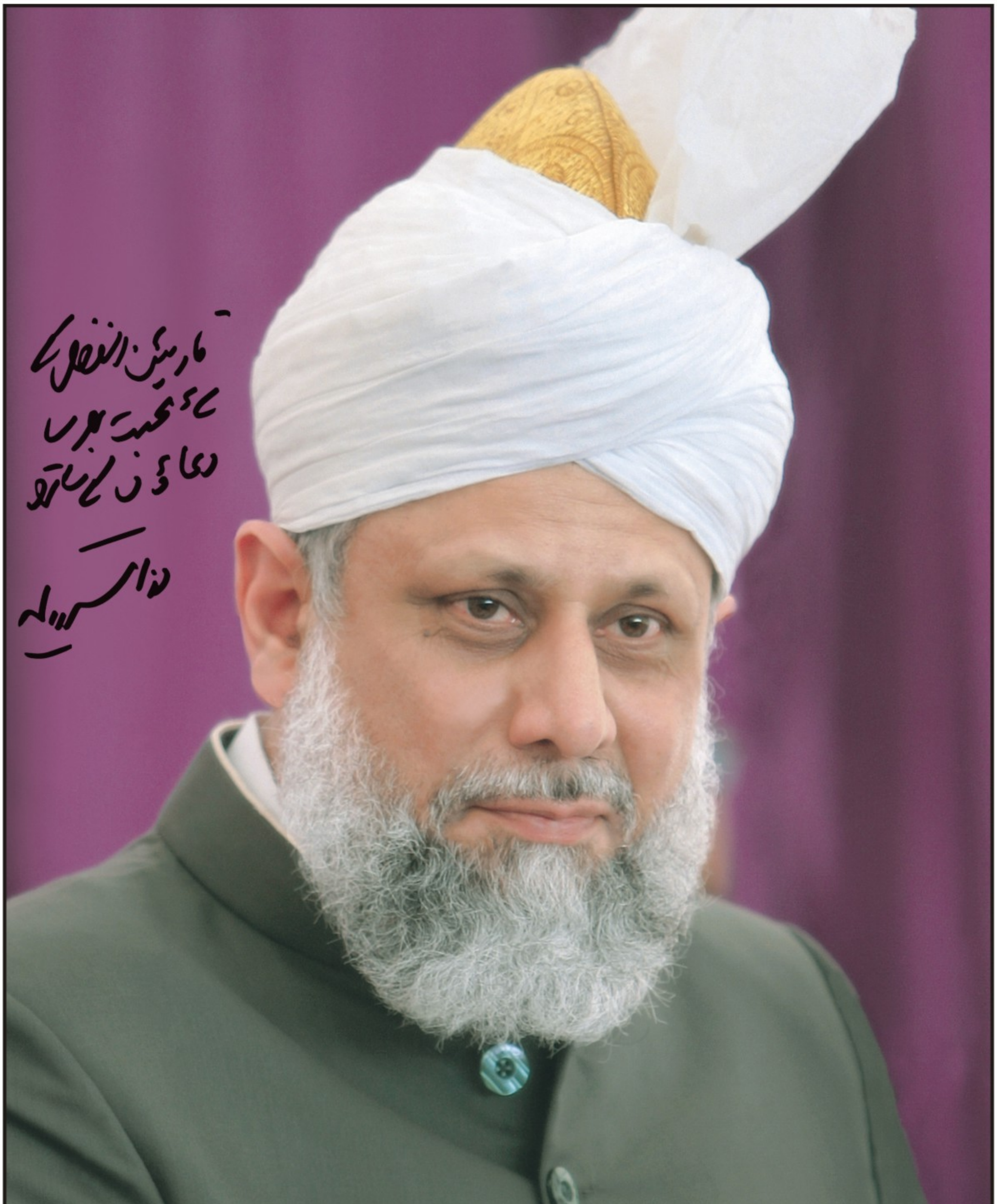

عجب سرور میں کٹتے ہیں اپنے شام وسحر
رہ حیات میں اک پاسبان سر پر ہے

خلافت کا فیضان

خدا کا یہ احسان ہے ہم پہ بھاری
کہ جس نے ہے اپنی یہ نعمت اتاری
نہ مایوس ہونا گھٹن ہو نہ طاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

نبوت کے ہاتھوں جو پودا لگا ہے
خلافت کے سائے میں پھولا پھلا ہے
یہ کرتی ہے اس باغ کی آبیاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

خلافت سے کوئی بھی ٹکر جو لے گا
وہ ذلت کی گہرائی میں جا گرے گا
خدا کی یہ سنت ازل سے ہے جاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

خدا کا ہے وعدہ خلافت رہے گی
یہ نعمت تمہیں تا قیامت ملے گی
مگر شرط اس کی اطاعت گزاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

محبت کے جذبے، وفا کا قرینہ
اخوت کی نعمت، ترقی کا زینہ
خلافت سے ہی برکتیں ہیں یہ ساری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

الٰہی ہمیں تو فراست عطا کر
خلافت سے گہری محبت عطا کر
ہمیں دکھ نہ دے کوئی لغزش ہماری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

صاحبزادی امۃ القدوس

''ستائیس کو ایک واقعہ ہمارے متعلق''

''دوسری قدرت کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے'' (الوصیت)

حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب

خدا کے پیارے کی وفات کا حادثہ اس کے پیاروں کے لئے بے پناہ محبت کی وجہ سے حد درجہ الم ناک اور باعث حیرت و پریشانی ہوتا ہے اور بہت سے کمزور ایمان والوں کے لئے بسا اوقات باعث ٹھوکر اور مخالفین کے لئے باعث مسرت ہوتا ہے۔ دشمن یہ خیال کر کے خوش ہوتا ہے کہ وہ شخص جس کے ذریعہ ایک روحانی سلسلہ وجود میں آیا اور جس کی شبانہ روز مساعی کی بدولت ایک روحانی جماعت تیار ہوئی وہ اٹھ گیا ہے۔ اس لئے اس کے مرنے کے ساتھ ہی اس کا سلسلہ اور تمام کاروبار بھی مٹ جائے گا اور نابود ہو جائے گا اور ترقیات کے جو وعدے کئے گئے تھے وہ سب غلط ثابت ہوں گے۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کے لئے ایسی ذلت روا نہیں رکھتا اور نہ ہی ان لوگوں کے لئے جو اس کے پیارے کی صدا پر لبیک کہتے اور اپنے اموال و نفوس کی قربانیوں کے ذریعے اپنے صدق و اخلاص اور سچی محبت اور فدائیت کا ثبوت دیتے ہیں یہ پسند کرتا ہے کہ وہ دشمن کی نظر میں ذلیل اور شرمندہ ہوں۔ اس لئے جیسا کہ حضرت مسیح موعود الوصیت میں اللہ تعالیٰ کی قدیم سنت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (1) خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (2) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزے کو دیکھتا ہے''۔

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 ص 304)

میں اوپر مختصراً ذکر کر چکا ہوں کہ اللہ کے پیاروں کی وفات کا صدمہ پیروکاروں کے لئے اگر خدا تعالیٰ کی دستگیری نہ کرے۔ ایک ناقابل برداشت صدمہ ہوتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ جو اپنے بندوں پر حد درجہ رحیم اور شفیق ہے وہ ان کی دو رنگ میں دستگیری فرماتا ہے۔ ایک اس رنگ میں کہ وہ اپنے پیارے کی وفات سے پہلے اس کی وفات کا مختلف پیرایوں میں اعلان فرما دیتا ہے۔ تا وہ اپنے آپ کو اس صدمہ کے برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ دوسرے اس رنگ میں کہ اس کی وفات کے بعد اپنی دوسری قدرت کا اظہار فرماتا ہے اور اس کے دشمنوں کی جھوٹی خوشی کو پامال کر دیتا ہے۔

حضرت بانی سلسلہ کے قرب وفات کی اطلاع

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو بھی بذریعہ وحی الٰہی یہ خبر دی کہ آپ کی وفات کا وقت قریب ہے۔ چنانچہ دسمبر 1905ء میں آپ نے ''الوصیت'' تحریر فرمائی جس میں آپ نے اس خبر کا ذکر کیا۔ جس میں آپ کی وفات کے قریب آنے کی خبر دی گئی تھی اور وہ یہ ہے:۔

''یعنی تیری اجل قریب آگئی ہے اور ہم تیرے متعلق ایسی باتوں کا نام و نشان نہیں چھوڑیں گے جن کا ذکر تیری رسوائی کا موجب ہو۔ تیری نسبت خدا کی میعاد مقررہ تھوڑی رہ گئی ہے''۔

پھر بعد اس کے خدا تعالیٰ نے میری وفات کی نسبت اردو زبان میں مندرجہ ذیل کلام کے ساتھ مجھے مخاطب کر کے فرمایا:۔

''بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں۔ اس دن سب پر اداسی چھا جائے گی۔ یہ ہو گا یہ ہو گا یہ ہو گا بعد اس کے تمہارا واقعہ ہو گا تمام حوادث اور عجائبات قدرت دکھلانے کے بعد تمہارا حادثہ آئے گا''۔

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید یعنی خوش و خرمی سے چل کہ تیرا وقت قریب آگیا۔ 27 کو ایک واقعہ (ہمارے متعلق)......خوشیاں منائیں گے''۔

ان خبروں میں پہلے آپ کی وفات کے قریب آنے کا ذکر ہے جو 26 مئی 1908ء کو ہوئی۔ پھر 27 مئی 1908ء کا جبکہ آپ کی نعش مبارک کو قادیان لایا گیا اور نماز جنازہ ادا کی گئی اور بالاتفاق حسب ''الوصیت'' حاجی الحرمین حضرت مولوی نورالدین کو آپ کا پہلا جانشین تسلیم کیا گیا اور پھر مخالفین کے رویہ کا ذکر کیا گیا کہ وہ آپ کی وفات پر خوشیاں منائیں گے اور 17 مئی 1908ء کو بتایا گیا۔

''مکن تکیہ بر عمر ناپائیدار''

اور یوم وفات سے چھ روز پیشتر یعنی 20 مئی 1908ء کو بتایا گیا۔

''یعنی کوچ کا وقت قریب آگیا ہے اور موت قریب ہے''۔

پھر 2 مئی 1908ء کو آپ نے بعد نماز عصر ایک گفتگو کے دوران اپنی ستر پچھتر کتب اور اپنی تقاریر اور سفروں کا ذکر کر کے فرمایا:۔

''معقولی رنگ میں اور منقولی طور سے تو اب ہم اپنے کام ختم کر چکے ہیں۔ کوئی پہلو ایسا نہیں رہ گیا جس کو ہم نے پورا نہ کیا ہو''۔ (الحکم 14 مئی 1908ء ص 6)

نیز اسی روز آپ نے فرمایا:۔

''ہمارا کام صرف بات کا پہنچا دینا ہے ...... تصرف خدا کا کام ہے ہم اپنی طرف سے بات کا پہنچا دینا چاہتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم پوچھے جاویں کہ کیوں اچھی طرح سے نہیں بتایا۔ اس واسطے ہم نے زبانی بھی لوگوں کو سنایا ہے۔ تحریری بھی اس کام کو پورا کر دیا ہے۔ دنیا میں کوئی کم ہوگا کہ اس کو ہماری تعلیم نہیں پہنچی یا ہمارا دعویٰ اس تک نہیں پہنچا''۔ (الحکم 18 جون 1908ء)

خدا تعالیٰ کی طرف سے پیغام لانے والا جب پیغام پہنچا چکے اور جس غرض کے لئے بھیجا جائے وہ غرض پوری ہو چکے تو خدا تعالیٰ اسے اپنے پاس بلا لیتا ہے اور اگر اس وقت دنیا اپنی پوری خوبصورتی کے ساتھ اس کے سامنے آئے تو وہ اس سے اعراض کر کے اپنے رب اور محبوب ازلی سے ملاقات کو اختیار کرتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا:۔

جلد آ پیارے ساقی اب کچھ نہیں ہے باقی
دے شربت تلاقی حرص و ہوا یہی ہے

(الفضل 26 مئی 1959ء ص 9 کالم 4)

قدرت ثانیہ کا ظہور

حضرت مسیح موعود 26 مئی 1908ء کو صبح کے وقت ''اے میرے پیارے اللہ، اے میرے پیارے اللہ، اے میرے پیارے اللہ'' کے الفاظ محبت بھرے لہجے میں کہتے ہوئے سب سے پیارے اللہ کو پیارے ہو گئے۔ آپ پر ایمان لانے والوں کی اندوہ غم سے جو حالت ہوئی وہ بیان سے باہر ہے۔ دشمن نے خوشیاں منائیں۔ لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود ''الوصیت'' میں یہ فرما چکے تھے۔

''سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن جب میں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی''۔

اسی کے مطابق آپ کی وفات کے دوسرے روز یعنی 27 مئی 1908ء کو سرزمین قادیان میں ساری حاضر جماعت نے بالاتفاق حاجی الحرمین حضرت حکیم مولوی نورالدین کو حضرت بانی سلسلہ کا خلیفہ اول تسلیم کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور عہد کیا کہ آئندہ آپ کا فرمان ہمارے لئے ویسے ہی واجب الاتباع ہو گا جیسا کہ حضرت مسیح موعود کا تھا۔

اسی مقدس دن کی یاد میں ہر سال جماعت احمدیہ یوم قدرت ثانیہ مناتی ہے۔

(الفضل 26 مئی 1959ء ص 10)

☆......☆......☆

مکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب مؤرخ احمدیت

خلافت احمدیہ کے پہلے صد سالہ دور میں

عظیم الشان پیشگوئیوں کا شاندار ظہور

عہد نو میں نشانات کی تجلی گاہ

موعود اقوام عالم سیدنا حضرت بانی جماعت احمدیہ نے ایک صدی پیشتر 8 نومبر 1902ء کو یہ عالمگیر منادی فرمائی کہ:۔

”میری تائید میں خدا کے کامل اور پاک نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں اور اگر ان پیشگوئیوں کے پورے ہونے کے تمام گواہ اکٹھے کئے جائیں تو میں خیال کرتا ہوں کہ وہ ساٹھ لاکھ سے بھی زیادہ ہوں گے۔ مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وہ نشان جو میرے لئے ظاہر کئے گئے اور میری تائید میں ظہور میں آئے اگر ان کے گواہ ایک جگہ کھڑے کئے جائیں **تو دنیا میں کوئی بادشاہ ایسا نہ ہوگا** جو اس کی فوج میں ان گواہوں سے زیادہ ہو“۔

(اعجاز احمدی ص 2,1 اشاعت 15 نومبر 1902ء قادیان)

اس پُرشوکت اعلان عام کے بعد حضرت اقدس نے 24 دسمبر 1905ء کو رسالہ ”الوصیت“ میں اپنے بعد قدرت ثانیہ یعنی خلافت احمدیہ کے دائمی آسمانی نظام کی خبر دی اور ساتھ ہی یہ بشارت بھی دی کہ پیشگوئیوں، نشانوں اور معجزات کا یہ سلسلہ بھی ہمیشہ جاری رہے گا چنانچہ حضور نے الوصیۃ میں یہ الہام درج فرمایا:۔

(ترجمہ) ”تو اس حالت میں فوت ہوگا جو میں راضی ہوں گا **اور ہم کھلے کھلے نشان تیری تصدیق کے لئے ہمیشہ موجود رکھیں گے**“۔ (ص 3)

یہی نہیں اپنے وصال سے ایک سال قبل خدا کے چمکتے ہوئے لاتعداد نشانوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

”برائے خدا ناظرین اس مقام میں کچھ غور کریں تا خدا ان کو جزائے خیر دے ورنہ خداتعالیٰ اپنی تائیدات اور نشانوں کو ابھی ختم نہیں کر چکا اور اسی کی ذات کی **مجھے قسم ہے کہ وہ بس نہیں کرے گا جب تک میری سچائی دنیا پر ظاہر نہ کردے** اگر یہ منصوبہ انسان کا ہوتا تو خدا مجھے ہلاک کر دیتا اور اس تمام کاروبار کا نام ونشان نہ رہتا مگر تم نے دیکھا کہ کیسی خداتعالیٰ کی نصرت میرے شامل حال ہو رہی ہے اور اس قدر انسان نازل ہوئے جو شمار سے خارج ہیں“۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص 118,117 مطبوعہ 15 مئی 1907ء مطبع میگزین قادیان)

اس قدر مجھ پر ہوئیں تیری عنایات و کرم
جن کا مشکل ہے کہ تا روز قیامت ہو شمار

غیبی خبروں کا ابدی مہبط

اللہ جلشانہ نے اپنے مقدس مسیح پر یہ منکشف فرمایا کہ پیشگوئیوں اور نشانوں کا تواتر وکثرت سے ظہور خلافت احمدیہ میں بھی پوری آب وتاب سے جاری رہے گا۔ اس مشیت ایزدی پر خلافت احمدیہ کی پہلی صدی کے ایک ایک دن نے مہر تصدیق ثبت کر کے صداقتوں کے نئے سے نئے سورج چڑھا دیئے ہیں۔ اسی طرح اس مبارک دور میں ”الوصیت“ میں مذکور الہامی بشارت کے مطابق خدا کے بےحد وبےحساب نشان بھی تیز بارش کی طرح نازل ہوئے جو طلوع آفتاب کی ہر ساعت کے ساتھ اب بھی جاری وساری ہیں جن کا سلسلہ انشاء اللہ تا بروز قیامت ممتد رہے گا۔

خلفاء خمسہ کا سنہری دور

زیر نظر مضمون کا مدعا فقط ان لاتعداد آیات، بینات کا صرف ایک تصور پیش کرنا ہے اور وہ بھی بطور نمونہ صرف ان عظیم الشان پیشگوئیوں کا جو خلفاء خمسہ کے سنہری دور میں نمایاں طور پر پوری ہو چکی ہیں۔ درحقیقت یہ ایک غیر محدود اور ناپیدا کنار سمندر ہے جس کو کوزہ میں بند کرنا میرے جیسے ذرہ ناچیز اور خاک راہ خلافت کے لئے ممکن نہیں۔ لہٰذا پیشگوئیوں کے اس مجمل سے خاکہ کو محض ایک ابتدائی تعارف سمجھنا چاہئے اس لئے اس پر قلم اٹھاتے ہوئے حشو وتطویل سے قطعی اجتناب کیا گیا ہے بلکہ بعض مقامات پر نہایت درجہ اختصار سے کام لیا گیا ہے اور کہیں کہیں تو مصلحتاً اشاروں کنایوں پر ہی اکتفا کرنا پڑا ہے کیونکہ میں اس یقین سے لبریز ہوں کہ فرزندان احمدیت کو اپنے آقا و مطاع محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کے طفیل آسمانی بصیرتوں سے نوازا گیا ہے اور ان کی دوربین نگاہیں ہزاروں پردوں میں سربستہ رازوں تک بخوبی پہنچ جاتی ہیں۔

بر کسے چوں مہربانی مے کند
از زمینی آسمانی مے کند

خلافت اولیٰ

(27 مئی 1908ء۔ 13 مارچ 1914ء)

نشان 1

27 مئی 1908ء کا دن یوم الفرقان کی حیثیت سے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا کیونکہ اس روز خلافت احمدیہ کا قیام عمل میں آیا اور جیسا کہ بزرگان سلف نے صدیوں قبل خبر دی تھی اور ابوسعید خدریؓ کی روایت کے عین مطابق اس تاریخی خلافت کے لئے کوئی خون نہیں بہایا گیا۔ بلکہ نہایت امن وسکون اور متضرعانہ دعاؤں کے ماحول میں خدا کی مقدس جماعت کا پہلا اجماع ہی خلافت پر ہوا۔

(ناسخ التواریخ جلد اول ص 186,185 از جناب باقر مجلسی مطبوعہ تہران 1368ھ مطابق 1949ء ”موسوعہ الامام الھدیٰ“ المجلد الاول ص 412 مرتب مہدی الفقیہ ایمانی ناشر مکتبہ الامام امیر المومنین علی اصبہان)

شام کے ولی کامل حضرت امام یحییٰ بن عقب نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ مسیح موعود کا پہلا جانشین ایک عربی النسل اور پھر محمود ہوگا۔

(شمس المعارف الکبریٰ جلد 3 ص 71 از علامہ شہاب الدین البیونی المتوفی 622ء)

اسی طرح ہسپانیہ کے شہرہ آفاق صوفی بزرگ حضرت ابن عربی کی کتاب فتوحات کلیہ جلد 3 ص 5-364 میں یہ الہامی خبر دی گئی کہ امام مہدی کے وزراء سب عجمی ہوں گے اور اس کا خاص وزیر اور بہترین امین ایک حافظ قرآن ہوگا۔ چنانچہ اس آسمانی پیشگوئی کے عین مطابق حضرت حافظ حاجی الحرمین مولانا نورالدین بھیروی کے دست مبارک پر پوری جماعت نے بیعت کی آپ عربی النسل ہیں اور آپ کا سلسلہ نسب 32 واسطوں سے حضرت امیر المومنین سیدنا عمر فاروق اعظمؓ تک پہنچتا ہے۔

نشان 2

حضرت مسیح موعود کو الہام ہوا ”تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد“ (اخبار بدر 19 جنوری 1906ء ص 2)

نیز حضور نے سفیر روم کو کشفی بصیرت سے صاف طور پر واضح فرما دیا کہ سلطان روم کی سلطنت کا انجام اچھا نہیں اور روم کی حالت موجودہ بربادی کو چاہتی ہے“۔

چنانچہ دونوں پیشگوئیاں 1909ء میں حیرت انگیز طریق پر منصۂ شہود پر آگئیں۔ ایرانی عوام نے شاہ ایران کا تختہ الٹ دیا اور ترکی میں ایک خونی انقلاب کے بعد سلطان عبدالحمید خاں معزول کر دیئے گئے۔

نشان 3

حضرت مسیح موعود کو تقریباً 1905ء میں بذریعہ رویا دکھایا گیا کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب گھوڑے سے گر گئے ہیں۔ یہ خواب 18 نومبر 1910ء کو بعینہٖ پوری ہوگئی۔

(رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان نومبر 1910ء ص 399)

نشان 4

حضرت اقدس کو بالکل مخالف حالات میں یہ الہام ہوا۔

”پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا اب ان کی دلجوئی ہوگی“۔

(اخبار بدر قادیان 16 فروری 1906ء ص 2)

یہ الہام 12 دسمبر 1911ء کو پورا ہوا جبکہ جارج پنجم نے لندن سے آکر دہلی کے دربار عام میں تقسیم بنگال کی منسوخی کا شاہی اعلان کیا اور برٹش حکومت کا دارالسلطنت کلکتہ کی بجائے دہلی میں منتقل کر دیا گیا۔

خلافت ثانیہ

(14 مارچ 1914ء 8,7 نومبر 1965ء)

خدائے ذوالعجائب عز وجل نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود کی ولادت سے بھی چار سال قبل نہ صرف آپ کے عہد خلافت بلکہ پوری زندگی کے حالات ووقائع کی شرح وبسط سے خبر دی جو پیشگوئی مصلح موعود کے نام سے معروف ہے۔

ان ربانی الفاظ میں جو علامات بیان فرمائی گئیں ان کا حرف حرف جس شان وشوکت سے خلافت ثانیہ کے پنجاہ سالہ عہد مبارک میں پورا ہوا وہ تاریخ کا کھلا ورق ہے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سیدنا مصلح موعود کا لیکچر ”الموعود“ دسمبر 1944ء)

اللہ جلشانہ کی طرف سے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود کو آپ کی ولادت سے قبل یہ بھی بتا دیا گیا کہ مصلح موعود کا ایک نام ”فضل عمر“ بھی ہے جس میں صریحاً آپ کے خلیفہ ثانی ہونے کی طرف اشارہ تھا۔

ان سب حقائق کی روشنی میں حضرت فضل عمر کے زریں عہد مبارک میں رونما ہونے والے خارق عادت نشانوں پر ایک طائرانہ نظر ڈالی جاتی ہے۔

ہمارے دین کا قصوں پہ ہی مدار نہیں
نشان ساتھ ہیں اتنے کہ کچھ شمار نہیں

نشان 5

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے منصب خلافت پر فائز ہونے سے صدیوں کے بہت سے قدیم آسمانی نوشتے پورے ہوئے۔ مثلاً

الف۔ بنی اسرائیل کی روایات کے مجموعہ طالمود (جوزف بارکلے) باب پنجم ص 37 مطبوعہ 1878ء میں لکھا ہے۔

"It is also said that He (The Messiah) shall die and his kingdom descend to his son and grandson"

یہ بھی کہا گیا ہے کہ مسیح موعود کی وفات ہوگی اور اس کی بادشاہت اس کے بیٹے اور پوتے کی طرف منتقل ہو جائے گی۔ اس پیشگوئی کے ثبوت میں طالمود میں یسعیاہ باب 42,41 کی درج ذیل آیات پیش کی گئیں:۔

”میں نے شمال سے ایک کو برپا کیا ہے وہ آپہنچا۔ وہ آفتاب کے مطلع سے آکر میرا نام لے گا اور شہزادوں کو گارے کی طرح لتاڑے گا۔ میں نے ہی پہلے صیہون سے کہا کہ دیکھ ان کو دیکھ اور میں ہی ایک بشیر بخشوں گا میں دیکھتا ہوں کہ کوئی نہیں ان میں کوئی بشیر نہیں جس

سے پوچھوں اور وہ مجھے جواب دے۔ دیکھو وہ سب کے سب بطالت ہیں ان کے کام ہیچ ہیں ان کی ڈھالی ہوئی مورتیں بالکل ناچیز ہیں۔

دیکھو میرا خادم جس کو میں سنبھالتا ہوں۔ میرا برگزیدہ جس سے میرا دل خوش ہے میں نے اپنی روح اس میں ڈالی وہ قوموں میں عدالت جاری کرے گا اور نہ بازاروں میں اس کی آواز سنائی دے گی وہ مسلے ہوئے سرکنڈے کو نہ توڑے گا اور ٹمٹماتی ہوئی بتی کو نہ بجھائے گا وہ راستی سے عدالت کرے گا وہ ماندہ نہ ہوگا جب تک کہ عدالت کو زمین قائم کرے ...... خداوند یوں فرماتا ہے میں خداوند نے تجھے صداقت سے بلایا میں ہی تیرا ہاتھ پکڑوں گا اور تیری حفاظت کروں گا اور لوگوں کے عہد اور قوموں کے نور کے لئے تجھے دوں گا کہ تو اندھوں کی آنکھیں کھولے اور اسیروں کو قید سے نکالے اور ان کو جو اندھیرے میں بیٹھے ہیں۔ قید خانے سے چھڑائے''۔

(ب) حضرت امام یحییٰ بن عقب (پانچویں صدی کے عارف باللہ اور شامی بزرگ نے خبر دی۔

ومحمود سيظهر بعد هذا
ويملك الشام بلا قتال

(شمس العارف الکبریٰ (مصری) ص340)

مسیح موعود کے بعد ''محمود'' جلوہ افروز ہوگا اور بغیر کسی جنگ کے شام کا (روحانی) فاتح ہوگا۔

(ج) دہلی کے حضرت نعمت اللہ ولی کی پیشگوئی ظہور مہدی سے کئی سال پہلے کلکتہ میں چھپ کر شائع ہوئی۔

دور او چوں شود تمام بکام
پسرش یادگار ے بینم

مسیح موعود کا دور جب ختم ہوگا تو اس کا فرزند بطور یادگار موجود ہوگا۔ (الاربعین فی احوال المہدیین'' از حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ مصری گنج کلکتہ 25 محرم الحرام 1268ھ۔21 نومبر 1851ء)

(د) شیعہ بزرگوں کی ایک روایت میں النبی المھدی اور اس کے موعود فرزند کی نسبت لکھا ہے:۔

اس وقت ''النبی المہدی'' کے فرزند کا ظہور بھی ہوگا۔

(بحار الانوار جلد 13 ص 40 از ملا محمد باقر مجلسی مطبوعہ سر من رای (عراق) 10 شوال 1320ھ مطابق 10 جنوری 1903ء)

نشان 6

ام المومنین حضرت ام سلمہ سے آنحضرت ﷺ کی ایک روایت میں لکھا ہے۔ یکون اختلاف عند موت خلیفة '' (ابوداؤد الامام المھدی عند اھل السنة جلد 2 ص 503۔ ناشر مکتبہ الامام امیر المومنین علی اصبہان ایران) اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ ایک خلیفہ کی بیعت تو متفقہ طور پر ہوگی مگر اس کے بعد کی خلافت میں اختلاف رونما ہو جائے گا اور جماعت مومنین دو حصوں میں بٹ جائے گی۔ خود حضرت مسیح موعود کو الہاماً خبر دی گئی۔

''خدا دو......فریق میں سے ایک کا ہوگا پس یہ پھوٹ کا ثمرہ ہے''۔

(اخبار بدر 18 اپریل 1907ء ص 3)

نشان 7

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے منصب خلافت پر فائز ہونے کے اگلے ماہ 12 اپریل 1914ء کو جماعت احمدیہ کے نمائندگان سے خطاب کرتے ہوئے قبل از وقت بشارت دی کہ خدا نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ آپ کے ذریعہ باوجود بے سروسامانی کے اشاعت دین کا عالمی نظام یقیناً معرض وجود میں آئے گا۔ ع

ہے یہ تقدیر خداوند کی تقدیروں سے

چنانچہ شیر خدا نے صوت اسرافیل اور صدائے ربانی بن کر بتایا:۔

''میں چھوٹی سی عمر میں بھی ایسی دعائیں کرتا تھا اور مجھے ایسی حرص تھی کہ (دین) کا جو کام بھی ہو میرے ہی ہاتھ سے ہو میں اپنی اس خواہش کے زمانہ سے واقف نہیں کہ کب سے ہے میں جب دیکھتا تھا اپنے اندر اس جوش کو پاتا تھا اور دعائیں کرتا تھا کہ (دین) کا جو کام ہو میرے ہی ہاتھ سے ہو پھر اتنا ہو اتنا ہو کہ قیامت تک کوئی زمانہ ایسا نہ ہو جس میں (دین) کی خدمت کرنے والے میرے شاگرد نہ ہوں میں نہیں سمجھتا تھا اور نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ جوش انس (دین) کی خدمت کا میری فطرت میں کیوں ڈالا گیا۔ ہاں اتنا جانتا ہوں کہ یہ جوش بہت پرانا رہا ہے غرض اسی جوش اور خواہش کی بنا پر میں نے خدا تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ میرے ہاتھ سے ....(دین) کا کام ہو اور میں خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے میری ان دعاؤں کے جواب میں بڑی بڑی بشارتیں دی ہیں ....میرے دل میں اتنی تڑپ تھی کہ میں حیران تھا اور سامان کے لحاظ سے بالکل قاصر۔ پس میں اس کے حضور ہی جھکا اور دعائیں کیں اور میرے پاس تھا ہی کیا؟ میں نے بار بار عرض کی کہ میرے پاس نہ علم ہے نہ دولت نہ کوئی جماعت ہے نہ کچھ اور ہے جس سے میں خدمت کر سکوں۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ اس نے میری دعاؤں کو سنا اور آپ ہی سامان کر دیئے اور تمہیں کھڑا کر دیا کہ میرے ساتھ ہو جاؤ......اس کو دیکھ کر میں یقین رکھتا ہوں کہ باقی ضروری سامان بھی وہ آپ ہی کرے گا اور ان بشارتوں کو عملی رنگ میں دکھاوے گا اور اب میں یقین رکھتا ہوں کہ دنیا کو ہدایت میرے ہی ذریعہ ہوگی اور قیامت تک کوئی زمانہ ایسا نہ گزرے گا جس میں میرے شاگرد نہ ہوں گے کیونکہ آپ لوگ جو کام کریں گے وہ میرا ہی کام ہوگا''۔

(''منصب خلافت'' تقریر قادیان فرمودہ 12 اپریل 1914ء طبع اول ص 17,16 قادیان)

اس تعلق میں یہ بھی بتایا کہ:۔

''میں چاہتا ہوں کہ ہم میں ایسے لوگ ہوں جو ہر ایک زبان کے سیکھنے والے اور پھر جاننے والے ہوں تا کہ ہم ہر ایک زبان میں آسانی کے ساتھ (دعوت الی اللہ) کر سکیں''۔

''غرض میں تمام زبانوں اور تمام قوموں میں (دعوت الی اللہ) کا ارادہ رکھتا ہوں اس لئے کہ یہ میرا کام ہے میں جانتا ہوں کہ یہ بڑا ارادہ ہے اور بہت کچھ چاہتا ہے مگر اس کے ساتھ ہی میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا ہی کے حضور سے سب کچھ آوے گا میرا خدا قادر ہے جس نے یہ کام میرے سپرد کیا ہے وہی مجھے اس سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق اور طاقت دے گا کیونکہ ساری طاقتوں کا مالک تو وہ آپ ہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس مقصد کے لئے بہت روپیہ کی ضرورت ہے بہت آدمیوں کی ضرورت ہے مگر اس کے خزانوں میں کس چیز کی کمی ہے......

پس میرے دوستو! روپیہ کے معاملہ میں گھبرانے اور فکر کرنے کی کوئی بات نہیں وہ آپ سامان کرے گا۔ آپ ان سعادت مند روحوں کو میرے پاس لائے گا جو ان کاموں میں میری مددگار ہوں گی''۔

''پس خدا آپ ہی ہمارا محاسب اور محصل ہوگا اسی کے پاس ہمارے سب خزانے ہیں''۔

(''منصب خلافت'' ص 16 تا 20)

جب یہ پیشگوئی کی گئی اس وقت خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں چند آنوں کے سوا کچھ موجود نہ تھا لیکن اس کے بعد حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ جماعت کی اکثریت خلافت کے مقدس پرچم تلے جمع ہوگئی اور دیکھتے ہی دیکھتے حضرت مصلح موعود کے ذریعہ تمام دنیا میں دینی مشنوں کا ایسا جال بچھ گیا ایک عالم کو بھی عملاً تسلیم کرنا پڑا کہ جماعت احمدیہ پر اب آفتاب غروب نہیں ہوسکتا۔ حضرت مسیح موعود نے پہلے سے یہ خوشخبری دی تھی کہ ؏

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہو گا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

(مطبوعہ 1901ء)

نشان 8

1914ء میں ہی دنیا کی پہلی جنگ عظیم شروع ہو گئی جس کی تفصیلی علامات حضرت مسیح موعود نے 1905ء میں براہین احمدیہ حصہ پنجم میں بیان فرمادی تھیں جو من وعن کمال صفائی اور وضاحت سے پوری ہوئیں۔

نشان 9

اس جنگ عظیم کی نسبت حضرت اقدس نے خبر دی تھی کہ ع

زار بھی ہو گا تو ہو گا اس گھڑی باحال زار

چنانچہ عین اس کے مطابق دنیا کے سب سے طاقتور روسی بادشاہ نکولس دوم زار کا تختہ الٹ دیا گیا اور 16 جولائی 1918ء کو بالشویکوں نے اسے اور اس کے پورے خاندان کو گولیوں سے اڑا دیا۔

نشان 10

حضرت شیخ یوسف دہلوی متوفی 1372ھ حضرت چراغ دہلوی (جانشین حضرت نظام الدین اولیاء) کے خلفاء کبار میں سے تھے۔

آپ نے اپنی منظوم کتاب ''تحفہ نصائح'' میں پیش گوئی فرمائی کہ ظہور مسیح موعود کے بعد مزدوروں اور کسانوں کی حکومت قائم ہوگی اور اس سیاسی انقلاب کے وقت دین کے تاجدار محمود احمد ہوں گے۔ ؎

محمود احمد تاج دیں مزدور بنی ہر طرف
شادی قبولا زیر کا مقطع شدہ ہم مشتہر
اہل بوادی روستا چوپاں شہاں ہم جفت راں
کفشہ نہ گاہی پائے شاں کپے نبودی شاں بسر

(تحفہ نصائح ص 12 ناشر ملک سراج الدین اینڈ سنز پبلشرز لاہور)

یہ پیشگوئی حضرت سیدنا محمود المصلح الموعود کی خلافت کے تیسرے سال حیرت انگیز رنگ میں پوری ہوئی جبکہ 12 مارچ 1917ء کو لینن کے ساتھیوں نے دنیا کے سب سے بااختیار بادشاہ (زار روس) کی حکومت کا تختہ الٹ دیا اور مزدوروں اور کسانوں کی حکومت قائم ہوگئی جس کا جھنڈا سرخ تھا۔

(مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو راقم الحروف کا مضمون مطبوعہ الفضل 22 اکتوبر 1969ء ص 4,3)

نشان 11

مرزا غلام قادر صاحب (برادر اکبر مسیح موعود) کی زوجہ اور مسیح موعود کے بچوں کی تائی محترمہ حرمت بی بی صاحبہ سلسلہ احمدیہ کی سخت مخالف تھیں لیکن 1900ء میں حضرت اقدس کو الہام ہوا ''تائی آئی''۔

(البشریٰ مرتبہ حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی ص 113 حاشیہ)

یہ خوشخبری 1916ء میں عملی شکل اختیار کر گئی اور اسی سال محترمہ حضرت مصلح موعود کی بیعت کر کے حلقہ بگوش احمدیت ہوگئیں۔

نشان 12

اوائل 1921ء میں حضرت مصلح موعود کی ہدایت پر حضرت مفتی محمد صادق صاحب امریکہ میں پہلا احمدیہ مشن کھولنے کے لئے قادیان سے تشریف لے گئے۔ آپ ساحل امریکہ پر اترے تو امریکی حکومت نے آپ پر داخلہ کی پابندی لگا دی کہ آپ اس مذہب کے پیرو ہیں جس میں ایک سے زیادہ بیویاں جائز ہیں۔ جب یہ خبر ہندوستان پہنچی تو بعض متعصب فرقہ پرستوں نے اس پر خوشی کے شادیانے بجائے لیکن حضور اقدس نے سیالکوٹ میں ایک پبلک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے نہایت واشگاف لفظوں میں یہ

پیشگوئی فرمائی کہ:۔

"ہم نے اپنے ایک (مربی) کو امریکہ بھی بھیج دیا ہے جسے تا حال (دعوت الی اللہ) کرنے کی اجازت نہیں دی گئی اور اسے روک دیا گیا ہے لیکن ہم امریکہ کی رکاوٹ سے رک نہیں جائیں گے امریکہ جسے طاقتور ہونے کا دعویٰ ہے اس وقت تک اس نے مادی سلطنتوں کا مقابلہ کیا اور انہیں شکست دی ہوگی روحانی سلطنت سے اس نے مقابلہ کر کے نہیں دیکھا۔ اب اگر اس نے ہم سے مقابلہ کیا تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ ہمیں وہ ہرگز شکست نہیں دے سکتا کیونکہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ ہم امریکہ کے اردگرد کے علاقوں میں دعوت الی اللہ کریں گے اور وہاں کے لوگوں کو...... بنا کر امریکہ بھیجیں گے اور ان کو امریکہ نہیں روک سکے گا اور ہم امید رکھتے ہیں کہ امریکہ میں ایک دن...... کی صدا گونجے گی اور ضرور گونجے گی"۔

(الفضل 15 اپریل 1920ء ص 12 کالم 2)

اس پُرشوکت اور عظیم الشان پیشگوئی پر صرف چند ماہ ہی گزرنے پائے تھے کہ امریکہ کی گورنمنٹ کو خدا کی روحانی حکومت کے سامنے جھکنا پڑا اور شکاگو میں احمدیہ مشن کا قیام عمل میں آگیا۔ اس فعال مشن کی شاخیں نیویارک، بالٹی مور، پٹس برگ، ینگس ٹاؤن، کلیولینڈ، انڈیانا پولس، شکاگو، ملواکی، سینٹ لوئس، لاس اینجلس اور واشنگٹن غرضیکہ ملک کے تمام اہم اہم شہروں اور مقامات پر موجود ہیں۔ مشن کی شاندار قربانیوں اور دینی اور فلاحی اور سرگرمیوں پر خلفاء احمدیت کئی بار خراج تحسین کر چکے ہیں۔

نشان 13

پیشگوئی یہ ہے کہ:۔

اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو مبعوث کرے گا جو دمشق کے مشرق میں سفید مینار کے پاس اتریں گے۔ زرد رنگ کا لباس زیب تن کئے ہوں گے۔

(مسلم کتاب الفتن)

حضرت مہدی موعود نے رجب 1311 ہجری مطابق جنوری 1894ء میں اس حدیث کی الہام الٰہی سے یہ تشریح فرمائی کہ عربی لغت میں "نزیل مسافر کو کہتے ہیں اور اس حدیث کے معنے یہ ہیں کہ مسیح موعود یا اس کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ دمشق کا سفر کرے گا۔

(حمامۃ البشریٰ طبع اول ص 37)

اس ابتدائی زمانہ میں جبکہ آپ کی شخصیت پردہ گمنامی میں مستور اور قادیان کی چھوٹی سی بستی بالکل غیر معروف اور جماعت کی تعداد بھی نہایت درجہ قلیل تھی آپ کی بیان فرمودہ یہ توجیہہ بالکل ناممکن الوقوع دکھائی دیتی تھی مگر اس کے تیس سال بعد ایسے غیبی سامان پیدا ہوئے کہ سیدنا حضرت مصلح موعود اگست 1924ء کے سفر یورپ کے دوران دمشق کے منارہ بیضاء کے ٹھیک مشرق میں واقع ہوٹل میں قیام فرما ہوئے۔ ہوٹل میں حضور کی زیارت کرنے والوں کا تانتا بندھا رہا۔ اکثر لوگ نہایت احترام کا اظہار کرتے اور آپ کو "ابن المہدی" کہہ کر سلام کہتے تھے۔ ازاں بعد 1955ء میں آپ کو اپنے اختیار سے نہیں بلکہ ملک بھر کے مشہور ڈاکٹروں کے اصرار پر بغرض علاج دوسری بار یورپ جانا پڑا۔ اس سفر میں 30 اپریل کو آپ دمشق پر بذریعہ ہوائی جہاز اترے۔ علم التعبیر کی اصطلاح کے مطابق اس وقت آپ دو زرد چادروں میں ملبوس یعنی بیمار تھے۔ الغرض حدیث نبویؐ کی صداقت پر گویا دن چڑھ گیا اور "نزول دمشق" کا نشان معنوی اور ظاہری دونوں اعتبار سے پورا ہو گیا۔

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہے خوف کردگار

نشان 14

پیشگوئی مصلح موعود (20 فروری 1886ء) میں ایک ذوالوجوہ اور حقیقت افروز علامت بیان کی گئی تھی کہ "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا"۔ حضرت مصلح موعود کے وجود میں یہ خبر خارق عادت رنگ میں کئی بار پوری ہوئی مثلاً دسمبر 1930ء میں خان بہادر حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کر لی اس طرح حضرت مسیح موعود کے چاروں فرزند حلقہ بگوش احمدیت ہو گئے۔

نشان 15

3 مئی 1905ء کا ذکر ہے کہ حضرت مسیح موعود کو رویا میں لکھا ہوا دکھایا گیا۔

"آہ نادر شاہ کہاں گیا"

(اخبار بدر 27 اپریل 1905ء ص 1)

یہ جلالی الہام 8 نومبر 1933ء کو پورا ہو گیا کیونکہ اس روز بادشاہ افغانستان نادر شاہ کو عین دن کے وقت قتل کر دیا گیا اس اچانک اور بے وقت موت کے متعلق سارا عالم زبان حال سے پکارا تھا "آہ نادر شاہ کہاں گیا"۔

نشان 16

15 جنوری 1934ء کو ہندوستان کے شمال مشرقی حصہ بہار میں ایک ایسا تباہ کن اور ہلاکت آفریں زلزلہ آیا جس کی نظیر اس سے پہلے نہیں ملتی۔ یہ زلزلہ بھی صداقت احمدیت وحقانیت خلافت کا چمکتا ہوا نشان تھا کیونکہ اس بارہ میں 20 اپریل 1907ء کو حضرت مسیح موعود نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب شمال مشرق کی طرف اشارہ کر کے کہتے ہیں کہ زلزلہ اس طرف چلا گیا ہے۔

(اخبار بدر 2 مئی 1907ء ص 1)

نشان 17

حضرت مرزا قدرت اللہ ساکن محلہ چابک سواراں لاہور (ولادت 21 اپریل 1888ء وفات 27 اکتوبر 1963ء) کی تحریری روایت ہے کہ

"غالباً 1902ء کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود صبح سیر کے لئے تشریف لے گئے ...... جب ہم اس گاؤں کے بیچ میں پہنچے جو نواں پنڈ کے نام سے مشہور ہے۔ خلیفہ رجب الدین صاحب نے (مجھ سے کہا) ...... حضرت صاحب نے اس مقام پر جہاں سے ریلوے لائن گزرے گی اپنے سوٹے سے نشان کر دیا ہے چنانچہ کئی سالوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے مسیح موعود کی زبان مبارک سے نکلی باتوں کو پورا کیا"۔

(رجسٹر روایات جلد 4 ص 177)

یہ عظیم پیشگوئی 19 دسمبر 1928ء کو پوری شان سے پوری ہوئی جب امرتسر سٹیشن پر قادیان ریلوے کا افتتاح ہوا اور پہلی گاڑی قادیان کیلئے روانہ ہوئی جس میں حضرت مصلح موعود، خاندان مسیح موعود اور بہت سے بزرگ اور مخلصین بھی تھے۔ گاڑی نے 3 بجکر 42 منٹ پر حرکت کی 6 بجے شام گاڑی قادیان کے پلیٹ فارم پر پہنچی اور پوری فضا پُر جوش نعروں سے گونج اٹھی۔

(الفضل 25 دسمبر 1928ء)

نشان 18

آنحضرت ﷺ کی مشہور حدیث ہے کہ:

آنحضرتؐ نے فرمایا قیامت نہیں آئے گی تا وقتیکہ عرب میں وہ آگ ظاہر نہ ہو جس سے بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں۔

(کنز العمال جز 14 ص 344 ناشر مکتبہ التراث الاسلامی حلب)

الساعۃ یعنی ظہور مہدی کی یہ علامت 1935ء میں پوری ہوگئی جبکہ سعودی عرب میں خدا کے فضل سے پٹرولیم اور دوسری معدنیات کی دریافت ہوئی اور شاہ ابن سعود نے غیر ملکی فرموں کے ذریعہ اس کے برآمد کئے جانے کا خصوصی اہتمام فرمایا۔

نشان 19

قدیم شیعہ لٹریچر میں مہدی موعود کے پرچم کا ذکر ملتا ہے۔ (مہدی موعود ترجمہ جلد سیز دہم بحار الانوار علامہ مجلسی ص 1096 مطبوعہ طہران 1960ء) یہ خبر 1939ء کے جلسہ خلافت سلور جوبلی کے موقع پر کمال شان سے پوری ہوئی جبکہ حضرت مصلح موعود نے پہلی بار لوائے احمدیت کی پرچم کشائی کی۔ شیر خدا حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ نے ارشاد فرمایا:۔

"يظهر صاحب الراية المحمدية والدولة الاحمديه"

(ینابیع المودۃ جلد 3 ص 58 از علامہ شیخ سلیمان المعروف خواجہ کلاں متوفی 1877 مطبع العرفان صیدا بیروت)

یعنی مہدی موعود جو پرچم محمدی کا علمبردار ہوگا مملکت احمدیت کا جھنڈا لے کر ظہور کرے گا۔

اس روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ پرچم پر اسمعوا و اطیعوا کے الفاظ ہوں گے یہ کشفی زبان میں اس عہد کی طرف لطیف اشارہ معلوم ہوتا ہے بلکہ اس کا خلاصہ ہے جو سیدنا نے سلور جوبلی کے موقع پر لوائے احمدیت لہرانے کے بعد شمع احمدیت کے پروانوں سے لیا تھا۔

نشان 20

دوسری جنگ عظیم (یکم ستمبر 1939ء تا اگست 1945ء) کے دوران خدائے علیم وخبیر نے اپنے محبوب بندہ محمود المصلح الموعود کو کشوف و الہامات کے ذریعہ بہت سی خبریں دیں جو اس آب وتاب سے اور کمال وضاحت کے ساتھ ظاہر ہوئیں کہ اپنے اور بیگانے تو الگ رہے مشرق ومغرب کے عظیم دانشور اور مفکر بھی حیرت زدہ ہو گئے مثلاً لیوپولڈ (شاہ بیلجیئم) کیرول (شاہ رومانیہ) بورس (شاہ بلغاریہ) رضا شاہ پہلوی کی دستبرداری۔ برطانیہ کی طرف سے فرانس کو برٹش ایمپائر سے الحاق کی پیشکش اور چھ ماہ بعد جنگی حالات کا پلٹا کھانا 10 مئی جرمن لیڈر روڈلف ہیس (Rodelf Hess) کا پیراشوٹ کے ذریعہ ساحل انگلستان پر اترنا۔ اٹلی کی فوجوں کا لیبیا میں چار بار انگریزی افواج کو پیچھے دھکیلنا اور بالآخر شکست کھانا۔ امریکہ کا انگریزوں کی مدد کے لئے 2800 جہاز بھجوانا۔ خاتمہ جنگ کے بعد مارسین پارٹی کا برسراقتدار آنا وغیرہ۔ (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کتاب "گزشتہ و موجودہ جنگ کے متعلق پیشگوئیاں" مؤلفہ حضرت مولانا جلال الدین شمس سابق امام بیت الفضل لندن و مولانا محمد یعقوب صاحب طاہر مولوی فاضل۔ (المبشرات از دوست محمد شاہد)

نشان 21

حضرت مصلح موعود نے جنگ عظیم کے دوران (عین اس وقت جبکہ ہٹلر کی فوجیں نہایت برق رفتاری سے بڑھتی جارہی تھیں اور پوری برٹش ایمپائر پر ایک زلزلہ سا بپا تھا) مجلس مشاورت قادیان 1941ء کے ممبران کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

اس جنگ میں خدا تعالیٰ کا دخل ہے اور جس جنگ میں خدا تعالیٰ کا دخل ہو۔ اس کا نتیجہ...... احمدیت کے لئے مضر نہیں ہو سکتا۔ ابھی میں برابر دعا میں مشغول ہوں اور گو درمیانی واقعات اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیئے ہیں مگر اس جنگ کے آخری نتیجہ اور انجام کے متعلق ابھی وضاحت سے علم نہیں ہوا۔ دوستوں کو چاہئے کہ وہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس عظیم الشان مصیبت سے جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی اپنے بندوں کو بچالے۔

میں تو سمجھتا ہوں کہ اگر اس جنگ میں جرمنی کو شکست ہوئی تو اس کے بعد (دعوت الی اللہ) کا بہترین مقام جرمنی ہوگا جرمن قوم تین سو سال سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہی ہے اور اس غرض کے لئے اس نے بڑی بڑی قربانیاں کی ہیں۔ مگر ابھی تک وہ اپنے ارادہ میں کامیاب نہیں ہو سکی۔ اگر اس جنگ میں بھی اسے کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ تو ہم اسے بتا سکیں گے کہ خدا نے تمہاری ترقی کا کوئی اور ذریعہ

مقرر کیا ہوا ہے۔ جو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تم خدا کے دین میں داخل ہو جاؤ اور بحمد اللہ ترقی کر جاؤ پھر تمہیں دنیا میں کوئی مغلوب نہیں کر سکے گا پس میں سمجھتا ہوں جرمن قوم کا اس شکست میں دینی لحاظ سے بہت بڑا فائدہ ہے اور عنقریب ......ہمیں ایک ایسا میدان میسر آنے والا ہے جہاں کے رہنے والے باتیں نہیں کرتے بلکہ کام کرتے ہیں اور زبانی دعوے نہیں کرتے بلکہ عملی رنگ میں قربانیاں کر کے دکھاتے ہیں‘‘۔

(رپورٹ مشاورت 1940ء ص 136,135)

نشان 22

یروشلم سے 16 میل دور مشرق میں وادئ قمران کے غاروں سے 1947ء سے اب تک قدیم نوشتوں کا بیش بہا خزانہ دستیاب ہوا ہے جو "Dead Sea Scrolls" (صحائف بحر مردار) کے نام سے دنیا میں مشہور ہیں۔ جو قرن اول کے عیسائیوں اور پہلی صدی قبل مسیح کے ایسینی یہودیوں سے تعلق رکھتے ہیں اور جن سے حضرت مسیح کی اصل شخصیت اور آپ کے عہد حیات پر تیز روشنی پڑتی ہے۔ غاروں سے برآمد ہونے والا یہ علمی خزانہ ظہور مہدی کا نشان اور خلافت احمدیہ کی حقانیت کا واضح ثبوت ہے۔ کیونکہ الشیخ الامام عبدالرحمٰن بن محمد البسطامیؒ (ولادت 858ھ) اور دوسرے اکابر نے سینکڑوں سال قبل اس کی پیشگوئی کی تھی جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

ترجمہ: روایت ہے کہ مہدی انطاکیہ کے غار سے کتابیں برآمد کرے گا۔

(ینابیع المودة الجزء الثالث ص 53 الطبعة الثانیةللشیخ خواجه کلاں۔ مطبوعه مطبعة العرفان بیروت)

نشان 23

سیدنا حضرت مصلح موعود نے 31 اگست 1947ء سے قادیان سے پاکستان میں ہجرت فرمائی جس سے حضرت مسیح موعود کا الہام ’’داغ ہجرت‘‘ کمال فصاحت سے پورا ہوا۔ (تشحیذ الاذہان جولائی 1908ء ص 14) عجیب بات یہ ہے کہ حضرت اقدس کو الہاماً یہ بھی بتا دیا گیا کہ یہ ہجرت ’’پاک زمین‘‘ کی طرف ہوگی چنانچہ آپ نے اپریل 1902ء میں ایک تازہ کلام الٰہی کا اردو ترجمہ درج ذیل الفاظ میں شائع فرمایا جس کا ایک ایک لفظ اعجازی رنگ میں ظاہر ہو چکا ہے:۔

’’عیسائی لوگ ایذارسانی کے لئے مکر کریں گے اور خدا بھی مکر کرے گا اور وہ دن آزمائش کے دن ہوں گے اور کہہ خدایا پاک زمین میں مجھے جگہ دے یہ ایک روحانی طور کی ہجرت ہے‘‘۔

(دافع البلاء ص 21 طبع اول مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان)

نشان 24

جناب الٰہی نے حضرت مصلح موعود کو ہجرت سے قبل مختلف رویا و کشوف کے ذریعہ خبر دی کہ

قادیان اور اس کے گرد و نواح میں دشمن یکدم حملہ کر کے آئے گا۔ دشمن کی طرف سے خفیہ رنگ میں جنگ ہوگی۔

قادیان سے جالندھر تک بڑی خوفناک تباہی آئے گی اور لوگ نیلہ گنبد یعنی آسمان تلے پناہ لیں گے۔

قادیان میں بھی دشمن غالب آجائے گا مگر بیت مبارک کا حلقہ اس مرحلہ میں پامردی سے مقابلہ کرے گا اور آخر محفوظ رہے گا۔

تباہی کے اس دور میں حضرت امام جماعت احمدیہ اپنے خاندان کے علاوہ بعض اپنے جانثار خدام کے ساتھ قادیان سے کسی دوسری جگہ مرکز کی تلاش میں ہجرت کر آئیں گے۔

ان کی ہجرت پر قادیان کے باشندوں میں ایک عام افسردگی سی طاری ہوگی مگر خدا تعالیٰ قادیان اور دوسری جماعت احمدیہ کو خاص برکتوں سے نوازے گا اور حضرت امام جماعت احمدیہ کے طفیل وہ صحیح سالم اس طوفان سے پار نکل آئیں گے۔

ہجرت کے بعد حضرت امام جماعت احمدیہ ایک پہاڑی کے دامن میں نیا مرکز تعمیر کریں گے۔

جہاں پہلے فوجی بارکوں کی طرز پر مکان بنانے پڑیں گے۔

اس مرکز کی بنیاد 1948ء میں رکھی جائے گی۔

یہ ہجرت دوسرے مہاجرین کی طرح کسی اضمحلال اور کمزوری کا موجب نہ بنے گی بلکہ اس کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ کو ایک خاص عظمت و شوکت نصیب ہوگی اور اس کی شہرت اکناف عالم تک جا پہنچے گی۔

مستقبل کے یہ اہم انکشافات جن رویا و کشوف میں فرمائے گئے ان کی محیر العقول تفصیلات فضل عمر فاؤنڈیشن کی شائع کردہ معرکہ آراء کتاب رویا و کشوف سیدنا محمود میں شرح و بسط سے طبع شدہ ہیں جو خارق عادت معجزات کا مجموعہ ہیں اور جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس سلسلہ میں آپ کو پہلا مفصل خواب دسمبر 1941ء میں دکھلا دیا گیا تھا تو عقل دنگ رہ جاتی ہے کیونکہ اس وقت جنگ عظیم نے ساری دنیا کو لپیٹ میں لے رکھا تھا اور قرارداد پاکستان کو پاس ہوئے صرف پونے دو سال ہوئے تھے اور کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ قادیان پر اب ایسا شدید حملہ ہوگا کہ حضرت مصلح موعود کو ہجرت کر کے ایک پہاڑ میں نیا مرکز قائم کرنا پڑے گا۔

(رویا و کشوف سیدنا محمود ص 162 تا 166)

نشان 25

یہ نیا مرکز حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی ’’وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ کی شاندار عملی تعبیر تھا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ربوہ کے افتتاح کے کچھ عرصہ بعد عاجز نے حضرت مصلح موعود کی خدمت میں بذریعہ مکتوب عرض کیا کہ حال ہی میں مجھے ازالہ اوہام ص 77,76 کے مطالعہ کا موقع ملا جو الہام ’’تین کو چار کرنے والا ہوگا‘‘ کی آسمانی کلید ہے کیونکہ حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ مجھے کشفی طور پر بتایا کہ

’’تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ ...... میں درج کیا گیا......‘‘

’’اس کشف سے صاف پتہ چل گیا کہ تین کو چار کرنے سے مراد تین مقدس مراکز ہیں اس میں نئے مرکز کی تعمیر ہے جو حضور انور کے عہد مبارک میں مقدر تھا سو یہ ازلی تقدیر 20 ستمبر 1948ء کو معرض ظہور میں آئی جبکہ حضور نے اپنے دست مبارک سے افتتاح فرمایا اور عجیب تر بات یہ ہے کہ یہ افتتاح دوشنبہ ہی کو ہوا۔

اس مکتوب پر امام عالی مقام حضرت مصلح موعود کی طرف سے بہت جلد ایک کارڈ عاجز کو موصول ہوا جس میں حضور انور نے خاکسار کی اس تشریح کو از راہ شفقت و ذرہ نوازی شرف قبولیت بخشا اور اس کی تائید فرمائی۔

خاکسار ان دنوں اپنے آبائی وطن پنڈی بھٹیاں میں تھا یہیں سے میں نے ’’بیت اللہ میں مقام ابراہیم کی تجلیات‘‘ کے زیر عنوان ایک مفصل مقالہ لکھا جو اخبار ’’الرحمت‘‘ لاہور کی نومبر، دسمبر 1949ء کی 4 اقساط سپرد اشاعت ہوا جسے پڑھ کر تعلیم الاسلام کالج لاہور مخدومی پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ایم اے نے جلسہ سالانہ دسمبر 1949ء کے موقع پر خاکسار کو مبارکباد دی ازاں بعد خالد احمدیت حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب نے ربوہ کی اولین کچی بیت الذکر میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس میں اس نئے نکتہ کو وضاحت سے بیان فرمایا۔ یہ بیت الذکر ریلوے لائن کے ساتھ تعمیر کی گئی تھی اور قصر خلافت کی خام عمارت سے متصل واقع تھی۔

نشان 26

’’ترجمان القرآن‘‘ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور دیگر اکابر نے آیت قرآنی فاذا جآء (بنی اسرائیل:105) کی تفسیر میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے ظہور پر یہود نامسعود (عذاب الٰہی کا مورد بننے کے لئے) فلسطین میں جمع ہو جائیں گے (درمنثور از حضرت جلال الدین سیوطی جلد 3 ص 131، بحار الانوار جلد 13 ص 22 از باقر مجلسیؒ) 16 مئی 1948ء کو اسرائیلی حکومت کے قیام سے یہ خبر بھی پوری ہوگئی جو صداقت قرآن کا واضح نشان ہے۔

نشان 27

مارچ 1953ء کے پُرآشوب دور میں سیدنا حضرت مصلح موعود نے درج ذیل اعلان عام فرمایا جو اخبار ’’فاروق‘‘ لاہور (4 مارچ 1953ء) نے صفحہ اول پر جلی الفاظ میں شائع ہوا۔

الفضل کو ایک سال کے لئے بند کر دیا گیا ہے۔ احمدیت کے باغ کو جو ایک ہی نہر لگتی تھی اس کا پانی روک دیا گیا ہے پس دعائیں کرو اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو اس میں سب طاقت ہے ہم مختلف اخباروں میں یا خطوں کے ذریعہ سے آپ تک سلسلہ کے حالات پہنچانے کی کوشش کرتے رہیں گے اور انشاء اللہ آپ کو اندھیرے میں نہیں رہنے دیں گے۔ آپ بھی دعا کرتے رہیں میں بھی دعا کرتا ہوں۔ انشاء اللہ فتح ہماری ہے۔ کیا آپ نے گزشتہ چالیس سال میں کبھی دیکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے چھوڑ دیا؟ تو کیا اب وہ مجھے چھوڑ دے گا؟ ساری دنیا مجھے چھوڑ دے مگر وہ انشاء اللہ مجھے کبھی نہیں چھوڑے گا سمجھ لو کہ وہ میری مدد کے لئے دوڑا آرہا ہے۔ وہ میرے پاس ہے وہ مجھ میں ہے۔ خطرات ہیں اور بہت ہیں مگر اس کی مدد سے سب دور ہو جائیں گے۔ تم اپنے نفسوں کو سنبھالو اور نیکی اختیار کرو۔ سلسلہ کے کام خدا خود سنبھالے گا۔

نشان 28

10 مارچ 1954ء کو سیدنا مصلح موعود پر نماز عصر کے وقت ایک بدبخت نے چاقو سے حملہ کیا اور کپڑے خون سے بھر گئے۔ حضور نے جلسہ سالانہ (28 دسمبر 1954ء) سے خطاب کرتے ہوئے اس سانحہ پر تفصیلی روشنی ڈالنے کے بعد پورے جلال سے فرمایا:

’’بہرحال ایک بلا آئی اور چلی گئی۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں اس سے محفوظ رکھا مگر میں اس موقعہ پر یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ جو بھی واقعہ ہوا۔ حملہ کرنے والے کی نیت بہرحال مجھے مارنے کی اور نہ صرف مجھے مارنے کی بلکہ احمدیت کو مارنے کی تھی اور یہ میرا مذہبی فرض ہے کہ اس موقعہ پر میں یہ دنیا کو بتادوں کہ احمدیت کا میری زندگی پر انحصار نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ آئے اور فوت ہوگئے۔ دشمن نے سمجھا کہ اب احمدیت ختم ہوگئی۔ لیکن اس کا یہ خیال غلط نکلا اور احمدیت قائم رہی اور ترقی کرتی چلی گئی۔ پھر حضرت خلیفة المسیح الاول کا زمانہ آیا اور لوگوں نے سمجھا کہ احمدیت حضرت خلیفة المسیح الاول کی وجہ سے قائم ہے۔ لیکن آپ بھی وفات پاگئے اور سلسلہ پھر بھی ترقی کرتا چلا گیا پھر سلسلے کی باگ دوڑ اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھ میں دی۔ دشمن نے گمان کیا کہ بھلا یہ بچہ کیا کر سکے گا۔ آج نہیں تو کل یہ جماعت تباہ ہو جائے گی۔ لیکن وہ بچہ آج بوڑھا ہو رہا ہے۔ مگر احمدیت کا قدم جوانی کی طرف گامزن ہے۔ پس احمدیت کی ترقی کا تعلق یا انحصار کسی انسان پر نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا لگایا ہوا پودا ہے۔ **جس نے بہرحال بڑھنا اور ترقی کرنا ہے اور اس کی شاخیں زمین سے آسمان تک پہنچتی چلی جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ**

اس واقعہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ایک بہت بڑا نشان بھی ظاہر فرمایا ہے اور وہ یہ کہ میرے متعلق حضرت مسیح موعود کا ایک الہام ’’فضل عمر‘‘ بھی ہے لوگ اکثر اس الہام کو پیش کیا کرتے تھے۔ لیکن اس کا عملی ظہور اس واقعہ کے ذریعہ ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ ظہور

تمہارے ذریعہ سے نہیں بلکہ تمہارے دشمن کے ذریعے فرمایا ہے۔ مجھے جو خلیفہ بنایا گیا تو یہ تمہارے ہاتھ کا فعل تھا یہ درست ہے کہ ہمارے عقیدے کے مطابق خلیفہ خدا ہی بنایا کرتا ہے۔ اور اسی نے مجھے بھی خلیفہ بنایا لیکن اس نے بہر حال یہ کام تمہارے ذریعہ سے کرایا اور جس کام میں انسان کے ہاتھ کا دخل نظر آتا ہو اسے دشمن کے سامنے بطور دلیل پیش نہیں کیا جا سکتا۔ مگر فضل عمر کے الہام کے پورا ہونے کا تعلق تم سے نہیں بلکہ دشمن کے ساتھ تھا۔ کیونکہ مجھ پر حملہ کرنے کا فعل ایسا ہے جو تم کر ہی نہیں سکتے تھے۔ پس الہام کو پورا کرنا تمہارے اختیار میں نہ تھا۔ بلکہ مخالف کے اختیار میں تھا۔ چنانچہ اسی کے ذریعہ یہ پورا ہوا۔ جس دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر حملہ ہوا۔ عین اسی دن مجھ پر حملہ ہوا جس طرح ان پر ایک غیر عقیدہ رکھنے والے نے حملہ کیا۔ اسی طرح مجھ پر بھی عقائد کا اختلاف رکھنے والے شخص نے حملہ کیا۔ جس طرح ان پر مسجد میں اور نماز کے وقت پیچھے سے آ کر حملہ کیا گیا۔ اسی طرح یہاں ہوا۔ فرق صرف یہ ہے کہ حضرت عمرؓ پر فجر کے وقت حملہ ہوا اور مجھ پر عصر کے وقت لیکن تم تفاسیر اٹھا کر دیکھ لو۔ ان میں فجر اور عصر دونوں نمازوں کو صلوٰۃ وسطیٰ قرار دیا گیا ہے۔ گویا اس لحاظ سے بھی مشابہت موجود ہے۔

اب دیکھ لو یہ ساری چیزیں ایسی ہیں جو تمہارے اختیار سے باہر تھیں۔ گویا اللہ تعالیٰ نے دشمن کے ذریعہ اس الہام کو پورا کیا اور ایسے رنگ میں پورا کیا کہ کوئی انکار نہیں کر سکتا اور اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ میری مشابہت کو بالکل واضح کر دیا۔ فرمایا اس حملہ کے ذریعہ نہ صرف فضل عمر کا الہام پورا ہوا۔ بلکہ حضرت مسیح موعود کی وہ رویا بھی پوری ہوئی جس میں آپ نے فرمایا کہ میں نے محمود کے کپڑوں کو خون آلود دیکھا۔ اسی طرح اس حملہ کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی ایک رویا میں قبل از وقت دے دی تھی۔ اس رویا میں میں نے دیکھا تھا کہ گویا میں تحقیقاتی عدالت میں ہوں اور وہاں مجھ پر پیچھے سے حملہ کیا گیا ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے اس حملہ کے ذریعہ احمدیت کا واضح نشان ظاہر فرمایا''۔ (الفضل 2 جنوری 1955ء ص 2,1)

نشان 29

حضرت مسیح موعود نے اپنے رسالہ ''الوصیت'' میں بہشتی مقبرہ کی غرض یہ لکھی کہ:

''خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں تا آئندہ کی نسلیں ایک ہی جگہ ان کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں اور تا ان کے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے انہوں نے دینی کام کئے ہمیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہوں''۔

(الوصیت ص 19 دسمبر 1905ء)

حضور نے الوصیت میں ہی یہ پیشگوئی فرمائی کہ

''یہ مت خیال کرو کہ یہ صرف دور از قیاس باتیں ہیں بلکہ یہ اس قادر کا ارادہ ہے جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے۔ مجھے اس بات کا غم نہیں کہ یہ اموال جمع کیونکر ہوں گے اور ایسی جماعت کیونکر پیدا ہوگی جو ایمانداری کے جوش سے یہ مردانہ کام دکھلائے''۔

چنانچہ جناب مولوی عبدالرحیم صاحب اشرف مدیر ''المنیر''، فیصل آباد نے حضرت مصلح موعود کے زمانہ میں واضح طور پر اعتراف حق کرتے ہوئے لکھا کہ:

''قادیانی تنظیم کا تیسرا پہلو وہ...... نظام ہے جس نے اس جماعت کو بین الاقوامی جماعت بنا دیا ہے۔ اس سلسلے میں یہ حقیقت اچھی طرح سمجھ لینے کی ہے کہ بھارت، کشمیر، انڈونیشیا، اسرائیل، جرمنی، ہالینڈ، سوئٹزر لینڈ، امریکہ، برطانیہ، دمشق، نائیجیریا، افریقی علاقے اور پاکستان کی تمام جماعتیں مرزا محمود احمد صاحب کو اپنا امیر اور خلیفہ تسلیم کرتی ہیں اور ان کی بعض دوسرے ممالک کی جماعتوں اور افراد نے کروڑوں روپے کی جائیدادیں ''صدر انجمن احمدیہ ربوہ'' اور ''صدر انجمن احمدیہ قادیان'' کے نام وقف کر رکھی ہیں''۔ (المنیر لائل پور 2 مارچ 1956ء ص 10)

نشان 30

1965ء کی جنگ پاک و ہند میں پاکستان کی کامیابی بھی خلافت احمدیہ کی حقانیت کا نشان ثابت کیونکہ حضرت مصلح موعود نے اس کے متعلق قبل از وقت اپنے ایک منظوم کلام میں اس کی بالوضاحت خبر دی تھی۔ صرف چند اشعار قارئین کے اضافہ ایمان کے لئے درج ذیل کرتا ہوں۔ پوری نظم کا حرف حرف غیب کے کارخانے سے ڈھل کر نکلا ہے۔

خدا ہماری مدد پر ہے جو کہ ہیں مظلوم
مٹائے گا وہ عدو کو مرے جہاں سے آج
جلا کے چھوڑیں گے اعدائے کینہ پرور کو
نکل رہے ہیں جو شعلے دل تپاں سے آج
ہزار سال مسلماں نے تجھ کو پالا ہے
یہ غیظ تجھ میں ابھر آیا ہے کہاں سے آج
جو قلب مومن صادق سے اٹھ رہی ہے دعا
اتر رہے ہیں فرشتے بھی کہکشاں سے آج
ہمارے نیک ارادوں پر اس قدر شبہات
خدا ضرور ہی نپٹے گا بدگماں سے آج
عدو یہ چاہتا ہے ہم کو لامکاں کر دے
ہمیں بھی آئے گی امداد لامکاں سے آج
فرشتے بھر رہے ہیں اس کو اپنے دامن میں
نکل رہی ہے دعا جو مری زباں سے آج
دعائیں شعلہ جوالہ بن کے اتریں گی
جلا کے رکھ دیں گے اعداء کو ہم فغاں سے آج
جیوش ابرہہ کو تہس نہس کر دے گی
اڑے گی فوج طیور اپنے آشیاں سے آج

(الفضل 15 ستمبر 1965ء)

نشان 31

سیدنا مصلح موعود نے تفسیر کبیر سورۃ والناس میں اپنی وفات کی نسبت حسب ذیل الہامی خوشخبری شائع فرمائی:۔

''یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے مجھے یہ خوشخبری دی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے کاموں کو پورا کرے گا اور میرا انجام نہایت خوشکن ہوگا۔ چنانچہ 1942ء میں اللہ تعالیٰ نے مجھے الہاماً فرمایا...... کہ حسن کی موت بہترین موت ہوگی اور ایسے وقت میں ہوگی جو بہتر ہوگا اس الہام میں...... بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری ذات سے تعلق رکھنے والی پیشگوئیوں کو پورا کرے گا اور میرا انجام بہترین انجام ہوگا اور جماعت میں کسی قسم کی خرابی نہیں ہوگی''۔

(تفسیر کبیر جلد دہم ص 571 ناشر نظارت اشاعت)

ہم پر کرم کیا ہے خدائے غیور نے
پورے ہوئے جو وعدے کئے تھے حضور نے

خلافت ثالثہ

8 نومبر 1965ء تا 9,8 جون 1982ء

نشان 32

طالمود اور حضرت مسیح موعود کے الہام میں جس نافلہ موعود کا ذکر کیا گیا ہے اس کی مزید وضاحت ایک ثقہ شیعہ روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں ذکر ہے کہ:

''خداوند کریم مہدی موعود کو مخاطب کر کے کہے گا:

''مرحبا اے میرے بندے۔ میرے دین کے ناصر۔ میرے امر کے مظہر۔ میرے بندوں کے امام مہدی...... میں اس کے ذریعہ سے حق کو ظاہر کروں اور باطل کو نیست و نابود کروں اور صرف میرا دین خالص دنیا میں باقی رہے''۔

(الصراط السویٰ فی احوال المہدی ص 399 مولفہ سید محمد سبطین صاحب سرسوی طابع امامیہ کتب خانہ لاہور)

خود حضرت مصلح موعود نے آپ کی ولادت سے قبل یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ:۔

''مجھے بھی خدا تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ میں تجھے ایک ایسا لڑکا دوں گا جو ''دین کا ناصر'' ہوگا اور (دین) کی خدمت پر کمربستہ ہوگا''۔

(الفضل 8 اپریل 1915ء ص 5)

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نور اللہ مرقدھا تحریر فرماتی ہیں:۔

''ایک دن حضرت اماں جان کے پاس محمد احمد، منصور احمد اور ناصر احمد تینوں بیٹھے تھے۔ میں بھی تھی۔ بچوں نے بات کی شاید حساب یا انگریزی ناصر احمد کو نہیں آتا۔ ہمیں زیادہ آتا ہے۔ اتنے میں حضرت بھائی صاحب (حضرت مصلح موعود) تشریف لائے۔ حضرت اماں جان نے فرمایا کہ ''میاں قرآن شریف تو ضرور حفظ کرواؤ مگر دوسری پڑھائی کا بھی انتظام ساتھ ساتھ ہو جائے کہیں ناصر دوسرے بچوں سے پیچھے نہ رہ جائے مجھے یہ فکر ہے''۔ اس پر جس طرح آپ مسکرائے تھے اور جو جواب آپ نے حضرت اماں جان کو دیا تھا۔ وہ آج تک میرے کانوں میں گونجتا ہے۔ فرمایا:۔

''اماں جان آپ اس کا فکر بالکل نہ کریں۔ ایک دن یہ سب سے آگے ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ''۔

اب سوچتی ہوں کیسی ان کے منہ کی بات خدا تعالیٰ نے پوری کر دی۔ علم عام بھی اور علم خاص دینی میں بھی اور اب قبائے خلافت عطا فرما کر سب سے آگے کر دیا''۔ (الفضل 15 جنوری 1969ء ص 9)

سلسلہ احمدیہ کے ایک بزرگ آغا محمد عبدالعزیز فاروقی نے 1930ء میں اپنا یہ کشف شائع کیا کہ:۔

''آفتاب تیسری منزل اور برج ثور کے آخری دائرہ پر آ پہنچا۔ انسانی مکھیوں نے اپنی بھنبھناہٹ شروع کر دی جس سے اس کی صدائے عجیب نہ سنی گئی تاہم نہایت مشکل سے ایک کمسن طفل مکتب نے اس کے الفاظ بغور سنے۔ آفتاب برج جوزا پر پہنچتے ہی ایک مینارہ کی طرف لپکا جس کا طول ایک ہزار فیٹ تھا لیکن اب آفتاب ایک پرندہ کی شکل میں متمثل ہو گیا اس کے چار پر تھے۔ پہلے پر کے اگلے حصہ پر ''نور'' لکھا ہوا تھا اور دوسرے پر کے 1/3 حصہ پر محمود تیسرے پر کے عین وسط میں ناصر الدین۔

(کوکب دری ص 5 مطبوعہ 1930ء از آغا محمد عبدالعزیز فاروقی احمدی محقق ''نوید یحییٰ'' بمقام بڈھانہ تحصیل گوجر خاں ضلع راولپنڈی)

نشان 33

خدائے عزوجل نے حضرت اقدس کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

''میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے''۔

(برکات الدعا ص 30)

اس عظیم الشان خوشخبری کا پہلا ظہور حضور رحمہ اللہ کے عہد مبارک کے اوائل وسط 1966ء میں ہوا جبکہ جماعت احمدیہ گیمبیا مغربی افریقہ کے پریذیڈنٹ الحاج ایف ایم سنگھاٹے آزادی ملک کے بعد قائم مقام **گورنر جنرل مقرر ہوئے اور انہیں حضور کی خدمت میں درخواست پر حضرت مسیح موعود کے ایک مقدس تبرک سے برکت حاصل کرنے کا دائمی اعزاز حاصل ہوا۔**

نشان 34

حضرت مسیح موعود کو الہاماً بتایا گیا کہ:

''جو شخص کعبہ کی بنیاد کو ایک حکمت الٰہی کا مسئلہ سمجھتا ہے بڑا عقلمند ہے کیونکہ اس کو اسرار ملکوتی سے حصہ ہے ایک اولوالعزم پیدا ہوگا''۔

(ازالہ اوہام طبع اول ص 635ء اشاعت 1891ء)

جس ''اولوالعزم'' نے مارچ تا جون 1967ء میں بیت اللہ کی تعمیر کے تئیس عظیم الشان مقاصد اور ان کے فلسفہ پر پہلی بار پوری شرح وبسط سے عارفانہ روشنی ڈالی وہ ہمارے مقدس امام سیدنا خلیفۃ المسیح الثالث تھے۔

نشان 35

حضرت مسیح موعود پر قیام جماعت سے بھی تین سال قبل الہاماً انکشاف ہوا۔

"وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبت ڈالے گا"۔ (اشتہار 20 فروری 1886ء)

اس الہام کے عین مطابق 1970ء کے مشہور عالم دورہ افریقہ کے دوران کئی سربراہان مملکت نے حضور رحمہ اللہ سے شرف ملاقات حاصل کر کے اپنی عقیدت و محبت کا ثبوت دیا۔ مثلاً میجر جنرل یعقوبو گودن سابق صدر نائیجیریا، مسٹر ولیم ٹب مین سابق صدر لائبیریا، بانجا تیجا سی قائم مقام صدر مملکت سیرالیون اور 1980ء میں حضور رحمہ اللہ کے غانا تشریف لے جانے پر وہاں کے صدر مملکت ڈاکٹر ہلا لیمان نے حضور سے ایک بار شرف ملاقات حاصل کیا۔ اس کے بعد دوسری بار خود درخواست کر کے دوسری ملاقات کی ان کے علاوہ دورہ مغرب 1980ء کے دوران ہالینڈ کے وزیراعظم بغیر کسی طے شدہ پروگرام کے خودخواہش کر کے ملے۔

نشان 36

حضرت نواس بن سمعانؓ کی روایت ہے کہ ظہور مسیح و مہدی کے بعد یاجوج و ماجوج آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے:۔

فیرمون بنشابھم الی السمآء۔

(ترمذی ابواب الفتن جلد 2 ص 47 مطبع علمی دہلی)

یہ نشان صداقت پہلی بار 19 نومبر 1969ء کو ظاہر ہوا جبکہ امریکن سائنسدانوں کے بھیجے ہوئے خلانوردوں کی گاڑی چاند پر پہنچ گئی۔

اس چونکا دینے والی خبر پر پاکستان کے ایک دانشور جناب طاہر جوہری نے یہ بلیغ تبصرہ کیا:۔

"دجال جس کی تعریف شاہ رفیع الدین نے یوں کی ہے کہ اس کے ماتھے پر بخط جلی ک ف ر لکھا ہوگا۔ یعنی کھلا کفر، کوئی شخص نہیں بلکہ نظریہ مادیت ہے جس میں مذاہب اور عالم روحانیت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ یہی مادیت سائنسی ترقی کے ذریعے انسان کو خلائی پروازوں کے قابل بنا چکی ہے۔ اب تک روس اور امریکہ کے کتنے راکٹ اور خلائی جہاز اپنی منزلوں تک پہنچ چکے ہیں اور کتنے تباہ ہو چکے ہیں اس کی صحیح تعداد تو متعلقہ ملک ہی جانیں مگر ان کے کامیاب تجربوں کی خبر ساری دنیا کو ہے۔ اس علامت میں تحت پر فضا میں بلند ہونے کے بعد آسمان کی طرف تیر چلانے کا اشارہ یقیناً کئی مرحلوں والے راکٹ کی طرف ہوگا ہے۔ اس سلسلے میں مسٹر خروشیف کی وہ تقریر یاد آتی ہے جو انہوں نے روس کی دوسری کامیاب خلائی پرواز کے بعد کی تھی اور جس میں انہوں نے کہا تھا کہ میرے خلانورد (کرنل نکولائیف) نے بہت آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا لیکن خدا کہیں نظر نہیں آیا"۔

(روزنامہ "مشرق" لاہور 15 جولائی 1967ء ص 3 از طالب جوہری)

نشان 37

"کتاب الغیبۃ" میں لکھا ہے کہ سورج اور چاند جمع کئے جائیں گے۔ امام قائم علیہ السلام سے پوچھا گیا تھا کہ یہ معاملہ کب ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا کہ جب تمہارے اور کعبہ کے راستے کے درمیان رکاوٹ ڈال دی جائے گی یعنی تمہیں کعبہ جانے سے روک دیا جائے گا۔ سورج اور چاند اکٹھے ہو جائیں گے۔ ستارے اور کوکب سب ان دونوں کے اردگرد پھرنے لگیں گے۔

(ترجمہ۔ کتاب الصافی فی تفسیر القرآن لمولفہ الفیض الکاشانی من منشورات المکتبۃ الاسلامیہ طہران المجلد الثانی ص 765 چاپ چہارم)

سعودی عرب کے حکمران عزت مآب جلالۃ الملک شاہ فیصل فرمایا کرتے تھے کہ:۔

ہمارا کیا حق ہے کہ ہم حرم کے دروازے بند کردیں۔ وہ دروازے جنہیں اللہ تعالیٰ نے کھلا رکھا ہے وہ ہمیشہ اور ہر وقت ہر ایک زائر اور حاجی اور نمازی کے لئے کھلے ہیں۔

(بعوث مؤتمر رسالۃ المسجد 20 تا 25 دسمبر 1975ء رمضان 1395ھ)

نشان 38

1974ء کا سال سنگ میل (Land Mark) کہلانے کا مستحق ہے۔ اس یادگار سال میں آنحضرت ﷺ کی متعدد پیش خبریاں نصف النہار کی طرح پوری ہوگئیں اور بالخصوص مغربی دنیا پر اتمام حجت کا موجب بنیں۔ مثلاً

"حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں اور اس کی شرائط میں سے ایک چیز یہ بھی ہے کہ اس وقت مومن اپنی قوم میں گھٹیا قسم کی بھیڑ بکریوں سے بھی زیادہ ذلیل سمجھا جائے گا۔

(ترجمہ: مطابقۃ الاختراعات العصریہ لما اخبر بہ سید البریہ ص 10 تالیف امام ابی الفیض احمد بن محمد، ایڈیشن چہارم 1387ھ / 1968ء مطبوعہ قاہرہ مصر)

پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا میری امت کے شریر لوگ اپنے نیک لوگوں پر اس حد تک مسلط ہو جائیں گے کہ اس وقت مومن اس طرح اپنا سر چھپانے پر مجبور ہو جائیں گے جس طرح آج تمہارے اندر منافق پوشیدہ رہتے ہیں۔

(ترجمہ: ابوشعیب الحرانی بحوالہ مطابقۃ الاختراعات العصریۃ لما اخبر بہ سید البریۃ ص 99)

اس تعلق میں یہ بھی پیشگوئی کی:

میرے بعد میری امت کے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ (دین کی) سرحدوں کی حفاظت کرے گا۔ ان سے اپنے حقوق تو لے لئے جائیں گے مگر ان کے حقوق انہیں نہیں دیئے جائیں گے۔ مگر یاد رکھنا وہی میرے ہیں اور میں انہیں کا ہوں۔

("کنزالعمال" جلد 6 ص 236)

روزنامہ "نوائے وقت" لاہور نے 6 اکتوبر 1974ء کی اشاعت کے صفحہ پر ایک واضح نوٹ میں کھلےلفظوں میں یہ اعلان کیا:۔

"ساری تاریخ میں اس قدر پورے طور پر کسی اہم مسئلہ پر کبھی اجماع امت نہیں ہوا۔ اجماع امت میں ملک کے سب بڑے سے بڑے علماء دین اور حاملان شرع متین کے علاوہ تمام سیاسی لیڈر اور ہر گروپ کے سیاسی رہنما کماحقہ متفق ہوئے ہیں اور صوفیائے کرام اور عارفین باللہ برگزیدگان تصوف و طریقت کو بھی پورا پورا اتفاق ہوا ہے۔ جو بھی 72 فرقے مسلمانوں کے بتائے جاتے ہیں سب کے سب اس مسئلہ کے حل پر متفق اور خوش ہیں"۔

سبحان اللہ فرمودہ رسالت مآب کس آب و تاب سے پورا ہوا۔ حضرت مولانا روم کیا سچ فرماتے ہیں:

گفتہ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

نشان 39

سیدنا حضرت مصلح موعود نے جلسہ سالانہ 1956ء کے موقعہ پر 27 دسمبر کو یہ پیشگوئی فرمائی:۔

"میں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر کھڑا ہوگا تو...... **اگر دنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی"۔**

(خلافت حقہ ص 18 طبع اول مارچ 1957ء)

یہ انذاری خبر سپریم کورٹ پاکستان کے فیصلہ کے نتیجہ میں 4 اپریل 1979ء کو لفظاً لفظاً پوری ہوئی۔

(نیز ملاحظہ ہو ازالہ اوہام طبع اول ص 187,186 تفسیر کبیر جزء چہارم نصف اول ص 548 طبع اول تالیف اگست 1945ء)

نشان 40

16 جنوری 1979ء کو ایران میں قدیم شہنشاہیت اور علامہ خمینی کے برسراقتدار آنے پر پیشگوئی "تزلزل در ایوان کسری فتاد" کا دوسری بار جلالی ظہور ہوا جسے دیکھ کر ساری دنیا ورطۂ حیرت میں پڑ گئی۔

نشان 41

موعود اقوام عالم نے مارچ 1906ء میں یہ حیرت انگیز پیشگوئی فرمائی کہ:۔

"میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے"۔

(تجلیات الٰہیہ ص 21)

اس پیشگوئی کا عالمی رنگ میں پہلا ظہور مشہور عالم سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی شخصیت سے ہوا جنہیں 1979ء میں ان کی بے مثال سائنسی خدمات کی بناء پر نوبیل پرائز کا عالمی اعزاز حاصل ہوا جو مشرق اوسط اور جنوبی ایشیا کے لئے بالخصوص باعث شکر و امتنان ہوا۔

ایک شیعہ بزرگ آقا اسمٰعیل طبرسی نوری کفایۃ الموحدین میں لکھتے ہیں:۔

"یعنی مہدی علیہ السلام کے ماننے والے فہم و دانش کے لئے مستعد ہوں گے اور عقل و دانائی اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے اور فیوض الٰہیہ کے سرچشمہ سے ہر قسم کے ظاہری و باطنی علوم کے حامل ہوں گے۔

(کفایۃ الموحدین جلد سوم ص 441 تالیف آقا سید اسمٰعیل طبرسی نوری مرحوم ناشر انتشارات علمیہ اسلامیہ بازار شیرازی۔ جنب نوروز خان۔ ایران)

نشان 42

19 اکتوبر 1980ء کو قرطبہ کے سقوط (1238ء) سے قریباً سات سو سال کے بعد حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب کے دست مبارک سے بیت الذکر کی بنیاد ایک تاریخ ساز واقعہ ہے اور چمکتا ہوا نشان ہے کیونکہ صوفی کامل حضرت امام عبدالوہاب الشعرانی (وفات 1568ء) نے اپنی کتاب مختصر تذکرہ قرطبیہ صفحہ 130 میں قریباً چار صدیاں پیشتر یہ تعجب خیز پیشگوئی کی تھی کہ سپین کی روحانی فتح تکبیر یعنی خدائے ذوالجلال کی کبریائی کے ذریعہ ہوگی اس وقت ناصر دین مہدی الزماں کا نائب ہوگا جو تمام مغربی اقوام کو اپنا لٹریچر بھجوائے گا کہ آؤ دین خدا اور شریعت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تائید کرو۔ اس پر اہل مغرب پیکر اطاعت بن کر ہر سمت سے اس کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس کے پاس حاضر ہو جائیں گے۔

(ترجمہ: مختصر تذکرۃ ابی عبداللہ القرطبی ص 130 للقطب الربانی سیدی الشیخ عبدالوہاب الشعرانی المطبعۃ الخیریۃ)

خلافت رابعہ

(10 جون 1982ء تا 19 اپریل 2003ء)

نشان 43

قدیم شیعہ لٹریچر میں یہ واضح موجود ہے کہ "از برائے آنجناب اولاد بسیار است و از جملہ آنہا ست طاہر"۔

(النجم الثاقب تالیف میرزا حسین طبرسی نوری ص 413 ناشر انتشارات علمیہ اسلامیہ بازار شیرازی تہران)

نشان 44

حضرت اقدس مسیح موعود نے "براہین احمدیہ" حصہ پنجم صفحہ 91 میں تحریر فرمایا:۔

"قرآن شریف صرف قصہ گوئی کی طرح نہیں ہے بلکہ اس کا ہر ایک قصہ کے نیچے ایک پیشگوئی اور ذوالقرنین کا قصہ مسیح موعود کے زمانے کے لئے ایک

پیشگوئی اپنے اندر رکھتا ہے''۔

ذوالقرنین نے مغربی اور مشرقی ممالک کا دورہ کیا۔ جہاں تک مشرق بعید کے ممالک کا تعلق ہے یہ پیشگوئی پہلی بار سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ذریعہ منصۂ شہود پر آئی جب حضور نے 8 ستمبر تا 11/اکتوبر 1983ء سنگاپور، فجی اور آسٹریلیا کا انقلاب آفریں دورہ فرمایا اور واپسی پر پیشگوئی فرمائی کہ دین کی فتح کے دن قریب آرہے ہیں اور میں اس کے قدموں کی چاپ سن رہا ہوں۔ (الفضل 25/اکتوبر 1983ء)

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اس روحانی انقلاب عظیم کے برپا ہونے کی خبر حضرت مصلح موعود اپنی خلافت کے دوسرے جلسہ سالانہ کے موقع پر پہلے سے درج ذیل الفاظ میں دی تھی۔

''دیکھو میں آدمی ہوں اور جو میرے بعد ہوگا وہ آدمی ہی ہوگا جس کے زمانہ میں فتوحات ہوں گی۔ وہ اکیلا سب کو نہیں سکھا سکے گا تم ہی لوگ ان کے معلم بنو گے پس اس وقت تم خود سیکھو تا ان کو سکھا سکو۔ خدا تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ دنیا کے لئے پروفیسر بنا دیئے جاؤ''۔ (انوار خلافت ص 116,115)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے عہد مبارک میں عالمی استعماری سازشوں اور نہایت درجہ قیامت خیز اور پریشان کن ماحول کے باوجود دیکھتے ہی دیکھتے احمدیوں کی تعداد کروڑوں تک جا پہنچی جو رب العرش کا ایک ایسا اقتداری معجزہ ہے جس کی نظیر مذہبی دنیا میں تلاش کرنا بے سود ہے۔

چنانچہ روزنامہ الفضل ''سیدنا طاہر نمبر'' 27 دسمبر 2003ء صفحہ 12 پر خلافت رابعہ عہد مبارک کی محیر العقول فتوحات و ترقیات کا عالمی نقشہ کھینچتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ مئی 1984ء سے لے کر آپ کے وصال تک 35358 مقامات پر نئی جماعتوں کا قیام عمل میں آیا اور عالمی بیعت کی 10 پُرشوکت تقاریب منعقد ہوئیں جن میں 16 کروڑ 48 لاکھ 75 ہزار 605 افراد حلقہ بگوش احمدیت ہوئے اور فی الحقیقت چشم فلک نے چودہ صدیوں کے بعد ایک بار پھر دین کی فتح کے پُرکیف مناظر دیکھے۔

سفر مشرق بعید سے متعلق قرآنی خبر دوبارہ ہمارے موجودہ امام عالی مقام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کے ذریعہ سے نہایت آب و تاب سے پوری ہو چکی ہے۔ علاوہ ازیں نئی جماعتوں کے قیام اور لاتعداد سعید روحوں کے داخل احمدیت ہونے کا سلسلہ بھی عرب و عجم میں زور وشور سے جاری ہے۔

آسماں پر دعوت حق کے لئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار

نشان 45

حضرت مسیح موعود کا الہام ''داغ ہجرت'' جو پہلی بار حضرت مصلح موعود کی ہجرت پاکستان کے ساتھ پورا ہو چکا تھا دوسری دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی ہجرت انگلستان (30/اپریل 1984ء) سے خارق عادت رنگ میں پورا ہوا۔ اس بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود نے 7 دسمبر 1892ء میں اس موعود ہجرت کی حیرت انگیز تفصیلات بھی منکشف کی گئیں اور بتایا گیا کہ اس کے پس منظر میں ایک خوفناک سازش ایک مخالف کی طرف سے قتل کی کارفرما ہوگی جو خلافت احمدیہ ہی کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کے درپے ہوگا۔

(آئینہ کمالات اسلام ص 219,218 حاشیہ اشاعت فروری 1893ء)

نشان 46

1985ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے لندن کی بیت الفضل میں سترہ پُرمعارف خطبات ارشاد فرمائے جس میں سرکاری قرطاس ابیض کی دھجیاں بکھیر دیں جس سے حضرت مسیح موعود کی 10 ستمبر 1903ء کی حسب ذیل رویا کی حقانیت پر بھی دن چڑھا دیا۔ فرمایا:۔

''خواب میں میں نے دیکھا میرے ہاتھ میں ایک کتاب ہے کسی مخالف کی۔ میں اس کو پانی میں دھو رہا ہوں جب میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو وہ ساری کتاب دھوئی گئی ہے اور سفید کاغذ نکل آیا ہے''۔

(تذکرہ طبع چہارم اشاعت 1977ء)

اس رویا میں پانی ڈالنے والے جس خوش نصیب کا ذکر ہے اس سے مراد چوہدری ہادی علی صاحب سابق ایڈیشنل وکیل التبشیر حال پروفیسر جامعہ احمدیہ کینیڈا ہیں جن کو ان خطبات کے لئے متعلقہ معلومات اور اقتباسات کی فراہمی میں اپنے محبوب آقا کی گرانقدر معاونت کی سعادت جناب الٰہی سے عطا ہوئی۔

نشان 47

شہنشاہ نبوت رسول خدا محمد عربی ﷺ نے چودہ سو سال قبل بشارت دی کہ جس طرح ماہ محرم میں ہی ایک پہلی قوم کو فرعون سے نجات ملی اسی قوم آخرین کو بھی اسی مہینہ میں نجات ملے گی۔

(جامع ترمذی کتاب الصوم باب ماجاء فی صوم المحرم)

یہ بھاری بشارت 3 محرم 1409ھ مطابق 17/اگست 1988ء کو اعجازی رنگ میں پوری ہوگئی اور دین مصطفوی کی صداقت اور آنحضرتؐ کی حقانیت کے دنیا بھر میں نقارے بج گئے۔

رات جتنی طویل ہوتی ہے
صبح نو کی دلیل ہوتی ہے
ساری فرعونیت حفیظ اک دن
غرق دریائے نیل ہوتی ہے

نشان 48

دو ہزار سال قبل برناباس کی انجیل (باب 82) میں لکھا ہے۔

''عورت نے کہا اے آقا شاید تو ہی مسیح ہے؟ یسوع نے جواب دیا۔ بیشک میں اسرائیل کے گھرانے کی طرف نجات کا نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں مگر میرے بعد ساری دنیا کی طرف خدا کا بھیجا ہوا مسیح آئے گا جس کے لئے خدا نے دنیا بنائی ہے اور تب ساری دنیا میں خدا کی عبادت ہوگی اور رحمت ملے گی۔ یہاں تک کہ **جشن کا سال جواب ہر سویں برس آتا ہے مسیح کی بدولت ہر سال اور ہر جگہ آنے لگے گا''۔**

(اردو ترجمہ ص 125,124 مترجم آسی ضیائی ناشر اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ۔ لاہور طبع پنجم جولائی 1987ء)

عالمی جشن کے بار بار ظہور کے سلسلہ کا آغاز خلافت احمدیہ ہی کے مبارک دور میں ہوا۔ چنانچہ 1939ء میں سلور خلافت جوبلی منائی گئی۔ مارچ 1989ء میں عالمگیر جماعت نے دنیا بھر میں صد سالہ جشن تشکر کا نہایت تزک و احتشام سے اہتمام کیا جس سے ایک عالم کی آنکھیں خیرہ ہو کے رہ گئیں ازاں بعد بالترتیب 1994ء، 1996ء، 2002ء اور 2005ء میں نشان چاند سورج گرہن، لیکچر اسلامی اصول کی فلاسفی، رسالہ ریویو آف ریلیجنز اور ''الوصیت'' کے صد سالہ جشنوں نے شرق و غرب میں دھومیں مچا دیں۔ الوصیت کی صد سالہ جوبلی خلافت خامسہ کے مبارک عہد میں منائی جا چکی ہے اور اب مئی 2008ء میں سو سالہ جشن خلافت شایان شان طریق سے منایا جا رہا ہے۔

نشان 49

عہد خلافت رابعہ میں ایک زبردست اور انقلابی نشان یہ نمودار ہوا کہ حضرت مصلح موعود کی پیشگوئی کے مطابق روس کی کمیونسٹ حکومت کے حصے بخرے ہوگئے اور وہ عبرتناک زوال کا شکار ہوگئی حضرت مصلح موعود نے 27 دسمبر 1942ء کے جلسہ سالانہ پر فرمایا۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ روسی امپیریل ازم نقطہ عروج پر تھا۔ بعض تعلیمیں کہنے کو بڑی اچھی ہوتی ہیں مگر عملی رنگ میں وہ نہایت ہی ناقص ہوتی ہیں۔ اسی طرح بالشوزم کے موجودہ نظام پر نہیں جانا چاہئے وہ اس وقت زار کے ظلموں کو یاد رکھے ہوئے ہے جس دن یہ خیال ان کے دل سے بھولا پھر یہ طبعی احساس کہ ہماری خدمات کا ہم کو صلہ ملنا چاہئے ان کے دلوں میں پیدا ہو جائے گا۔ نئی پود بغاوت کرے گی اور اس تعلیم کی ایسی شناعت ظاہر ہوگی کہ ساری دنیا حیران رہ جائے گی۔

(''نظام نو'' ص 88 طبع اول 27 دسمبر 1943ء باہتمام مولانا عبدالرحمٰن صاحب انور انچارج تحریک جدید قادیان)

پھر تین سال بعد 26 فروری 1945ء کو لاہور کے ایک پبلک لیکچر سے خطاب کرتے ہوئے واشگاف لفظوں میں روسی حکومت کی اس خارجہ پالیسی پر کہ اس نے اپنے ملک میں غیر روسیوں کے داخلہ کی ممانعت کر رکھی ہے ازاں بعد پُرشوکت الفاظ میں پیشگوئی فرمائی۔

''آخر یہ کولڈ سٹورج میں رکھنے کا معاملہ کب تک چلے گا۔ ایک دن یہ دیوار ٹوٹے گی اور دنیا ایک زبردست تغیر دیکھے گی''۔

(اسلام کا اقتصادی نظام ص 100، 5/اگست 1945ء)

چنانچہ دیوار برلن جو روس نے 1961ء میں تعمیر کی تھی۔ 9 نومبر 1989ء کو بالآخر گرا دی گئی۔ مشرقی اور مغربی جرمنی دوبارہ متحد ہوگئے اور 4/اکتوبر 1990ء کو برلن میں متحدہ جرمنی کا پہلا پارلیمانی اجلاس منعقد ہوا۔ نہ صرف یہی بلکہ سوشلسٹ روس کی تمام ماتحت ریاستیں اس کے ہاتھ سے ہمیشہ کے لئے نکل گئیں اور آہنی پردہ پاش پاش ہوگیا۔

نشان 50

مقدر ہے کہ موعود آخرالزمان کے ذریعہ دین حق سب دنیا پر غالب ہوگا۔ اس تعلق میں خاص طور پر ائمہ اہل بیت کی یہ خبر آج تک ریکارڈ ہے کہ دنیا کی تمام اقوام میں ایک نداء بلند ہوگی جو مشرق و مغرب میں ہر شخص اپنی زبان میں سنے گا اور باوجودیکہ وہ موعود ایک مقام پر ہوگا ساری دنیا اس کی زیارت کرنے کی سعادت پائے گی اس طرح مشرق کے مومن مغرب کے مومنین کو اور مغرب کے مومن مشرق کے مومنوں کا بچشم خود نظارہ کریں گے۔ حتیٰ کہ سوئے ہوئے بھی بیدار ہو جائیں گے۔

(المہدی الموعود المنتظر جلد 2 ص 284 از محمد رفیع حسین معرفی ناشر دار الزہراء للطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت لبنان)

(ترجمہ مجلد سیزدہم بحار الانوار از علامہ باقر مجلسی مترجم علی دوالی ص 1118 و ص 1141 ناشر دار الکتب الاسلامیہ بازار سلطانی طہران اشاعت 1960ء)

یہ تمام آسمانی نوشتے 7 جنوری 1994ء کے تاریخی اور یادگار دن سے ایم ٹی اے کی باقاعدہ عالمی نشریات کے ذریعہ صبح شام بلکہ تمام شب پوری عظمت و شوکت سے معرض وجود میں آرہے ہیں۔ یہ آسمانی مائدہ ہمیں سیدنا امام ہمام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے طفیل عطا ہوا ہے جن کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی مریم ہے۔ اس اعتبار سے ابن مریم کے نزول کا نظارہ بھی روزانہ ایم ٹی اے کی آفاقی سکرین پر روزانہ ہی کل عالم بچشم خود مشاہدہ کر رہی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنے مبارک عہد کے پہلے جلسہ سالانہ کے موقع پر قبل از وقت فرما دیا تھا۔

یہ صدائے فقیرانہ حق آشنا
پھیلتی جائے گی شش جہت میں سدا

''شش جہت'' کے الفاظ کس آب و تاب سے ایم ٹی اے مواصلاتی نظام پر صادق آرہے ہیں۔

ع
فسبحان الذی اخزی الاعادی

سیدنا حضرت مصلح موعود نے 7 جنوری 1938ء کو بیت اقصیٰ قادیان میں خطبہ جمعہ دیتے ہوئے ارشاد

فرمایا:۔

"اب وہ دن دور نہیں کہ ایک شخص اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا ساری دنیا میں درس و تدریس پر قادر ہوگا۔ ابھی ہمارے حالات ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتے۔ ابھی ہمارے پاس کافی سرمایہ نہیں اور ابھی علمی دقتیں بھی ہمارے راستے میں حائل ہیں۔ لیکن اگر یہ تمام دقتیں دور ہو جائیں اور جس رنگ میں اللہ تعالیٰ ہمیں ترقی دے رہا ہے اور جس سرعت سے ترقی دے رہا ہے اس کو دیکھتے ہوئے سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قریب زمانہ میں ہی یہ تمام دقتیں دور ہو جائیں گی تو بالکل ممکن ہے کہ قادیان میں قرآن اور حدیث کا درس دیا جا رہا ہو اور جاوا کے لوگ اور امریکہ کے لوگ اور انگلستان کے لوگ اور فرانس کے لوگ اور جرمن کے لوگ اور آسٹریلیا کے لوگ اور ہنگری کے لوگ اور عرب کے لوگ اور مصر کے لوگ اور ایران کے لوگ اور اسی طرح تمام ممالک کے لوگ اپنی اپنی جگہ وائرلیس سیٹ لئے ہوئے وہ درس سن رہے ہوں۔ **یہ نظارہ کیا ہی شاندار نظارہ ہوگا اور کتنے ہی عالیشان انقلاب کی یہ تمہید ہوگی کہ جس کا تصور کر کے بھی آج ہمارے دل مسرت و انبساط سے لبریز ہو جاتے ہیں۔**

(روزنامہ الفضل قادیان 13 جنوری 1938ء ص 2)

چنانچہ یہ حیرت انگیز واقعہ ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ایم ٹی اے پر پورے قرآن مجید کا پُر معارف اور بصیرت افروز درس بھی ارشاد فرمایا جو خلافت رابعہ کی ایک منفرد اور عدیم المثال خصوصیت ہے۔

نشان 51

حضرت امام الزماں نے 1893ء میں رویا دیکھی۔

"میں نے ایسا محسوس کیا کہ گویا مجھے کچھ سواروں کا پتہ لگا ہے جو مسلح ہیں اور مجھے ہلاک کرنے کی غرض سے میرے مکان پر چڑھائی کر کے آئے ہیں اور میں تن تنہا ہوں اور ان ہتھیاروں کے سوا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے بطور پناہ کے دیئے گئے تھے۔ کوئی خود وغیرہ بچاؤ کا سامان میرے پاس نہیں تھا اور میدان مقابلہ سے پیچھے ہٹ رہنا اور ڈر کر اندر بیٹھے رہنا بھی گوارا نہ ہوا اس لئے میں اپنے اس اہم مقصد کے لئے جو میرے پیش نظر تھا اور دین و دنیا کے حق میں بہترین نتائج پیدا کرنے والا تھا اپنی پوری طاقت اور کوشش کے ساتھ تیزی سے ایک طرف چل پڑا۔ اسی اثناء میں اچانک مجھے ہزارہا شاہسوار نظر آئے جو گھوڑوں پر سوار تھے اور نہایت تیزی کے ساتھ میری طرف آرہے تھے ...... پھر میں ان کے قریب ہوا تو دیکھتا کیا ہوں کہ ان لوگوں کے کپڑے بوسیدہ اور دریدہ ہیں، ان کی شکلیں مکروہ ہیں اور ان کی ہیئت مشرکوں کی سی اور لباس بدکردار لوگوں کا سا ہے اور میں نے دیکھا کہ وہ غارت ڈالنے کی غرض سے اپنے گھوڑے دوڑا رہے ہیں اور میں پورے غور اور توجہ سے ان کی شکلوں کو دیکھ رہا ہوں اور میں پہلوانوں اور بہادروں کی طرح تیزی سے ان کی طرف جا رہا ہوں اور میرا گھوڑا ایسا تیزی سے جاتا تھا کہ کوئی غیب سے اسی طرح پر چلا رہا ہے جیسا کہ حدی خوان لوگ اونٹوں کو تیز چلاتے ہیں۔ میں اس کے قدموں کی خوبصورتی اور دلکشی کی وجہ سے بھی خوشی محسوس کرتا تھا۔ اس پر انہوں نے میری طاقت اور میری تدبیر میں مزاحم ہونے، میرے باغ کے پھلوں کو تلف کرنے اور درختوں کی بیخ کنی کرنے اور ان کو تباہ و برباد کرنے کے لئے ان پر غارت ڈالنے کی غرض سے فوراً لوٹ کر میرے باغ کی طرف رخ کیا۔ ان کے میرے باغ میں داخل ہونے اور گھس جانے کی وجہ سے میں گھبرایا اور مجھے سخت تشویش اور بے چینی پیدا ہوئی اور میری فراست نے بتایا کہ وہ لوگ میرے باغ کے پھلوں کو تباہ کرنا اور شاخوں کو توڑ دینا چاہتے ہیں۔ اس لئے میں دوڑ کر ان کی طرف بڑھا اور میں نے سمجھا کہ یہ وقت سخت خطرناک ہے اور میری زمین کو دشمنوں نے اپنا وطن بنا لیا ہے اور میں کمزور اور خوفزدہ لوگوں کی طرح اپنے دل میں خوف محسوس کرنے لگا۔ سو اس بناء پر میں حقیقت حال معلوم کرنے کی غرض سے اپنے باغ کی طرف چل پڑا اور جب میں اپنے باغ میں داخل ہوا اور غور سے اس میں نگاہ ڈالی اور اس میں ان کے مقام کی جگہ دریافت کرنے لگا تو میں نے دور ہی سے دیکھا کہ وہ میرے باغ کے درمیانی صحن میں گرے پڑے اور مردوں کی طرح بچھڑے پڑے ہیں۔ اس پر میری گھبراہٹ جاتی رہی اور مجھے اطمینان خاطر حاصل ہو گیا اور میں نہایت خوشی کے ساتھ تیزی سے ان کی طرف بڑھا اور جب میں ان کے قریب پہنچا **تو دیکھا کہ وہ سب کے سب یکدم ذلت کی حالت میں اور مورد غضب الٰہی بن کر اس طرح پر مر گئے جیسے ایک شخص کا مرنا واقع ہوتا ہے اور ان کے چمڑے اتارے گئے اور ان کے سروں کو کچل دیا گیا اور ان کے گلوں کو کاٹ دیا گیا اور ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے گئے اور پارہ پارہ کر کے پھینک دیئے گئے اور یکدم ان پر ایسی تباہی آئی جیسے کسی قوم پر بجلی گر کر ایک ہی دم میں اسے نابود کر دیتی ہے اور وہ بھسم ہو گئے۔**

(ترجمہ آئینہ کمالات اسلام طبع اول ص 579 تا 581)

یہ جلالی رویا خلافت رابعہ کے آخری دور میں نومبر 2001ء کے دوران بعینہٖ پوری ہوگئی اور ہوئی بھی اسی سرزمین میں جسے 14 جولائی 1903ء میں خدا والوں کے خون کی چاٹ ہی نہیں لگی بلکہ نشہ ہو چکا ہے اور برصغیر میں خدا کی پاک جماعت اور تحریک پاکستان کے خلاف سیاسی اور مذہبی تحریکوں کی ہر کڑی خفیہ طور پر اسی "کربلا" تک پہنچتی ہے اور اس کے گلی کوچے آج بھی آل محمد کے لئے بازار شام بنے ہوئے ہیں۔ یہ واحد ملک ہے جس نے بھارت کی شہ پر پاکستان کو یو این او کے ممبر بنائے جانے کی شدید مخالفت کی تھی۔

خونچکاں وقائع اور عبرت خیز مناظر کے لئے دیکھئے نوائے وقت 17،12 اور 20 نومبر 2001ء، روزنامہ انصاف 14 نومبر 2001ء (صدر پاکستان کا حقیقت افروز بیان)

1986ء میں سیدنا طاہر نے اشکبار آنکھوں سے سجدہ ریز ہو کر بارگاہ ایزدی میں التجا کی جس کو 2001ء میں شرف قبولیت بخشا گیا۔

ہو اجازت تو ترے پاؤں پہ سر رکھ کے کہوں
کیا ہوئے دن تیری غیرت کے دکھانے والے
یہ نہ ہو روتے ہی رہ جائیں تیرے در کے فقیر
اور ہنس ہنس کے روانہ ہوں رلانے والے
ہم نہ ہوں گے تو ہمیں کیا، کوئی کل کیا دیکھے
آج دکھلا جو دکھانا ہے دکھانے والے

خلافت خامسہ

(آغاز 22/ اپریل 2003ء)

نشان 52

دنیا کی مذہبی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ انتخاب خلافت خامسہ کی کارروائی 22/ اپریل 2003ء کو عالمی نشریاتی ادارہ ایم ٹی اے کے ذریعہ پوری دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھی اور خوف کو امن سے بدلنے کا روح پرور منظر بچشم خود مشاہدہ کیا اور کئی اہل فراست و بصیرت پکار اٹھے کہ نظام خلافت بلاشبہ آسمانی نظام ہے جو آج صرف جماعت احمدیہ سے مخصوص ہے۔

نشان 53

دسمبر 1907ء میں حضرت مسیح موعود کو الہام ہوا۔

انی معک یا مسرور

(بدر 19 دسمبر 1907ء ص 5،4)

جناب الٰہی نے اپنے محبوب مسیح کے اس مبارک نام کی تجلی خاص انتخاب خلافت کی تقریب ڈالی جس کی بدولت حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تخت خلافت پر متمکن ہوئے۔ اس موقع پر ائمہ اہلبیت کی اس کشفی خبر کی حقیقت بھی کھل کر سامنے آگئی کہ مہدی موعود "سر من رای" کے غار سے جلوہ گر ہوگا جس کے معنی ہیں کہ جو اس برگزیدہ کو دیکھے گا وہ بھی مسرور ہو جائے گا۔ غار کا لفظ عربی اردو بلکہ سب معروف زبانوں میں حالت گمنامی کے لئے بطور استعارہ مستعمل ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود بھی فرماتے ہیں۔ ع

قادیاں بھی تھی نہاں جیسے کہ گویا زیر غار

انتخاب سے قبل کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ یہ خلعت ربانی آپ کو عطا ہوگی۔ مکرم چوہدری غلام دستگیر صاحب مرحوم سابق امیر جماعت احمدیہ ضلع فیصل آباد اور مولانا سلطان محمود صاحب انور خدمت درویشان نے راقم الحروف کو بتایا کہ بوقت انتخاب آپ صدارتی کرسی سے دور اور دوسروں کی نظروں سے اوجھل ہو کر بیت الفضل کے شرقی دروازہ میں سر جھکائے بیٹھے تھے اور خلیفۃ المسیح الرابع کے وصال کے بھاری صدمہ سے نڈھال ہو کر آنسو بہا رہے تھے۔ یہ وہی دروازہ ہے جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع جوتیاں اتار کر خدا کے گھر میں پہلا قدم رکھتے تھے۔

نشان 54

سیدنا حضرت امیر المومنین شیر خدا علی المرتضیٰ نے آنحضرت ﷺ سے یہ روایت فرمایا کہ ماوراء النہر سے ایک شخص منصور ہوگا جس سے آل محمد کو تمکنت حاصل ہوگی اس کی مدد ہر ایک پر واجب ہے (ابوداؤد کتاب المہدی) خدا کی قدرت نمائی دیکھئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کے والد کا اسم گرامی صاحبزادہ مرزا منصور احمد ہے۔ اسے کوئی دہریہ ہی محض اتفاق کہہ سکتا ہے۔

حضرت مرزا منصور احمد صاحب کے حارث حراث ہونے میں بھلا کون کلام کر سکتا ہے۔ خود حضرت سیدی مرزا مسرور احمد صاحب نے 1976ء میں زرعی یونیورسٹی فیصل آباد سے ایم ایس سی کی ڈگری ایگریکلچرل اکنامکس میں حاصل کی اور زمانہ خلافت سے قبل قیام غانا (از 1973ء تا 1985ء) احمدیہ زرعی فارم تمالے شمالی غانا کے مینیجر رہے اور مملکت غانا میں پہلی مرتبہ گندم اگانے کا کامیاب تجربہ کیا۔

(الفضل انٹرنیشنل 23 مئی تا 5 جون 2003ء ص 4 کالم 2)

نشان 55

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گلشن خلافت احمدیہ کا گل سرسبد ہیں۔ حضور انور کی ولولہ انگیز قیادت میں ہر لحاظ سے قافلہ احمدیت کی برق رفتاری میں ہر لحظہ مزید تیزی آرہی ہے اور ساتھ ہی حضرت مسیح موعود کی ان پیشگوئیوں کا ظہور بھی نت نئی شان سے ہو رہا ہے جن کا سلسلہ سو سال سے جاری ہے مثلاً اشتہار 20 فروری 1886ء کو رب جلیل نے الہاماً خبر دی کہ:۔

"تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔ ...... خدا تجھے بکلی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا۔ ...... وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبت ڈالے گا یہاں تک کہ وہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

یہ سب بشارتیں خلافت خامسہ کے قیام کے ساتھ ہی دوبارہ نئی شان سے پوری ہونی شروع ہو گئیں۔ خصوصاً بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں محبت ڈالے جانے کا سلسلہ حضور کے اولین سفر افریقہ

سے اب تک ہر پہلی سفر میں اعجازی رنگ میں جاری و ساری ہے حتیٰ کہ افریقہ، کینیڈا اور برطانیہ کی بعض ممتاز سیاسی اور مذہبی شخصیتوں نے برملا اظہار کیا کہ اب دنیا کا امن آپ ہی سے وابستہ ہے اور ہم آپ کی سربراہی میں یہ خدمت بجالانے میں فخر سمجھیں گے۔

نشان 56

سیدنا حضرت مسیح موعود نے انیسویں صدی کے آخری سال بذریعہ اشتہار منادی فرمائی کہ:

مسیح کے زمانہ کے لئے منارہ کے لفظ میں یہ اشارہ ہے کہ اس کی روشنی اور آواز جلد تر دنیا میں پھیلے گی اور یہ باتیں کسی اور نبی کو میسر نہیں آئیں اور انجیل میں لکھا ہے کہ مسیح کا آنا ایسے زمانہ میں ہوگا جیسا کہ بجلی آسمان کے ایک کنارہ میں چمک کر تمام کناروں کو ایک دم میں روشن کر دیتی ہے۔ یہ بھی اسی امر کی طرف اشارہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ چونکہ مسیح تمام دنیا کو روشنی پہنچانے آیا ہے اس لئے اس کو پہلے سے یہ سب سامان دیئے گئے۔ وہ خون بہانے کے لئے نہیں بلکہ تمام دنیا کے لئے صلحکاری کا پیغام لایا ہے۔ اب کیوں انسانوں کے خون کئے جائیں۔ اگر کوئی سچ کا طالب ہے تو وہ خدا کے نشان دیکھے جو صدہا ظہور میں آئے اور آرہے ہیں اور اگر خدا کا طالب نہیں تو اس کو چھوڑ دو اور اس کے قتل کی فکر میں مت ہو"۔

(اشتہار منسلکہ خطبہ الہامیہ)

اس پیشگوئی کے عین مطابق خلافت خامسہ میں بالخصوص ایم ٹی اے کے ذریعہ تمام دنیا میں صلح و امن کی مقدس سرگرمیاں غیر معمولی طور پر تیز سے تیز تر ہو گئی ہیں اور "محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں" کے نعرہ سے ایک عالم گونج رہا ہے۔

نشان 57

شارح بخاری علامہ بدرالدینؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے الہاماً بتایا ہے کہ یکسر الصلیب سے مراد عیسائیت کو باطل ثابت کرنا ہے (عینی شرح بخاری جلد 5 ص 584 مصری) یہی معنی حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی) حضرت ملا علی القاری مجدد اہلسنت اور علامہ نووی اور امام طاہر پٹنی نے بیان فرمائے ہیں۔

(احمدیہ پاکٹ بک ص 647 جدید ایڈیشن)

خدا کے فضل سے آج صرف فرزندان احمدیت ہی ہیں جو اپنے جلیل القدر آسمانی رہنما کی ہدایات کے مطابق شرق و غرب اور عرب و عجم میں دیوانہ وار اس جہاد میں مصروف عمل ہیں خصوصاً عرب دنیا میں تو تثلیث پرستوں کے پاؤں اکھڑ چکے ہیں خود حضرت خلیفۃ المسیح الخامس نے پوپ اور پورے کلیساؤں پر اتمام حجت کر دی ہے اور ان کے دل و دماغ پر ایک زلزلہ سا طاری ہو گیا ہے۔

نشان 58

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کی ہدایت پر عالمگیر جماعت احمدیہ نے پورے جوش و خروش سے "الوصیت" کی جوبلی منائی اور ہزاروں اس کے بابرکت نظام سے وابستہ ہوئے اور دیوانہ وار شامل ہو رہے ہیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود نے "رسالہ الوصیت" میں ایک انذاری اور جلالی نشان کی خبر دیتے ہوئے واضح فرمایا کہ یہ نشان اس وقت نمودار ہوگا جب "الوصیت" اقوام عالم میں شائع ہو جائے گی۔ تفصیل اس نشان کی حضور ہی کے الفاظ میں سپرد قرطاس ہے۔

جو عمارتیں بناتے جائیں گے ہم ان کو گراتے جائیں گے اور پھر فرمایا:۔

بھونچال آیا اور شدت سے آیا زمین تہ و بالا کر دی۔ یعنی ایک سخت زلزلہ آئے گا اور زمین کو یعنی زمین کے بعد حصوں کو زیر و زبر کر دے گا جیسا کہ لوط کے زمانہ میں ہوا اور پھر فرمایا......یعنی میں پوشیدہ طور پر فوجوں کے ساتھ آؤں گا۔ اس دن کی کسی کو بھی خبر نہیں ہوگی۔ جیسا کہ لوط کی بستی جب تک زیر و زبر نہیں کی گئی کسی کو خبر نہ تھی اور سب کھاتے پیتے اور عیش کرتے تھے کہ ناگہانی طور پر زمین الٹائی گئی۔ پس خدا فرماتا ہے کہ اس جگہ بھی ایسا ہی ہوگا۔ کیونکہ گناہ حد سے بڑھ گیا اور انسان حد سے زیادہ دنیا سے پیار کر رہے ہیں اور خدا کی راہ تحقیر کی نظر سے دیکھی جاتی ہے اور پھر فرمایا "زندگیوں کا خاتمہ" اور پھر مجھے مخاطب کر کے فرمایا:۔

یعنی تیرا رب کہتا ہے کہ ایک امر آسمان سے اترے گا جس سے تو خوش ہو جائے گا۔ یہ ہماری طرف سے رحمت ہے اور یہ فیصلہ شدہ بات ہے جو ابتداء سے مقدر تھی اور ضرور ہے کہ آسمان اس امر کے نازل کرنے سے رکا رہے۔ جب تک یہ پیشگوئی قوموں میں شائع ہو جائے۔ کون ہے جو ہماری باتوں پر ایمان لاوے بجز اس کے کہ خوش قسمت ہو"۔

یہ قہری پیشگوئی 8/اکتوبر 2005ء کو لفظاً لفظاً پوری ہوگئی جس نے جنوبی ایشیا میں حشر بپا کر دیا۔

نشان 59

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود نے 1894ء میں چاند سورج گرہن کے آفاقی نشان کے ظہور پذیر ہونے کے بعد یہ پیشگوئی فرمائی کہ اب نظام خیر کی بنیاد رکھی جا چکی ہے اور بیوت الذکر کی تعمیر کے لئے آسمانی قوتیں زمینی قوتوں پر غالب آئیں گی اور لوگ فوج در فوج دین الٰہی میں داخل ہوں گے۔

("نور الحق" عربی حصہ دوم صفحہ 42 مطبوعہ مصطفائی پریس لاہور 1894ء)

خلافت خامسہ کے عہد مبارک میں بھی اب تک جس کثرت اور وسعت سے خدا کے گھر تعمیر ہو رہے ہیں وہ بھی اپنی مثال آپ ہیں۔ گیارہویں صدی ہجری اور سترہویں صدی عیسوی کے شافعی بزرگ حضرت علامہ السید شریف محمد الحسینی البرزنجی (متوفی 1103 مطابق 1692ء) نے پیشگوئی فرمائی کہ مہدی ذوالقرنین کی طرح تمام آفاق میں داخل ہوں گے اور تمام شہروں میں بیوت الذکر تعمیر کریں گے۔

(الاشاعۃ لاشراط الساعۃ ص 242,243 ناشر عبدالحمید احمد حنفی شارع مشہد الحسینی نمبر 18 مصر)

نشان 60

خادم الرسول حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ سب سے بڑا سخی ہے پھر تمام بنی آدم میں سے میں سخی ہوں اور میرے بعد وہ شخص سخی ہے جس نے علم سیکھا پھر اسے پھیلایا یا قیامت کے دن آئے گا وہ اکیلا ہی امیر ہوگا یا فرمایا وہ اکیلا ہی امت ہوگا۔

(مشکوٰۃ کتاب العلم حدیث 241)

دوسری احادیث میں امام مہدی کے متعلق صاف بتلایا گیا ہے کہ وہ بکثرت مال تقسیم کرے گا اور کوئی قبول کرنے والا نہ ہوگا جس سے اس "مجسم امت کی نشان دہی ہو جاتی ہے۔ حدیث رسول سے یہ بھی ثابت ہے کہ مہدی کا ایک خلیفہ ہوگا جو بڑا سخی ہوگا اور دنیا کو کثیر اموال دے گا علمی اور روحانی اعتبار سے خلفاء اربعہ احمدیت کی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کی برگزیدہ شخصیت اور بابرکت وجود میں نہایت آب و تاب سے ابتداء ہی سے معرض ظہور آرہی ہے اور مختلف عالمی زبانوں میں دینی لٹریچر کی اشاعت کا سلسلہ کل عالم پر محیط ہو چکا ہے۔

نشان 61

حضرت اقدس مسیح موعود کو جنوری 1907ء یعنی ایک صدی پیشتر خبر دی کہ:

"شریف احمد کو خواب میں دیکھا کہ اس نے پگڑی باندھی ہوئی ہے اور دو آدمی پاس کھڑے ہیں ایک نے شریف احمد کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ وہ بادشاہ آیا دوسرے نے کہا کہ ابھی تو اس نے قاضی بننا ہے فرمایا قاضی حکم کو بھی کہتے ہیں قاضی وہ ہے جو تائید حق کرے اور باطل کو رد کرے"۔

(بدر 10 جنوری 1907ء ص 3)

اس پُر اسرار رویا کے بہت سے پہلو ابھی مخفی ہیں جو انشاء اللہ اپنے وقت کھلیں گے جیسا کہ حضرت امام الزمان براہین احمدیہ حصہ پنجم حاشیہ صفحہ 73 میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"پیشگوئی کی حقیقی تفسیر کا وہ وقت ہوتا ہے جس وقت وہ پیشگوئی ظاہر ہو"۔

لیکن واقعات نے ثابت کر دیا ہے کہ آج حضرت مسیح موعود کی بیان فرمودہ علامات کے مطابق ہمارے موجودہ امام عالی مقام ہی بادشاہ وقت ہیں۔

حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

مردان خدا جو خدا تعالیٰ سے محبت اور مودت کا تعلق رکھتے ہیں وہ صرف پیشگوئیوں تک اپنے کمالات کو محدود نہیں رکھتے۔ ان پر حقائق و معارف کھلتے ہیں اور دقائق و اسرار شریعت اور دلائل لطیفہ حقانیت ملت ان کو عطا ہوتے ہیں اور اعجازی طور پر ان کے دل پر دقیق در دقیق علوم قرآنی اور لطائف کتاب ربانی اتارے جاتے ہیں اور وہ ان فوق العادت اسرار اور سماوی علوم کے وارث کئے جاتے ہیں۔ جو بلاواسطہ موہبت کے طور پر محبوبین کو ملتے ہیں اور خاص محبت ان کو عطا کی جاتی ہے اور ابراہیمی صدق و صفا ان کو دیا جاتا ہے اور روح القدس کا سایہ ان کے دلوں پر ہوتا ہے۔ وہ خدا کے ہو جاتے ہیں اور خدا ان کا ہو جاتا ہے ان کی دعائیں خارق عادت طور پر آثار دکھاتی ہیں۔ ان کے لئے خدا غیرت رکھتا ہے۔ وہ ہر میدان میں اپنے مخالفوں پر فتح پاتے ہیں۔ ان کے چہروں پر محبت الٰہی کا نور چمکتا ہے۔ ان کے در و دیوار پر خدا کی رحمت برستی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ وہ پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں ہوتے ہیں۔ خدا ان کے لئے اس شیر مادہ سے زیادہ غصہ ظاہر کرتا ہے جس کے بچے کو کوئی لینے کا ارادہ کرے۔ وہ گناہ سے معصوم، وہ دشمنوں کے حملوں سے معصوم، وہ تعلیم کی غلطیوں سے بھی معصوم ہوتے ہیں۔ وہ آسمان کے بادشاہ ہوتے ہیں۔ خدا عجیب طور پر ان کی دعائیں سنتا ہے اور عجیب طور پر ان کی قبولیت ظاہر کرتا ہے یہاں تک کہ وقت کے بادشاہ ان کے دروازوں پر آتے ہیں۔ ذوالجلال کا خیمہ ان کے دلوں میں ہوتا ہے اور ایک رعب خدائی ان کو عطا کیا جاتا ہے اور شاہانہ استغنا ان کے چہروں سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ دنیا اور اہل دنیا کو ایک مرے ہوئے کیڑے سے بھی کمتر سمجھتے ہیں۔ فقط ایک کو جانتے ہیں اور اس ایک کے خوف کے نیچے ہر دم گداز ہوتے رہتے ہیں۔ دنیا ان کے قدموں پر گری جاتی ہے گویا خدا انسان کا جامہ پہن کر ظاہر ہوتا ہے۔ وہ دنیا کا نور اور اس ناپائیدار عالم کا ستون ہوتے ہیں۔ وہی سچا امن قائم کرنے کے شہزادے اور ظلمتوں کے دور کرنے کے آفتاب ہوتے ہیں۔ وہ نہاں در نہاں اور غیب الغیب ہوتے ہیں۔ کوئی ان کو پہچانتا نہیں مگر خدا اور کوئی خدا کو پہچانتا نہیں مگر وہ۔ وہ خدا نہیں ہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ خدا سے الگ ہیں"۔

(تحفہ گولڑویہ ص 48 تا 50 اشاعت یکم ستمبر 1902ء قادیان باہتمام حضرت حکیم حافظ فضل الدین صاحب بھیروی)

کیا دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک کوئی دعویٰ کر سکتا ہے کہ آج سیدنا و امامنا و مرشدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کے سوا دنیا میں کوئی روحانی بادشاہ ہے جو خلافت کا ربانی تاج پہنے ہوئے (تقریباً) سترہ کروڑ عارفوں کے دل و دماغ پر حکمرانی کر رہا ہے اور جس کے عشاق اس کا نورانی چہرہ دیکھنے اور جس کی زندگی بخش اور دلنواز آواز سننے کے لئے ہر وقت بے تاب ہیں اور اس کے ایک اشارہ پر اپنی جانوں، مالوں اور آبروؤں کو نچھاور کرنے کو ہر دم تیار بیٹھے ہیں۔

حضرت مسیح موعود کیا خوب فرماتے ہیں:۔

ملک روحانی کی شاہی کی نہیں کوئی نظیر
گو بہت دنیا میں گزرے ہیں امیر و تاجدار

نشان 62

اب اپنے اس مقالہ کے آخر میں یہ عرض کرنا ہے کہ خلافت خامسہ کا ایک واقعہ جو خدائی ازلی تقدیروں کے مطابق وقوع پذیر ہوا اور جو عروج احمدیت کی نئی منزلوں کے لئے سنگ میل کی حیثیت ہے۔ صد سالہ جشن خلافت ہے جو 27 مئی 2008ء کو عالمگیر سطح پر منایا گیا اور دنیا بھر کے ممالک نے مذہبی تاریخ میں پہلی بار اس کا نظارہ کیا۔

جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے براہین احمدیہ حصہ پنجم میں سورۃ مومنون سے واضح استدلال فرمایا ہے کہ یہ تدریج مراتب ستہ کی شکل میں نمودار ہوتی ہے۔ اس ازلی ابدی قانون تدریج کے مطابق خلافت احمدیہ کا جشن صد سالہ بھی چھ ادوار ہی میں موجودہ منزل ارتقاء تک پہنچا جس کا آغاز تو حضرت مسیح موعود کے عہد مبارک سے ہوا اور اس کا ارتقاء خلافت خامسہ کے زریں دور میں اور اس کا بین الاقوامی نظارہ بذریعہ ایم ٹی اے 27 مئی 2008ء کو دنیا نے حیرت زدہ آنکھوں سے دیکھا اور ازل سے یہی مقدر تھا کہ یہ اسی تاریخ کو منصۂ شہود میں آتا کیونکہ جناب الٰہی نے یہ عظیم انکشاف بعض بزرگوں پر صدیوں قبل فرما دیا تھا کہ مہدی موعود بیعت لینے کے بعد 19 سال تک زندہ رہیں گے۔ (المہدی المنتظر جلد 2 مرتبہ جناب محمد حسین معرفی مطبوعہ بیروت۔ بحارالانوار از علامہ باقر مجلسی مترجم علی دوانی ص 1007 مطبوعہ تہران) **اور مہدی موعود کی خلافت خون کا ایک قطرہ بہائے بغیر معرض وجود میں آئے گی۔** چنانچہ حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی حدیث رسول ہے۔ "فتاتیه الخلافة ولم یهرق فیها عجمة من دم"۔ (ناسخ التواریخ لعلامہ مجلسی جلد 1 ص 186 مطبوعہ ایران) **یعنی مہدی موعود کی خلافت کا قیام نہایت امن پرور ماحول میں ہوگا اور اس کے لئے کھجور کی گٹھلی کے برابر بھی خون نہیں بہایا جائے گا۔** سبحان اللہ جہاں پچھلی دو صدیاں خون کے طوفان میں گھری ہوئی ہیں وہاں خلافت احمدیہ کا سو سالہ نظام صلح، آشتی اور عالمی اخوت کے پُر امن ماحول میں پروان چڑھ رہا ہے جو سینکڑوں سے بڑھ کر عظیم معجزہ ہے۔

خلافت خامسہ کے بارہ میں

انتخاب خلافت سے قبل دکھائی جانے والی مبشر خوابیں

مکرم عطاء المجیب راشد صاحب۔امام بیت الفضل لندن

اللہ تعالیٰ نے آیت استخلاف میں مومنوں کو یہ بشارت دی ہے کہ جب تک وہ اعمال صالحہ کے اعلیٰ معیار کو قائم رکھیں گے، وہ انہیں خلافت کے انعام سے نوازتا رہے گا۔اس آیت کریمہ میں اس بات پر خاص زور دیا گیا ہے کہ خلیفہ کا انتخاب اللہ تعالیٰ خود فرمائے گا۔اگرچہ مومنین کو اعزاز کے طور پر یہ موقعہ دیا جاتا ہے کہ وہ انتخاب کے وقت اپنی رائے کا اظہار کریں، لیکن اس حقیقت میں ذرا بھی شک نہیں کہ اس وقت مومنین کے دل اللہ تعالیٰ کے قادرانہ تصرف کے تابع اسی شخص کا انتخاب کرتے ہیں جو دراصل خدا تعالیٰ کی نظر میں پہلے سے منتخب ہو چکا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا جماعت مومنین پر یہ بھی احسان ہے کہ وہ ان کے دلوں کی تقویت اور ایمانوں کے اضافہ کی خاطر وقت سے پہلے بھی بعض مومن مردوں اور عورتوں بلکہ بچوں کو بھی اپنے اس فیصلہ سے وضاحتاً یا اشارۃً آگاہ فرما دیتا ہے تا وہ اس خدائی تقدیر کے بالآخر حقیقتاً ظاہر ہونے پر اس بات کے گواہ ٹھہریں اور یہ سب امور باقی مومنین کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہوں۔ایسے خوش قسمت افراد کا ہمیشہ یہ طریق رہا ہے کہ وہ خدا کی طرف سے ملنے والے اس علم کو کبھی بھی وقت سے پہلے برملا ظاہر نہیں کرتے بلکہ اس کو ایک مقدس امانت سمجھتے ہوئے اسے اپنے سینوں تک یا اپنے قریب ترین چند افراد تک محدود رکھتے ہیں اور یہی صحیح طریق ہے۔

خلافت خامسہ کے بابرکت دور کے آغاز سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے سینکڑوں احباب وخواتین اور بچوں کو خلافت خامسہ کے بارہ میں بہت واضح خوابیں دکھائیں۔ان میں سے بطور نمونہ دنیا کے مختلف ممالک سے ایمان افروز خوابیں احباب جماعت کے ازدیاد ایمان کے لئے پیش خدمت ہیں۔

ربوہ

مکرمہ امۃ القدوس شوکت صاحبہ بنت مکرم عبدالستار خان صاحب مربی سلسلہ لکھتی ہیں:۔

مورخہ 20/اپریل 2003ء کو نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد آرام کرنے کے لئے سوگئی۔تو خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا ہجوم ہے جس میں ہم سب افراد خانہ بھی موجود ہیں۔میں دیکھتی ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے سفید اچکن زیب تن کر رکھی ہے اور چہرہ مبارک بہت ہی نورانی ہے۔آپ تبسم فرما رہے ہیں۔میں حضرت صاحب کے بہت قریب ہوں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ہجوم کے سامنے کھڑے ہیں اور ہاتھ ہلا ہلا کر سلام کر رہے ہیں۔سب لوگ بہت خوش دکھائی دے رہے ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع مجھے فرماتے ہیں کہ حضور کو (یعنی حضرت مرزا مسرور احمد صاحب) کو دعائیہ خطوط دے دو۔ساتھ ہی فرماتے ہیں اللہ بڑا کریم ہے میرے ہاتھ میں خط سفید Envelope میں بند ہیں میں آگے بڑھ کر وہ خط حضور کی خدمت میں پیش کرتی ہوں حضور (یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) مجھے بہت پیار سے دیکھتے ہیں اور وہ خط پکڑ لیتے ہیں''۔

راولپنڈی

مکرم شیخ عمر احمد منیر صاحب ابن مکرم شیخ نور احمد منیر صاحب مرحوم راولپنڈی لکھتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر یہ عرض کرتا ہوں دسمبر 1999ء میں خاکسار نے ایک خواب دیکھا جو درج ذیل ہے:۔

''دسمبر 1999ء، میں اسلام آباد (پاکستان) کی بیت الذکر میں داخل ہوا ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ ایک بڑے کمرے کے باہر ایوبی صاحب کھڑے ہیں۔میں ان سے کہتا ہوں کہ سب لوگ نماز پڑھ رہے ہیں اور آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں! وہ کہتے ہیں میں آنے والے خلیفۃ المسیح کا پہرہ دے رہاں ہوں۔میں ان سے کہتا ہوں مجھے بھی تو دیکھنے دیں نئے خلیفۃ المسیح کون ہیں میرے مسلسل اصرار پر وہ حامی بھرتے ہیں اور وعدہ لیتے ہیں کہ تم کسی کو بتاؤ گے نہیں۔جب میں کمرے میں داخل ہوتا ہوں تو کیا دیکھتا ہوں کہ صاحبزادہ مرزا مسرور احمد تشریف فرما ہیں اور اس کے ساتھ میری آنکھ کھل جاتی ہے''۔

لاہور

مکرمہ صوفیہ شکور صاحبہ جوہر ٹاؤن لاہور سے حضور کی خدمت میں تحریر کرتی ہیں:۔

''میں نے بارہا آپ کو خواب میں دیکھا خلیفۃ المسیح الرابع کے وصال سے پہلے خواب میں دیکھتی ہوں کہ ہمارے دادا مرزا احمد دین مرحوم اور نانا بابو عبدالغفار شہید حیدرآباد اور حضور خلیفہ رابع تشریف فرما ہیں اور چار سکے بقدر اشرفی دکھا رہے ہیں اور کہتے ہیں انہیں پہچانتی ہو اور میں غور سے دیکھتی ہوں اور کہتی ہوں جی یہ تو خلیفہ اول، خلیفہ دوم، خلیفہ سوم اور یہ خلیفہ رابع ہیں۔ چاروں سکوں پہ تصویر نقش ہے۔ پھر پانچواں سکہ دکھا کے کہا کہ اور اب یہ خلیفۂ وقت ہوں گے۔یہ سن کر میں پریشان ہوں کہ یہ کیا؟ اتنے میں خلیفہ رابع سر پر شفقت سے ہاتھ پھیر کر کہتے ہیں کہ اب یہ حضور ہیں۔ان کا نام میاں مسرور ہے۔ان کی اطاعت کرنا اور پریشان بالکل مت ہونا۔سب ٹھیک ہو جائے گا۔پھر آپ (خلیفۃ المسیح الخامس) تشریف لاتے ہیں اور میری طرف شفقت سے دیکھ رہے ہیں اور ایک بڑی جماعت آپ کے ساتھ ہے۔دور دور تک ہجوم ہے اور بڑی شان سے آپ سب میں سے گزر رہے ہیں۔ماشاءاللہ''۔

قادیان

ایک مرحوم درویش کی بیٹی مکرمہ صفیہ حلیمہ اسماعیل صاحبہ قادیان سے لکھتی ہیں:۔

23/اپریل 2003ء کو ہندوستانی وقت کے مطابق رات ساڑھے تین بجے جب خاکسارہ کے شوہر نے اپنے بھائی کو جگایا وہ اپنے کمرہ سے اٹھ کر تو آیا لیکن نیند کے آثار اس کے چہرے پر تھے وہ کہنے لگا کہ میں نے اس وقت دیکھا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع آئے اور فرمایا یہ ناظر اعلیٰ ربوہ ہیں جواب آپ کے خلیفہ ہوں گے اور پھر مجھے آپ لوگوں نے جگا دیا۔ اس کے ایک گھنٹے کے بعد ایم ٹی اے سے یہی اعلان ہوا۔ہم لوگ خدا تعالیٰ کی اس تائید پر خوش ہوئے اور دعا گو ہیں''۔

حیدرآباد۔بھارت

مکرم محمد داؤد نعمان آف حیدرآباد انڈیا تحریر کرتے ہیں:۔

''22/اپریل کی رات ایم ٹی اے پر ہم سب لائیو ٹیلی کاسٹ دیکھ رہے تھے۔اسی طرح میں بھی دیکھ رہا تھا اور ساتھ ساتھ بہت دعائیں بھی کر رہا تھا کیونکہ مجلس انتخاب خلافت بیٹھ چکی تھی اور انتخاب عمل میں تھا۔اس وقت نیت کے مطابق رات سوا دو سے اڑھائی بجے کے درمیان میں نے نفل ادا کئے۔اس کے بعد عادت کے مطابق چھوٹی چھوٹی عربی دعائیں بھی پڑھیں اور اٹھنے کے لئے جب میں نے اپنا ہاتھ جائے نماز اٹھانے کے لئے آگے بڑھایا تو اسی وقت اچانک میں نے صاف صاف ایک نظارہ دیکھا اور وہ نظارہ یہ تھا کہ میں نے تین ہاتھ دیکھے جس میں سے دو ہاتھ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے تھے اور تیسرا ہاتھ نئے خلیفہ کا تھا اور یہ بھی دیکھا کہ جو انگوٹھی حضور اپنے سیدھے ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں پہنا کرتے تھے اسی انگوٹھی کو آپ نے نئے خلیفہ کے سیدھے ہاتھ میں پہنایا اور اس نئے ہاتھ کے بیرونی حصے پر ایک کالے رنگ کا نشان میں نے واضح طور پر دیکھا۔اس نظارے کے تقریباً اڑھائی گھنٹے بعد جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنی پہلی عالمی بیعت لینے کے بعد دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو میں نے غور کیا کہ حضور اقدس کے سیدھے ہاتھ کی چھوٹی انگلی کے ناخن پر ایک کالا نشان ہے جس کو ہم سب نے دیکھا''۔

برطانیہ

مکرمہ طاہرہ رحمٰن صاحبہ اہلیہ مکرم عزیز الرحمٰن صاحب آف ہڈرزفیلڈ (برطانیہ) لکھتی ہیں:۔

''16/اپریل 2003ء بدھ کے روز میں نے خواب میں یہ آواز سنی ''جمعہ کے بعد اداسی ہو جائے گی'' اس کے بعد 19/اپریل ہفتہ حضور کی وفات ہوگئی۔ 21/اپریل بروز سوموار میں نے خواب میں کسی کی آواز سنی۔آواز یہ تھی ''مسرور احمد'' میں نے پریشانی سے پوچھا ''کون؟ کون؟'' اسی دوران میری آنکھ کھل گئی۔وقت دیکھا تو صبح کے قریباً ساڑھے چار بجے تھے۔

جرمنی

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے مکرم اکرام اللہ صاحب چیمہ جرمنی لکھتے ہیں:۔

''غالباً 1997ء میں خاکسار نے دیکھا کہ آپ ہمارے گھر واقع ربوہ میں تشریف لائے ہیں اور آپ نے حضور والی پگڑی پہن رکھی ہے اور لباس بھی حضور والا ہے، میں آپ کو حضور کر کے مخاطب ہوتا ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ حضور آپ اکیلے ہی آ گئے کوئی باڈی گارڈز ساتھ نہیں پھر میں پوچھتا ہوں کہ حضور یہ کیسے ہوگیا۔آپ فرماتے ہیں کہ یہ میرے اللہ کا فضل ہے جو مجھ پر ہوا ہے، تھوڑی دیر کے لئے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے آپ کی روح اللہ کا شکر ادا کرنے آسمان پر چلی گئی ہے۔میں آپ کو بازو سے پکڑ کر ہلاتا ہوں تو پھر آپ کو ہوش آگئی ہے پھر آپ چلنے لگتے ہیں''۔خواب کے دوران آپ کا نام مجھے بتایا گیا ''مسرور احمد'' اس سے پہلے میں نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا تھا، پھر جب میں ربوہ گیا تو آپ کو دیکھا خدا کی قسم بالکل آپ وہی تھے۔خواب میں میں نے آپ کے چہرے پر اتنا نور دیکھا جس کی مثال اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی''۔

ہالینڈ

مکرم نعیم احمد صاحب وڑائچ مربی انچارج ہالینڈ لکھتے ہیں:۔

''خلافت خامسہ کے انتخاب سے ایک دن پہلے

خاکسار نماز فجر کے بعد لیٹا تو ایک ایسا منظر میری آنکھوں کے سامنے آیا جو شاید میں کبھی بھلا نہ سکوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اور محترم سید خالد احمد صاحب شاہ دونوں کھڑے ہیں اور آسمان سے ایک بہت ہی سفید روشنی کی ایک کرن حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے چہرہ مبارک پر پڑی اور آپ کا چہرہ نور ہی نور ہوگیا۔ اس کے بعد میرا دل یقین سے بھر گیا کہ جماعت احمدیہ کے پانچویں خلیفہ حضرت مسرور احمد صاحب ہی ہیں۔

آج حضور انور کا جو حلیہ مبارک ہے آسمان سے اترنے والے نور کے بعد بالکل اسی طرح حضور پُرنور نظر آئے تھے''۔

آسٹریا

محترمہ رضوانہ شفیق صاحبہ اہلیہ مکرم قاضی شفیق احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ آسٹریا نے تحریر کیا ہے:۔

جس روز حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی وفات ہوئی۔ خاکسارہ گھر پر MTA سے براہ راست تمام نشریات دیکھ رہی تھی۔ چونکہ میرے شوہر قاضی شفیق احمد وفات کے روز ہی لندن روانہ ہو گئے تھے، اکیلی بیٹھی ٹی وی پر ہر ہر لمحہ دیکھتی رہی۔ رات کو جب خلافت کمیٹی بیٹھی ہوئی تھی اور لوگ بے چینی سے دعائیں کرتے ہوئے خدا کی رحمت کے طلبگار تھے اور قدرت ثانیہ کا ایک نیا پہلو دیکھنے کے منتظر بیت الفضل لندن کے دروازے پر نظریں جمائے بیٹھے تھے تو خاکسارہ بھی یہ نظارہ MTA سے دیکھ رہی تھی کہ اچانک تھکن کی وجہ سے لمحہ بھر کو ٹیک لگا کر بیٹھ گئی مگر سمجھ نہیں آتا کہ نیند کی حالت یا خیال کی حالت ہے۔ مگر ایک دم نور ہی نور آسمان سے اترتا دکھائی دیا جو کہ بہت تیزی سے برق روئی سے زمین کی طرف بڑھتا ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ نور اس جگہ جہاں خلافت کمیٹی بیٹھی ہے داخل ہوگیا ہے اسی لمحہ دل میں یہ خیال بھی پیدا ہو رہا ہے کہ اس بار خلیفۃ المسیح کا نام حروف ابجد کے لفظ ''م'' سے شروع ہوگا۔ لیکن دیکھتے ہی دیکھتے وہ نور ''م'' نامی شخص ''مسرور'' میں داخل ہو جاتا ہے اور یہ الفاظ دل میں گونجتے ہیں کہ جو میرے منہ سے جاری ہوگئے کہ اللہ نے اپنا خلیفہ چن لیا ہے اور جس شخص میں اپنا نور بھرنا تھا بھر دیا۔ ایسے ہی عالم میں ایک دم جیسے میری آنکھ کھل گئی ہو یا وہ نظارہ ٹوٹ گیا ہو اور وہ کیفیت ختم ہو جاتی ہے۔

میرا جسم سخت کپکپانے لگا اور دل میں ایک خوف طاری ہوگیا کہ یہ میں نے کیا دیکھا ہے۔ کون سی کیفیت سے گزری ہوں مگر دل کو یہ یقین کامل ہوگیا کہ خدا تعالیٰ نے اپنا فیصلہ فرما دیا ہے لوگوں پر ظاہر ہونا باقی ہے اس کا اور میں نے اسی وقت اپنے شوہر قاضی شفیق صاحب کو فون کیا جو کہ بیت الفضل لندن کے باہر ہی بیٹھے ہوئے تھے اور سارا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ خدا تعالیٰ نے اپنا خلیفہ منتخب کر لیا ہے اور یقیناً بس اعلان ہونا باقی ہے۔ چونکہ خدا نے اس عام بندے میں اپنا نور منتقل کر کے اسے خاص بندوں میں چن لیا ہے۔ اتنے میں انہوں نے مجھے فون بند کرنے کو کہا کہ کوئی اعلان ہونے لگا ہے۔ سو میں نے بھی یہ نظارہ اگلے ہی لمحہ MTA پر براہ راست دیکھا۔ جس میں آپ اعلان فرما رہے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس حضرت مرزا مسرور احمد ہمارے خلیفہ ہوں گے۔ خدا تعالیٰ میرے پیارے آقا کو عمر دراز صحت تندرستی کے ساتھ عطا فرمائے اور ان کا بابرکت وجود تادیر ہم میں قائم رکھے۔

خلافت خامسہ سے پہلے خاکسارہ نے حضور کا نام بھی کبھی نہیں سنا تھا اور نہ ہی خاکسارہ حضور کو جانتی تھی۔ بلکہ یہ حقیقت ہے کہ میں اور میرے شوہر دونوں ہی اس نام سے ناواقف تھے اور خلافت کے منصب پر جب اللہ تعالیٰ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو فائز کیا تب ہی ہم دونوں نے یہ نام پہلی بار سنا اور حضور انور کو پہلی بار دیکھا بھی اور اس بات پر ایمان اور بھی بڑھ گیا کہ یقیناً خلیفہ خدا بناتا ہے۔

ماریشس

محترم محمد امین جواہر صاحب امیر جماعت ماریشس نے لکھا:۔

ہفتہ کی رات کو جب میں ایئر ماریشس کے جہاز میں لندن آ رہا تھا تو میں نے بہت دعا کی توفیق پائی۔ میں نے خدا سے عرض کیا کہ میں بہت کمزور اور عاجز انسان ہوں مگر تو نے مجھے مجلس انتخاب خلافت میں شامل کر دیا ہے۔ خدایا میری بھی اور ساری مجلس انتخاب کی راہنمائی فرما کہ وہ اسی شخص کا انتخاب کریں جس کے بارہ میں دراصل تو نے خود فیصلہ کیا ہے کہ وہ خلیفہ منتخب ہو۔ رات کے ایک سے چار بجے کے درمیان جبکہ ابھی میں جہاز ہی میں تھا۔ میں نے آٹھ رکعت نماز تہجد ادا کی۔ بعد ازاں آرام کے دوران دو بار میری زبان پر لفظ ''مسرور'' آیا اور ذہن میں بھی یہی خیال آیا۔ اس وقت سے مجھے یہ یقین ہوگیا کہ یہ خدا کی طرف سے ایک راہنمائی ہے۔ اگرچہ اس سے پہلے مجھے حضور (ایدہ اللہ تعالیٰ) کے بارہ میں کچھ زیادہ علم نہیں تھا۔ میں نے صرف ربوہ میں بطور ناظر اعلیٰ اور امیر مقامی حضور کی مصروفیات کے بارہ میں کچھ پڑھا ہوا تھا۔ ماریشس سے روانگی سے پہلے میرے ذہن میں ایک اور شخص کا نام تھا لیکن میں نے اس کا ذکر کسی سے نہ کیا۔

لندن پہنچنے کے بعد میں نے کاغذ کے ایک ٹکڑے پر ''مسرور'' کا لفظ لکھا اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ یہ وہ نام ہے جو رات ایک بجے سے چار بجے کے درمیان جہاز میں بیٹھے ہوئے میرے ذہن میں آیا تھا۔ میں نے یہ کاغذ ایک لفافہ میں بند کر دیا اور یہ مجلس خدام الاحمدیہ کے ملکی صدر کو دے دیا۔ میں نے انہیں کہا کہ اسے ہمیشہ اپنی جیب میں رکھیں اور میں بعد میں آپ سے لے لوں گا۔ انتخاب خلافت کے وقت جبکہ میں بیت الفضل لندن میں تھا۔ یہ کاغذ اس وقت بھی ان کی تحویل میں تھا اور اسے ہرگز کھولا نہیں گیا تھا۔ انہیں اس بات کا بھی علم نہیں تھا کہ اس لفافے کے اندر کاغذ پر کیا لکھا ہے۔ حضور کے خلیفہ منتخب ہو جانے کے بعد اور مجلس انتخاب خلافت کے ممبران کے بیعت کر لینے کے بعد جب ہمیں باہر جانے کی اجازت ملی تو پھر میں صدر مجلس خدام الاحمدیہ کے پاس گیا اور انہیں کہا کہ اب یہ لفافہ کھولیں اور دیکھیں کہ اس میں کیا ہے۔ وہ کاغذ پر ''مسرور'' کا لفظ لکھا دیکھ کر بہت خوش بھی ہوئے اور حیران بھی۔ یہ کاغذ اب بھی ان کے پاس ہے اور وہ اس کی گواہی دے سکتے ہیں۔

بحرین

بحرین سے مکرمہ بشریٰ طیبہ یوسف صاحبہ نے تحریر فرمایا:۔

''اپنے پیارے امام اور محسن خلیفۃ المسیح کی جدائی کے شدید غم وحزن میں نڈھال تھی اور شب و روز دعا میں مصروف تھی ...... اس حالت میں نماز اور دعا میں بہت کمزوری اور ضعف محسوس کرتی کہ بار بار اونگھ آتی اور میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہو جاتے''۔''مسرور احمد مسرور احمد'' اور کچھ دیر تک دل و دماغ پر یہ احساس چھایا رہتا''۔

فلسطین

مکرم محمد شریف عودہ صاحب امیر جماعت کبابیر فلسطین نے عربی زبان میں اپنے خط محررہ 28 مئی 2005ء میں جو تحریر کیا اس کا ترجمہ یہ ہے:۔

''مئی 2002ء میں میں نے ایک فلسطینی دوست سے رابطہ کر کے کہا امسال آپ بھی جلسہ سالانہ برطانیہ میں شامل ہوں انہوں نے کہا کہ میں استخارہ کر کے بتاؤں گا۔ چند دن کے بعد انہوں نے بتایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں لندن گیا ہوں اور خلیفہ وقت سے ملاقات بھی ہوئی ہے لیکن حضرت مرزا طاہر احمد صاحب سے نہیں بلکہ کوئی اور خلیفہ ہیں اور اس دوست (امجد کمیل) نے اس خلیفہ کا حلیہ بیان کرنا شروع کر دیا کہ ان کی داڑھی چھوٹی ہے آنکھیں اس طرح کی ہیں وغیرہ۔ میں نے کہا میں یہ نہیں سننا چاہتا لیکن مجھے سمجھ آ گئی ہے کہ شاید حضرت خلیفہ رابع کی وفات کی طرف اشارہ ہے۔ بہرحال میں اس خواب کو بھول گیا۔

جب اپریل 2003ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی وفات ہوئی اور مکرم عطاء المجیب راشد نے خاکسار کو فون کے ذریعہ انتخاب خلافت کمیٹی کے ممبر ہونے کی اطلاع دی تو اس بھاری ذمہ داری کے احساس سے مجھے تو جان کے لالے پڑ گئے بہت دعائیں کیں اور کروائیں۔ جب لندن پہنچے اور مغرب وعشاء کی نمازوں کے بعد جب انتخاب کے لئے بیت الفضل میں داخل ہونے کی غرض سے قطار بنا کر کھڑے تھے تو میں نے اپنے پیچھے دیکھا کہ جس شخصیت کو خلیفہ بننے کے لئے میں ووٹ دینا چاہتا تھا وہ شخصیت میرے پیچھے کھڑی ہے میں نے اپنے دل میں کہا کہ جس کو میں خلیفہ کے لئے ووٹ دینا چاہتا ہوں یہ نامناسب لگتا ہے کہ میں اس کے آگے کھڑا ہوں۔ لہٰذا اس قطار سے نکل کر آخر پر آ گیا۔ اس وقت دو آدمی آئے ایک چوہدری حمید اللہ صاحب تھے جبکہ دوسری شخصیت کو میں نہیں جانتا تھا لیکن ایک برقی چمک کی سی تیزی سے وہ شخصیت میرے دل میں اتر گئی اور میں سوچنے لگا کہ یہ آخر ہیں کون اور اس سوچ کا عالم یہ تھا کہ مجھے یوں محسوس ہوا کہ شاید میں بیت میں داخل ہونے سے قبل ہی مر جاؤں گا۔

دوران اجلاس مرزا مسرور احمد صاحب کو دیکھ کر میں نے کہا کہ یہ تو وہی ہیں جن کی صورت برق رفتاری سے میرے دل میں اتر چکی ہے۔ لہٰذا وقت انتخاب میں نے انہی کے لئے ووٹ دینے کو ہاتھ کھڑا کیا تو دیکھا کہ اکثریت نے انہی کو ووٹ دیا ہے۔ یوں غم کی کیفیت جاتی رہی اور ایسی خوشی نصیب ہوئی کہ مجھے زندگی میں ایسی خوشی کوئی نہیں ملی۔ واپسی پر فلسطین میں مکرم ہانی طاہر کے گھر مکرم امجد کمیل سے ملاقات ہوئی جن کے گھر ایم ٹی اے نہیں تھا اور انہوں نے ابھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تصویر نہیں دیکھی تھی اس ملاقات میں میں نے ان کو حضور کی تصویر دکھائی تو انہوں نے بے ساختہ کہا کہ یہ تو وہی ہیں جن سے میں نے رویا میں ملاقات کی تھی۔ حتیٰ کہ کوٹ اور کرسی بھی وہی ہیں۔

امریکہ

امریکہ سے مکرم شیر علی خان بشارت صاحب (ابن صوبیدار عبدالغفور خان صاحب آف ٹوپی) تحریر کرتے ہیں:۔

''حضور کی خلافت کی خوشخبری خود خدا تعالیٰ نے مجھے دی تھی۔ خلافت کے انتخاب سے تھوڑی دیر پہلے تین دفعہ مجھے اونگھ آئی پہلی دفعہ جب میری آنکھ کھلی میرے منہ پر یہ الفاظ تھے مسرور احمد، دوسری دفعہ مرزا مسرور احمد اور تیسری دفعہ یہ الفاظ تھے مرزا مسرور احمد زندہ باد۔ اگر یہ خدائی تقدیر نہ تھی تو پھر ایسا کیونکر ہوتا۔ میں تو حضور سے خلافت سے پہلے کبھی ملا بھی نہ تھا نہ کوئی ایسا تعلق تھا کہ مجھے یہ نام یاد رہتا۔ یہ تو محض خدا تعالیٰ اس خلافت کے انتخاب پر پہلے سے مبارکباد دے رہا تھا اور ہر شک وشبہ کی رد تھی''۔

گنی کناکری

مکرم ناصر محمود احمد صاحب اپنے خط مورخہ 10 مئی 2003ء میں لکھتے ہیں:۔

''آج سے قریباً دو سال قبل جب خاکسار گنی کناکری میں ملازم تھا تو ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑی تصویر جو کہ لکڑی کے فریم میں ہے ایک صاحب اٹھائے ہوئے مجھے دکھاتے ہیں۔ تصویر میں ایک شخص پگڑی میں ملبوس کھڑا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ یہ کون ہے تو آواز آتی ہے کہ یہ اگلے خلیفہ ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ ان کا نام کیا ہے تو آواز آتی ہے مرزا مسرور احمد۔ اگلے روز صبح میں نے اس خواب کا ذکر مربی صاحب گنی کناکری سے کیا، تو آپ نے کہا کہ اس خواب کا ذکر کسی سے نہ کریں جب تک ایسا ہو نہ جائے۔

(بدر 20 دسمبر 2005ء)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب بھی تو زمین میں کسی خلیفۃ اللہ کو دیکھے تو تُو اس کے ساتھ وابستہ ہو جا۔ اگر چہ (اس کے نتیجہ میں) تیرے جسم کو تکالیف میں مبتلا کیا جائے اور تیرا مال چھین لیا جائے"۔

"میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھا وے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔"

(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306)

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے

- براہین احمدیہ چہار حصص — روحانی خزائن جلد 1
- پرانی تحریریں — روحانی خزائن جلد 2
- سرمہ چشم آریہ — روحانی خزائن جلد 2
- شحنۂ حق — روحانی خزائن جلد 2
- سبز اشتہار — روحانی خزائن جلد 2
- توضیح مرام — روحانی خزائن جلد 3
- ازالہ اوہام — روحانی خزائن جلد 3
- فتح اسلام — روحانی خزائن جلد 3
- الحق مباحثہ لدھیانہ — روحانی خزائن جلد 4
- الحق مباحثہ دہلی — روحانی خزائن جلد 4
- آسمانی فیصلہ — روحانی خزائن جلد 4
- نشانِ آسمانی — روحانی خزائن جلد 4
- آئینہ کمالات اسلام — روحانی خزائن جلد 5
- برکات الدعا — روحانی خزائن جلد 6
- حجۃ الاسلام — روحانی خزائن جلد 6
- سچائی کا اظہار — روحانی خزائن جلد 6
- جنگِ مقدس — روحانی خزائن جلد 6
- شہادۃ القرآن — روحانی خزائن جلد 6
- تحفہ بغداد — روحانی خزائن جلد 7
- کرامات الصادقین — روحانی خزائن جلد 7
- حمامۃ البشریٰ — روحانی خزائن جلد 7
- نور الحق حصہ اوّل — روحانی خزائن جلد 8
- نور الحق حصہ دوم — روحانی خزائن جلد 8
- اتمام الحجۃ — روحانی خزائن جلد 8
- سرّ الخلافۃ — روحانی خزائن جلد 8
- انوار الاسلام — روحانی خزائن جلد 9
- مِنن الرحمٰن — روحانی خزائن جلد 9
- ضیاء الحق — روحانی خزائن جلد 9
- نور القرآن ۱ — روحانی خزائن جلد 9
- نور القرآن ۲ — روحانی خزائن جلد 9
- معیار المذاہب — روحانی خزائن جلد 9
- آریہ دھرم — روحانی خزائن جلد 10
- سَت بچن — روحانی خزائن جلد 10
- اسلامی اصول کی فلاسفی — روحانی خزائن جلد 10
- انجام آتھم — روحانی خزائن جلد 11
- سراج منیر — روحانی خزائن جلد 12
- استفتاء — روحانی خزائن جلد 12
- حجۃ اللہ — روحانی خزائن جلد 12
- تحفہ قیصریہ — روحانی خزائن جلد 12
- محمودکی آمین — روحانی خزائن جلد 12
- سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب — روحانی خزائن جلد 12
- کتاب البریۃ — روحانی خزائن جلد 13

ملفوظات 5 جلدیں

اشتہارات 3 جلدیں

مکتوبات 10 جلدیں

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود

اب مَیں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

- البلاغ — روحانی خزائن جلد 13
- ضرورۃ الامام — روحانی خزائن جلد 13
- نجم الہدیٰ — روحانی خزائن جلد 14
- رازِ حقیقت — روحانی خزائن جلد 14
- کشف الغطاء — روحانی خزائن جلد 14
- ایام الصلح — روحانی خزائن جلد 14
- حقیقت المہدی — روحانی خزائن جلد 14
- مسیح ہندوستان میں — روحانی خزائن جلد 15
- ستارہ قیصریہ — روحانی خزائن جلد 15
- تریاق القلوب — روحانی خزائن جلد 15
- تحفہ غزنویہ — روحانی خزائن جلد 15
- روئیداد جلسہ دعاء — روحانی خزائن جلد 15
- خطبہ الہامیہ — روحانی خزائن جلد 16
- لُجّۃ النور — روحانی خزائن جلد 16
- گورنمنٹ انگریزی اور جہاد — روحانی خزائن جلد 17
- تحفہ گولڑویہ — روحانی خزائن جلد 17
- اربعین — روحانی خزائن جلد 17
- ایک غلطی کا ازالہ — روحانی خزائن جلد 18
- اعجاز المسیح — روحانی خزائن جلد 18
- دافع البلاء — روحانی خزائن جلد 18
- الہدیٰ — روحانی خزائن جلد 18
- نزول المسیح — روحانی خزائن جلد 18
- کشتی نوح — روحانی خزائن جلد 19
- تحفۃ الندوہ — روحانی خزائن جلد 19
- اعجاز احمدی — روحانی خزائن جلد 19
- ریویو بر مباحثہ چکڑالوی و بٹالوی — روحانی خزائن جلد 19
- مواہب الرحمٰن — روحانی خزائن جلد 19
- نسیم دعوت — روحانی خزائن جلد 19
- سناتن دھرم — روحانی خزائن جلد 19
- تذکرۃ الشہادتین — روحانی خزائن جلد 20
- سیرۃ الابدال — روحانی خزائن جلد 20
- لیکچر لاہور — روحانی خزائن جلد 20
- لیکچر سیالکوٹ — روحانی خزائن جلد 20
- لیکچر لدھیانہ — روحانی خزائن جلد 20
- رسالہ الوصیت — روحانی خزائن جلد 20
- چشمہ مسیحی — روحانی خزائن جلد 20
- تجلیات الٰہیہ — روحانی خزائن جلد 20
- قادیان کے آریہ اور ہم — روحانی خزائن جلد 20
- براہین احمدیہ جلد پنجم — روحانی خزائن جلد 21
- حقیقۃ الوحی — روحانی خزائن جلد 22
- چشمہ معرفت — روحانی خزائن جلد 23
- پیغام صلح — روحانی خزائن جلد 23

متعدد سفر

مقدمات کا سامنا

بیسیوں انعامی چیلنج

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔"

(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306)

ارشاد حضرت مسیح موعود بابت منصب خلافت

"خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو، اس واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کیلئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کیلئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا کہ دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔" (شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

پیدائش 1835ء۔ دعویٰ ماموریت 1882ء۔ جماعت احمدیہ کا سنگ بنیاد 23 مارچ 1889ء۔ وفات 26 مئی 1908ء

خلافت احمدیہ کی ایک بہت بڑی برکت اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا تاریخی کارنامہ۔ مرکز احمدیت ربوہ کا قیام

بیت اقصیٰ اور جلسہ سالانہ ربوہ کا ایک منظر

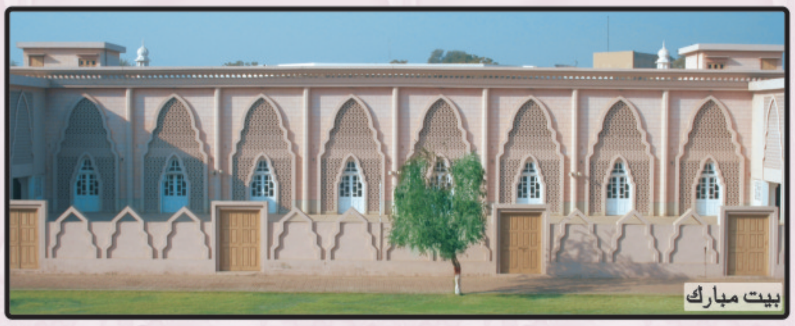

بیت مبارک

دفاتر صدر انجمن احمدیہ

مدرسۃ الحفظ

اقصیٰ چوک ربوہ

ربوہ کے ابتدائی ایام

ریلوے سٹیشن ربوہ

دفاتر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

دفاتر مجلس انصار اللہ پاکستان

بیوت الحمد پارک ربوہ

حضرت مسیح موعود آپ کی تعریف میں فرماتے ہیں:

میرے ہر ایک امر میں میری اس طرح پیروی کرتے ہیں جیسے نبض کی حرکت تنفس کی حرکت کی پیروی کرتی ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 ص 586)

بعض معروف تحریکات اور کارنامے

مجمع الاخوان کے نام سے حضرت مسیح موعود کی زندگی میں تنظیم کا قیام (الحکم 10 مارچ 1908ء ص 7)

کاتبوں کیلئے قادیان آکر کتب لکھنے کی تحریک (الحکم 14 جون 1908ء ص 6)

دینی مدرسہ (جامعہ احمدیہ) کے قیام کی تحریک (بدر 18 جون 1908ء ص 4 کالم 1)

قرآن کریم کی تعلیم کے لئے تحریک (بدر 19 اکتوبر 1911ء ص 3 کالم 2)

جھگڑوں سے بچنے کی تلقین (بدر 5 مئی 1910ء ص 8 کالم 1)

عربی سیکھنے کی تحریک (بدر 7 جنوری 1909ء ص 5، 9)

تجوید تیار کرانے کی تحریک (الحکم 18 جولائی 1908ء ص 8 کالم 3)

تدبر و حفظ قرآن کی تحریک (تشحیذ الاذہان مارچ 1912ء جلد 7 ص 101)

نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے میموریل 12 دسمبر 1911ء (تاریخ احمدیت جلد 3 ص 379 تا 381)

اشاعت قرآن کی تحریک (بدر 18 ستمبر 1913ء ص 3، 4)

دارالقرآن کی تعمیر کیلئے جماعت کو مالی تحریک (الحکم 21 فروری 1913ء)

واعظین و مربیان مقرر کرنے کیلئے تحریک (الحکم 18 جولائی 1908ء)

زبانیں سیکھنے کی تحریک (الحکم جوبلی نمبر ص 77، 3)

دیانند مت کھنڈن سبھا کا قیام (الحکم 28 اکتوبر 1909ء ص 15 کالم 1)

نور ہسپتال کی تعمیر کیلئے تحریک (بدر 14 جنوری 1909ء)

مختصر سوانح حیات

حضرت مولانا حاجی حافظ حکیم نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّل کے خاندان میں قرآن کریم حفظ کرنے کی طرف بہت توجہ رہی ہے آپ کے شجرہ نسب میں گیارہویں پشت تک بزرگ قرآن کریم حفظ کرتے چلے آئے ہیں۔ آپ کی پیدائش 1841 کے قریب بھیرہ ضلع شاہ پور (موجودہ ضلع سرگودھا) میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد کا نام حافظ غلام رسول اور والدہ صاحبہ کا نام نور بخت تھا۔ آپ کی کنیت ابو اسامہ تھی۔ بچپن سے ہی قرآن کریم کی تعلیم کا بہت شوق تھا یہ والدہ سے ورثہ میں ملا والدہ کو قرآن کریم پڑھانے کا بہت شوق تھا اس لئے شروع سے ہی یہ شوق آپ نے پایا۔ حرمین شریفین کا سفر 1865ء میں کیا۔ پہلی شادی محترمہ فاطمہ بی بی صاحبہ بنت مفتی شیخ مکرم صاحب قریشی عثمانی سے 1871ء میں ہوئی۔ آپ نے 1877 میں ریاست جموں و کشمیر میں ملازمت کا آغاز کیا۔

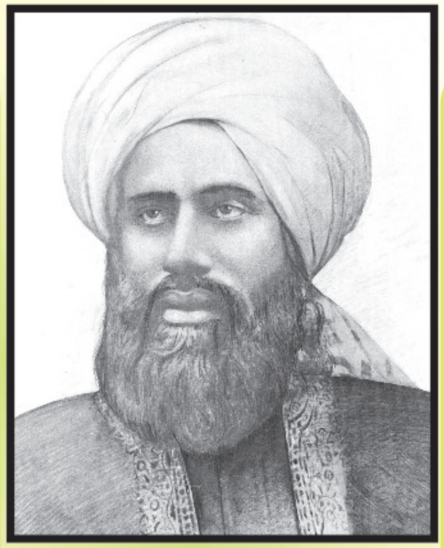

1881ء میں کشمیر کے ایک ماہ کے سفر میں قرآن کریم کے 14 پارے حفظ کئے باقی قرآن کریم بعد میں مکمل حفظ کیا۔ حضرت مسیح موعود سے پہلا غائبانہ تعارف براہین احمدیہ اور حضرت مسیح موعود کے اشتہارات دیکھ کر 1882ء میں ہوا۔ مارچ 1889 میں حضرت صغریٰ بیگم صاحبہ بنت حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی کے ساتھ دوسری شادی ہوئی۔ 23 مارچ 1889ء کو سب سے پہلے آپ نے حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ نے حضرت مسیح موعود کے زمانہ ہی میں 1903ء میں قادیان میں درس القرآن کا آغاز فرمایا۔ 29 جنوری 1906ء کو حضرت حکیم نورالدین صاحب کو صدر انجمن احمدیہ کا پہلا صدر مقرر کیا گیا۔ انجمن کار پرداز مصالح قبرستان کا قیام ہوا اور 16 فروری 1906ء کو آپ کو اس کا پریذیڈنٹ بھی مقرر کیا گیا۔ 27 مئی 1908ء کو منصب خلافت پر فائز ہوئے۔ 13 مارچ 1914ء کو قادیان میں وفات پائی۔

غرباء، مساکین اور طلباء کیلئے چندہ کی تحریک (بدر 21 جنوری 1909ء ص 1 کالم 2)

دارالضعفاء کی تعمیر کیلئے مالی تحریک (الحکم 7 مئی 1909ء ص 2)

اخبار نور کا اجراء (الحکم 28 اکتوبر 1909ء)

انجمن ارشاد کا قیام 1909ء کے آخر میں ہوا (تاریخ احمدیت جلد 3 ص 303)

بیت النور کی تعمیر کیلئے مالی تحریک (ریویو آف ریلیجنز اردو دسمبر 1909ء ص 484)

مدرسہ تعلیم الاسلام اور بورڈنگ کی تعمیر کیلئے مالی تحریک (بدر 13 مئی 1909ء ص 6 کالم 2)

اخبار الحق کا اجراء 7 جنوری 1910ء کو ہوا (تاریخ احمدیت جلد 3 ص 313)

توسیع بیت اقصیٰ قادیان کیلئے مالی تحریک (بدر 17 مارچ 1910ء ص 2 کالم 3)

انجمن انصار اللہ کا قیام فروری 1911ء میں ہوا (بدر 23 فروری ص 2۔ 9 مارچ 1911ء ص 8)

علی گڑھ یونیورسٹی کے لئے مالی تحریک (بدر 9 مارچ 1911ء ص 6 کالم 3)

علم تعبیر الرویا سے متعلق تحریک (الحکم 14 دسمبر 1912ء)

ٹریکٹ اور رسالے شائع کرنے کی تحریک (بدر 22 اگست 1912ء ص 2)

دعوت الی اللہ کی وسیع تحریک (الفضل 7-28 جنوری 1914ء)

انجمن مربیان کے قیام کی تحریک 1912ء میں کی گئی (تاریخ احمدیت جلد 3 ص 429)

1910ء میں حضور گھوڑے سے گر کر زخمی ہو گئے۔ اس بیماری کے دوران حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو درس قرآن کو جاری رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا اگر کسی وجہ سے نہ دے سکیں تو مولوی سید سرور شاہ صاحب درس دیں۔ (الحکم 14 فروری 1911ء ص 4 کالم 1)

لندن مشن کیلئے تحریک 1913ء میں کی گئی اور اسی سال حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال کو لندن بھجوایا گیا۔

اخبار الفضل کا اجراء (18 جون 1913ء)

عربی ضمیمہ عرب ممالک تک احمدیت کا پیغام پہنچانے کیلئے سید عبدالحی عرب صاحب کی ادارت میں 1913ء میں شائع ہوتا رہا۔ (تاریخ احمدیت جلد 3 ص 438)

آخری وصیت میں فرمایا قرآن و حدیث کا درس جاری رہے۔ (الحکم 7 مارچ 1914ء ص 5)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں:۔

قرآن کریم سے بڑھ کر دنیا کے لئے کوئی نور، شفا، رحمت، فضل اور ہدایت نہیں ہے اور قرآن کریم سے بڑھ کر کوئی مجموعہ سچی باتوں کا نہیں ہے۔ (خطبات نور ص 45)

اہم کتب

تصدیق براہین احمدیہ، فصل الخطاب، حقائق الفرقان (تفسیری نکات)، نور الدین، مرقاۃ الیقین، خطبات نور (مجموعہ خطبات)۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے ہیں

”چاہئے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میت غسال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں اور تم اپنے امام کے ساتھ ایسے وابستہ ہو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔“ (الحکم 24 جنوری 1903ء)

کیا ہے جشن صد سالہ نے منزل کا نشاں روشن ۔ تم عالی حوصلے رکھنا، عزائم تازہ دم رکھنا

دفاتر صدر انجمن احمدیہ

دفاتر تحریک جدید

بیت یادگار فضل عمر ہسپتال ربوہ

ایوان محمود ربوہ

طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ

دار الضیافت

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے موقع پر ربوہ کی سجاوٹ کے مختلف دن اور رات کے مناظر

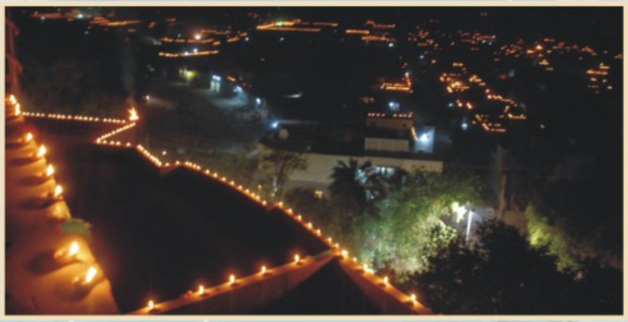

مکرم عباداللہ گیانی صاحب

خلافت احمدیہ سے متعلق

حضرت بابانانک صاحب کی ایک عظیم الشان پیشگوئی

جناب بابانانک صاحب نے پرگنہ بٹالہ میں ظاہر ہونے والے ''مرد کے چیلے'' اور ''پورے گورو'' (امتی نبی'') سے متعلق متعدد پیشگوئیاں بیان کی ہیں۔ منجملہ ان کے ایک پیشگوئی یہ ہے کہ اس پورے گورو کے بعد اس کی جماعت میں سلسلۂ خلافت قائم ہوگا جو دائمی اور غیر منقطع ہوگا اور پھر وہ پورا گورو اک نئے لباس میں دنیا کے سامنے آئے گا۔ تب اس کی جماعت میں اختلاف پیدا ہوگا اور وہ دو حصوں میں بٹ جائے گی۔ باباجی نے ایک گروہ کو ''کچے'' اور دوسرے گروہ کو ''پکے'' کے نام سے یاد کیا ہے اور لغات میں ''کچے'' کے معنے صراط مستقیم پر گامزن ہونے کے بعد اسے چھوڑ دینے والے اور ''پکے'' کے معنے آخر دم تک سیدھے راستے پر قائم رہنے والے ہیں۔

جناب بابانانک صاحب نے اپنی اس پیشگوئی کی خود ہی یہ تشریح فرمائی ہے کہ:۔

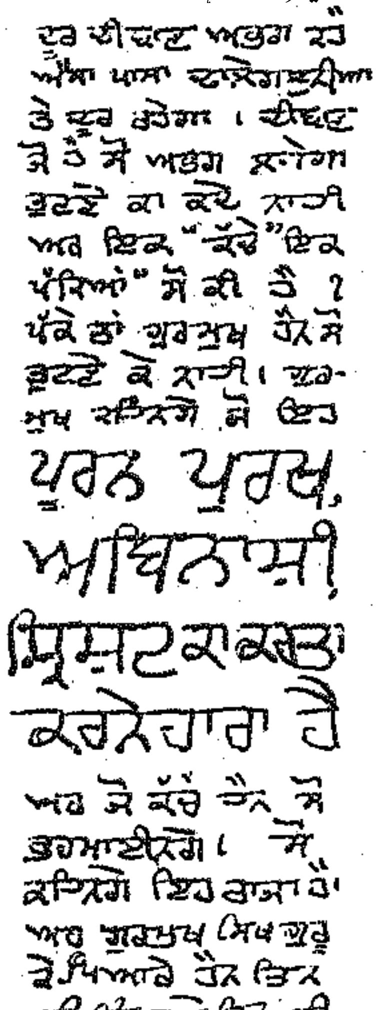

دور دیبان اجھگ کہے ایسا پاسا ڈھالے گا۔ دنیا تے دور رہے گا۔ دیبان جو ہے سو ابھگ لگے گا۔ تٹنے کا کدے ناہی۔ اراک اک ''کچے'' اک پکیاں۔ سو کی ہے؟ پکے تاں گورموکھ ہیں۔ سو تو ٹنے کے ناہی۔ گورموکھ کہن گے جو ایہہ پورن پورکھ۔ انباشی سرشٹ کا کرتا کرنے ہارا ہے۔ ار جو کچے ہیں سو بھرمائیں گے سو کہن گے ایہہ راجہ ہے۔ ار گورموکھ سکھ گورو کے پیارے ہیں تن کو نندن گے۔ تن کو ستگو رو آپ توڑسٹے گا۔

مٹن سٹی نانکا

جو توڑے آپ دیال

(جنم ساکھی بھائی بالا ص 528)

بابا جی نے اس تشریح میں پکے لوگوں کی مزید وضاحت کر دی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

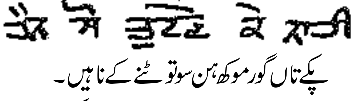

پکے تاں گورموکھ ہن سو ٹوٹنے کے ناہیں۔

یعنی پکے لوگ اس کی جماعت سے کسی صورت میں بھی الگ نہیں ہوں گے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ کچے لوگوں کی حالت اس کے بالکل برعکس ہوگی۔ وہ اس کی جماعت سے الگ ہو جائیں گے اور صحیح مسلک ترک کر دیں گے۔ باباجی نے اس تشریح میں اپنے رنگ میں دونوں گروہوں کے خیالات اور عقائد کو بھی واضح کر دیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ پکے گروہ میں یہ تین باتیں نمایاں طور پر پائی جائیں گی اور یہی ان کے بنیادی عقائد ہوں گے کہ

(1) پورن پورکھ:۔ وہ اسے پورن پورکھ یعنی کامل انسان تسلیم کریں گے۔

(2) انباشی:۔ وہ اسے دائمی زندگی پانے والا تصور کریں گے۔

(3) سرشٹ کا کرتا کرنا زہارا:۔ وہ اسے نئی زمین اور نئے آسمان کا بنانے والا تسلیم کریں گے۔ اس کے برعکس کچے لوگوں کی تین باتیں باباجی نے یہ بیان کی ہیں:

(1) اوہ بھرمائیں گے:۔ یعنی ان کا اختلاف محض وہم کا نتیجہ ہوگا۔ حق ان کے ساتھ نہ ہوگا۔

(2) ایہہ راجہ ہے:۔ وہ اس کے درجہ کو قائم کرنے والے ہوں گے۔ باباجی نے راجہ لفظ کو پورن پورکھ کے مقابلہ میں بیان کیا ہے۔

(3) گورو کے پیاروں کی نندا کریں گے:۔ یعنی ان کا مشن تائید موعود کی بجائے عداوت محمود میں تبدیل ہوجائے گا۔

ان تمام باتوں پر اگر سکھ کتب اور احمدیہ لٹریچر کی روشنی میں غور کیا جائے تو حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ پورن پورکھ کے معنے کامل انسان کے ہیں اور اس حقیقت سے کسی بھی سمجھدار کو انکار نہیں ہوسکتا کہ انسانیت کا حقیقی کمال نبوت ہے اور نبیوں میں سب سے کامل نبی رسول کریم ﷺ ہیں۔

سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھ نے پورن پورکھ کے معنے یہ بیان کئے ہیں۔

''پورن پورکھ۔ کامل انسان جس میں کوئی کمی نہ ہو''۔

(میان کرشن ص 2857)

پس باباجی کا اپنی پیشگوئی میں یہ بیان کرنا کہ پکے گروہ کے لوگ اسے ''پورن پرکھ'' یعنی کامل انسان تسلیم کریں گے اپنے اندر یہی مفہوم لئے ہوئے ہے کہ وہ اسے انسانیت کے کمال نبوت کو پانے والا یقین کریں گے۔ اس کے برعکس کچے گروہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے بارہ میں باباجی نے یہ فرمایا ہے کہ وہ محض وہم کا شکار ہوں گے۔ ان کے پاس اپنے خیالات کی تائید میں کوئی پختہ دلیل نہ ہوگی۔ وہ اسے پورن پورکھ کی بجائے راجہ تسلیم کریں گے۔ یعنی اسے نبی ماننے سے انکار کر دیں گے اور ان کا یہ انکار محض اپنے وہم اور خیال کا نتیجہ ہوگا۔ باباجی نے اس سلسلہ میں جو الفاظ بیان فرمائے ہیں وہ ''بھرمائیں گے'' ہیں اور بھرم کے معنے لغات میں یہ مرقوم ہیں کہ ''کچھ اور کو اور خیال کرنا'' ''جھوٹا گیان'' (یعنی خلاف حق باتیں) شکوک و شبہات جو حقیقت کے خلاف ہو۔ باباجی نے پورے گورو کو راجہ تسلیم کرنے کے بارہ میں خود ہی یہ تشریح کی ہے کہ:۔

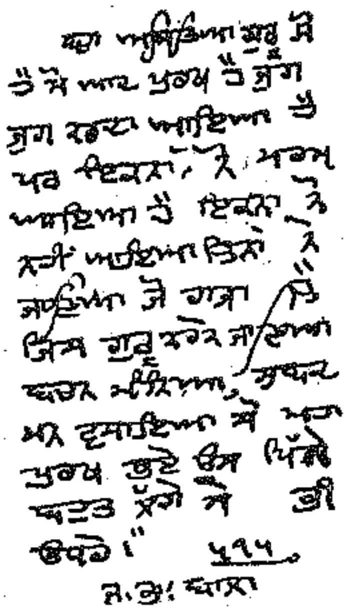

یعنی آدپورکھ گورو وہی ہے جو جگ میں ظاہر ہو رہا ہے۔ سب کو اس نے اپنے سوت میں پرو دیا ہے۔ یعنی قانون قدرت کے موافق ہر شے نمودار ہوتی ہے اور صورت تبدیل کرتی رہتی ہے۔ بعض نے اس رمز کو سمجھا ہے اور بعض نہیں جانتے اور وہ راجہ کی صورت خیال کرتے ہیں لیکن جس نے گورو کو پہچانا ہے اور حکم مانا ہے۔ گوربانی کو دل میں جگہ دی اور صدق یقین سے ایمان لائے۔ وہ یہاں پورش ہوگیا۔ جو لوگ اس کے پیرو ہوگئے وہ بھی نجات پاگئے۔

(جنم ساکھی بھائی بالا اردو ص 581)

الغرض کسی پورے گورو کو راجہ تسلیم کرنا بابانانک صاحب کے نزدیک صحیح عقیدہ نہیں ہے۔

دوسری بات باباجی نے یہ بیان کی ہے کہ پکے لوگ اس پورے گورو کو انباشی یعنی دائمی زندگی پانے والا تسلیم کریں گے۔ ظاہر ہے کہ کسی مامور من اللہ کی دائمی زندگی اس کے سلسلہ کے قیام اور اس کے مشن کے جاری رہنے میں ہے اور اس مقصد کے لئے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے فرستادوں کے بعد سلسلہ خلافت کو قائم کیا ہے گویا کہ کسی فرستادہ کی دائمی زندگی اس کے بعد اس کے ماننے والوں میں سلسلہ خلافت سے وابستہ ہے۔ خود سیدنا حضرت مسیح موعود کا اس بارہ میں ارشاد ہے کہ:۔

''چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقاء نہیں۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں۔ ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تاقیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے''۔

(شہادت القرآن۔ روحانی خزائن جلد 6 ص 353)

پس کسی مامور کے بعد اس کی جماعت میں خلافت کا قیام ہی اس کی دائمی زندگی کی علامت ہے۔ باباجی کا یہ بیان کرنا کہ پکے لوگ پرگنہ بٹالہ کے گورو کو انباشی مانیں گے۔ اپنے اندر یہ مفہوم لئے ہوئے ہے کہ وہ پکے گروہ کے لوگ اس کے بعد خلافت کے قائل ہوں گے۔ چنانچہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے ہی حضرت مسیح موعود کی دائمی زندگی کو سلسلہ خلافت سے ہی وابستہ کیا ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے کہ:۔

''میں ہرگز کسی احمدی کے لئے جائز نہیں سمجھتا کہ وہ اپنے مسیح کو مردہ کہے بلکہ ضرور ہے کہ اسے زندہ کیا جائے یہ میرا حکم نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے اور درحقیقت انسان پر جب موت آتی ہے۔ تو اس کے اجزاء متفرق ہو جاتے ہیں مگر دیکھو کہ اس کے مرید بمنزلہ اجزاء کے تھے۔ وہ بجائے اس کے کہ متفرق ہوں۔ ان میں وحدت کی روح پھونکی گئی''۔

(بدر 11 جون 1908ء ص 5)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے واضح ارشاد میں فرمایا ہے کہ ہمارا مسیح زندہ ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس کے وصال کے بعد اس کی جماعت میں سلسلہ خلافت کو قائم کر کے جماعت کے لوگوں کو پراگندہ اور منتشر ہونے سے بچالیا اور وہ سب کے سب ایک ہاتھ پر جمع ہو گئے اور اس طرح ان میں وحدت کی روح پھونک دی گئی اور یہ ہمارے مسیح کی ابدی زندگی کی ایک زبردست علامت ہے اور جو لوگ خلافت کے منکر ہیں وہ حقیقت میں حضور کے ابدی زندگی کے انکاری ہیں اور ان کا خلافت کا انکار اپنے وہم کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ وہ خلافت اولیٰ کے زمانہ میں خود بھی اس کے قائل رہ چکے ہیں اور حضرت حکیم مولانا نورالدین کو خلیفۃ المسیح تسلیم کر چکے ہیں اور اس خلافت اولیٰ کو تسلیم کرنے کے بعد خلافت ثانیہ کا انکار ان کے ''کچے'' ہونے کو واضح کر رہا ہے۔

تیسری بات باباجی نے اس سلسلہ میں یہ بیان کی ہے کہ پکے گروہ سے تعلق رکھنے والے لوگ اس مصلح ربانی کو نئی زمین اور نیا آسمان بنانے والا تسلیم کریں گے۔ظاہر ہے کہ باباجی کی اس سے مراد یہ مادی زمین اور مادی آسمان نہیں ہوسکتے کیونکہ یہ تو خود باباجی سے بہت پہلے عالم وجود میں آچکے تھے۔لہٰذا اس سے مراد اس مصلح ربانی کا روحانی دنیا بسانا ہی ہوسکتا ہے اور اس بارہ میں حضرت مسیح موعود کے واضح ارشادات بھی موجود ہیں۔حضور نے فرمایا ہے کہ:۔

’’خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ وہ نئی زمین اور نیا آسمان بناوے۔وہ کیا ہے نیا آسمان؟ اور کیا ہے نئی زمین؟ نئی زمین وہ پاک دل ہیں جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے تیار کر رہا ہے جو خدا سے ظاہر ہوئے اور خدا ان سے ظاہر ہوگا اور نیا آسمان وہ نشان ہیں جو اس کے بندے کے ہاتھ سے اور اسی کے اذن سے ظاہر ہو رہے ہیں‘‘۔(کشتی نوح۔روحانی خزائن جلد 19 ص 7)

الغرض یہ نئی زمین اور نیا آسمان ایک روحانی نظام ہے جو حضرت مسیح موعود کے بابرکت ہاتھوں سے جماعت احمدیہ کے قیام کی شکل میں ظہور میں آیا اور جس کے تسلسل اور دائمی قیام کی بنیادی اینٹ حضور کے بعد قدرت ثانیہ یعنی سلسلہ خلافت ہے۔اگر اس بنیادی اینٹ کو ہلا دیا جائے تو اس نظام کی تمام عمارت دھڑام سے آگرے گی اور تمام قوم کا شیرازہ کھل جائے گا اور وہ پراگندہ اوراق کی مانند منتشر ہوجائے گی۔

پس باباجی کا یہ بیان کرنا کہ اس پورے گروہ کے ماننے والے پکے لوگ اسے سرشٹ کا کرتا کرنے ہارا تسلیم کریں گے۔اس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ وہ اسے ایک روحانی نظام کا قائم کرنے والا یقین کریں گے اور وہ خود بھی اس نظام میں منسلک ہوں گے اور دوسروں کو بھی اس میں شامل ہونے کی دعوت دیں گے۔

باباجی نے اس کے مقابل پر کچے لوگوں کی تیسری بات یہ بیان کی ہے کہ وہ اس پورے گورو کو ماننے والوں کی اندھا دھند مخالفت میں لگ جائیں گے۔گویا کہ ان کا مشن عداوت میں تبدیل ہوجائے گا۔

1914ء سے لے کر اب تک تاریخ احمدیت اس بات پر شاہد ہے کہ جن لوگوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی وفات کے بعد مسئلہ خلافت میں اختلاف کیا اور الگ ہوگئے۔انہوں نے اس کے بعد آہستہ آہستہ اپنا مقصد ہی ہماری جماعت کی مخالفت بنا لیا۔بلکہ سیدنا حضرت مسیح موعود کے اسی لخت جگر کو اپنا تختہ مشق بنایا جسے وہ خود حضرت مسیح موعود کی صداقت کی ایک واضح دلیل قرار دیا کرتے تھے اور لوگوں سے یہ کہا کرتے تھے:

’’جو حضرت مرزا صاحب کو مفتری کہتے ہیں اس بات کا جواب دیں کہ اگر یہ افتراء ہے تو یہ سچا جوش اس بچے کے دل میں کہاں سے آیا۔جھوٹ تو ایک گند ہے پس اس کا اثر تو چاہئے تھا کہ گند ہوتا نہ یہ کہ ایک پاک اور نورانی جس کی نظیر نہیں ملتی‘‘۔(ریویو جلد 5 ص 3)

باباجی نے اس پیشگوئی کے تسلسل میں اس بات کی بھی وضاحت کردی کہ جو لوگ اس مصلح ربانی کے سلسلہ سے الگ ہوں گے۔وہ پھر واپس نہیں لوٹیں گے۔البتہ اللہ تعالیٰ اس کی جماعت میں ان کے نعم البدل لوگ شامل کر کے اسے مضبوط کرے گا۔جیسا کہ باباجی نے فرمایا:۔

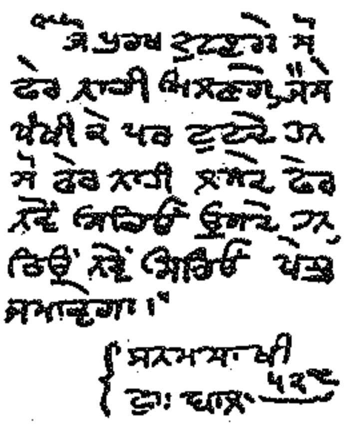

جو پورکھ ٹوٹن گے سو پھیر ناہی ملن گے جیسے پنکھی کے پر ٹوٹ دے ہن سو پھیر نویں سریوں اگ دے ہن تویں نویں سرے کھیت جما دے گا‘‘۔

(جنم ساکھی بھائی بالا ص 527)

خلاصہ پیشگوئی

باباناک صاحب کی اس پیشگوئی کا خلاصہ یہ ہے کہ سیف کا کام قلم سے دکھانے والے مرد کے چیلے اور پورے گورو (یعنی امتی نبی) کا جب وصال ہوگا تو اس کے بعد اس کی جماعت میں ایک ایسا نظام قائم ہوگا۔جو غیر منقطع ہوگا۔ظاہر ہے کہ یہ نظام خلافت ہی ہوسکتا ہے ورنہ کسی ایک شخصیت کہ دوام کا حاصل ہونا محال ہے۔گویا باباجی نے یہی بیان کیا ہے کہ اس پورے گورو کے بعد اس کی جماعت میں نظام خلافت قائم ہوگا اور ایسے خلفاء ہوں گے جن کے قبضہ میں بیت المال ہوگا اور جو لوگوں کی داد فریاد بھی سنیں گے اور جو اس کی جماعت کی نگرانی کریں گے۔اس کے بعد وہ پورا گروہ ایک نئے لباس میں دنیا میں ظاہر ہوگا۔یعنی اس کا ایک ایسا جانشین ہوگا جو اس کی خوبو پر ہوگا اور وہ جوانی کے عالم میں ظاہر ہوگا اور اس کے خیالات اور عزائم میں کبھی بھی بڑھاپا نہ آئے گا۔اور وہ اپنے خیالات کے لحاظ سے ہمیشہ جوان رہے گا اس کے ظہور پر بعض لوگ اسے شناخت نہ کرسکیں گے۔کیونکہ بعض جنم ساکھیوں میں ’’بھٹے الگ الگ‘‘ کی بجائے ’’بھٹے الکھ الگ‘‘ کے الفاظ میں آئے ہیں اور الکھ کے معنے ’’سمجھ سے بالا‘‘ جسے سمجھا نہ جاسکے بھی ہیں۔گویا اس پورے کا نئے لباس میں ظاہر ہونا۔بعض لوگوں کی سمجھ سے بالا ہوگا اور وہ اسے پہچان نہ سکیں گے اور علیحدگی اختیار کرلیں گے۔اس طرح اس پورے گورو کی جماعت کچے اور پکے لوگوں کے دو حصوں میں بٹ جائے گی۔اس سے واضح ہوتا ہے کہ اختلاف کا آغاز مسئلہ خلافت پر ہوگا۔یعنی ایک گروہ ایک وقت نظام خلافت کا منکر ہوجائے گا۔اس سلسلہ میں باباجی نے دوسرے گروہ کے لئے کچے کے لفظ کا استعمال کیا ہے گویا کہ کچے لوگ تو اپنی مصلحتوں کے پیش نظر اپنے سابقہ خیالات اور عقائد کو ترک کردیں گے اور جن عقائد میں انہیں اختلاف ہوگا۔انہیں وہ اس سے قبل خود ہی درست تسلیم کرچکے ہوں گے اور دوسرا گروہ پکے لوگوں کا ہوگا۔جو اپنے کسی عقیدہ یا خیال میں کوئی تبدیلی نہیں آنے دے گا۔باباجی نے اس سلسلہ میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ پکے گروہ کے لوگوں کے عقائد کی بنیاد اس بات پر ہوگی کہ یہ پورا گورو ’’پورن پورکھ‘‘ یعنی کامل انسان ہے۔اس نے انسانیت کے کمال کو حاصل کیا ہوا ہے۔گویا وہ اس پورے گورو کو پورن پورکھ (نبی) اور ستگورو (رسول) تسلیم کریں گے۔یاد رہے کہ حضرت مسیح موعود نے گورو کے لفظ کو رسول کے مترادف ہی قرار دیا ہے۔(ست بچن ص 95) اور خود سکھ ودوان بھی گورو کے لفظ کو رسول کے مترادف قرار دیتے ہیں۔(رسالہ لکھاری امرتسر اپریل مئی 1943ء) اس کے ساتھ ہی وہ اسے انباشی بھی مانیں گے۔یعنی اس کے بعد وہ سلسلہ خلافت کے قائل ہوں گے۔کیونکہ نبوت کے ساتھ خلافت ضروری ہے اور کوئی نبوت بغیر خلافت کے نہیں ہوسکتی اور حضرت مسیح موعود چونکہ تابع شریعت محمدیہ نبی اور رسول ہیں۔اس لئے حضور نے بھی اپنے بعد دوسری قدرت یعنی سلسلہ خلافت کو ضروری قرار دیا ہے اور اس کے برعکس کچے گروہ سے تعلق رکھنے والے لوگ ایک وقت سلسلہ خلافت کا انکار کردیں گے۔حالانکہ اس سے پہلے وہ اسے تسلیم کرچکے ہوں گے کیونکہ بغاوت کی رو سے کچے معنے ایک راستہ اور مسلک کو اختیار کرنے کے بعد ترک کرنے والا بھی ہیں اور اس کے بعد وہ اس پورے گورو کی نبوت سے بھی انکار کردیں گے یعنی ان کا اس پورے گورو کی نبوت سے انکار دراصل خلافت سے منحرف ہونے کا ایک لازمی نتیجہ ہوگا۔وہ اسے پورن پورکھا (نبی) اور ستگورو (رسول) ماننے کی بجائے صرف ایک راجہ تسلیم کریں گے۔گویا کہ وہ اس کا سرے سے انکار نہیں کریں گے۔بلکہ اس کے درجہ کو کم کرنے کی کوشش کریں گے۔حالانکہ وہ اختلاف سے قبل خلافت اور نبوت دونوں مسائل کو صحیح تسلیم کرچکے ہوں گے۔اور ان کے بعد کے تبدیل شدہ عقائد کی بنیاد کسی دلیل پر نہ ہوگی بلکہ وہ محض بھرم کا شکار ہوکر اپنے مسلک کو تبدیل کریں گے۔یاد رہے کہ بھرم کے معنے لغات میں یہ مرقوم ہیں کہ:۔

1۔گھومنا،پھر جانا،مغالطہ،جھوٹا گیان،اور کو اور سمجھنا،شکوک وشبہات۔ (مہاں کوش ص 2714)

یعنی وہ اپنے وہم کی پیروی کرنے والے ہوں گے اور جو کچھ درست سمجھ رہے ہوں گے۔وہ حقیقت کے خلاف ہوگا۔گویا کہ ان کا اس پورن پورکھ کو راجہ تسلیم کرنا حقیقت پر مبنی نہ ہوگا اور وہ پورن پورکھ (نبی) ہوگا۔

باباجی نے اس سلسلہ میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ ’’پکے‘‘ گروہ سے تعلق رکھنے والے لوگ اس پورے گورو کو نئی زمین اور نیا آسمان بنانے والا بھی تسلیم کر رہے ہوں گے اور وہ نئی زمین اور نیا آسمان ایک روحانی نظام پر مشتمل ہوگا اور کچے گروہ کے لوگ اپنی زندگی کا مقصد پکے گروہ کے لوگوں کی نندہ کرنا بنالیں گے اور نندہ کے معنے لغات میں ’’خوبی کو عیب خیال کرنا ہے (ملاحظہ ہو مہاں کوش ص 21,19) گویا کہ کچے گروہ کے لوگ پکے لوگوں کی مخالفت میں اس حد تک بڑھ جائیں گے، ان کی خوبیاں بھی انہیں عیوب نظر آئیں گی اور وہ ان پر الزام تراشنے میں اپنا وقت اور روپیہ صرف کریں گے۔باباجی کچے گروہ کے لوگوں کے متعلق یہ بیان کرچکے ہیں کہ وہ بھرم میں مبتلا ہوں گے اور بھرم کے معنے ہم بیان کرچکے ہیں کہ کچھ کو کچھ اور سمجھنا ہے۔اس سلسلہ میں باباجی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جو لوگ اختلاف کریں گے اور نظام خلافت سے الگ ہوجائیں گے۔وہ پھر واپس نہیں لوٹیں گے۔البتہ اللہ تعالیٰ ان کے نعم البدل لوگ جماعت میں داخل کردے گا۔جو پکے لوگوں کی تسلی اور تقویت کا باعث ہوں گے اور جو لوگ الگ ہوں گے ان کی علیحدگی مشیت ایزدی کے ماتحت ہی ہوگی اور خدا تعالیٰ کی تقدیر خود ہی انہیں الگ کردے گی اور پکے لوگ ان کے اختلاف اور علیحدگی سے بالکل نہیں گھبرائیں گے۔بلکہ وہ اپنے رب العزت کی اس تقدیر پر راضی رہیں گے اور ہر حالت میں خوش رہیں گے اور ان کا آپس میں ایسا تعلق ہوگا۔جو اس دنیا میں بھی قائم رہے گا اور مرنے کے بعد بھی اس کا سلسلہ منقطع نہ ہوگا۔یہی وجہ ہے کہ گورو گرنتھ صاحب میں کچے لوگوں سے تعلقات منقطع کرنے اور پکے لوگوں سے قائم کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔جیسا کہ ایک جگہ مرقوم ہے کہ:۔

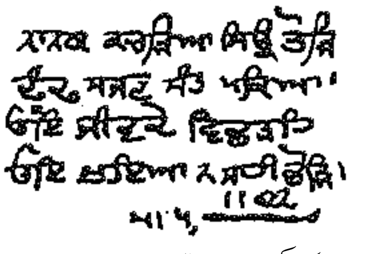

نانک کچڑیاں سیوں توڑ
ڈھونڈھ سجن سنت پکیاں
اوے جیوندے وچھڑے
اوے مویاں نہ جاہی چھوٹے

(گورو گرنتھ صاحب ص 1102)

یعنی نانک جی کہتے ہیں کہ کچے لوگوں سے اپنے تعلقات منقطع کرلو اور پکے لوگوں کی تلاش کرو۔کچے لوگوں کا تعلق عارضی ہوتا ہے اور وہ اس دنیا میں ہی ختم ہوجاتا ہے اور پکے لوگوں سے قائم کیا گیا تعلق مرنے کے بعد بھی قائم رہتا ہے اور اس کا اثر اخروی زندگی میں بھی ساتھ جاتا ہے۔

الغرض باباجی کی اس پیشگوئی میں تمام باتیں ایسی ہیں جو جماعت احمدیہ کے تاریخی اختلاف سے جو 1914ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی وفات اور خلافت ثانیہ کے انتخاب پر رونما ہوا تھا اور وہ لوگ جو خود کو جماعت کے روح رواں خیال کرتے تھے۔نظام خلافت کا انکار کرکے جماعت سے الگ ہوگئے تھے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت سے وابستہ رکھے اور ہمارا انجام بخیر فرمائے۔

(الفضل 31 مئی۔4 جون 1959ء)

ہمارے خدا کے پاس قدرت ثانیہ، ثالثہ، رابعہ اور خامسہ بھی ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا ایک اہم ارشاد

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود نے 8 ستمبر 1950ء کو بمقام کراچی ایک بصیرت افروز خطبہ میں فرمایا:

''شائد تم میں سے کسی کے دل میں یہ خیال ہو کہ اگر میں مر گیا تو کیا ہوگا؟ اس میں شبہ نہیں کہ آخر ہر انسان نے مرنا ہے اور میری صحت تو شروع سے ہی کمزور رہی ہے۔ مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود نے اپنی وفات سے چند دن پہلے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو بلایا اور میری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ ڈاکٹر صاحب آپ کچھ اس کی طرف بھی توجہ کر لیں مجھے تو اس کی صحت کا سخت فکر رہتا ہے ایسی صحت کے ساتھ میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ کچھ عرصہ زندہ بھی رہے گا یا نہیں۔ حضرت مسیح موعود اس کے چند دنوں بعد وفات پا گئے اور میں جو ہر وقت بیمار رہتا تھا اب بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے زندہ ہوں۔ مجھ سے بہت زیادہ قوی اور مضبوط انسان مجھ سے پہلے گزر گئے۔ حافظ روشن علی صاحب مجھ سے بہت زیادہ قوی تھے اور ان کی عمر بھی میرے قریب قریب تھی۔ وہ بڑے مضبوط اور طاقتور تھے۔ مگر 1929ء میں میرے دیکھتے ہی دیکھتے فوت ہو گئے۔ میر محمد اسحٰق صاحب مجھ سے بہت زیادہ قوی تھے اور مضبوط تھے اور دو سال مجھ سے چھوٹے تھے مگر 1944ء میں وہ بھی فوت ہو گئے اور میں جس کے متعلق یہ کہا جاتا تھا کہ اب مرا کہ مرا اب اپنی عمر کے باسٹھویں سال میں سے گزر رہا ہوں۔ بہت سے تندرست اور سکول میں میرے ساتھ پڑھنے والے نوجوان جو بچپن میں مجھے ہر میدان میں شکست دیا کرتے تھے اور جو مجھ سے بہت زیادہ قوی اور مضبوط تھے وہ قریباً سارے کے سارے فوت ہو چکے ہیں۔ شاید ان میں سے کوئی ایک دو ہی اب زندہ ہوں۔ پس یہ امر تو خدا تعالیٰ کی مرضی پر منحصر ہے اور جب یہ اس کا قائم کردہ سلسلہ ہے تو یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ میری موت کا وقت آ جائے اور دنیا یہ کہے کہ مجھے اپنے کام میں کامیابی نہیں ہوئی۔ میری وفات خدا تعالیٰ کے منشاء کے مطابق اس دن ہوگی جس دن میں خدا تعالیٰ کے نزدیک کامیابی کے ساتھ اپنے کام کو ختم کر لوں گا اور حضرت مسیح موعود کی وہ پیشگوئیاں پوری ہو جائیں گی جن میں میرے ذریعہ سے............ احمدیت کے غلبہ کی خبر دی گئی ہے اور وہ شخص بالکل عدم علم اور جہالت کا شکار ہے جو ڈرتا ہے کہ میرے مرنے سے کیا ہوگا؟ حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ میں تو جاتا ہوں لیکن خدا تعالیٰ تمہارے لئے قدرت ثانیہ بھیج دے گا مگر ہمارے خدا کے پاس قدرت ثانیہ ہی نہیں اس کے پاس قدرت ثالثہ بھی ہے اور اس کے پاس قدرت رابعہ بھی ہے۔ قدرت اولیٰ کے بعد قدرت ثانیہ ظاہر ہوئی اور قدرت ثانیہ کے بعد قدرت ثالثہ آئے گی اور قدرت ثالثہ کے بعد قدرت رابعہ آئے گی اور قدرت رابعہ کے بعد قدرت خامسہ آئے گی اور قدرت خامسہ کے بعد قدرت سادسہ آئے گی اور خدا تعالیٰ کا ہاتھ لوگوں کو معجزہ دکھاتا چلا جائے گا اور دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت اور زبردست سے زبردست بادشاہ بھی اس سکیم اور مقصد کے راستہ میں کھڑا نہیں ہو سکتا جس مقصد کے پورا کرنے کے لئے اس نے حضرت مسیح موعود کو پہلی اینٹ بنایا اور مجھے اس نے دوسری اینٹ بنایا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ دین جب خطرہ میں ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کے لئے اہل فارس میں کچھ افراد کو کھڑا کرے گا۔ حضرت مسیح موعود ان میں سے ایک فرد تھے اور ایک فرد میں ہوں لیکن رجال کے ماتحت ممکن ہے کہ اہل فارس میں سے کچھ اور لوگ بھی ایسے ہوں جو دین .... کی عظمت قائم رکھنے اور اس کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لئے کھڑے ہوں۔............''

(الفضل 22 ستمبر 1950ء صفحہ 6-7)

خلافت کے دو کام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فرماتے ہیں:

''قرآن کریم میں خلافت کے دو کام بتائے گئے ہیں۔ ایک ہے تمکین دین اور دوسرا ہے خوف سے حفاظت۔ اور قرآن کریم کی رو سے یہ دونوں کام جب تک خلافت ہے کسی اور کے ذریعہ سے سرانجام نہیں پاسکتے۔ اس لئے جس طرح پہلے الٰہی سلسلوں میں ہمیشہ یہ ہوتا رہا ہے۔ جماعت احمدیہ میں بھی مختلف تنظیمیں تمکین دین اور خوف کو امن سے بدلنے کے سامان پیدا کرنے کے لئے بطور ہتھیار کے ہوتی ہیں اور یہ ہتھیار خلیفہ وقت کے ہاتھ میں ہوتا ہے''

(ماہنامہ خالد مارچ 1970ء)

سب کو مبارک ہو

حوصلے سے عزم سے ہم نے گزاری یہ صدی
تھی اگرچہ ان گنت صدیوں پہ بھاری یہ صدی

دشمنوں کی ہر جفا سہتے رہے ہم سو برس
ہم نے سائے میں دعاؤں کے گزاری یہ صدی

اپنے ہر بدخواہ کا اوچھا وار اس پر جا پڑا
دشمنوں کے واسطے مہلک کٹاری یہ صدی

پانچ گل ہائے خلافت باغِ مہدی میں کِھلے
ہے گلِ نایاب سے مہکی کیاری یہ صدی

نورِ دیںؔ محمودؔ ناصرؔ طاہر و مسرور کی
شکل میں اللہ کا ہے فیضان جاری یہ صدی

تھا خلافت کا جو پودا اب تناور پیڑ ہے
آنسوؤں سے سینچ کر ہم نے نکھاری یہ صدی

اور پختہ ہو گیا اللہ کے وعدوں پر یقیں
شجرِ ایماں کے لئے تھی آبیاری یہ صدی

ہو مبارک سب کو صد سالہ خلافت جوبلی
فضل سے اللہ نے خود ہم پہ واری یہ صدی

پانچ نسلوں کی دعائیں اس کی بنیادوں میں ہیں
کیا کہوں عرشیؔ ہمیں کتنی ہے پیاری یہ صدی

ا۔ع۔ ملک

خلیفۂ برحق کی شناخت کا معیار

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا مکتوب ایک ملتانی شاہ صاحب کے نام

اکتوبر 1912ء کا واقعہ ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل (1841ء-13 مارچ 1914ء) کی خدمت اقدس میں ملتان کے ایک شیعہ دوست نے خلیفہ برحق کی شناخت کے بارہ میں متعدد سوالات ارسال کئے۔ نیز لکھا کہ ماہ جون سے چار عریضے لکھ چکا ہوں۔ پہلے تین کے جواب جناب کی طرف سے مفتی محمد صادق صاحب مدیر ''بدر'' موصول ہو چکے ہیں بقیہ استفسارات کی طرف بھی توجہ فرمائی جائے۔

حضور انور نے اس کے جواب میں درج ذیل مفصل مکتوب 24/اکتوبر 1912ء کو قلم مبارک سے رقم فرمایا

''مکرم معظم حضرت شاہ صاحب۔

السلام علیکم۔ مفتی اور خاکسار کے پاس ہزار ہا خطوط آتے ہیں۔ کس کس کو محفوظ رکھیں۔ نمبر ایک اور دو پر جناب نے کوئی اعتراض نہیں فرمایا۔ نمبر 3 پرا عتراض ہے جس کو کسی سے مخالفت نہ ہو وہ کیونکر معلوم کرے کہ فلاں مدعی حق پر ہے۔

جناب من یہ سنت اللہ ہے۔ نیکوں کی مخالفت ہوا کرتی ہے۔ بلکہ انبیاء تک کی مخالفت وعداوت ضروری ہے۔ غور فرماویں۔ (الانعام:113) اور عام ارشاد مومنوں کو ہے (الانفال:61) جو مخالف نہیں وہ اور اعداء دین کو دیکھے۔

دوسرا اعتراض قرآن کریم میں خلفاء کے نام نہیں میں نے عرض کیا تھا کہ حضرت نبی کریم ﷺ کے خلفاء قیامت تک ہونے تھے۔ قیامت کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی کو بتایا نہیں بلکہ فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃ خلفاء کی عمر ساٹھ ستّر کے درمیان حد سوا سو برس ہوتی۔ تو کس قدر اسماء خلفاء کے قرآن میں سماتے اور آخر فیصلہ نام سے تو ہرگز نہ ہوتا۔ اب تک ہزاروں امام علی حسن، حسین، جعفر، محمد نام کے موجود ہیں۔ کس کس کو امام مانیں۔ پھر فیصلہ آخر تائیدات الٰہیہ پر ہی ہوتا۔ تو نام کا ذکر لغو جاتا۔ تعالیٰ سبحانہ عن اللغو۔

باقی رہا اجماع کا جھگڑا، سو مولانا شاہ صاحب مَیں تو اس طرف آیا ہی نہیں۔ مجھ پر اعتراض کیا ہوا۔ ہاں میں بھی سنی ہوں۔ گو ہمارے مخالف مجھے کافر اکفر کہیں۔ یہی ان کے پاس سرو پا ہے۔ اور ان کے پاس ہے ہی کیا جو دیں۔ مگر میرے وہم میں کبھی نہیں آیا کہ خلافت کو اجماع سے ثابت کروں۔ پھر آپ کیوں بار بار اجماع کا جھگڑا لے بیٹھتے ہیں ہاں جو سنّی اجماع سے خلافت ثابت کرتے ہیں ان سے آپ دریافت فرماویں۔

تیسرا اعتراض کہ نام ہوتا تو کیا مفید نہ ہوتا۔ نام ونشان دونو پورا پتہ دیتے۔ جواب عرض ہے کہ میرا اور آپ کا کام نہیں کہ اللہ رسول کو سمجھائیں اور بتائیں۔ اے اللہ تو اس طرح کرتا تو اچھا ہوتا۔ پھر نام ہوتا تو قرآن کریم میں ہوتا اور کتنے نام ہوتے۔ چھ، بارہ پچاس، سو، ہزار، لاکھ، کروڑ، بے انتہا۔ سنئے زیدی شیعہ ہیں ان کے یہاں زید بن علی بن حسین بن علی علیہم السلام امام ہیں نہ محمد بن علی علیہما وعلی آبائہما السلام۔

کیسانی محمد بن علی ابن حنیفہ کو امام برحق موجود صاحب العصر یقین کرتے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے اب تک وہ رضوی میں موجود ہیں۔ آغا خانی کو اب غالبًا امام پچاسویں نمبر پر مانتے ہیں۔

امامیہ اثنا عشر۔ بارہ پر ختم ہیں۔ خارجی ہر پچیس برس بعد ایک امام ضروری یقین کرتے ہیں اور بعض پچاس برس کے بعد امام کا آنا ضروری کہتے ہیں۔ شاہ صاحب مَیں نے جہاں تک مذہب اسلام پر غور کیا ہے ان کی عمدہ سے عمدہ اور فی الواقع عمدہ پاک کتاب قرآن مجید ہے۔ اس میں تو نام نہیں۔ رہی کلینی، تہذیب استبصار من لایحضرہ الفقیہ، نہج البلاغہ، تفسیر منسوب بامام حسن عسکری، شیعہ کی کتب عزیز میں قاموس الشریعۃ، ایضاح وبیاء مسند ربیع، خوارج کی عمدہ کتابیں، بخاری، مسلم، سنیوں کی مایہ فخر ان میں کوئی مرفوع متصل مسند ہاں متواتر جو مدار یقین وایمان ہو مجھے نہیں ملی۔ تو فرمایئے جب ان مذاہب کے پاس ایسی بیّن فہرست ہو تو میرا کیا قصور ہے۔ غالبًا ان مصنفوں کو کوئی متواتر حدیث ملی نہیں جس میں یہ فہرست نہ ہو۔ ہاں اپنے اپنے گھر کے لئے اپنی جماعت کے لئے خوشکن باتیں فرمادی ہیں مگر وہ دوسرے پر تو حجت نہیں ہوسکتیں۔

آپ میرے عریضہ پر مخلی بالطبع ہوکر غور فرمائیں مَیں تو اہل بیت علیہم الصلوٰۃ والسلام پر قربان ہوں۔ مگر جو طریق آپ نے اختیار فرمایا ہے وہ طریق میری سمجھ سے دور ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے آمین۔

چوتھا اعتراض کامیابی سے کیا مراد ہے۔ غرض ہے کہ وہی جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنا لننصر رسلنا ......(المومن:52) اور فرماتا ہے. **ولیمکنن لھم دینھم** ......(النور:56)

مَیں نے کیا کہنا ہے اور مَیں کون ہوں جو کچھ کہوں۔ آج کوئی مدعی منجانب اللہ ہوکر ملک گیری میں کامیابی والا مجھے آپ بتائیں۔ مَیں اس پر غور کروں گا اور جدھر اشارہ آپ نے فرمایا ہے وہ بحث ابھی آپ کے میرے درمیان نہیں آئی۔ اصولی بحث میں شخصی جھگڑا، ہنوز دہلی دوراست۔

مَیں صفین، کربلا کے واقعہ ہائلہ سے بے خبر تو نہیں مگر سردست اس بحث کا وقت نہیں اور نہ موقع ہے۔

بندہ رخصت ہوتا ہے۔ والسلام۔

نوردین

24/اکتوبر 12ء''

ہمارا کام تھا وعظ و منادی
سو ہم سب کر چکے وَاللّٰہُ ہادی

پاسبانِ خلافت

سمجھتے ہیں وابستگانِ خلافت
ملائک ہیں خود پاسبانِ خلافت

جو مومن بجا لائیں اعمال صالح
ہے ان کے لئے ارمغانِ خلافت

یہ تعبیر ہے قدرتِ ثانیہ کی
درخشاں نشاں ہے نشانِ خلافت

خلافت حقیقت میں حبل المتیں ہے
حصارِ یقیں کوہستانِ خلافت

کوئی خوف تنوؔیر کو ہے نہ غم ہے
ہے حاصل اسے آستانِ خلافت

روشن دین تنویر

اشتہارات

تبرکات

خلافت حقہ کی چار واضح علامات

حضرت مولانا ابوالعطاء جالندھری

خلافت قائمقامی اور جانشینی کو کہتے اور کسی کی نیابت کی شان اور مرتبہ کو سمجھنے کے لئے اس کے اصل کو جاننا ضروری ہے۔ جس کا وہ نائب اور خلیفہ ہے۔ اگر چہ لفظ خلیفہ عام ہے مگر اصطلاح میں نبی کی وفات کے بعد اس کے کام کو سنبھالنے والا خلیفہ کہلاتا ہے۔

نبی ایسے وقت میں مبعوث ہوتا ہے جب دنیا کو بہت بڑی اصلاح کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ اس وقت فتنہ وفساد کا غلبہ ہوتا ہے۔ عقائد واعمال میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ نبی اس خرابی کو دور کرنے کے لئے آتا ہے۔ چونکہ اس زمانہ کے لوگ تقویٰ وصلاحیت سے دور ہوتے ہیں اس لئے نبی کے انتخاب میں انسانوں کے دخل کا یا ان کی صوابدید کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ براہ راست جس کو چاہتا ہے نبی مقرر فرماتا ہے۔ لوگ ہزار کہتے رہیں کہ یہ شخص نبی کے مقام کا اہل نہیں ان کا کہنا بیکار ہوتا ہے اور ان کے ایسے اعتراض بے معنی۔ فرمایا...... من یشاء کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنا رسول منتخب کرتا ہے۔ انسانی آراء کا اس میں کچھ دخل نہیں ہوتا۔

نبی اپنی دعاؤں، اپنی تبلیغ اور اپنی اخلاقی قوت قدسیہ کے ذریعے اپنے مخاطب لوگوں میں سے اپنی جماعت میں شامل کرتا جاتا ہے ان کی تعلیم و تربیت کرتا ہے۔ انہیں اخلاقی پاکیزگی سے نوازتا ہے۔ گویا وہ نبی کا گلشن ہوتا ہے جس کی آبیاری و نگرانی عمر بھر کرتا ہے اور آخر کار بوقت وفات نبی اپنے ان متبعین کو اپنی امانت سپرد کر جاتا ہے۔ اور انہیں اپنا جانشین مقرر کر دیتا ہے۔ وہ نبی کے کام کو جاری رکھنے اور اسے پایہ تکمیل تک پہنچانے کے ذمہ وار ہوتے ہیں۔ وہ نبی کی تعلیم و تربیت کے ماتحت خوب جانتے ہیں کہ اس اہم ذمہ واری سے سبکدوش ہونے کے لئے اتفاق اور تنظیم بنیادی چٹان ہے۔

نبی کی تربیت سے یہ مقاصد بھی حاصل ہوتے ہیں کہ ہر کام میں جماعت کا ایک امیر ہوتا ہے اور امیر کی اطاعت نبی کی اطاعت ہوتی ہے۔ اس لئے جب نبی کی وفات کے صدمہ سے ان کے دل پگھلے جا رہے ہوتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ذمہ واری کا ایک پہاڑ ان پر آن پڑا ہے وہ الٰہی تحریک سے فی الفور اپنے میں سے ایسے شخص کے انتخاب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ جو ان کے نزدیک سب سے زیادہ متقی، نبی کے مقاصد کو سمجھنے والا اور پورے عزم سے ان مقاصد کو بروئے کار لانے والا ہوتا ہے۔

چونکہ نبی کی قائم کردہ روحانی جماعت خدا کی اطاعت کرنے والی جماعت ہوتی ہے اور خلافت کا مقام نبوت کے تابع ہے اس لئے خلیفہ کے تقرر میں خدا تعالیٰ کا منشاء اس طرح کام کرتا ہے کہ مومنوں کی آراء سے نازک ترین وقت میں خلیفہ کا انتخاب ہوتا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی مرضی بھی پوری ہو جاتی ہے اور نیک انسانوں کی پسندیدگی بھی ظاہر ہو جاتی ہے گویا آیت وعد اللہ...... کے مطابق خدا ہی خلیفہ مقرر کرتا ہے۔ مگر آیت قرآنی وامرھم شوریٰ بینھم کے ماتحت مومنوں کے مشورہ کی توقیر اور عزت بھی قائم کر دی جاتی ہے اور اس طرح نبوت اور خلافت کا روحانی درجہ بھی ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور دینی صحیح جمہوریت کا نظارہ بھی نظر آ جاتا ہے۔ خلافت کا تقرر عام غیر مومن یا گھٹیا درجہ کے لوگوں کی آراء سے نہیں ہوتا بلکہ آمنوا وعملوا الصالحات میں سے اعلیٰ درجہ کے خدا ترس لوگوں کے انتخاب سے ہوتا ہے۔ اور پھر اسے خدائی تائید ونصرت حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے یہ انتخاب خاص انتخاب ہوتا ہے۔ اور خلافت اسی دینی جمہوری نظام کی اعلیٰ ترین شکل ہے۔ پس خلافت کی پہلی علامت یہ ہے کہ وہ دین کے جمہوری نظام کے ماتحت قائم ہو اور اسے اللہ تعالیٰ کی تائید حاصل ہو۔ گویا مومنوں کے قلوب بھی اس کے ساتھ ہوں اور خدا کا ہاتھ بھی اس کے اوپر ہو۔ خلیفہ اپنے نبی کی روحانیت کا جانشین ہوتا ہے اور مومنوں کو اس میں نبی کا عکس نظر آتا ہے۔ اس لئے وہ عشق و محبت سے اس کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کے احکام پر ہر قسم کی قربانی کرتے ہیں۔

دوسری علامت خلافت کی یہ ہے کہ خلیفہ اپنی خلافت کے زمانہ میں اسی ڈگر پر چلتا ہے جو نبی نے اختیار کی ہوتی ہے وہ نبی کے بعض ناتمام مقاصد کو پورا کرتا ہے اور اس کے پروگرام کو مکمل کرتا ہے۔ اس کے اس رویہ کی تصدیق خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت سے ہوتی ہے اور وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ خلیفہ کے ذریعہ سے نبی کے مشن کو استحکام بخشتا ہے اور اس کے دین کو تقویت عطا کرتا ہے۔ اسے قبولیت بخشتا ہے۔ نبی کے زمانہ میں جو دین ایک کونپل کی طرح تھا۔ وہ خلافت کے دور میں ایک تناور درخت بن جاتا ہے۔ اور چاروں طرف پھیل جاتا ہے۔ آیت قرآنی ولیمکنن لھم ...... کا یہی منشاء ہے۔ پس خلافت کی یہ نشانی ہے کہ اس وقت نبی کے لائے ہوئے مشن کو خاص ترقی حاصل ہوتی ہے اور اس کی قبولیت نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔

تیسری علامت خلافت کی یہ ہے کہ تمام پیش آمدہ مشکلات میں خلیفہ کو نبی کی طرح کا یقین و وثوق سے پُر دل دیا جاتا ہے۔ اور وہ توکل اور اپنے عزم سے ان مشکلات پر غالب آتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ اس کے ذریعہ سے مومنوں کی جماعت کے خوف کو امن سے بدل دیتا ہے۔ ان کے دلوں کو مضبوط کرتا ہے ان کے دشمنوں کو ناکام و نامراد کرتا ہے۔

خوف کے اوقات آتے ہیں تکالیف بھی ہوتی ہیں۔ لیکن وہ کسی حالت میں بھی مومنوں کی جماعت کی تباہی اور بربادی کا موجب نہیں بن سکتیں۔ بلکہ ان مشکلات کے باعث اللہ تعالیٰ خلافت والی جماعت کو اور بھی قرب بخشتا ہے اور ان کی حفاظت کرتا ہے اور انہیں غیر معمولی ترقی عطا فرماتا ہے۔ ان کا خوف امن سے بدلا جاتا ہے۔ اور وہ خلافت کی برکت سے ہولناک حالات میں سے امن اور سلامتی کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔ دشمن خیال کرتا ہے کہ میں خلیفہ کی جماعت کے لئے آگ بھڑکا رہا ہوں مگر وہ حیران ہو جاتا ہے۔ جب اسے نظر آتا ہے کہ خلافت سے وابستہ لوگ تو آگ کی بجائے گلزار میں ہیں اور ان کی تباہی کی بجائے ان کی عظمت و شوکت کے نئے نئے سامان پیدا ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں خلفاء کی علامت کے طور پر فرماتا ہے ولیبدلنھم...... کہ خدا تعالیٰ خود ان کے خوف کو امن سے تبدیل کر دیتا ہے۔ خوف کے بادل چھٹ جاتے ہیں اور آشتی کا دور دورہ ہوتا ہے۔

خلافت حقہ کی چوتھی علامت یہ ہوتی ہے کہ خلفاء اور ان کے متبعین شرک کی نجاست سے پاک ہوتے ہیں۔ ان کا توکل اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے اور وہ روحانیت اور دینی اخلاق میں ایک نمونہ ہوتے ہیں چونکہ نبی کے بعد خلیفہ اسی نورانی مشعل کا علمبردار ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کو منور کرنے کے لئے جلائی تھی۔ اس لئے وہ خود نبی کا روحانی وارث ہوتا ہے اور اس کے ساتھ رہنے والے بھی خدائی نشانوں کو دیکھ کر اس نور سے منور ہو جاتے ہیں اور وہ سب دنیا کی آلائشوں سے پاک ہو کر سارے کام محض اللہ کے لئے کرتے ہیں۔ وہ دنیا میں خدا ہی کی شریعت کا نفاذ کرتے ہیں۔ اور ان کا نصب العین بجز اس کے کچھ نہیں ہوتا کہ خدائے واحد کی عبادت زمین پر قائم ہو۔ اس ایمان کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی انہیں آسمانی نشانوں اور غیر معمولی نصرتوں سے نوازتا ہے اور ان کو اپنی توحید کے قائم کرنے کا ذریعہ بنا لیتا ہے ان کو اور ان کے سچے پیروؤں کو روحانی غلبہ عطا فرماتا ہے۔ اور ان کو کامیاب و کامران کرتا ہے۔ یہی معنے آیت قرآنی یعبدوننی ...... کے ہیں۔

ان چاروں علامتوں سے خلافت حقہ ممتاز ہوتی ہے۔ اور ان سے ہی خلفاء پرکھے جا سکتے ہیں۔ (الفضل 24 مئی 1960ء)

منصب خلافت پر متمکن ہونے کے بعد
خلفاء حضرت مسیح موعود کے پہلے تاریخی خطابات

حضرت حکیم مولانا نورالدین

خلیفۃ المسیح الاوّل

مورخہ 27 مئی 1908ء

کلمہ شہادت و استعاذہ کے بعد آیت آل عمران 105: پڑھی اور فرمایا۔

''میں اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جو ابدی اور ازلی ہمارا خدا ہے۔ ہر ایک نبی جو دنیا میں آتا ہے اس کا ایک کام ہوتا ہے جو کرتا ہے۔ جب کر چکتا ہے خدا تعالیٰ اس کو بلا لیتا ہے۔ حضرت موسیٰ کی نسبت یہ بات مشہور ہے کہ وہ ابھی بلاد شام میں نہیں پہنچے تھے کہ رستہ ہی میں فوت ہوگئے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر و کسریٰ کی کنجیوں کا ذکر فرمایا کہ مجھے دی گئی ہیں مگر آپؐ نے وہ کنجیاں (چابیاں) نہ دیکھیں کہ چل دیئے۔ ایسی باتوں میں اللہ تعالیٰ کے مخفی اسرار ہوتے ہیں۔ یہاں بھی بہت سے لوگ تعجب کریں گے کئی پیشگوئیاں کی تھیں وہ ابھی پوری نہیں ہوئیں۔ میرے خیال میں یہ اللہ کی سنت ہے کہ وہ بتدریج کام کرتا ہے۔ اور پھر جسے مخاطب کرتا ہے کبھی اس سے مراد اس کا مثیل بھی ہوتا ہے۔ پہلے پارہ میں فرمایا کہ تم نے موسیٰ سے پانی مانگا اور ایسا ہی اور جگہ فرمایا۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطب وہ لوگ نہ تھے۔ پس خدا کی باتیں رنگ برنگ شکلوں میں پوری ہوتی ہیں۔ اسی طرح اللہ کی یہ بھی سنت ہے کہ بعض مواعید الٰہیہ کسی دوسرے وقت پر ملتوی کئے جاتے ہیں۔ اسی لئے فرمایا ﴿یُصِبْکُمْ بَعْضُ ......﴾ اس بَعْضُ الَّذِیْ پر خوب غور کرو کہ اس میں یہی سرّ تھا کہ تمام وعدے نبی کی زندگی میں پورے نہ ہوں گے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ نے فرمایا قَد یُوْعِد وَلَا یوفِی یعنی بعض دفعہ خدا وعدہ کرتا ہے مگر پورا نہیں کرتا۔ نادان سمجھتا ہے کہ اس نے وفا نہیں کی حالانکہ مناسب وقت پر وہ وعدہ یا اس کی مثل پورا ہو جاتا ہے۔

میری پچھلی زندگی پر غور کرلو۔ میں کبھی امام بننے کا خواہش مند نہیں ہوا۔ مولوی عبدالکریم مرحوم امام الصلوٰۃ بنے تو میں نے بھاری ذمہ داری سے اپنے تئیں سبکدوش خیال کیا تھا۔ میں اپنی حالت سے خوب واقف ہوں اور میرا رب مجھ سے بھی زیادہ واقف ہے میں دنیا میں ظاہرداری کا خواہشمند نہیں۔ میں ہرگز ایسی باتوں کا خواہش مند نہیں۔ اگر خواہش ہے تو یہ کہ میرا مولیٰ مجھ سے راضی ہو جائے۔ اس خواہش کے لئے میں دعائیں کرتا ہوں۔ قادیان بھی اس لئے رہا اور رہتا ہوں اور رہوں گا۔ میں نے اس فکر میں کئی دن گزارے کہ ہماری حالت حضرت صاحب کے بعد کیا ہوگی۔ اسی لئے میں کوشش کرتا رہا کہ میاں محمود کی تعلیم اس درجہ تک پہنچ جائے۔ حضرت صاحب کے اقارب میں اس وقت تین آدمی موجود ہیں۔ اول میاں محمود احمد۔ وہ میرا بھائی بھی ہے، میرا بیٹا بھی۔ اس کے ساتھ میرے خاص تعلقات ہیں۔ قرابت کے لحاظ سے میر ناصر نواب صاحب ہمارے اور حضرت کے ادب کا مقام ہیں۔ تیسرے قریبی نواب محمد علی خان صاحب ہیں۔ اسی طرح خدمت گزاران دین میں سے سید محمد احسن صاحب نہایت اعلیٰ درجہ کی لیاقت رکھتے ہیں۔ سیّد بھی ہیں، خدمات دین میں بھی ایسے ایسے کام کئے ہیں کہ میرے جیسا انسان شرمندہ ہو جاتا ہے۔ آپ نے ضعیف العمری میں بہت سی تصانیف حضرت کی تائید میں کیں۔ یہ ایسی خدمت ہے جو انہی کا حصہ ہے۔ بعد اس کے مولوی محمد علی صاحب ہیں جو ایسی خدمات کرتے ہیں جو میرے وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتیں۔ یہ سب لوگ موجود ہیں۔ باہر کے لوگوں میں سید حامد شاہ اور مولوی غلام حسن ہیں اور بھی کئی (احباب) ہیں۔

یہ ایک بڑا بوجھ ہے۔ خطرناک بوجھ ہے۔ اس کا اٹھانا مامور کا کام ہوسکتا ہے۔ کیونکہ اس سے خدا کے عجیب در عجیب وعدے ہوتے ہیں جو ایسے دکھوں کے لئے جو پیٹھ توڑ دیں عصا بن جاتے ہیں۔ موجودہ حالت میں سوچ لو کیسا وقت ہے جو ہم پر آیا ہے۔ اس وقت مردوں بچوں عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وحدت کے نیچے ہوں۔ اس وحدت کے لئے ان بزرگوں میں سے کسی کی بیعت کرلو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ میں خود ضعیف ہوں، بیمار رہتا ہوں، پھر طبیعت مناسب نہیں۔ اتنا بڑا کام آسان نہیں۔

حضرت صاحب کے ساتھ چار کام تھے۔ ایک ان کی اپنی عبودیت۔ دوم کنبہ پروری۔ سوم مہمان نوازی چہارم اشاعتِ (حق) جو ان کا اصل مقصد تھا۔ ان چار کاموں میں سے ایک سے ہم سبکدوش ہوسکتے ہیں۔ وہ آپ کی عبودیت تھی جو ان کے ساتھ رہے گی۔ آپ نے جیسے اس جہان میں خدمتیں کیں ویسے ہی بعد الموت کریں گے۔ باقی تین کام ہیں ان میں سے اشاعت (حق) کا کام بہت اہم اور نہایت مشکل ہے۔ اس وقت دہریت کے علاوہ اندرونی اختلاف بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کے اختلاف کے مٹانے کے لئے ہماری جماعت کو منتخب کر لیا ہے۔ تم آسان سمجھتے ہو مگر بوجھ اٹھانے والے کے لئے سخت مشکل ہے۔ پس میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جن عمائد کا نام لیا ہے ان میں سے کوئی منتخب کرلو۔ میں تمہارے ساتھ بیعت کرنے کو تیار ہوں۔

اگر تم میری بیعت ہی کرنا چاہتے ہو تو سن لو کہ بیعت بک جانے کا نام ہے۔ ایک دفعہ حضرت نے مجھے اشارۃً فرمایا کہ وطن کا خیال بھی نہ کرنا سو اس کے بعد میری ساری عزت اور سارا خیال انہی سے وابستہ ہو گیا۔ اور میں نے کبھی وطن کا خیال تک نہیں کیا۔ پس بیعت کرنا ایک مشکل امر ہے۔ ایک شخص دوسرے کے لئے اپنی تمام حریت اور بلند پروازیوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ اسی لئے اللہ نے اپنے بندے کا نام عَبْد رکھا ہے۔ اس عبودیت کا بوجھ اپنی ذات کے لئے مشکل سے اٹھایا جاتا ہے۔ کوئی دوسرے کے لئے کیا اور کیونکر اٹھائے۔ طبائع کے اختلاف پر نظر کر کے یک رنگ ہونے کے لئے بڑی ہمت کی ضرورت ہے۔ میں تو حضرت صاحب کے کاموں میں حیران ہوتا ہوں کہ اوّل بیمار، پھر اس قدر بوجھ۔ نثر، نظم، تصنیف، دیگر ضروری کام۔ اِدھر میں حضرت صاحب کے قریب عمر۔ وہاں تائیدات روزانہ موجود۔ یہاں میری حالت ناگفتہ بہ۔ اسی لئے فرمایا ﴿فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ ......﴾ کہ یہ سب کچھ خدا کے فضل پر موقوف ہے۔

میں ایک بڑا امر پیش کرتا ہوں کہ جناب ابوبکرؓ کے زمانہ میں عرب میں ایسی بلا پھیلی تھی کہ سوا مکہ اور مدینہ اور جواثی کے سخت شور و شر اٹھا۔ مکہ والے بھی فرنٹ ہونے لگے۔ مگر وہ بڑی پاک روح تھی۔ جس نے انہیں کہا کہ اسلام لانے میں تم سب سے پیچھے ہو۔ مرتد ہونے میں کیوں پہلے بنتے ہو۔ صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میرے باپ کے اوپر جو پہاڑ گرا ہے وہ کسی اور پر گرتا تو چور ہو جاتا۔ پھر بیس ہزار کی جماعت مدینہ میں موجود تھی۔ اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حکم دے چکے تھے کہ ایک لشکر روانہ کرنا ہے بس اس کو بھیج دیا۔ ادھر اپنی قوم کا یہ حال تھا مگر آخر خدا نے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھلایا۔ وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ...... کا زمانہ آ گیا۔ اِس وقت بھی اس قسم کا واقعہ پیش آیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ دفن ہونے سے پہلے تمہارا کلمہ ایک ہوجائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکرؓ کے زمانے میں صحابہ کرامؓ کو بہت سی مساعیٔ جمیلہ کرنی پڑیں۔ سب سے پہلا اہم کام جو کیا وہ جمع قرآن ہے۔ اب موجودہ صورت میں جمع یہ ہے کہ اس پر عمل درآمد کرنے کی طرف خاص توجہ ہو۔

پھر حضرت ابوبکرؓ نے زکوٰۃ کا انتظام کیا۔ یہ بڑا عظیم الشان کام ہے۔ انتظام زکوٰۃ کے لئے اعلیٰ درجے کی فرمانبرداری کی ضرورت ہے پھر کنبہ کی پرورش ہے۔ غرض کئی ایسے کام ہیں۔

اب تمہاری طبیعتوں کے رخ خواہ کسی طرف ہوں تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہوگی۔ اگر یہ بات تمہیں منظور ہو تو میں طَوْعًا وَّ کَرْهًا اس بوجھ کو اٹھاتا ہوں۔ وہ بیعت کے دس شرائط بدستور قائم ہیں۔ ان میں خصوصیت سے میں قرآن کو سیکھنے اور زکوٰۃ کا انتظام کرنے، واعظین کے بہم پہنچانے اور ان امور کو جو وقتاً فوقتاً اللہ میرے دل میں ڈالے کو شامل کرتا ہوں۔ پھر تعلیم دینیات، دینی مدرسہ کی تعلیم میری مرضی اور منشاء کے مطابق کرنا ہوگی۔ اور میں اس بوجھ کو صرف اللہ کے لئے اٹھاتا ہوں جس نے فرمایا وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّةٌ ...... یاد رکھو کہ ساری خوبیاں وحدت میں ہیں۔ جس کا کوئی رئیس نہیں وہ مرچکی۔

(الحکم 6/جون 1908ء)

حضرت مولوی نورالدین صاحب کی اس تقریر پر سب نے یک زبان ہوکر کہا کہ ہم آپ کے احکام مانیں گے۔ آپ ہمارے امیر بنیں اور ہمارے مسیح کے جانشین ہوں۔ چنانچہ بارہ سَو کے قریب احمدیوں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی اور یوں قدرت ثانیہ کا ظہور ہوا۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد

مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی

مورخہ 14/ مارچ 1914ء

''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه...... سنو! دوستو! میرا یقین اور کامل یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

میرے پیارو! پھر میرا یقین ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ میرا یقین ہے کہ آپ کے بعد کوئی شخص نہیں آسکتا جو آپ کی دی ہوئی شریعت میں سے ایک شوشہ بھی منسوخ کر سکے۔

''میرے پیارو! میرا وہ محبوب آقا سید الانبیاء ایسی عظیم الشان شان رکھتا ہے کہ ایک شخص اس کی غلامی میں داخل ہوکر کامل اتباع اور وفاداری کے بعد نبیوں کا رتبہ حاصل کرسکتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم ہی کی ایسی شان اور عزت ہے کہ آپ کی سچی غلامی میں نبی پیدا ہوسکتا ہے۔ یہ میرا ایمان ہے اور پورے یقین سے کہتا ہوں۔

پھر میرا یقین ہے کہ قرآن مجید وہ پیاری کتاب ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے اور وہ خاتم الکتب اور خاتم شریعت ہے۔

پھر میرا یقین کامل ہے کہ حضرت مسیح موعود وہی (مامور) تھے جس کی خبر مسلم میں ہے۔ اور وہی امام تھے جس کی خبر بخاری میں ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ شریعت...... میں کوئی حصہ اب منسوخ نہیں ہوسکتا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اعمال کی اقتدا کرو۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں اور کامل تربیت کا نمونہ تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرا اجماع جو ہوا۔ وہ وہی خلافت حقہ راشدہ کا سلسلہ ہے۔ خوب غور سے دیکھ لو اور تاریخ اسلام میں پڑھ لو کہ جو ترقی .... کی خلفائے راشدین کے زمانہ میں ہوئی جب وہ خلافت محض حکومت کے رنگ میں تبدیل ہوگئی تو گھٹتی گئی۔ یہاں تک کہ اب جو .... اور اہل .... کی حالت ہے تم دیکھتے ہو۔

تیرہ سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسی منہاج...... پر حضرت مسیح موعود کو...... وعدوں کے موافق بھیجا .... حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نورالدین صاحب، ان کا درجہ اعلیٰ علیین میں ہو۔ اللہ تعالیٰ کروڑوں کروڑ رحمتیں اور برکتیں ان پر نازل کرے۔ جس طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود کی محبت ان کے دل میں بھری ہوئی اور ان کے رگ و ریشہ میں جاری تھی جنت میں بھی اللہ تعالیٰ انہیں پاک وجودوں اور پیاروں کے قرب میں آپ کو اکٹھا کرے، اس سلسلہ کے پہلے خلیفہ تھے اور ہم سب نے اسی عقیدہ کے ساتھ ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ پس جب تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا (دین) مادی اور روحانی طور پر ترقی کرتا رہے گا۔ اس وقت جو تم نے پکار پکار کر کہا ہے کہ میں اس بوجھ کو اٹھاؤں اور تم نے بیعت کے ذریعہ اظہار کیا ہے۔ میں نے مناسب سمجھا کہ میں تمہارے آگے اپنے عقیدہ کا اظہار کروں۔

میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ میرے دل میں ایک خوف ہے۔ اور اپنے وجود کو بہت ہی کمزور پاتا ہوں۔ حدیث میں آیا ہے کہ تم اپنے غلام کو وہ کام مت بتاؤ جو وہ کر نہیں سکتا۔ تم نے مجھے اس وقت غلام بنانا چاہا ہے تو وہ کام مجھے نہ بتانا جو میں نہ کرسکوں۔ میں جانتا ہوں کہ میں کمزور اور گنہگار ہوں۔ میں کس طرح دعویٰ کرسکتا ہوں کہ دنیا کی ہدایت کرسکوں گا اور حق اور راستی کو پھیلا سکوں گا۔ ہم تھوڑے ہیں اور (دین) کے دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم اور غریب نوازی پر ہماری امیدیں بے انتہا ہیں۔ تم نے یہ بوجھ مجھ پر رکھا ہے تو سنو! اس ذمہ داری سے عہدہ برآء ہونے کے لئے میری مدد کرو اور وہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ سے فضل اور توفیق چاہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور فرمانبرداری میں میری اطاعت کرو۔

میں انسان ہوں اور کمزور انسان۔ مجھ سے کمزوریاں ہوں گی تو تم چشم پوشی کرنا۔ تم سے غلطیاں ہوں گی میں خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھ کر عہد کرتا ہوں کہ میں چشم پوشی اور درگزر کروں گا۔ اور میرا اور تمہارا متحد کام اس سلسلہ کی ترقی اور اس سلسلہ کی غرض و غایت کو عملی رنگ میں پورا کرنا ہے۔ پس اب جو تم نے میرے ساتھ ایک تعلق پیدا کیا ہے اس کو وفاداری سے پورا کرو۔ تم مجھ سے اور میں تم سے چشم پوشی خدا کے فضل سے کرتا رہوں گا۔ تمہیں امر بالمعروف میں میری اطاعت اور فرمانبرداری کرنی ہوگی۔ اگر نعوذ باللہ کہوں کہ خدا ایک نہیں تو اُسی خدا کی قسم دیتا ہوں جس کے قبضۂ قدرت میں ہم سب کی جان ہے جو وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ اور لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ ہے کہ میری ایسی بات ہرگز نہ ماننا۔

اگر میں تمہیں نعوذ باللہ نبوت کا کوئی نقص بتاؤں تو مت مانیو۔ اگر قرآن کریم کا کوئی نقص بتاؤں تو پھر خدا کی قسم دیتا ہوں مت مانیو۔ حضرت مسیح موعود نے جو خدا تعالیٰ سے وحی پا کر تعلیم دی ہے اس کے خلاف کہوں تو ہرگز ہرگز نہ ماننا۔ ہاں میں پھر کہتا ہوں اور پھر کہتا ہوں کہ امر معروف میں میری خلاف ورزی نہ کرنا۔

اگر اطاعت اور فرمانبرداری سے کام لوگے اور اس عہد کو مضبوط کرو گے تو یاد رکھو اللہ تعالیٰ کا فضل ہماری دستگیری کرے گا اور ہماری متحد دعائیں کامیاب ہوں گی۔ اور میں اپنے مولیٰ کریم پر بہت بڑا بھروسہ رکھتا ہوں مجھے یقین کامل ہے کہ میری نصرت ہوگی۔

پرسوں جمعہ کے روز میں نے ایک خواب سنایا تھا کہ میں بیمار ہوگیا اور مجھے ران میں درد محسوس ہوا۔ اور میں نے سمجھا کہ شاید طاعون ہونے لگا تب میں نے اپنا دروازہ بند کرلیا اور فکر کرنے لگا کہ یہ کیا ہونے لگا ہے۔ میں نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود سے وعدہ کیا تھا۔ اِنِّی اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ۔ یہ خدا کا وعدہ آپ کی زندگی میں پورا ہوا۔ شاید خدا کے مسیح کے بعد یہ وعدہ نہ رہا ہو کیونکہ وہ پاک وجود ہمارے درمیان نہیں۔ اسی فکر میں میں کیا دیکھتا ہوں۔ یہ خواب نہ تھا، بیداری تھی۔ میری آنکھیں کھلی تھیں میں در و دیوار کو دیکھتا تھا کمرے کی چیزیں نظر آرہی تھیں۔ میں نے اسی حالت میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ ایک سفید اور نہایت چمکتا ہوا نور ہے۔ نیچے سے آتا ہے اور اوپر چلا جاتا ہے، نہ اس کی ابتدا ہے نہ انتہا۔ اس نور میں سے ایک ہاتھ نکلا جس میں ایک سفید چینی کے پیالہ میں دودھ تھا جو مجھے پلایا گیا۔ جس کے بعد معاً مجھے آرام ہوگیا اور کوئی تکلیف نہ رہی۔ اس قدر حصہ میں نے سنایا تھا اِس کا دوسرا حصہ اُس وقت میں نے نہیں سنایا۔ اب سناتا ہوں۔ وہ پیالہ جب مجھے پلایا گیا تو معاً میری زبان سے نکلا 'میری امت بھی کبھی گمراہ نہ ہوگی'۔ میری امت کوئی نہیں۔ تم میرے بھائی ہو...... جس کام کو مسیح موعود نے جاری کیا اپنے موقعہ پر وہ امانت میرے سپرد ہوئی ہے۔ پس دعائیں کرو اور تعلقات بڑھاؤ اور قادیان آنے کی کوشش کرو اور بار بار آؤ۔ میں نے حضرت مسیح موعود سے سنا اور بار بار سنا کہ جو یہاں بار بار نہیں آتا اندیشہ ہے کہ اس کے ایمان میں نقص ہو۔ (دین) کا پھیلانا ہمارا پہلا کام ہے۔ مل کر کوشش کرو تا کہ اللہ تعالیٰ کے احسانوں اور فضلوں کی بارش ہو۔

میں پھر تمہیں کہتا ہوں پھر کہتا ہوں اور پھر کہتا ہوں۔ اب جو تم نے بیعت کی ہے۔ اور میرے ساتھ ایک تعلق حضرت مسیح موعود کے بعد قائم کیا ہے اس تعلق میں وفاداری کا نمونہ دکھاؤ۔ اور مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھو۔ میں ضرور تمہیں یاد رکھوں گا۔ ہاں یاد رکھتا بھی رہا ہوں۔ کوئی دعا میں نے آج تک ایسی نہیں کی جس میں میں نے سلسلہ کے افراد کے لئے دعا نہ کی ہو مگر اب آگے سے بھی بہت زیادہ یاد رکھوں گا۔ مجھے کبھی پہلے بھی دعا کے لئے کوئی ایسا جوش نہیں آیا جس میں احمدی قوم کے لئے دعا نہ کی ہو۔ پھر سنو! کہ کوئی کام ایسا نہ کرو جو اللہ تعالیٰ کے عہد شکن کیا کرتے ہیں۔ ہماری دعائیں یہی ہوں کہ ہم (مومن) جیئیں اور (مومن) مریں۔ آمین''۔

(انوار العلوم جلد دوم ص 3)

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد

خلیفۃ المسیح الثالث

مورخہ 8 نومبر 1965ء

(مجلس انتخاب خلافت سے خطاب)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے کھڑے ہو کر تشہد اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد رقت بھرے الفاظ میں اُس عہد کو دہرایا جو منتخب خلیفہ کے لئے بیعت لینے سے قبل دہرانا ضروری ہے۔ عہد دہرانے کے بعد آپ نے فرمایا کہ:۔

''یہ ایک عہد ہے جو صمیم قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر یہ یقین رکھتے ہوئے کہ وہ عالم الغیب ہے، یہ یقین رکھتے ہوئے کہ لعنتی ہے وہ شخص جو فریب سے کام لیتا ہے، میں نے آپ لوگوں کے سامنے دہرایا ہے۔ میں حتی الوسع (دعوت الی اللہ) کے لئے کوشش کرتا رہوں گا اور آپ میں سے ہر ایک کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی کا سلوک کروں گا۔ چونکہ آپ نے مجھ پر ایک بھاری ذمہ واری ڈالی ہے اس لئے میں امید رکھتا ہوں کہ آپ بھی اپنی دعاؤں اور مشوروں سے میری مدد کرتے رہیں گے کہ خدا تعالیٰ میرے جیسے حقیر اور عاجز انسان سے وہ کام لے جو احمدیت کی (دین) کی اشاعت اور توحید الٰہی کے قیام کے لئے ضروری ہے۔ اور اپنی رحمت فرماتے ہوئے میرے دل پر آسمانی نور نازل فرمائے اور مجھے وہ کچھ سکھائے جو انسان خود نہیں سیکھ سکتا۔

میں بڑا ہی کم علم ہوں، نااہل ہوں، مجھ میں کوئی طاقت نہیں، کوئی علم نہیں۔ جب میرا نام تجویز کیا گیا تو میں لرز اٹھا اور میں نے دل میں کہا کہ میری کیا حیثیت ہے۔ پھر ساتھ ہی مجھے یہ بھی خیال آیا کہ ہمارے پیارے امام حضرت مسیح موعود نے باوجود اس کے کہ خدا تعالیٰ نے انہیں اپنی بہت سے نعمتوں اور برکتوں سے نوازا تھا فرمایا ہے ع

کرمِ خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں

جب ہمارے پیارے امام نے ان الفاظ میں اپنے خدا کو مخاطب فرمایا ہے اور اس کے حضور اپنے آپ کو ''کرمِ خاکی'' قرار دیا ہے تو میں تو اُس اپنے آپ کو 'کرم خاکی' کہنے والے سے کوئی بھی نسبت نہیں رکھتا۔ لیکن ساتھ ہی مجھے خیال آیا کہ میں بے شک ناچیز ہوں اور ایک بے قیمت مٹی کی حیثیت رکھتا ہوں لیکن اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو وہ مٹی کو بھی نور بخش سکتا ہے۔ اور اُس مٹی میں بھی وہ طاقتیں اور قوتیں بھر سکتا ہے جو کسی کے خیال میں بھی نہیں آسکتیں۔ وہ اُس مٹی میں ایسی چمک دمک پیدا کرسکتا ہے کہ جو سونے اور ہیروں میں نہ ہو۔

غرضیکہ میرے پاس ایسے الفاظ نہیں جن سے میں اپنی کمزوریوں کو بیان کرسکوں۔ اس لئے آپ دعاؤں سے میری مدد کریں۔ جہاں تک ہو سکے گا میں آپ میں سے ہر ایک کی بھلائی کی کوشش کروں گا۔ اختلاف تو ہم بھائیوں میں بھی ہوسکتا ہے لیکن اختلاف کو انشقاق اور تفرقہ اور جماعت میں انتشار کا موجب نہیں بنانا چاہئے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی وفات کے وقت اور بعد میں بھی حضرت مسیح موعود کے خاندان کے ہر فرد نے یہ عہد کیا تھا کہ ہم جماعت میں تفرقہ پیدا نہیں ہونے دیں گے اور اس کے لئے جو قربانی ہمیں دینی پڑے ہم دیں گے۔ یہ ہرگز نہ ہوگا کہ ہم اپنے مفاد کی خاطر جماعت کے مفاد کو قربان کردیں بلکہ بہرصورت ہم جماعت کے مفاد کو مقدم کریں گے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو اللہ تعالیٰ نے بڑی کامیابی عطا فرمائی اور جو کام خدا تعالیٰ نے ان کے سپرد کیا تھا اسے انہوں نے پوری طرح نبھایا۔ اب ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کو ترقی دیں اور اس میں کمزوری نہ آنے دیں۔

اس بارے میں کل ایک دوست نے مجھ سے بات کرنا چاہی تو میں نے کہا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمارے خاندان میں کوئی فرد اپنے مفاد کے لئے جماعت کے مفاد کو قربان نہیں کرسکتا۔ حضرت مسیح موعود کے خاندان کا ہر فرد خدا کا ہے، مسیح موعود کا ہے، جماعت کا ہے۔ ہماری طرف سے کوئی کمزوری اور فتنہ نہ ہوگا۔

پس اب خدا تعالیٰ نے جو یہ ذمہ واری میرے کندھوں پر ڈالی ہے اور اس کام کے لئے آپ نے

مجھے منتخب کیا ہے میں بہت کمزور انسان ہوں۔ اس لئے آپ کا فرض ہے کہ آپ دعاؤں سے میری مدد کریں کہ خدائے تعالیٰ مجھے توفیق بخشے کہ میں اس ذمہ واری کو پوری طرح ادا کر سکوں اور خدمت دین اور اشاعت (حق) میں کوئی روک پیدا نہ ہو بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ کام ترقی کرتا چلا جائے حتیٰ کہ (دین) دنیا کے تمام ادیانِ باطلہ پر غالب آ جائے۔

آپ مجھے اپنا ہمدرد اور خیرخواہ پائیں گے کیونکہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ہماری اسی طرح تربیت کی ہے۔ میں چھوٹا تھا اور اب اس عمر کو پہنچا ہوں۔ ہم نے یہی محسوس کیا کہ حضور کی ہمیشہ یہی خواہش رہی کہ میرے بچے دنیا کے لئے خیر کا منبع ہوں۔ کسی کو ان سے تکلیف نہ پہنچے۔ اسی خواہش کا حضور نے اپنے ایک شعر میں یوں اظہار فرمایا ہے ع

الٰہی خیر ہی دیکھیں نگاہیں

پھر مجھے جو ماں ملی جس نے میری تربیت کی یعنی حضرت اماں جان۔ وہ ایسی تربیت کرتی تھیں کہ دنیا کا کوئی ماہر نفسیات ایسی تربیت نہیں کر سکتا۔

فرمایا: مجھے یاد ہے کہ ایک دو یتیم بچوں (بہن بھائی) کو حضرت اماں جان نے پالا تھا۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے نہلایا دھلایا اور ان کی جوئیں نکالیں۔ مجھے وہ کمرہ بھی یاد ہے جہاں دسترخوان بچھا تھا اور جس پر حضرت اماں جان نے اپنے ساتھ ان بچوں کو کھانے کے لئے بٹھایا لیکن معلوم نہیں مجھے اُس وقت کیا سوجھی کہ میں اُن کے ساتھ نہ بیٹھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُس دن مجھے حضرت اماں جان نے کھانا نہیں دیا یہاں تک کہ شام کو میں نے خود مانگ کر کھانا کھایا۔

اس میں ایک سبق تھا کہ جس کو دنیا یتیم کہتی ہے، مسکین کہتی ہے۔ خدائے تعالیٰ کے بندے سمجھتے ہیں کہ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کی حفاظت کریں اور ان کے نگران بنیں۔

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 17/نومبر 1965)

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد

خلیفۃ المسیح الرابع

مورخہ 10/جون 1982ء

(مجلس انتخاب خلافت سے خطاب)

"مجھے سیکرٹری صاحب (مجلس شوریٰ۔ ناقل) نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث (اللہ تعالیٰ ان پر بیشمار رحمتیں نازل فرمائے، ان کے تمام مقاصد کو کامیاب کرے، تمام نیک کام جن کی بنیادیں انہوں نے رکھیں، ہم سب کو ان کو محض رضائے باری تعالیٰ کے جذبے سے معمور ہو کر پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے) کا انتخاب ہوا تو آپ نے سب سے پہلے مختصر خطاب فرمایا اور اس کے بعد بیعت لی۔

میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہنا چاہتا کہ اپنے لئے بھی دعا کریں اور میرے لئے بھی دعا کریں کہ

رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا ...... (البقرہ: 287)

یہ ذمہ داری اتنی سخت ہے، اتنی وسیع ہے اور اتنی دل ہلا دینے والی ہے کہ اس کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بستر مرگ پر آخری سانس لینے کے قریب یہ فقرہ ذہن میں آ جاتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ لَا لِیْ وَلَا عَلَیَّ.

یہ درست ہے کہ خلیفۂ وقت خدا بناتا ہے اور ہمیشہ سے میرا اسی پر ایمان ہے اور مرتے دم تک اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اسی پر ایمان رہے گا۔ یہ درست ہے کہ اس میں کسی انسانی طاقت کا دخل نہیں اور اس لحاظ سے بحیثیت خلیفہ اب میں نہ آپ کے سامنے، کسی کے سامنے جوابدہ ہوں، نہ جماعت کے کسی فرد کے سامنے جوابدہ ہوں لیکن یہ کوئی آزادی نہیں کیونکہ میں براہ راست اپنے ربّ کے حضور جواب دہ ہوں۔ آپ تو میری غلطیوں سے غافل ہو سکتے ہیں۔ آپ کی میرے دل پر نظر نہیں۔ آپ شاہد و غائب کی باتوں کا علم نہیں جانتے۔ میرا ربّ میرے دل کی پاتال تک دیکھتا ہے۔ اگر جھوٹے عذر ہوں گے تو انہیں قبول نہیں فرمائے گا۔ اگر اخلاص اور پوری طرح وفا کے ساتھ، تقویٰ کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے کوئی فیصلہ کیا تو اس کے حضور صرف وہی پہنچے گا۔ اس لئے میری گردن کمزوروں سے آزاد ہوئی لیکن کائنات کی سب سے زیادہ طاقتور ہستی کے حضور جھک گئی اور اسی کے ہاتھوں میں آئی ہے۔ یہ کوئی معمولی بوجھ نہیں۔ میرا سارا وجود اس کے تصور سے کانپ رہا ہے کہ میرا رب مجھ سے راضی رہے۔ اُس وقت تک زندہ رکھے جس وقت تک میں اُس کی رضا پر چلنے کا اہل ہوں اور توفیق عطا فرمائے کہ ایک لمحہ بھی اس کی رضا کے بغیر میں نہ سوچ سکوں، نہ کر سکوں۔ وہم و گمان بھی مجھے اس کا پیدا نہ ہو۔ سب کے حقوق کا خیال رکھوں اور انصاف کو قائم کروں۔ جیسا کہ (دین) کا تقاضا ہے۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ انصاف کے قیام کے بغیر احسان کا قیام بھی ممکن نہیں اور احسان کے قیام کے بغیر وہ جنت کا معاشرہ وجود میں نہیں آ سکتا جسے ایتائ ذی القربیٰ کا نام دیا گیا ہے۔ اس لئے سب دعائیں کریں۔

پیشتر اس کے کہ میں بیعت کا آغاز کروں میں چاہتا ہوں کہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب سے درخواست کروں کہ (رفقاء) کی نمائندگی میں آگے تشریف لا کر پہلا ہاتھ وہ رکھیں۔ میری خواہش ہے، میرے دل کی تمنا ہے کہ وہ ہاتھ جس نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود کے ہاتھوں کو چھوا ہے وہ پہلا ہاتھ ہو جو میرے ہاتھ پر آئے۔ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب سے میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ تشریف لائیں۔ اس کے بعد بیعت کا آغاز ہوگا"۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 19 جون 1982ء)

حضرت مرزا مسرور احمد صاحب

خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

مورخہ 22/اپریل 2003ء

(مجلس انتخاب خلافت سے خطاب)

"آج جس کام کیلئے یہاں مجھے لایا گیا ہے قطعاً اس کا علم نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے علم و عرفان کو آپ سنتے رہے، دیکھتے رہے۔ خاکسار میں تو کسی بھی قسم کا علم نہیں ہے۔ بہرحال یہاں کیونکہ قواعد میں کسی قسم کی معذرت کی اجازت نہیں اس لئے خاموشی سے اس کو قبول کرنے کے سوا چارہ نہیں۔ آپ لوگوں سے یہ درخواست ہے کہ اگر خدا کو حاضر ناظر جان کر اس یقین کے ساتھ کہ خاکسار یہ فریضہ ادا کر سکتا ہے خاکسار کو اس مقصد کیلئے، اس کام کیلئے مقرر کیا ہے تو آپ سے درخواست ہے میری مدد فرمائیں دعاؤں کے ذریعے۔ نہایت عاجز انسان ہوں۔ دعاؤں کے بغیر یہ سلسلہ چلنے والا نہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی توفیق دے کہ آپ لوگوں کیلئے دعا کر سکوں۔ جو عہد ابھی کیا ہے اس پر پورا اتر سکوں۔ اور آپ لوگوں سے بھی درخواست ہے کہ دعاؤں سے، دعاؤں سے، بہت دعاؤں سے میری مدد کریں۔ اب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے الفاظ میں ہی ایک فقرہ اور کہتا ہوں کہ میری گردن اب خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ براہ راست خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے محض اور محض اپنے فضل سے ان کاموں کو کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو اس کی رضا کے کام ہوں۔ آمین"

(الفضل 5 دسمبر 2003ء)

جماعت احمدیہ کی خلافت جوبلی 1939ء کی پُرکیف اور روح پرور روداد

لوائے احمدیت کی تیاری، حضرت مصلح موعود کے ولولہ انگیز خطابات، مالی قربانی اور دیگر انتظامات

مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی اجازت سے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے سالانہ جلسہ 1937ء کے موقعہ پر احباب جماعت کے سامنے یہ تحریک رکھی کہ 1939ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے مبارک عہد خلافت پر پچیس سال کا عرصہ ہو جائے گا جو خدا تعالیٰ کا جماعت احمدیہ پر ایک بہت بڑا احسان ہے۔ جس کی شکر گزاری کا عملی ثبوت دینے کے لئے ہمیں اپنے پیارے امام ہمام اور محبوب آقا کے حضور تین لاکھ کی حقیر سی رقم بطور شکرانہ پیش کرنی چاہئے۔ جسے حضور جہاں پسند فرمائیں خرچ کریں۔

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے خلافت جوبلی سے متعلق یہ اہم تحریک مندرجہ ذیل الفاظ میں پیش فرمائی:۔

"قریباً دو سال کا عرصہ گزرا۔ میرے دل میں یہ تحریک ہوئی کہ جس طرح دنیاوی نظام رکھنے والے لوگ اپنے نظام پر ایک عرصہ گزر جانے کے بعد خوشی اور مسرت کے اظہار کی کوئی صورت پیدا کرتے ہیں۔ ہمیں بھی چاہئے کہ ہم بھی کامیاب دینی نظام پر ایک عرصہ گزرنے پر اللہ تعالیٰ کے شکر کا اظہار کریں۔ اس وقت شہنشاہ جارج پنجم کی جوبلی کا موقعہ تھا۔ اس کے بعد حضور نظام حیدر آباد اور سر آغا خاں کی جوبلی آئی۔ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ بیشک بادشاہ بھی اور حکومتیں بھی اگر وہ عمدہ طریق پر چلائی جا رہی ہوں۔ نعمت ہوتی ہیں اور اعلیٰ لیڈر بھی نعمت ہوتے ہیں۔ لیکن ہمیں سب سے بڑھ کر قیمتی نعمت ملی ہوئی ہے۔ اس کے لئے ہمیں بھی خدا تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہئے۔ اس نعمت کو عطا ہوئے پچیس سال ہونے کو آئے ہیں اور وہ نعمت خلافت ثانیہ ہے۔ خلافت ثانیہ 1914ء میں خدا تعالیٰ نے قائم کی اور مارچ 1939ء کو اس پر پچیس سال پورے ہو جائیں گے۔ اس خیال سے میرے دل میں جوش پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور نمونہ کے طور پر اور اس نعمت کے شکریہ کے طور پر ہماری طرف سے بھی نذرانہ پیش ہونا چاہئے۔ اس وقت مالی رنگ میں میرے ذہن نے ایک تجویز سوچی اور وہ یہ تھی کہ جماعت میں اس کے متعلق ایک تحریک کی جائے۔ میں نے اس وقت یہ تحریک اپنے بعض دوستوں کی خدمت میں پیش کی۔ تا کہ وہ اس میں خصوصیت کے ساتھ حصہ لیں۔ وہ تحریک یہ ہے کہ ہم ایک ایسی رقم جمع کریں جو کم از کم پہلے ایک وقت میں جماعت نے جمع نہ کی ہو اور وہ رقم مارچ 1939ء میں یا اس کے قریب کسی مناسب موقع پر مثلاً اس سال کی مجلس مشاورت پر حضور انور کی خدمت میں پیش کی جائے اور حضور سے درخواست کی جائے کہ یہ جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور شکرانے کا اظہار ہے۔ حضور اس کو جس طرح پسند فرمائیں خرچ کریں۔

اس رقم کا اندازہ میں نے تین لاکھ روپیہ کیا ہے۔ میں نے اس رقم کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک حصہ میں نے اپنے دوستوں کے لئے چھوڑا ہے اور اس کی مقدار ایک لاکھ روپیہ ہے۔ دوسرا حصہ یہ ہے کہ ایک عام تحریک کر کے جماعت کے دوسرے احباب سے دو لاکھ روپیہ جمع کیا جائے"۔

(الفضل 29 دسمبر 1937ء ص 29,28)

اس کے بعد 27 اپریل 1938ء کو حضرت چوہدری صاحب موصوف نے اسی تحریک کی خصوصیت واہمیت پر تقریر کرتے ہوئے مزید بتایا کہ:۔

"یہ عجیب اتفاق ہے اور یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ آئندہ سال ہمیں وہ تین نوع کی خوشیوں کا موقع عطا فرمانے والا ہے۔ دو تو پہلے بھی میرے ذہن میں تھیں۔ لیکن تیسری نوع کی خوشی کا بعد میں علم ہوا۔ پہلی خوشی تو یہ ہے کہ خلافت ثانیہ کا عہد مبارک آئندہ مارچ یعنی 1939ء میں پچیس سال کا ہوگا۔ دوسری یہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی عمر کے پچاس سال بھی آئندہ سال پورے ہوں گے۔ کیونکہ 12 جنوری 1889ء آپ کی پیدائش کا دن ہے اور پچاس سال بھی جوبلی کا موقع ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک تیسری بات بھی ہے۔ جس کی طرف مولوی جلال الدین صاحب شمس نے اپنے ایک مضمون میں جو الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔ توجہ دلائی ہے اور وہ یہ ہے کہ آئندہ سال خود سلسلہ کے قیام پر بھی پچاس سال پورے ہو جائیں گے۔

ہمارے ذہن میں تو پچیس سالہ جوبلی ہی تھی۔ لیکن یہ حسن اتفاق ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے اخلاص کی قبولیت اور اس کے متعلق خوشنودی کا اظہار ہے کہ ہمارے لئے ایک کی بجائے تین جوبلیاں آنے والی ہیں"۔ (الفضل یکم مئی 1938ء ص 5)

مخلصین کی شاندار قربانی

جوبلی فنڈ کی اس تحریک پر مخلصین جماعت نے خلافت سے عقیدت و محبت اور ایثار و قربانی کا ایسا شاندار نمونہ دکھایا کہ اغیار بھی عش عش کر اٹھے۔ دنیا بھر کی احمدی جماعتوں میں سے قادیان کی مقامی احمدی جماعت نے اور افراد جماعت میں سب سے زیادہ چندہ خود حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے دیا۔

خلافت جوبلی فنڈ میں حصہ لینے والے مخلصین کی فہرستیں اخبار الفضل قادیان کے مندرجہ ذیل شماروں میں شائع شدہ ہیں۔

21 اپریل 1938ء۔ 29 اپریل 1938ء۔ 15 جون 1938ء۔ 19 جولائی 1938ء۔ 25 مارچ 1939ء۔

جوبلی منانے کے لئے مشورہ:

یہ تو خلافت جوبلی فنڈ کے جمع کئے جانے کا ذکر ہے۔ جہاں تک جوبلی کی تقریب کے انعقاد کا تعلق ہے۔ اس کی تفصیلات طے کرنے میں بڑی حزم و احتیاط اور باریک نظری سے کام لیا گیا۔ تا اس موقعہ پر جذبات تشکر و امتنان کے اظہار کا طریق خالص دینی ہو۔

اس اہم مقصد کے پیش نظر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے 9 فروری 1939ء کے الفضل میں ایک مفصل مضمون شائع کیا۔ جس میں احباب جماعت سے یہ مشورہ طلب کیا گیا کہ خلافت جوبلی کب اور کس رنگ میں منائی جائے؟ اس مضمون پر احمدی دوستوں نے کثرت کے ساتھ اپنے مشورے اور تجاویز مرکز میں بھجوائیں۔

سب کمیٹی تکمیل پروگرام جوبلی کی تشکیل:

یہ پہلا مرحلہ بخیر و خوبی طے ہو چکا۔ تو 26 مارچ 1939ء کو جلسہ خلافت جوبلی کے پروگرام کی تشکیل و تکمیل کے لئے ایک سب کمیٹی مقرر کی گئی۔ جس کے صدر حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب اور ممبر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب، حضرت صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب اور حضرت مولوی عبدالمغنی خاں صاحب ناظر دعوت الی اللہ اور سیکرٹری حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب درد تھے۔ جو تجاویز احباب کی طرف سے موصول ہوئی تھیں۔ وہ سب کمیٹی کے سپرد کر دی گئیں۔

اس کمیٹی نے 29 مارچ 1939ء کو اپنا پہلا اجلاس کیا۔ بالآخر 25 تجاویز پاس کیں جو مشاورت 1939ء میں نظارت علیا کی سب کمیٹی کے سامنے رکھی گئیں۔

مجلس مشاورت 1939ء میں سب کمیٹی نظارت علیاء کی رپورٹ:

سب کمیٹی نظارت علیاء نے کچھ ترمیم کے ساتھ ان پچیس تجاویز میں سے اکیس تجاویز کی سفارش مجلس مشاورت 1939ء میں کی۔ ان تجاویز کا خلاصہ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

(1) جلسہ سالانہ 1939ء کو جوبلی کے لئے مخصوص کر دیا جائے۔

(2) قادیان میں جلسہ سالانہ شاندار طریق پر ہو جس میں نہ صرف احمدی احباب کثرت سے شریک ہوں، کثیر تعداد میں دیگر احباب اور نمائندگان پریس کو قادیان آنے کی دعوت دی جائے۔

(3) "الفضل" کا خاص جوبلی نمبر نکالا جائے۔

(4) حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تصنیفات کو دوبارہ طبع کرایا جائے۔

(5) قادیان میں مکمل لائبریری کا قیام کیا جائے۔

(6) سلسلہ کی پچاس سالہ ترقیات کا چارٹ تیار کیا جائے۔

(7) جماعت احمدیہ کا جھنڈا مقرر کیا جائے جسے جلسہ جوبلی پر حضور انور سے نصب کرنے کی درخواست کی جائے۔

(8) ایک پاکیزہ مشاعرہ منعقد کیا جائے۔

(9) قادیان میں اس موقع پر ایک جلوس نکالا جائے جس میں ہر جماعت کا علیحدہ علیحدہ دستہ ہو اور ہر دستے کا علیحدہ علیحدہ جھنڈا ہو۔

(10) ایک رات معین کر کے قادیان کی تمام بیوت الذکر، منارۃ المسیح، بہشتی مقبرہ، قصر خلافت اور دیگر پبلک عمارات پر چراغاں کیا جائے۔ پبلک بھی اپنے اپنے گھروں میں چراغاں کرے۔

(11) مرکزی لجنہ اماء اللہ بھی اپنا جلسہ منعقد کرے اور اس کے ساتھ صنعتی نمائش بھی ہو۔

(12) حضور کی دو تقاریر کے علاوہ باقی تقریریں شان محمود، نظام خلافت اور برکات خلافت

(13) ہر جماعت اپنا اپنا جھنڈا یعنی ماٹو تیار کر کے ہمراہ لائے۔

(14) ورزشی مقابلے سلسلہ کے وقار کو مدنظر رکھتے ہوئے منعقد ہوں۔

(15) جلسہ اور جلوس کی مناسب فلم تیار کرائی جائے۔

(16) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ایک مختصر

تقریر ریڈیو کے ذریعہ براڈ کاسٹ کرائی جائے۔

(17) حضور کی خدمت میں تنظیموں اور جماعتوں کی طرف سے ایڈریس پیش کئے جاویں۔

(18) خلافت جوبلی فنڈ کے روپے کا چیک حضور کی خدمت میں پیش کیا جائے۔

(19) انتظامات کے لئے ایک سب کمیٹی مقرر کی جائے۔

(20) اوپر کی سب کمیٹی کا بجٹ 1150 روپے تجویز کیا گیا۔

(21) رقم کی فراہمی کے لئے خاص اپیل کی جائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی طرف سے ارشاد

مجلس مشاورت میں رپورٹ پیش ہونے پر حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمایا:۔

"......میں پہلے صرف ان کو لیتا ہوں جو سفارش کا رنگ رکھتی ہیں۔ شوریٰ کو ان کے فیصلہ سے تعلق نہیں۔ ......وہ تجاویز یہ ہیں:۔ (1) الفضل کا خاص نمبر۔ (2) نایاب کتب کی اشاعت کا انتظام۔ (3) پچاس سالہ ترقیات کا چارٹ۔ (4) تمام احباب کی رہائش کا انتظام نظارت کرے۔ (5) مشاعرہ۔ (6) لجنہ اماء اللہ کا جلسہ ہو۔ (7) ہر جماعت کا جھنڈا ہو (اس کو میں نے کاٹ دیا ہے)۔ (8) جسمانی کھیلیں"۔

(رپورٹ مجلس مشاورت 1939ء ص 51,46)

لوائے احمدیت سے متعلق تجویز کی منظوری

حضور نے فرمایا:۔

"جھنڈے کا بنایا جانا اور قومی نشان قرار دینا جماعت کے اندر خاص قومی جوش کے پیدا کرنے کا موجب ہوسکتا ہے۔......میرا خیال ہے کہ حضرت مسیح موعود کے (رفقاء) سے پیسہ پیسہ یا دھیلہ دھیلہ کر کے مخصوص (رفقاء) سے ایک مختصر سی رقم لے کر اس سے روئی خریدی جائے اور (خواتین رفقاء) کو دیا جائے کہ وہ اس کو کاتیں اور اس سوت سے درزی کپڑا تیار کریں۔ اسی طرح (رفقاء) ہی اچھی سی لکڑی تراش کر لائیں۔ پھر اس کو باندھنے کے بعد جماعت کے نمائندوں کے سپرد کر دیا جائے کہ یہ ہمارا پہلا قومی جھنڈا ہے۔ پھر آئندہ اس کی نقل کروالی جائے۔ اس طرح جماعت کی روایات اس سے اس طرح وابستہ ہو جائیں گی کہ آئندہ آنے والے لوگ اس کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار ہوں گے"۔ (رپورٹ مجلس مشاورت 1939ء ص63)

چراغاں کی نسبت فیصلہ:

خلافت جوبلی پر حضور نے "چراغاں" کی مشروط اجازت دیتے ہوئے فیصلہ صادر فرمایا کہ:۔

"میری خلافت کی جوبلی جو منائی جارہی ہے۔ یہ کوئی انفرادی تقریب نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ میں نظام سلسلہ کی ایک کڑی ہوں اور میرے خلیفہ ہونے کی وجہ سے ہے اور یہ مجلس بھی جماعت کی نمائندہ ہے۔ اس لئے روپیہ ایسے طور پر خرچ کرنا چاہئے کہ ضائع نہ ہو ......اس لئے اس تحریک کو یوں بدل دیا جائے کہ منارہ پر روشنی کا انتظام کردیا جائے۔ منارہ پر بڑے لیمپ ہیں وہ روشن کر دیئے جائیں اور ان کے نیچے چھوٹے لیمپ لگا دیئے جائیں۔ تا حضرت مسیح موعود کا نشان بھی پورا ہو۔ اس طرح فضول خرچی بھی نہیں ہوگی۔ ایک ایسی تقریب جو اپنی نوعیت کی پہلی تقریب ہے۔ ہمیں ایسے رنگ میں منانی چاہئے کہ اس میں کوئی بات فضول نہ ہو۔ پس میں یہی فیصلہ کرتا ہوں کہ منارۃ المسیح پر روشنی کا انتظام کر دیا جائے۔ تا اللہ تعالیٰ نے احمدیت کی روشنی کو جو بڑھایا ہے۔ اس کا ظاہری طور پر بھی اظہار ہو جائے۔ باقی اس موقعہ پر صدقہ خیرات کر دیا جائے اور چونکہ قادیان کے غریب احمدی تو لنگر خانہ سے کھانا کھائیں گے ہی۔ اس لئے جہاں جو صدقہ کیا جائے وہ غیر احمدیوں بلکہ ہندوؤں اور سکھوں کو بھی دیا جائے"۔

(رپورٹ مجلس مشاورت 1939ء ص 76,75)

جلوس کی نسبت فیصلہ:

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مندرجہ ذیل الفاظ میں جلوس کی اجازت مرحمت فرمائی۔

"میرا خیال ہے جلوس کا سوال حضرت مسیح موعود کے سامنے بھی آیا ہے اور آپ نے اسے پسند فرمایا ہے کہ اس سے لوگ سمجھیں گے کہ ہزاروں احمدی ہو چکے ہیں۔ اس طرح کے جلوس ...... سے بھی ثابت ہیں کہ ہجوم کرکے بعض موقعہ پر چلتے تھے......پس میں سب کمیٹی کی تجویز کو اس شرط پر منظور کرتا ہوں کہ وقار (۔) کو مدنظر رکھا جائے۔ ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے احمدیت کی شوکت کا اظہار ہو اور ایسا نہ ہو جس سے اس کے وقار کو صدمہ پہنچے"۔

(رپورٹ مجلس مشاورت 1939ء ص 71,70)

لوائے احمدیت کا اہتمام

اس سلسلہ میں حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی نے ایک کمیٹی مقرر فرمادی تھی جس کے ممبران حضرت مرزا بشیر احمد صاحب۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب اور حضرت حافظ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب تھے۔ اس کمیٹی نے نومبر میں اپنی رپورٹ تیار کر کے بھیجی۔ جو حضور کی خدمت مبارک میں پیش کی گئی اور بالآخر حضور نے جھنڈے کی ایک معین شکل منظور فرمالی۔

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح کے فیصلہ مشاورت کی تعمیل میں کمیٹی نے رفقاء کرام سے چندہ کی اپیل کی اور اس فنڈ میں دفتر محاسب کے پاس ایک سو تین روپے کے قریب جمع ہو گیا۔

روئی کی خرید کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر ایسی کپاس مل جائے جسے رفقاء نے کاشت کیا ہو تو بہت اچھا ہو۔ چنانچہ حضور کو اطلاع ملی کہ سندھ میں اس قسم کی کپاس موجود ہے۔ گو وہاں سے تو ایسی کپاس نہ مل سکی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے حضور کی اس مبارک خواہش کو اور طرح پورا فرمادیا اور وہ اس طرح کہ میاں فقیر محمد صاحب، امیر جماعت احمدیہ ونجواں ضلع گورداسپور جو رفیق تھے، قادیان تشریف لائے اور کچھ سوت حضرت اماں جان کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا کہ میں نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے ارشاد کی تعمیل میں اپنے ہاتھ سے بیج بویا اور پانی دیتا رہا اور پھر چنا اور رفقاء سے دھنوایا اور اپنے گھر میں اس کو کتوایا ہے۔ یہ سوت پہنچنے پر مولانا عبدالرحیم صاحب درد سیکرٹری خلافت کمیٹی نے امیر جماعت احمدیہ ونجواں کو پیغام بھیجا کہ ان کے پاس اگر ان کی کاشت کی ہوئی روئی میں سے کچھ اور ہو تو وہ بھی بھجوادیں۔ جس پر حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کے ذریعے مزید آٹھ دس سیر روئی قادیان پہنچ گئی۔ جو مولانا درد صاحب نے حضرت سیدہ ام طاہر صاحبہ جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ کی خدمت میں اس درخواست کے ساتھ بھیج دی کہ وہ خواتین رفقاء کے ذریعہ حضرت اقدس کے ارشاد کے ماتحت اس روئی کا سوت تیار کروالیں۔ چنانچہ انہوں نے نہایت مستعدی کے ساتھ دار المسیح موعود میں خواتین رفقاء سے سوت کتوا دیا۔ جس سے حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے رفیق بافندگان کے ذریعے قادیان اور تلونڈی میں کپڑا بنوایا۔ ان میں سے ایک حضرت میاں خیر الدین صاحب دری باف بھی تھے۔

جھنڈے کا سائز کیا ہو؟ اس امر کی نسبت کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا کہ کپڑا اٹھارہ فٹ لمبا اور 9 فٹ چوڑا ہو۔ اس فیصلہ کے مطابق تیار شدہ کپڑے کو مطلوبہ سائز میں بدلنے میں رفیق درزیوں کی خدمات حاصل کی گئیں۔

مگر ابھی اس کپڑے کے اوپر جھنڈے کی شکل نقش کروانا باقی تھا۔ اس اہم کام کے لئے ملک عطاء الرحمان صاحب مجاہد تحریک جدید نے بہت دوڑ دھوپ کی اور شاہدرہ سے اس کام کو تکمیل تک پہنچایا۔ نیز حضرت صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے مجلسی اور ذاتی دونوں لحاظ سے بہت دلچسپی لی۔

جھنڈے کے پول کے معاملہ میں ممبران کمیٹی کو بہت غوروخوض کرنا پڑا۔ ایک لمبی بحث کے بعد آخر یہی فیصلہ کرنا پڑا کہ پائپ کرائے پر لے کر کام چلایا جائے۔ کیونکہ لکڑی 63 فٹ لمبی، خوبصورت اور سیدھی ملنا مشکل تھی اور اس کے کھڑے کرنے کا سوال بہت ٹیڑھا تھا۔ گو وقت بہت تھوڑا تھا۔ لیکن بابو اکبر علی صاحب کی کوشش سے یہ کام خیروخوبی سے انجام پا گیا۔

(روئیداد جلسہ خلافت جوبلی مرتبہ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب درد ایم اے سیکرٹری خلافت جوبلی۔ ناشر مینیجر بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان)

جلسہ سالانہ کی کارروائی

1939ء کا جلسہ سالانہ چار دن کا تجویز کیا گیا یعنی 26 تا 29 دسمبر۔ اس میں سے 28 دسمبر 1939ء کو خاص خلافت جوبلی کی تقریب کے لئے مختص کیا گیا۔ جلسہ سالانہ کی تقاریر کو خلافت جوبلی کی مناسبت سے معین کیا گیا تھا۔

افتتاحی اجلاس

26 دسمبر 1939ء دس بجکر پینتالیس منٹ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی جب سٹیج پر تشریف لائے تو حاضرین نے اللہ اکبر اور حضرت ...... زندہ باد کے نعرے بلند کئے۔ حضور نے السلام علیکم کہنے کے بعد افتتاحی تقریر فرمائی۔

حضور نے تشہد اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

"میں سورۃ فاتحہ کی تلاوت کر رہا تھا اور ابھی پہلی ہی آیت میں نے پڑھی تھی کہ میری نگاہ سامنے تعلیم الاسلام ہائی سکول پر پڑی اور مجھے وہ نظارہ یاد آگیا جو آج سے پچیس سال پہلے اس وقت رونما ہوا تھا جب جماعت میں اختلاف پیدا ہوا تھا اور عمائد کہلانے والے احمدی جن کے ہاتھوں میں سلسلہ کا نظم و نسق تھا، انہوں نے اپنے تعلقات ہم سے قطع کر لئے اور گویا اس طرح خفگی کا اظہار کیا کہ اگر تم ہمارے منشاء کے ماتحت نہیں چلتے تو لو کام کو خود سنبھال لو۔ اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس وقت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے جو اب فوت ہو چکے ہیں۔ اس مدرسہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہم جاتے ہیں اور تم دیکھ لوگے کہ اس جگہ پر دس سال کے اندر اندر احمدیت نابود ہو کر عیسائیوں کا قبضہ ہو جائے گا۔ اس کے بعد وہ دس سال گزرے۔ پھر ان کے اوپر دس سال اور گزر گئے۔ پھر ان پر چھ سال اور گزر گئے لیکن اگر اس وقت چند سو آدمی احمدیت کا نام لینے والے یہاں جمع ہوتے تھے تو آج یہاں ہزاروں جمع ہیں اور ان سے بھی زیادہ جمع ہیں جو اس وقت ہمارے رجسٹروں میں لکھے ہوئے تھے اور اس لئے جمع ہیں تا کہ خدائے واحد کی تسبیح و تحمید کریں اور اس کے نام کو بلند کریں۔

یہاں عیسائیت کا قبضہ بتانے والا مر گیا اور اس کے ساتھی بھی مر گئے۔ ان کا واسطہ خدا تعالیٰ سے جا پڑا مگر احمدیت زندہ رہی۔ زندہ ہے اور زندہ رہے گی۔ دنیا کی کوئی طاقت اسے مٹا نہ سکی اور نہ مٹا سکے گی......

آج ہم اس جگہ پر جمع ہوئے ہیں اس لئے کہ اپنی عقیدت اور اپنا اخلاص اپنے رب سے ظاہر کریں اور دنیا کو بتا دیں کہ احمدیت خدا تعالیٰ کے نام کو بلند کرنے کی خاطر متفقہ جدوجہد کرنے کے لئے کھڑی ہے اور خدا تعالیٰ کے دین کے لئے ہر ممکن قربانی کرنے کے لئے آمادہ ہے"۔

پھر حضور نے احباب جماعت کو دعاؤں کی طرف توجہ دلائی۔ (الفضل 3 جنوری 1940ء)

پہلے دن کی بقیہ کارروائی

حضور کی اس افتتاحی تقریر کے بعد جلسہ حضرت سیٹھ عبداللہ دین صاحب سکندر آباد کی زیرصدارت شروع ہوا۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب نے "حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے فضائل" پر، حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب درد نے "دینی نظام اور حکومت کی ترقی کا خلافت سے تعلق" پر، حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے "دین حق میں خلافت کا نظام۔ اس کی حقیقت اور ضرورت" پر اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے "خلافت اور مسیحی پاپائیت" پر تقاریر کیں۔

نماز ظہر و عصر کے بعد جو حضور نے بیت نور میں پڑھائی۔ دوسرا اجلاس شروع ہوا جس کی صدارت خان بہادر صواہری ابوالہاشم خان صاحب ایم اے نے کی۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم مولوی محمد یار صاحب عارف نے "عقائد جماعت احمدیہ" پر، حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحب نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی پچاس سالہ ترقی پر نظر" اور حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب نیر نے "دین بزمانہ خلافت و بعد از زمانہ خلافت" پر تقاریر کیں۔ (یاد رہے حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی جلسہ سالانہ پر یہ پہلی تقریر تھی۔ نیز جماعت کی پچاس سالہ ترقی کے موضوع پر حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے تقریر فرمانا تھی مگر آپ کی علالت کے باعث یہ تقریر مکرم چوہدری فتح محمد صاحب سیال نے کی)۔ (روزنامہ الفضل 3 جنوری 1940ء ص 5,3)

دوسرے دن کی کارروائی

27 دسمبر کو پہلا اجلاس بصدارت خان بہادر نواب محمد دین صاحب صبح دس بجے شروع ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد محترم مولانا ابوالعطاء جالندھری صاحب نے "خلافت ثانیہ کی برکات"، حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب نے "دینی خلافت اور ڈکٹیٹر شپ" اور حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی نے "حضرت مسیح موعود کے کارنامے" کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

نماز ظہر و عصر کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے تین بجے تقریر شروع فرمائی جو ساڑھے چھ بجے ختم ہوئی۔ اپنی تقریر میں حضور انور نے متفرق امور پر سیر حاصل تبصرہ فرمایا۔ ان امور میں اخبارات سلسلہ کو قیمتی ہدایات، جماعتہائے بیرون ہند کا تذکرہ، اچھوتوں میں دعوت الی اللہ، جماعتی تعلیم و تربیت، مغربی کھیلوں کی بجائے دیسی کھیلوں کی ترویج، مجالس خدام الاحمدیہ کی ترقی، تحریک جدید کے ماتحت پانچ ہزار مربیان کھڑے کرنے کے ارادہ کا اظہار، ہجری شمسی کیلنڈر کے اجراء، انگریزی ترجمہ قرآن، سال میں کم از کم ایک نیا احمدی بنانے کا مطالبہ، جماعت کی ترقی کے متعلق اعداد و شمار، لڑکیوں کو ورثہ میں حصہ دینے کی تحریک اور جنگ عظیم کا تذکرہ شامل تھا۔ اپنے خطاب کے آخر میں حضور نے اصلاح اعمال کے متعلق حضرت نبی اکرم ﷺ کی اس نصیحت کا ذکر فرمایا جو آنحضرت ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمائی تھی کہ ان دماء کم واموالکم (-)۔

(روزنامہ الفضل قادیان 3 جنوری 1940ء ص 7,5)

جلسہ سالانہ خواتین

زنانہ جلسہ گاہ بیت نور کے شمالی میدان میں تھی جہاں مستورات کے پروگرام کے علاوہ لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ حضور انور کی تمام تقاریر اور دیگر تقاریر جلسہ گاہ مردانہ سے سنائے گئے۔

(الفضل قادیان 3 جنوری 1940ء ص 10)

26 دسمبر کو حضور انور کی افتتاحی تقریر کے بعد تلاوت جو حضرت سیدہ ام طاہر صاحبہ نے کی اور نظم کے بعد محترمہ زبیدہ بیگم صاحبہ نے دین حق کے فضائل پر تقریر کی۔

27 دسمبر کا جلسہ مکرمہ بیگم صاحبہ سیٹھ عبداللہ دین صاحب کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرمہ سیدہ امۃ الرشید صاحبہ بنت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے احمدی خواتین کی ترقی خلافت ثانیہ کے عہد مبارک میں، مکرمہ اقبال بیگم صاحبہ نے میں کس طرح احمدی ہوئی، مکرمہ امۃ السلام بیگم صاحبہ نے مصلح موعود کی ضرورت کے موضوع پر تقریر کی۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اسی دوران جلسہ گاہ زنانہ میں تشریف لائے۔ حضور کے رونق افروز ہونے پر حضرت سیدہ ام طاہر احمد صاحبہ جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ نے لجنہ کی طرف سے تہنیت نامہ پیش کرتے ہوئے حضور کے طبقہ نسواں پر گراں مایہ احسانات کا ذکر کیا۔ حضور نے ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا۔ میں پہلے تو ان کے تحائف پر جزاکم اللہ احسن الجزاء کہتا ہوں پھر انہیں یقین دلاتا ہوں کہ طبقہ نسواں کی اصلاح کا کام ہرگز کسی شخص کا احسان نہیں بلکہ ایک فرض ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے رسولوں اور اس کے جانشینوں پر عائد ہوتا ہے۔ حضور نے ہر جگہ لجنہ اماء اللہ کے قیام کی تلقین فرمائی۔

اس کے بعد انگلستان کی نو احمدی انگریز خاتون سلیمہ صاحبہ نے ایڈریس پیش کیا جس کا جواب حضور نے انگریزی میں دیا۔ حضور کی تقریر کے اختتام پر ناصرات نے ترانہ گایا۔ اس دن حاضری دس ہزار کے قریب تھی۔ 28 اور 29 دسمبر کا پروگرام جلسہ گاہ مردانہ سے سنا گیا۔ (الفضل قادیان 4 جنوری 1940ء ص 5)

اب بیان کیا جاتا ہے کہ جلسہ خلافت جوبلی کی تقریب کس طرح شان دار طریق سے مگر سادہ، پُر وقار اور خالص دینی ماحول میں منائی گئی۔

منارۃ المسیح پر چراغاں

خلافت جوبلی کی تقریب کی خوشی میں منارۃ المسیح کو چوٹی سے لے کر پہلی منزل تک بجلی کے قمقموں سے مرصع کیا گیا اور گو دوسرے ایام میں بھی تھوڑے تھوڑے وقت کے لئے یہ قمقمے روشن کئے جاتے رہے لیکن 27 دسمبر کو رات بھر مینار جگمگاتا رہا جس نے قادیان کی فضاء کو سچ مچ بقعہ نور بنا دیا۔

جماعت وار جلسہ گاہ میں جانے کا نظارہ

28 دسمبر 1939ء کی صبح سے خلافت جوبلی کی مبارک تقریب کا پروگرام شروع ہوا۔ تمام جماعتیں ساڑھے نو بجے اپنی اپنی فرودگاہ سے جلسہ گاہ کی طرف آنے لگیں۔ جو تعلیم الاسلام ہائی سکول اور بیت نور کے جنوبی جانب اور بورڈنگ کے شرقی جانب گراؤنڈ میں تھا۔ ہر جماعت کے ساتھ اس کا جھنڈا تھا جسے دو آدمی اٹھائے ہوئے تھے اور جس پر اس جماعت کا نام اور بعض دعائیہ فقرات لکھے تھے۔ اس طرح مختلف علاقوں اور مختلف ممالک کی جماعتیں درثمین کے اشعار پڑھتی اور خدا تعالیٰ کی حمد کے گیت گاتی ہوئی جلسہ گاہ میں پہنچیں۔ تمام جھنڈے جلسہ گاہ کی گیلریوں کے اوپر کے حصہ میں کھڑے کر دیئے گئے۔ ایسے جھنڈوں کی تعداد ڈیڑھ سو کے قریب تھی۔

دس بجکر پچاس منٹ پر حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی سٹیج پر (جو سیدنا حضرت مسیح موعود کے وقت کی جلسہ گاہ کے برابر تھا) تشریف لائے۔ اس وقت سٹیج کا سائبان اتار دیا گیا تا کہ تمام مجمع آسانی سے اس موقعہ کا نظارہ کر سکے۔ حضرت صوفی غلام محمد صاحب سابق مربی ماریشس نے تلاوت قرآن کریم کی اور حافظ شفیق احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود کی مشہور نظم آمین کا ایک حصہ خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔

سپاس نامے

اس کے بعد صدر انجمن احمدیہ، دیگر تنظیموں اور ہندوستانی اور بیرونی جماعتوں کی طرف سے 14 سپاس نامے پیش کئے گئے جو اردو، انگریزی اور عربی کے علاوہ دیگر زبانوں میں بھی تھے۔ ان سپاس ناموں میں احباب جماعت نے اپنے پیارے امام کے حضور نہایت ہی مخلصانہ جذبات کا اظہار کیا۔

مقامی ہندوؤں کا اظہار اخلاص

اس موقعہ پر قادیان کے باشندہ لالہ داتا رام صاحب کے سیٹھ ابن لالہ ملاوامل صاحب نے اپنے خاندان کی طرف سے حضور کے پچیس سالہ عہد خلافت کے متعلق مبارکباد پیش کی اور سیٹھ وزیر چند صاحب آف پیارے دی ہٹی صرافاں قادیان نے اپنے خاندان کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہوئے چاندی کی خوشنما پلیٹ میں ایک چاندی کی انگوٹھی جس پر حضرت مسیح موعود کا الہام الیس اللہ (-) لکھا تھا بطور تحفہ پیش کی۔ انہوں نے یہی تحفہ جناب چوہدری سر محمد ظفراللہ خان صاحب کو بھی دیا۔

عربی، افریقی، ملائی، سماٹری اور ترکستانی نمائندگان اپنے اپنے وطنی لباسوں میں ملبوس تھے اور اس طرح مختلف ممالک اور مختلف تمدن کے لوگوں کا حضرت خلیفہ ثانی کے حضور نذر عقیدت پیش کرنا نہایت روح پرور نظارہ تھا۔

اس کے بعد انگلستان، امریکہ، افریقہ، بلاد عربیہ اور دیگر ممالک کی طرف سے آمدہ مبارک باد کے گیارہ تار پڑھ کر سنائے گئے۔

حضرت خلیفہ ثانی کی تقریر

ازاں بعد بارہ بجکر چالیس منٹ سے ایک بجکر تیس منٹ تک سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے سپاس ناموں کے جواب میں ایک نہایت دلآویز اور روح پرور تقریر فرمائی جس کا خلاصہ حضور ہی کے مبارک الفاظ میں ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے۔

"میں جب سے تقریر کے میدان میں آیا ہوں اور جب سے مجھے تقریر کرنے یا بولنے کا موقع ملا ہے۔ میں نے شروع دن سے یہ بات محسوس کی ہے کہ ذاتی بناوٹ کے لحاظ سے تقریر کرنا میرے لئے بڑا ہی مشکل ہوتا تھا...... ایک خاص وقت میں ...... میرے دل میں اضطراب سا پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن وہ حالت اس وقت تک ہوتی ہے جب تک کہ بجلی کا وہ کنکشن قائم نہیں ہوتا جو شروع دن سے کسی بالا طاقت کے ساتھ میرے دماغ کا ہو جایا کرتا ہے اور جب یہ دور آ جاتا ہے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے تمام بڑے بڑے مقرر اور لسان جو اپنی زبانوں کے ماہر ہیں، میرے سامنے بالکل ہیچ ہیں اور میرے ہاتھوں میں کھلونے کی طرح ہیں۔......

جب سے یہ خلافت جوبلی کی تحریک شروع ہوئی ہے۔ میری طبیعت میں ہمیشہ ایک پہلو سے انقباض سا رہتا آیا ہے اور میں سوچتا رہا ہوں کہ جب ہم خود یہ تحریک منائیں تو پھر جو لوگ برتھ ڈے یا ایسی ہی دیگر تقاریب مناتے ہیں۔ انہیں کس طرح روک سکیں گے۔ اب تک اس کے لئے کوئی دلیل میری سمجھ میں نہیں آسکی اور میں ڈرتا ہوں کہ اس کے نتیجہ میں ایسی رسوم جماعت میں پیدا نہ ہو جائیں جن کو مٹانے کے لئے احمدیت آئی ہے۔ ہماری کامیابی اور فتح یہی ہے کہ ہم دین کو اسی طرح دوبارہ قائم کر دیں جس طرح رسول کریم ﷺ اسے لائے تھے اور ایسے رنگ میں قائم کر دیں کہ شیطان اس پر حملہ نہ کر سکے اور کوئی کھڑکی اور کوئی روشندان اور کوئی در اس کے لئے کھلا نہ رہنے دیں اور جب سے یہ تقریب منانے کی تحریک شروع ہوئی۔ میں یہی سوچتا رہا ہوں کہ ایسا کرتے ہوئے ہم کوئی ایسا روشندان تو نہیں کھول رہے کہ جس سے شیطان کو حملہ کا موقعہ مل سکے اور اس لحاظ سے مجھے شروع سے ہی ایک قسم کا انقباض سا رہا ہے کہ میں نے اس کی اجازت کیوں دی اور اس کے متعلق سب سے

پہلے انشراح صدر مجھے مولوی جلال الدین صاحب شمس کا ایک مضمون الفضل میں پڑھ کر ہوا۔ جس میں لکھا تھا کہ اس وقت گویا ایک اور تقریب بھی ہے اور وہ یہ کہ سلسلہ کی عمر پچاس سال پوری ہوتی ہے۔ تب میں نے سمجھا کہ یہ تقریب کسی انسان کی بجائے سلسلہ سے منسوب ہوسکتی ہے اور اس وجہ سے مجھے خود بھی اس خوشی میں شریک ہونا چاہئے۔ دوسرا انشراح مجھے اس وقت پیدا ہوا۔ جب درثمین سے وہ نظم پڑھی گئی جو آمین کہلاتی ہے۔ اس کو سن کر مجھے خیال آیا کہ یہ تقریب حضرت مسیح موعود کی ایک پیشگوئی کو بھی پورا کرنے کا ذریعہ ہے۔ جو اس میں بیان کی گئی ہے اور اس کا منانا اس لحاظ سے نہیں کہ یہ میری 25 سالہ خلافت کے شکریہ کا اظہار ہے۔ بلکہ اس لئے کہ خداتعالیٰ کی بات کے پورا ہونے کا ذریعہ ہے۔ نامناسب نہیں اور اس خوشی میں میں بھی شریک ہوسکتا ہوں اور میں نے سمجھا کہ گو اپنی ذات کے لئے اس کے منائے جانے کے متعلق مجھے انشراح نہ تھا۔ مگر حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی کے پورا ہونے کے لحاظ سے انشراح ہوگیا......

اور اس لئے میرے دل میں جو انقباض تھا وہ دور ہوگیا اور میری نظریں اس مجلس سے اٹھ کر خداتعالیٰ کی طرف چلی گئیں اور میں نے کہا۔ ہمارا خدا بھی کیسا سچا خدا ہے مجھے یاد آیا کہ جب یہ پیشگوئی کی گئی اس وقت میری ہستی ہی کیا تھی۔...... جب حضرت مسیح موعود نے یہ دعا کی۔ اس وقت میں ظاہری حالات کے لحاظ سے اپنے اندر کوئی بھی اہلیت نہ رکھتا تھا لیکن اس وقت اس آمین کو سن کر میں نے کہا کہ خداتعالیٰ نے آپ کی دعائیں سن لیں۔ جب یہ دعائیں کی گئیں۔ میں معمولی ریڈریں بھی نہیں پڑھ سکتا تھا۔ مگر اب خداتعالیٰ کا ایسا فضل ہے کہ میں کسی علم کی کیوں نہ ہو۔ انگریزی کی مشکل سے مشکل کتاب پڑھ سکتا ہوں اور سمجھ سکتا ہوں اور گو میں انگریزی لکھ نہیں سکتا۔ مگر بی اے اور ایم اے پاس شدہ لوگوں کی غلطیاں خوب نکال سکتا ہوں۔ دینی علوم میں میں نے قرآن کا ترجمہ حضرت خلیفہ اول سے پڑھا ہے اور اس طرح پڑھا ہے کہ اور کوئی اس طرح پڑھے تو کچھ بھی نہ سیکھ سکے......اس طرح بخاری آپ نے مجھے تین ماہ میں پڑھائی ...... اور پھر فرمایا........... مجھے جو کچھ آتا ہے وہ خود بتادوں گا۔ بخل نہیں کروں گا اور باقی اللہ تعالیٰ خود سمجھا دے گا اور میں سمجھتا ہوں۔ سب سے زیادہ فائدہ مجھے اسی نصیحت نے دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود سمجھا دے گا۔ یہ ایک کبھی نہ ختم ہونے والا خزانہ میرے ہاتھ آ گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ایسا سمجھایا ہے کہ میں غرور تو نہیں کرتا مگر خداتعالیٰ کے فضل سے یہ حالت ہے کہ میں کوئی کتاب یا کوئی تفسیر پڑھ کر مرعوب نہیں ہوتا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو کچھ مجھے ملا ہے ان کو نہیں ملا۔ بیس بیس جلدوں کی تفسیریں ہیں۔ مگر میں نے کبھی ان کو بالاستیعاب دیکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی اور ان کے مطالعہ میں مجھے کبھی لذت محسوس نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مجھے قرآن کریم کے چھوٹے سے لفظ میں ایسے مطالب سکھا دیتا ہے کہ میں سمجھتا ہوں میں ان کتابوں کے مطالعہ میں کیوں وقت ضائع کروں اور کبھی کوئی مسئلہ وغیرہ دیکھنے کے لئے ان کو دیکھتا ہوں تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ اس مقام سے بہت دور کھڑے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کیا ہے اور یہ سب اس کا فضل ہے۔ ورنہ بظاہر میں نے دنیا میں کوئی علم حاصل نہیں کیا۔ حتیٰ کہ اپنی زبان تک بھی صحیح نہیں سیکھی۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا احسان اور فضل ہے کہ حضرت مسیح موعود کی دعاؤں کو قبول کر کے اس نے مجھے ایک ایسا گُر بتادیا کہ جس سے مجھے ہر موقعہ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت حاصل ہو جاتی ہے۔ میں ہمیشہ یہی کہا کرتا ہوں کہ میں تو خداتعالیٰ کی طرف سے ایک ہتھیار کی مانند ہوں اور میں نے کبھی محسوس نہیں کیا کہ کوئی چیز چاہئے اور اس نے مجھے نہ دی ہو۔ حضرت مسیح موعود نے دعا کی تھی کہ اس سے ہر اندھیرا دور ہو۔ دشمنوں کی طرف سے مجھ پر کئی حملے کئے گئے۔ اعتراضات کئے گئے اور کہا کہ ہم خلافت کو مٹا دیں گے اور یہی وہ اندھیرا تھا۔ جسے اللہ تعالیٰ نے دور کردیا اور خلافت جوبلی کی تقریب منانے کے متعلق میرے دل میں جو انقباض تھا وہ اس وقت یہ نظم سن کر دور ہوگیا اور میں نے سمجھا کہ آج حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی کے پورا ہونے کا اظہار ہورہا ہے۔ دشمنوں نے کہا کہ ہم جماعت کو پھرالیں گے مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم اور بھی زیادہ لوگوں کو لائیں گے اور جب ہم روشنی کرنا چاہیں تو کوئی اندھیرا رہ نہیں سکتا اور اس طرح اس تقریب کے متعلق میرے دل میں جو انقباض تھا۔ وہ یہ نظارہ دیکھ کر دور ہوگیا۔ ورنہ مجھے تو شرم آتی ہے کہ میری طرف یہ تقریب منسوب ہو۔ مگر ہمارے سب کام اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اس کے ذریعہ چونکہ اللہ تعالیٰ کی باتیں پوری ہوتی ہیں۔ اس لئے اس کے منانے میں کوئی حرج نہیں۔ یہ سب کام اللہ تعالیٰ کے ہیں۔ اگر وہ نہ کرتا تو نہ مجھ میں طاقت تھی اور نہ آپ میں۔ نہ میرے علم نے کوئی کام کیا اور نہ آپ کی قربانی نے۔ جو کچھ ہوا خدا کے فضل سے ہوا اور ہم خوش ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور نشان دکھایا۔ دنیا نے چاہا کہ ہمیں مٹا دیں۔ مگر خداتعالیٰ نے نہ مٹایا اور یہ نظارہ دیکھ کر میرے دل میں جو انقباض تھا۔ وہ سب دور ہوگیا''۔

حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کی مختصر تقریر

اس کے بعد حضرت میر محمد اسحٰق صاحب سٹیج پر تشریف لائے اور کہا کہ پروگرام میں اس وقت میری کوئی تقریر نہیں لیکن حضرت مسیح موعود کی نظم آمین کے جو ابھی پڑھی گئی ہے۔ ایک شعر کے متعلق میں مختصراً کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اس وقت جماعت کی طرف سے حضور کی خدمت میں ایک حقیر سی رقم پیش کی جانے والی ہے جس سے حضرت مسیح موعود کی وہ دعا کہ ''دے اس کو عمر و دولت'' کی قبولیت بھی ظاہر ہوگئی ہے۔

اس کے بعد حضرت چوہدری صاحب موصوف نے چیک کی صورت میں یہ رقم پیش کی جو دو لاکھ ستر ہزار کے قریب تھی۔ پھر آپ نے ان احباب کے نام پڑھ کر سنائے جنہوں نے اس فنڈ میں نمایاں حصہ لیا تھا تا حضور خصوصیت سے ان کے لئے دعا کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی دوسری تقریر

بعدہٗ حضور نے فرمایا:۔

''میں نے جو کہا تھا کہ جس وقت آمین پڑھی جارہی تھی۔ میرے دل میں ایک تحریک ہوئی تھی۔ وہ دراصل یہی مصرعہ تھا۔ جس کا ذکر میر صاحب نے کیا ہے۔ مگر چونکہ ابھی تک وہ رقم مجھے نہ دی گئی تھی۔ اس لئے میں نے مناسب نہ سمجھا کہ پہلے ہی اس کا ذکر کروں اس کے لئے میں سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری حقیقی دولت تو دین ہی ہے۔ دین کے بغیر دولت کوئی چیز نہیں اور اگر دین ہو اور دولت نہ ہو تو بھی ہم خوش نصیب ہیں۔ مجھے یہ علم پہلے سے تھا کہ یہ رقم مجھے اس موقعہ پر پیش کی جائے گی اور اس دوران میں، میں یہ غور بھی کرتا رہا ہوں کہ اسے خرچ کس طرح کیا جائے......اور اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ اس سے برکات خلافت کا اظہار کا کام لیا جائے۔ یہ امر ثابت ہے کہ رسول کریم ﷺ کے خلفاء اس کام کے کرنے والے تھے جو آپ کے اپنے کام تھے۔ یعنی یتلوا علیھم (-)۔ قرآن کریم میں رسول کریم ﷺ کے چار کام بیان کئے گئے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نشان بیان کرتا ہے۔ ان کا تزکیہ کرتا۔ ان کو کتاب پڑھتا ہے اور حکمت سکھاتا ہے۔ کتاب کے معنے کتاب اور تحریر کے بھی ہیں اور حکمت کے معنی سائنس کے بھی ہیں اور قرآن کریم کے حقائق و معارف اور مسائل فقہ کے بھی ہیں۔ پھر میں نے خیال کیا کہ خلیفہ کا کام استحکام جماعت بھی ہے۔ اس لئے اس روپیہ سے یہ کام بھی کرنا چاہئے......اس میں دینی تعلیم جو خلفاء کا کام ہے۔ وہ بھی آجائے گی۔ پھر آرٹ اور سائنس کی تعلیم نیز غرباء کی تعلیم و ترقی بھی خلفاء کا اہم کام ہے۔ ہماری جماعت کے غرباء کی اعلیٰ تعلیم کے لئے فی الحال انتظامات نہیں ہیں......اس کا نتیجہ ایک یہ بھی ہے کہ ملک کو شدید نقصان پہنچ رہا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس رقم سے اس کا بھی انتظام کیا جائے اور میں نے تجویز کی ہے کہ اس کی آمد سے شروع میں فی الحال ہر سال ایک ایک وظیفہ مستحق طلباء کو دیا جائے۔

......یزکیھم کے ایک معنے ادنیٰ حالت سے اعلیٰ کی طرف لے جانے کے بھی ہیں اور اس طرح اس میں اقتصادی ترقی بھی شامل ہے۔ اس کی فی الحال کوئی سکیم میرے ذہن میں نہیں۔ مگر میرا ارادہ ہے کہ انڈسٹریل تعلیم کا کوئی معقول انتظام بھی کیا جائے تا پیشہ وروں کی حالت بھی بہتر ہوسکے۔ اسی طرح ایگریکلچرل تعلیم کا بھی ہو۔ تا زمینداروں کی حالت بھی درست ہوسکے۔ خلفاء کا ایک کام میں سمجھتا ہوں۔ اس عہدہ کا استحکام بھی ہے۔......

پس یہ خلفاء کے چار کام ہیں اور انہی پر یہ روپیہ خرچ کیا جائے گا۔ پہلے اسے کسی نفع مند کام میں لگا کر ہم اس سے آمد کی صورت پیدا کریں گے اور پھر اس آمد سے یہ کام شروع کریں گے۔ ایک تو ایسا اصولی لٹریچر شائع کریں گے کہ جس سے ہندو، سکھ (دینی) اصول سے آگاہی حاصل کرسکیں۔ اب تک ہم نے ان کی طرف پوری طرح توجہ نہیں کی۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود کے بعض الہامات سے پتہ لگتا ہے کہ ان لوگوں کے لئے بھی ہدایت مقدر ہے۔ مثلاً آپ کا ایک الہام ہے کہ ''آریوں کا بادشاہ''۔ ایک ہے ''جے سنگھ بہادر اے ردر گوپال تیری مہما گیتا میں ہے''۔ مگر ہم نے ابھی تک ان کی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ پس اب ان کے لئے لٹریچر شائع کرنا چاہئے کہ یہ اتنا مختصر ہو کہ اسے لاکھوں کی تعداد میں شائع کرسکیں۔ پھر ایک حصہ مسلمانوں میں دعوت الی اللہ پر خرچ کیا جائے۔ ایک آرٹ، سائنس، انڈسٹری اور زراعت وغیرہ کی تعلیم پر اور ایک حصہ نظام سلسلہ پر دشمنوں کے حملہ کے مقابلہ کے لئے''۔

اس کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے لوائے احمدیت پر اعتراض کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا:۔

جھنڈا رسول کریم ﷺ سے ثابت ہے اور لڑائی وغیرہ کے مواقع پر اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے تو جہاد سے ہی منع کردیا ہے۔ پھر جھنڈے کی کیا ضرورت ہے مگر میں کہوں گا کہ اگر لوہے کی تلوار کے ساتھ جہاد کرنے والوں کے لئے جھنڈا ضروری ہے تو قرآن کی تلوار سے لڑنے والوں کے لئے کیوں نہیں؟ اگر اب ہم لوگ کوئی جھنڈا معین نہ کریں گے تو بعد میں آنے والے ناراض ہوں گے اور کہیں گے کہ اگر حضرت مسیح موعود کے رفقاء ہی جھنڈا بنا جاتے تو کیا اچھا ہوتا۔ میں نے حضرت مسیح موعود کے منہ سے ایک مجلس میں یہ سنا ہے کہ ہمارا ایک جھنڈا ہونا چاہئے۔ جھنڈا لوگوں کے جمع ہونے کی ظاہری علامت ہے اور اس سے نوجوانوں کے دلوں میں ایک ولولہ پیدا ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ ''لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود'' یعنی میرے جھنڈے کی پناہ ہر سعید کو حاصل ہوگی اور اس لحاظ سے بھی ضروری ہے کہ ہم اپنا جھنڈا نصب کریں۔ تا سعید روحیں اس کے نیچے آکر پناہ لیں۔ یہ ظاہری نشان بھی بہت اہم چیزیں ہوتی ہیں ...... پس جھنڈا نہایت ضروری ہے اور بجائے اس کے کہ بعد میں آکر کوئی بادشاہ اسے بنائے یہ زیادہ مناسب ہے کہ یہ (رفقاء) حضرت مسیح موعود کے ہاتھوں اور موعودہ خلافت کے زمانہ میں بن جائے۔ اگر اب کوئی جھنڈا نہ بنے تو بعد

حضرت خلیفۃ المسیح الاول اپنے آقا اور ساتھیوں کے ہمراہ

(کھڑے ہوئے دائیں سے بائیں) حضرت عبدالحمید صاحب ابن حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب۔ حضرت حکیم فضل الٰہی صاحب لاہوری۔ حضرت منشی تاج الدین صاحب۔
حضرت میر ناصر نواب صاحب۔ حضرت میر حامد شاہ صاحب۔ حضرت ماسٹر غلام محمد صاحب۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب۔
(کرسیوں پر دائیں سے بائیں) حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی۔ حضرت مسیح موعود۔ حضرت غلام حسن صاحب پشاوری۔
حضرت مولوی نورالدین صاحب (گود میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب)۔
(بیٹھے ہوئے دائیں سے بائیں) حضرت خلیفہ رشید الدین صاحب۔ حضرت سیٹھ اسماعیل آدم صاحب۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب۔ مرزا خدا بخش صاحب۔
حضرت شیخ مولا بخش صاحب۔ حضرت شیخ عبدالرزاق صاحب ولد حضرت شیخ عبدالرحمٰن صاحب۔

(کھڑے ہوئے دائیں سے بائیں) حضرت منشی کرم علی صاحب کاتب۔ حضرت مولوی عبداللہ صاحب عرب۔ مولوی محمد علی صاحب۔ حضرت میاں معراج الدین صاحب عمر۔
حضرت حکیم فضل دین صاحب بھیروی۔ حضرت حکیم محمد حسین صاحب۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی۔ حضرت مفتی فضل الرحمٰن صاحب۔ حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب۔
(کرسیوں پر دائیں سے بائیں) حضرت مفتی محمد صادق صاحب۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب۔ حضرت مسیح موعود (گود میں حضرت مرزا شریف احمد صاحب)۔
حضرت مولوی نورالدین صاحب۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی۔ حضرت پیر منظور محمد صاحب۔
(بیٹھے ہوئے دائیں سے بائیں) حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی۔ حضرت حکیم قطب الدین صاحب۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب۔ حضرت ملک شیر محمد صاحب۔ ماسٹر محمد صادق صاحب آف جموں

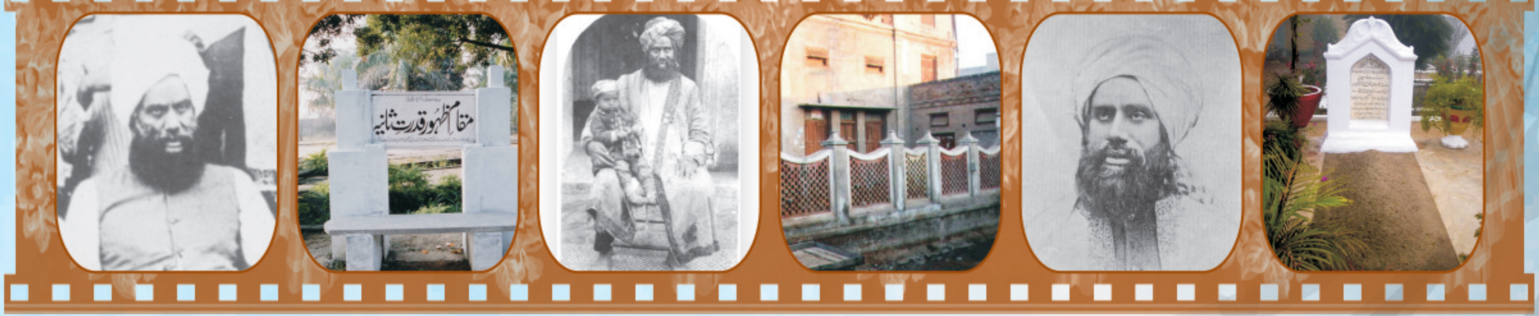

وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی، حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی تقریب شادی کے موقع پر

سفر یورپ 1955ء کے دوران حضرت مصلح موعود کے ساتھ حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب

حضرت مصلح موعود تانگے کی سواری کرتے ہوئے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایک شادی کے موقع پر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی گھوڑے کی سواری کرتے ہوئے۔

تیری جبیں پہ حسنِ ازل کی تجلیاں۔ طلعت سے تیری نورِ صداقت ہے آشکار

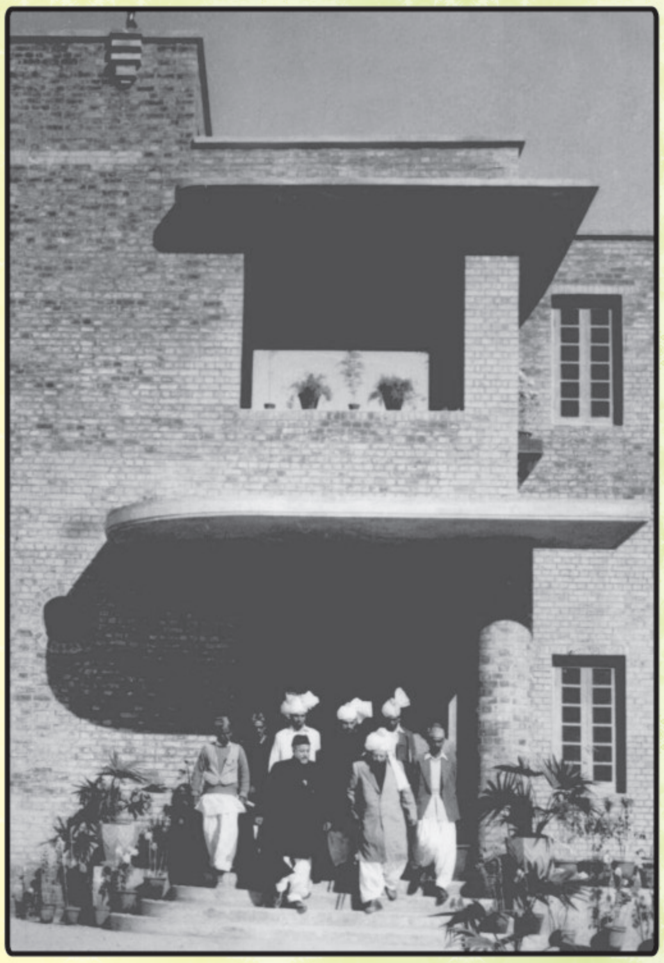

ٹی آئی کالج ربوہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا ورود مسعود، حضرت خلیفۃ ثالث (قبل از خلافت) پرنسپل کالج بھی ساتھ ہیں

اس جیسا کوئی شخص زمانے میں نہیں ہے

حضرت مصلح موعود ایک دعوت میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ مصروف گفتگو

دورہ لندن 1955ء کے دوران نماز باجماعت کی ادائیگی

سفر بذریعہ ریل

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایک تقریب سے خطاب فرما رہے ہیں

دورہ برطانیہ 1924ء کے دوران بعض غیر ملکوں کے ساتھ

(سیالکوٹ 13 ستمبر 1931ء)

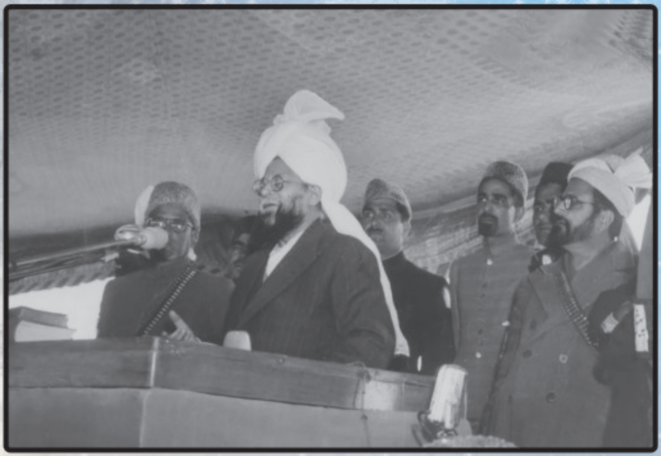

جلسہ سالانہ 1952ء پر خطاب فرماتے ہوئے

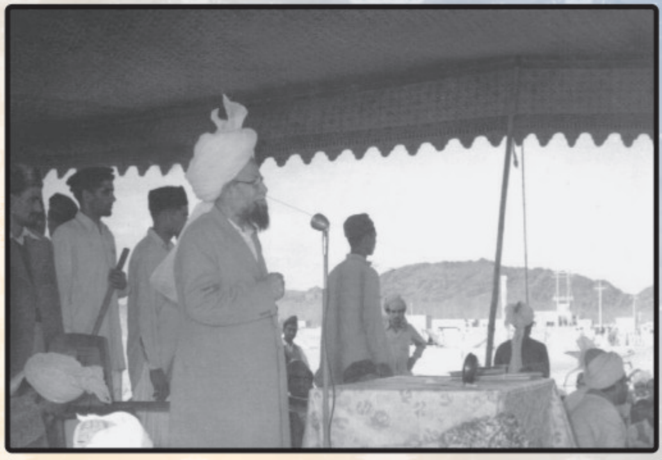

سلطان البیان ۔ انداز خطیبانہ

حضرت مصلح موعود کا ذریعہ سفر ۔ ربوہ کے ابتدائی ایام میں

سفر یورپ کے موقع پر اپنے رفقاء کے ساتھ (1924ء)

حضرت مصلح موعود کا آخری سفر

حضرت مصلح موعود بیت الفضل لندن میں خطاب فرمارہے ہیں

میں کوئی جھنڈا کسی کے لئے سند نہیں ہوسکتی......اوراس لئے جو جھنڈا آج نصب ہوگا۔ اس میں سب قومیں شامل سمجھی جائیں گی اور وہ جماعت کی شوکت کا نشان ہوگا اور یہی مناسب تھا کہ جھنڈا ابھی بن جاتا تا بعد میں اس کے متعلق کوئی اختلاف پیدا نہ ہوں۔ پھر یہ رسول کریم ﷺ کی سنت بھی ہے۔ حضرت مسیح موعود کے ایک شعر کو بھی پورا کرتا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ مسیح دمشق کے منارہ شرقی پر اترے گا اور حضرت مسیح موعود نے ہزاروں روپیہ خرچ کرکے وہ منارہ بنوایا تا رسول کریم ﷺ کی بات ظاہری رنگ میں بھی پوری ہو اور خداتعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں یہ جھنڈا بنانے کی توفیق دی کہ جس سے حضرت مسیح موعود کا ایک شعر ظاہری رنگ میں بھی پورا ہوتا ہے اوراس وجہ سے کہ ہم لوگوں کو باطن کا بھی خیال رہے اور یہ محض ظاہری رسم ہی نہ رہے میں نے ایک اقرار نامہ تجویز کیا ہے۔ پہلے میں اسے پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ اس کے بعد میں کہتا جاؤں گا اور دوست اسے دہراتے جائیں۔ اقرار نامہ یہ ہے:۔

''میں اقرار کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے (-) احمدیت کے قیام اس کی مضبوطی اور اس کی اشاعت کے لئے آخر دم تک کوشش کرتا رہوں گا اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے اس امر کے لئے ہر ممکن قربانی پیش کروں گا کہ احمدیت (-) دوسرے سب دینوں اور سلسلوں پر غالب رہے اور اس کا جھنڈا کبھی سرنگوں نہ ہو۔ بلکہ دوسرے سب جھنڈوں سے اونچا اڑتا رہے''۔ (روئیداد جلسہ خلافت جوبلی ص 9-24)

لوائے احمدیت بلند کیا گیا

اس کے بعد پروگرام کا وہ حصہ شروع ہوا جو سلسلہ کی تاریخ میں نہایت اہمیت رکھتا ہے اور جماعت احمدیہ میں جوش اور ولولہ پیدا کرنے کا خاص ذریعہ ہے۔ یعنی جماعت احمدیہ کے جھنڈے کو بلند کرنا جیسا کہ پہلے تفصیلی ذکر آچکا ہے، جھنڈا سیاہ رنگ کے کپڑے کا تھا۔ جس کے درمیان منارۃ المسیح۔ ایک طرف بدر اور دوسری طرف ہلال کی شکل سفید رنگ میں بنائی گئی تھی۔ کپڑے کا طول اٹھارہ فٹ اور عرض نو فٹ تھا اور اسے بلند کرنے کے لئے سٹیج کے شمال مشرقی کونہ کے ساتھ باسٹھ فٹ بلند آہنی پول پانچ فٹ اونچا چبوترہ بنا کر نصب کیا گیا تھا۔ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی سٹیج سے اتر کر 2 بجکر 4 منٹ پر اس چبوترہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تمام احباب ربنا تقبل منا (-) کی دعا پڑھتے رہیں۔ یہ دعا پڑھتے ہوئے اور اس نظارہ سے متاثر ہوکر بہتوں کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور تمام مجمع پر رقت طاری ہوگئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بھی رقت انگیز آواز میں ربنا تقبل منا (-) بآواز بلند پڑھ رہے تھے۔ حضور نے لوائے احمدیت اپنے دست مبارک سے دو بجکر دس منٹ پر رسی سے باندھا۔ دو بجکر گیارہ منٹ پر لپٹے ہوئے پھریرے کے کھلنے کے بعد حضور نے نعرہ ہائے تکبیر کے درمیان جھنڈے کو بلند کرنا شروع کیا اور انہی نعروں کے دوران حضور کے ہاتھوں کی تین مرتبہ کی جنبش سے دو بجکر بارہ منٹ پر جھنڈا پول کی اونچائی تک پہنچا۔ دو بجکر تیرہ منٹ پر حضور نے جھنڈے کی رسی کو ستون سے باندھنا شروع کیا اور دو بجکر پندرہ منٹ پر باندھ چکے۔ (الفضل 5 جنوری 1940ء ص 2 کالم 1)

اس تقریب کی تکمیل کے بعد حضور سٹیج پر تشریف لائے اور احباب جماعت سے وہ اقرار نامہ لیا جس کا ذکر پہلے آچکا ہے۔

مجلس خدام الاحمدیہ کا جھنڈا

ازاں بعد حضور نے دو بجکر بارہ منٹ پر مجلس خدام الاحمدیہ کا جھنڈا بلند فرمایا۔ اس کے لئے بھی سٹیج کے شمال مغربی کونہ کے ساتھ لکڑی کا پول چبوترہ بنا کر کھڑا کیا گیا تھا۔ یہ جھنڈا سیاہ رنگ کے کپڑے کا تھا جس پر چھ سفید دھاریاں تھیں۔ درمیان میں منارۃ المسیح۔ ایک طرف بدر اور دوسری طرف ہلال کا نشان تھا۔

احمدیہ جھنڈے کی حفاظت کا انتظام

اس کے بعد حضور نے فرمایا اس وقت سے اس جھنڈے کی حفاظت کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ بارہ آدمیوں کا پہرہ مقرر کرے اور کل نماز جمعہ کے بعد اسے دو ناظروں کے سپرد کردے جو اس کی حفاظت کے ذمہ دار ہوں گے۔ وہ نہایت مضبوط تالہ میں رکھیں جس کی دو چابیاں ہوں اور وہ دونوں مل کر اسے کھول سکیں۔

دو بجکر پچیس منٹ پر اس اجلاس کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔ (الفضل 2 جنوری 1940ء ص 9,8)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مردانہ جلسہ میں لوائے احمدیت اور لوائے خدام الاحمدیہ لہرانے کے بعد زنانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور دعا کرتے ہوئے خواتین جماعت احمدیہ کا جھنڈا اپنے دست مبارک سے لہرایا۔ جھنڈے کا بانس 37 فٹ لمبا اور اس کا کپڑا پونے چار گز لمبا اور سوا دو گز چوڑا تھا۔ جس پر لوائے احمدیت کے علاوہ کھجور کے تین درخت بھی تھے۔ جن کے نیچے چشمہ تھا۔ اس جھنڈے کے نقوش ریشم کے مختلف رنگ کے دھاگوں کے تھے۔ جو مشین سے کاڑھے گئے تھے۔ کپڑا سیاہ ساٹن کا تھا۔

(الفضل 3 جنوری 1940ء ص 2)

نظام خلافت سے وابستہ رہنے کی وصیت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے سالانہ جلسہ 1939ء پر لوائے احمدیت کی پرچم کشائی کے علاوہ 29,28 دسمبر 1939ء کو ''خلافت راشدہ'' کے عنوان پر ایک معرکۃ الآراء تقریر فرمائی۔ جس میں نظام خلافت پر نہایت شرح وبسط سے روشنی ڈالی اور اس پر وارد کئے جانے والے اعتراضات کے مفصل اور مسکت جوابات دینے کے بعد جماعت احمدیہ کو نظام خلافت کی قدر کرنے اور اس کے دائمی طور پر قائم رہنے کی ہمیشہ دعائیں کرتے رہنے کی وصیت فرمائی۔ چنانچہ حضور نے فرمایا:۔

''جہاں تک خلافت کا تعلق میرے ساتھ ہے اور جہاں تک اس خلافت کا ان خلفاء کے ساتھ تعلق ہے جو فوت ہوچکے ہیں۔ ان دونوں میں ایک امتیاز اور فرق ہے۔ ان کے ساتھ تو خلافت کی بحث کا علمی تعلق ہے اور میرے ساتھ نشانات خلافت کا معجزاتی تعلق ہے۔ پس میرے لئے اس بحث سے کوئی حقیقت نہیں کہ کوئی آیت میری خلافت پر چسپاں ہوتی ہے یا نہیں۔ میرے لئے خداتعالیٰ کے تازہ بتازہ نشانات اور اس کے زندہ معجزات اس بات کا کافی ثبوت ہیں کہ مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے اور کوئی شخص نہیں جو میرا مقابلہ کرسکے۔ اگر تم میں کوئی ماں کا بیٹا ایسا موجود ہے جو میرا مقابلہ کرنے کا شوق اپنے دل میں رکھتا ہو تو وہ اب میرے مقابلہ میں اٹھ کر دیکھ لے۔ خدا اس کو ذلیل اور رسوا کرے گا۔ بلکہ اسے ہی نہیں۔ اگر دنیا جہاں کی تمام طاقتیں مل کر بھی میری خلافت کو نابود کرنا چاہیں گی تو خدا ان کو مچھر کی طرح مسل دے گا اور ہر ایک جو میرے مقابلہ میں اٹھے گا، گرایا جائے گا۔ جو میرے خلاف بولے گا، خاموش کرایا جائے گا اور جو مجھے ذلیل کرنے کی کوشش کرے گا وہ خود ذلیل ورسوا ہوگا۔

پس اے مومنوں کی جماعت! اور اے عمل صالح کرنے والو! میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ خلافت خداتعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ اس کی قدر کرو۔ جب تک تم لوگوں کی اکثریت ایمان اور عمل صالح پر قائم رہے گی۔ خدا اس نعمت کو نازل کرتا چلا جائے گا۔ لیکن اگر تمہاری اکثریت ایمان اور عمل صالح سے محروم ہوگئی تو پھر یہ امر اس کی مرضی پر موقوف ہے کہ وہ چاہے تو اس انعام کو جاری رکھے۔ چاہے تو بند کردے۔ پس خلیفہ کے بگڑنے کا سوال نہیں۔ خلافت اس وقت چھینی جائے گی جب تم بگڑ جاؤ گے۔ پس اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی ناشکری مت کرو اور خداتعالیٰ کے الہامات کو تحقیر کی نگاہ سے مت دیکھو۔ بلکہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے۔ تم دعاؤں میں لگے رہو تا قدرت ثانیہ کا پے در پے تم میں ظہور ہوتا رہے۔ تم ان ناکاموں اور نامرادوں اور بے علموں کی طرح مت بنو۔ جنہوں نے خلافت کو رد کردیا۔ بلکہ تم ہر وقت ان دعاؤں میں مشغول رہو کہ خدا قدرت ثانیہ کے مظاہر تم میں ہمیشہ کھڑے کرتا رہے۔ تا اس کا دین مضبوط بنیادوں پر قائم ہوجائے اور شیطان اس میں رخنہ اندازی کرنے سے ہمیشہ کے لئے مایوس ہوجائے''۔

پھر فرمایا:۔

''تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود نے قدرت ثانیہ کے لئے دعاؤں کی جو شرط لگائی ہے۔ وہ کسی ایک زمانہ کے لئے نہیں۔ بلکہ ہمیشہ کے لئے ہے۔ حضرت مسیح موعود کی زندگی میں اس ارشاد کا یہ مطلب تھا کہ میرے زمانہ میں تم یہ دعا کرو کہ تمہیں پہلی بار خلافت نصیب ہو اور پہلی خلافت کے زمانہ میں اس دعا کا یہ مطلب تھا کہ الٰہی اس کے بعد ہمیں دوسری خلافت ملے اور دوسری خلافت میں اس دعا کے یہ معنے ہیں کہ تمہیں تیسری خلافت ملے اور تیسری خلافت میں اس دعا کے یہ معنی ہیں کہ تمہیں چوتھی خلافت ملے۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری شامت اعمال سے اس نعمت کا دروازہ تم پر بند ہوجائے۔

پس ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں مشغول رہو اور اس امر کو اچھی طرح یاد رکھو کہ جب تک تم میں خلافت رہے گی۔ دنیا کی کوئی قوم تم پر غالب نہیں آسکے گی اور ہر میدان میں تم مظفر ومنصور رہو گے۔ کیونکہ خدا کا وعدہ ہے جو اس نے ان الفاظ میں کیا کہ وعد اللہ الذین (-)۔ مگر اس کو بھی یاد رکھو کہ خدا تمہارے ساتھ ہو اور ابدالآباد تک تم اس کی برگزیدہ جماعت رہو''۔

(خلافت راشدہ ص 266 تا 270 تقریر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بر موقع جلسہ سالانہ 1939ء ناشر الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ)

29 دسمبر کو دو بجے حضور نے تقریر ختم فرمائی اور دعاؤں کے ساتھ جلسہ اختتام کا اعلان فرمایا۔

(الفضل 4 جنوری 1940ء ص 5)

وصیۃ الرسول کی اشاعت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے خلافت جوبلی کے اس تاریخی جلسہ پر سیدنا حضرت اقدس نبی اکرم ﷺ کی وہ آخری وصیت بڑی کثرت سے شائع فرمائی جو آنحضرتؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمائی تھی اور ارشاد فرمایا تھا کہ ہر شخص اپنے بھائی تک یہ فرمان پہنچادے۔

جلسہ خلافت جوبلی کے انتظامات:

''جلسہ خلافت جوبلی'' کے انتظامات حسب ذیل تین مقامات پر کئے گئے۔ (1) اندرون قصبہ قادیان (2) محلّہ دارالعلوم اور (3) محلّہ دارالفضل میں۔ دارالعلوم کے کچن سے حسب معمول محلّہ دارالرحمت کے مہمانوں کے لئے اور دارالفضل کے کچن سے محلّہ دارالبرکات کے مہمانوں کو کھانا دیا جاتا رہا۔ اندرون قصبہ کے لنگر خانہ میں 37 دارالعلوم میں 50 اور دارالفضل میں 26 تنوروں پر دن رات روٹیاں پکائی جاتیں۔ ان انتظامات کے علاوہ محلّہ دارالانوار میں حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کے ماتحت خاص انتظام بھی تھا۔

عام انتظامات کی صورت یہ تھی کہ افسر جلسہ سالانہ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب تھے۔ ان کے ماتحت ہر سہ مقامات پر تین ناظم تھے۔ یعنی اندرون قصبہ حضرت ماسٹر محمد طفیل خان صاحب، دارالعلوم میں حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب اور دارالفضل میں

مکرم ماسٹر علی محمد صاحب۔ ان کے ساتھ متعدد نائب اور پہران کے معاون تھے۔

پہرہ کا انتظام نیشنل لیگ کور کے سپرد تھا۔ مقامی نیشنل لیگ کور کے والنٹیئرز اپنے سالار اعظم چوہدری اسداللہ خاں صاحب بیرسٹرایٹ لاء اور سالار جیش جناب مرزا گل محمد صاحب کے ماتحت کام کرتے تھے۔ مختلف راستوں پر آنے جانے والے مہمانوں کو راستہ بتانا۔ جلسہ گاہ میں جانے کے لئے مستورات اور مردوں کے لئے علیحدہ علیحدہ راستے مقرر کرنا اور حضرت خلیفہ ثانی کے جلسہ گاہ میں تشریف لے جانے اور واپس آنے کے وقت پہرہ کا انتظام ان کے سپرد تھا۔

انکوائری آفس ہر سہ مقامات پر علیحدہ علیحدہ تھے۔ جو چوبیس گھنٹے کھلے رہتے اور مہمانوں کو ہر قسم کی معلومات بہم پہنچاتے۔ گم شدہ اشیاء اور بچوں کی نگہداشت رکھتے۔ نیز پرائیویٹ مکانات میں مہمانوں کو پہنچاتے تھے۔

طبی انتظام:

حسب دستور نور ہسپتال کے علاوہ مدرسہ احمدیہ، بورڈنگ تعلیم الاسلام ہائی سکول اور محلّہ دارالفضل میں طبی امداد کا انتظام تھا۔

مہمانوں کی تعداد:

سخت گرانی اور مالی مشکلات کے باوجود اس مقدس تقریب پر مہمانوں کی تعداد سال گزشتہ کی نسبت بہت زیادہ تھی۔ 1938ء میں مہمانوں کی تعداد تیس ہزار کے قریب تھی جو جلسہ جوبلی پر قریباً چالیس ہزار تک پہنچ گئی۔

جلسہ پر ملکی عمائدین کے پیغامات:

اس تاریخی موقعہ پر جن معززین اور ملکی سربرآوردہ شخصیات نے پیغامات بھیجے ان میں سے چند نام درج کئے جاتے ہیں:۔

(1) آنریبل خان بہادر شیخ عبدالقادر صاحب لاء ممبر گورنمنٹ ہند دہلی

(2) میجر نواب ممتاز یاور الدولہ بہادر آف حیدرآباد دکن

(3) جناب خان بہادر سیٹھ احمد الہ دین صاحب آف سکندرآباد

(4) آنریبل سرڈگلس ینگ چیف جسٹس ہائی کورٹ لاہور

(5) آنریبل کنور سر جگدیش پرشاد ایجوکیشنل ممبر گورنمنٹ ہند دہلی

غیر از جماعت معززین کی جلسہ میں شمولیت:

خلافت جوبلی کی روح پرور تقریب پر احمدیوں کے علاوہ غیر مبائع، غیر از جماعت اور دیگر معززین کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی۔ ان میں مولوی غلام حسن خاں صاحب پشاوری (جنہوں نے جنوری 1940ء میں بیعت خلافت کرلی)، مرزا معصوم بیگ صاحب، ابوظفر نازش رضوی، ڈاکٹر مرزا محمد یعقوب بیگ صاحب ڈویژنل آفیسر برما ریلویز، چوہدری جلال الدین صاحب عنبر آف نارووال ممبر لیجسلیٹو اسمبلی، فقیر محمد خورشید صاحب بی اے ایل ایل بی ضلع جھنگ، سید اقبال حسین صاحب ایڈووکیٹ لکھنؤ اور سید خورشید حسن صاحب ریٹائرڈ جج لکھنؤ، ڈاکٹر ایچ ایس ملک صاحب کراچی، ملک محمد خاں صاحب نمائندہ جناب پیر لال بادشاہ صاحب آف مکھڈ، سردار پریتم سنگھ صاحب ایم اے، بھائی دھرما نندجی پرنسپل خالصہ کالج ترن تارن، W.S. Schrupt آف سنگھاپور، ڈاکٹر جیون داس آف امرتسر، بھائی پرتاپ سنگھ صاحب امرتسر شامل تھے۔

(الفضل 3 جنوری 1940ء ص10)

خلافت جوبلی اور ملکی پریس:

(1) شمس العلماء خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی نے 24 دسمبر 1939ء کے اخبار ''منادی'' میں حضور کے 1938ء کے مشہور سفر دہلی کا گروپ فوٹو شائع کیا اور اس کے نیچے ایک نوٹ میں علاوہ دیگر باتوں کے لکھا:۔

''میں اپنے تعلقات کی یادگار میں جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب سے میرے تھے اور ان کے فرزند اور خلیفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سے ہیں اور مرزا صاحب نے اپنی خلافت کے پچیس سالہ ایام میں (دین حق) کی بڑی بڑی خدمات انجام دی ہیں اور سر محمد ظفراللہ خاں جیسے خادم (دین) افراد تیار کئے ہیں۔ اس لئے میں یہ تصویر اپنی جماعت اور ناظرین منادی کی معلومات کے لئے اور جوبلی کی خوشی میں دل سے شریک ہونے کے لئے شائع کرتا ہوں''۔

(2) اخبار ''پارس'' نے اپنے 11 جنوری 1940ء کے شمارہ میں تبصرہ کیا۔

(3) اخبار ''اہلحدیث'' امرتسر نے 12 جنوری 1940ء کی اشاعت میں بعنوان ''قادیان میں سالانہ جلسہ اور سلور جوبلی'' ایک نوٹ شائع کیا۔

خلافت جوبلی کی مزید تفصیلات ''تاریخ احمدیت'' جلد 8 مصنفہ مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مؤرخ احمدیت اور ''روئیداد جلسہ خلافت جوبلی'' مرتبہ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب درد میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں جو دلوں کو گرما دینے والی اور ایمانوں میں بے پناہ اضافہ کرنے والی اور روحوں کو جلا بخشنے والی ہیں۔

خلفاء سلسلہ کی بابرکت سوانح حیات اور عملی و علمی کارنامے

ابتدائی حالات، دورِ خلافت کے بعض اہم کارنامے اور جماعتی سنگ ہائے میل کا مختصر جائزہ

مکرم افتخار احمد انور صاحب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول (1841ء تا 1914ء)

آپ بھیرہ ضلع شاہ پور میں **1841**ء میں پیدا ہوئے۔ والد صاحب کا نام غلام رسول اور والدہ صاحبہ کا نام نور بخت تھا۔

1855ء: عربی اور فارسی میں تعلیم حاصل کی۔

1858ء: راولپنڈی کے نارمل سکول میں داخلہ لیا اور کامیاب ہوئے۔

1858ء: ورنیکلر مڈل سکول پنڈ دادنخان میں ہیڈ ماسٹر رہے۔

1858ء: ایک سفر میں مولوی احمد الدین صاحب بگوی سے عربی کی تعلیم حاصل کی۔

1864ء: آپ نے سفر میرٹھ، بھوپال اور دہلی کیا۔

1865ء: آپ نے حرمین شریفین کا سفر اختیار کیا۔

1871ء: آپ نے پہلی شادی محترمہ فاطمہ بی بی صاحبہ سے کی۔

1871ء: آپ نے بھیرہ میں درس وتدریس کا کام شروع کیا اور مطب کا آغاز کیا۔

یکم جنوری 1877ء: ہندوستان کے وائسرائے لارڈ لٹن کے دربار میں شامل ہوئے۔

آخر 1877ء: ملازمت کا آغاز ریاست جموں و کشمیر سے کیا۔

1880ء: آپ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ممبر بنے۔

1881ء میں آپ نے سفر کشمیر کے دوران ایک ماہ میں چودہ پارے حفظ کئے اور 16 پارے بعد میں حفظ کئے۔

1885ء: آپ کی قادیان میں پہلی بار آمد۔ بارشاد حضرت مسیح موعود عیسائیت کے مقابلہ پر ایک کتاب لکھی۔

جون 1887ء: نور افشاں میں پادری تھامس پاول کے شحنۂ حق پر اعتراضات کے جواب میں ایک مضمون منشور محمدی تحریر فرمایا۔

1888ء: مختلف زبانوں کے علماء تیار کر کے خدمات دینیہ بجالانے کا منصوبہ۔

1888ء: اشاعت تصنیف فصل الخطاب لمقدمۃ اہل الکتاب۔

1888ء: آپ نے کشمیر کے مہاراجہ کی ملازمت سے استعفیٰ دینے کا پروگرام بنایا مگر حضرت مسیح موعود نے منع فرما دیا۔

1888ء: آپ کی شاگردی میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب آئے۔

1889ء: آپ کا عقد ثانی حضرت صغریٰ بیگم صاحبہ سے ہوا۔

23 مارچ 1889ء: حضرت مسیح موعود کے دست مبارک پر لدھیانہ میں بیعت کر کے اول المبائعین بن گئے۔

مئی 1889ء: آپ کی والدہ ماجدہ کی وفات ہوئی۔

1890ء: آپ نے ''تکذیب براہین احمدیہ'' از پنڈت لیکھرام کے جواب میں ''تصدیق براہین احمدیہ'' کی اشاعت کی۔

مارچ 1891ء: آپ کی ڈاکٹر جگن ناتھ (جموں) سے حقیقت دین پر خط وکتابت۔

1891ء: آپ نے ازالہ اوہام کی اشاعت میں مالی معاونت کی۔

1891ء: حضرت مولوی صاحب کی جماعت احمدیہ کے پہلے جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت۔

1892ء: آپ نے جلسہ قادیان کے لئے مہمانوں کے لئے مکان تعمیر کروایا۔

1892ء: جلسہ سالانہ کے موقع پر یورپ سے ایک رسالہ نکالنے کے لئے منتظم کمیٹی کے صدر بنے۔

1893ء: آپ نے انجمن حمایت اسلام لاہور کے اجلاس میں شرکت کی اور ایک لیکچر دیا۔

اپریل 1893ء: قادیان میں آپ کی مستقل رہائش۔

1893ء: امرتسر میں پبلک تقاریر کیں۔

جون 1893ء: حضرت مسیح موعود کے ساتھ سفر جنڈیالہ کیا اور تقریر کی۔

اگست 1893ء: آپ نے حضرت مسیح موعود کی شان میں فصیح و بلیغ عربی میں مضمون اور قصیدہ رقم فرمایا۔

دسمبر 1894ء: آپ کی جلسہ سالانہ پر شاندار تقریر۔

1895ء: آپ کا سفر جموں وکشمیر

30 ستمبر 1895ء: سفر ڈیرہ بابا نانک حضرت مسیح موعود کی رفاقت میں۔

1896ء: آپ کا سفر بہاولپور اور حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں شریف سے ملاقات۔

29,28 دسمبر 1896ء: جلسہ مذاہب عالم منعقد ہوا۔ حضرت مسیح موعود کا مضمون ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' پڑھا گیا آپ نے بھی تقاریر کیں۔

جنوری 1897ء: آپ نے مالیر کوٹلہ کا سفر کیا۔

فروری 1898ء: آپ کی الحکم کے لئے قلمی معاونت۔

4 جنوری 1899ء: حضرت مسیح موعود کے ساتھ سفر گورداسپور۔

15 فروری 1899ء: آپ کا حضرت مسیح موعود کے ساتھ گروپ فوٹو۔

29 مارچ 1900ء: آپ کی علامہ شبلی نعمانی سے خط وکتابت۔

11/اپریل 1900ء: آپ نے خطبہ الہامیہ قلمبند کیا۔

اکتوبر 1901ء: آپ نے قرآن مجید کا مکمل ترجمہ فرمایا۔

24/اکتوبر 1902ء: فونوگراف میں آپ کا وعظ ریکارڈ کیا گیا۔

جنوری 1903ء: آپ نے قادیان میں درس قرآن کا آغاز فرمایا۔

28 مئی 1903ء: تعلیم الاسلام کالج قادیان کا افتتاح فرمایا۔

20/اگست 1904ء: حضرت مسیح موعود کے ساتھ سفر لاہور اختیار کیا۔

17/اپریل 1905ء: آپ نے کانگڑہ کے زلزلے پر ایک لطیف مضمون تحریر کیا۔

25 ستمبر 1905ء: طبیب حاذق میں آپ کے مجربات کی اشاعت شروع ہوئی۔

جنوری 1906ء: آپ نے مسائل نماز کے بارے میں دینیات کا پہلا رسالہ شائع فرمایا۔

29 جنوری 1906ء: صدر انجمن احمدیہ کے پہلے صدر مقرر ہوئے۔

28 دسمبر 1906ء: رسالہ ''مبادی الصرف'' جاری ہوا۔

اپریل 1907ء: قرآن مجید کا ترجمہ شدہ پہلا پارہ شائع ہوا۔

19 مارچ 1908ء: مجمع الاخوان قائم فرمایا۔

24/اپریل 1908ء: لاہور میں درس قرآن کا آغاز۔

26 مئی 1908ء: حضرت مسیح موعود کا جنازہ پڑھایا۔

دورِ خلافت اور کارنامے

27 مئی 1908ء: تمام جماعت نے آپ کو پہلا خلیفہ منتخب کیا۔

30 مئی 1908ء: آپ کے عہد میں صدر انجمن احمدیہ کا پہلا اجلاس حضرت مصلح موعود کی صدارت میں ہوا۔

30 مئی 1908ء: بیت المال کا مستقل محکمہ قائم فرمایا۔

14 جون 1908ء: حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے تحریک فرمائی کہ خوشنویس حضرات مرکز میں رہیں۔

جون 1908ء: حضرت مسیح موعود کی یادگار میں دینی مدرسہ کے قیام کی تحریک فرمائی۔

18 جولائی 1908ء: تحریک فرمائی کہ جماعت مبائعین کی مکمل فہرست تیار کی جائے تا لٹریچر تقسیم ہو۔

یکم اگست 1908ء: واعظین سلسلہ کا تقرر۔

20 نومبر 1908ء: ''مسیح ہندوستان میں'' ''نجم الھدیٰ'' اور ''براہین احمدیہ'' حصہ پنجم کی اشاعت۔

1908ء: قادیان میں ڈسپنسری کے لئے مالی تحریک۔

1908ء: افریقہ میں جماعت احمدیہ کا قیام۔

21 جنوری 1909ء: یتامیٰ، مساکین اور طلباء کی امداد کی تحریک۔

31 جنوری 1909ء: مجلس مشاورت کے اراکین کو خطاب۔

فروری 1909ء: آپ کے فرمودہ درس القرآن کے ترجمے کی اشاعت۔

یکم مارچ 1909ء: مدرسہ احمدیہ کی مستقل درسگاہ کی بنیاد۔

جولائی 1909ء: حضور نے بھیرہ میں اپنا تین منزلہ مکان احمدیہ بیت الذکر کے لئے ھبہ کر دیا۔

16/اکتوبر 1909ء: منصب خلافت کے موضوع پر ایک زبردست تقریر۔

نومبر 1909ء: غیر از جماعت علماء سے مناظرہ۔

1909ء: آپ کی خدمت میں علامہ اقبال نے بعض سوالات بھجوائے۔

جنوری 1910ء: بیرون ممالک سنگاپور اور سیلون میں وفود بھجوانے کی تجویز کی۔

5 مارچ 1910ء: آپ نے بیت نور کی بنیاد رکھی۔

11 مارچ 1910ء: حضور نے اجتماعی وقارِ عمل کی

تحریک فرمائی اور خود بھی حصہ لیا۔

24 جولائی 1910ء: خلافت کے بعد پہلا سفر ملتان اختیار فرمایا۔

27 جولائی 1910ء: آپ کا ایک شاندار خطاب عمائدین ملتان کی درخواست پر۔

18 نومبر 1910ء: حضور گھوڑے سے گرے اور سخت چوٹیں آئیں۔

22 دسمبر 1910ء: آپ نے اپنی جگہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو صدر انجمن احمدیہ کا میر مجلس مقرر فرمایا۔

1910ء: بورڈنگ ہاؤس تعلیم الاسلام ہائی سکول کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا۔

مارچ 1911ء: مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے لئے چندہ کی تحریک۔

جولائی 1911ء: حضور نے نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے حکومت کو میموریل بھیجنے کی تحریک فرمائی۔

فروری 1912ء: حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی تحریک پر انجمن مربیان کا قیام

فروری تا جون 1912ء: آپ نے اپنے حالات وسوانح لکھوائے جو مرقاۃ الیقین فی حیات نورالدین کے نام سے شائع ہوئے۔

16 جون 1912ء: حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی لاہور آمد، لیکچر۔

25 جولائی 1912ء: تعلیم الاسلام ہائی سکول کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد۔

19 ستمبر 1912ء: اخبار بدر میں کلام امیر کے نام سے آپ کے ملفوظات شائع ہوئے۔

14 نومبر 1912ء: آپ نے مجروحین ترکی کی امداد کے لئے چندہ کی تحریک فرمائی۔

2 دسمبر 1912ء: علامہ اقبال کی درخواست پر آپ نے عربی ادب کے لٹریچر کی ایک فہرست بھجوائی۔

14 دسمبر 1912ء: نئی ایجادات کی روشنی میں حضور نے تعبیر الرویا کی نئی کتاب لکھنے کی تحریک فرمائی۔

فروری 1913ء: درس القرآن کے لئے ایک خاص کمرہ کی تحریک۔

3 مارچ 1913ء: آپ نے بخاری شریف کا درس شروع فرمایا۔

مارچ 1913ء: بنگال کی طرف پہلا وفد روانہ۔

18 جون 1913ء: الفضل اخبار جاری ہوا جس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے تجویز فرمایا۔

10 جولائی 1913ء: لاہور سے پیغام صلح کا اجراء۔

جنوری 1914ء: بیماری کے باوجود انگریزی ترجمہ قرآن مجید سنتے رہے اور نوٹ دیتے رہے۔

17 جنوری 1914ء: حضور کی مرض الموت کا آغاز ہوا مگر ہر ممکن حد تک قرآن کریم اور بخاری کا درس دیتے رہے۔

2 مارچ 1914ء: آپ کو شدید ضعف کا آغاز ہوا۔

4 مارچ 1914ء: حضور نے اپنی اولاد اور جانشین کے لئے وصیت کی۔

13 مارچ 1914ء: آپ کی وفات ہوئی۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی
(1889ء تا 1965ء)

12 جنوری 1889ء: ولادت باسعادت

18 جنوری: 1889ء: آپ کا عقیقہ

7 جون 1897ء: قرآن مجید ختم کرنے پر آمین

1898ء: تعلیم الاسلام سکول میں داخلہ

1898ء: حضرت مسیح موعود کے دست مبارک پر بیعت

اکتوبر 1898ء: حضرت مسیح موعود کے ساتھ سفر لدھیانہ

3 مارچ 1899ء: انجمن ہمدردان (دین) کے صدر منتخب ہوئے اور صدارت فرمائی۔

1900ء: انجمن تشحیذ الاذہان کی بنیاد

نکاح 1902ء: شادی 1903ء: پہلی شادی (حضرت ام ناصر کے ساتھ)

18 جون 1905ء: میٹرک کے امتحان میں شرکت

دسمبر 1905ء: مدرسہ تعلیم الاسلام کی بقا کی کامیاب کوشش فرمائی۔

25 دسمبر 1906ء: جلسہ سالانہ پر پہلی پبلک تقریر فرمائی جو چشمہ توحید کے نام سے شائع ہوئی۔

مارچ 1906ء: رسالہ تشحیذ الاذہان کا اجراء

26 مئی 1908ء: حضرت مسیح موعود کے وصال پر آپ کا تاریخی عہد

29 جولائی 1910ء: آپ کا پہلا خطبہ جمعہ

1911ء: مجلس انصار اللہ کا قیام

18 جون 1913ء: اخبار الفضل کا اجراء

دور خلافت اور کارنامے

14 مارچ 1914ء: خلافت ثانیہ کے بابرکت عہد کا آغاز

17 مارچ 1914ء: درس القرآن کا آغاز

12/اپریل 1914ء: پہلی مجلس شوریٰ

اپریل 1914ء: لندن میں احمدیہ مشن کا قیام

مارچ 1915ء: آپ کی تصنیف حقیقۃ النبوۃ شائع ہوئی۔

ستمبر 1915ء: حضور کا سندھی زبان میں ٹریکٹ، ایک عظیم الشان بشارت شائع کیا گیا۔

نومبر 1916ء: حضور نے آنریری مربیان کی تحریک کی جس پر کئی احمدیوں نے لبیک کہا۔

دسمبر 1916ء: حضور نے خواتین کے لئے (دعوت الی اللہ) فنڈ کی پہلی تحریک فرمائی۔

7 دسمبر 1916ء: منارۃ المسیح کی تکمیل

7 دسمبر 1917ء: حضور نے وقف زندگی کی تحریک فرمائی جس پر 63 نوجوانوں نے اپنے نام پیش کئے۔

نومبر 1918ء: آپ کی ہدایت پر قادیان میں ایک فری ڈسپنسری قائم کی گئی۔

1919ء: صدر انجمن احمدیہ میں نظارتوں کا قیام

7 جنوری 1920ء: حضور نے بیت الذکر لندن کے لئے چندہ کی تحریک فرمائی۔

1921ء: امریکہ اور افریقہ میں دعوت الی اللہ کا آغاز

1922ء: مجلس مشاورت کا باقاعدہ آغاز

مئی 1922ء: حفظ قرآن کی تحریک

21 فروری 1923ء: آپ نے تحریک فرمائی کہ برلن کی احمدیہ بیت الذکر خواتین کے چندہ سے بنے۔

1923ء: احمدی مستورات کی تنظیم لجنہ اماء اللہ کا آغاز

1923ء: بیت اقصیٰ قادیان کی توسیع

1924ء: یوپی کے علاقہ ملکانہ میں شدھی اور ارتداد کا سدباب

1924ء: پہلا سفر یورپ اور بیت الفضل کی بنیاد رکھی

10 فروری 1925ء: یورپ میں دعوت حق کے لئے ایک لاکھ روپے کی مالی تحریک۔

1925ء: محکمہ قضاء کا اجراء

13 فروری 1925ء: آپ نے اشاعت احمدیت کے لئے خاص تحریک فرمائی۔

1925ء: انڈونیشیا میں احمدیہ مشن کا قیام

15 دسمبر 1926ء: رسالہ مصباح کا اجراء ہوا۔

1926ء: احمدی مستورات کے جلسہ سالانہ کا آغاز اور رسالہ مصباح کا اجراء

ستمبر 1927ء: آپ نے گجرات کاٹھیاوار کے سیلاب زدگان کے لئے امداد فرمائی۔

1928ء: نصرت گرلز سکول کا اجراء

اکتوبر 1928ء: نہرو رپورٹ کے خلاف جلسے کرنے اور قراردادیں منظور کرنے کی تحریک۔

14 نومبر 1928ء: قادیان کی حدود میں ریل کی پٹڑی پہنچنے پر دعا کی خاص تحریک۔

1931ء: آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا قیام اور صدارت

مارچ 1933ء: حضور کے ارشاد پر مولانا عبدالرحیم صاحب درد نے انگلستان میں قائداعظم محمد علی جناح کے دفتر میں ملاقات کی اور لندن سے واپسی کی ترغیب دی۔

1934ء: تحریک جدید کا آغاز

11 جنوری 1935ء: آپ نے تحریک جدید کے دعوتی سروے کے لئے سائیکلوں کے لئے تحریک۔

8 جنوری 1937ء: خطبہ جمعہ میں دوسری عالمی جنگ کی خبر دیتے ہوئے دعاؤں کی تحریک۔

جنوری 1937ء: ترکی اور فرانس کے تنازعہ میں حضور نے ترکی سے ہمدردی اور دعا کی تحریک۔

1938ء: مجلس خدام الاحمدیہ کا قیام

1939ء: خلافت ثانیہ کی سلور جوبلی

22 مئی 1942ء: غرباء کے لئے پانچ سو من غلہ کی خصوصی تحریک۔

3 جولائی 1942ء: احمدی نوجوانوں کو فوجی فنون سیکھنے کی تحریک فرمائی۔

10 فروری 1943ء: حضور نے مشقی مباحثات پر اظہار ناپسندیدگی کرتے ہوئے علمی مجالس کے قیام کی تحریک فرمائی۔

1944ء: المصلح الموعود ہونے کا دعویٰ اور ہوشیارپور، لدھیانہ، لاہور اور دہلی کے عظیم الشان جلسوں میں حضور کی معرکۃ الآراء تقریریں

1944ء: تعلیم الاسلام کالج کا قیام

1946ء: فضل عمر انسٹیٹیوٹ کا قیام

1946ء: دنیا کی آٹھ مشہور زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کی تکمیل کا اعلان

1947ء: قادیان سے ہجرت

20 ستمبر 1948ء: نئے مرکز ربوہ کا افتتاح

1951ء: جامعہ نصرت کا قیام

1953ء: قرآن کریم کے ڈچ ترجمہ کی اشاعت

1955ء: دوسرا سفر یورپ

1958ء: تحریک وقف جدید کا آغاز

1960ء: نگران بورڈ کے قیام کی منظوری

1964ء: خلافت ثانیہ کے پہلے پچاس برس پورا ہونے پر اللہ تعالیٰ کے حضور اظہار تشکر

8 نومبر 1965ء: وفات

تحریکات

نومبر 1916ء: آنریری مربیان کی تحریک

دسمبر 1916ء: خواتین کو دعوت الی اللہ فنڈ کی تحریک

7 دسمبر 1917ء: تحریک وقف زندگی کی تحریک

13 فروری 1925ء: سالانہ ایک لاکھ بیعتوں کی تحریک

جولائی 1928ء: لاوارث بچوں اور عورتوں کی خبرگیری کی تحریک

1931ء: صنعت وحرفت کی طرف توجہ کی تحریک

8 جنوری 1932ء: پیغام احمدیت پہنچانے کی تحریک

1933ء: اردو سیکھنے کے لئے کتب حضرت مسیح موعود پڑھنے کی تحریک

2 جولائی 1934ء: خاندان حضرت مسیح موعود کو دعوت الی اللہ کی تحریک

1937ء: عالمگیر جنگ کی خبر اور خاص دعاؤں کی تحریک

دسمبر 1937ء: مستقل وقف کی تحریک

29 مارچ 1940ء: غیر مبائعین کو محبت وخلوص سے دعوت الی اللہ کرنے کی خاص تحریک

3 جنوری 1941ء: رفقاء مسیح موعود کو اشاعت احمدیت کے لئے سرگرم ہونے کی تحریک

6/اکتوبر 1942ء: ہندوستان میں پیغام حق کی منظم اشاعت کے لئے دعوت الی اللہ کی خاص تحریک

یکم مئی 1944ء: رضاکارانہ دعوت الی اللہ کرنے کی ولولہ انگیز تحریک

1944ء: دیہاتی مربیان کی تحریک

22 مئی 1942ء: قادیان کے غرباء کے لئے غلہ کی تحریک

26 جون 1942ء: مقامات مقدسہ کی حفاظت کے لئے دعا کی تحریک

15 ستمبر 1942ء: بیرونی مربیان کے لئے دعا کی خصوصی تحریک

ستمبر 1942ء: مربیان کو ذکر الٰہی کی خصوصی تحریک

10 مارچ 1944ء: وقف جائیداد کی تحریک

اگست 1944ء: بیویوں میں عدل وانصاف کی تحریک

1944ء: جماعت کو رفقاء بانی سلسلہ احمدیہ کے وجود سے فائدہ اٹھانے کی تحریک

20/اکتوبر 1944ء: مشہور زبانوں میں لٹریچر کی تحریک

3 دسمبر 1944ء: کمیونسٹ تحریک کا مطالعہ کرنے اور اس کا رد سوچنے کی تحریک

1945ء: خاندانی وقف کی تحریک

1946ء: نوجوانان احمدیت کو قربانیوں کی تحریک

1947ء: حفاظت مرکز کے لئے مالی قربانیوں روزوں اور دعاؤں کی خاص تحریک

1947ء: اشاعت دین کے لئے فقیرانہ رنگ پیدا کرنے کی ہدایت

29 جولائی 1949ء: قرآن کا اردو ترجمہ سیکھنے کی پُرزور تحریک

1950ء: دعوت الی اللہ کے لئے جدید لٹریچر تیار کرنے کی تحریک

1950ء: دفاع وطن کی تیاری کی پُرزور تحریک

مارچ 1951ء: دعوت الی اللہ کو وسیع کرنے کی تحریک

1952ء: تعلق باللہ اور دعاؤں کی خاص تحریک

4 جولائی 1952ء: صبر وصلوٰۃ کی پُرزور تحریک

1952ء: خدمت پاکستان کی خصوصی تحریک

1953ء: سات روزے رکھنے کی تحریک

1953ء: سچائی اختیار کرنے کی تحریک

22/اکتوبر 1954ء: پاکستان کے لئے دعا کی تحریک

28 جنوری 1955ء: ضرورت زمانہ کے مطابق لٹریچر تیار کرنے کی تحریک

8 فروری 1955ء: صدر انجمن احمدیہ کے لئے واقفین کی تحریک

1956ء: حضرت مسیح موعود کے مقدس تبرکات کی حفاظت کی تحریک

10 جنوری 1958ء: صد سالہ جوبلی منانے کی تحریک

جولائی 1958ء: نوجوانان احمدیت کو سرگرم عمل رہنے کی تحریک

29/اگست 1958ء: سینمابینی کے خلاف تحریک

16 نومبر 1960ء: نئی الہامی دعا پڑھنے کی تحریک

دورِ خلافت کا ایک جائزہ

100 کے قریب علمی، تربیتی اور روحانی تحریکات

311 ممالک میں بیوت الذکر کا قیام

46 ممالک میں مشنوں کا قیام

164 واقفین زندگی نے بیرون ممالک میں دعوت الی اللہ کا فریضہ سرانجام دیا

16 زبانوں میں تراجم قرآن کی اشاعت

24 ممالک میں 74 تعلیمی مراکز کا قیام

28 دینی مدرسوں اور 17 ہسپتالوں کا قیام

40 کے لگ بھگ اخبارات ورسائل کا اجراء

225 کتب ورسائل کی تصنیف

10 ہزار صفحات پر پھیلی ہوئی قرآنی تفسیر

(روزنامہ الفضل 15 فروری 1999ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث
(1909ء تا 1982ء)

16 نومبر 1909ء: حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب کی ولادت باسعادت ہوئی۔

17/اپریل 1922ء: آپ نے تیرہ سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا۔

جولائی 1929ء: مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔

1934ء میں آپ نے گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔

2 جولائی 1934ء کو حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ سے آپ کا نکاح حضرت مصلح موعود نے پڑھایا۔

6 ستمبر 1934ء کو مزید تعلیم کے لئے انگلستان تشریف لے گئے اور 1938ء تک مقیم رہے۔

آکسفورڈ یونیورسٹی سے بی اے کی ڈگری لی۔

1939ء: جامعہ احمدیہ میں پہلے پروفیسر اور بعد میں پرنسپل مقرر ہوئے۔

1939ء تا 1949ء صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

1948ء تا 1950ء فرقان بٹالین کے ممبر کی حیثیت سے کام کیا۔

1953ء میں اسیر راہ مولا رہے۔

1954ء میں مجلس انصار اللہ کے صدر منتخب ہوئے۔

1955ء میں صدر، صدر انجمن احمدیہ مقرر ہوئے۔

دورِ خلافت اور کارنامے

8 نومبر 1965ء کو آپ جماعت احمدیہ کے تیسرے خلیفہ منتخب ہوئے۔

دسمبر: آپ کے بابرکت دور کا پہلا جلسہ سالانہ 1965ء میں شامل ہونے والوں کی تعداد 80 ہزار نفوس تھی جبکہ آخری جلسہ سالانہ 1981ء میں دو لاکھ سے زائد مرد وزن شامل ہوئے۔

1965ء کو آپ نے 25 لاکھ روپے کے سرمایہ سے فضل عمر فاؤنڈیشن کے قیام کا اعلان فرمایا۔

دسمبر 1966ء کو بدرسوم کے خلاف جہاد کی تحریک فرمائی

5/اگست 1966ء کو آپ نے انجمن ہائے موصیان کی تحریک فرمائی۔

اکتوبر 1966ء کو وقف جدید دفتر اطفال کا آغاز۔

22/اپریل 1966ء کو آپ نے خطبہ جمعہ میں تحریک جدید سوئم کے اجراء کا اعلان فرمایا۔

18 مارچ 1966ء کو وقف عارضی کی تحریک۔

1966ء کو آپ نے ایک نئی نظارت اصلاح وارشاد تعلیم القرآن قائم کی جس کی غرض یہ تھی کہ تعلیم القرآن کے سلسلہ میں تحریکات کو کامیاب بنائے۔

1969ء کو آپ نے اپنی براہ راست نگرانی میں حضرت مسیح موعود کی تفسیر اور آپ کے ارشادات کو قرآن مجید کی ترتیب کے مطابق یکجا کروا کے شائع کرنے کا انتظام فرمایا۔

ستمبر 1969ء کو آپ نے سورۃ بقرہ کی 17 آیات یاد کرنے کی تحریک فرمائی۔

1970ء کو نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم نافذ کی اور مجلس نصرت جہاں کا قیام فرمایا۔

28 دسمبر 1973ء کو صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ کی عظیم الشان تحریک کا اعلان فرمایا۔

7 مارچ 1980ء کو ایک عظیم الشان تعلیمی منصوبہ کا اعلان فرمایا۔

دسمبر 1981ء کو جماعت احمدیہ کو ستارہ احمدیت دیا۔

11/اپریل 1982ء کو آپ نے اپنا نکاح ثانی حضرت سیدہ طاہرہ صدیقہ بنت محترم عبدالحمید خان صاحب سے خود پڑھا۔

9 جون 1982ء کو آپ کی وفات ہوئی۔

دورہ جات

آپ نے درج ذیل ممالک کا دورہ فرمایا۔

1967ء: مغربی جرمنی، سوئٹزرلینڈ، ڈنمارک، انگلستان۔

1970ء: نائیجیریا، غانا، سیرالیون، آئیوری کوسٹ، گیمبیا اور لائبیریا۔

جولائی 1973ء میں تیسرا سفر یورپ۔

1976ء: آپ نے امریکہ، کینیڈا، یورپ اور سویڈن کا دورہ فرمایا۔

1975ء: آپ کو بغرض علاج یورپ جانا پڑا۔

1978ء: سفر یورپ اور لندن میں ہونے والی کسر صلیب کانفرنس میں شرکت۔

1980ء: اپنا آخری دورہ امریکہ، کینیڈا، نائیجیریا، غانا اور مغربی یورپ کے ممالک کا فرمایا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع
(1928ء تا 2003ء)

آپ حضرت مصلح موعود اور حضرت سیدہ مریم صاحبہ کے ہاں **18 دسمبر 1928ء** کو قادیان دارالامان میں پیدا ہوئے۔

گورنمنٹ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے میٹرک، گورنمنٹ کالج لاہور سے ایف ایس سی اور ازاں بعد بی اے پرائیویٹ کیا۔

آپ نے **7 دسمبر 1949ء** میں جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخلہ لیا اور 1953ء میں شاہد کی ڈگری لی۔

1955ء: لندن تشریف لے گئے۔

انگریزی صوتیات میں داخلہ لیا اور کورس کامیابی سے مکمل کرنے کے بعد **4/اکتوبر 1957ء** قادیان واپس تشریف لائے۔

5 دسمبر 1957ء کو حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کا آپ سے نکاح حضرت مصلح موعود نے پڑھایا۔

آپ کو خدا تعالیٰ نے چار بیٹیوں سے نوازا۔

1958ء میں حضرت مصلح موعود نے آپ کو ناظم ارشاد وقف جدید مقرر فرمایا۔

14/اکتوبر 1959ء کو آپ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی عاملہ میں پہلی دفعہ بطور مہتمم مقامی شامل ہوئے۔ اس سے قبل آپ قائد ربوہ تھے۔

1960ء میں جلسہ سالانہ پر پہلی تقریر کی۔

1960ء سے آپ نے ہومیوپیتھی کی مفت ادویہ دینے کا سلسلہ شروع کیا۔ آغاز میں اپنے گھر سے بعد میں یعنی **1968ء** میں وقف جدید سے دوائی دیتے۔ اس وقت تمام اخراجات آپ خود برداشت کرتے تھے۔

1961ء کو افتاء کمیٹی میں بطور ممبر پہلی دفعہ تقرری ہوئی

1962ء میں مذہب کے نام پر خون آپ کی پہلی کتاب شائع ہوئی۔

1966ء تا 1969ء صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ رہے

دسمبر 1973ء: حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے صد سالہ جوبلی منصوبہ کے لئے جو کمیٹی بنائی اس کے ایک ممبر آپ بھی تھے۔

1974ء: حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی قیادت میں پاکستان کی قومی اسمبلی میں شریک ہونے والے احمدیہ وفد میں بھی نمائندگی کی۔

1979ء تا 1982ء صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ رہے

17 تا 23 جنوری 1980ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اپنی ربوہ سے عدم موجودگی میں آپ کو امیر مقامی مقرر فرمایا۔

1980ء میں احمدی آرکیٹیکٹس اینڈ انجینئرز کے سرپرست کے طور پر آپ کی تقرری نیز حضور نے آپ کو احمدیہ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کا بھی سرپرست مقرر فرمایا

دورِ خلافت اور کارنامے

10 جون 1982ء: آپ خلیفۃ المسیح الرابع کے عہدہ جلیلہ پر متمکن ہوئے۔

جولائی 1982ء: پہلا دورہ یورپ

10 ستمبر 1982ء: کو آپ نے سپین میں بیت بشارت کا افتتاح فرمایا۔

29/اکتوبر 1982ء: بیوت الحمد منصوبہ کا اعلان۔

15 دسمبر 1982ء: امریکہ میں پانچ نئے مشن ہاؤسز اور بیوت الذکر کی تعمیر کے لئے تحریک فرمائی۔

28 جنوری 1983ء: تحریک دعوت الی اللہ کا منظم آغاز فرمایا۔

اگست 1983ء: دورہ مشرق بعید وآسٹریلیا اور بیت الھدیٰ آسٹریلیا کا سنگ بنیاد۔

ربوہ میں آپ کے دور کا آخری جلسہ سالانہ مورخہ

26 تا 28 دسمبر 1983ء کو منعقد ہوا تھا۔
بیت اقصیٰ ربوہ میں آخری خطبہ جمعہ 20 / اپریل 1984ء کو ارشاد فرمایا۔
صدر پاکستان کی طرف سے امتناع قادیانیت آرڈیننس 1984ء جاری ہوا جس کے بعد آپ ہجرت کر کے یکم مئی 1984ء کو لندن پہنچے۔ 4 مئی کو پہلا خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔
20 جولائی 1984ء سے 17 مئی 1985ء تک حکومت پاکستان کے قرطاس ابیض کے جواب میں خطبات جمعہ کا سلسلہ جاری رہا۔
14 مارچ 1986ء میں سیدنا بلال فنڈ کی تحریک۔
20 ستمبر 1986ء کو بیت الذکر کینیڈا کا سنگ بنیاد۔
3 / اپریل 1987ء کو وقف نو کی عظیم الشان تحریک کا اعلان فرمایا۔
حضرت مسیح موعود کے کپڑوں کا تبرک یکم اگست 1987ء کو نائیجیریا کے دو بادشاہوں کو دیا۔
جنوری 1988ء: مغربی افریقہ کا پہلا دورہ فرمایا۔
10 جون 1988ء کو مباہلہ کا چیلنج دیا۔
اگست 1988ء میں پہلا دورہ مشرقی افریقہ۔
23 مارچ 1989ء صد سالہ جشن تشکر کا آغاز ہوا۔
جولائی 1989ء: مشرق بعید کا دورہ کیا۔
3 نومبر 1989ء کو تمام ممالک میں ذیلی تنظیموں کے صدارتی نظام کا اعلان فرمایا۔
24 نومبر 1989ء کو پانچ بنیادی اخلاق کی تحریک۔
دسمبر 1991ء کو 100 ویں جلسہ سالانہ قادیان پر تاریخی سفر فرمایا۔
31 جنوری 1992ء حضور انور کا خطبہ جمعہ پہلی بار مواصلاتی سیارے کے ذریعے براعظم یورپ میں دیکھا اور سنا گیا۔
3 / اپریل 1992ء کو حضور انور کی حرم حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کی وفات ہوئی۔
1992ء میں جلسہ سالانہ برطانیہ براہ راست ٹیلی کاسٹ ہوا۔
21 / اگست 1992ء کو حضور کا خطبہ جمعہ 4 براعظموں ایشیا، یورپ، افریقہ اور آسٹریلیا میں ٹیلی ویژن کے ذریعہ باقاعدہ نشر ہونا شروع ہوا۔
17 / اکتوبر 1992ء کو بیت الذکر ٹورانٹو کا افتتاح۔
31 جولائی 1993ء: پہلی عالمی بیعت، 2 لاکھ افراد کی جماعت میں شمولیت۔ اس طرح 2002ء تک ترتیب کے لحاظ سے 4 لاکھ، 8 لاکھ، 16 لاکھ، 30 لاکھ، 50 لاکھ، ایک کروڑ، چار کروڑ، 8 کروڑ اور دو کروڑ افراد نے بیعت کی۔
عالمی درس قرآن کا آغاز 1993ء میں ہوا۔
7 جنوری 1994ء ایم ٹی اے اور الفضل انٹرنیشنل لندن کا باقاعدہ آغاز ہوا۔
15 جولائی 1994ء کو ترجمۃ القرآن کلاس کا آغاز ہوا اور 305 گھنٹے کی کلاسز کا دور ترجمۃ القرآن ایم ٹی اے پر 24 فروری 1999ء میں مکمل فرمایا۔
2000ء میں حضور انور کا دورہ انڈونیشیا۔
2002ء میں آپ کے دور خلافت کا آخری جلسہ سالانہ برطانیہ منعقد ہوا۔ حاضری 19 ہزار 400 رہی۔
آپ کے دور مبارک میں بیرون ممالک میں 13065 نئی بیوت بنیں۔
985 نئے مشن ہاؤسز بنائے گئے۔
56 زبانوں میں قرآن مجید کا مکمل ترجمہ ہوا۔
منتخب آیات کا ترجمہ سو سے زائد زبانوں میں ہوا۔
1984ء کے بعد 84 ممالک میں جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں آیا۔
21 فروری 2003ء میں مریم شادی فنڈ کی تحریک
آپ نے 18 / اپریل 2003ء کو بیت الفضل لندن میں اپنا آخری خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔
آپ کی آخری مجلس عرفان 18 / اپریل 2003ء کو بیت الفضل لندن میں منعقد ہوئی۔
آپ نے 19 / اپریل 2003ء کو 75 سال کی عمر میں وفات پائی۔

تحریکات

30 مارچ 1984ء کو ریٹائرڈ احباب کو خدمت دین کے لئے زندگی وقف کرنے کی تحریک فرمائی۔
9 نومبر 1984ء کو افریقہ کے قحط زدہ علاقوں کے لئے امدادی تحریک فرمائی۔
11 نومبر 1984ء کو قرآن کریم حفظ کرنے کی تحریک
25 / اکتوبر 1985ء: دفتر چہارم تحریک جدید کا اجرا
8 نومبر تا 20 دسمبر 1985ء کو قیام نماز، نماز باترجمہ سکھانے کے متعلق تحریک فرمائی۔
30 جنوری 1987ء کو آپ نے تحریک فرمائی کہ صد سالہ جوبلی سے پہلے ہر خاندان ایک اور خاندان کو داخل احمدیت کرے۔
31 مئی 1991ء کو جماعتوں کو خطبات حضور کی آواز میں سنانے کے لئے زبردست تحریک فرمائی۔
18 / اکتوبر 1991ء کو روس میں دعوت الی اللہ کے لئے واقفین عارضی کی تحریک فرمائی۔
25 / اکتوبر 1991ء کو اس دعا کی تحریک کی کہ میری زندگی میں ایک کروڑ افراد احمدی ہو جائیں۔ فرمایا گزشتہ 8 سال میں پونے تین لاکھ بیعتوں کا تحریری ریکارڈ موجود ہے۔
13 دسمبر 1991ء کو حضور نے ہر ملک میں ایک مرکز دعوت الی اللہ کے قیام کی تحریک فرمائی۔
30 / اکتوبر 1992ء: بوسنیا کے یتیم بچوں کی امداد کے لئے مالی تحریک کا اعلان فرمایا۔
2 / اپریل 1993ء: حضور نے غریب بچیوں کی شادیوں میں حصہ لینے کی تحریک فرمائی۔
22 جولائی 1994ء کو حضور نے اہل روانڈا کی امداد کے لئے مالی تحریکات کا اعلان فرمایا۔
19 جنوری 1999ء کو حضور نے غریبوں کے ساتھ عید منانے کو منظم رنگ دینے کی تحریک فرمائی۔
4 فروری 2000ء کو حضور نے جماعت کو زبان پاک کرنے کی مہم چلانے کا ارشاد فرمایا۔
13 مارچ 2001ء کو ایم ٹی اے کی ڈیجیٹل نشریات کا آغاز ہوا۔
آپ کی مشہور تصانیف درج ذیل ہیں۔
ترجمۃ القرآن، مذہب کے نام پر خون، وصال ابن مریم، ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل، خطبات، خلیج کا بحران، زھق الباطل، ذوق عبادت، Revelation...... ....Response to Contemporary Issues.

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز (پیدائش 1950ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 15 ستمبر 1950ء کو ربوہ میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب اور حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ کے بیٹے اور حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے پوتے اور حضرت مصلح موعود کے نواسے اور حضرت مسیح موعود کے پڑپوتے ہیں۔
آپ نے میٹرک تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ سے کیا۔ بی اے تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے پاس کیا اور زرعی یونیورسٹی فیصل آباد سے 1976ء میں ایم ایس سی ایگریکلچرل اکنامکس کی ڈگری حاصل کی۔ آپ کی شادی مورخہ 31 جنوری 1977ء کو حضرت سیدہ امۃ السبوح بیگم صاحبہ بنت مکرم سید داؤد مظفر شاہ صاحب سے ہوئی۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو ایک بیٹی مکرمہ امۃ الوارث فاتح صاحبہ اہلیہ مکرم فاتح احمد ڈاہری صاحب اور ایک بیٹے مکرم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب مقیم لندن سے نوازا۔
آپ اپنی زندگی وقف کر کے نصرت جہاں سکیم کے تحت اگست 1977ء میں غانا تشریف لے گئے۔
جہاں آپ 1977ء تا 1985ء بطور پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سلاگا خدمات بجالاتے رہے۔
آپ ایسارچر میں 4 سال اور 2 سال زرعی فارم ٹمالے شمالی غانا کے مینیجر رہے۔
آپ کو یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ آپ نے غانا میں پہلی بار گندم اگانے کا کامیاب تجربہ کیا۔
1985ء میں پاکستان واپس آئے۔
17 مارچ 1985ء سے نائب وکیل المال ثانی کے طور پر تعیناتی ہوئی۔
آپ کو 18 جون 1994ء کو بطور ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ مقرر کیا گیا۔
10 دسمبر 1997ء کو ناظر اعلیٰ و امیر مقامی مقرر ہوئے انتخاب خلافت تک اسی عہدہ جلیلہ پر فائز رہے۔
1994ء سے لے کر 1997ء تک ناصر فاؤنڈیشن کے چیئرمین رہے۔
اسی دوران آپ صدر تزئین ربوہ کمیٹی بھی رہے اور گلشن احمد نرسری کی توسیع اور ربوہ کو سرسبز بنانے کے لئے ذاتی کوشش اور نگرانی فرمائی۔
آپ 1988ء تا 1995ء ممبر قضا بورڈ بھی رہے۔
آپ نے خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں مہتمم صحت جسمانی، مہتمم تجنید، مہتمم مجالس بیرون اور نائب صدر کے طور پر خدمات پیش کیں۔
انصار اللہ پاکستان میں قائد ذہانت، قائد صحت جسمانی اور قائد تعلیم القرآن رہے۔
1999ء میں ایک مقدمہ میں اسیر راہ مولیٰ بھی رہے

دور خلافت اور کارنامے

خدا تعالیٰ کے فضل سے 22 / اپریل 2003ء کو آپ بیت الفضل لندن میں خلیفۃ المسیح الخامس کے عہدہ جلیلہ پر متمکن ہوئے۔ اس وقت عمر مبارک 53 سال تھی۔
22 / اپریل 2003ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس نے اراکین مجلس انتخاب سے خطاب فرمایا اور پھر عام بیعت لی۔
جلسہ سالانہ یو کے 2003ء کے موقع پر طاہر فاؤنڈیشن کے قیام کا اعلان فرمایا۔
آپ نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2003ء کے موقع پر ڈاکٹروں کو توجہ دلائی کہ افریقہ کے ہسپتالوں میں مستقل یا عارضی وقف کریں۔
10 / اکتوبر 2003ء کو بد رسوم سے بچنے کی تحریک۔
30 جنوری 2004ء کو پردے کی تحریک۔
23 / اپریل 2004ء کو آپ نے صاف ستھرا ماحول رکھنے کی تحریک فرمائی۔
7 ستمبر 2004ء کو جرمنی میں حضور انور نے اپنے دورے کے دوران خلافت رابعہ کے دور میں کیا ہوا عہد دہرایا۔ جس میں 100 بیوت الذکر کی تعمیر کا ذکر ہے۔
5 نومبر 2004ء کو تحریک جدید دفتر پنجم کا اجراء۔
برمنگھم کی بیت اور بریڈفورڈ کی بیت کے افتتاح اور سنگ بنیاد رکھنے کے بعد چندہ کی تحریک فرمائی۔
14 جنوری 2005ء کو ویلنسیا سپین میں بیت تعمیر کرنے کی تحریک۔
27 مئی 2005ء کو خلافت جوبلی کا روحانی پروگرام پیش فرمایا۔
23 ستمبر 2005ء کو ناروے کی بیت الذکر کی تحریک
16 / اپریل 2004ء کو ایم ٹی اے 2 کا افتتاح۔
آپ ہی کے دور مبارک میں mta3 العربیہ کا تاریخی آغاز مورخہ 23 مارچ 2007ء کو ہوا۔

20 تا 31 اگست 2003ء دورہ جرمنی۔
30 ستمبر تا 8 اکتوبر 2003ء: برطانیہ کا دورہ
13 مارچ 2004ء کو دورہ غانا فرمایا۔
24 مارچ 2004ء کو بورکینافاسو تشریف لے گئے۔
4 اپریل 2004ء کو دورہ بینن فرمایا۔
11 اپریل 2004ء کو نائیجیریا تشریف لے گئے۔
15 مئی 2004ء کو دورہ بیلجیئم فرمایا۔
16 مئی 2004ء کو دورہ جرمنی فرمایا۔
2 جون 2004ء کو دورہ ہالینڈ فرمایا۔
21 جون 2004ء کو دورہ کینیڈا
3 ستمبر 2004ء کو دورہ سوئٹزرلینڈ فرمایا۔
2005ء میں بھارت، تنزانیہ، جرمنی، ڈنمارک، سپین، سویڈن، فرانس، کینیا، کینیڈا، ماریشس، ناروے، ہالینڈ اور یوگنڈا کا دورہ فرمایا۔
2006ء میں آسٹریلیا، بھارت، بیلجیئم، جاپان، جرمنی، سنگاپور، فجی، نیوزی لینڈ، ہالینڈ کا دورہ فرمایا۔
2 جنوری 2007ء کو برلن کی بیت الذکر کا افتتاح۔ میئر اور ممبر پارلیمنٹ سے ملاقاتیں۔
3 جنوری 2007ء کو بوخولٹ میں بیت الذکر کا افتتاح فرمایا۔ حضور انور ہالینڈ تشریف لے گئے۔
18 اگست 2007ء حضور انور لندن سے بیت السلام مشن ہاؤس پیرس تشریف فرما ہوئے۔
20 اگست 2007ء فرانس سے ہالینڈ روانہ ہوئے۔ اجتماعی بیعت ہوئی۔
25 اگست کو ہالینڈ سے جرمنی ورود مسعود۔
31 اگست 2007ء کو جلسہ سالانہ جرمنی سے خطاب۔
4 ستمبر 2007ء کو حضور انور نے کاسل (Kassel) جرمنی میں بیت محمود اور بیت المقیت کا افتتاح فرمایا۔
29 مارچ 2008ء کو بیت الفتوح مورڈن لندن میں حضور انور کا لندن پیس کانفرنس سے خطاب۔ میئرز، ممبران پارلیمنٹ، کونسلرز، ڈاکٹرز، نمائندگان پریس اور ماہرین اقتصادیات کی شرکت۔
15 اپریل 2008ء کو حضور انور لندن سے غانا کے لئے روانہ ہوئے۔ غانا کے ایئرپورٹ پر VIP لاؤنج میں پریس کانفرنس ہوئی۔
16 اپریل 2008ء کے دن صدر مملکت غانا John Agyekum Kufor کے ساتھ حضور انور کی ملاقات ہوئی۔
460 ایکڑ پر مشتمل خریدی گئی اراضی ''باغ احمد'' کا حضور انور نے معائنہ فرمایا اور وہاں بعض گیسٹ ہاؤسز کا افتتاح فرمایا۔
17 اپریل 2008ء جلسہ سالانہ غانا سے حضور انور کا افتتاحی خطاب۔ بعد میں صدر مملکت غانا کا خطاب۔
19 اپریل 2008ء جلسہ سالانہ غانا سے حضور انور کا اختتامی خطاب نائب صدر مملکت غانا کا خطاب۔ اس جلسہ میں 32 ممالک کے ایک لاکھ افراد نے شرکت کی۔
22 اپریل 2008ء کو حضور انور غانا سے روانہ ہو کر نائیجیریا پہنچے۔ ایئرپورٹ کے VIP لاؤنج میں ایک پریس کانفرنس منعقد ہوئی۔ والہانہ استقبال

23 اپریل 2008ء کو حضور انور کا بینن بارڈر پر 30 بادشاہوں نے اپنی رعایا کے ساتھ استقبال کیا اور حضور انور کو سٹیٹ گیسٹ قرار دیا گیا۔
24 اپریل 2008ء صدر مملکت بینن کے ساتھ حضور انور کی ملاقات ہوئی۔ ایوان صدر کے باہر پریس کانفرنس ہوئی اور ٹیلی ویژن اور ریڈیو کے نمائندگان نے انٹرویوز کئے۔
25 اپریل 2008ء حضور انور نے بینن میں بیت المہدی کا افتتاح فرمایا۔ اس کے بیرونی احاطہ میں مشن ہاؤس کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ ایک مقامی ہوٹل Palais De Congress میں استقبالیہ تقریب منعقد ہوئی۔ جن میں وزیر اطلاعات و نشریات، صدر مملکت کی مشیر خاص، 13 ممبران پارلیمنٹ، 5 میئر سابقہ وزراء اور کئی مقتدر شخصیات شامل تھیں۔
27 اپریل 2008ء حضور انور نے نائیجیریا کے رقیم پریس کا معائنہ، بیت الرحیم کا افتتاح۔
28 اپریل 2008ء ڈپٹی گورنر کوارا سٹیٹ کی طرف سے استقبالیہ دیا گیا۔
29 اپریل 2008ء بیت مبارک ابوجہ کا افتتاح اور ٹی وی کو انٹرویو۔
2 مئی 2008ء 181 ایکڑ رقبہ پر قطعہ زمین جس کا نام حدیقہ احمد رکھا گیا۔ حضور انور نے اس کا افتتاح فرمایا۔
3 مئی 2008ء جلسہ سالانہ نائیجیریا سے خطاب اور پریس کانفرنس 6 مئی 2008ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نائیجیریا سے لندن واپس تشریف لائے۔

خلافت جوبلی کے سلسلہ میں مرکزی تقریب

27 مئی 2008ء احمدیت کی تاریخ میں ایک اہم سنگ میل تھا۔ اس دن لندن کے ہال Excel میں تقریب منعقد ہوئی جس میں حضور انور ایدہ اللہ نے عہد ساز خطاب فرمایا اور ساری دنیا کے احمدیوں سے عہد لیا۔ یہ خطاب براہ راست ساری دنیا میں بوساطت MTA دیکھا اور سنا گیا۔
16 جون 2008ء پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس لندن سے اپنے پہلے سفر امریکہ کے لئے روانہ ہوئے۔
برٹش ایئرویز کی پرواز BA1293 ہیتھرو ایئرپورٹ لندن سے واشنگٹن (امریکہ) کے Dulles ایئرپورٹ کے لئے روانہ ہوئی۔ خصوصی پروٹوکول کے ذریعے حضور انور اور قافلہ کو ایک سپیشل Mobile Lounge کے ذریعے VIP لاؤنج میں لایا گیا۔
حضور انور نے سیرالیون کے سفیر اور بینن کے کونسلر سے ملاقات فرمائی۔
حضور انور کی آمد پر امریکہ کی ممبر آف کانگریس .Hon Thomas M Davis کی درخواست پر امریکہ کا قومی پرچم 16 جون کو ایوان حکومت پر لہرایا گیا۔ اگلے دن قومی پرچم، خط اور تحریری دستاویز حضور انور کی خدمت میں بھجوائی گئی جس میں لکھا تھا۔

ریاستہائے متحدہ امریکہ کا قومی پرچم
عزت مآب جناب Thomas M Davis کی درخواست پر یہ قومی پرچم حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کی ریاستہائے متحدہ امریکہ میں پہلی بار آمد پر 16 جون کو لہرایا گیا۔
23 جون 2008ء کو شام سات بجے ورجینیا میں Hilton Hotel میں ایک استقبالیہ تقریب کا انعقاد ہوا۔ جہاں مہمانوں کی بڑی تعداد (302) موجود تھی۔ حکومت کے State Department کے چار نمائندگان اور حکومتی اراکین شامل ہوئے۔

خلافت فلائٹ

24 جون 2008ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کامیاب دورہ امریکہ کے بعد کینیڈا کے لئے روانہ ہوئے۔ واشنگٹن سے ٹورانٹو کینیڈا تک کے سفر کے لئے Continental ایئرلائن کے ذریعے روانہ ہوئے۔ جو بورڈنگ کارڈ مہیا کیا گیا اس پر ایک حصہ میں لکھا تھا۔ "Khilafat Flight"
دوسرے حصہ پر
Ahmadiyya ...... Community
Khilafat Centenary Celebration
26 جون 2008ء کینیڈا کی واقفات نو کی حضور انور کے ساتھ کلاس
جلسہ سالانہ کینیڈا کے انتظامات کا جائزہ
29 جون 2008ء جلسہ سالانہ کینیڈا کے آخری روز حضور انور کا اختتامی خطاب۔
30 جون 2008ء حضرت خلیفۃ المسیح الخامس نے کینیڈا میں نئی جلسہ گاہ کا معائنہ فرمایا۔ حضور انور نے اس کا نام حدیقہ احمد عطا فرمایا۔ یہ تقریباً 250 ایکڑ رقبے پر پھیلا ہوا ہے۔ اس کے اندر جماعت کینیڈا کے کئی پراجیکٹ ہیں۔
حدیقہ احمد کے ہی ایک حصہ میں ونڈمل کا بھی حضور انور نے معائنہ فرمایا جس پر کینیڈا کے انجینئر کام کر رہے ہیں اور بجلی پیدا کرنے کا کام شروع ہو چکا ہے۔
یکم جولائی 2008ء کینیڈا کے انجینئرز نے ایک سولر سسٹم مشن ہاؤس کے ساتھ نصب کیا ہے جس کا معائنہ حضور انور نے فرمایا۔
یکم جولائی 1868ء کینیڈا کا یوم آزادی ہے۔ یکم جولائی 2008ء حضور انور نے اس دن کے حوالے سے تقریب میں شرکت کی۔
دفتر لجنہ اماء اللہ کینیڈا کا حضور انور نے افتتاح فرمایا۔ جس کا نام ''بیت النصرت'' رکھا گیا ہے۔
AMJ Inc کا حضور انور نے افتتاح فرمایا۔ جو World Media Forum Inc کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ اس میں MTA سٹوڈیو بھی قائم کیا جائے گا۔
2 جولائی 2008ء حضور انور نے بیت النور کا معائنہ فرمایا جس کا رقبہ 4 ہزار 8 سو مربع فٹ ہے۔
25,26,27 جولائی 2008ء: برطانیہ کا 42واں جلسہ سالانہ حدیقۃ المہدی ہمپشائر میں منعقد ہوا۔ 85 ممالک سے 40 ہزار سے زائد خدام احمدیت پروانہ وار شمع خلافت کے گرد اکٹھے ہوئے اور اس روحانی مائدہ سے مستفیض ہوئے۔ 16ویں عالمی بیعت میں 3 لاکھ 54 ہزار سے زائد سعید روحیں حضرت مسیح موعود کے حصار عافیت میں داخل ہوئیں۔

خوف کے بعد امن

(سورۃ النور: 56 کا منظوم مفہوم)

لوگ جو ایمان لائے' نیک سب اعمال بھی
ان سے پختہ کر لیا اللہ نے وعدہ یہی
جس طرح پہلے بھی لوگوں میں خلیفہ ہے بنا
تم میں بھی جاری خلافت کا رکھے گا سلسلہ
تمکنت یہ دین کو دیگا پسندیدہ نظام
خوف کو یہ امن میں بدلے' نہیں اس میں کلام
حکم ربی ہے عبادت ہو فقط اللہ کی
شرک سے بچنے کی ہر لمحہ ہوئی تاکید بھی
بعد اس کے جو بھی ناشکرے بنے انسان ہیں
صاف ظاہر ہو گیا یہ لوگ نافرمان ہیں

انور ندیم علوی

خلافت کی برکات کو یاد رکھیں اور سال میں ایک دن خلافت ڈے کے طور پر منائیں

یہ جلسے قیامت تک کرتے چلے جاؤ تا کہ خلافت کا ادب اور اہمیت قائم رہے

یوم خلافت منانے کے متعلق حضرت مصلح موعود کا ارشاد اور جماعت کا پہلا یوم خلافت

حضرت مصلح موعود نے اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ 21 اکتوبر 1956ء کے موقع پر ارشاد فرمایا:۔

’’خلافت کی برکات کو یاد رکھیں اور کسی چیز کو یاد رکھنے کے لئے پرانی قوموں کا یہ دستور ہے کہ وہ سال میں اس کے لئے خاص طور پر ایک دن مناتی ہیں۔ مثلاً شیعوں کو دیکھ لو وہ سال میں ایک دفعہ تعزیہ نکال لیتے ہیں تا قوم کو شہادت حسینؓ کا واقعہ یاد رہے۔ اسی طرح میں بھی خدام کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ سال میں ایک دن خلافت ڈے کے طور پر منایا کریں۔ اس میں وہ خلافت کے قیام پر خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کریں اور اپنی پرانی تاریخ کو دہرایا کریں۔ پرانے اخبارات کا ملنا تو مشکل ہے۔ لیکن الفضل نے پچھلے دنوں ساری تاریخ کو از سرنو بیان کر دیا ہے۔ اس میں وہ گالیاں بھی آ گئی ہیں جو پیغامی لوگ حضرت خلیفہ اول کو دیا کرتے تھے اور خلافت کی تائید میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے جو دعوے کئے ہیں وہ بھی نقل کر دیئے گئے ہیں۔ تم اس موقعہ پر اخبارات سے یہ حوالے پڑھ کر سناؤ اگر سال میں ایک دفعہ خلافت ڈے منالیا جایا کرے تو ہر سال چھوٹی عمر کے بچوں کو پرانے واقعات یاد ہو جایا کریں گے۔ پھر تم یہ جلسے قیامت تک کرتے چلے جاؤ تا جماعت میں خلافت کا ادب اور اس کی اہمیت قائم رہے۔...... حضرت مسیح موعود...... خدا کرے ان کی خلافت دس ہزار سال تک قائم رہے۔ مگر یہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ تم سال میں ایک دن اس غرض کے لئے خاص طور پر منانے کی کوشش کرو۔ میں مرکز کو بھی ہدایت کرتا ہوں کہ وہ بھی ہر سال سیرت النبیؐ کے جلسوں کی طرح خلافت ڈے منایا کرے اور ہر سال یہ بتایا کرے کہ جلسہ میں ان مضامین پر تقاریر کی جائیں الفضل سے مضامین پڑھ کر نوجوانوں کو بتایا جائے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے خلافت احمدیہ کی تائید میں کیا کچھ فرمایا ہے اور پیغامیوں نے اس کے رد میں کیا کچھ لکھا ہے۔ اسی طرح وہ رویا و کشوف بیان کئے جایا کریں جو وقت سے پہلے خدا تعالیٰ نے مجھے دکھائے اور جن کو پورا کر کے خدا تعالیٰ نے ثابت کر دیا کہ اس کی برکات اب بھی خلافت سے وابستہ ہیں‘‘۔

(الفضل یکم مئی 1957ء ص 4)

حضور کے اس ارشاد پر نظارت اصلاح وارشاد نے احباب جماعت کے مشورہ سے الفضل 9 نومبر 1956ء میں یہ اعلان کیا کہ 27 مئی کو ’’یوم خلافت‘‘ مقرر کیا جاتا ہے۔ چنانچہ 1957ء سے دنیا بھر کی احمدی جماعتیں اس تاریخ کو نہایت جوش و خروش اور باقاعدگی سے یوم خلافت منا رہی ہیں۔

ربوہ میں پہلا یوم خلافت

27 مئی 1957ء کو جماعت احمدیہ کی طرف سے دنیا بھر میں پورے جوش و خروش کے ساتھ پہلا ’’یوم خلافت‘‘ منایا گیا۔ مرکز احمدیت ربوہ میں اس روز بیت المبارک میں حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب پرنسپل جامعۃ المبشرین کی زیر صدارت ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جو صبح 7 بجے سے گیارہ بجے قبل دوپہر تک جاری رہا۔ فاضل مقررین نے اپنی تقاریر میں خلافت کے ہر پہلو کو قرآن مجید، احادیث نبوی، حضرت مسیح موعود کی تحریرات اور حضرت خلیفہ اول کی تصریحات کی روشنی میں نہایت خوبی سے واضح کیا اور بتایا کہ انوار نبوت کو جاری رکھنے کے لئے خلافت کو قائم رکھنا اور اس کے شایان شان اعمال بجالانا نہایت ضروری ہے۔ مقررین نے حسب وصیت حضرت مسیح موعود خلافت احمدیہ کے قیام واستحکام اور اس کے بالمقابل منکرین خلافت کی ریشہ دوانیوں اور ان کے حسرت ناک انجام پر بھی روشنی ڈالی۔ نیز حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے جس عزیمت اور جلالت شان کے ساتھ جماعت میں خلافت کے نظام کی بنیاد رکھی۔ اس کو بھی واضح کیا اور پھر سیدنا حضرت المصلح الموعود کی خلافت کے دور میں نظام خلافت کے طفیل جو عظیم الشان برکات نازل ہوئیں اور اطراف و جوانب عالم میں دین کو تمکنت نصیب ہوئی اور احمدیت کی سربلندی کے سامان پیدا ہوئے اور جن میں حضور کے وجود باجود کی برکات سے روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ ان کو بھی وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا۔ حاضرین نے نظام خلافت کی ضرورت واہمیت اور اس کی عظیم الشان برکات کے موضوعات پر علماء سلسلہ کی ایمان افروز تقاریر سننے کے بعد ایک نئے جوش اور نئے عزم کے ساتھ اپنے اس مقدس عہد کو دہرایا کہ وہ سیدنا حضرت مسیح موعود کے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے خلافت حقہ کے آسمانی نظام کے ساتھ ہمیشہ وابستہ رہیں گے اور نسلاً بعد نسلٍ اس نظام کو قیامت تک جاری رکھتے چلے جائیں گے تا تائید و نصرت الٰہی، مرکزیت، باہمی اتحاد واخوت اور احمدیت کی سربلندی کی شکل میں خلافت کی جن عظیم الشان برکات کا انہوں نے قدم قدم پر مشاہدہ کیا ہے ان کا سلسلہ ہمیشہ ہمیش جاری رہے۔ صاحب صدر کی اقتداء میں شمع خلافت کے پروانوں نے عہد کے الفاظ دہرا کر اپنے عزم کا اظہار کیا خلافت کے ساتھ والہانہ محبت وعقیدت کا یہ منظر دیکھنے کے لائق تھا۔ بیت مبارک ہزاروں قلوب کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی پُرجوش آوازوں سے گونج رہی تھی۔

(الفضل 30 مئی 1957ء)

محترم سید میر محمود احمد ناصر صاحب

قوم کے اعمال کو ایک رخ میں ظاہر کرنے والا نظام

نظام خلافت جو بے پناہ طاقت پیدا کر دیتا ہے

عام روشنی جو ہم دیکھتے ہیں اس روشنی کی شعاعیں مختلف اطراف میں پھیل جاتی ہیں۔ دائیں بائیں الغرض ایک بڑے منبع سے روشنی کی شعاعیں ہر طرف سفر کرتی ہیں۔ انہی شعاعوں کو اگر کوئی طاقت لگا کر ایک رخ پر متعین کر دیا جائے۔ ان کی ایک سمت متعین کر دی جائے تو اس میں ایک بہت بڑی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ عام طور پر اگر آپ ایک کالا پردہ روشنی کے آگے ڈال دیں تو وہ اس کی روشنی کو روک دے گا۔ لیکن اگر ایک طاقت لگا کر ان شعاعوں کو ان روشنی کی اور بجلی کی لہروں کو ایک رخ میں کر دیا جائے تو ان منتشر شعاعوں میں اتنی زبردست قوت اور طاقت پیدا ہو جائے گی کہ کالا پردہ تو کیا، دیواریں کیا، پتھر اور سیسے کے اندر سے بھی یہ شعاعیں اسے پھاڑ کر نکل جائیں گی۔ لوہے کو پھاڑ کر اس کے اندر سے گزر جائیں گی۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جوامع الکلم عطا فرمائے تھے۔ جوامع الکلم کا مطلب یہ ہے کہ تھوڑے سے الفاظ میں معانی کا ایک سمندر قید ہو۔ معانی کی ایک کائنات ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انما الاعمال بالنیۃ۔ بالعموم ہم اس کا ترجمہ کرتے ہیں کہ قوت ارادی اور نیت پر اعمال کا انحصار ہے۔ نیت کے ایک اور معانی بھی ہیں نیت کا مطلب ہے وجھۃ۔ رخ۔ سمت۔ Direction اب یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اعمال کی طاقت اور قوت کا انحصار، اعمال کے اثر اور نفوذ ہونے کا انحصار ان کے ایک سمت میں ہونے پر ہے۔ خواہ وہ اعمال فرد کے ہوں خواہ وہ اعمال جماعت کے ہوں، قوم کے ہوں یا معاشرے کے ہوں۔

تمام لوگوں کے اعمال کا رخ ایک طرف نہیں ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھایا ہے کہ اعمال کا رخ اگر ایک نہ ہو خواہ وہ فرد کے اعمال ہوں یا قوم کے اعمال ہوں تو قوت پیدا نہیں ہوتی۔ لیکن فرد کے اعمال کا جہاں تک تعلق ہے۔ وہ اعمال انسان کی نیت اور قوت ارادی سے ایک حد تک ایک رخ اختیار کر سکتے ہیں۔ اگر انسان بڑی حد تک زور لگائے۔ محنت کرے اور جدوجہد کرے، دعا کرے تو اپنے اعمال کے رخ کو ایک طرف متعین کر سکتا ہے۔ لیکن ایک معاشرے کے اعمال، ایک قوم کے اعمال، ایک جماعت کے اعمال کبھی بھی ایک رخ اختیار نہیں کر سکتے۔ جب تک ایک زبردست طاقت اس کے پیچھے نہ ہو۔ اس کے اعمال کو ایک سمت دینے والا زبردست وجود اس کے پیچھے نہ ہو۔ ایک ادارے کے بارے میں لطیفہ مشہور ہے کہ وہاں اساتذہ سے آراء مانگی گئیں کہ سائیکل سٹینڈ کہاں بنایا جائے۔ اس وقت چالیس اساتذہ تھے اور اکتالیس آراء موصول ہوئیں۔ واللہ اعلم یہ بات کس حد تک درست ہے۔

اعمال اگر قوم کے ہیں تو ہر فرد کی الگ الگ رائے ہوگی، ہر فرد اپنی عقل پر چل رہا ہوگا۔ ہر فرد اپنے مفاد کو مدنظر رکھ رہا ہوگا۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو پورا کرنا ہے کہ اعمال کا رخ اگر ایک ہو تب اعمال میں قوت پیدا ہوتی ہے تو اس کا طریق پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہمیں بتاتے ہیں۔ پہلی روایت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تھی دوسری روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

من مات ولیس فی عنقہ بیعۃ مات میتۃ الجاھلیۃ

اگر کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے اور اس کی گردن میں امام کی بیعت کا پروانہ نہیں ہے، وہ طوق نہیں ہے جو بیعت کا طوق ہے تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔

اب ہمیں پتہ چل گیا کہ ایک فرد اپنے اعمال، ایک فرد اپنی قوت ارادی اور نیت ایک سمت میں لا سکتا ہے۔ مگر ایک جماعت کے اعمال، ایک قوم کے اعمال، ایک معاشرے کے اعمال، جب تک ایک واجب الاطاعت امام نہ ہو کبھی بھی ایک رخ میں نہیں لائے جا سکتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:۔

انما الاعمال بالنیۃ

کہ اعمال کی قوت تو ان کے ایک رخ میں ہونے میں ہے، ان کی ایک سمت ہونے میں ہے۔ یہ ہے فرق جو اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت اور دوسری جماعتوں میں پیدا کیا ہے۔ ہمیں واجب الاطاعت امام دیا ہے۔ جس نے ہر چھوٹے بڑے ہر زید اور بکر کے اعمال کو ایک رخ پر ڈال دیا ہے۔ اس سے قوت اور طاقت پیدا ہوتی ہے۔ ورنہ ایک عام روشنی کی طرح اسے ایک کالا کپڑا ڈھانک سکتا ہے۔ اور اگر یہی روشنی کی شعاعیں لیزر کی شکل اختیار کر لیتی ہیں تو ایک رخ اختیار کر کے اور ایک سمت اختیار کر کے ایسی طاقت بن جاتی ہیں کہ دنیا کی کوئی طاقت اسے روک نہیں سکتی ہے۔ اس لئے امام کی پالیسی پر، امام کی رہنمائی میں، امام کے قول کے مطابق، امام کے کہنے کے مطابق اگر ساری قوم چلتی ہے تو کوئی طاقت دنیا کی اسے روک نہیں سکتی ہے۔ اور یہی بات ہے، جس کے لئے یہ عہد بیعت لیا گیا ہے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"یہ انتظام (بیعت کا انتظام) جس کے ذریعہ سے راستبازوں کا گروہ کثیر ایک ہی سلک میں منسلک ہو کر وحدت مجموعی کے پیرائے میں خلق اللہ پر جلوہ نما ہو گا اور اپنی سچائی کے مختلف المخرج شعاعوں کو ایک ہی خط ممتد میں ظاہر کرے گا خداوند عزوجل کو بہت پسند آیا ہے"۔

(اشتہار 4 مارچ 1889ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 194)

حضور کے زمانہ میں تو قادیان میں بجلی بھی نہ تھی اور لیزر تو ہمارے سامنے نکلی ہے۔ لیکن تشبیہ جو حضور نے دی ہے وہ عین بعین اس کے مطابق ہے کہ مختلف المخرج شعاعیں فائدہ دیتی ہیں، ایک جماعت کے نیک افراد کے اعمال فائدہ دیتے ہیں لیکن قوت اور طاقت پیدا نہیں ہوتی۔ قوت اور طاقت کے لئے فرماتے ہیں کہ مختلف المخرج شعاعوں کو ایک ہی خط ممتد میں یعنی جس طرح لیزر چلتی ہے اور اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ہے۔ اسی طرح ایک جماعت کے نیک اعمال جب بیعت کے بعد ایک سلک میں پرو کر جب ایک رخ میں چلیں گے تو دنیا کی کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہے۔ اور یہ بات اللہ کو بہت پسند ہے۔

(بقیہ از صفحہ 73)

کر دیا ہے۔ پس اسے مضبوط پکڑے رکھو"۔

(بدر یکم فروری 1912ء ص 3 کالم 2)

ایک اور موقع پر فرمایا:۔

"تم کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمارے بادشاہ حضرت مسیح موعود کے ذریعہ ...... ایک کیا۔ پھر اس کے مرنے کے بعد میرے ہاتھ پر تم کو تفرقہ سے بچایا۔ اس نعمت کی قدر کرو اور نکمی بحثوں میں نہ پڑو"۔

(بدر 4 جولائی 1912ء)

قوت و طاقت

چوتھی برکت خلافت کی یہ ہے کہ اس کے ذریعہ قومی طاقت یکجا ہو جاتی ہے اس کی انرجی منتشر ہونے سے محفوظ رہتی ہے اور تھوڑی سی طاقت سے بہت سے کام نکل آتے ہیں کیونکہ طاقت کا کوئی حصہ ضائع نہیں ہوتا۔ اگر خلافت نہ ہوتی تو بعض کاموں پر زیادہ طاقت خرچ ہو جاتی اور بعض کام توجہ کے بغیر رہ جاتے۔ پس خلافت کے ذریعہ قوم ترقی کی راہوں پر گامزن ہو جاتی ہے اور ناکامی اور نامرادی سے محفوظ رہتی ہے۔ دین حق کی ترقی اور عروج کا دور دراصل وہی تھا جب ان کی زندگی پر اجتماع اور ائتلاف کی رحمت طاری تھی اور جب اجتماع اور ائتلاف کی جگہ تشتت اور افتراق نے لی تو دینی نظام درہم برہم ہو گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول ایک موقع پر "خلفاء خدا ہی بناتا ہے" کا نکتہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"جناب الٰہی کا انتخاب بھی ایک انسان ہی ہوتا ہے۔ اس کو کوئی ناکامی پیش نہیں آتی۔ وہ جدھر منہ اٹھاتا ہے ادھر ہی اس کے واسطے کامیابی کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور وہ فضل، شفا، نور اور رحمت کہلاتا ہے۔"

(الحکم 10 فروری 1901ء)

خلافت کے خلاف ریشہ دوانیاں کرنے والوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"تم کان کھول کر سنو۔ اگر اب اس معاہدہ (بیعت خلافت) کے خلاف کرو گے تو اعقبھم ...... کا مصداق بنو گے ...... تم معاہدہ کا حق پورا کرو پھر دیکھو کس قدر ترقی کرتے ہو اور کیسے کامیاب ہوتے ہو"

(بدر 21 /اکتوبر 1909ء)

پودے سے درخت

خلافت کی پانچویں برکت یہ ہے کہ انبیاء بشر ہونے کی وجہ سے بہر حال موت اور فنا سے محفوظ نہیں ہوتے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے ماتحت ایک عرصہ زندہ رہ کر دنیا میں اپنے مشن کے قیام کے سلسلہ میں ابتدائی کام کرتے ہیں اور پھر اپنے مولا کے حضور حاضر ہو جاتے ہیں۔ اگر ان کے مشن کو جاری رکھنے کا کوئی انتظام نہ ہو تو پھر ان کی لائی ہوئی تعلیم کی اشاعت تھوڑے ہی عرصہ بعد رک جائے گی اور یہ امر خدا تعالیٰ کو پسند نہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے نبوت کی روحانی روشنی کو دور تک پہنچانے اور دیر تک قائم رکھنے کے لئے خلافت کو قائم کیا ہے۔ انبیاء تخم ریزی کرتے ہیں اور خلفاء اسی تخم کی نگہداشت اور آبیاری کرتے ہیں اس لئے وہ تخم پودا بنتا ہے پھر درخت بنتا ہے اور پھر اس کی شاخیں دور دور تک پھیل جاتی ہیں۔ خلافت ایک ریفلیکٹر ہے جو نور نبوت کو دور دور تک پھیلا دیتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے ایک موقع پر "قدرت ثانیہ سے کیا مراد ہے؟" کا جواب دیتے ہوئے اس نکتہ کی طرف اشارہ فرمایا تھا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"جب کسی قوم کا مورث اول اپنا کام پورا کرتا ہے تو اس کے کام کے سرانجام دینے کے واسطے قدرت کا ہاتھ نمودار ہوتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے الیوم اکملت (-) اس کا ظہور رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں ہو گیا مگر آپ کے بعد آپ کے خلفاء نواب مجدد دین کے وقت میں بھی ہوتا رہا۔ وہ سب قدرت ثانیہ تھے۔ قدرت ثانیہ کی حد بندی نہیں ہو سکتی۔ جب کوئی قوم کسی قدر کمزور ہو جاتی ہے تب بھی اللہ تعالیٰ اپنی مصلحت سے اس کی طاقت کو پورا کرنے کے واسطے قدرت ثانیہ بھیجتا رہتا ہے۔"

(بدر 22 مئی 1913ء ص 3)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے فرمودات کی روشنی میں

خلافت کی پانچ عدیم المثال برکات

مکرم محمد شکر اللہ صاحب

حضرت مسیح موعودکا وصال جماعت کے لئے زلزلہ عظیمہ سے کم نہیں تھا۔ جماعت کے افراد کو اس غمناک حادثہ نے دیوانہ کر دیا تھا۔ ان کی دنیا اجڑ گئی تھی۔ ان کی آنکھیں اپنے محبوب کی جدائی میں اشک بار تھیں۔ اکثر لوگ بچوں کی طرح بلک بلک کر رو رہے تھے۔

جماعت کی مخالفت زوروں پر تھی اور لوگ برملا اس بات کا اظہار کر رہے تھے کہ اب جماعت صفحہ ہستی سے مٹ جائے گی۔ اس کا کوئی نام لیوا باقی نہیں رہے گا لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت نے اس موقع پر اپنے بندوں کو اپنی پناہ میں لے لیا۔

اور اس نے قرآنی وعدہ اور مامور زمانہ کی پیشگوئیوں کے مطابق جماعت میں خلافت کو قائم کر دیا۔ اور اسے پھر ایک ہاتھ پر جمع کر دیا۔ تمام لوگوں نے سکھ اور اطمینان کا سانس لیا اور ہر طرف امن اور سکینت کا دور دورہ ہو گیا۔

جماعت میں خلافت کے قیام پر ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ بعض لوگوں نے خلافت کو ختم کرنے یا کم از کم اس کے اختیارات کو کم کرنے کے لئے ریشہ دوانیاں شروع کر دیں۔ انہوں نے جماعت میں انشقاق و افتراق پیدا کرنے کی کوشش کی اور اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے جماعت میں ایک پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے باوجود ضعیف العمری کے اس فتنہ کا خوب ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ آپ نے نہایت پُر شوکت الفاظ میں یہ اعلان کیا کہ خلیفہ گو بظاہر انسانی ووٹوں سے منتخب ہوتا ہے مگر در پردہ خدا تعالیٰ کا ہاتھ کام کر رہا ہوتا ہے۔ وہ مومنوں کے دلوں میں القاء کر کے اسے ایک خاص فرد جماعت کی طرف مائل کر دیتا ہے۔ خلیفہ کسی انجمن، سوسائٹی یا گروپ کا بنایا ہوا نہیں ہوتا کہ جب چاہے اسے معزول کر دیا اور جس طرح چاہے اس کے اختیارات کو محدود کر دیا جائے۔ ہر فرد جماعت کے لئے خلیفہ کی مکمل اطاعت اور فرمانبرداری فرض ہے۔ اس کی نافرمانی اور عدم اطاعت قرآنی وعید فاولئک ھم الفاسقون کا مورد بنا دیتی ہے۔ آپ نے پورے عزم اور وثوق کے ساتھ یہ اعلان فرمایا کہ میں خدا تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری نہیں کروں گا اور اس خلعت کو اتارنے کے لئے تیار نہیں ہوں گا اور خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ میری تائید و نصرت کرے گا اور عملاً وہی ہوا جس کا آپ نے اظہار فرمایا تھا یعنی آپ کامیاب و کامران ہوئے۔

گو آپ کا عرصہ خلافت مختصر تھا۔ مگر آپ نے مخالفین خلافت کے تمام حربوں کو ناکام بنا دیا۔ آپ نے کبھی اجمالی طور پر اور کبھی قدرے تفصیل سے خلافت کی برکات اور فوائد کا ذکر فرمایا۔ اگر کوئی شخص آپ کے فرمودات پر غور و تدبر کرے تو بلاشبہ وہ اس مسئلہ کی گہرائیوں تک جا سکتا ہے اور اس کی عظمت و اہمیت اس پر واضح ہو جاتی ہے۔ اس مضمون میں ان میں سے بعض کا ذکر کیا جاتا ہے۔

تمکنت دین

قرآن کریم نے خلافت کی یہ برکت بیان فرمائی ہے کہ اس کے ذریعہ دین کو تمکنت، مضبوطی اور استحکام نصیب ہوتا ہے۔ اس کے ذریعہ امور دینیہ کی انجام دہی کا کام بطریق احسن انجام پاتا ہے۔ انبیاء تخم ریزی کر کے دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ خلفاء اس کی آبیاری کرتے ہیں اور انبیاء کا لگایا ہوا پودا تناور ہوتا اور خطرات سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ نبی کے وصال کے بعد شریعت پر عمل کرنے میں جو کمزوری پیدا ہو جاتی ہے خلافت اس کو دور کرتی ہے۔ اس کے ذریعہ تمام شکوک وشبہات کا ازالہ کیا جاتا ہے جن کی وجہ سے دین کمزور ہونے کی بجائے اور مضبوط ہو جاتا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ خلفاء کی شناخت کی علامات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

”ایک تو یہ نشان ہے کہ وہ بھولی بسری متاع جس کو خدائے تعالیٰ پسند کرتا ہے اس سے لوگ آگاہ ہوں اور غلطی سے چونک اٹھیں اور اسے چھوڑ دیں۔ اس کو پورا کرنے کے لئے اس کو ایک طاقت دی جاتی ہے۔ ایک قسم کی بہادری اور نصرت عطا ہوتی ہے۔ اس بات کو قائم کرنے کے لئے جس کے لئے اس کو بھیجا ہے قسم قسم کی نصرتیں ہوتی ہیں۔ کوئی ارادہ اور سچا جوش پیدا نہیں ہوتا جب تک کہ خدا تعالیٰ کی مدد کا ہاتھ ساتھ نہ ہو۔“ (الحکم 3 مارچ 1899ء ص 5)

ایک اور موقع پر بیان فرماتے ہیں:۔

”یہ بھی ایک سنت اللہ چلی آتی ہے کہ خلفاء پر مطاعن ہوتے ہیں۔ آدمؑ پر بھی مطاعن کرنے والی خبیث روح کی ذریت بھی اب تک موجود ہے..... مگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان کو تمکنت دیتا ہے اور خوف کو امن سے بدل دیتا ہے۔“

(الحکم 5 مئی 1899ء ص 5)

جس دین کو اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے اس میں طاقت پیدا کر دیں گے اور ایسی مقدرت عطا کریں گے جس سے نفوس کا تزکیہ ہو۔

(الحکم 24 جنوری 1904ء)

جناب ابو بکر کے زمانے میں عرب میں ایسی بلا پھیلی تھی کہ سوا مکہ اور مدینہ اور جواثی کے سخت شور و شر اٹھا مکہ والے بھی فرنٹ ہونے لگے مگر وہ بڑی پاک روح تھی جس نے انہیں کہا کہ اسلام لانے میں تم سب سے پیچھے ہو۔ مرتد ہونے میں کیوں پہلے بنتے ہو۔ صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میرے باپ کے اوپر جو پہاڑ گرا وہ کسی اور پر گرتا تو چور ہو جاتا پھر بیس ہزار کی جماعت مدینہ میں موجود تھی اور چونکہ آنحضرت ﷺ حکم دے چکے تھے کہ ایک لشکر روانہ کرنا ہے پس اس کو بھیج دیا۔ ادھر اپنی قوم کا یہ حال تھا مگر آخر خدا نے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھلایا و لیمکنن لھم (-) کا زمانہ آ گیا۔ اس وقت بھی اس قسم کا واقعہ پیش آیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ دفن ہونے سے پہلے تمہارا کلمہ ایک ہو جائے نبی کریم ﷺ کے بعد ابو بکرؓ کے زمانہ میں صحابہ کرامؓ کو بہت سی مساعی جمیلہ کرنی پڑیں۔ سب سے پہلا کام جو کیا وہ جمع قرآن ہے اب موجودہ صورت میں جمع یہ ہے کہ اس پر عمل درآمد کرنے کی طرف خاص توجہ ہو۔ پھر حضرت ابو بکرؓ نے زکوۃ کا انتظام کیا۔ یہ بڑا عظیم الشان کام ہے۔ انتظام زکوۃ کے لئے اعلیٰ درجہ کی فرمانبرداری کی ضرورت ہے۔“

(بدر 4 جون 1908ء ص 8)

امن کا قیام

دوسری برکت خلافت کی قرآن کریم نے یہ بیان فرمائی ہے کہ خدا تعالیٰ نہ صرف اس کے ذریعہ نبی کی وفات کے بعد پیدا ہونے والے خوف کو دور کر دیتا ہے بلکہ مومنوں کی جماعت کو آئندہ پیدا ہونے والے خوفوں سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔ اگر خلافت نہ ہو تو نبی کا مشن ناکام ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے بھی خلافت کے اس پہلو پر روشنی ڈالی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

”بڑی بڑی مشکلات آتی ہیں اور ڈرانے والی چیزیں آتی ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ ان سب خوفوں اور خطرات کو امن سے بدل دیتا ہے اور دور کر دیتا ہے۔“

(الحکم 3 مارچ 1899ء ص 5)

ان کو مشکلات بھی پیش آئیں گی لیکن اللہ تعالیٰ ان کی پناہ ہو گا“ (الحکم 24 جنوری 1904ء)

”ان پر خوف بھی آوے گا لیکن وہ خوف امن سے بدل جاوے گا“ (تفسیر سورہ نور)

”جب کسی قسم کی بدامنی پھیلے تو اللہ ان کے لئے امن کی راہیں نکال دیتا ہے۔“

(الفضل 13 نومبر 1913ء)

سیدنا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

”کیسا خوف پیدا ہوا کہ عرب مرتد ہو گئے مگر سب خوف جاتا رہا“ (الحکم 3 مارچ 1899ء ص 5 کالم 2)

وحدت قومی

تیسری برکت جو حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے بیان فرمائی وہ یہ ہے کہ خلافت قومی وحدت کا بڑا ذریعہ ہے کوئی قوم اور کوئی جماعت اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک ایک رنگ کی اس میں وحدت نہ پائی جائے اور خلافت کے بغیر وحدت نہیں ہو سکتی اور وحدت کے بغیر ترقی نہیں ہو سکتی۔

اللہ تعالیٰ نے وحدت قومی پر بڑا زور دیا ہے چنانچہ وہ فرماتا ہے:۔

”تم سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور پراگندہ مت ہو اور اللہ کا احسان جو اس نے تم پر کیا ہے یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کی جس کے نتیجہ میں تم اس کے احسان سے بھائی بھائی بن گئے۔“

پھر فرمایا:۔

”تم ان لوگوں کی طرح نہ بنو جو کھلے نشانات آچکنے کے بعد پراگندہ ہو گئے اور انہوں نے باہم اختلاف پیدا کر لیا۔“ (آل عمران)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے بیعت لینے سے قبل فرمایا:۔

”موجودہ حالت میں سوچ لو کیسا وقت ہے جو ہم پر آیا ہے۔ اس وقت مردوں، عورتوں اور بچوں کے لئے ضروری ہے کہ وحدت کے نیچے ہوں۔ اس وحدت کے لئے ان بزرگوں (آپ نے بعض بزرگوں کے نام گنوائے) میں سے کسی کی بیعت کر لو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔“

(بدر 4 جون 1908ء ص 8 کالم 1)

خلافت کے خلاف ریشہ دوانیاں کرنے والوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

”تم شکر کرو کہ ایک شخص کے ذریعہ تمہاری جماعت کا شیرازہ قائم ہے اتفاق بڑی نعمت ہے اور یہ مشکل سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ تم کو ایسا شخص دے دیا جو شیرازہ وحدت قائم رکھے جاتا ہے وہ نہ تو جوان ہے اور نہ اس کے علوم میں اتنی وسعت جتنی اس زمانہ میں چاہئے لیکن خدا نے تو موسیٰؑ کے عصا سے جو بے جان لکڑی تھی اتنا بڑا کام لے لیا تھا کہ فرعونیت کا قلع قمع ہو گیا اور میں تو اللہ کے فضل سے انسان ہوں پس کیا عجب ہے کہ خدا مجھ سے یہ کام لے لے۔ تم اختلافات اور تفرقہ اندازی سے بچو۔ نکتہ چینی میں حد سے بڑھ جانا بڑا خطرناک ہے۔ اللہ سے ڈرو۔ اللہ کی توفیق سے سب کچھ ہو گا۔“

(بدر 24 اگست 1911ء ص 3 کالم 2)

”تم ادب سیکھو کیونکہ یہی تمہارے لئے بابرکت راہ ہے۔ تم اس حبل اللہ کو آپ مضبوط پکڑ لو۔ یہ بھی خدا ہی کی رسی ہے جس نے تمہارے متفرق اجزاء کو اکٹھا

(باقی صفحہ 71 پر)

ایم ٹی اے خلافت کی طرف سے جماعت کے لئے ایک بے بہا تحفہ

اس ادارہ نے دو خلفاء کی شفقتوں اور راہنمائی سے ترقیات کے نئے سنگ میل قائم کئے ہیں

ایم ٹی اے کے ذریعہ جماعت احمدیہ کا خلیفہ وقت سے ایسا پختہ تعلق قائم ہوا جو رہتی دنیا تک رہے گا

مکرم سید نصیر احمد شاہ صاحب۔ چیئرمین ایم ٹی اے انٹرنیشنل لندن

ایم ٹی اے کی ساری کی ساری سنہری اور شاندار تاریخ خلافت احمدیہ کی پرسوز دعاؤں کی تاثیر کا نتیجہ ہے۔ جہاں تک نظر دوڑائی قدم قدم پر، ہر لحظہ، ہر مرحلہ پر محض ان کی آسمان کو چیر دینے والی دعاؤں کے اثر میں خدائے سمیع و علیم کے واضح فضل اور رحمتوں کے سوا کچھ نظر نہ آیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی شفقت اور راہنمائی

جب شفقت کے سلوک کے متعلق سوچا تو پیارے آقا سے زیادہ دنیا میں کوئی اور مشفق اور مہربان نظر نہ آیا۔ ایم ٹی اے کا ایک ایک فرد حضور کی بے پناہ شفقتوں کے زیر بار یوں نظر آیا کہ انسان یہ سوچنے پر مجبور ہو جائے کہ ایک شخص کس طرح بغیر اکتائے اتنی زیادہ دلی شفقتوں اور محبتوں کا بے پایاں اظہار کر سکتا ہے اور پھر مسلسل کرتا چلا جائے۔

جب حضور ریکارڈنگ کے لئے سٹوڈیو میں تشریف لاتے تو واپسی پر ضرور کنٹرول روم میں جھانک کر دیکھتے، اپنی دل موہ لینے والی مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ ایک ہی نظر میں سب سٹاف کو دیکھ لیتے اور اتنے پیارے انداز میں السلام علیکم کہتے جیسے سارے جہان کی حلاوتیں ان الفاظ میں سما گئی ہوں اور ہم سب گواہ ہیں کہ یہ سلسلہ ایم ٹی اے کے اجراء سے لے کر آخر دم تک چلتا رہا۔

حضور انور ان تمام کارکنان کے آرام اور طعام کا بذات خود یوں خیال رکھتے تھے جیسے انہیں دنیا میں اس کے علاوہ اور کوئی مصروفیت نہیں ہے۔ بارہا حضور نے ایم ٹی اے کے مختلف کارکنان کو ذاتی طور پر کھانا بھجوایا، ان کی رہائش وغیرہ کے بندوبست کی ہدایات بغیر کسی کی درخواست کے دیں۔

جب ''ملاقات'' پروگراموں میں کھانے وغیرہ کی چیزیں آتیں تو خصوصی طور پر یہ استفسار فرماتے کہ لڑکوں کو کھانا ملا ہے یا نہیں۔ کئی دفعہ ایسا بھی ہوا کہ رات گئے حضور اپنی رہائشگاہ سے نکل کر ایم ٹی اے میں تشریف لے آئے اور کارکنان سے ان کے کھانے وغیرہ کے متعلق استفسار فرمایا، پھر خود ہی گھر سے کھانے کی اشیاء منگوا کر کارکنان کو عطا کیں۔

1997ء کے جلسہ جرمنی میں ہمارا ایم ٹی اے کے ٹرک سے LIVE نشریات کا انتظام تھا۔ ایک روز دوپہر کے وقت پیغام آیا کہ خاکسار اور ملک اشفاق صاحب کو حضور نے یاد فرمایا ہے۔ ہم لوگ کچھ پریشان بھی ہوئے کہ خدا خیر کرے کوئی غلطی نہ سرزد ہو گئی ہو۔ وہاں پہنچے تو حضور انور نے اپنی مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ کھانے کے کمرے میں بلوا لیا جہاں میز پر کھانا لگا تھا۔ حضور نے فرمایا: ''کھانا کھائیں''۔ جھجک اور مقام خلافت کے ادب اور رعب سے کچھ کھایا نہ جا رہا تھا۔ حضور انور کی اس بے انتہا شفقت پر آنکھیں پُرنم ہوئی جا رہی تھیں۔ جب حضور نے دیکھا تو فرمایا: ''اور کھائیں...... اچھا کھانا ہے صرف آپ کی بیگم ہی اچھا کھانا نہیں بناتیں''۔ اور حضور کمال شفقت سے ہلکی پھلکی باتیں کرتے رہے تا کہ ہم تکلف سے کام نہ لیں۔

ایم ٹی اے میں بیشتر طوعی کام کرنے والے طالب علم ہوتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو ڈگری کورسز اور پروفیشنل امتحانات میں بیٹھتے ہیں جن کے لئے عام طور پر طلباء کو سر کھجانے کی فرصت نہیں ہوتی۔ کجا یہ کہ ہر روز کئی کئی گھنٹے ایم ٹی اے کی خدمت میں گزار دینا۔ اس کے باوجود یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ تمام کے تمام طلباء جو ایم ٹی اے کے لئے وقت دیتے وہ حضور کی خصوصی دعاؤں کے مستحق بنتے اور نتیجۃً ہر امتحان میں بہترین پوزیشن حاصل کرتے۔ اور یہ سلسلہ خدا کے فضل سے مسلسل جاری ہے۔

چھوٹے بچوں سے محبت اور بے پناہ شفقت کا ڈھنگ تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے حضور نے یہ ہمیں عین سنت رسول ﷺ کے مطابق سکھایا ہے۔ ''اردو کلاس'' اور ''چلڈرن کلاس'' پروگرام حضور انور کی بچوں سے بے انتہا شفقت و محبت کا ہمیشہ کے لئے ایک مثالی نمونہ بن کر رہ گئے ہیں۔ بیت الذکر میں آتے جاتے ریکارڈنگ کے لئے تشریف لاتے ہوئے، ہر جگہ جہاں بھی کوئی بچہ نظر آیا حضور بے اختیار اس طرف توجہ فرماتے اور عجب لطف و کرم سے نوازتے۔ یوں کہ دیکھنے والوں کو رشک آنے لگتا کہ کاش ہم بھی بچے ہوتے۔ محبتیں نچھاور کرنے کا مفہوم اپنے حقیقی معنوں میں حضور کے یہی انوکھے پیارے انداز دیکھ دیکھ کر سمجھ میں آیا کہ خدا تعالیٰ نے اس شفاف سینے میں کیسا پیارا دل ڈالا تھا۔

جب حضور کی علمی قابلیت کی طرف دھیان گیا تو یوں محسوس ہوا جیسے وہ وجود آج کی دنیا میں علم و عرفان کا ایک سرچشمہ تھا۔ حضور کے روحانی اور دینی علم کے بارہ میں ایک عالم گواہ ہے کہ وہ اپنی ذات میں علوم ظاہری و باطنی کا ایک خزانہ تھے۔ مگر مجھ جیسے لوگوں کے لئے یہ بات نہایت حیران کن تھی کہ دنیاوی علم میں بلا مبالغہ کوئی ایسا میدان، ایسا موضوع یا مضمون نہیں تھا جس کے بارہ میں حضور کوئی بات فرماتے اور سننے والے کو یہ احساس نہ ہوتا کہ حضور اس علم میں مکمل دسترس رکھتے ہیں۔ مجھے آج تک یہ بات سمجھ نہیں آسکی کہ ٹیلی ویژن اور سیٹلائٹ انڈسٹری کے تمام پہلوؤں کو حضور کیونکر اتنی گہرائی میں سمجھتے تھے۔ نہایت ٹیکنیکل معاملات میں بھی حضور ہمیشہ دو قدم آگے ہی ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور نے ڈش انٹینا پر سیٹلائٹ سگنل کو ریسیو کرنے کے مکمل تکنیکی عمل اور Parabola کے مفہوم کو باقاعدہ خاکہ بنا کر خاکسار کو سمجھایا جیسے کسی ماہر انجینئر کی ڈگری رکھتے ہوں۔

بارہا ایسا ہوا کہ خاکسار کوئی پیچیدہ معاملہ لے کر بڑی مفصل تیاری کے ساتھ حضور کی خدمت میں پیش ہوا کہ شاید مدعا صحیح بیان نہ ہو پائے۔ مگر حضور انور نے پہلے چند الفاظ میں ہی سارے معاملے کو یوں بھانپ لیا کہ حاصل مطلب نکتہ خود ہی بیان فرما دیا اور بغیر کسی مزید تفصیل کے یوں ہدایت فرمائی کہ اس مسئلے کا اس سے زیادہ مناسب کوئی اور حل ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

پھر یہ بھی دیکھا گیا کہ بعض مرتبہ حضور انور کی ہدایات عام انسانوں کو بظاہر یوں محسوس ہوتیں جیسے شاید اس موقعہ کے لئے مناسب نہ ہوں اور خاکسار سوچتا کہ شاید میں حضور کی خدمت میں معاملہ صحیح پیش نہیں کر سکا۔ لیکن یہ ایک اٹل حقیقت تھی کہ بلاشبہ ہر ایسی ہدایت جو بظاہر غیر منطقی لگتی بعد میں وہی مکمل طور پر اس معاملے میں موزوں، معقول اور مناسب بیٹھتی یہ ایک ایسا الٰہی تصرف تھا جس کے ہم سب عینی گواہ ہیں۔

اور پھر ذہن واپس منصب خلافت اور قبولیت دعا کے مضمون کی طرف چلا جاتا کہ ضرور حضور انور نے دعا کی ہوگی کہ بظاہر جو معاملہ کچھ اور نظر آتا تھا حضور کے فیصلے کے مطابق اندر سے کچھ اور تھا۔

اس سلسلہ میں یہ بات تو قطعی ناممکن ہے کہ ان تمام واقعات اور قبولیت دعا کے بے شمار معجزات کو یہاں تحریر میں لایا جاسکے لیکن محض چند ایک چیدہ چیدہ کا ذکر کرنا ضروری ہے۔

ایم ٹی اے کے بابرکت سفر کا آغاز

مکرم ندیم کرامت صاحب بیان کرتے ہیں:

''ایم ٹی اے کی Archives پر نظر دوڑاتے ہوئے میری نگاہ دسمبر 1928ء کی اس فلم پر ٹھہر گئی جو قادیان ریل گاڑی کی آمد پر فلمائی گئی تھی۔ خدائی تصرف دیکھیں کہ یہ وہی وقت تھا جب ہمارے مشفق و مہربان امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا وجود اس دنیا میں آیا اور جشن کا جو سماں قادیان میں برپا تھا وہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو کر بعد میں ایم ٹی اے کی زینت بنا۔ آپ کی بابرکت پیدائش کے ساتھ جماعت کی ترقی میں ریل کی قادیان آمد سے کمیونی کیشنز نے جو کردار ادا کرنا شروع کیا اس کی انتہا آپ کے بابرکت دور خلافت میں ایم ٹی اے کے باقاعدہ اجراء پر ہوئی۔ فاصلے گھٹ گئے اور جماعت کا آپ سے قرب کا وہ تعلق پیدا ہوا جو رہتی دنیا تک ایم ٹی اے کے توسط سے قائم رہے گا اور آپ کی وفات کے بعد بظاہر فاصلے بڑھ گئے پر قرب تو سارے ہیں وہی۔ ایم ٹی اے اور ایم ٹی اے کی ٹیم سے آپ کا قرب کا جو تعلق تھا وہ وہی تعلق تھا جو ایک گاڑی کا انجن کے ساتھ ہوتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں:

''تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑی انجن کے ساتھ۔ پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں''۔

(خطبات نور جلد اول صفحہ 163)

چنانچہ ایم ٹی اے کی تمام تر قوت آپ کا بابرکت وجود ہی تھا اور اسے آپ بنفس نفیس آگے بڑھا رہے تھے۔ حضور نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا:

''جب تک خلافت جاری ہے میرا یہ ایمان ہے کہ جو خلیفہ بھی دو صدیوں کے سنگم پر موجود ہوگا اللہ تعالیٰ اس سے تجدید دین کا کام لے گا''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 21/اکتوبر 1988ء)

آپ نے ایم ٹی اے کے قیام سے تجدید دین کا جو عظیم الشان کام کیا وہ آپ کے اس قول کی

صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے جس کا ایک عالم گواہ ہے۔

گوکہ حضور کی خلافت کے آغاز سے ہی تجدید دین کے اس نظام کی داغ بیل آڈیو ویڈیو ریکارڈنگز کے ذریعہ پڑ گئی تھی لیکن اگر تاریخ پر غور کیا جائے تو ایم ٹی اے کے موجودہ نظام کی کڑیاں ہمیں احمدیت کی اس صدی کے سنگم پر لے جاتی ہیں جب آپ نے اس صدی کا پہلا خطبہ جمعہ 24 مارچ 1989ء کو ارشاد فرمایا اور پہلی مرتبہ بذریعہ فون یہ خطبہ جرمنی اور ماریشس کی جماعتوں نے براہ راست سنا۔ گویا کہ احمدیت کی نئی صدی کا پہلا دن ایم ٹی اے کے اجراء کی جانب پہلا قدم ثابت ہوا اور اس طرح دونوں صدیوں کے سنگم پر تجدید دین کی ایک نئی بنیاد ڈال دی گئی۔

فون کے ذریعہ حضور کے یہ خطبات سننے کا یہ سلسلہ آہستہ آہستہ بڑھتا گیا اور برطانیہ بھر کی گیارہ جماعتوں کے علاوہ چوبیس دوسرے ممالک اس نظام سے فیضیاب ہونے لگے جن میں پاکستان، ہندوستان، نیوزی لینڈ، فجی ، سنگاپور، جاپان، کوریا، انڈونیشیا، ماریشس، گھانا ، ساؤتھ افریقہ، عمان، سپین، فرانس، ہالینڈ، ڈنمارک ،ناروے ،آئر لینڈ، جرمنی ، بیلجیئم ، سویڈن، کینیڈا، امریکہ اور تنزانیہ شامل ہیں۔ پہلے پہل تو ایک عام فون کے ذریعہ خطبہ سنوانے کا انتظام کیا گیا تھا لیکن بعد میں British Telecom کی ملٹی لائن (Multi Line) کے ذریعہ خصوصی آلات کی مدد سے حضور کے خطبات ان مقامات تک پہنچائے جانے لگے۔ خطبہ اس طرح سے بروقت احباب جماعت تک پہنچنے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے اپنے خطابات میں اکثر ان مقامات کا تذکرہ بھی فرمایا جو بذریعہ فون اس وقت وہ خطبہ سنتے تھے۔ اس دور میں جلسہ سالانہ برطانیہ سے حضور کے خطابات بھی بذریعہ فون سنوائے گئے۔

ایم ٹی اے کے اس سفر میں ایک نیا موڑ اس وقت آیا جب خدائی تصرف کے ماتحت ایک بار رکنے کے بعد قادیان تک ریل کا اجراء دسمبر 1991ء میں ایک بار پھر ہوا۔ اور اس بار ریل گاڑی قادیان گئی تو آپ کی اس سفر میں شمولیت نے اسے ایک انتہائی بابرکت تاریخی سفر میں بدل دیا۔ یہ سفر بھی بعد میں ایم ٹی اے کی زینت بنا اور اس کے بعد ہونے والا تاریخی جلسہ قادیان تو بذریعہ سیٹلائٹ فون براہ راست سنوایا گیا۔ یہ جماعت کی تاریخ میں بذریعہ سیٹلائٹ پیش کی جانے والی پہلی نشریات تھیں اور وہ آواز جو سو سال قبل قادیان سے اٹھی تھی حضرت مسیح موعود کی نمائندگی میں آپ کو اسے پھر اسی سرزمین سے ایک نئی شان سے دنیا تک پہنچانے کی سعادت ملی۔ اس بابرکت آغاز کے بعد تو یہ ایک نہ رکنے والا سلسلہ بن گیا اور ایم ٹی اے کے اس بابرکت سفر کی یہ ریل گاڑی جس نے آہستہ آہستہ اپنے سفر کا آغاز کیا تھا پوری برق رفتاری سے آگے بڑھتے ہوئے تمام عالم کو اپنے نور سے منور کرنے لگی۔

آپ کی زیر ہدایت جب خطبات جمعہ کو بذریعہ سیٹلائٹ ٹی وی پر دکھانے کے لئے کوشش شروع کی گئی تو مختلف سیٹلائٹ کمپنیوں اور اداروں کی جانب سے کوئی مثبت ردعمل نہ ملنے پر بعض اوقات ٹیم کے اراکین ناامیدی کا اظہار کرتے یا اپنی کوششوں میں تھک کر ہمت ہار دیتے مگر آپ مسلسل دن رات اس سلسلہ میں کام کرتے اور بڑی بشاشت اور ذاتی توجہ سے راہنمائی فرماتے جو پھر ان میں ایک نیا جوش اور ولولہ پیدا کر دیتی۔ اس طرح آپ کی ہدایات اور اصولوں پر جب کام کیا جاتا تو کامیابی سے ہمکنار ہو کر اگلا قدم بڑھاتے۔

آپ کی شب و روز کی دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی تمام کوششوں میں برکت ڈالی اور 31 جنوری 1992ء سے MTA کا باقاعدہ آغاز آپ کے خطبہ جمعہ سے ہوا جس سے ہماری ہفتہ وار سروس شروع ہوگئی۔ اس مقام تک جماعت کو پہنچانے کے تمام کام کی نگرانی آپ نے بنفس نفیس فرمائی اور یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ جماعت کے پاس اس سلسلہ میں ضروری وسائل کی غیر موجودگی کے باوجود نشریات کا آغاز ممکن ہو سکا۔

اسی سال مارچ 1992ء میں رمضان المبارک کے درس القرآن بذریعہ سیٹلائٹ نشر کئے گئے اور اس طرح آپ نے گھر گھر قرآن کریم کے فیض کے چشمے جاری کر دئے اور اپنوں اور غیروں کو قرآن کریم سے عشق کے اسلوب سکھائے۔ اس رمضان المبارک کی اجتماعی دعا میں ایم ٹی اے کے ذریعہ پہلی مرتبہ یورپ بھر کے احباب جماعت شامل ہوئے۔

3/اپریل 1992ء کو حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کی وفات پر جماعت کی تاریخ میں پہلی مرتبہ کسی کی نماز جنازہ براہ راست اسلام آباد ٹلفورڈ سے نشر کی گئی اور آپ کی حسب ہدایت مقامی امام کی اقتداء میں مختلف مقامات پر بیک وقت بیگم صاحبہ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ اس طرح آپ ہمیں ان جدید ترقیات کو اپنانے کے نئے اسلوب سکھا گئے۔ یہ بھی خدائی تصرف تھا کہ اس وقت یہ طریق جماعت میں رائج ہوا جس کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیر ہدایت تمام دنیا نے بیک وقت اپنے اپنے مقام پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی نماز جنازہ ادا کی۔

اس کے بعد اپریل 1992ء میں حضور نے خطبہ عیدالفطر ارشاد فرمایا جو بذریعہ سیٹلائٹ براہ راست نشر کیا جانے والا پہلا خطبہ عید تھا۔ پھر جون 1992ء میں حضور کا خطبہ عیدالاضحیہ بھی یورپ بھر میں ایم ٹی اے کے ذریعہ براہ راست نشر کیا گیا۔

جولائی 1992ء میں جلسہ سالانہ برطانیہ پہلی مرتبہ MTA کی زینت بنا اور یورپ کے علاوہ براعظم ایشیا میں بھی حضور کے جلسے کے تمام خطابات براہ راست دکھائے گئے۔ پاکستان میں 1984ء سے جو جلسے بند کر دئے گئے تھے اس جلسے سے ایم ٹی اے کے ذریعہ انہیں جلسوں کا اجراء ایک نئی شان سے ہوا اور یہ عالمی نوعیت اختیار کر گئے۔ 1989ء میں آپ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی یہ بات کہ ؎

ہم آن ملیں گے متوالو بس دیر ہے کل یا پرسوں کی
تم دیکھو گے تو آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی دید کے ترسوں کی

(روزنامہ الفضل ربوہ، صد سالہ جشن تشکر 1989ء)

بڑی شان سے پوری ہوئی اور پاکستان بھر میں ایم ٹی اے کے اس روحانی نظام کے ذریعہ ہمارا یہ محبوب امام گھر گھر پہنچ گیا اور دید کے ترسے ہوئے سیراب ہو گئے۔

16/اکتوبر 1992ء کو بیت السلام، ٹورانٹو، کینیڈا کا افتتاح کینیڈا سے براہ راست پہلی مرتبہ تین براعظموں میں نشر کیا گیا۔

21/اگست 1992ء کا خطبہ جمعہ پہلی مرتبہ ایشیا اور یورپ کے علاوہ امریکہ اور افریقہ کے ممالک میں بھی دکھایا گیا۔ چاروں براعظموں میں ایم ٹی اے کی ہفتہ وار نشریات شروع ہو گئیں۔

دسمبر 1992ء میں حضور کے جلسہ سالانہ قادیان سے افتتاحی اور اختتامی خطاب براہ راست نشر کئے گئے۔ یہ بھی ایک خدائی تصرف تھا کہ لندن وہ جماعت ہے جو قادیان سے باہر کسی بیرونی ملک میں قائم ہونے والی پہلی جماعت ہے اور آج جب کہیں باہر سے قادیان تک خلیفۂ وقت کی آواز پہنچانے کا وقت آیا تو ایم ٹی اے کے ذریعہ لندن وہ مقام بنا جہاں سے قادیان تک واپس وہ آواز پہنچی جو حضرت مسیح موعود کے ذریعہ قادیان سے اٹھی تھی۔

فروری 1993ء میں ایم ٹی اے پر جلسہ سالانہ برطانیہ سے حضور کے خطابات براہ راست نشر کئے گئے۔ اس عالمی جلسہ کے دوران تاریخ عالم کا ایک اور انقلاب انگیز تاریخ ساز واقعہ رونما ہوا یعنی ایم ٹی اے کے ذریعہ پہلی عالمی بیعت کی تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں مختلف خطہ ہائے ارض سے 2 لاکھ 4 ہزار 308 سعید روحیں جماعت میں شامل ہوئیں۔

خدائی تصرف کے ماتحت دسمبر 1993ء میں جلسہ سالانہ قادیان سے حضور نے ماریشس کی سرزمین سے خطاب فرمایا جو کہ قادیان سے بیرون ہندوستان قائم ہونے والا دوسرا بیرونی مرکز ہے۔ ماریشس سے ہی اپنے اس خطاب میں حضور نے ایم ٹی اے کی باقاعدہ روزانہ نشریات کے 7 جنوری 1994ء سے شروع ہونے کا اعلان فرمایا۔

اور پھر 7 جنوری 1994ء کا وہ مبارک اور بابرکت دن آ پہنچا جب حضور انور کے خطبہ جمعہ سے MTA کی روزانہ کی نشریات کا آغاز ہوا جس سے دنیا بھر میں جماعت میں ایک عظیم بیداری اور ہیجان کا عالم پیدا ہو گیا۔ اسی روز جماعت کی اپنی پہلی براڈ کاسٹ وین کا افتتاح عمل میں آیا۔ اسی دن حضور انور کے ساتھ ملاقات کا پروگرام بھی شروع ہوا۔ اس مقصد کے لئے محمود ہال سے ملحق ایک چھوٹے سے کمرے کو سٹوڈیو میں تبدیل کیا گیا جس میں ایم ٹی اے کی لائبریری قائم تھی۔ اتنی سی جگہ میں جب سٹوڈیو کی لائٹیں جلائی جاتیں تو سٹوڈیو بہت گرم ہو جاتا۔ لیکن ہمارے اس اولوالعزم خلیفہ نے ایم ٹی اے کو کامیاب بنانے کے لئے ہر قسم کی تکلیف کو بالائے طاق رکھ کر وہاں بعض اوقات ڈیڑھ سے دو گھنٹے کے پروگرام بھی ریکارڈ کروائے۔

روزانہ کی ان نشریات کا دورانیہ بارہ گھنٹے تھا جن میں سے لندن سے تین گھنٹے کا پروگرام تمام دنیا کے لئے نشر کیا جاتا تھا اور ایشیائی ممالک کے لئے Russia سے 9 گھنٹے کا اضافی پروگرام نشر ہوتا تھا۔

لندن سے نشر ہونے والے پروگرام میں روزانہ ملاقات پروگرام میں ہمارے قادر الکلام امام نے جماعت کی روحانی، جسمانی، تعلیمی و تربیتی ترقی کے لئے فیضان کی ایسی نہریں جاری کیں جو رہتی دنیا تک بہتی رہیں گی اور پیاسی روحوں کو سیراب کرتی رہیں گی۔

حضور کی زیر ہدایت کام کرنے والی یہ ٹیم مٹھی بھر افراد پر مشتمل تھی اور ہم ٹیلیویژن اور براڈکاسٹنگ کے اسرار و رموز سے کلیۃً ناآشنا تھے۔ آپ نے اپنی ذاتی توجہ سے ہم سب کی لحہ بہ لحہ تربیت و رہنمائی فرمائی اور پروگراموں کی ریکارڈنگ سے لے کر ترتیب و تدوین تک ہر قدم پر سب کو انگلی پکڑ کر چلنا سکھایا۔

شروع میں جب آپ ریکارڈنگ کے لئے تشریف لاتے تو خود کیمروں کے Shorts درست کرواتے اور ہدایات ارشاد فرمایا کرتے۔ اس مقصد کے لئے آپ نے سٹوڈیو میں بھی ایک ٹی وی مانیٹر رکھوایا جس پر آپ کو فائنل پروگرام جس طرح نشر ہو رہا ہوتا نظر آتا تھا۔ آپ نے کیمروں پر کام کرنے والوں کے ساتھ خصوصی اشارے مقرر کئے ہوئے تھے جن کے ذریعہ آپ ساؤنڈ اور ویژن مکسنگ کے لئے ساتھ ساتھ ہدایات دیتے تھے۔ یہ آپ کی کمال مہارت تھی کہ جو مضمون آپ بیان فرما رہے ہوتے اس کا تسلسل بالکل نہ ٹوٹتا اور ریکارڈنگ کے سلسلہ میں آپ کی ہدایات بھی جاری رہتیں۔ مختلف پروگراموں کے لئے ریکارڈنگ کے بعد ایڈیٹنگ کے لئے بھی ہدایات عطا فرماتے۔ آپ نے ایڈیٹنگ کے لئے ایسے عظیم الشان اصول بیان فرما دئے ہیں جن میں آپ کی سیرت کے بہت سے پہلو جھلکتے ہیں۔ آپ بہت ستار تھے۔ اگر کسی وجہ سے تربیت کی غرض سے پروگرام کے دوران کسی کی سرزنش فرماتے تو بعد میں اسے ایڈٹ کرنے کا حکم بھی دے دیتے تاکہ لوگوں کی نظروں میں اس شخص کی وقعت کم نہ ہو۔ دینی اقدار و روایات کا بہت خیال رکھتے تھے۔ مثلاً مئی 1993ء میں کبڈی کا میچ جب پہلی مرتبہ دکھایا گیا تو کھلاڑیوں کے لباس سے متعلق تفصیلی ہدایات دیں اور کھیلوں کو عمومی طور پر ریکارڈ کرنے کے اصول بیان فرمائے۔ اسی طرح ریکارڈنگ میں دینی شعار مثلاً سر ڈھانکنے اور پردہ کا خیال رکھنے سے متعلق بھی متعدد ہدایات عطا فرمائیں۔

پروگراموں کی ترتیب کے سلسلہ میں بھی تفصیلی ہدایات عطا فرماتے اور شروع میں جب تک

’’فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے ..... وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا‘‘

(پیشگوئی مصلح موعود از تذکرہ ص 110,109)

مختصر سوانح حیات

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی کی پیدائش عظیم الشان پیشگوئی مصلح موعود (20 فروری 1886ء) کے مطابق 12 جنوری 1889ء کو قادیان میں ہوئی۔ قرآن کریم ختم کرنے پر آمین کی مبارک تقریب 7 جون 1897ء کو ہوئی۔ تعلیم الاسلام سکول میں داخلہ 1898ء میں ہوا اسی سال حضرت مسیح موعود کے دست مبارک پر بیعت کی۔ انجمن تشحیذ الاذہان کی بنیاد 1900ء میں رکھی۔ پہلی شادی (حضرت ام ناصر کے ساتھ) 1903ء میں ہوئی۔ میٹرک کے امتحان میں شرکت 18 جنوری 1905ء۔ مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ کے ممبر جنوری 1906ء میں بنے۔ رسالہ تشحیذ الاذہان کا اجراء مارچ 1906ء میں فرمایا۔ پہلی پبلک تقریر 1906ء میں فرمائی۔ 14 مارچ 1914ء کو خلافت کے منصب پر فائز ہونے کے بعد درس القرآن کا آغاز 17 مارچ 1914ء کو فرمایا۔

قرآن کریم کے پہلے پارہ کے انگریزی ترجمہ کی اشاعت 1916ء میں ہوئی۔

نظارتوں کا قیام 1919ء میں فرمایا۔ پہلی باقاعدہ مجلس شوریٰ 1922ء میں ہوئی۔ بیت اقصیٰ قادیان کی توسیع 1923ء میں کروائی گئی۔ پہلا سفر یورپ اور لندن میں بیت الفضل کی بنیاد 19۔ اکتوبر 1924ء کو رکھی۔ محکمہ قضاء کا اجراء 1925ء میں فرمایا۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا قیام اور اس کی صدارت 1931ء میں فرمائی۔ 23 نومبر 1934ء کو تحریک جدید کا اجراء فرمایا۔ خلافت ثانیہ کی سلور جوبلی کی عظیم الشان تقریب 1939ء میں ہوئی۔ تفسیر کبیر کی پہلی جلد 1940ء میں منظر عام پر آئی۔ 1944ء میں مصلح موعود کا دعویٰ اور ہوشیار پور، لدھیانہ اور دہلی کا سفر فرمایا۔ دنیا کی آٹھ مشہور زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کی تکمیل کا اعلان 1946ء میں فرمایا۔ قادیان سے ہجرت 1947ء۔ نئے مرکز سلسلہ ربوہ کی بنیاد 1948ء میں رکھی۔ قرآن کریم کی ڈچ زبان میں اشاعت 1954ء میں ہوئی۔ تفسیر صغیر کی اشاعت 1957ء میں ہوئی۔ پیشگوئی مصلح موعود کی تمام علامتوں کے پورا ہونے اور شجر احمدیت کو اپنی آنکھوں کے سامنے پھلتا پھولتا دیکھنے کے بعد محبوب حقیقی کی طرف 8 نومبر 1965ء کو رحلت فرماگئے۔

اہم کتب

تفسیر کبیر، تفسیر صغیر، دیباچہ تفسیر القرآن، سیر روحانی، دعوۃ الامیر، تقدیر الٰہی، ملائکۃ اللہ، ہستی باری تعالیٰ، اسلام کا اقتصادی نظام، نظام نو، سیرۃ النبی ﷺ، مجموعہ ارشادات، مشعل راہ، کلام محمود، خطبات محمود، مجموعہ تصنیفات انوار العلوم

معروف تحریکات

- حفظ قرآن کی تحریک (1922ء)
- چندہ خاص کی تحریک (1925ء)
- شدھی کے خلاف جہاد کی تحریک (1923ء)
- لاوارث بچوں اور عورتوں کی خبر گیری کی تحریک
- ماہرین علوم پیدا کرنے کی تحریک (1944ء)
- گھروں میں درس جاری کرنے کی تحریک۔ تعلیم نسواں کی خاص تحریک (1928ء)
- اتحاد بین المسلمین کی تحریک (1931ء)
- صنعت و حرفت کی طرف توجہ کی تحریک (1931ء)
- حضرت مسیح موعود کی طرز تحریر اختیار کرنے کی تحریک (1931ء)
- قادیان میں مکان بنانے کی تحریک (1931ء)
- 5 فروری اہل کشمیر کیلئے مالی وجانی قربانیوں کی پرزور تحریک (1931ء)
- مسلم کانفرنس کے قیام کی تحریک (1931ء)
- احمدیوں کی تربیت کیلئے تحریک سالکین (1934ء)
- تعلیم الاسلام کالج کیلئے تحریک (1943ء)
- اردو سیکھنے کیلئے حضرت مسیح موعود کی کتب پڑھنے کی تحریک (1933ء)
- مقامات مقدسہ کی حفاظت کیلئے دعا کی تحریک (1942ء)
- تحریک مصالحت (1932ء)
- رفقاء حضرت مسیح موعود کو اشاعت احمدیت میں سرگرم ہونے کی تحریک (1940ء)
- روایات رفقاء بانی سلسلہ احمدیہ محفوظ کرنے کی تحریک (1938ء)
- مستقل وقف کی تحریک (1937ء)
- ہندوستان میں دعوت الی اللہ کی خاص تحریک (1942ء)
- دفاع وطن کی تیاری کی پرزور تحریک (1965ء)
- عالم اسلام کو دعوت اتحاد (1962ء)
- انڈونیشیا، ایبے سینیا اور سعودی حکومت سے سفارتی تعلقات قائم کرنے کی تحریک (1947ء)

نظارتوں اور ذیلی تنظیموں کا قیام

- انجمن میں نظارتوں کا قیام (1919ء)
- احمدیہ دار القضاء کا قیام (1925ء)
- لجنہ اماء اللہ کا قیام (25 دسمبر 1922ء)
- انصار اللہ کا قیام (26 جولائی 1940ء)
- ناصرات الاحمدیہ کا قیام (فروری 1939ء)
- نصرت گرلز ہائی سکول (1928ء)
- خدام الاحمدیہ کا قیام (31 جنوری 1938ء)
- تعلیم الاسلام کالج کا قیام (1944ء)

مرکز سلسلہ ربوہ کا قیام (1948ء)

- قرآن کا اردو ترجمہ سیکھنے کی پرزور تحریک (1949ء)
- ہندوستان میں سات مراکز اشاعت حق کی تحریک (1944ء)
- قوم کی بےلوث خدمات بجالانے کی تلقین (1952ء)
- تحریک حج (1952ء)
- سات روزے رکھنے کی تحریک (1963ء)
- خدمت پاکستان کی خصوصی تحریک (1962ء)
- پھلدار پودے کاشت کرنے کی تحریک (1953ء)
- تحریک جدید میں شمولیت کی خاص تحریک (1953ء)
- پاکستان کیلئے دعا کی تحریک (1954ء)
- فارغ التحصیل شاہدین کیلئے خاص سکیم (1955ء)
- جماعت میں اعلیٰ تعلیم کی توسیع کے لئے سکیم (1945ء)
- صدر انجمن احمدیہ کیلئے واقفین کی تحریک (1955ء)
- مشہور زبانوں میں تراجم قرآن اور لٹریچر کی تحریک
- حضرت بانی سلسلہ کے مقدس تبرکات کی حفاظت کی تحریک (1956ء)
- محاسبہ نفس کی دعوت (1952ء)
- قادیان کیلئے تحریک وقف زندگی (1958ء)
- وقف جائیداد کی تحریک (1944ء)
- صد سالہ جوبلی منانے کی تحریک (1958ء)
- خاندانی وقف کی تحریک (1946ء)
- سینما بینی کے خلاف مؤثر آواز (1958ء)
- کمیونزم کے مطالعہ کرنے کی تحریک (1944ء)
- احمدی مہاجرین کیلئے کمبلوں، لحافوں اور توشکوں کی تحریک (1947ء)
- ذکر الٰہی کی تحریک (1947ء)
- احمدیوں کو حفاظتی فنون سیکھنے کی تلقین (1947ء)

بعض مجالس اور ادارے

- ربوہ میں ظلی صدر انجمن احمدیہ و تحریک جدید انجمن کا قیام (11 اکتوبر 1948ء)
- مجلس مشاورت کا قیام (12 اپریل 1914ء)
- بورڈنگ تحریک جدید کا قیام (1935ء)
- جامعۃ المبشرین کا قیام (10 دسمبر 1949ء)
- خلافت لائبریری کا قیام (مئی 1952ء)
- دینیات کلاس کا آغاز
- فضل عمر ریسرچ انسٹیٹیوٹ کا قیام (11 مئی 1944ء)
- دار الشیوخ کی بنیاد (یکم مئی 1926ء)
- افتاء کمیٹی کا قیام (1943ء)
- قادیان میں دار الصناعۃ کا قیام
- ادارۃ المصنفین کا قیام (1957ء)

تحریک جدید کا اجراء (23 نومبر 1934ء)

- وقف زندگی کی وسیع تحریک (1944ء)
- بچوں کو کھانا کھلانے کی تحریک (1944ء)
- اصلاح نسواں کی الہامی تحریک (1944ء)
- حفاظت مرکز کیلئے مالی قربانیوں روزوں اور دعاؤں کی تحریک (1947ء)
- تحریک وقف تجارت (1945ء)

وقف جدید کا اجراء (1958ء)

- وقف زندگی برائے دیہاتی مربیان (1943ء)
- خاندان حضرت مسیح موعود کو وقف کی خاص تحریک (1944ء)
- خواتین کو دعوت الی اللہ کرنے کی خاص تحریک (1916ء)
- آنریری مربیان کیلئے تحریک (1916ء)
- تحریک وقف زندگی (1917ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:۔

میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خواہ تم کتنے عقلمند اور مدبر ہو، اپنی تدابیر اور عقلوں پر چل کر دین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے جب تک تمہاری عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت نہ ہوں۔

(الفضل 4 ستمبر 1937ء)

روزنامہ الفضل خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی نمبر کی ترتیب وتزئین، اشاعت اور ترسیل میں حصہ لینے والے ممبران عملہ ایڈیٹر ومینیجر الفضل

بعض یادگاری اور تاریخی ٹکٹیں اور کرنسی سکے

صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی کے موقع پر گھانا' آسٹریلیا' امریکہ' کینیڈا' انڈونیشیا' سیرالیون' ناروے اور سپین کے یادگاری ٹکٹ

حکومت چین کی طرف سے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی تھیوری کے بارے میں ٹکٹ

صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی کے موقع پر جرمنی کا ایروگرام

پندرھویں صدی کے اجراء پر پاکستان کے تین یادگاری ٹکٹ

حضرت مسیح موعود کے مبارک دور میں استعمال ہونے والے سکے

Scheduling کا کام ایک معیار تک نہیں پہنچ گیا بنفس نفیس روزانہ کے پروگرام کا شیڈیول ملاحظہ فرماتے اور منظور فرماتے تھے۔ اس سلسلہ میں ایسے رہنما اصول بیان فرمائے جن کے ذریعہ شیڈیولنگ کا کام بہت آسان ہوگیا۔

لائبریری میں ویڈیو ٹیپس کو ترتیب سے رکھنے اور پرانی ریکارڈنگز کو محفوظ کرنے کے سلسلہ میں واضح ہدایات دیں۔ اس کے علاوہ MTA کی جو لائبریریاں بنیں ان کی جگہ کے تعین سے لے کر Shelves کی ترتیب اور ان جگہوں پر کولنگ وغیرہ کے نظام کے سلسلے میں بھی رہنمائی فرمائی۔

اناؤنسمنٹ کے سلسلہ میں مختلف اناؤنسرز کو وقتاً فوقتاً اناؤنسمنٹ کے اصول سمجھائے اور متعدد بار یہاں تک رہنمائی فرمائی کہ کس پروگرام کو کن الفاظ میں متعارف کروایا جانا چاہئے۔

ترجمانی کے کام میں بھی ذاتی دلچسپی لیتے تھے۔ آپ کے زیادہ تر پروگرام بغیر کسی قسم کے نوٹس (Notes) کے ہوتے تھے مگر بعض دفعہ خطابات و خطبات جمعہ وغیرہ کے لئے نوٹس تیار فرماتے تو اس کی کاپی ترجمانوں کی رہنمائی کے لئے بھی بھجوا دیتے۔ اس طرح جس حد تک ممکن ہوتا ان کی مدد فرماتے تھے۔

ٹرانسمیشن کے متعلق بھی قدم بہ قدم مختلف تکنیکی وانتظامی امور پر روشنی ڈالتے۔ جن میں ایم ٹی اے کے Logo سے لے کر پروگراموں کی تفصیل دکھانے اور آغاز و اختتام سے متعلق ضروری ہدایات شامل ہیں۔

7 جنوری 1994ء سے روزانہ کی نشریات کے آغاز کے بعد شروع کے چند روز آپ کے ساتھ ملاقات کا پروگرام عمومی بات چیت پر مبنی رہا جس میں آپ نے بے شمار ایمان افروز واقعات بیان فرمائے۔ اور پھر روزانہ کی یہ ملاقات کئی مختلف سلسلوں میں تقسیم ہوگئی۔ ان مقبول سلسلوں میں مندرجہ ذیل سلسلے شامل ہیں:

اعتراضات کے جواب

18 جنوری 1994ء سے آپ نے معاندین کے اعتراضات کے جواب دینے کا سلسلہ شروع فرمایا یہ کل 37 پروگرام ہیں۔

انگریزی ملاقات

5 فروری 1994ء کو انگریزی دان دوستوں کے ساتھ سٹوڈیو ملاقات کے پروگرام کا آغاز فرمایا جس میں مختلف قومیتوں کے افراد کو شمولیت کا شرف عطا فرمایا۔ ان میں سے بہت سے پروگرام غیروں کے ساتھ بھی ہوئے جن کے ہر قسم کے سوالات کے کافی وشافی جوابات دئے۔ کل 150 پروگرام ہوئے۔

اردو ملاقات

9 فروری 1994ء کو اردو دان دوستوں کے ساتھ سٹوڈیو میں عمومی سوال وجواب کا پروگرام شروع فرمایا جس میں سوالوں کے جواب دیتے ہوئے مضمون کو اس گہرائی سے بیان فرمایا کہ ہر سننے والا یہی محسوس کرتا کہ اسی کے حسب حال جواب بیان کیا جا رہا ہے۔ کل 160 پروگرام ہوئے۔

ہومیوپیتھی کلاس

23 مارچ 1994ء کو آپ نے اپنی ہومیوپیتھی کی شہرہ عالم کلاس کا آغاز فرمایا اور روحانی علاج کے ساتھ ساتھ جسمانی علاج کے سامان بھی پیدا فرمائے۔ ایم ٹی اے کے ذریعہ اس سادہ اور سستے طریق علاج کو آپ نے دنیا بھر میں رائج فرمایا اور ہر رنگ ونسل اور ہر قوم ومذہب کے افراد نے اس سے استفادہ کرتے ہوئے معجزانہ شفا کے نمونے دیکھے۔ کل 198 پروگرام ہوئے۔

ترجمۃ القرآن کلاس

15 جولائی 1994ء کو آپ نے ترجمۃ القرآن کا آغاز فرمایا۔ اس پہلی کلاس کے ساتھ ہی آپ نے ایم ٹی اے کے نئے سٹوڈیو کا افتتاح بھی فرمایا۔ اس عالمگیر کلاس کے ذریعہ آپ نے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے اپنے شاگردوں کو عشق قرآن اور فہم قرآن کے اسلوب سمجھائے۔ آپ کی یہ کلاس قرآنی علوم وعرفان کا ایک چشمۂ فیض ہے جو جاری وساری ہے۔ کل 305 پروگرام ریکارڈ ہوئے۔

لقاء مع العرب

17 جولائی 1994ء کو اہل عرب کے لئے لقاء مع العرب کا پروگرام شروع کیا۔ جس کے ذریعہ صرف اہل عرب ہی نہیں بلکہ ہر قوم کی تسکین کے سامان کئے اور بڑی فصاحت و بلاغت سے ازروئے قرآن و حدیث عربوں کو انہیں کی زبان کے درست معنے بھی سمجھائے۔ کل 472 پروگرام ہوئے۔

اردو کلاس

21 جولائی 1994ء سے آپ نے اردو زبان سکھانے کے لئے اردو کلاس کا اجراء فرمایا تا کہ سب قوموں کے لوگ اردو سیکھ کر ایک ہاتھ تلے جمع ہونے کے ساتھ ساتھ ایک زبان تلے بھی جمع ہو جائیں۔ اور حضرت مسیح موعود کی کتب کا خود مطالعہ کر کے علم وعرفان کے اس خزانے سے مستفیض ہو سکیں۔ اردو زبان پر آپ کا یہ بہت بڑا احسان ہے۔ کل 460 پروگرام ہوئے۔

بچوں کی کلاس

23 جولائی 1994ء کو آپ نے بچوں کے ساتھ کلاس شروع فرمائی۔ آپ بچوں سے بے انتہا محبت کرتے تھے اور ہمہ وقت ان کی تربیت کا خیال آپ کو رہتا تھا۔ اس عالمی کلاس کے ذریعہ باتوں باتوں میں آپ نے تربیت کے وہ نکات بیان فرمائے اور وہ گر سکھائے جس نے دنیا بھر کے احمدی بچوں کو اللہ تعالیٰ اور خلافت احمدیہ کے بہت قریب کر دیا۔ کل 300 پروگرام ہوئے۔

متفرق سوال وجواب

☆فرنچ ملاقات کا آغاز 13 جولائی 1997ء سے ہوا اور کل 209 پروگرام ریکارڈ ہوئے۔

☆بنگلہ ملاقات کا آغاز 19/ اکتوبر 1991ء سے ہوا اور 128 پروگرام ہوئے۔

☆جرمن ملاقات کا آغاز 6 نومبر 1999ء سے ہوا اور 130 پروگرام ریکارڈ ہوئے۔

☆لجنہ ملاقات کا پروگرام 24/ اکتوبر 1999ء سے شروع ہوا اور 130 پروگرام ہوئے۔

☆اطفال ملاقات کا آغاز 3/ نومبر 1999ء سے ہوا اور کل 45 پروگرام ریکارڈ ہوئے۔

تاریخی جلسہ سالانہ

جولائی 1994ء کا جلسہ آپ کے دور کا پہلا جلسہ سالانہ تھا جو اپنی مکمل صورت میں براہ راست نشر کیا گیا۔ اس جلسے کے اختتام پر تاریخ روحانیت میں ایک اور ایمان افروز واقعہ رونما ہوا اور جماعت احمدیہ کی عالمی برادری کے ذریعہ یکجا ہونے کے عظیم الشان نظارے جلسہ کے آخری روز نظر آئے۔ حضور نے اختتامی دعا کے بعد چند ملکوں کے نام گنوائے جو ایم ٹی اے کے ذریعہ جلسہ میں شامل تھے۔ اس پر ان ملکوں سے جن کے نام نہیں لئے گئے تھے فون موصول ہونے لگے کہ ہم بھی آپ کے ساتھ شامل ہیں۔ ایم ٹی اے کے فون پر پیغامات کا تانتا بندھ گیا۔ آپ نے اس وجد آفریں نظارے کو دیکھ کر فرمایا کہ "یہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا اعجاز ہے جو آج ظاہر ہو رہا ہے"۔ اختتامی دعا کے بعد ایم ٹی اے کے تمام اراکین کو فکر تھا کہ دعا سے جلسہ تو اپنے اختتام کو پہنچ گیا اب باقی Air Time کیسے پورا کریں۔ لیکن خدا تعالیٰ کو یہ نشان دکھلانا مقصود تھا جو بڑی خوبی سے بقیہ رہ جانے والے وقت میں سما گیا اور خوب سمایا۔

آپ کے بابرکت دور میں MTA کا ایک اور سنگ میل 14/ اکتوبر 1994ء کو ظہور پذیر ہوا جب آپ نے واشنگٹن کی بیت الذکر "بیت الرحمن" کا افتتاح فرمایا۔ اس کے ساتھ ہی MTA کے واشنگٹن Earth Station کا افتتاح بھی فرمایا۔ یہ تقریب ہمارے ارتھ سٹیلائٹ سے ہی سارے شمالی امریکہ میں براہ راست نشر کی گئی۔ گو کہ امریکہ میں 1993ء سے ہی ایم ٹی اے کی لندن سے ہونے والی نشریات دیکھی جا رہی تھیں لیکن اس افتتاح کے بعد لندن سے جانے والی نشریات اسی سٹیشن کے ذریعہ سے شمالی امریکہ میں نشر ہونے لگیں۔

اس عرصہ کے دوران متعدد بار یورپ کے مختلف ممالک سے ایم ٹی اے کی نشریات حضور کے دورہ جات کے دوران براہ راست نشر کی گئیں۔

یکم اگست 1995ء سے ایم ٹی اے کا پروگرام تین گھنٹے سے بڑھ کر پانچ گھنٹے روزانہ ہوگیا اور اس سال کے دوران بھی تمام جلسے اور دیگر پروگرام نشر کئے جاتے رہے اور ایک معمول کی صورت اختیار کر گئے۔

آپ اپنے خدام سے بے اندازہ شفقت اور محبت کا سلوک فرماتے تھے۔ بذات خود مختلف ذرائع سے معلوم کرواتے رہتے تھے کہ کام کرنے والوں کو کسی قسم کی کوئی تکلیف تو نہیں۔ مثلاً شروع شروع میں ایک مرتبہ آپ کو علم ہوا کہ ایم ٹی اے پر کام کرنے والے وقت پر کھانا نہیں کھا پاتے تو ازراہ شفقت اپنے گھر سے ایم ٹی اے کے سٹاف کے لئے کھانا تیار کر کے بھجوانا شروع کر دیا۔ اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہا جب تک کہ آپ کو یقین نہیں ہوگیا کہ اب مناسب انتظام ہوگیا ہے۔ یہ شفقت کسی کے تکلیف کے اظہار کی بنا پر ہرگز نہیں تھی بلکہ آپ کی ذاتی توجہ کا نتیجہ تھا۔ آپ کی شفقت و محبت کے ایسے بے شمار واقعات ہیں جن کا حسین تجربہ ہم میں سے ہر ایک نے ذاتی طور پر بار بار کیا۔

مکرم ندیم کرامت صاحب لکھتے ہیں کہ "1995ء میں جب عید اسلام آباد میں منعقد ہوئی مجھے MTA کی نشریات چلانے کے لئے بیت الفضل لندن میں تنہا رکنا تھا۔ چنانچہ ایک رات قبل ہی چلا آیا تا کہ اگلے روز صبح دیر نہ ہو جائے۔ پھر صبح ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ جا کر ناشتے کا کچھ انتظام کروں کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ دروازہ کھولا تو حضور کے خادم شیر محمد صاحب کو دروازے پر ایک بڑا تھال تھامے کھڑے پایا۔ انہوں نے میرا نام لے کر کہا کہ آپ چونکہ یہاں ٹھہرے ہیں اس لئے حضور نے آپ کے لئے کھانا اور مٹھائی وغیرہ بھجوائی ہے۔ یہ سن کر میں حضور کی شفقت پر حیران رہ گیا کیونکہ میرا خیال تھا کہ سوائے ایم ٹی اے کے چند دوستوں کے کسی کو علم نہیں کہ میں باقی سب کے ساتھ اسلام آباد نہیں گیا۔ ایم ٹی اے پر گزرنے والا ہر لمحہ اور ہر دن ہمیں آپ کی شفقتوں اور محبتوں کی یاد دلاتا ہے۔ اور یہ ممکن ہی نہیں کہ ان بے بہا نوازشوں کا مکمل تذکرہ کیا جائے۔

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

یہ اور اس قسم کے بے شمار ایمان افروز واقعات ایم ٹی اے کے سٹاف اور بورڈ ممبران کے سینوں میں دفن ہیں۔ یہ وہی دن تھے جب حضور نے فیصلہ فرمایا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ مسیح موعود کی اس نوبت کی گونج کو دن رات چوبیس گھنٹے اس روئے زمین کے کناروں تک پہنچا دیا جائے۔ تب حضور نے خاکسار کو مکرم رفیق احمد حیات صاحب کے ساتھ اس خدمت پر مامور فرمایا کہ دنیا کی بہترین اور بڑی سٹیلائٹ کمپنیوں کے ساتھ ایسے معاہدے کئے جائیں جس کے نتیجہ میں ایم ٹی اے دنیا کے دیگر بڑے بڑے ٹیلی ویژن سٹیشنوں کے شانہ بشانہ کھڑا ہو جائے اور ہماری نشریات مکمل سالمیت اور خاطر جمعی سے بروقت، پیغام وحدانیت دنیا کے کونے کونے تک پہنچاتی رہیں اور وہ آواز جسے دشمن

نے زمین کے ایک چھوٹے سے خطے میں دبانے کی کوشش کی تھی وہ شش جہات میں خدا کی آواز بن کر پھیل جائے۔

آخر وہ دن، وہ مبارک دن آیا جب یکم اپریل 1996ء کو حضرت مہدیٔ دوراں کا وہ تاریخی الہام ایک مرتبہ پھر اپنی پوری شان وشوکت سے پورا ہوا کہ :"میں تیری (-) کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"۔ اس تاریخی لمحے کو حضور نے اپنے ایک تاریخی خطاب سے شروع کیا جو ایم ٹی اے کی تاریخ کے ایک سنہری باب کا آغاز تھا۔ یہ قریباً دو گھنٹے کا خطاب براہ راست ساری دنیا میں نشر کیا گیا۔

ایم ٹی اے کے تمام آپریشنز ہمیشہ سے ہی حضور کی براہ راست نگرانی وہدایت کے تحت چلتے رہے ہیں۔ چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے سے بڑے کام کی منظوری حضور خود فرماتے۔ کئی معاملات آپ بورڈ کو مشورہ کے لئے بھیجتے۔

بورڈ کی تشکیل میں بھی حضور انور نے کمال ذہانت اور دوراندیشی سے کام لیتے ہوئے ایک ایسا توازن قائم رکھا کہ مشاورت کے دوران ہر ممکن نقطۂ نظر زیر غور رہے اور ہر پہلو سے متوازن تجاویز پیش ہوں۔

اگست 1998ء میں حضور نے مکرم رفیق احمد حیات صاحب کو چیئرمین مقرر فرمایا جو فروری 2001ء تک اس عہدہ پر فائز رہے اور اس دوران بہترین خدمت کی توفیق پائی۔ مکرم رفیق حیات صاحب کے امیر .U.K مقرر ہونے پر حضور نے دوبارہ خاکسار (سید نصیر احمد) کو خدمت کی توفیق بخشی اور نئے بورڈ میں مکرم اشفاق ملک صاحب ڈپٹی چیئرمین اول اور مکرم ندیم کرامت صاحب کو ڈپٹی چیئرمین دوم اور مکرم محمد ناصر خان صاحب کو بطور سیکرٹری بورڈ میں شامل فرمایا۔

قبولیت دعا کے نشان

قبولیت دعا کے مضمون کی طرف واپس آتے ہوئے اور ایم ٹی اے کے غم میں پگھلنے کے حوالے سے یاد آیا کہ جس دن اس عاجز کو مکرم رفیق احمد حیات صاحب کی معیت میں حضور کی پرشفقت رہنمائی کے زیر سایہ کچھ تھوڑی بہت خدمت کی توفیق ملی اس دن سے قبولیت دعا کے ایمان افروز نظارے دکھائی دیتے چلے گئے۔ اعجاز خلافت کی ایسی ایسی مثالیں دیکھنے میں ملیں کہ انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ حضور کا ہر فیصلہ اور ہر قدم مکمل توکل علی اللہ کی ایک زندہ مثال تھا۔ کئی مرتبہ ایسی مشکلات، ایسی رکاوٹیں راستے میں حائل ہو جاتیں کہ ہم جیسے کمزور ایمان ہمت ہار بیٹھتے مگر عین اس وقت حضور انور کامل اعتماد اور خدائے ذوالجلال پر مکمل توکل کرتے ہوئے دعاؤں کی لڑی میں پرو کر ایسا مشورہ دیتے کہ تمام رکاوٹیں خود بخود دور ہوتی نظر آتیں اور بظاہر ناممکن کام ممکن ہو جاتے۔ یوں جیسے خداتعالیٰ نے فرشتوں کی ایک فوج اپنے مسیح کی جماعت کی اعانت کو بھیج دی ہو۔

ایم ٹی اے کے تمام کارکنان پیشہ ورانہ لحاظ سے ناتجربہ کار تھے اور سب لوگوں نے محض حضور کی دعاؤں اور اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ سب کام سیکھے۔ اور ہم لوگ بھی اس میدان میں اناڑی تھے اور جب پیارے آقا نے حکم دیا کہ ایم ٹی اے کی نشریات کو ساری دنیا میں پھیلانا ہے، جاؤ اور سیٹلائٹ کے رستے تلاش کرو، تو دل میں ایک واضح خوف تھا کہ ہم کس قابل ہیں، ہمیں تو اس تمام سلسلے کا کچھ علم ہی نہیں نہ ہم کسی سیٹلائٹ والوں کو جانتے ہیں۔ اور اگر وہ مل بھی جائیں تو ان سے کہیں گے کیا؟ کیا مانگیں گے؟ حضور انور نے اس خوف کو خوب بھانپ لیا اور چند نہایت ہی مفید نصائح سے نوازا اور رہنمائی کی اور فرمایا "اللہ ہماری مدد کرے گا۔ دعا کے ساتھ کام شروع کریں"۔ ان چند الفاظ نے جیسے جسم میں بجلی بھر دی۔ ایک مصمم عزم جس کا انحصار مکمل طور پر حضور انور کے دعائیہ ارشاد پر تھا کے ساتھ کام شروع کیا گیا تو عجیب معجزانہ رنگ میں جیسے دروازے خود بخود کھلتے چلے گئے۔ اول روز سے ایسے شریف النفس لوگوں سے واسطہ پڑا کہ جیسے خدا نے انہیں محض سلسلہ عالیہ کے لئے ہی فرشتہ بنا کر ہماری اعانت کو بھیجا ہو۔

ایک بہت بڑی انٹرنیشنل سیٹلائٹ کمپنی سے کافی معاملات طے ہوگئے اور معاہدوں کا آخری مرحلہ آیا تو سلسلہ کچھ آگے بڑھتا نظر نہ آتا۔ کسی پراسرار وجہ سے معاہدے کی آخری سٹیج مکمل نہ ہونے پا رہی تھی۔ کچھ تفتیش کے بعد احساس ہوا کہ اس کمپنی کی ایک ڈائریکٹر جو ہمارے کیس کی انچارج تھی وہ بلا وجہ رکاوٹیں کھڑی کر رہی تھی اور محسوس ہوتا تھا کہ وہ کسی طرح بھی یہ معاہدے مکمل نہ ہونے دے گی۔ فکرمندی کے احساس تلے حضور انور کی خدمت میں پریشانی کا اظہار کیا تو حضور نے محض اتنا فرمایا: "اچھا اللہ فضل کرے گا"۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ حضور انور کے ارشاد کے ایک ہفتہ کے اندر اندر اس کمپنی کے سینئر ڈائریکٹر جو اس عورت کے افسر تھے ان کا فون مجھے آیا اور کہا کہ "وہ اب یہاں کام نہیں کرتیں اور آپ کا کیس آج سے میں خود ڈیل (Deal) کروں گا"۔

خاکسار نے شاید زندگی میں قبولیت دعا کی ایسی واضح مثال نہ دیکھی تھی۔ یقین نہیں آتا تھا کہ ایک ڈائریکٹر جو کئی سال سے اتنی بڑی پوسٹ پر کام کر رہی تھی اچانک کمپنی نے اسے نکال کیسے دیا اور پھر خدا کی قدرت کا ایک اور نظارہ یہ تھا کہ سینئر ڈائریکٹر ایک ایسا فرشتہ صفت انسان ثابت ہوا کہ اس نے آگے چل کر ہر قدم پر ہماری مدد کی اور بیشمار رکاوٹیں دور کیں۔

1996ء میں ہم امریکہ کینیڈا کے لئے ڈیجیٹل سروس شروع کر رہے تھے اور یہ ان وقتوں کے لحاظ سے ایک نہایت انقلابی قدم تھا۔ ابھی ڈیجیٹل ریسیور بھی دستیاب نہ تھے۔ بڑی کوششوں اور کئی مشکلات کے بعد ایک کمپنی سے طے پایا کہ وہ ہمارے لئے ریسیور نئے سرے سے Develope کریں گے۔ اگرچہ قیمت بہت زیادہ تھی مگر کوئی چارہ نہ تھا۔ ایک تسلی کا سامان تھا کہ اب امریکہ کینیڈا کے لئے چوبیس گھنٹے کی نشریات بلاروک ٹوک شروع ہوسکیں گی۔ حضور انور بھی مطمئن تھے۔

پھر اچانک اس کمپنی کا فون آیا کہ ہم کچھ مشکلات میں آگئے ہیں لہٰذا اب ہم ریسیور نہیں بنا سکیں گے۔ تمام منصوبوں کا محل یکدم مسمار ہوتا نظر آیا۔ حضور انور ان دنوں ہالینڈ کے دورے پر تھے۔ خاکسار نے ڈرتے ڈرتے، اپنے خیال میں نپے تلے الفاظ میں حضور کی خدمت میں فیکس کر دیا اور احساس پشیمانی میں ڈوبا رہا کہ حضور کو تکلیف ہوگی۔ چند گھنٹے کے اندر ہی دفتر تبشیر سے مکرم اخلاق احمد انجم صاحب کا فون آیا کہ حضور کا پیغام آیا ہے اور فرمایا ہے۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اے اللہ روح القدس سے ہماری مدد فرما۔ خلافت کی دعاؤں کی معجزانہ برکات کے سلسلہ میں اپنے گزشتہ حسین تجربات کی بنا پر خاکسار کو اسی وقت تسلی ہوگئی کہ محض حضور انور کی دعاؤں سے خداتعالیٰ ضرور کوئی راستہ نکال دے گا۔ اس واقعہ کے تیسرے دن ایک دوسری کمپنی نے جس کا ہمیں اس سے قبل علم ہی نہ تھا ریسیور بنانے کے پیشکش یوں کی کہ پہلے سے ایک تہائی قیمت پر سودا ہوگیا اور پھر انہوں نے ہزاروں کی تعداد میں ڈیجیٹل ریسیور ہماری عین ضرورت کے مطابق تیار کئے جو آج بھی امریکہ اور کینیڈا میں استعمال ہو رہے ہیں۔ اب اسے اگر محض اور محض خلافت کا اعجاز دعا تسلیم نہ کیا جائے تو اور کیا ہوسکتا ہے۔

اپریل 1996ء میں جب ایم ٹی اے کی چوبیس گھنٹے کی نشریات شروع ہوئیں تو ہم نے حضور انور کو سٹاف کے ساتھ کھانے کی دعوت دی۔ حضور انور نے فرمایا "نہیں، یہ دعوت نہیں کریں گے آپ"۔ دل خوف سے بھر گیا کہ شاید ہم سے کوئی گستاخی ہوگئی ہے۔ پھر بڑی محبت سے فرمایا "یہ دعوت میری طرف سے ہوگی"۔ اور پھر حضور نے خود کھانا پکانے والوں کو کھانے کی فہرست دی اور ذاتی ہدایت کے تحت کھانا تیار کروایا۔ نہایت ہی لذیذ اور منفرد کھانا تھا۔ سب لوگ انگلیاں چاٹتے رہ گئے۔ جب میٹھے کی باری آئی تو ذرا سا چکھ کر دیکھا پھر صاحبزادہ لقمان احمد صاحب سے فرمایا کہ حضور کی رہائش گاہ سے ایک خاص کیوڑے کی بوتل لے کر آئیں۔ بوتل نئی تھی۔ حضور نے خود اس کی سیل توڑی اور کافی زیادہ کیوڑہ کھیر میں انڈیل دیا۔ خاکسار نے ڈرتے ڈرتے عرض کی کہ حضور شاید زیادہ ہوگیا ہے۔ حضور محض مسکرا دیئے اور اپنے دست مبارک سے خاکسار اور رفیق حیات صاحب کی پلیٹیں کھیر سے بھر دیں۔ اس کھیر کی لذت آج تک محسوس ہوتی ہے۔ کھانے کے بعد حضور نے فرداً فرداً ہر کارکن کو شرف ملاقات بخشا اور ٹی وی پر ہر ایک کا تعارف خود کروایا۔

اللہ اللہ! شفقت اور محبت کا ایسا بے اختیار سلوک وہ تمام سال جو حضور نے ایم ٹی اے کے بیش قیمت پودے کو اپنی جاں سوزی سے سینچنے میں گزارے ان کا ایک ایک لمحہ احمدیت کی سنہری تاریخ کا ایک تابناک حصہ بننے کے لائق ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی راہنمائی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ ایم ٹی اے کے تمام کاموں اور شعبوں میں ذاتی اور گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ وقتاً فوقتاً ایم ٹی اے کے مختلف شعبوں کو میٹنگز کا شرف بخشتے ہیں اور قیمتی نصائح اور ہدایات سے نوازتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ترقیوں کا وہ سلسلہ جو خلافت رابعہ سے شروع ہوا، خلافتِ خامسہ کے بابرکت دور میں مسلسل اور بتدریج نئی ارفع منازل طے کر رہا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر عالمی سطح پر ہونے والی پہلی بیعت اور ایم ٹی اے کے ذریعے شش جہات میں خلافتِ خامسہ کے آغاز کا اعلان خداتعالیٰ کی جس خاص تقدیر کے ماتحت ہوا اس کی مثال اس سے پہلے خلافتِ کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اور یوں حضرت مسیحِ موعود کے سو سال قبل کے الہام آپ کے خلیفۂ خامس کے مبارک دَور میں بڑی شان کے ساتھ ایم ٹی اے کے ذریعے پورے ہوئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایم ٹی اے سے براہِ راست تعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی وفات کے معاً بعد آپ کے اُس پیغام کے ذریعے ہوا جس میں آپ نے بطور ناظر اعلیٰ جماعت کو حضور کی وفات کی اطلاع دی اور جسے ایم ٹی اے پر پڑھ کر سنایا گیا۔ ایم ٹی اے پر وہ وقت بہت مشکل کا وقت تھا کیونکہ یہ ایک ایسا ادارہ ہے جو ہمہ وقت خلیفہ وقت کی براہِ راست نگرانی اور ہدایات پر کام کرتا ہے۔ اور ایسے کٹھن وقت میں جب مسند خلافت نئے ظہور کی منتظر تھی، ایم ٹی اے کے لئے اس وقتی خلا میں آپ کا وجود ایک بہت بڑے سہارے کا موجب تھا۔

پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مسندِ خلافت پر متمکّن ہوتے ہی ایم ٹی اے اس سرعت سے، اس حیرت انگیز رفتار سے ترقیات کی بلند ترین منازل پھلانگنے لگا کہ اِن الٰہی نشانات اور ان تمام سنگ ہائے میل کا حساب رکھنا بھی دشوار ہوگیا۔

23/جون 2003ء ایشیا اور آسٹریلیا کے لیے ایشیا سیٹ تین پر نئی سروس کا آغاز کیا گیا جس کے ذریعے اب فجی بھی ایم ٹی اے کی نشریات کی دسترس میں شامل ہوگیا اور مسیح موعود کا پیغامِ حق حقیقی اور معنوی لحاظ سے دنیا کے کنارے (ڈیٹ لائن) تک پہنچ گیا۔

خلافتِ خامسہ کے اس تاریخ ساز دور کا ایک اور اہم واقعہ اکتوبر 2003ء میں لندن کی بیت الفتوح کا افتتاح ہے جس کے ساتھ ہی حضور انور کی دعاؤں اور رہنمائی کے طفیل بیت الفتوح میں ایم ٹی اے کی ٹرانسمیشن کی نئی سہولت کا آغاز بھی ہوا اور وہاں پروڈکشن کی جدید ترین سہولتیں بھی مہیا ہوگئیں۔ اس

طرح بیت الفتوح سے بیت الفضل لندن تک ٹرانسمیشن کا مستقل انتظام اللہ تعالیٰ نے عطا فرما دیا۔ جس کے ذریعہ 24 گھنٹے کسی بھی وقت وہاں سے براہِ راست پروگرام نشر کئے جاسکتے ہیں

مارچ 2004ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مغربی افریقہ کا دورہ کیا اور ایم ٹی اے نے پہلی مرتبہ افریقہ کی سرزمین گھانا کا جلسہ سالانہ پر حضور انور کے خطابات براہِ راست نشر کیئے۔

23 / اپریل 2004ء کو یورپ کے ناظرین کی سہولت کے لیے ایم ٹی اے کے دوسرے چینل ایم ٹی اے الثانیہ کی سروس کا آغاز کیا گیا۔

مارچ 2005ء میں حضور انور مشرقی افریقہ کے دورے پر تشریف لے گئے جب تنزانیہ سے پہلی مرتبہ لائیو نشریات پیش کی گئیں۔

نومبر 2005ء میں جلسہ سالانہ ماریشس سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطابات براہِ راست نشر کئے گئے۔

اس انقلاب آفریں دور کی عالمگیر عظمت کا ایک اور عالمی رنگ دنیا نے اس وقت مشاہدہ کیا جب دسمبر 2005ء میں حضور انور جماعت کے دائمی مرکز قادیان دارالامان تشریف لے گئے اور حضورِ انور کی لحہ لحہ کی مصروفیات کی Coverage کی توفیق ایم ٹی اے کو ملی۔

29 دسمبر 2005ء کو ایم ٹی اے کی تاریخ میں قادیان سے پیش کی جانے والی پہلی براہِ راست نشریات تھیں۔ اس دوران حضور انور کے قادیان میں ورودِ مسعود سے لے کر حضور کے تمام خطباتِ جمعہ اور خطبۂ عید الاضحیٰ کے علاوہ جلسہ قادیان کی مکمل Coverage بھی براہ راست نشر کی گئی۔

اس طرح جس مبارک وبابرکت سرزمین سے ان جلسوں کا آغاز ہوا تھا اور وہ آواز جو سو سال قبل قادیان سے اُٹھی تھی اسے حضرت مسیح موعود کی نمائندگی میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے بابرکت وجود کے ذریعہ تقدیر الٰہی کے ماتحت ایم ٹی اے پر نشر کیا گیا اور یوں وہ لازوال الہام 'مَیں تیری ...... کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا' اس روئے زمین کے ایک ایک انچ کو عبور کرتا ایک نئی آب وتاب ایک نئی شان کے ساتھ پورا ہوتا دکھائی دیا۔

شروع میں جب قادیان سے پہلی نشریات کا وقت قریب آ رہا تھا مگر ایم ٹی اے کو قادیان سے نشریات کی اجازت کا معاملہ التواء میں پڑ رہا تھا اور بعض محکموں کا رویہ عدم تعاون کا تھا تو خاکسار نے حضور کی خدمت میں حالات عرض کر کے پریشانی کا اظہار کیا اور دعا کے لئے درخواست کی تو تین چار روز کے اندر غیر معمولی طور پر اس راہ میں حائل تمام رکاوٹیں دور ہوتی گئیں اور ایم ٹی اے کے لئے راستے ہموار ہوگئے۔

2006ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز شرقِ بعید تشریف لے گئے جہاں حضور انور نے سنگاپور، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، فجی اور جاپان کے جلسہ ہائے سالانہ کو اپنے مبارک وجود سے معطر کیا اور ان تمام ممالک سے پہلی مرتبہ ایم ٹی اے پر لائیو نشریات حضور انور کے خطابات کی صورت میں پیش کی گئیں۔

23 مارچ 2006ء وہ دن تھا جب حضور انور کی زیرِ ہدایت ونگرانی تیزی سے بدلتی ہوئی براڈ کاسٹ ٹیکنالوجی کے شانہ بشانہ رہتے ہوئے MTA کے Analogue ٹرانسمٹ سسٹم کو ڈیجیٹل کمپیوٹرائزڈ Server سسٹم میں بدل دیا گیا تو خدا کے فضل سے MTA کا براڈ کاسٹ سسٹم دنیا کے ماڈرن ترین سسٹمز میں شمار ہونے لگا اور آئندہ آنے والی High Defination ٹیکنالوجی سے بھی Compatible ہے۔

15/ جولائی 2006ء کو انٹرنیٹ پر ایم ٹی اے کے باقاعدہ ٹیلیویژن چینل کا آغاز کیا گیا اور ایم ٹی اے اولیٰ کی نشریات انٹرنیٹ پر فُل ٹائم سروس کے طور پر ڈال دی گئیں، لہذا دنیا بھر میں اگر کہیں سیٹلائٹ ڈش نہ بھی ہو تو ایم ٹی اے دیکھا جاسکتا ہے۔

یکم جولائی 2006ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم مرزا محمود احمد صاحب کو بورڈ کا سیکرٹری اور بعد میں ڈائریکٹر فنانس مقرر فرمایا۔

17/ جولائی 2006ء کو حضور پُر نور نے مکرم آصف محمود باسط صاحب کو ایم ٹی اے بورڈ میں بطور ممبر شامل فرمایا۔

23/ مارچ 2007ء وہ تاریخی دن تھا جب دنیائے عرب کے لیے عربی زبان میں فُل ٹائم چینل ایم ٹی اے الثالثۃ العربیہ کی سروس کا انعقاد ہوا جو نائل سیٹ سیٹلائٹ پر شروع کیا گیا۔

15/ جون 2007ء کو ایم ٹی اے العربیہ کی نشریات کو بھی انٹرنیٹ پر باقاعدہ ٹی وی چینل کے طور پر شروع کر دیا گیا۔

20/ جولائی 2007ء کو انٹرنیٹ پر ایم ٹی اے کے دوسرے آڈیو چینل کی سروس کا آغاز ہوا جس پر ناظرین تمام پروگرام انگریزی زبان میں بھی ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

10/ دسمبر 2007ء کو بیت الفتوح لندن میں حضور انور نے خصوصی طور پر تعمیر شدہ ایم ٹی اے کے نئے کمپلیکس کا افتتاح فرمایا جو حضور انور ہی کی زیرنگرانی اور زیر ہدایت تیار کیا گیا تھا اور جو جدید ترین ٹیکنالوجی سے لیس ہر قسم کے براڈ کاسٹ کے سامان پر مشتمل ہے۔

8/ جنوری 2008ء کو ایم ٹی اے 3 العربیہ کی نشریات نائل سیٹ سے بدل کر مقبول تر سیٹلائٹ عرب سیٹ پر ڈال دی گئیں۔

29/ فروری 2008ء کو امریکہ اور کینیڈا کے لئے بھی ایم ٹی اے العربیہ کی سروس AMC 3 سیٹلائیٹ پر شروع کر دی گئی۔

29 فروری 2008ء کو ہی امریکہ کے ویسٹ کوسٹ کے لئے ایم ٹی اے اولیٰ کے پروگراموں کو تین گھنٹے تاخیر سے نشر کرنے کے لئے ایم ٹی اے اولیٰ پلس 3 کا آغاز کر دیا گیا۔ نیز ایم ٹی اے انفو کاسٹ چینل کا اجراء کیا گیا۔

4 / مارچ 2008ء کو ایم ٹی اے العربیہ کی نشریات کا SESAT سیٹلائٹ پر آغاز ہوا۔

8/ مارچ 2008ء خلافت احمدیہ کے عطا کردہ تحفہ ایم ٹی اے العربیہ کی نشریات کو عرب دنیا کے لیے وسیع تر کرنے کے لیے ہاٹ برڈ سیٹلائٹ پر بھی متوازی سروس کے طور پر شروع کر دیا گیا۔

27 / مئی 2008ء کا وہ تاریخی دن تھا جب خلافت احمدیہ صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایکسل (Excel) سنٹر لندن سے تمام عالم کو صد سالہ خلافت جوبلی کا خطاب ارشاد فرمایا تو ربوہ اور قادیان میں منعقد ہونے والے اجتماعات کو بھی براہِ راست نشریات میں شامل کیا گیا اور یوں تین مقاماتِ خلافت سے بیک وقت نعرہ ہائے تکبیر اور غلام احمد کی جے کے فلک بوس نعروں کی گونج تمام عالم میں سنائی دی گئی۔

خدا تعالیٰ کے بے انتہا فضل اور حضور انور کی دعاؤں سے بیک وقت سہ طرفہ لائیو نشریات کا یہ پہلا تجربہ نہایت کامیاب رہا۔

ایم ٹی اے کے تمام آپریشنز کے سلسلہ میں حضور انور کی ہدایات اور رہنمائی ہر لمحہ ہمارے ساتھ ہوتی ہے۔ خلیفۂ وقت کی مستقل رہنمائی، دعاؤں اور شفقتوں کے ساتھ ایم ٹی اے کی تعمیر وترقی کا عظیم الشان سلسلہ جاری ہے۔ اپنی انتہائی مصروفیات کے باوجود حضور انور ایم ٹی اے کی ٹیم کے ساتھ براہِ راست بھی وقتاً فوقتاً میٹنگز کرتے رہتے ہیں اور اپنی ذاتی توجہ سے لمحہ لمحہ ہم سب کی تربیت ورہنمائی فرما رہے ہیں۔ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ پروگراموں کی ریکارڈنگ، ترتیب وتدوین سے لے کر ٹرانسمیشن تک ہر قدم پر سب کو انگلی پکڑ کر چلا رہے ہیں۔ حضور بعض دفعہ اچانک ایم ٹی اے کے دفاتر، سٹوڈیوز اور ٹرانسمیشن روم میں تشریف لاتے ہیں اور کارکنان کی حوصلہ افزائی، دلجوئی اور رہنمائی فرماتے ہیں۔

غرضیکہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیش بہا راہنمائی اور ہدایات ہی ہیں جو MTA کو ترقی کی نئی منازل کی طرف رواں دواں رکھے ہوئے ہیں۔

خلافت کی برکت سے خوف سے امن میں بدلنے والے الٰہی نظارے

دل ہلا دینے والے اندرونی اور بیرونی فتنے اور ان کے استیصال کے ایمان افروز واقعات کی تاریخ

مکرم منیر احمد رشید صاحب

آیت استخلاف میں سچے خلفاء کی جو علامات بیان ہوئی ہیں ان میں سے ایک علامت یہ ہے کہ ان کی خوف کی حالت کو امن سے بدل دیا جائے گا۔

الٰہی سلسلوں پر سب سے بڑھ کر خوف اور ابتلاء کا وہ وقت ہوتا ہے جب کسی نبی کی وفات ہوتی ہے۔ کیونکہ نبی کی زندگی میں مومنین اس نبی کی اتباع کر کے خدائی نشان دیکھتے رہتے ہیں اور انہیں یہ خیال تک نہیں آتا کہ یہ نبی فوت بھی ہو جائے گا اور نبی کی وفات کے بعد ایک ابتلاء کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

ایسے ہی دنوں میں سے ایک دن تھا جس دن سیدنا حضرت مسیح موعود کا انتقال ہوا۔ دوسروں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اب اس سلسلہ کے مٹنے کا وقت آ گیا ہے۔ جماعت پر یہ وقت بہت کڑا تھا مگر پیارے خدا نے اس خوف کو امن میں بدل دیا۔ چنانچہ 27 مئی 1908ء کا دن جماعت احمدیہ کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس دن منشاء الٰہی کے مطابق حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب بھیروی مسند خلافت پر رونق افروز ہوئے اور کسی نے بھی آپ کی خلافت کے خلاف آواز نہیں اٹھائی۔ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر جہاں اپنی قدیم سنت کے مطابق جماعت کو سنبھال کر اپنی قدرت نمائی کا ثبوت دیا وہاں تقدیر کے بعض اور نوشتے بھی پورے ہونے والے تھے۔

ابھی آپ کی خلافت کو ایک سال بھی نہ گزرا تھا کہ بعض لوگوں نے مخفی طور پر یہ سوال اٹھانا شروع کر دیا کہ نظام چلانے کے لئے صدر انجمن احمدیہ کافی ہے اور ان خیالات کو خفیہ خفیہ جماعت کے دیگر افراد میں پھیلانا شروع کر دیا اور حضرت مسیح موعود کی تعلیم کو پس پشت ڈال دیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے جماعت کے سرکردہ ممبروں کو قادیان میں جمع کر کے بیت مبارک میں مسئلہ خلافت پر نہایت ایمان افروز تقریر فرمائی۔

آپ نے فرمایا کہ ''مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی رداء کو مجھ سے چھین لے''۔

(الفرقان خلافت نمبر مئی جون 1967ء ص 28)

پھر دنیا نے دیکھا کہ آپ کے پُرزور خطبات سے باتیں کرنے والے وہ لوگ بھیگی بلی بن گئے اور جھاگ کی طرح بیٹھ گئے اور جماعت کا کثیر حصہ خلافت کی اہمیت، اس کی برکات اور اس کے خداداد منصب کو اچھی طرح سمجھ گیا۔ جس سے آئندہ کے لئے خلافت کی جڑیں مضبوط ہو گئیں اور اس طرح خدائی تصرف کے تحت یہ فتنہ دبا دیا گیا اور مومنین کا خوف ٹل گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی وفات کے قریب اس فتنے نے ایک مرتبہ پھر سر اٹھایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اس فتنہ کو ختم کرنے کے لئے ان شور مچانے والوں کو، انجمن کے عمائدین کو یہ بھی کہہ دیا کہ تم جس کے ہاتھ پر کہتے ہو میں بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ جماعت جس کو چنے گی میں اسی کو خلیفہ مان لوں گا۔ لیکن ان لوگوں کو پتہ تھا کہ اگر انتخاب خلافت ہوا تو حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب ہی خلیفہ منتخب ہوں گے۔ اس لئے وہ اس طرف نہیں آتے تھے اور یہی کہتے رہے کہ فی الحال خلیفہ کا انتخاب نہ کروایا جائے، ایک، دو چار دن کی بات نہیں، چند مہینوں کے لئے اس کو آگے ٹال دیا جائے، آگے کر دیا جائے اور یہ بات کسی طرح بھی جماعت کو قابل قبول نہ تھی۔ جماعت تو ایک ہاتھ پر اکٹھا ہونا چاہتی تھی۔ آخر جماعت نے حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کو خلیفہ منتخب کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس وقت بھی مخالفین کا یہ خیال تھا کہ جماعت کے چونکہ پڑھے لکھے لوگ ہمارے ساتھ ہیں اور خزانہ ہمارے پاس ہے اس لئے چند دنوں بعد ہی یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ یہ وقت جماعت کے لئے بہت نازک تھا چاروں طرف خطرات نظر آتے تھے۔ صرف خدا تعالیٰ کی ذات تھی جو آپ کو سنبھالے ہوئے تھی۔

یہ ایام کتنے دردناک اور خوفناک تھے اس کا اندازہ حضرت مصلح موعود کے ان الفاظ سے لگایا جا سکتا ہے۔ فرمایا:۔

''دکھ ایک دن کا بھی برا ہے۔ دن تو پھر دن ہے آدھ گھنٹہ کا بھی برا ہوتا ہے۔ جان نکلنے لگتی ہے۔ اب تو اس مصیبت پر پانچ دن گزر گئے۔ یہ چھوٹا سا غم نہیں۔ کسی کا چھوٹا سا بچہ بیمار ہو تو وہ گھبرا جاتا ہے یہاں تو وہ بیمار ہیں جنہیں برسوں میں پرورش کیا گیا''۔

(الفضل 25 مارچ 1914ء)

اس دور میں حضرت خلیفۃ المسیح کی زندگی میں دعا، عزم اور توکل علی اللہ کا ایک دلکش امتزاج نظر آتا ہے۔ ظاہری اسباب آپ نے ضرور اختیار کئے لیکن ان پر کبھی بھروسہ نہیں کیا بلکہ مسلسل عاجزانہ دعاؤں سے آپ نے اپنے رب سے مدد مانگی۔ چنانچہ اس دعا اور انابت الی اللہ کا نتیجہ بالآخر یہ نکلا کہ منتشر ہوتی ہوئی جماعت بڑی تیزی کے ساتھ ایک ہاتھ پر اکٹھی ہونے لگی اور بکھرے ہوئے اوراق پھر مجتمع ہو کر ایک مضبوط شیرازے میں بندھ گئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے پھر اپنی رحمت کا ہاتھ رکھا اور خوف کی حالت کو پھر امن میں بدل دیا اور دشمنوں کی ساری امیدوں پر پانی پھیر دیا اور ان کی ساری کوششیں ناکام ہو گئیں۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

ایک ایسا شخص جس کو عمر کے لحاظ سے بچہ کہا جاتا تھا جس کو علم کے لحاظ سے جاہل کہا جاتا۔ جسے انجمن میں کوئی اختیار حاصل نہ تھا۔ جس کے ہاتھ میں کوئی روپیہ نہیں تھا۔ اس کی مخالفت میں وہ لوگ کھڑے ہوئے جن کے پاس بڑی بڑی ڈگریاں تھیں۔...... جن کے ہاتھوں میں قوم کا روپیہ تھا...... جو عرصہ دراز سے بڑی عزتوں کے مالک سمجھے جاتے تھے۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ ہم اس بچے کو خلیفہ بننے نہیں دیں گے۔ مگر خدا نے انہیں ناکام و نامراد کر دیا اور وہی جسے جاہل کہا جاتا تھا جس کے متعلق علی الاعلان کہا جاتا تھا کہ وہ جماعت کو تباہ و برباد کر دے گا۔ خدا تعالیٰ نے اسی کو خلافت کے مقام کے لئے منتخب فرمایا...... وہی بچہ جب خدا کی طرف سے خلافت کے تخت پر بیٹھتا ہے تو جس طرح شیر بکریوں پر حملہ کرتا ہے اسی طرح خدا کا یہ شیر دنیا پر حملہ آور ہوا اور اس نے ایک یہاں سے، ایک وہاں سے، ایک مشرق سے، ایک مغرب سے، ایک شمال سے اور ایک جنوب سے بھیڑیں اور بکریاں پکڑ پکڑ کر خدا کے مسیح کی قربان گاہ پر چڑھا دیں...... جن کی آنکھیں دیکھتی ہوں وہ دیکھے اور جس کے کان سننے کے ہوں وہ سنیں کہ کیا خدا کے فضل نے ان تمام اعتراضات کو باطل نہیں کر دیا جو مجھ پر کئے جاتے تھے۔ کیا اسی پچیس سالہ نوجوان کو جس کے متعلق لوگ کہتے تھے کہ وہ جماعت کو تباہ کر دے گا۔ خلیفہ بنا کر اس کے ذریعہ سے جماعت کو حیرت انگیز ترقی دے کر یہ ظاہر نہیں کر دیا کہ یہ کسی انسان کا بنایا ہوا خلیفہ نہیں بلکہ میرا بنایا ہوا خلیفہ ہے اور کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے۔

(خلافت راشدہ ص 253)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے خلیفہ بننے کے بعد کچھ لوگ تو کھل کر علیحدہ ہو گئے اور لاہور کو اپنا مرکز بنا لیا۔

خلافت ثانیہ میں سر اٹھانے والے فتنوں میں سے پہلا فتنہ 1928ء میں مستریوں نے کھڑا کیا۔ مستریوں کی بدمعاملگی کی وجہ سے امور عامہ کے دفتر نے ان کے خلاف ایکشن لیا تو وہ خلافت کے مقابل پر آ گئے اور مباہلہ کے لئے کہنے لگے۔ بالآخر ایمان جاتا رہا اور حضرت مسیح موعود کی صداقت پر احمدیوں سے مباحثہ کیا اور ایمانی موت مر گئے۔

دوسرا فتنہ مصریوں کے فتنے کے نام سے مشہور ہے۔ شیخ عبدالرحمان مصری نے پہلے تو حضرت مصلح موعود کی بیعت کی لیکن پھر اپنا نکتہ نظر بدل لیا اور کہنے لگے کہ نبی کے بعد ایک ہی خلیفہ ہوتا ہے۔ بعد ازاں مطالبہ کرنے لگے کہ انتخاب خلافت دوبارہ ہونا چاہئے۔ آہستہ آہستہ لاہوریوں سے جا ملے پھر ان سے بھی لڑائی ہو گئی۔ مصری صاحب ابتداء میں تو حضرت مسیح موعود کو نبی مانتے تھے اور پھر حضرت مصلح موعود کی نہ صرف بیعت سے باہر چلے گئے بلکہ مخالف ہو گئے۔

تیسرا فتنہ عبدالمنان صاحب اور عبدالوہاب صاحب نے کھڑا کیا۔ یہ لوگ شروع سے ہی خلیفہ بننے کی کوششوں میں رہے تھے۔ پہلی دفعہ 1929ء میں عزل خلافت کا ایک شرمناک منصوبہ تیار کیا گیا لیکن حضور کو بروقت اطلاع ہونے پر یہ سازش پیوند خاک ہو گئی اور اس طرح خدا نے خوف کی حالت کو امن میں تبدیل کر کے اپنے وعدہ کو ایک بار پھر پورا کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا دور خلافت 52 سال پر ممتد ہے۔ اس دور میں نہ صرف اندرونی فتنوں نے سر اٹھایا بلکہ بیرونی فتنے بھی بڑے زور و شور سے اٹھے۔ 1934ء میں بعض مخالفین نے جماعت احمدیہ کی بڑھتی ہوئی ترقی کو روکنے کے لئے بلکہ اسے صفحۂ ہستی سے مٹانے کی دھمکی دی اور پھر تمام مخالف احمدیت طاقتیں میدان مخالفت میں اتر پڑیں حتیٰ کہ صوبہ پنجاب میں برسر اقتدار انگریزی حکومت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اور جماعت احمدیہ کے خلاف حرکت میں آ گئی۔ جب مخالفین ابھی اپنی تیاریوں میں لگے ہوئے تھے اور اندر ہی اندر سازش تیار ہو رہی تھی ایک احراری لیڈر نے اظہار کر دیا کہ وہ احمدیوں کو کچل کر رکھ دیں گے۔

(تاریخ احمدیت جلد 7 ص 9)

احرار کا خیال تھا کہ ہم احمدیت کا نام و نشان ختم کر دیں گے مگر اس کے بالمقابل حضرت خلیفۃ المسیح نے یہ عزم کیا کہ جس تعلیم کو یہ لوگ قادیان میں ختم کرنا چاہتے ہیں ہم اس کو زمین کے کناروں تک پہنچا کر دم لیں گے اور اس غرض کے لئے تحریک جدید کے قیام کا اعلان کر دیا گیا۔ حضور نے اپنی جماعت کو مخاطب ہو کر فرمایا:۔

''تم احرار کے فتنہ سے مت گھبراؤ خدا مجھے اور

میری جماعت کو فتح دے گا۔ کیونکہ خدا نے مجھے جس راستہ پر کھڑا کیا ہے وہ فتح کا راستہ ہے...... اس کے مقابلہ میں ہمارے دشمن کے پاؤں تلے سے زمین نکل رہی ہے اور میں ان کی شکست کو قریب آتے دیکھ رہا ہوں وہ جتنے زیادہ منصوبے کرتے اور اپنی کامیابی کے نعرے لگاتے ہیں اتنی ہی نمایاں مجھے ان کی موت دکھائی دیتی ہے''۔ (الفضل 30 مئی 1935ء)

اس کے بعد احرار اپنی تمام تر ریشہ دوانیوں، اپنی ظاہری شان و شوکت، کثرت وسائل اور حکومت اور پریس کی تائید کے باوجود ناکامی کا مرقع بنا دیئے گئے اور خدا نے اپنے وعدہ کے مطابق ایک دفعہ پھر جماعت پر آنے والے خوف کو امن سے بدل دیا۔

جماعت کے خلاف دوسری تحریک کا آغاز مئی 1952ء میں جماعت احمدیہ کراچی کے سالانہ جلسہ کی مخالفت سے کیا گیا۔ اس جلسہ کو روکنے کے لئے ہر طرح کی کوشش کی گئی لیکن اللہ کے فضل سے جلسہ کامیاب ہوا۔ جلسہ کامیاب ہوتے دیکھ کر ہنگامہ آرائی کرنے والوں نے احمدیوں کے املاک کو نقصان پہنچانا شروع کر دیا اور اکا دکا احمدیوں کو پکڑ کر مارا پیٹا گیا۔ فروری 1953ء کے آخر میں پنجاب میں بالخصوص اور پورے پاکستان میں بالعموم فسادات شروع ہو گئے جس میں حکومتی املاک کی توڑ پھوڑ کی گئی اور نقصان پہنچایا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنے ایک پیغام میں جماعت کو فرمایا:۔

''آپ بھی دعا کرتے رہیں، میں بھی دعا کرتا ہوں انشاء اللہ فتح ہماری ہوگی۔ کیا آپ نے گزشتہ چالیس سال میں کبھی دیکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے چھوڑ دیا؟ تو کیا اب وہ مجھے چھوڑ دے گا۔ ساری دنیا مجھے چھوڑ دے مگر وہ انشاء اللہ مجھے کبھی نہیں چھوڑے گا۔ سمجھ لو کہ وہ میری مدد کے لئے دوڑا آ رہا ہے۔ وہ میرے پاس ہے، وہ مجھ میں ہے۔ خطرات ہیں اور بہت ہیں مگر اس کی مدد سے سب دور ہو جائیں گے''۔

(تاریخ احمدیت جلد 15 ص 493,492)

خدا کے خلیفہ کا قول من وعن پورا ہوا اور اس مخالفانہ تحریک کا انجام یہ ہوا کہ صوبائی اور مرکزی حکومت ٹوٹ گئی اور تحریک خود ہی سرد پڑ گئی۔ مخالفین کا کوئی بھی مطالبہ پورا نہ ہوا اور وہ آپس میں لڑ پڑے۔ اس تحریک میں حصہ لینے والے سب کے سب اپنے انجام کو پہنچے۔ (تاریخ احمدیت جلد 16 ص 529)

دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو اپنے وعدوں کے مطابق بے انتہا ترقی عطا فرمائی اور اپنی سنت کے مطابق خوف کو امن سے بدل دیا اور اس مخالفانہ تحریک کے بعد تو ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے یہ تحریک جماعت کی ترقی کی رفتار کو تیز کرنے کے لئے چلائی گئی تھی اور حضرت مصلح موعود کی پیش گوئی کہ خدا میری مدد کے لئے دوڑا چلا آ رہا ہے۔ لفظ بہ لفظ پوری ہوئی۔

حضرت مصلح موعود باون سال تک منصب خلافت پر جلوہ افروز رہے اور امن میں بدلنے کا وعدہ ہر مرتبہ خوف کے وقت پر پورا ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے دور میں جماعت کی ترقی کو روک کر اس کو نیست و نابود کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ چنانچہ 1974ء میں خلافت احمدیہ کے خلاف ایک تحریک چلائی گئی۔

چنانچہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت پاکستان میں نام نہاد علماء کے ذریعے ایک خوفناک فتنہ کھڑا کیا گیا اور پورے ملک میں احمدیوں کے خلاف فسادات کی آگ بھڑکا دی گئی۔ ایسی اشتعال انگیز تقریریں کی گئیں کہ کیا اپنے اور کیا پرائے سبھی احمدیوں کے خون کے پیاسے ہو گئے۔ وہ تکالیف دی گئیں کہ آسمان بھی لرزہ براندام تھا۔ ملک کے کونے کونے سے بے گناہ اور نہتے احمدیوں پر ظلم و ستم کی خبریں آ رہی تھیں۔ گھروں کو جلایا گیا، جائیدادوں کو لوٹا گیا۔ کہیں بے گناہوں کو پکڑ کر مارا پیٹا گیا اور کہیں ربنا اللہ کہنے کے جرم میں شہید کر دیا گیا۔ بعض علاقوں میں احمدیوں پر کھانے پینے کی اشیاء خریدنے پر پابندی لگا دی گئی اور سخت بائیکاٹ کیا گیا۔ لیکن ایسی خوفناک اور دردانگیز حالت میں اللہ کا خلیفہ دکھے ہوئے دل کے ساتھ ایک طرف اپنی جان سے عزیز جماعت کو صبر کی تلقین کرتا رہا اور دوسری طرف اپنے رب کے حضور جھک کر اپنے ان عاجز بندوں کے لئے مصائب سے نجات کی دعائیں کرتا رہا۔

خدائی تقدیر کے پھندے نے اس وزیراعظم کی گردن کے گرد گھیرے کو تنگ کیا۔ اس وقت نہ تو کوئی عوامی جتھا اس کے کسی کام آ سکا اور نہ اس کے عالمی اور طاقتور دوست ہی اس کو بچا سکے اور وہ اپنے ہی ظلم کی چکی میں پس کر رہ گیا اور خدائی جماعت پھر خوف سے امن میں آ گئی۔

اس دور میں اندرونی فتنوں نے بھی سر اٹھایا مگر خدا کے وعدہ کے مطابق اور خلیفۃ المسیح کی دعاؤں اور فراست کے طفیل خوف امن میں بدلتا رہا۔ خلافت ثالثہ کے دور میں چونکہ نئی صدی شروع ہو رہی تھی اس لئے بعض منافقین نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ نئی صدی کے ساتھ مجدد بھی آنا چاہئے اور اس طرح خلافت کی جگہ مجددیت کا بہانہ بنا کر خلافت ختم کر دی جائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے خدائی تائید اور رہنمائی کے ساتھ نہایت احسن طریق سے اس فتنے کا قلع قمع کیا۔ حضور نے 1977ء میں ہر موقع پر اس مضمون کو تفصیل سے بیان فرمایا۔

(ملخص از مشعل راہ جلد دوم ص 453 تا 463)

1977ء میں حضرت خلیفہ ثالث نے قادیان کے جلسہ سالانہ کے لئے پیغام بھجوایا۔ حضور فرماتے ہیں۔ ''ہم عنقریب پندرہویں صدی میں قدم رکھنے والے ہیں۔ نئی صدی کے شروع ہونے کے ساتھ گزشتہ صدیوں کی طرح ایک نئے مجدد کے پیدا ہونے کا خیال بعض طبائع میں پیدا ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ مجددین کی ضرورت اس دور کے لئے تھی جب خلافت کا سلسلہ برقرار نہ تھا۔ جہاں آنحضرتؐ نے اس دور کے لئے مجددین کے آنے کی خبر دی وہاں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مسیح موعود اور مہدی معہود کے ذریعہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم کرے گا اور اس کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔ پس یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے قیام کے بعد الگ کسی مجدد کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اب تجدید اور احیائے دین کا کام تا قیامت انشاء اللہ خلفائے مسیح موعود کے ذریعے ہوتا رہے گا۔ جو حضرت مسیح موعود کے ظل ہوں گے''۔ (خلافت و مجددیت ص 53,52)

9 جون 1982ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی وفات کے بعد خلافت رابعہ کا انتخاب ہوا۔ اس موقع پر خلافت کے نظام کو سبوتاژ کرنے کے منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے اور یہ الٰہی قافلہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع کی قیادت میں بڑی سرعت کے ساتھ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو گیا۔ اس کے بعد جماعت کے خلاف مزید بھیانک منصوبے بنائے گئے۔ جماعت پر ایذاء رسانی کے دروازے کھول دیئے گئے۔ ظلم و ستم کی انتہا کر دی گئی۔ احمدیوں کی دکانیں لوٹی اور جلائی گئیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے مظلوم احمدیوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

''جارحیت کا جواب جارحیت سے نہ دو۔ اپنی حفاظت ضرور کرو لیکن حملہ کرنے والوں پر حملہ مت کرو۔ نہ جسمانی طور پر اور نہ ہی زبان سے یاد رکھو کہ حضرت مسیح موعود نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ تمہیں ستایا جائے گا اور تم پر ستم توڑے جائیں گے۔ گند اچھالا جائے گا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ پیش گوئی بھی کی تھی کہ انجام کار جماعت احمدیہ ہی فتح یاب ہوگی''۔

(ایک مرد خدا ص 274)

اپنے امام کے حکم کے مطابق احمدیوں نے تو صبر کا دامن نہ چھوڑا لیکن ظالم حکمران اپنے ظلم و ستم میں بڑھتا چلا گیا اور سب سے بڑا قدم اس نے اپریل 1984ء میں اٹھایا جب اس نے ایک آرڈیننس نافذ کیا جس کی رو سے احمدیوں کی زندگی اجیرن ہو گئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:۔

''اب صرف میری اپنی سلامتی ہی خطرے میں نہیں تھی بلکہ میری زبان بندی بھی کر دی گئی تھی۔ اس نئے قانون کی آڑ میں جنرل ضیاء الحق نے مجھ پر ہی نہیں بلکہ جماعت احمدیہ کے فعال امام اور سربراہ کی حیثیت سے میری زبان پر بھی پہرے بٹھا دیئے تھے اور میرے لئے فرائض منصبی کی ادائیگی محال کر دی تھی۔ یعنی پاکستان میں تو رہوں لیکن بولوں تو جیل کی ہوا کھاؤں اور جب سزا بھگت کر واپس آؤں اور پھر بولوں تو پھر تین سال کے لئے جیل بھیج دیا جاؤں''۔

(ایک مرد خدا ص 289)

اس آرڈیننس کے نفاذ کے فوراً بعد دو تین دن احمدیوں کے لئے شدید ذہنی اذیت کے دن تھے۔ انہیں اپنا خوف نہ تھا بلکہ اپنے امام کا فکر کھائے جا رہا تھا۔ لیکن خدائی تقدیر کے سامنے دشمن کے منصوبے بیت العنکبوت ثابت ہوئے اور خدا اپنے امام کو ایسے طریق سے محفوظ مقام پر لے گیا کہ سارے منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے اور دشمن سر پیٹ کر رہ گیا۔ حضور کی بخیریت ہجرت کی خبر سن کر احباب جماعت کے دل اطمینان سے بھر گئے اور خوف ختم ہو گیا۔

اس کے بعد دینی اصطلاحات کے استعمال کے الزام میں احمدیوں پر ظلم ہونے شروع ہوئے جو آج تک جاری ہیں۔ لیکن یہ ظلم کسی احمدی کو خوفزدہ نہیں کر سکتے۔ ان کے خوف کی حالت تو اسی دن امن میں تبدیل ہو گئی تھی۔ جب ہمارے پیارے آقا خیریت سے محفوظ مقام پر پہنچ گئے تھے۔ یہاں اس بات کی وضاحت بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ آرڈیننس کے بعد حضور انور کے مشیروں اور معتمدین نے اتفاق رائے سے مشورہ دیا کہ آپ کو فوراً پاکستان سے چلے جانا چاہئے۔ حضور انور نے یہ مشورہ تو مان لیا لیکن صرف اس شرط پر کہ پاکستان چھوڑتے وقت آپ کے خلاف کسی قسم کے وارنٹ گرفتاری جاری نہ ہوئے ہوں اور نہ ہی کسی مبینہ الزام کی جوابدہی کے لئے آپ کو کسی کمیشن کے روبرو پیش ہونے کے لئے کہا گیا ہو۔

اب تصویر کا دوسرا رخ دیکھئے کہ جس شخص نے اس ظلم کی بنیاد رکھی۔ جس نے جماعت کو کینسر قرار دے کر اکھاڑ پھینکنے کے دعوے کئے۔ خدائی تقدیر نے اپنے امام اور جماعت کی دعاؤں کے نتیجے میں اسے ایسا پکڑا کہ نہ اسے زمین نے قبول کیا اور نہ آسمان نے بلکہ فضا میں ہی جلا کر خاک اور خاکستر کر دیا گیا اور قیامت تک کے لئے عبرت کا نشان بنا دیا گیا۔

پھر خلافت خامسہ کا دور آتا ہے۔ اس دور میں بھی خدا، پیارے وعدوں والا خدا پوری شان کے ساتھ اپنی خدائی ثابت کر رہا ہے۔ خلافت خامسہ کے دور میں فتنہ پرداز کھل کر تو کوئی فتنہ نہ پیدا کر سکے۔ لیکن نہایت ہی چھپے ہوئے اور مخفی انداز میں وار کیا۔ فتنہ پردازوں نے احباب جماعت کو ایک مضمون بھجوا کر یہ تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی کہ خلافت احمدیہ مستقل نہیں چلے گی۔ بلکہ ایک دور میں ملوکیت میں بدل جائے گی اور گویا وہ دور اب آ چکا ہے جب خلافت نے ملوکیت میں بدلنا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نہایت احسن طریق سے احباب جماعت کو اس فتنے سے بچایا اور آئندہ کے لئے بھی ایسے فتنوں کا سدباب کر دیا۔ آپ نے فرمایا:

اب میں مختصراً ان صاحب کی طرف آتا ہوں جنہوں نے بڑی ہوشیاری سے مضمون پھیلا کر بعض لوگوں کے دلوں میں شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اپنی طرف سے ایسے لوگوں کو آلہ کار بنانے کی کوشش کی ہے جو شاید اس سوچ میں پڑ جائیں لیکن انہیں پتہ نہیں کہ جماعت کی اکثریت خلافت کی سچی وفا اور محبت رکھنے والی ہے اور جن کو یہ مضمون بھجوائے گئے ہیں انہوں نے نظام کو یا مجھے اس سے آگاہ کر دیا، ہمیں بھجوا دیئے۔ شیطان نے ایک چال چلی تھی لیکن وہ ناکام ہو گیا۔ لیکن جماعت کو بتانا میرا فرض ہے کہ وہ

(باقی صفحہ 85 پر)

صد سالہ خلافت احمدیہ کے شیریں ثمرات کا طائرانہ جائزہ

ملکوں ملکوں اور قوموں قوموں میں آسمانی بادشاہت کی منادی کا لامتناہی سلسلہ

مکرم مبشر احمد خالد صاحب

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ عظیم روحانی مشن کی کامیابی کے متعلق الٰہی وعدوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدوں کو پورا کرے گا ......سوائے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا"۔

(تجلیات الٰہیہ۔ روحانی خزائن جلد 20 ص 410,409)

جماعت احمدیہ کے قیام پر ایک صدی سے کچھ زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ اس عرصہ میں جماعت نے محض اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے انتہائی نامساعد حالات اور ہر قسم کی مخالفت کے باوجود دنیا کے ہر خطے میں حیران کن ترقی کی ہے۔ جماعت احمدیہ کی اس عظیم ترقی کے متعلق ایک مختصر سا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

مختصر جائزہ

خلافت احمدیہ کی پہلی صدی میں خدا تعالیٰ کے فضلوں کا مختصر جائزہ حسب ذیل ہے۔

1۔ خلافت احمدیہ کی برکت سے جماعت احمدیہ دنیا کے 193 ممالک میں باقاعدہ طور پر قائم ہو چکی ہے۔

2۔ 1984ء کے بدنام زمانہ آرڈیننس کے بعد اب تک 102 نئے ممالک میں احمدیت نفوذ کر چکی ہے۔

3۔ ہجرت کے بعد 25 سالوں میں بیعت کرنے والوں کی تعداد 16 کروڑ سے تجاوز کر چکی ہے۔

4۔ واقفین نو بچوں کی تعداد جولائی 2008ء تک 37136 ہو چکی ہے۔ جن میں سے 23765 لڑکے ہیں اور 13771 لڑکیاں ہیں جو 1:2 کی نسبت بنتی ہے۔

5۔ 1994ء میں ایم ٹی اے جاری ہوا اور 2004ء میں ایم ٹی اے ٹو چینل جاری ہوا۔ اب ایم ٹی اے 3 العربیہ بھی جاری ہو چکا ہے۔

6۔ بورکینا فاسو میں ایک احمدیہ ریڈیو سٹیشن کام کر رہا ہے۔

7۔ قرآن کریم کی منتخب آیات، منتخب احادیث اور حضرت بانی سلسلہ کی منتخب تحریرات کا 100 سے زائد زبانوں میں ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔

8۔ نصرت جہاں سکیم کے تحت افریقہ کے 12 ممالک میں 41 ہسپتال و کلینکس دکھی انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں۔

9۔ اسی طرح نصرت جہاں سکیم کے تحت افریقہ کے 11 ممالک میں 510 ہائر سیکنڈری، جونیئر سیکنڈری اور پرائمری سکولز کام کر رہے ہیں۔

10۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے مختلف ممالک کی 17 زبانوں میں 79 اخبارات و رسائل شائع ہوتے ہیں۔

11۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نظام وصیت میں شاملین کی تعداد 88500 ہو گئی ہے۔

دنیا کے کناروں تک

وہ ممالک جن میں خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ قائم ہے ان میں سے کچھ ممالک کے نام یہ ہیں:

غانا، نائیجیریا، سیرالیون، گیمبیا، آئیوری کوسٹ، لائبیریا، بینن، کینیا، تنزانیہ، یوگنڈا، زیمبیا، زمبابوے، زائر، ماریشس، ساؤتھ افریقہ، سینیگال، بورکینا فاسو، ملاوی، کموروز، مالی، گنی بساؤ، موریطانیہ، ٹوگو لینڈ، روانڈا، برونڈی، انگولا، تیونس، نائیجر، گنی، مڈغاسکر، صومالیہ، کیمرون، مراکش، الجزائر، سوڈان، ایتھوپیا، کانگو، موزمبیق، کیپون،

امریکہ، کینیڈا، گیانا، ٹرینیڈاڈ، سرینام، برازیل، ڈومینیکن آف ریپبلک، گوئٹے مالا، ارجنٹائن

بیلجیئم، ڈنمارک، فرانس، جرمنی، ہالینڈ، ناروے، سوئٹزرلینڈ، سویڈن، سپین، برطانیہ، آئرلینڈ، یوگوسلاویہ، آسٹریا، پولینڈ، پرتگال، یونان، اٹلی، روس، فن لینڈ، لکسمبرگ۔

پاکستان، انڈونیشیا، ملائشیا، بھارت، بنگلہ دیش، پاپوا نیوگنی، سنگاپور، تھائی لینڈ، جاپان، برما، سری لنکا، نیپال، بھوٹان، فلپائن، ایران، ترکی، افغانستان، چین، جنوبی کوریا، مالدیپ، برونائی، ہانگ کانگ اور مشرق وسطیٰ کے ممالک۔

آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، فجی، ویسٹ سموا، طوالو، ٹونگا کیری باس، نورو، سالمن جزائر، وانوٹلی۔

گوواری پبلک، ایکواڈور، لیسوتھو، چیک ریپبلک، نکاراگوا، جزیرہ مایوٹا، وینزویلا، سائپرس، مالٹا، آذربائیجان، کیوبا، سینٹ کٹس، مارٹینق، گواڈے لوپ، سینٹ مارٹن، فرنچ گیانا، ہیٹی، پغاؤ جزیرہ، لیٹویا، آئس لینڈ، تاجکستان، ایسٹونیا، انٹی گوا، برمودا، بولیویا، جبرالٹر، بہاماز، سینٹ ونسنٹ۔

تراجم قرآن کریم

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی بعثت کا اصل مقصد ہی قرآن کریم کی تعلیم کی اشاعت تھا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم سے آپ کو عشق کی حد تک دلچسپی اور لگاؤ تھا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

جماعت احمدیہ عالمگیر خدا کے فضل سے دنیا کی 68 زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع کرنے کی سعادت پا چکی ہے۔ مزید 22 زبانوں میں تراجم قرآن زیر طبع ہیں اور 18 زبانوں میں قرآن کریم کے ترجمہ کا کام جاری ہے اور پروگرام یہ ہے کہ سو زبانوں میں قرآن کریم کے مکمل تراجم تفسیری نوٹس کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کر دیئے جائیں۔

قرآن کریم کے ساتھ زبانوں میں مکمل ترجمہ کے علاوہ ایک سو سے زائد زبانوں میں قرآن کریم کی منتخب آیات کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔

جن زبانوں میں مکمل طور پر قرآن کریم کا ترجمہ شائع کیا جا چکا ہے۔ ان کی کسی قدر تفصیل حسب ذیل ہے۔

1۔ انگریزی (English)۔ 2۔ فرانسیسی (French)۔ 3۔ جرمن (German)۔ 4۔ لوگنڈا (Luganda)۔ 5۔ ڈچ (Dutch)۔ 6۔ گورمکھی (Gurmukhi)۔ 7۔ یوروبا (Yoruba)۔ 8۔ ڈینش (Danish)۔ 9۔ انڈونیشین (Indonesian)۔ 10۔ سواحیلی (Swahili)۔ 11۔ اسپرانٹو (Esperanto)۔ 12۔ اٹالین (Italian)۔ 13۔ فجین (Fijian)۔ 14۔ ہندی (Hindi)۔ 15۔ رشین (Russian)۔ 16۔ سپینش (Spanish)۔ 17۔ سویڈش (Swedish)۔ 18۔ کورین (Korean)۔ 19۔ کیکویو (کینیا) (Kikuyu)۔ 20۔ جیپنیز (Japanese)۔ 21۔ پرتگیزی (Portuguese)۔ 22۔ فانٹی (غانا) (Fanti)۔ 23۔ اوریا (انڈیا) (Oriya)۔ 24۔ آسامی (انڈیا) (Assami)۔ 25۔ طوالو (Tuvalu)۔ 26۔ ٹرکش (Turkish)۔ 27۔ گجراتی (انڈیا) (Gujrati)۔ 28۔ پولش (پولینڈ) (Polish)۔ 29۔ بلگیرین (Bulgarin)۔ 30۔ ویتنامیز (Vietnamese)۔ 31۔ چیک (Czech)۔ 32۔ چائنیز (Chinese)۔ 33۔ سرائیکی (پاکستان) (Seraiki)۔ 34۔ مالی (ملیشیا) (Malay)۔ 35۔ پرشین (ایران) (Persian)۔ 36۔ ہوسا (نائیجیریا) (Husa)۔ 37۔ بنگالی (Bengali)۔ 38۔ سندھی (Sindhi)۔ 39۔ البانین (Albanian)۔ 40۔ مینڈے (سیرالیون) (Mande)۔ 41۔ ملایلم (انڈیا) (Malayalam)۔ 42۔ تامل (انڈیا) (Tamil)۔ 43۔ پنجابی (پاکستان) (Punjabi)۔ 44۔ گریک (یونان) (Greek)۔ 45۔ نارویجین (Norwegian)۔ 46۔ کروش (ایران۔ ترکی) (Kurdish)۔ 47۔ پشتو (پاکستان) (Pushto)۔ 48۔ تلگو (انڈیا) (Telgo)۔ 49۔ مرہٹی (انڈیا) (Marathi)۔ 50۔ برمیز (انڈیا) (Burmese)۔ 51۔ کشمیری۔ 52۔ کریول۔ 53۔ ازبک۔ 54۔ مورے۔ 55۔ بوسنین۔ 56۔ کرغز۔ 57۔ تھائی۔ 58۔ مالاگاسی۔

رسالہ "المنبر" نے اپنی 2 مارچ 1956ء کی اشاعت میں لکھا:۔

ایک عبرت انگیز واقعہ ہمارے سامنے وقوع پذیر ہوا۔ 1954ء میں جب جسٹس منیر انکوائری کورٹ میں علم اور مسائل اسلامی کے دل بہلا رہے تھے اور تمام مسلم جماعتیں قادیانیوں کو غیر مسلم ثابت کرنے کی جدوجہد میں مصروف تھیں۔ قادیانی عین انہی دنوں اور بعض دوسری غیر ملکی زبانوں میں ترجمہ قرآن کریم مکمل کر چکے تھے اور انہوں نے انڈونیشیا کے صدر حکومت کے علاوہ گورنر جنرل پاکستان اور جسٹس منیر کی خدمات میں یہ تراجم پیش کئے۔

(المنبر 2 مارچ 1956ء)

جماعت احمدیہ کی یہ مساعی اور اس کے شیریں ثمرات حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی سچائی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ خدا تعالیٰ نے بالکل آغاز میں جو وعدے حضرت بانی سلسلہ کے ساتھ کئے تھے۔ آج خدا کے فضل سے وہ تمام وعدے حرف بحرف پورے ہوتے نظر آ رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی اس تائید و نصرت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت بانی سلسلہ اپنے منظوم کلام میں

فرماتے ہیں:۔

یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگاہ میں تری کچھ کم نہ تھے خدمت گزار
میں تو مرکر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف
پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دی جاتی غبار
اس قدر مجھ پر ہوئیں تیری عنایات و کرم
جن کا مشکل ہے کہ تا روز قیامت ہو شمار
اک زمانہ تھا کہ میرا نام بھی مستور تھا
قادیاں بھی تھی نہاں ایسی کہ گویا زیر غار
کوئی بھی واقف نہ تھا مجھ سے نہ میرا معتقد
لیکن اب دیکھو کہ چرچا کس قدر ہے ہر کنار
اس زمانے میں خدا نے دی تھی شہرت کی خبر
جو کہ اب پوری ہوئی بعد از مرور روزگار
پھر ذرا سوچو کہ اب چرچا مرا کیسا ہوا
کس طرح سرعت سے شہرت ہوگئی در ہر دیار
اس قدر نصرت کہاں ہوتی ہے اک کذاب کی
کیا تمہیں کچھ ڈر نہیں ہے کرتے ہو بڑھ بڑھ کے وار

(از درثمین)

خلافت خامسہ میں ترقیات کی چند جھلکیاں

☆پہلی بار ایم ٹی اے کی برکت سے تمام جماعت احمدیہ عالمگیر نے براہ راست کسی خلیفہ کی بیعت کی۔

☆مورخہ 4 جولائی 2003ء کو ایم ٹی اے سیٹ تھری پر نشریات کا آغاز ہوا۔

☆مورخہ 7 ستمبر 2003ء کو کینیڈا میں پہلے جامعہ احمدیہ کا افتتاح ہوا۔

☆مورخہ 17 ستمبر 2003ء کو احمدی ڈاکٹرز کو وقف کرنے کی تحریک فرمائی۔

☆جلسہ سالانہ برطانیہ 2003ء کے موقع پر طاہر فاؤنڈیشن کے قیام کا اعلان فرمایا۔

☆مارچ و اپریل 2004ء میں مغربی افریقہ کے ممالک غانا، نائیجیریا، بورکینا فاسو اور بینن کا دورہ کیا اور اس دوران 21 بیوت الذکر کا افتتاح فرمایا۔

☆مورخہ 2004ء کو نور فاؤنڈیشن قائم فرمائی۔

☆مئی 2004ء کو جلسہ سالانہ ہالینڈ کا افتتاح فرمایا۔

☆جون کے آخری عشرہ میں کینیڈا کا دورہ کیا۔

☆جلسہ سالانہ برطانیہ 2004ء کے اختتامی خطاب میں 2008ء تک لازمی چندہ جات ادا کرنے والوں کی 50 فیصد تعداد کو نظام وصیت میں شامل کرنے کی تحریک فرمائی۔

☆25 راگست 2004ء کو بیت الحبیب کیل جرمنی کا افتتاح فرمایا۔

☆ستمبر 2004ء میں سوئٹزرلینڈ اور بیلجیئم کا دورہ کیا۔

☆یکم اکتوبر 2004ء کو بیت مبارک برمنگھم برطانیہ کا افتتاح فرمایا۔

☆دسمبر 2004ء کے آخری عشرہ میں فرانس کا دورہ کیا۔

☆جنوری 2005ء کے آغاز میں سپین کا دورہ کیا۔

☆اپریل و مئی 2005ء میں مشرقی افریقہ کے ممالک، کینیا، تنزانیہ اور یوگنڈا کا دورہ کیا۔

☆مورخہ 27 مئی کو صد سالہ خلافت جوبلی منصوبہ کا اعلان فرمایا۔ جو 2008ء میں منائی جائے گی۔

☆2005ء کے آغاز میں فرانس اور سپین کا دورہ کیا۔

☆جون 2005ء کے آخری عشرہ میں کینیڈا کا دورہ کیا۔

☆11 جون 2005ء کو وینکوور بیت الذکر کینیڈا کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

☆18 جون 2008ء ستمبر کو کیلگری بیت الذکر کینیڈا کا سنگ بنیاد رکھا۔

☆مورخہ 16 تا 18 ستمبر 2005ء کو پہلی دفعہ سویڈن میں سکینڈے نیوین ممالک کا مشترکہ جلسہ ہوا۔ جس میں حضور نے بھی شرکت فرمائی۔

☆14 راکتوبر 2005ء کو پاکستان کے شمالی علاقہ جات و کشمیر میں قیامت خیز زلزلہ کے باعث متاثرین کی بھرپور امداد کی تحریک فرمائی۔

☆11 نومبر 2005ء کو بیت الناصر ہارٹلے پول برطانیہ کا افتتاح فرمایا۔

☆دسمبر 2005ء کے پہلے عشرہ میں ماریشس کا دورہ کیا۔

☆11 دسمبر 2005ء تا 17 جنوری 2006ء قادیان بھارت کا دورہ فرمایا اور جلسہ سالانہ قادیان 2005ء کو رونق بخشی۔

☆اپریل 2006ء میں ملائشیا، سنگاپور، فجی اور آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور جاپان کا دورہ کیا۔

☆مئی 2006ء میں جماعت احمدیہ جرمنی کی ذیلی تنظیموں کے مشترکہ اجتماع کے سلسلہ میں حضور جرمنی تشریف لے گئے۔

☆مورخہ 3,2 جون 2006ء کو حضور انور نے جاپان کا دورہ فرمایا۔

☆12 جون 2006ء کو حضور نے بیلجیئم کا دورہ فرمایا۔

☆21 راگست 2006ء کو جرمنی کا دورہ فرمایا۔

☆3 دسمبر 2006ء کو جامعہ احمدیہ UK کے نئے بلاک اور بیت الذکر کا افتتاح فرمایا۔

☆15 دسمبر 2006ء کو حضور نے احمدی ڈاکٹرز کو وقف کرنے کی خصوصی تحریک فرمائی۔

☆حضور انور نے 22 دسمبر 2006ء تا 3 جنوری 2007ء بیلجیئم و جرمنی کا دورہ فرمایا۔

☆23 دسمبر 2006ء کو حضور نے بیت بشیر جرمنی کا افتتاح فرمایا۔

☆23 دسمبر 2006ء کوسٹ گارڈ جرمنی کی بیت کا سنگ بنیاد رکھا۔

☆24 دسمبر 2006ء کو جماعت آسٹریلیا کا پہلا جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔

☆28 دسمبر 2006ء کو ایم ٹی اے کے ذریعہ حضور انور نے پہلی دفعہ جرمنی سے جلسہ سالانہ قادیان کو براہ راست مخاطب فرماتے ہوئے خطاب فرمایا۔

☆حضور نے 29 دسمبر 2006ء کو روڈ گاؤ جرمنی کی بیت کا سنگ بنیاد رکھا۔

☆حضور نے 29 دسمبر 2006ء کو بیت الجامع جرمنی کا افتتاح فرمایا۔

☆2 جنوری 2007ء کو حضور انور نے بیت برلن جرمنی کا سنگ بنیاد رکھا۔

☆3 جنوری تا 7 جنوری 2007ء کو حضور انور نے ہالینڈ کا دورہ فرمایا۔

☆20 مئی 2008ء کو جماعت احمدیہ البانیہ کا پہلا جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔

☆8 جولائی 2007ء کو جماعت احمدیہ جرمنی کی پہلی چیریٹی واک منعقد ہوئی۔

☆18 راگست 2007ء کو حضور دورہ یورپ فرانس، ہالینڈ اور جرمنی کے دورہ کے لئے روانہ ہوئے۔

☆31 راگست تا 2 ستمبر 2007ء کو جلسہ سالانہ جرمنی منعقد ہوا۔

☆مورخہ 11 راپریل تا 20 راپریل 2008ء کو حضور نے خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے سلسلہ میں مغربی افریقہ کا دورہ فرمایا۔

☆17 تا 19 راپریل 2008ء کو گھانا میں خلافت جوبلی کا جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں ایک لاکھ سے زائد افراد نے شرکت کی۔

☆21 تا 25 راپریل حضور انور نے بینن کا دورہ فرمایا۔

☆2 تا 4 مئی نائیجیریا میں خلافت جوبلی کا جلسہ منعقد ہوا۔

☆ماہ مئی میں دنیا کی تمام جماعتوں میں خلافت جوبلی کی مناسبت سے جلسے منعقد کئے گئے۔

☆مورخہ 27 مئی 2008ء کو لندن کے معروف ایکسل سنٹر میں خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کا جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں حضور انور نے انتہائی ایمان افروز جلالی خطاب فرمایا اور ساری دنیا کے احمدیوں سے بیک وقت خلافت احمدیہ کی حفاظت اور جماعت احمدیہ سے وفاداری کا عہد لیا۔ اس تقریب میں ہزاروں احمدی مرد وزن اور بچوں نے شمولیت کی اور ایم ٹی اے کے ذریعہ براہ راست ساری دنیا میں اس جلسہ کی تقریب کو دیکھا اور سنا گیا۔ الحمدللہ علی ذالک۔

مورخہ 27 مئی کو پوری دنیا میں خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی بڑے ایمانی جوش و جذبہ سے منائی گئی۔ باجماعت نماز تہجد ادا کی گئی۔ شیرینی تقسیم کی گئی۔ گھروں میں عمدہ کھانے پکائے گئے۔ اس موقع پر نئے ملبوسات استعمال کئے گئے۔ غرضیکہ اس دن کو ساری دنیا میں احمدیوں نے عید کی طرح منایا اور خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا گیا۔

☆16 جون 2008ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کا پہلا دورہ امریکہ۔

☆20 تا 22 جون جلسہ سالانہ خلافت جوبلی امریکہ۔

☆24 جون سے دورہ کینیڈا کا آغاز ہوا۔

☆27 تا 29 جون جلسہ سالانہ خلافت جوبلی کینیڈا۔

☆25 تا 27 جولائی 2008ء جلسہ سالانہ خلافت جوبلی برطانیہ۔

☆13 راگست 2008ء دورہ جرمنی کا آغاز۔

☆14 راگست کو بیت الکریم جرمنی کا افتتاح فرمایا۔

☆15 راگست کو بیت السمیع جرمنی کا افتتاح فرمایا۔

☆19 راگست کو بیت انوار جرمنی کا افتتاح فرمایا۔

☆20 راگست 2008ء کو جامعہ احمدیہ جرمنی کا قیام عمل میں آیا۔

☆22 تا 24 راگست 2008ء جلسہ سالانہ خلافت جوبلی جرمنی منعقد ہوا۔

قدرت ثانیہ کے تاقیامت بقا کی بشارت

یہ سورۃ نور میں وعدہ ہے سب ایمان والوں سے
خدا والوں رسول پاکؐ اور قرآن والوں سے
عمل جن کے بھی صالح ہوں گے وہ انعام پائیں گے
خدائے دو جہاں سے دولت الہام پائیں گے
عطا ہو گی انہیں ہر دور میں نعمت امامت کی
بڑھے گی جس سے عزّ و شاں محمدؐ کی رسالت کی
وہ امت کے لئے یکسر حصارِ عافیت ہو گی
اسی سے سب کی وابستہ صلاح و مشورت ہو گی
خدا کو اپنے بندوں کے لئے جو دیں پسند آیا
جسے اس نے شہ ابرارؐ پر نازل تھا فرمایا
اسی نعمت کے ذریعہ اس کو ہو گی تمکنت حاصل
جہاں میں عزّ و استحکام و قدر و منزلت حاصل
امام وقت جب بھی منتخب ہو گا مشیت سے
بدل جائیں گے سب خوف و خطر امن و سکینت سے
عبادت ہو سکے تا حق کی اطمینان سے ہر دم
شریک اس کا نہ ٹھہرائیں کبھی ہرگز کسی کو ہم
اک ارشاد وعیدی بھی ہے اس وعدہ کے آخر میں
یہ لازم ہے کہ مومن اس کو بھی پیش نظر رکھیں
جو یہ سمجھے جماعت کی ضرورت ہی نہیں اس کو
امامت کی قیادت کی ضرورت ہی نہیں اس کو
وہ ہر اک اجتماعی کام سے محروم رہتا ہے
جہاد و خدمت ...... سے محروم رہتا ہے
جو سچ پوچھو تو وہ شیرازہ امت کا دشمن ہے
نظام مرکزی کی حکمت و عظمت کا دشمن ہے
رضائے خاص رب العالمیں وہ پا نہیں سکتا
وہ اس کے سایہ رحمت کے نیچے آ نہیں سکتا
غرض اس کی مثال اس بھیڑ کی مانند ہوتی ہے
جو ظالم گرگ کے ہاتھ آ کے اپنا آپ کھوتی ہے
الٰہی رکھ ہمیں پیوستہ ہر لحظہ اطاعت سے
نہ اک لحظہ بھی گزرے عمر کا باہر جماعت سے

محمد صدیق امرتسری

(بقیہ از صفحہ 82)

آئندہ محتاط رہیں۔ ان صاحب نے حضرت میاں بشیر احمد صاحب کی اس بات کو انڈر لائن کیا ہے کہ کسی نبی کے بعد خلافت متصلہ کا سلسلہ دائمی طور پر نہیں چلتا بلکہ صرف اس وقت تک چلتا ہے جب تک کہ خدا تعالیٰ نبوت کے کام کی تکمیل کے لئے ضروری خیال فرمائے اور اس کے بعد ملوکیت کا دور آجاتا ہے یعنی تسلسل قائم نہیں رہتا ایک کے بعد دوسرا خلیفہ نہیں آتا۔ روحانی طور پر سلسلہ ختم ہو جائے گا لیکن یہاں بھی واضح ہو کہ کیا جو حضرت مسیح موعود کا مشن تھا مکمل ہو گیا ہے؟ جیسا کہ میں نے کہا کہ یہ حضرت میاں صاحب کا اپنا نظریہ تھا اور اس بارہ میں ایک دو اور جگہ اس مضمون میں جو میں نے الفاظ پڑھے ہیں اس سے ملتے جلتے الفاظ ہیں لیکن یہ صاحب حضرت میاں صاحب کے اسی مضمون میں یہ الفاظ بھی پڑھ لیں کہ سچے خلفاء کی علامات کیا ہیں۔ آپ اس بارہ میں لکھتے ہیں کہ پہلی اور ظاہری علامت یہ ہے کہ مومنوں کی جماعت کسی شخص کو اتفاق رائے یا کثرت رائے سے خلیفہ منتخب کرے۔ اب یہ صاحب بتائیں کہ کیا خلافت خامسہ کے انتخاب میں یہ نہیں ہوا۔ مجلس انتخاب میں تو بہت سے ایسے ممبران تھے جو مجھے جانتے بھی نہیں تھے لیکن الٰہی تقدیر کے ماتحت انہوں نے میرے حق میں رائے دی اور اکثر نے یہ کہا کہ ہمارے دل میں یہ خدائی تحریک پیدا ہوئی ہے اور اس بات کی وضاحت بھی حضرت میاں صاحب نے مضمون میں کی ہوئی ہے۔ بہر حال میں میاں صاحب کے حوالوں سے اس لئے بات کر رہا ہوں کہ ان کے مضمون میں ہی جواب موجود ہے اور یہ بھی کہ تم جلد بازی نہ کرو۔ پھر آپ لکھتے ہیں کہ دوسری علامت یہ ہے کہ جو باطنی علامتوں میں سے ہونے کی وجہ سے کسی قدر غور اور مطالعہ چاہتی ہے وہ ہے قرآن کریم کی آیت استخلاف یعنی ولیمکنن لھم ...... کہ اور ان کے لئے ان کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ آپ لکھتے ہیں کہ ہر خلیفہ کی وفات کے بعد عموماً جماعت میں ایک زلزلہ وارد ہوتا ہے۔ جماعت کے لوگ خوفزدہ ہو جاتے ہیں ایسے وقت میں خدا کی سنت ہے کہ وہ اپنے مقرر کردہ خلیفہ کے ذریعہ انہیں اطمینان اور تمکنت عطا فرماتا ہے۔ اب آپ میں سے ہر کوئی گواہ ہے بلکہ دنیا کا ہر احمدی گواہ ہے، ہر بچہ گواہ ہے کہ کیا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی وفات کے بعد جو ایک خوف کی حالت تھی اسے اللہ تعالیٰ نے سکینت میں نہیں بدل دیا؟ اگر ان صاحب کے لئے یہ دلیل کافی نہیں تو اللہ ہی رحم کرے اور تیسری علامت حضرت میاں صاحب نے اپنی ذوقی علامت فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی رنگ میں نبی پر ظاہر کر دیتا ہے کہ کون آئندہ ہونا ہے۔ بہر حال اس کا تعلق تو نبی سے ہے۔ ضروری نہیں کہ ہر جگہ نبی کی طرف سے اظہار بھی ہو تو ان صاحب سے میں حضرت میاں صاحب کے الفاظ میں یہی کہتا ہوں کہ اس زمانے کی قدر کو پہچانو اور اپنے پیچھے آنے والوں کے لئے نیک نمونہ چھوڑو تا کہ بعد کی نسلیں محبت اور فخر کے ساتھ یاد کریں اور تمہیں احمدیت کے معماروں میں یاد کریں نہ کہ خانہ خرابوں میں۔......

اب احمدیت کا علمبردار وہی ہے جو نیک اعمال کرنے والا ہے اور خلافت سے چمٹا رہنے والا ہے۔ جب تک ایسی مائیں پیدا ہوتی رہیں گی جن کی گود میں خلافت سے محبت کرنے والے بچے پروان چڑھیں گے اس وقت تک خلافت احمدیہ کو کوئی خطرہ نہیں‘‘۔

(خطبہ جمعہ 27 مئی 2005ء الفضل 5 جولائی 2005ء ص4)

حضرت مصلح موعود مخالفین کو للکارتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

’’ہم ان سے کہتے ہیں تم کیا۔ اگر تم دنیا کی ساری حکومتوں اور ساری قوموں کو بلا کر بھی اپنے ساتھ لے آؤ پھر بھی تم جیت جاؤ تو ہم جھوٹے۔ اگر ان لوگوں نے ایسا کیا تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس چیز سے ٹکراتے ہیں اگر انہوں نے ہم پر حملہ کیا تو چکنا چور ہو جائیں گے اور اگر ہم نے ان پر حملہ کیا تو بھی وہ چکنا چور ہو جائیں گے۔ یہ خدا کا قائم کردہ سلسلہ ہے اور یہ اس کی مشیت اور ارادہ ہے کہ اسے کامیاب کرے۔ اس کے خلاف کوئی انسانی طاقت کچھ نہیں کر سکتی۔ بیشک ہم کمزور ہیں، ضعیف ہیں۔ اس کا ہمیں اقرار ہے مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ پر ہمیں یقین ہے اور اس کے متعلق ہم کوئی ضعف نہیں دکھا سکتے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ان کو کچل دیں گے مگر یہ ضرور، یقیناً اور حتمی طور پر کہتے ہیں کہ خدا ان کو کچل دے گا۔ خواہ وہ کتنی بڑی فوجوں کے ساتھ ہمارے خلاف کھڑے ہو جائیں۔ لڑائی کا نام اسلامی اصطلاح میں آگ رکھا گیا ہے اور حضرت مسیح موعود کا الہام ہے۔ ’’آگ سے ہمیں مت ڈراؤ، آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے‘‘۔

(تاریخ احمدیت جلد 7 ص 447)

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

امام کی دعا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

’’اور تو ان کے مالوں میں سے صدقہ قبول کر لیا کر۔اس ذریعہ سے تو انہیں پاک کرے گا نیز ان کا تزکیہ کرے گا اور ان کے لئے دعا کیا کر یقیناً تیری دعا ان کے لئے سکینت کا موجب ہوگی اور اللہ بہت سننے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے‘‘۔

(التوبہ:103)

امام کے لئے دعا

حضرت عوف بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:۔

’’تمہارے بہترین امام وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں۔تم ان کے لئے دعا کرتے ہو اور وہ تمہارے لئے دعا کرتے ہیں‘‘۔

(صحیح مسلم کتاب الامارہ باب خیار الائمۃ حدیث نمبر 3447)

جب سب مل جل کر خلافت احمدیہ اور خلیفہ وقت کیلئے دعا کریں گے تو یہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو کھینچنے والی چیز ہوگی

اگر خلافت سے محبت ہے تو اپنی زندگی کو اس نہج پر چلائیں جس پر خلیفۂ وقت چلانا چاہتا ہے

جہاں میں اپنے لئے دعا کرتا ہوں، عہدیداروں کیلئے بھی دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہمیشہ سیدھے راستے پر چلائے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 6۔اپریل 2007ء میں فرماتے ہیں:۔

دعاؤں کے ذریعہ سے میری مدد کریں اور میں ہر وقت آپ کے لئے دعا گو رہوں کیونکہ جماعت اور خلافت لازم وملزوم ہیں۔اللہ تعالیٰ مجھے اپنی ذمہ داریاں اُس طرح ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس طرح وہ چاہتا ہے۔جب سب مل کر خلافت احمدیہ اور خلیفہ وقت کے لئے دعا کر رہے ہوں گے تو یہ اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں کو کھینچنے والی ہوگی کیونکہ امام اور جماعت کی دعائیں ایک سمت میں چل رہی ہوں گی۔اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو اللہ تعالیٰ سے مانگ رہی ہوں گی۔تو جب ایک سمت میں چل رہی ہوں گی تو دعائیں کرنے والوں کی سمتیں بھی ایک طرف چلتی رہیں گی۔ان کو بھی یہ خیال رہے گا کہ جب ہم دعا کر رہے ہیں تو ہمارے عمل بھی ایسے ہونے چاہئیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہوں۔اس سمت میں جا رہے ہوں جہاں خلیفۂ وقت اور اللہ اور رسول کے حکموں کے مطابق ہمیں جانا چاہئے یا خلیفۂ وقت اللہ اور رسول کے حکموں کے مطابق ہمیں لے جانا چاہتا ہے اگر اس احساس کے ساتھ دعا کر رہے ہوں گے تو اپنی اصلاح کی بھی ساتھ ساتھ توفیق ملتی رہے گی اور امام کے لئے نگرانی کا کام بھی آسان ہو رہا ہوگا۔

پس اس نکتہ کو ہر احمدی کو سمجھنا چاہئے کہ جہاں امام کی ذمہ داری ہے کہ انصاف قائم کرے اور اللہ اور رسول کے حکموں کے مطابق جماعت کی تربیت کی طرف توجہ دے۔ان کی تکلیفوں کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ان کے لئے دعائیں کرے وہاں افراد جماعت کو بھی اس احساس کو اپنے اندر قائم کرنا ہوگا کہ اگر ہمیں خلافت سے محبت ہے تو ہم بھی اپنی حالتوں کو دیکھیں اور ان کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی زندگی کو اس نہج پر چلانے کی کوشش کریں جس پر خدا اور رسول کے حکموں کے مطابق ہماری زندگی چلنی چاہئے یا جس طرف ہمیں خلیفۂ وقت چلانا چاہتا ہے۔

دیکھیں جب ماں باپ اپنے بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دیتے ہیں تو بعض اوقات بچوں میں یہ احساس بھی پیدا کرتے ہیں اور ان کے اس احساس کو بیدار کرتے ہیں کہ تم ہماری عزت اور ہمارے خاندان کی عزت کی خاطر یہ یہ بری باتیں چھوڑ دو اور نیک عمل کرو۔ایسی باتیں نہ کرو جس سے دوسروں کے سامنے ہماری سبکی ہو۔نگران کا، ان کے ان جذبات کو ابھارنا بھی ان کی اصلاح کا ایک حصہ ہے،ایک کام ہے۔پس ہر فرد جماعت جو حضرت مسیح موعود کی جماعت سے منسوب ہوتا ہے یہ بات یاد رکھے کہ حضرت مسیح موعود کی جماعت کی طرف منسوب ہو کر آپ کو بدنام نہیں کرنا۔اس بات کا حضرت مسیح موعود نے خود بھی اظہار فرمایا ہے۔مفہوم یہی ہے جو میں نے بیان کیا،الفاظ ذرا مختلف ہیں۔

اسی طرح امام کی نگرانی کے ضمن میں یہ بات بھی کرتا چلوں کہ آجکل یا یوں کہنا چاہئے جماعت میں امام یا خلیفۂ وقت کی نمائندگی میں جہاں جہاں بھی جماعتیں قائم ہیں عہدیداران متعین ہیں،ان کا بھی فرض ہے کہ حقیقی رنگ میں انصاف کو قائم رکھتے ہوئے اگر کبھی کسی موقع پر اپنے پر یا اپنے عزیزوں پر بھی زد پڑتی ہو تو اس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس نمائندگی کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں جو آپ کے سپرد کی گئی ہے تا کہ اس نگرانی میں خلیفۂ وقت کی بھی احسن رنگ میں مدد کر سکیں۔تا کہ جزا سزا کے دن اس کو سرخرو کروانے والے بھی ہوں۔ہر عہدیدار کے عمل جہاں براہ راست اس کو جوابدہ بناتے ہیں اور ہر عہدیدار اپنے دائرے میں جہاں نگران ہے وہ ضرور پوچھا جائے گا۔یاد رکھیں کہ خلیفۂ وقت کی نمائندگی میں آپ اس لحاظ سے بھی ذمہ دار ہیں،اس لئے کبھی یہ نہ سوچیں کہ کسی معاملے میں خلیفۂ وقت کو اندھیرے میں رکھا جا سکتا ہے۔ٹھیک ہے،رکھ سکتے ہیں آپ،لیکن جو جزا سزا کے دن کا مالک ہے خدا تعالیٰ ہے،اس کو اندھیرے میں نہیں رکھا جا سکتا۔پس ہر عہدیدار کی دوہری ذمہ داری ہے،اس کو ہر وقت یہ ذہن میں رکھنا چاہئے اور اس کے لئے جیسا کہ میں نے کہا دعا ہی ہے جو سیدھے راستے پر چلانے والی ہے اور چلا سکتی ہے کہ اپنے ذمہ داری کو دعاؤں کے ساتھ نبھانے کی کوشش کریں۔جہاں تک میری ذات کا سوال ہے۔میں جہاں اپنے لئے دعا کرتا ہوں عہدیداروں کے لئے بھی دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہمیشہ انصاف پر قائم رکھتے ہوئے،سیدھے راستے پر چلائے۔کبھی ان سے کوئی ایسا عمل سرزد نہ ہو جس کا اثر پھر آخر کار یا نتیجتاً مجھ پر بھی پڑے۔یہاں جماعت کو بھی یہ توجہ دلا دوں کہ آپ لوگ بھی اپنی ذمہ داری کا صحیح حق ادا نہیں کر رہے ہوں گے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ خادم مالک کے مال کا نگران ہے۔اگر آپ اس ذمہ داری کا حق ادا کرتے ہوئے اسے ادا نہیں کر رہے جو خلیفۂ وقت نے آپ کے سپرد کی ہے۔اس کی صحیح ادائیگی نہ کر کے آپ بھی اس مال کی نگرانی نہ کرنے کے مرتکب ہو رہے ہوں گے۔جب خلیفۂ وقت نے آپ سے مشورہ مانگا ہے تو اگر آپ صحیح مشورہ نہیں دیتے تو خیانت کے مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں۔اگر انصاف سے کام لیتے ہوئے ان لوگوں کو منتخب نہیں کرتے جو اس کام کے اہل ہیں جس کے لئے منتخب کیا جا رہا ہے،اگر ذاتی تعلق،رشتہ داریاں اور برادریاں آڑے آ رہی ہیں تو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی بھی نافرمانی کر رہے ہیں کہ تؤدوا الامانات الی اھلھا۔یعنی تم امانتیں ان کے مستحقوں کے سپرد کرو جو ہمیشہ عدل پر رہنے والے ہوں اور اس اصول پر چلنے والے ہوں کہ جب بھی فیصلہ کرنا ہے تو اس ارشاد کو بھی پیش نظر رکھنا ہے کہ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ کہ انصاف سے فیصلہ کرو جو ذمہ داریاں سپرد کی گئی ہیں ان کو انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے ادا کرو۔اگر نہیں تو یہ نہ سمجھو کہ یہاں داؤ چل گیا تو آگے بھی اسی طرح چل جائے گا۔اللہ کا رسول کہتا ہے کہ جزا سزا کے دن تم پوچھے جاؤ گے۔

(روزنامہ الفضل 22 مئی 2007ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا صد سالہ جشن تشکر 1989ء موقع پر مجلس مشاورت کے نام دعائیہ پیغام

غلبہ میں عفو اور طاقت میں عاجزی کا خلق کریمانہ آپ کو عطا ہو اور آپ کے سب غم خوشیوں میں بدل جائیں

مجلس مشاورت پاکستان 1989ء کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی خدمت اقدس میں صد سالہ جوبلی کے سلسلہ میں ایک تہنیتی پیغام ارسال کیا گیا جو حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے (جو اس وقت ناظر اعلیٰ و امیر مقامی تھے) حضور کو بھجوایا تھا۔ اس کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ایک پُرسوز اور دعائیہ پیغام ارسال فرمایا۔

یہ تاریخی پیغام بطور تبرک ھدیہ قارئین ہے۔

آپ کی طرف سے مجھے وہ پیغام تہنیت اور تجدید عہد مجھے ملا جو نمائندگان نے شوریٰ کے آخری اجلاس میں منظور کر کے مجھے بھجوانے کے لئے آپ کے سپرد کیا تھا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

پیغام پڑھنے سے پہلے ہی آپ کا تمہیدی خط پڑھتے ہوئے میرے جذبات قابو میں نہ رہے اور گھبراہٹ میں کہ پرائیویٹ سیکرٹری مجھے اس حالت میں دیکھ نہ لیں سرسری نظر ہی سے تہہ کر کے ایک طرف رکھ دیا۔ پھر اُٹھ کے اندر اپنے حجرے میں لے گیا اور اطمینان سے اسی کیفیت میں اُسے پڑھا جس کیفیت میں لکھا یا لکھوایا گیا تھا۔ اس سے زیادہ میں اب اور کیا لکھوں۔ باقی باتیں میرے دل کی میرے رب سے سرگوشیاں

اللہ آپ سب کے ساتھ ہو۔ ہمیشہ اپنی حفاظت اور رحمت کی آغوش میں رکھے۔ پاکستان میں شمشاد کی طرح پھولیں پھلیں اور بڑھیں اور پھیلیں اور شجر طیبہ کی طرح سایہ دار بنیں۔ آپ کو دیکھ کر میری آنکھیں ہمیشہ ترو تازہ اور ٹھنڈی ہوں اور میری طرف سے آپ کو ہمیشہ آنکھوں کی تراوت نصیب ہو۔ آپ کی چھینی ہوئی آزادیاں آپ کو دوبارہ نصیب ہوں اور آپ کے غصب شدہ حقوق آپ کو جلد تر واپس ملیں۔ اپنی سب مرادوں کو پائیں (-)

غلبہ میں عفو اور طاقت میں عاجزی کا خلق کریمانہ عطا ہو۔ قدم قدم اور لحظہ لحظہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی نگاہیں آپ پر پڑیں۔ آپ کے سب غم خوشیوں میں بدل جائیں۔ ہر رنج راحت میں تبدیل ہو۔ سب فکریں طمانیت قلب میں ڈھل جائیں۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو۔ اللہ آپ کے ساتھ رہے۔ اللہ آپ کا ہو جائے۔

خدا حافظ! والسلام خاکسار

مرزا طاہر احمد

5-4-1989

پیغام حضرت اماں جان

خلافت کے ذریعے نبوت کے فیوض کا دوام

میں اپنی پیاری جماعت سے صرف اس قدر کہنا چاہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو خلافت کے ذریعہ ایک ہاتھ پر جمع کر رکھا ہے اور اسے حضرت مسیح موعود کے پیغام کی تکمیل اور مضبوطی کا واسطہ بنایا ہے۔ پس اس کی قدر کرو۔ کیونکہ یہی وہ چیز ہے جس کے ذریعہ آپ لوگ نبوت کے انعاموں کو اپنے لئے لمبا بلکہ دائمی بنا سکتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے موجودہ خلیفہ اور میرے پیارے بچے محمود اور اس کے بھائیوں اور بہنوں اور ان کی اولاد کے لئے بھی خاص طور پر دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ ان کی زندگیوں کو لمبا کرے اور اعلیٰ سے اعلیٰ خدمت دین کی توفیق دے کہ اسی میں میری ساری خوشی ہے۔ فقط والسلام

ام محمود قادیان

14-3-1943

(الفرقان مئی 1967ء)

نظام جماعت خلافت سے وابستہ ہے

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا ایک قیمتی نوٹ

نظم کچھ کام نہیں دیتا خلافت کے بغیر

ان چند سطور کے لکھنے کی تحریک مجھے برادرم مکرم تنویر صاحب کے اشعار الفضل کے یکم اپریل کے پرچہ میں دیکھ کر ہوئی۔ یہ مصرعہ تھا جس نے میرے بہت عرصہ کے دیکھے ہوئے خواب کی یاد مزید تازہ کر دی جو میں نے ان ایام میں جب بعض اصحاب کے خیالات کا خلافت کے خلاف چرچا شروع ہو گیا تھا دیکھا تھا۔ یہ خلافت اولیٰ کے زمانہ کا خواب ہے۔ میں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود حجرہ میں (ایک کمرہ ہے ہمارے قادیان کے مکان ''دارالامن'' میں جس میں آخری سالوں میں حضرت مسیح موعود کا قیام دن کے وقت رہا ہے) کھڑے ہیں میں بھی پاس کھڑی ہوں میں نے کہا بعض لوگ کہتے ہیں کہ خلافت کی ضرورت نہیں جماعت اور انجمن کا کام سلسلہ کے لئے بہت کافی ہے۔ آپ نے انگشت مبارک سے ایک جانب اشارہ کیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک کونے میں ایک جھاڑو کمرے میں رکھی ہے۔ اشارہ کر کے آپ نے فرمایا کہ ''یہ جھاڑو بندھی رکھی ہے لیکن ایک ہاتھ اگر اس کو چلانے والا نہ ہو تو کیا کمرہ صاف ہو سکتا ہے؟'' اتنا کہا، میں نے سنا اور آنکھ کھل گئی۔ یہ خواب مجھے یاد رہا اور یاد آتا رہا ہے۔ کسی کسی کو سنایا بھی ہے یاد نہیں شاید تحریر میں بھی آ چکا ہو۔ مگر پھر لکھ دیا ہے۔

والسلام

مبارکہ

(روزنامہ الفضل 3/اپریل 1970ء)

☆☆☆☆☆☆

مکرم غلام مصطفیٰ منصور صاحب

خلیفۂ وقت دعاؤں کا خزینہ ہے

ان دعاؤں کا محور وہی ہوگا جو وفا کا تعلق رکھے گا

قابل نہ تھا مگر اس نے اپنے فضل سے مجھے قوت دی جس کا ایک بیٹا بیمار ہو اس کی حالت کا اندازہ مشکل ہوتا ہے پھر جس کے لاکھوں بیٹے ہوں اور مختلف حاجتوں اور بوجھوں سے ان کی حالت اس کے لئے درد کا باعث ہو اندازہ بھی نہیں ہوسکتا کہ اسے کس قدر تکلیف ہوسکتی ہے مگر اللہ ہی کا فضل ہے جو میں دل کے باغ میں رہتا ہوں۔ پس اس قسم کی ہمدردی کا احساس کرنے والا دل پہلو میں رکھنے والا انسان دنیا کو خدا کے فضل کے بدوں میسر نہیں آتا۔ اس لئے عاقبت اندیشی اور اپنی اولاد کی خیر خواہی اور اس کے اس بوجھ سے سبکدوشی اسی میں ہے کہ اس کے سپرد کریں اور اگر اس ضرورت کی طرف توجہ نہ کی گئی تو آخر پچھتانا پڑے گا۔'' (خطبات نور صفحہ 478-479)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے زمانہ کا ہی واقعہ ہے کہ چوہدری حاکم دین صاحب بورڈنگ کے ایک ملازم تھے ان کی بیوی پہلے بچے کی ولادت کے وقت بہت تکلیف میں تھی اس کربناک حالت میں رات کے گیارہ بجے وہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے دروازہ پر حاضر ہوئے دروازہ پر دستک دی آواز سن کر پوچھا کون ہے؟ اجازت ملنے پر اندر جا کر زچگی کی تکلیف کا ذکر کیا اور دعا کی درخواست کی حضور فوراً اٹھے، اندر جا کر ایک کھجور لے آئے اور اس پر دعا کر کے انہیں دی اور فرمایا ''یہ اپنی بیوی کو کھلا دیں اور جب بچہ ہو جائے تو مجھے بھی اطلاع دیں''۔ چوہدری حاکم دین صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں واپس آیا کھجور بیوی کو کھلا دی، اور تھوڑی ہی دیر میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچی کی ولادت ہوئی۔ رات بہت دیر ہو چکی تھی میں نے خیال کیا کہ اتنی رات گئے دوبارہ حضور کو اس اطلاع کے لئے جگانا مناسب نہیں نماز فجر میں حاضر ہو کر میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ کے فضل سے کھجور کھلانے کے جلد بعد بچی پیدا ہو گئی تھی۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے جو فرمایا وہ سننے اور یاد رکھنے سے تعلق رکھتا ہے، دل گداز الفاظ طبیعت میں رقت پیدا کر دیتے ہیں آپ نے فرمایا میاں حاکم دین! تم نے اپنی بیوی کو کھجور کھلا دی اور تمہاری بچی پیدا ہو گئی اور پھر تم اور تمہاری بیوی آرام سے سو گئے مجھے بھی اطلاع کر دیتے تو میں بھی آرام سے سو رہتا۔ میں تو ساری رات جاگتا رہا اور تمہاری بیوی کے لئے دعا کرتا رہا چوہدری حاکم دین صاحب نے یہ واقعہ بیان کیا اور بے اختیار رو پڑے اور کہنے لگے ''کہاں چپڑاسی حاکم دین اور کہاں نورالدین اعظم'' (رفقاء احمد جلد 8 صفحہ 71)

سیدنا حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں

''تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے مگر ان کے لئے نہیں ہے تمہارا اسے فکر ہے، درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے لیکن ان کے لئے ایسا کوئی نہیں ہے۔ کسی کا اگر ایک بیمار ہو تو اس کو چین نہیں آتا۔ لیکن کیا تم ایسے انسان کی حالت کا اندازہ کر سکتے ہو جس کے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں بیمار ہوں؟''

(انوار العلوم جلد 2 صفحہ 156)

پھر حضور فرماتے ہیں ''خدا کے محض فضل سے میں بہت دعائیں کرتا ہوں اور بہت کرتا ہوں تم بھی دعاؤں سے کام لو خدا تعالیٰ زیادہ توفیق دے، یہ بھی یاد رکھو کہ میری اور تمہاری دعاؤں میں فرق ہے جیسے ایک ضلع کے افسر کی رپورٹ کا اور اثر ہوتا ہے، لیفٹیننٹ گورنر کا اور، وائسرائے کا اور، اسی طرح پر اللہ تعالیٰ جس کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے تم میرے لئے دعا کرو کہ مجھے تمہارے لئے زیادہ دعا کی توفیق ملے اور اللہ تعالیٰ ہماری ہر قسم کی سستی دور کر کے چستی پیدا کرے، میں جو دعا کروں گا وہ انشاء اللہ فرداً فرداً ہر شخص کی دعا سے زیادہ طاقت رکھے گی۔ (منصب خلافت، انوار العلوم جلد 2 ص 47)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فرماتے ہیں

''میں آپ میں سے آپ کی طرح کا ہی ایک انسان ہوں اور آپ میں سے ہر ایک کے لئے اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اتنا پیار پیدا کیا ہے کہ آپ لوگ اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے، بعض دفعہ سجدہ میں میں جماعت کے لئے اور جماعت کے افراد کے لئے یوں دعا کرتا ہوں کہ اے خدا! جن لوگوں نے مجھے خطوط لکھے ہیں ان کی مرادیں پوری کر دے اے خدا! جو مجھے خط لکھنا چاہتے تھے لیکن کسی سستی کی وجہ سے نہیں لکھ سکے ان کی مرادیں بھی پوری کر دے اور اے خدا! جنہوں نے مجھے خط نہیں لکھا اور نہ انہیں خیال آیا ہے کہ دعا کے لئے خط لکھیں اگر انہیں کوئی تکلیف ہے یا ان کی کوئی حاجت اور ضرورت ہے تو ان کی تکالیف کو بھی دور کر دے اور حاجتیں بھی پوری کر دے''۔ (روزنامہ الفضل ربوہ 21 دسمبر 1966ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں

''خدا نے منصب خلافت پر مجھے مقرر فرمایا اور اس منصب کی خاطر لوگ مجھے دعا کے لئے لکھتے ہیں ان کو میں بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے پہلے بھی یہی دیکھا تھا اور آئندہ بھی یہی ہوگا کہ اگر کسی احمدی کو منصب خلافت کا احترام نہیں ہے، اس سے سچا پیار نہیں ہے، اس سے عشق اور وارفتگی کا تعلق نہیں ہے اور صرف اپنی ضرورت کے وقت وہ دعا کے لئے حاضر ہوتا ہے تو اس کی دعائیں قبول نہیں کی جائیں گی یعنی خلیفہ وقت کی دعائیں اس کے لئے قبول نہیں کی جائیں گی، اسی کے لئے قبول کی جائیں گی جو خاص اخلاص کے ساتھ دعا کے لئے لکھتا ہے اور اس کا عمل ثابت کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے اس عہد پر قائم ہے کہ جو نیک کام آپ مجھے فرمائیں گے ان میں میں آپ کی اطاعت کروں گا ایسے مطیع بندوں کے لئے تو بعض دفعہ ہم نے یہ نظارے دیکھے، ایک دفعہ نہیں بسا اوقات یہ نظارے دیکھے کہ وہاں پہنچی بھی نہیں دعا اور پھر بھی قبول ہو گئی، ابھی لکھی جا رہی تھی دعا تو اللہ تعالیٰ اس پر پیار کی نظر ڈال رہا تھا اور وہ دعا قبول ہو رہی تھی بعض دفعہ دعا بنی بھی نہیں تو وہ دعا قبول ہو جاتی ہے۔''

(خطبات طاہر جلد اول ص 55)

حضور کے اس ارشاد کا خاکسار راقم الحروف خود گواہ ہے خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے 25 جولائی 2002ء سے 31 جولائی 2006ء تک 79 نواں کوٹ ضلع شیخوپورہ میں بطور مربی سلسلہ خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائی، اس عرصہ میں خلیفہ وقت کی دعاؤں کے بے شمار معجزات ہم نے دیکھے صرف دو عرض کرتا ہوں، جنوری 2004ء کے شروع کے دنوں میں 79 نواں کوٹ ضلع شیخوپورہ کے سیکرٹری صاحب مال کے ایک دوست کے ہمراہ چندہ جمع کروانے کی غرض سے ربوہ گئے، انہیں اسی روز واپس لوٹنا تھا لیکن وہ اگلے روز بھی گھر واپس نہ پہنچے تو گھر والوں کو فکر ہوئی کہ نہ جانے کیا ماجرا ہے، گھر والوں نے ساتھ جانے والے دوست سے رابطہ کیا تو اس نے بتایا کہ ہم دونوں گزشتہ روز ہی چندہ جمع کروانے کے بعد واپس آئے، فیصل آباد لاری اڈے سے سیکرٹری صاحب واپسی کے لئے بس میں بیٹھ گئے اور میں شہر میں اپنے عزیزوں سے ملنے چلا گیا، اس پر ان کے گھر والوں کی پریشانی اور بڑھ گئی، عصر کے بعد وہ لوگ خاکسار کے پاس آئے اور ساری روداد بیان کی، خاکسار ان کے ساتھ ان کے گھر گیا، مغرب کے بعد فیصل آباد، لاٹھیاں والا، شاہکوٹ، شیخوپورہ اور لاہور کے مختلف دوستوں سے رابطے کئے گئے یہ روڈ بھی چیک کریں اور تمام تھانے اور ہسپتال بھی چیک کریں، تمام دوستوں نے بھرپور تعاون کیا لیکن کہیں سے کوئی سراغ نہ ملا، عجب بے بسی اور مایوسی کا عالم تھا، اسی مایوسی کے عالم میں گھر کے بعض افراد نے رونا شروع کر دیا۔ خاکسار نے عرض کیا کہ آپ لوگ مایوس نہ ہوں ہمارا ایک سہارا باقی ہے، ہم فوراً اپنے محبوب آقا کو دعا کے لئے فیکس کرتے ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ سیکرٹری صاحب جہاں بھی ہوں گے محبوب آقا کی دعائیں انہیں ڈھونڈ نکالیں گی پیارے آقا کو فیکس کرنے کے ٹھیک دو گھنٹے بعد رات ساڑھے دس بجے باہر کا دروازہ کھلا اور سیکرٹری صاحب مال انتہائی شکستہ حالت میں گھر میں داخل ہوئے۔ دریافت کرنے پر انہوں نے بتایا کہ وہ گزشتہ روز دوپہر ایک بجے فیصل آباد لاری اڈہ سے سیالکوٹ جانے والی بس پر سوار ہوئے، ان کی منزل شاہکوٹ تھی جو فیصل آباد سے تقریباً 50 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے، راستہ میں انہوں نے ساتھ بیٹھے ہوئے بچے کے بے حد اصرار پر اس سے مٹھائی کا ایک ٹکڑا لے کر کھایا، اس کے بعد ان کو کوئی ہوش نہ رہا اور اگلے روز سہ پہر ساڑھے تین بجے جب ہوش میں آئے تو انہوں نے خود کو میو ہسپتال لاہور کے بیڈ پر پایا، وہاں موجود لوگوں نے ان کو بتایا کہ رات آپ کو بیہوشی کے عالم میں یہاں لایا گیا تھا، آپ کا جسم بالکل بے حس و حرکت تھا، تقریباً دو گھنٹے کی ٹریٹمنٹ کے بعد آپ کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی تو ڈاکٹروں نے شکر ادا کیا کہ آپ کی جان بچ گئی، پھر وہاں سے بالکل خالی ہاتھ بغیر کرایہ کے رات ساڑھے دس بجے گھر پہنچ گئے۔ اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دعا سے پہلے ہی فرشتوں کو کام پر لگا دیا تھا۔

پھر دوسرا واقعہ اس طرح ہے کہ 27 تا 29 جنوری 2006ء 79 نواں کوٹ میں مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کا ''مسرور کبڈی ٹورنامنٹ'' منعقد ہوا، 27 جنوری کی شام کو ایک کبڈر نے کہا کہ مربی صاحب! دیکھیں کتنے گہرے بادل ہیں اور محکمہ موسمیات نے خبر دی ہے کہ آج رات شدید بارش ہو گی، اور واقعتاً وہاں بادل برسنے والے تھے، خاکسار نے عرض کیا کہ ہم ابھی اپنے آقا کو فیکس کر دیتے ہیں انشاء اللہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعا سے بارش نہیں ہو گی چنانچہ اسی دن شام کو ساری کیفیت لکھ کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو فیکس کر دی گئی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے تین دن تک بادلوں کو برسنے سے روکے رکھا اور پروگرام کسی بھی رکاوٹ کے بغیر کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔ ٹورنامنٹ کے بعد جب تمام مہمان روانہ ہو گئے تو موسلا دھار بارش کا سلسلہ شروع ہو گیا جو کئی روز تک جاری رہا۔

مذکورہ بالا دونوں واقعات میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم نے اپنی آنکھوں سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے مندرجہ بالا الفاظ کے حرف بحرف پورے ہونے کا نظارہ کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے خطبہ جمعہ فرمودہ 25 جولائی 1986ء میں مندرجہ ذیل واقعہ سنایا

ایک غانین خاتون لکھتی ہیں میری اولاد پیدائش کے دو ہفتے کے اندر اندر فوت ہو جاتی تھی، میں نے آپ کو دعا کے لئے خط لکھا اور مجھے یہ عجیب جواب ملا کہ بچے کا نام ''امۃ الحی'' رکھنا جو کہ بیٹی کا نام ہے میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا نشان دیکھ کر حیران رہ گئی کہ خدا نے مجھے بیٹی عطا فرمائی جس کا نام میں نے امۃ الحی رکھا، ایک سال ہو چکا ہے اور وہ خدا کے فضل سے صحت

منہ اور ہشاش بشاش ہے۔

(روزنامہ الفضل 24 مئی 2004ء)

لجنہ اماء اللہ کراچی کی ایک ممبر تحریر کرتی ہیں

میرے واقف زندگی بھائی مرزا محمد اکرم صاحب کی شادی کو 15 سال ہو چکے تھے، محترمہ ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ سے بھابھی کے مکمل ٹیسٹ کروائے اور رپورٹ بغرض دوا اور دعا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی خدمت میں بھجوا دی گئی، گوکہ ڈاکٹر صاحبہ کا علاج بھی جاری تھا، حضور کی طرف سے نسخہ اور اعجازی شفا کی دعا ملتے ہی معجزہ ہوگیا اور بے اختیار ڈاکٹر نصرت صاحبہ کا مبارکباد کا فون آیا، انہوں نے بھی اعتراف کیا کہ یہ سب حضور کی دعا اور دوا کے طفیل ہے اور ننھی بارعہ کی صورت میں بارگاہِ الٰہی سے قبولیت دعا کا نشان ہمارے سارے خاندان کو خدا تعالیٰ کے حضور سربسجود کر گیا۔

(روزنامہ الفضل 24 مئی 2004ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ 2 مئی 2003ء کے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرماتے ہیں

"مومن کی دعا اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور فضلوں کی وجہ سے قبولیت کا درجہ پاتی ہے۔ تو پھر بے اختیار مومن کا دل اللہ تعالیٰ کی حمد کے ترانے گانے لگتا ہے گزشتہ دنوں جس طرح پوری جماعت اللہ کے حضور گریہ وزاری کرتے ہوئے جھکی اور اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ہماری خوف کی حالت کو امن میں بدل دیا اس پر حضرت مسیح موعود کی اس پیاری جماعت نے جس خوشی اور اللہ تعالیٰ کی حمد کا اظہار کیا ہے وہ اس جماعت کا ہی خاصہ ہے آج پوری دنیا میں سوائے اس جماعت کے کہیں یہ اظہار نہیں مل سکتا حضرت اقدس مسیح موعود کی سچائی کا اس دور میں یہی نشان کافی ہے دل اللہ کی حمد سے بھر جاتا ہے کس طرح ایک شخص جو سینکڑوں، ہزاروں میل دور ہے صرف اور صرف خدا کی خاطر خلیفہ وقت سے اظہار محبت و پیار کر رہا ہے اور یہی صورت ادھر بھی قائم ہو جاتی ہے، ایک بجلی کی رو کی طرح فوری طور پر وہی جذبات جسم میں سرایت کر جاتے ہیں لیکن ان جذبات اور احساسات کو ہم نے وقتی نہیں رہنے دینا بلکہ دعا اور اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ اس کی اعلیٰ سے اعلیٰ مثالیں قائم کرنے کا عہد کرنا چاہئے۔ (ماہنامہ انصار اللہ جون 2003ء)

پھر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

آپ میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ دعاؤں پر بہت زور دے اور اپنے آپ کو خلافت سے وابستہ رکھے اور یہ نکتہ ہمیشہ یاد رکھے کہ اس کی ساری ترقیات اور کامیابیوں کا راز خلافت سے وابستگی میں ہی مضمر ہے، وہی شخص سلسلہ کا مفید وجود بن سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے، اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو اس کی کوئی بھی حیثیت نہیں، جب تک آپ کی عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت رہیں گی اور آپ اپنے امام کے پیچھے پیچھے اس کے اشاروں پر چلتے رہیں گے اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت آپ کو حاصل رہے گی۔

(روزنامہ الفضل 30 مئی 2003ء)

محمد طاہر اقبال سیلونی صاحب

خلیفہ وقت کی روحانی توجہ کا ایک نشان

تصویر میں کھڑے بچہ، بچی 21 سال کے بعد زندگی کے ساتھی بن گئے

آج سے 25 سال قبل کی بات ہے خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اس وقت خاکسار کی عمر 13 سال تھی میں اپنے ساتھ اپنے چھوٹے بھائی محمد شاہد اقبال سیلونی صاحب کو بھی ساتھ لے گیا۔ حضور تشریف لائے اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہہ کر کرسی پر تشریف فرما ہوئے۔ کمرہ میں موجود تقریباً 25 کے قریب افراد بیٹھے تھے حضور نے باری باری سب سے حال دریافت کیا اس ملاقات میں ایک ایسی فیملی بھی موجود تھی جن کے ساتھ ایک چھوٹی سی کم سن بچی جس کی عمر 3 سال تھی وہاں پر ملاقات کے لئے آئی ہوئی تھی۔ ملاقات ختم ہونے کے بعد خاکسار نے حضور کی خدمت میں عرض کی کہ خاکسار آپ کے ساتھ ایک یادگار تصویر بنوانا چاہتا ہے حضور نے ازراہ شفقت درخواست کو قبول کیا اور تصویر کی اجازت دے دی ان تمام ملاقاتیوں میں دو ہی چھوٹے بچے تھے ایک محمد شاہد اقبال سیلونی ولد محمد حنیف مجاہد سیلونی صاحب مرحوم جن کی عمر تقریباً 9 سال تھی اور دوسری وہ بچی جو کسی اور فیملی کے ساتھ آئی ہوئی تھی جس کی عمر تقریباً 3 سال تھی اس فیملی کے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں تھا اور نہ کوئی رشتہ داری تھی جب تصویر کا وقت ہوا تو خاکسار اپنے چھوٹے بھائی کو ساتھ لے کر حضور انور کے ساتھ کھڑا ہوا تو حضور نے اس کم سن بچی جس کا نام راحیلہ فرخ تھا اپنے پاس بلایا اور پیار کیا اور اپنے بائیں دست مبارک سے بچی کو اپنے سامنے کھڑا کر لیا اور ساتھ خاکسار کے چھوٹے بھائی محمد شاہد اقبال سیلونی صاحب کو اپنے دائیں ہاتھ کھڑا کیا اس طرح دونوں کو اکٹھے کر کے پیار بھی کیا۔ تصویر ہوئی اور ملاقات ختم ہوگئی۔

یہ تصویر ہم نے اپنے گھر میں آویزاں کر دی۔ 21 سال کا عرصہ گزر گیا۔ اس بچی اور اس کی فیملی کے ساتھ ہمارا کوئی رابطہ نہیں تھا بھائی چھ سال قبل بیرون ملک چلا گیا۔ دو سال قبل والدہ محترمہ نے بھائی کا رشتہ تلاش کرنا شروع کیا دفتر رشتہ ناطہ سے بھی رابطہ کیا گیا بہت سارے رشتے آئے بہت اچھے تعلیم یافتہ خوب سیرت اور خوبصورت بھی تھے کئی جگہ بات طے ہوتی رہی لیکن خدا جانے کیوں ختم ہو جاتی تھی والدہ محترمہ بہت پریشان تھیں اور خدا تعالیٰ کے حضور بہت دعا گو تھیں کہ خدا تعالیٰ جو کرے بہتر کرے ایک دن اچانک دوپہر کے وقت ایک میاں بیوی رشتے کے سلسلے میں ہمارے گھر آئے انہیں کمرہ میں بٹھایا مشروب دیا سامنے حضور انور کی تصویر لگی ہوئی تھی اچانک ان کی نظر پڑی اور دیکھا تو وہ بولے کہ یہ تصویر میرے بڑے بھائی کے گھر میں بھی ہے آپ نے کہاں سے لی ہم نے کہا کہ یہ ہماری حضور کے ساتھ یادگار تصویر ہے ان میاں بیوی نے اپنی بچی کی بات نہیں کی بلکہ یہ کہا کہ میرا بھائی اس بچی کے لئے رشتہ تلاش کر رہا ہے جو تصویر میں کھڑی ہے آپ کوشش کر کے دیکھ لیں۔ والدہ محترمہ کو ایک دو سال قبل اس بچی کا خیال آیا تھا مگر یہ سوچ کر چھوڑ دیا کہ خدا جانے یہ کون ہے اور کہاں ہو گی بہرحال ان کے کہنے پر والدہ محترمہ ان کے گھر گئیں اور بچی کے والدین اور بچی سے ملاقات کی اور پتہ چلا کہ بچی کے بہت سارے رشتے بیرون ملک اور اندرون ملک سے بھی آئے تھے لیکن ختم ہوتے رہے ہماری طرف سے رشتہ منظور تھا انہوں نے دوسرے دن رشتہ منظور کیا اور ایک ہفتہ کے اندر اندر یہ رشتہ طے ہوا اور دونوں بچوں کی شادی ہوگئی۔

18 مارچ 2004ء کو بیت المبارک میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ناظر دعوت الی اللہ نے بعد نماز مغرب -/60000 روپے حق مہر پر نکاح پڑھایا۔ 21 مارچ 2004ء کو رخصتانہ ہوا اور 22 مارچ 2004ء کو دعوت ولیمہ ہوئی۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس جوڑے کو خوش رکھے اور حضور کی دعاؤں کا وارث بنا تا رہے۔

(آمین)

خطبات امام کی برکات

کبھی دیتے ہیں ہم کو حوصلہ ہمت بڑھاتے ہیں
کبھی اللہ کے وعدوں کی خوشخبری سناتے ہیں
کبھی آیات قرآنی کی تصویریں بناتے ہیں
قدیر و مقتدر قادر کا جلوہ بھی دکھاتے ہیں
خدا کے بعد وہی آسرا ہیں جانتے کیسے؟
اگر خطبے نہ آتے تو یہ دن ہم کاٹتے کیسے؟

بڑی تسکین ملتی ہے کہ ہیں دکھ درد میں شامل
ہماری کسمپرسی بے بسی اور کرب میں شامل
ہیں ان کے آنسو بھی ہم سب کی آہِ سرد میں شامل
دعائے نیم شب میں اور نوائے درد میں شامل
جو کیفیت ہے آقا کی اسے ہم جانتے کیسے؟
اگر خطبے نہ آتے تو یہ دن ہم کاٹتے کیسے؟

بہت گہری ہے ان کی سوچ اور وسعت نظر میں ہے
ہر اک لمحہ ترقی دین احمد کی نظر میں ہے
وہ ماضی سے سبق لیتے ہیں مستقبل نظر میں ہے
جماعت کے ہر اک ممبر کی بہبودی نظر میں ہے
جماعت متحد ہے اور منظم جانتے کیسے؟
اگر خطبے نہ آتے تو یہ دن ہم کاٹتے کیسے؟

دعا کے تیر اور حمد و درود اپنا سہارا ہے
ہر اک مشکل کا وقت ہم نے دعاؤں میں گزارا ہے
خدا کی راہ میں جو آزمائش ہو گوارا ہے
کہ کلمہ طیبہ ہم سب کو جانوں سے پیارا ہے
خدا ہی بے بسوں کا آسرا ہے جانتے کیسے؟
اگر خطبے نہ آتے تو یہ دن ہم کاٹتے کیسے؟

امۃ الباری ناصر

خلفاء سلسلہ کی حسین یادیں

محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی

حضرت مصلح موعود

حضور اپنی تمام مصروفیات کے باوجود اپنے عزیزوں اپنے رشتہ داروں، اپنے قرابت داروں سے محبت کا، پیار کا، احسان کا سلوک خوش دلی سے بشاشت سے فرماتے تھے۔ بلکہ باوجود اتنے مصروف الاوقات ہونے کے ان کو کبھی وقت دینے میں بخل سے کام نہیں لیا۔ ویسے تو حضور کے احسان ساری جماعت پر ہیں لیکن اپنے خاندان پر میں ان احسانوں کا ذکر نہیں کر رہا جو روحانی احسان ہیں یا جو دینی احسان ہیں اور تربیتی احسان ہیں میں عام روزمرہ کے معاشرہ میں نیکی کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

جب پارٹیشن ہوئی ہے تو ہم سب لوگ قادیان سے لٹے پٹے آئے۔ اکثر کی کوئی آمد کی سبیل نہیں تھی اور حضور کے زیر سایہ حضرت مسیح موعود کا سارا خاندان رتن باغ لاہور میں آ کر ٹھہرا اور شروع میں آپ نے ہی سارے خاندان کا خوراک کا اور رہائش کا بوجھ اٹھایا۔ ہم پانی بجلی سب کچھ استعمال کرتے تھے۔ یہ بھی اخراجات تھے۔ یہ تمام کے تمام اخراجات حضور اپنی گرہ سے اپنی جیب سے کرتے۔ جس طرح ہمارا نقصان ہوا تھا جس طرح حضور کے دوسرے رشتہ داروں کے نقصانات ہوئے تھے۔ ان کی آمد کے طریقے اور سبیلیں کم ہو گئی تھیں اس طرح حضور کو بھی مالی نقصان ہوئے تھے۔ لیکن کئی مہینے حضور نے سارا بوجھ سارے خاندان کا اٹھایا۔

میری والدہ بیان کرتی ہیں کہ تین چار مہینے اس طرح گزر گئے کہ حضرت صاحب کی طرف سے ہی کھانا آتا تھا۔ حضرت صاحب کی طرف سے سارے اخراجات پورے کئے جاتے تھے آہستہ آہستہ جوں جوں وقت گزرتا گیا خاندان کے مختلف لوگوں کی آمد کی کوئی نہ کوئی سبیل پیدا ہونی شروع ہو گئی تو ایک ایک دو دو کر کے جو خاندان کے مختلف حصے تھے انہوں نے اپنا انتظام کرنا شروع کر دیا۔ اپنے کھانے پینے کے اخراجات اٹھانے لگے میری والدہ بیان کرتی ہیں کہ اس وقت مجھے احساس ہوا کہ ہم ابھی بھی حضرت صاحب پہ بوجھ ہیں لیکن مجبوری تھی کہ آمد کی ایسی کوئی سبیل نہ تھی کہ ہم اپنے آپ کو علیحدہ کر سکتے۔ اب آپ دیکھیں کہ حضرت صاحب کی فراست اور حضرت صاحب کے احساس کی لطافت کہ حضرت صاحب نے جب یہ دیکھا کہ خاندان کے بعض حصے علیحدہ ہو گئے ہیں اور انہوں نے اپنا انتظام کر لیا ہے تو انہوں نے بھانپ لیا کہ لوگوں کو احساس ہونا شروع ہو گیا ہو گا کہ بعض ایسے بھی ہوں گے کہ باوجود اس احساس کے ابھی علیحدہ نہیں ہو سکتے والدہ کہتی ہیں کہ دل میں یہ شرمندگی محسوس کرتی تھی تو ایک دن حضور نے حضرت اماں جان کے ذریعہ کہلا کر بھیجا اور خود نہیں کہا کہ کہیں احساس نہ ہو حضرت اماں جان جو ہماری والدہ کی پھوپھی تھیں۔ ان کے ذریعہ پیغام بھجوایا کہ نصیرہ بیگم لوگ تو مجھے چھوڑ گئے ہیں تم نہ مجھے چھوڑنا۔ کیا آدمی ہے؟ اس خوبصورتی سے اور اس حسن کے ساتھ اظہار کیا کہ دوسرے کی عزت نفس بھی مجروح نہ ہو دوسرے کو یہ احساس بھی نہ ہو کہ میرے ساتھ احسان کا سلوک ہو رہا ہے۔ بلکہ یہ اظہار کیا کہ گویا حضور ہم پر احسان نہیں کر رہے بلکہ ہم حضور پر کوئی احسان کر رہے ہیں کہ ان کے دسترخوان سے کھا رہے ہیں۔

حضور نے ہر وقت اور زندگی بھر سارے رشتہ داروں سے اپنے سارے عزیزوں سے صلہ رحمی کا سلوک فرمایا۔ مہربانی کا، احسان کا، محبت کا، پیار کا، شفقت کا سلوک فرمایا۔ میں اپنے ذاتی واقعات بیان کر رہا ہوں۔ جب ربوہ نیا نیا بنا ہے ہم اس وقت کچے مکانوں میں رہتے تھے تو میرے بہنوئی صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب مرحوم بھی کام کی تلاش میں تھے۔ وہ بار ایٹ لاء تھے انہوں نے سوچا کہ چلو میں پریکٹس شروع کرتا ہوں۔ سرگودھا کو انہوں نے پریکٹس کے لئے چنا۔ وہاں وہ چلے گئے لیکن وہاں انہیں کوئی خاص کامیابی نہیں ہوئی۔ تو میری والدہ اور ہمارے ابا جان ان سے ملنے کے لئے سرگودھا گئے۔ (یہ بھی ایک لطیفہ ہی ہے۔) وہاں سے ابا جان نے دو خط لکھے ایک حضرت صاحب کو دعا کے لئے اور ایک میرے چھوٹے بھائی میاں احمد (مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان) کو خط لکھا۔ اب غلطی ابا جان سے یہ ہوئی کہ لفافے پر غلط ایڈریس لکھ دیا۔ جو حضرت صاحب کا خط تھا اس پر میاں احمد کا ایڈریس لکھ دیا۔ اور جو میاں احمد کو خط لکھا اس پر حضرت صاحب کا نام لکھ دیا۔ حضرت صاحب کو وہ خط ملا۔ حضرت صاحب نے وہ خط دیکھا۔ اس خط میں جو میاں احمد کو لکھا تھا اس میں ہمارے ابا جان نے لکھا تھا کہ گھر سے اتنا گڑ، اتنی شکر، اتنی دال اور اتنی فلاں چیز کھانے پینے کی چیزیں بھیج دو۔ حضور کو فوراً احساس ہوا کہ ظفر کے گھر کھانے پینے کی تنگی ہے اور انہوں نے گھر سے یہ اشیاء منگوائی ہیں۔ اب اس خط پر لکھا ہوا تھا پیارے احمد۔ اب ہمارے خاندان میں دو احمد تھے۔ ایک تو آپ کے میاں احمد اور ایک عبدالرحیم احمد صاحب۔ جو حضرت صاحب کے داماد تھے۔ حضرت صاحب نے یہ سمجھ کر کہ شاید میاں عبدالرحیم احمد صاحب کو یہ خط لکھا ہے۔ فوراً عبدالرحیم احمد صاحب کو بلوایا۔ اور ان کو پیسے دیئے اور فرمایا کہ یہ چیزیں فوراً میاں عزیز احمد صاحب کو پہنچاؤ۔ شام کے وقت یا اگلے دن میاں احمد کو خط مل گیا اور اپنے وقت پر میاں احمد حضرت صاحب کے پاس حاضر ہوئے۔ اور انہوں نے کہا حضور میرے لفافے میں سے آپ کا یہ خط نکلا ہے۔ حضرت صاحب فرمانے لگے لاحول ولاقوۃ تم نے مجھے اتنا پریشان کیا ہے۔ میں تو عبدالرحیم احمد کو پیسے دے کر بھجوا بھی چکا ہوں کہ سامان لے جائے وہاں۔ اب دیکھیں یہ کہنے کو بڑی چھوٹی باتیں ہیں لیکن جو شفقت جو محبت اور پیار کا احساس ہوتا ہے۔ وہی دل جانتا ہے جس پر یہ چیز گزری ہو۔

جب ربوہ بنا ہے تو حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب تو ربوہ آ گئے لیکن آپ کی بیگم صاحبہ لاہور ہی میں ٹھہری رہیں حضرت صاحب چاہتے تھے کہ وہ بھی آ جائیں ایک آدھ دفعہ حضور نے پیغام بھی بھجوایا لیکن وہ ربوہ آنے کو تیار نہ ہوئیں۔ ایک دفعہ حضور لاہور تشریف لے گئے۔ حضور بھی رتن باغ میں ٹھہرے وہ بھی رتن میں تھیں۔ حضور نے پیغام بھجوایا کہ اب آپ ربوہ آ جائیں۔ انہوں نے ٹالنے کے لئے کہا میرا تو وہاں کوئی مکان نہیں۔ میں کس طرح ربوہ آ سکتی ہوں تو حضور نے فرمایا کہ کوئی بات نہیں ہے۔ مکان کا انتظام ہو جائے گا۔ آپ چلیں۔ کچھ مکان تیار ہو گئے ہیں۔ آپ میرے ساتھ چلیں میں کل جا رہا ہوں۔ آپ میرے ساتھ چلیں جو مکان آپ کو پسند ہو وہ آپ لے لیں۔ انہوں نے پھر کہا کہ میں اس طرح نہیں جا سکتی اتنی جلدی تیاری کس طرح کر لوں۔ تو حضور نے فرمایا کہ میں اپنا پروگرام ملتوی کر دیتا ہوں۔ کل نہیں جاتے پرسوں چلے جائیں گے۔ آپ تیاری اچھی طرح کر لیں خیر اب آپ سوچیں کہ یہ کون آدمی کہہ رہا ہے یہ وہ شخص کہہ رہا ہے جس پر ساری دنیا کی جماعتوں کا بوجھ ہے جس کا پروگرام بڑا تفصیلی پہلے سے طے ہوا ہوتا ہے اور جس نے سینکڑوں ہزاروں کام نبٹانے ہوتے ہیں خیر اب مکرمہ بیگم صاحبہ مجبور ہو گئیں اب کوئی مفر نہیں تھا۔ تو حضور ٹھہرے اور ساتھ لے کر آئے۔ اس وقت تک کئی مکان بن گئے ہوئے تھے۔ یہ مکان اب جس میں انجمن کے کوارٹرز ہیں غالباً ان مکانوں میں جہاں چوہدری فتح محمد سیال رہے تھے۔ حضرت صاحب نے ان کو کہا کہ یہ دیکھ لیں اس میں سے جو آپ کو پسند ہو آپ لے لیں تو انہوں نے ہم ان کو چچی جان کہتے تھے۔ کہا کہ اس میں تو میں نہیں ٹھہر سکتی مجھے تو ایسا مکان چاہئے جو انڈیپنڈنٹ (Independent) بھی ہو اور منصور کے ساتھ ہو۔ یعنی حضرت میاں منصور احمد صاحب کے ساتھ جو آپ کے صاحبزادے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ اچھا ٹھیک ہے۔ حضرت میاں منصور احمد صاحب کا جو مکان ہے اس کے پیچھے جگہ خالی تھی۔ جہاں اب بیگم صاحبہ میر مسعود احمد صاحب رہتی ہیں وہاں حضور نے فوراً آرڈر دے دیا کہ یہاں مکان تیار کروایا جائے اور بیگم صاحبہ کو وہاں رکھا جائے میں نے کئی دفعہ چچی جان سے سنا۔ بار بار کہا کرتی تھیں کہ یہ حضرت صاحب ہی تھے۔ جنہوں نے اتنا کیا۔ کون اتنے نخرے اٹھاتا ہے۔

تو حضرت مسیح موعود کے خاندان کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہو گا جس پر حضرت صاحب کا کوئی ذاتی احسان نہ ہو۔ آپ زمینداروں کی عادتوں سے واقف ہیں اور حضرت صاحب بھی دنیاوی طور پر بنیادی طور پر ایک زمیندار تھے۔ آپ جانتے ہیں کہ زمیندار اور پھر پنجاب کا زمیندار۔ یہ کبھی پسند نہیں کرتا۔ جب وہ کہیں دیکھتا ہے کہ فلاں رقبہ اچھا ہے۔ وہ میں لے لوں وہاں زمین آباد کی جا سکتی ہے۔ وہ کبھی پسند نہیں کرتا کہ اس کے ہم پلہ کوئی ہو۔ اس کے خاندان سے اس کے شریک وہاں آباد ہو جائیں اور اس کے برابر کے ٹکر کے ہو جائیں لیکن جب حضرت صاحب نے انجمن کے لئے اور اپنے لئے سندھ کی زمینیں خریدی ہیں تو حضور نے اپنے سارے خاندان میں پوری کوشش کی کہ لوگ وہاں زمین لیں وہاں آباد ہوں اور دنیاوی طور پر بھی فائدہ اٹھائیں شاید شہری لوگ اس چیز کو نہ سمجھیں۔ زمینداروں میں سے بڑا لبرل کہلانے والا زمیندار بھی یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی اس کی ٹکر کا آدمی اس کے پاس اس کے برابر کا اس کے آس پاس زمین خریدے اور وہ اس کے برابر آ جائے۔ لیکن حضور نے جہاں اپنے خاندان کی دینی اصلاح اور تربیت کی کوشش کی وہاں یہ بھی کوشش فرمائی کہ دنیاوی طور پر وہ ترقی کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث

حضور کے ساتھ خاکسار کو لمبا عرصہ کالج میں بھی اور بعد میں بھی کام کرنے کا موقع ملا ہے۔ حضور کی طبیعت میں بنیادی چیز جو تھی وہ حضور کی مہربانی، لطف، عفو، درگزر اور چشم پوشی اور نرمی کا سلوک ہے۔ پھر حضور کو وقار تھے۔ حضور ایک نہایت عزت کے مقام پر فائز تھے۔ لیکن اتنی ہی عاجزی اور انکساری تھی خاص طور پر جہاں کوئی جماعتی معاملہ آ جاتا تھا۔ وہاں حضور نے کبھی اپنی انا کو آڑے نہیں آنے دیا۔ مجھے یاد ہے۔ ایک شریف صاحب ہوتے تھے جو سیکرٹری ایجوکیشن تھے۔ کالج کا کوئی کام تھا۔ حضور اس وقت پرنسپل تھے۔ حضور نے ان سے وقت لیا کالج کے کام کے سلسلہ میں۔ حضور وہاں تشریف لے گئے۔ جیسے ہماری بیوروکریسی کی عادت ہے۔ انہوں نے وہاں حضرت صاحب کو کچھ دیر بٹھایا اور پھر کہہ دیا کہ وقت نہیں ہے۔ پھر کسی وقت تشریف لے آئیں۔ ایک دو دفعہ اس طرح ہوا۔ جب تیسری دفعہ ہوا تو حضور اندر گئے اور کہنے لگے کہ دیکھیں۔ میں واقف زندگی ہوں اور جماعت کا کالج میرے سپرد ہے۔ آپ نے اگر سلام کروانے ہیں تو میں یہاں کئی بار سلام عرض کر دیتا ہوں لیکن میرا وہاں کام کا حرج ہوتا ہے۔ اس لئے مجھے بار بار کے پھیرے نہ دلوائیں۔ اگر آپ 100 مرتبہ کہیں تو میں 100 مرتبہ سلام کر دیتا ہوں۔ وہ بے چارے شرمندہ

ہوئے تو یہ جو عاجزی اور انکساری تھی حضور کی۔ خاص طور پر جماعت کے معاملات میں وہ ظاہر ہوتی ہے۔

پھر میں نے حضور کے ساتھ 1974ء میں بھی کام کیا ہے۔ حضور کا توکل، حضور کا اطمینان عجیب تھا۔ حضور کو ان کو سارے واقعات کا جو 1974ء میں گزرے۔ دکھ تو تھا۔ تکلیف تو تھی۔ احباب جماعت کا جو نقصان ہو رہا تھا۔ احباب کو جو لوٹا جا رہا تھا، آگیں لگائی جا رہی تھیں، جو دوست شہید کئے جا رہے تھے، ان کا بہت صدمہ تھا لیکن اس کے باوجود کبھی میں نے حضور کی طبیعت میں گھبراہٹ نہیں دیکھی حالانکہ اس وقت یہ بھی مشہور ہوا تھا کہ حکمران حضور کی گرفتاری کریں گے اور ایسی خبریں آتی تھیں کہ سمن جاری ہو گئے ہیں۔ یہ ہو گیا ہے وہ ہو گیا ہے۔ اپنے اللہ کے حضور اپنی گھبراہٹ کا اظہار کیا ہو تو کیا ہو لیکن جو حضور ہمیں نصیحت فرماتے تھے کہ ہماری مسکراہٹ کوئی نہیں چھین سکتا میں نے حضور کے لبوں سے ان دنوں میں بھی کبھی مسکراہٹ غائب نہیں دیکھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع

حضور کی طبیعت میں جو میں نے سب سے زیادہ چیز نوٹ کی۔ وہ یہ تھی کہ حضور کی طبیعت میں صفت شکور بہت ہی نمایاں تھی۔ کوئی شخص ذرا سا کوئی کام کر دیتا۔ خواہ وہ جماعتی ہو یا حضور کے لئے کوئی ذاتی خدمت سرانجام دے دے۔ اس کی اتنی قدردانی کرتے تھے۔ اتنی قدر کرتے تھے کہ اتنی تعریف کرتے تھے کہ ڈر ہوتا تھا کہ کسی کا دماغ نہ خراب ہو جائے۔ حضور کو میں نے فیض احمد فیض کی کلیات ''نسخہ ہائے وفا'' تحفۃً کچھ شعر لکھ کر کچھ عرض کر کے بھجوائی۔ چند دن تک اس کی رسید یا جواب نہ آیا۔ ایک دن ایک لمبا چوڑا خط اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا آیا کہ میرے پاس پہلے وقت نہیں تھا۔ میں ہاتھ سے لکھ کر تمہارا شکریہ ادا کرنا چاہتا تھا اور لکھا کہ تم نے کتاب بھیجی اس کا نام ہی ''نسخہ ہائے وفا'' ہے۔

اسی طرح ہم نے گھر میں کوئی چیز بنائی۔ میری بیگم نے دو چیزیں بنائیں اور تحفۃً حضور کو بھیجیں۔ اب یہ کیا ہے۔ چند ٹکے کی چیز ہے۔ اس پر بھی حضور کا اپنا لکھا ہوا خط آیا اور اس میں حضور نے میری بھی لاج رکھ لی۔ بنائی تو دونوں چیزیں میری بیگم نے تھیں لیکن فرمایا تم نے فلاں چیز بھیجی۔

رُخ روشن کے آگے شمع رکھ کر وہ یہ کہتے ہیں
اُدھر جاتا ہے دیکھیں یا اِدھر پروانہ آتا ہے

دونوں چیزیں میرے سامنے ہیں سمجھ نہیں آتی۔ کس کی تعریف کروں۔ کونسی زیادہ اچھی ہے۔

یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں۔ ہزاروں لوگ حضور کو تحائف دینے والے اور ادا کرنے والے ہیں، لیکن اپنے خادم کی یہ دلجوئی اور دلداری اور حوصلہ افزائی اور قدردانی تو اللہ کی جو صفت شکور ہے۔ وہ حضرت صاحب میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھی۔ ذرا سی بات کی نہایت قدر کرتے نہ صرف دل میں قدر رہتی بلکہ اس کا اظہار بھی فرماتے۔

محبتوں اور رحمتوں کی بارش برسادینے والے وجودوں کا حسین تذکرہ

افق احمدیت پر طلوع ہونے والے قدرت ثانیہ کے مظاہر خمسہ کی سیرت

الٰہی بشارتیں، عشق خدا، رسول اللہ و کتاب اللہ، اخلاق حسنہ، ہمدردی و محبت خلائق،

عبادات کا اعلیٰ ذوق اور تقویٰ اللہ کی ایمان افروز داستانوں سے چند کا انتخاب

مکرم محمد رئیس طاہر صاحب

مشیت ایزدی سے جب انسانیت پر رحمت کے دروازے کھلتے ہیں۔ تو ایسے نافع الناس وجود پیدا ہوتے ہیں کہ جن سے دنیا میں اخلاقی انقلاب برپا ہوتا ہے۔ یہی وہ وجود ہوتے ہیں کہ جن سے نئی زمین اور نیا آسمان تشکیل پاتا ہے۔ انہی وجودوں کے ذریعہ سے آسمانی رحمت زمین سے قریب تر ہوتی ہے اور اس رحمت سے زمین سرسبز وشاداب ہونے لگتی ہے۔ ہر ذی روح اپنی استطاعت کے مطابق اس سے استفادہ کرتی ہے اور اس سے فیضیاب ہونے کے بعد ثمر آور درختوں کی طرح زمین کی طرف جھکتی اور رحمت ایزدی کے جام وسبو لٹانے لگتی ہے۔ بعض وجود عاجزی وانکساری سے اس تعلق کو اتنا پختہ اور مضبوط کر لیتے ہیں کہ پھر ایک جہاں اس تناور درخت کے سایہ کے نیچے آبستا ہے۔ یہی وجود ہوتے ہیں جو ثریا کی دوری کو ختم کر دیتے ہیں۔ ایمان کی لو ان کے دل میں ایسی جلتی ہے کہ ان کا انگ انگ اور رواں رواں نور الٰہی سے منور ہو جاتا ہے۔ پھر یہ تعلیم حسن اخلاق کے پرتو میں مخلوق الٰہی پر ظاہر ہوتی ہے۔ اس طرح شمع سے شمع جلنے لگتی ہے۔

کائنات میں ہر جگہ ایک خوبصورت نظام ہے جو ہر چیز کو کسی دوسری چیز کا محور بنا کر یگانگت کا ایسا درس دیتا ہے کہ کروڑہا وجود ہونے کے باوجود وہ ایک نظر آتے ہیں۔ اسی طرح الٰہی جماعت میں بھی ہر زمانے میں ایک ایسا وجود ہوتا ہے جس کے وجود باجود سے محفل بارونق رہتی ہے۔ اتحاد و یگانگت کا ایسا بے مثل دائرہ ہے کہ اس کے اندر جو بلبلے ہوتے ہیں نہیں کہہ سکتے کہ وہ ہیں اور حقیقتاً بھی اس دائرہ کے باہر ان کا وجود قائم نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ ان کو حوادث زمانہ سے بچاتے ہوئے عافیت کے حصار میں رکھتے ہوئے ترقی پر ترقی دیتے چلے جانا۔ انہی نابغہ روزگار ہستیوں کے وجود باجود سے وابستہ ہوتا ہے۔ خلفاء کا وجود ایسا ہوتا ہے کہ جو براہ راست ہدایت بانٹنے کے لئے اور انسان کو خدا سے ملانے کے لئے اس دنیا میں آتے ہیں اور یہ ایسا محال کام ہے جو حسن اخلاق کے بہترین نمونہ کے بغیر ناممکن ہے۔ تقویٰ کے لباس کو زیب تن کرتے ہوئے یہ وجود ہر مخالفانہ کوششوں کا جواب نہایت حکیمانہ انداز میں دیتے ہیں۔ بچوں سے رحمت، دوستوں سے شفقت، دشمنوں سے حلم و بردباری اور خدا کے سامنے عاجزی وانکساری کا ایسا پیکر ہوتے ہیں کہ دنیائے انسانیت کا محور بن جاتے ہیں کہ ان کے نہ ہونے سے عدم آدمیت وانسانیت لازم ہے۔

اس مضمون میں حضرت مسیح موعود کے پانچ خلفاء کی سیرت کے بعض پہلوؤں کا ذکر ہے۔ یہ وجود ایسی ہمہ جہت شخصیتوں کے مالک ہیں کہ کوئی بھی قلم اس بحر بیکراں کے ہر آبدار موتی کو چن نہیں سکتی۔ البتہ چند ایسے چمکدار بے مثل و لازوال اخلاقی حسن کا ذکر ضروری ہے تاکہ انسان کو انسانیت کا سبق دیا جاسکے۔ خدا کے وجود سے آدمیت کا تعلق قائم ہوسکے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی سیرت کی جھلکیاں

چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نوردیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نور یقیں بودے

حضرت مسیح موعود کا خراج تحسین

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

خدا تعالیٰ نے اپنے خاص احسان سے یہ صدق سے بھری ہوئی روحیں مجھے عطا کی ہیں۔ سب سے پہلے میں اپنے ایک روحانی بھائی کے ذکر کرنے کے لئے دل میں جوش پاتا ہوں جن کا نام ان کے نور اخلاص کی طرح نور دین ہے میں ان کی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مال حلال کے خرچ سے اعلاء کلمہ (-) کے لئے وہ کر رہے ہیں ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہوسکتیں۔ ان کے دل میں جو تائید دین کے لئے جوش بھرا ہے اس کے تصور سے قدرت الٰہی کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے کہ وہ کیسے اپنے بندوں کو اپنی طرح کھینچ لیتا ہے۔ وہ اپنے تمام مال اور تمام زور اور تمام اسباب مقدرت کے ساتھ جو ان کو میسر ہیں۔ ہر وقت اللہ رسول کی اطاعت کے لئے مستعد کھڑے ہیں اور میں تجربہ سے نہ صرف حسن ظن سے یہ علم صحیح واقعی رکھتا ہوں کہ انہیں میری راہ میں مال کیا بلکہ جان اور عزت تک دریغ نہیں اور اگر میں اجازت دیتا تو وہ سب کچھ اس راہ میں فدا کر کے اپنی روحانی رفاقت کی طرح جسمانی رفاقت اور ہردم صحبت میں رہنے کا حق ادا کرتے۔

(فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد 3 ص 35)

حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب کی فدائیت اور اخلاص کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

ان کے مال سے جس قدر مجھے مدد پہنچی ہے میں کوئی ایسی نظیر نہیں دیکھتا جو اس کے مقابل پر بیان کرسکوں۔ میں نے ان کو طبعی طور پر اور نہایت انشراح صدر سے دینی خدمتوں میں جاں نثار پایا۔ اگرچہ ان کی روزمرہ زندگی اسی راہ میں وقف ہے کہ وہ ہر یک پہلو سے سچے خادم ہیں مگر اس سلسلہ کے ناصرین میں سے وہ اول درجہ کے نکلے۔ ...... میں یقیناً دیکھتا ہوں کہ جب تک وہ نسبت پیدا نہ ہو جو محبّ کو اپنے محبوب سے ہوتی ہے تب تک ایسا انشراح صدر کسی میں پیدا نہیں ہوسکتا۔ ان کو خدا تعالیٰ نے اپنے قوی ہاتھ سے اپنی طرف کھینچ لیا ہے اور طاقت بالا نے خارق عادت اثر ان پر کیا ہے۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 ص 520)

حضرت مصلح موعود بیان فرماتے ہیں:۔

ایک دن حضرت صاحب اندر آئے تو والدہ صاحبہ سے کہا کہ انہیں (یعنی مجھے) انجمن کا ممبر بنا دیا ہے۔ نیز ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب اور مولوی صاحب کو تاکہ اور لوگ کوئی نقصان نہ پہنچاویں...... آپ کو کہا گیا 14 نام لکھ لئے ہیں۔ حضرت نے فرمایا اور چاہئیں۔ باہر کے آدمی بھی ہوں...... اس پر کہا گیا زیادہ آدمیوں سے کورم پورا نہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا اچھا تھوڑے سہی۔ پھر کہا اچھا ایک اور تجویز کرتا ہوں اور وہ یہ کہ مولوی صاحب کی رائے چالیس آدمیوں کی رائے کے برابر ہو۔ (سوانح فضل عمر ص 188)

سب کام خدا کے لئے

22 جنوری 1904ء میں حضرت اقدس مسیح موعود کے انفاس قدسیہ سے فائدہ اٹھانے کی تحریک کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:۔

”میں یہاں کس لئے آیا ہوں۔ دیکھو بھیرہ میں میرا پختہ مکان ہے اور یہاں میں نے کچے مکان بنوائے اور ہر طرح کی آسائش مجھے یہاں سے زیادہ وہاں مل سکتی تھی۔ مگر میں نے دیکھا کہ میں بیمار ہوں اور بہت بیمار ہوں۔ محتاج ہوں اور بہت محتاج ہوں۔ لاچار ہوں اور بہت لاچار ہوں۔ پس میں اپنے ان دکھوں کے دور کرنے کے لئے یہاں ہوں۔ اگر کوئی شخص قادیان اس لئے آتا ہے کہ وہ میرا نمونہ دیکھے یا یہاں آکر یا کچھ عرصہ رہ کر یہاں کے لوگوں کی شکایتیں کرے تو یہ اس کی غلطی ہے اور اس کی نظر دھوکہ کھاتی ہے کہ وہ بیماروں کو تندرست خیال کر کے ان کا امتحان لیتا ہے۔ یہاں کی دوستی اور تعلقات، یہاں کا آنا اور یہاں سے جانا اور یہاں کی بود و باش سب کچھ لا الہ الا اللہ کے ماتحت ہونی چاہئے ورنہ اگر روٹیوں اور چارپائیوں وغیرہ کے لئے آتے ہو تو باباتم میں سے اکثر کے گھر میں اچھی روٹیاں وغیرہ موجود ہیں۔ پھر یہاں آنے کی ضرورت کیا؟ تم اس اقرار کے قائل ٹھیک ٹھیک اسی وقت ہوسکتے ہو۔ جب تمہارے سب کام خدا کے لئے ہوں“۔ (خطبات نور ص 160)

اطاعت کا مثالی نمونہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاول میں اطاعت اور ادب کا مادہ کمال درجہ کا تھا۔ بلا چون و چرا سر تسلیم خم ہوتا۔ کچھ بھی گزر جاتا مگر تعمیل حکم ضرور ہوتی۔ اپنے آقا کے اشارہ اور خواہش کو بھی حکم کا درجہ دیتے کہ کسی قسم کی رکاوٹ اور سوچ اطاعت حکم کے درمیان حائل نہ ہونے دیتے۔ آپ یکہ لے کر واپسی کے فوری ارادے کے ساتھ قادیان پہنچتے ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود نے ملاقات میں پوچھا اب تو آپ فارغ ہوں گے۔ انکار نہ کیا بلکہ یکہ والے کو واپسی کا کرایہ ادا کیا اور بھیج دیا کہ آج اجازت لینا مناسب نہیں۔ اگلے روز حضرت اقدس نے اہلیہ کو بلانے کا کہا تو ہرگز یہ نہ کہا کہ حضور مکان کی تعمیر بھیرہ میں شروع ہے۔ شفاخانہ بن رہا ہے۔ بلکہ بیوی کو بلانے کا لکھ دیا۔ حضرت اقدس نے کتابوں کو منگوانے کا کہا تو ہرگز یہ نہ کہا کہ میرے پر قرض ہے وہ اتارنے کے لئے شفاخانہ چلانا ضروری ہے بلکہ فوراً کتب خانہ قادیان منگوالیا۔ اسی طرح دوسری بیوی کو بھی بلانے کا ارشاد ہوا تو نہ جبیں پر کوئی بل آیا نہ دل میں خوف پیدا ہوا کہ گزارا کس طرح

ہوگا۔ یہاں تک اطاعت میں بڑھے کہ الٰہی تصرف بھی آپ کی مدد کرنے لگا کہ حضرت اقدس نے فرمایا کہ اب بھیرہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ دل میں تو ڈرے کہ یہ تو ممکن ہے کہ میں وہاں کبھی نہ جاؤں لیکن یہ کس طرح ہوگا کہ خیال بھی نہ آوے مگر خدائی تصرفات کے تحت آپ کا یہ حال ہوا کہ فرماتے ہیں کہ کبھی واہمہ اور خواب میں بھی وطن کا خیال نہ آیا۔ پھر تو ہم قادیان کے ہوگئے۔ (مرقاۃ الیقین ص192)

یہ اس لئے ہوا کہ آپ تقویٰ کی باریک راہوں پر چلنے والے پُرعزم انسان تھے اور ہر ایسے عمل و حالت سے بچتے تھے کہ جس سے پھسلنے اور گناہ کا خوف ہو۔ چنانچہ حضرت اقدس کے حکم پر ایک شخص کے علاج کے لئے بھیرہ تشریف لے گئے۔ لیکن اپنے مکانات پر نہ گئے۔ حالانکہ وہ چند قدم پر تھے۔ خطبہ جمعہ 14 مئی 1909ء میں فرمایا ”مدت ہوئی میں بھیرہ کا خیال بھی چھوڑ چکا“۔ (خطبات نور ص396)

عشق و محبت

کسی شخص کے لئے حضرت مسیح موعود نے رشتہ تجویز فرمایا مگر وہ راضی نہ ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اگر حضور مجھے کہیں کہ اپنی بیٹی (حضرت صاحبزادی امۃ الحی صاحبہ کی طرف اشارہ کیا) انالی کو دے دو تو میں ذرا بھی انقباض نہ کرتا۔ فوراً دے دیتا۔ اس عشق و محبت کے کلمہ کی قدر خدا کی نظر میں اس قدر ٹھہری کہ آپ کی یہی بیٹی حضرت مسیح موعود کی بہو اور حضرت مصلح موعود کی بیوی بنی۔

متوکلانہ شان

آپ کی فدائیت کا یہ عالم تھا کہ حضور اقدس دہلی میں تھے۔ اس دوران آپ کی اطاعت و فدائیت کے ساتھ ساتھ خدا پر متوکلانہ شان کا بھی اظہار ہوتا ہے کہ سب کچھ خدا کے لئے کرتے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

22 اکتوبر 1905ء کو حضرت اقدس حضرت اماں جان کو آپ کے خویش و اقارب سے ملانے کے لئے دہلی تشریف لے گئے۔ ابھی دہلی پہنچے چند ہی دن ہوئے تھے کہ حضرت میر ناصر نواب صاحب بیمار ہوگئے۔ اس پر حضور کو خیال آیا کہ اگر مولوی نورالدین صاحب کو بھی دہلی بلالیا جائے تو بہتر ہوگا۔ چنانچہ حضرت مولوی صاحب کو تار دلوادیا۔ جس میں تار لکھنے والے نے امیجی ایٹ (Immediate) یعنی بلا توقف کے الفاظ لکھ دیئے۔ جب یہ تار قادیان پہنچا تو حضرت مولوی صاحب اپنے مطب میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس خیال سے کہ حکم کی تعمیل میں دیر نہ ہو۔ اسی حال میں فوراً چل پڑے۔ نہ گھر گئے نہ لباس بدلا نہ بستر لیا اور لطف یہ ہے کہ ریل کا کرایہ بھی پاس نہ تھا۔ گھر والوں کو پتہ چلا تو انہوں نے پیچھے سے ایک آدمی کے ہاتھ کمبل تو بھجوادیا مگر خرچ بھجوانے کا انہیں بھی خیال نہ آیا اور ممکن ہے گھر میں اتنا روپیہ ہو بھی نہ۔ جب آپ بٹالہ پہنچے تو ایک متمول ہندو رئیس نے جو گویا آپ کی انتظار ہی کر رہا تھا، عرض کی کہ میری بیوی بیمار ہے۔ مہربانی فرما کر اسے دیکھ کر نسخہ لکھ دیجئے۔ فرمایا میں نے اس گاڑی پر دہلی جانا ہے۔ اس رئیس نے کہا۔ میں اپنی بیوی کو یہاں ہی لے آتا ہوں۔ چنانچہ وہ لے آیا۔ آپ نے اسے دیکھ کر نسخہ لکھا دیا۔ وہ ہندو چپکے سے دہلی کا ٹکٹ خرید لایا اور معقول رقم بطور نذرانہ بھی پیش کی اور اس طرح سے آپ دہلی پہنچ کر حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ (حیات نور ص289)

خدا بھی اپنے پیاروں سے کس قدر محبت بھرا سلوک کرتا ہے کہ ان کی تمام ضروریات کا متکفل ہوجاتا ہے۔ لیکن یہ سب اسی کو ملتا ہے جو فنا فی اللہ ہوجاتا ہے۔

محبت کا پلڑا بھاری تھا

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ فرماتی ہیں:۔

”ایک واقعہ بھی یاد آ گیا۔ آپ کے صاحبزادے میاں عبدالسلام مرحوم چھوٹے بچے تھے۔ میں جب پڑھنے کو روز صبح جاتی تو ان کے لئے جیب میں بادام، اخروٹ وغیرہ لے جاتی اور جیسا کہ بچوں کے کھیل ہوتے ہیں۔ روز ہی پہلے ان سے پوچھتی کہ بتاؤ عبدالسلام! تم کتنے اخروٹ کے نوکر ہو؟ وہ روز جواب دیتے۔ دو اخروٹ کا نوکر ہوں۔ ایک دن میاں عبدالحی مرحوم نے غصے سے کہا کہ عبدالسلام! نوکر کیوں کہتے ہو۔ تم کوئی نوکر ہو؟ کہہ دو میں نوکر نہیں ہوں۔ اندر کمرے میں حضرت خلیفہ اول سن رہے تھے۔ نہایت جوش سے کڑک کر فرمایا عبدالحی! یہ کیا کہا تم نے؟ یہ نوکر ہے اور فرمایا عبدالسلام اندر آؤ، ہم دونوں اندر چلے گئے۔ فرمایا کہو میرے سامنے میں نوکر ہوں۔ بچہ نے دوہرا دیا۔ اس جذبہ کا اندازہ وہی لوگ لگا سکتے ہیں جو حضرت خلیفہ اول کی طبیعت سے واقف، آپ کی صحبت میں رہ چکے یا آپ کی سیرت کا مطالعہ کر چکے ہیں۔ وہ کوہ وقار تھے، غیور تھے، خوددار تھے۔ ان کا سر کبھی کسی کے سامنے نہ جھکا، جھکا تو اپنے محبوب آقا کے سامنے اور اسی عشق کامل کا نتیجہ تھا کہ ایک کم عمر لڑکی جوان کی شاگرد بھی تھی۔ اس کے لئے بھی اپنے پیارے لڑکے کا اتنا کہنا کہ، کہو میں نوکر نہیں ہوں، سخت ناگوار گزرا۔ آپ کا چہرہ مجھے اب تک یاد ہے، ایسا اثر تھا کہ صرف غصہ اور ناگواری ہی نہیں بلکہ بہت صدمہ گزرا ہے۔ حالانکہ جیسا وہ والدین کی مانند بے انتہا لاڈ پیار مجھ سے کرتے تھے، بے تکلف تھے۔ ان کا حق تھا۔ وہ بآسانی مجھے بھی کہہ سکتے تھے، سمجھا سکتے تھے کہ بچہ سے ایسا نہیں کہلواتے، ذلیل ہوجاتا ہے عزت نفس نہیں رہتی۔ تم اس کو جو چاہو ویسے ہی دے دیا کرو۔ مجھے بھی آپ کا روکنا ذرا بھی برا معلوم نہ ہوتا۔ کیونکہ ان کی محبت کا پلڑا بہت بھاری تھا۔ مگر انہوں نے اپنے طبعی وقار کے خلاف صرف اپنے جذبۂ عشق و محبت کے تحت الٹا بچہ سے کہلوایا کہ میں نوکر ہوں۔

(الفضل 26 اکتوبر 1961ء)

خلافت پر یقین

15 اکتوبر 1909ء کو خطبہ عیدالفطر میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں:۔

”خدا نے جس کام پر مجھے مقرر کیا ہے۔ میں بڑے زور سے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اب میں اس کرتے کو ہرگز اتار نہیں سکتا۔ اگر سارا جہان بھی اور تم بھی میرے مخالف ہو جاؤ تو میں تمہاری بالکل پرواہ نہیں کرتا اور نہ کروں گا خدا کے مامور کا وعدہ ہے اور اس کا مشاہدہ ہے کہ وہ اس جماعت کو ضائع نہیں کرے گا۔ اس کے عجائبات قدرت بہت عجیب ہیں اور اس کی نظر بہت وسیع ہے۔ تم معاہدہ کا حق پورا کرو پھر دیکھو کس قدر ترقی کرتے ہو اور کیسے کامیاب ہوتے ہو۔

(خطبات نور ص419)

قرآن سے عشق

حضرت یعقوب علی عرفانی صاحب تحریر کرتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے کہ خدا تعالیٰ جو مجھے بہشت میں اور حشر میں نعمتیں دے تو میں سب سے پہلے قرآن شریف مانگوں اور طلب کروں تاکہ حشر کے میدان میں بھی اور بہشت میں بھی قرآن شریف پڑھوں پڑھاؤں سناؤں۔ (تذکرۃ المہدی حصہ اول ص175)

آپ اس قدر محبت اور شوق اور غور و فکر سے قرآن پڑھتے تھے کہ خدا تعالیٰ پر کامل ایمان نصیب ہوگیا تھا اور عقائد صحیحہ کے خلاف دل کو عزم حاصل ہوگیا تھا۔ آپ اس کا اظہار خود ہی فرماتے ہیں:۔

’جب میں راولپنڈی میں تھا تو ہمارے مکان کے قریب ایک انگریز الیگزینڈر کی کوٹھی تھی۔ ایک شخص مجھ کو وہاں لے گیا اس نے میزان الحق اور طریق الحیٰوۃ دو کتابیں بڑی خوبصورت چھپی ہوئی مجھ کو دیں۔ میں نے ان کو خوب پڑھا۔ میں بچہ ہی تھا لیکن قرآن کریم سے اس زمانہ میں بھی مجھ کو محبت تھی۔ مجھ کو وہ دونوں کتابیں بہت لچر معلوم ہوئیں۔ اس وقت ان کے روح القدس کو بھی نہیں جانتا تھا۔ میں نے دیکھا ہے کہ خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگنے والے مباحثات میں کبھی عاجز نہیں ہوتے“۔ (حیات نور ص14)

ایمان میں اخلاص

حضرت مسیح موعود کو اپنے اخلاص کا یقین دلاتے ہوئے کمال راستی و انکساری سے حضرت خلیفہ اول نے ایک خط تحریر کیا۔ حضرت مسیح موعود نے وہ خط اپنی کتاب میں شائع فرمادیا۔ آپ اس میں تحریر کرتے ہیں:۔

”عالی جناب میری دعا یہ ہے کہ ہر وقت حضور کی جناب میں حاضر رہوں اور امام زمان سے جس مطلب کے واسطے وہ مجدد کیا گیا وہ مطالب حاصل کروں۔ اگر اجازت ہو تو میں نوکری سے استعفیٰ دے دوں اور دن رات خدمت عالی میں پڑا رہوں۔ یا اگر حکم ہو تو اس تعلق کو چھوڑ کر دنیا میں پھروں اور لوگوں کو دین حق کی طرف بلاؤں اور اسی راہ میں جان دوں۔ میں آپ کی راہ میں قربان ہوں۔ میرا جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے۔ حضرت پیرومرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہوجائے تو میں مراد کو پہنچ گیا“۔

(فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد3 ص36)

نماز جمعہ سے محبت و عقیدت

نماز جمعہ کی ادائیگی میں سہولت کی خاطر آپ نے حکومت سے رخصت کے لئے ایک میموریل تیار کیا اور اس سہولت کے حصول کے لئے تمام تر کوششیں کی گئیں اور عجیب انکساری بھی ساتھ ہی تھی کہ یہ مقصد حاصل ہونا چاہئے اور ظاہری شہرت و ناموری کی طلب ہرگز نہ تھی۔ آپ تحریر کرتے ہیں:۔

”یہ غرض نہیں کہ ضرور ہم ہی اس کو پیش کرنے والے ہوں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے دل میں یہ تحریک ڈالی ہے اس لئے ہم نے اسے پیش کردیا ہے اگر کوئی انجمن یا جماعت ایسی ہو جو صرف اس وجہ سے اس کے ساتھ اتفاق نہ کرے کہ یہ میموریل ہماری طرف سے کیوں پیش ہوتا ہے تو ہم بڑی خوشی سے اپنے میموریل کو گورنمنٹ کی خدمت میں نہیں بھیجیں گے۔ بشرطیکہ اس کے بھیجنے کا کوئی مناسب انتظام کرلیا جائے“۔

چنانچہ میموریل پیش کرنے کے لئے ایک اجلاس ہوا۔ جس میں حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب بھی موجود تھے اور آل انڈیا مسلم لیگ کی طرف سے یہ میموریل پیش کیا گیا اور 1913ء میں جمعہ کے دن دو گھنٹہ کی تعطیل کا اعلان کردیا گیا۔

(تاریخ احمدیت جلد3 ص379)

حسن ارادت

حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کا بیان ہے کہ:۔

”جب حضرت مولانا حسن علی صاحب بھاگلپوری قادیان تشریف لائے تو انہوں نے حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب سے دریافت کیا کہ آنجناب کو حضرت مرزا صاحب سے حسن ارادت کی سعادت کیسے نصیب ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ میں اس چودھویں صدی کے متعلق حدیث بعثت مجددین کی رو سے کسی مجدد کی بعثت کا جوش اشتیاق کے ساتھ منتظر تھا کہیں سے کسی کی آواز سنائی دے۔ اس اثناء میں براہین احمدیہ کا اشتہار نکلا اور میرے پاس بھی پہنچا۔ اشتہار پڑھتے ہی میں بہت مسرور ہوا کہ وعدہ تجدید کے ظہور میں آنے کی بشارت کا موقعہ ملا۔ جب میں قادیان گیا تو سنت نبوی کے مطابق اللھم رب السمٰوٰت السبع ...... کی دعا پڑھی۔ جب آپ پر نظر پڑی تو آپ کا صادقانہ حلیہ دیکھ کر پہچان گیا کہ ایسا منہ صادقوں کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ آپ کو دیکھنے سے اور آپ کے اخلاق حسنہ سے میرا قلب اس قدر متاثر ہوا کہ محبت سے میں آپ کا گرویدہ ہوگیا۔ پھر ایک گناہ مجھے محسوس

ہوا کرتا تھا۔ اس کے دور کرنے کے لئے میں نے ہر ممکن کوشش کی لیکن وہ دور نہ ہوا تھا۔ آخر حضرت اقدس کی توجہ اور برکت صحبت سے خود بخود دور ہو گیا۔ حالانکہ میں نے آپ سے اس گناہ کا ذکر بھی نہیں کیا تھا۔

(حیات نور ص 192)

الٰہی تائید و نصرت

الٰہی تائید و نصرت کے واقعات سے آپ کی زندگی بھری پڑی ہے۔ خدا کی مہمانداری کے بیشمار واقعات آپ کے ساتھ گزرے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرمایا کرتے تھے:۔

”ایک دفعہ میں اچھے استاد کی تلاش میں وطن سے دور چلا گیا۔ تین دن کا بھوکا تھا مگر کسی سے سوال نہیں کیا۔ میں مغرب کے وقت ایک مسجد میں چلا گیا لیکن وہاں کسی نے مجھے نہیں پوچھا اور نماز پڑھ کر سب چلے گئے۔ جب میں اکیلا تھا تو مجھے باہر سے آواز آئی۔ نورالدین! نورالدین! یہ کھانا آکر جلد پکڑ لو۔ میں گیا تو ایک مجمع میں بڑا پُرتکلف کھانا تھا۔ میں نے پکڑ لیا۔ میں نے یہ بھی نہیں پوچھا کہ یہ کھانا کہاں سے آیا۔ کیونکہ مجھے علم تھا کہ خداتعالیٰ نے بھیجا ہے۔ میں نے خوب کھایا اور پھر برتن مسجد کی ایک دیوار کے ساتھ کھونٹی پر لٹکا دیا۔ جب میں آٹھ دس دن کے بعد واپس آیا تو وہ برتن وہیں آویزاں تھا۔ جس سے مجھے یقین ہو گیا کہ کھانا گاؤں کے کسی آدمی نے نہیں بھجوایا تھا۔ خداتعالیٰ نے ہی بھجوایا تھا“۔ (حیات نور ص 24)

توکل علی اللہ

نوجوانی میں ہی آپ کو خدا پر ایمان اور توکل حاصل تھا۔ کیونکہ خدا آپ سے عظیم الشان کام لینا چاہتا تھا۔ اس لئے ایمان اور توکل بھی عظیم الشان عطا کیا ہوا تھا اور ہر قسم کے مشرکانہ افعال و عقائد سے بچایا ہوا تھا۔ اس کا ایک کامل اظہار آپ کے سکول کے مدرس ہونے کے وقت ہوا۔ جب ایک انسپکٹر مدارس آپ کے سکول آیا۔ آپ کھانا کھا رہے تھے اس کو بھی دعوت دی تو اس نے نہایت تکبر سے انکار کیا اور اس طرح کا اظہار کیا کہ گویا وہ اس کو رشوت سمجھتا ہے۔ مگر بعد میں گھوڑا پکڑنے کے لئے بچے کو بھیجنے کا کہا تو آپ نے اسے کہا کہ یہ بھی تو رشوت میں داخل ہے کہ آپ کے گھوڑے کی خدمت کی جائے۔ بچوں کا امتحان وغیرہ لینے کے بعد آپ سے کہنے لگا۔

”میں نے سنا ہے کہ آپ بڑے لائق ہیں اور بڑی لیاقت سے آپ نے نارمل وغیرہ پاس کر کے بہت عمدہ اسناد حاصل کی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ شاید اسی باعث سے آپ کو اس قدر ناز ہے۔ میں نے یہ بات سن کر کہا کہ جناب ہم اس ایک بالشت کے کاغذ کو خدا نہیں سمجھتے اور ایک شخص کو کہا کہ بھائی اس بت کو ذرا نکال کر تو لاؤ۔ پھر اس کے سامنے ہی منگا کر اس کو پھاڑ ڈالا اور دکھلا دیا کہ ہم کسی چیز کو خدا کا شریک نہیں مانتے۔ اس شخص کو میری اس طرح اپنی اسناد کو پھاڑ ڈالنے کا رنج بھی ہوا۔ جس کا اس نے نہایت تأسف سے اظہار کیا اور کہنے لگا کہ آپ کے نقصان کا باعث میں ہوا ہوں۔ نہ میں یہ بات کہتا اور نہ آپ کا یہ نقصان ہوتا۔ لیکن حقیقت میں جب سے میں نے اس ڈپلوما کو پھاڑا تب ہی سے میرے پاس اس قدر روپیہ آتا ہے جس کی کوئی حد نہیں۔ میں نے لاکھوں روپیہ کمایا ہے“۔

(حیات نور ص 15)

آپ کا توکل ہی تھا کہ نواب بہاولپور نے 60 ہزار ایکڑ زمین دینے کا کہا کہ آپ اس سے امیر کبیر ہو جائیں گے۔ مگر آپ نے لینے سے انکار کر دیا کہ آج تو آپ ہمارے پاس آتے ہیں۔ پھر نہیں آئیں گے۔

ہمدردی مخلوق

مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمت خلق است

حضرت مسیح موعود کے اس مصرع کے مطابق آپ ہمدردی مخلوق میں ہمہ تن مشغول رہتے تھے۔ مطب میں کسی بھی مریض کا علاج انسانی محبت کی وجہ سے کرتے۔ پھر اس کے لئے دعا میں مشغول رہتے کبھی بھی کسی سے قیمت وصول نہ کی جس نے جو دیا لے لیا اور آگے خدمت خلق میں لگا دیا۔ اسی باعث سے آپ پر قرض بھی چڑھ جاتا تھا۔ خدا اس قرض کے اترنے کا سبب بھی پیدا فرما دیتا تھا۔ لیکن اس کے علاوہ اپنے مساکین و غرباء اور مستحقین کے لئے بعض انتظامات کی بھی کوشش فرماتے رہے۔ چنانچہ 1900ء میں عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر ایک اعلامیہ چند دوستوں کو تحریک کر کے اور تیار کر کے بنایا اور اس میں دس ضرورتوں کا بیان کیا جو اس وقت پوری ہونی چاہئیں تھیں۔ ان میں نو مبائعین، طلباء، مساکین، مسافر اور یتامیٰ کی بعض اہم ضروریات کو مدنظر رکھا۔ مثلاً ان کے کھانے پینے اور رہائش کا انتظام۔ کتب اور دوسرے درسی اخراجات، تعلیم و شادی کے اخراجات وغیرہ اس کے ساتھ بے روزگاروں کے لئے روزگار فراہم کرنے کے لئے مناسب انتظام کی بھی فکر ہے۔ الحکم جلد 4 نمبر 11 میں شائع شدہ اس اعلام کو پڑھیں۔ تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ مخلوق خدا کی محبت میں بھرا ہوا دل اس سینہ میں دھڑک رہا ہے جو انہیں کی محبت میں پگھلا جا رہا ہے اور محبت محض للہ ہے کہ ان مفلس و نادار لوگوں سے مطالبہ بھی کوئی نہیں۔

آپ کے والدین

بچہ کی تربیت میں والدین کا بہت حصہ ہوتا ہے۔ آدمی کو انسان بنانے کا کردار وہی ادا کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ کو بھی نیک سیرت، علم اور قرآن سے محبت کرنے والے والدین میسر آئے تھے۔

آپ فرماتے ہیں:۔

”اللہ تعالیٰ میرے باپ پر رحم فرمائے۔ انہوں نے مجھ کو اس وقت جبکہ میں تحصیل علم کے لئے پردیس جانے لگا۔ فرمایا اتنی دور جا کر پڑھو کہ ہم میں سے کسی کے مرنے جینے سے ذرا بھی تعلق نہ رہے اور تم اس بات کی اپنی والدہ کو خبر نہ کرنا“۔ (حیات نور ص 19)

اپنی والدہ کے متعلق فرماتے ہیں:۔

”میری ماں اللہ تعالیٰ اسے جنت میں بڑے بڑے درجات عطا کرے بہت سارے بچوں کی ماں تھیں مگر وہ کبھی نماز قضا نہ کرتیں۔ ایک چادر پاک صاف صرف اس لئے رکھی ہوئی تھی کہ نماز کے وقت اسے اوڑھ لیتیں۔ نماز پڑھ کر معاً اوپر کھونٹی پر لٹکا دیتیں۔ فرقان حمید کا پڑھنا کبھی قضا نہ کیا بلکہ میں نے اپنی ماں کے پیٹ میں قرآن مجید سنا۔ پھر گود میں سنا اور پھر ان سے ہی پڑھا“۔

مزید فرماتے ہیں:۔

”اللہ تعالیٰ رحم کرے میری والدہ پر۔ انہوں نے اپنی زبان میں عجیب عجیب طرح کے نکات قرآن مجھ کو بتائے۔ منجملہ ان کے ایک یہ بات تھی کہ تم اللہ تعالیٰ کی جس قسم کی فرمانبرداری کرو گے اسی قسم کے انعامات پاؤ گے اور جس قسم کی نافرمانی کرو گے اسی قسم کی سزا پاؤ گے۔

از مکافات عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

(حیات نور ص 8)

کتابوں کا شوق

”مجھ کو اپنے سن تمیز سے بھی پہلے کتابوں کا شوق ہے۔ بچپنے میں جلد کی خوبصورتی کے سبب کتابیں جمع کرتا تھا۔ سن تمیز کے وقت میں نے کتابوں کا بڑا انتخاب کیا اور مفید کتابوں کے جمع کرنے میں بڑی کوشش کی“۔

آپ کی عظیم الشان لائبریری تھی۔ جو بھیرہ میں آپ نے بنائی تھی۔ سفروں سے واپسی پر کتابوں کے بڑے بڑے بکس آپ کے ہمراہ ہوتے۔ اسے قادیان لے گئے۔ ان کتابوں کا بہت شوق تھا اور بہت مطالعہ کرتے تھے۔ مگر سب سے زیادہ پیاری کتاب قرآن آپ کو لگتی تھی۔ خود فرماتے ہیں:۔

”میں نے دنیا کی بہت سی کتابیں پڑھی ہیں اور بہت ہی پڑھی ہیں مگر ایسی کتاب دنیا کی دلربا راحت بخش، لذت دینے والی جس کا نتیجہ دکھ نہ ہو نہیں دیکھی جس کو بار بار پڑھتے ہوئے، مطالعہ کرتے ہوئے اور اس پر فکر کرنے سے جی نہ اکتائے، طبیعت نہ بھر جائے اور یا بد خود دل اکتا جائے اور اسے چھوڑ نہ دینا پڑا ہو۔

(حقائق الفرقان جلد 1 ص 34)

نورالدین بنتا ہے

آپ کے تقویٰ اور احکام دینیہ پر عمل کرنے کی محبت کا اثر اپنوں کے علاوہ غیروں پر بھی بہت تھا۔ چنانچہ کسی نے سرسید احمد خان سے پوچھا:۔

”جاہل علم پڑھ کر عالم بنتا ہے اور عالم ترقی کر کے حکیم ہو جاتا ہے۔ حکیم ترقی کرتے کرتے صوفی بن جاتا ہے مگر جب صوفی ترقی کرتا ہے تو کیا بنتا ہے؟ قابل غور ہے۔ جس کے جواب میں سرسید نے لکھا کہ وہ نورالدین بنتا ہے...... (حیات نور ص 217)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی سیرت کے نقوش

دین حقہ کی شدید مخالفت کے دور میں یہ پیشگوئی کی گئی تھی ایسے عہد میں جب ہر طرف سے صرف ایک ہی مذہب طعن و تشنیع اور گالیوں کا مرکز بنا ہوا تھا۔ ہر طرف اہانت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارتکاب کیا جا رہا تھا اور کوئی بھی نہ تھا جو اس کے دفاع کے لئے کھڑا ہوتا۔ حضرت مسیح موعود نے اس کے متعلق عظیم الشان قلمی کام کیا۔ مگر اس مشن کو مضبوطی سے کھڑا کر دینے اور دنیا میں حقیقی غلبہ پانے کے لئے ایک زمانے کی ضرورت تھی جس کو پورا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود کو خدا نے اس عظیم موعود بیٹے کے پیدا ہونے کی خبر دی اور پھر اس کو پورا بھی کر دکھایا۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی کا خاکہ آپ کی ولادت سے تین سال قبل اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے الفاظ میں بیان فرما دیا تھا۔

حضرت مسیح موعود کی آپ سے محبت

حضرت مسیح موعود کو حضرت مصلح موعود سے بہت محبت تھی۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ تحریر کرتی ہیں:

”حضرت مسیح موعود کو آپ سے واضح طور پر بہت محبت اور آپ کی بہت قدر تھی۔ اس کم عمری میں بھی مجھ پر یہ اثر تھا کہ مبارک چھوٹا ہے۔ میں لڑکی ہوں اس لئے زیادہ خیال میرا رکھتے اور مبارک سے زیادہ پیار کرتے ہیں۔ مگر اصل میں سب سے زیادہ میرے ابا کو پیارے میرے بڑے بھائی ہیں۔ ایک بار آپ لاہور گئے ہوئے تھے کوئی شخص تربیناں لایا۔ ایک لمبوترہ خربوزہ جس کو تربینی کہتے تھے۔ ہماری طرف پیدا نہیں ہوتا تھا کہیں دور سے آیا تھا بہت شیریں تھیں۔ حضرت مسیح موعود ایک تربینی ہاتھ میں لے کر دیکھ رہے تھے اور فرمایا میرا دل چاہتا ہے کہ اس وقت کوئی یہ لے جا سکتا اور محمود کو دیتا۔ (الفضل فضل عمر نمبر 26 مارچ 1966ء)

ہاں ایک خدا ہے

حضرت مصلح موعود اپنے بچپن کا ایک ایمان افروز واقعہ بیان فرماتے ہیں:۔

جب میں گیارہ سال کا ہوا اور 1900ء نے دنیا میں قدم رکھا تو میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ میں خداتعالیٰ پر کیوں ایمان لاتا ہوں اس کے وجود کا کیا ثبوت ہے؟ میں دیر تک رات کے وقت اس مسئلہ پر سوچتا رہا۔ آخر دس گیارہ بجے میرے دل نے فیصلہ کیا کہ ہاں ایک خدا ہے۔ وہ گھڑی میرے لئے کیسی خوشی کی گھڑی تھی جس طرح ایک بچے کو اس کی ماں مل جائے تو اسے خوشی ہوتی ہے اسی طرح مجھے خوشی تھی کہ میرا پیدا کرنے والا مجھے مل گیا۔ سماعی ایمان علمی ایمان

سے تبدیلی ہوگیا۔ میں اپنے جامہ میں پھولا نہیں سماتا تھا۔ میں نے اسی وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور ایک عرصہ تک کرتا رہا کہ خدایا! مجھے تیری ذات کے متعلق کبھی شک پیدا نہ ہو......

اس وقت میں گیارہ سال کا تھا.....مگر آج بھی اس دعا کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ میں آج بھی یہی کہتا ہوں خدایا تیری ذات کے متعلق مجھے کبھی شک پیدا نہ ہو۔ ہاں اس وقت میں بچہ تھا۔ اب مجھے زائد تجربہ ہے۔ اب میں اس قدر زیادتی کرتا ہوں کہ خدایا مجھے تیری ذات کے متعلق حق الیقین پیدا ہو۔

(سوانح فضل عمر جلد 1 ص 96)

پاکیزہ بچپن

خدا کے چنیدہ بندے شیر خواری سے تادم آخر خدا کی گود میں رہتے ہیں اور شیطانی مس سے نہ صرف پاک ہوتے ہیں بلکہ خدا کے مقرب اور ہر نیکی کی راہ پر بڑی چستی اور بہادری کے ساتھ قدم مارنے والے ہوتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود کا بچپن بھی خدا کی عبادت، ذکر الٰہی میں گزرا تھا۔ آپ کو ماحول بھی روحانی میسر ہوا تھا۔ اس کا اثر تھا۔ چنانچہ حضرت شیخ غلام احمد صاحب رفیق حضرت مسیح موعود آپ کی بچپن کی عبادت کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"ایک دفعہ میں نے یہ ارادہ کیا کہ آج کی رات بیت مبارک میں گزاروں گا اور تنہائی میں اپنے مولا سے جو چاہوں گا، مانگوں گا۔ مگر جب میں (بیت) میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی شخص سجدے میں پڑا ہوا ہے اور الحاح سے دعا کر رہا ہے۔ اس کے اس الحاح کی وجہ سے میں نماز بھی نہ پڑھ سکا اور اس شخص کی دعا کا اثر مجھ پر بھی طاری ہو گیا اور میں بھی دعا میں محو ہو گیا اور میں نے دعا کی کہ یا الٰہی! یہ شخص تیرے حضور جو کچھ بھی مانگ رہا ہے وہ اس کو دے دے اور میں کھڑا کھڑا تھک گیا کہ یہ شخص سر اٹھائے تو معلوم کروں کہ کون ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے پہلے وہ کتنی دیر سے آئے ہوئے تھے مگر جب آپ نے سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت میاں محمود احمد صاحب ہیں۔

(الفضل 16 فروری 1968ء)

اطاعت

آپ نے بچپن اور لڑکپن کا دور حضرت مسیح موعود کی نگرانی میں ان کی کامل اطاعت کرتے ہوئے گزارا۔ جس بات سے حضرت مسیح موعود منع فرماتے تھے۔ آپ نے کبھی نافرمانی نہ کی۔ بالکل کامل اطاعت کا بہترین نمونہ دکھایا۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے دور خلافت میں جوانی کے عالم میں بھی ہمیشہ اطاعت کا جوا اپنی گردن پر رکھا اور دینی کاموں میں بلکہ ہر امر میں خلیفہ کی اطاعت کی۔

احمدیت میں اختلافات کے آغاز میں ہی خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کے خلیفہ کے اختیارات کے متعلق سوال کے متعلق آپ نے وفا سے بھرا ہوا مطیعانہ جواب دیا۔ آپ خود فرماتے ہیں:۔

"میں نے کہا کہ اختیارات کے فیصلہ کا وہ وقت تھا جبکہ ابھی بیعت نہ ہوئی تھی، جبکہ حضرت خلیفہ اول نے صاف صاف کہہ دیا کہ بیعت کے بعد تم کو پوری پوری اطاعت کرنی ہوگی اور اس تقریر کو سن کر ہم نے بیعت کی تو اب آقا کے اختیار مقرر کرنے کا حق غلاموں کو کب حاصل ہے؟ میرے اس جواب کو سن کر خواجہ صاحب بات کا رخ بدل گئے اور کہا بات تو ٹھیک ہے"۔ (سوانح فضل عمر جلد 1 ص 186)

آپ کی وفاداری اور خلافت کے احترام کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی زبردست گواہی موجود ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

میرے اور میاں صاحب (حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد مصلح موعود۔ ناقل) کے درمیان کوئی نقار نہیں جو ایسا کہتا ہے وہ بھی منافق ہے۔ وہ میرے بڑے فرمانبردار ہیں۔ انہوں نے مجھ کو فرمانبرداری کا بہتر سے بہتر نمونہ دکھایا ہے۔ وہ میرے سامنے اونچی آواز بھی نہیں نکال سکتے۔ انہوں نے فرمانبرداری میں کمال کیا ہے۔ (خطبات نور ص 622)

عشق رسول ﷺ کا جذبہ

آپ فرماتے ہیں:۔

"مجھ پر کبھی کوئی ایسا وقت نہیں آیا جب رسول کریم ﷺ کی زندگی کا کوئی واقعہ میں نے بیان کیا ہو اور رقت سے میرا گلا نہ پکڑا گیا ہو۔ دنیا میں محبتیں ہوئی ہیں کسی وقت کم اور کسی وقت زیادہ مگر رسول اللہ ﷺ سے مجھے ایسی شدید محبت ہے کہ میں اپنی زندگی میں ایک مثال بھی ایسی یاد نہیں کہ میں نے آپ کا ذکر کیا ہو اور مجھ پر رقت طاری نہ ہوگئی ہو اور میرا دل محبت کی گہرائیوں میں نہ ڈوب گیا ہو"۔

(سوانح فضل عمر جلد 5 ص 36)

آپ فرماتے ہیں:۔

میری ساری خوشی اس میں ہے کہ میری خاک محمد رسول اللہ ﷺ کی کھیتی میں کھاد کے طور پر کام آجائے اور اللہ تعالیٰ مجھ پر راضی ہو جائے اور میرا خاتمہ رسول کریم ﷺ کے دین کے قیام کی کوشش پر ہو۔

(الموعود انوار العلوم جلد 17 ص 560)

محمد پر ہماری جان فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے
مجھے اس بات پر ہے فخر
مرا معشوق محبوب خدا ہے
یہ ظاہر میں غلامی ہے مگر باطن میں آزادی
نہ ہونا منحرف ہرگز محمدؐ کی حکومت سے

خلافت پر ایمان

حضرت مسیح موعود کی وفات پر جب خلافت اولیٰ کی بیعت کے متعلق آراء پیش کی جارہی تھیں تو آپ سے بھی حضرت مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح الاول کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے نہایت شرح صدر سے اتفاق رائے کرتے ہوئے فرمایا:۔

"حضرت مولانا سے بڑھ کر کوئی نہیں اور خلیفہ ضرور ہونا چاہئے اور حضرت مولانا ہی خلیفہ ہونے چاہئیں۔ ورنہ اختلافات کا اندیشہ ہے اور حضرت اقدس کا الہام ہے کہ اس جماعت کے دو گروہ ہوں گے۔ ایک کی طرف خدا ہوگا"۔ (رفقاء احمد جلد دوم ص)

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب فرماتے ہیں:

ایک جماعت خلیفۃ المسیح کو......اور قدرت ثانی کا مظہر اول یقین کرتی تھی۔ یہ خصوصیت سے صاحبزادہ صاحب کے امتحان کا وقت تھا۔ مگر صاحبزادہ صاحب نے نہایت اخلاص اور وفاداری کے ساتھ اپنے مقام کو نہ چھوڑا اور اپنے طرز عمل سے دکھا دیا کہ قوم کے شیرازہ کا دھاگہ صرف خلیفہ ہی ہے اور یہی ایک پاک وجود ہے جو ہمیشہ......کی شیرازہ بندی کا موجب رہا ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد 4 ص 83)

علوم ظاہری و باطنی سے پُر

علوم ظاہری و باطنی سے پُر کئے جانے کی عظیم الشان خوشخبری بھی خدائے رحمٰن نے آپ کے متعلق دے رکھی تھی۔ چنانچہ آپ ہر قسم کے علوم کے بحر ذخار تھے۔

ترجمہ و تفسیر قرآن، اللہ کی ہستی کے دلائل، اصلاحی و اخلاقی، اقتصادی و عمرانی، تاریخ و فلسفہ، منظومات، تقاریر و خطابات، مذہب و سائنس، سیادت و قیادت، زراعت و فلاحت، مسئلہ خلافت، موازنہ مذاہب و کلام آپ کے دہن مبارک اور قلم مبین سے معارف و نکات کا ایسا چشمہ پھوٹا کہ کسی بھی عنوان کا کوئی گوشہ خشک نہ رہا۔

آپ خدا کی طرف سے علوم سکھائے جانے کے متعلق 28 دسمبر 1920ء کو جلسہ سالانہ کے موقع پر فرماتے ہیں۔ یہ تقریر ملائکۃ اللہ کے نام پر کتابی شکل میں شائع کی گئی۔ آپ فرماتے ہیں:۔

میں دعویٰ کے ساتھ اعلان کرتا ہوں بلکہ آج نہیں بیس پچیس سال سے میں یہ اعلان کر رہا ہوں کہ دنیا کا کوئی فلاسفر، دنیا کا کوئی پروفیسر، دنیا کا کوئی ایم اے، خواہ وہ ولایت کا پاس شدہ ہی کیوں نہ ہو اور خواہ وہ کسی علم کا جاننے والا ہو۔ خواہ وہ فلسفہ کا ماہر ہو، خواہ وہ منطق کا ماہر ہو، خواہ وہ علم النفس کا ماہر ہو۔ خواہ وہ سائنس کا ماہر ہو، خواہ وہ دنیا کے کسی علم کا ماہر ہو۔ میرے سامنے اگر قرآن اور......پر کوئی اعتراض کرے تو نہ صرف میں اس کے اعتراض کا جواب دے سکتا ہوں۔ بلکہ خدا کے فضل سے اس کا ناطقہ بند کر سکتا ہوں۔ دنیا کا کوئی علم نہیں جس کے متعلق خدا نے مجھ کو معلومات نہ بخشی ہوں اور اس قدر صحیح علم جو اپنی زندگی درست رکھنے یا قوم کی راہنمائی کے لئے ضروری ہو مجھ کو نہ دیا گیا ہو۔

(دعویٰ مصلح موعود کے متعلق پُر شوکت اعلان۔ انوار العلوم جلد 17 ص 155)

اولوالعزم

آپ کو خدا نے آپ کی پیدائش سے قبل اولوالعزم کے خطاب سے نوازا تھا۔ آپ کی ساری زندگی آپ کے عزم و ہمت سے عبارت ہے۔ دنیا نے دیکھا کہ آپ بغیر تھکے اپنے کام کئے جاتے ہیں۔ جماعت کی قیادت کے لئے خطبات جمعہ، عیدین و نکاح کے علاوہ مختلف تقاریب و جلسہ سالانہ پر خطابات سے نوازتے رہے ہیں۔ قرآن کے دروس و اجتماعات خدام و انصار و لجنہ میں جماعتی راہنمائی کے لئے ایستادہ ہیں۔ کتب و رسائل و اخبارات کے ذریعہ سیادت کا کام سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ نظام جماعت کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے کے لئے مشاورت، انتخاب خلافت، مخالفانہ سازشوں سے محفوظ رکھنے اور مرکز کو مضبوط کرنے کے لئے نہایت اولوالعزمی سے جرأت و بہادری کی نئی داستانیں رقم کرتے ہوئے آسمانی ہدایت کے ماتحت راہبری فرما رہے ہیں۔ بیت الذکر کی تعمیر ہو، دعوت الی اللہ کی سکیمیں ہوں۔ قرآن کے تراجم ہوں، نئے مرکز کی تعمیر ہو یا دارالمسیح کی حفاظت ہو ہر کام میں غیر معمولی عزم و ہمت سے للٰہی قافلہ کو کامیابی سے ہمکنار کر رہے ہیں۔

ہر مشکل وقت اور نامساعد حالات اور فتنہ انگیز صورتحال میں انسانیت کی خدمت میں ہمہ تن مشغول ہیں۔ نہ دن کو چین سے بیٹھے اور نہ رات کو آرام پایا جب تک کہ جماعت کو طوفان سے نکال نہ لائے۔ حضرت مسیح موعود کی وفات پر آپ کے سرہانے کھڑے ہو کر جو پُر عزم عہد کیا ساری عمر اس عہد کو ایسی اولوالعزمی سے نبھایا کہ سینکڑوں کیا ہزاروں کے عزم اس کے سامنے شرماتے ہیں۔

خدمت دین کا شوق

آپ کے خدمت دین کے شوق اور جوش کو حضرت مسیح موعود نے بھی محسوس کیا اور فرمایا:۔

میاں محمود میں اس قدر دینی جوش پایا جاتا ہے کہ میں بعض اوقات ان کے لئے خاص طور پر دعا کرتا ہوں۔ (سوانح فضل عمر جلد 1 ص 124)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب آپ کے دینی جوش اور جذبہ خدمت دین کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"چونکہ عاجز نے حضرت مسیح موعود کی بیعت 1890ء کے آخیر میں کرلی تھی اور اس وقت سے ہمیشہ آمد و رفت کا سلسلہ متواتر جاری رہا۔ میں حضرت اولوالعزم مرزا بشیر الدین محمود احمد کو ان کے بچپن سے دیکھ رہا ہوں کہ کس طرح ہمیشہ ان کی عادت حیا اور شرافت اور صداقت اور دین کی طرف متوجہ ہونے کی تھی اور حضرت مسیح موعود کے دینی کاموں میں بچپن سے ہی ان کو شوق تھا"۔ (الفضل 20 جنوری 1928ء)

جب آپ کے دشمنوں نے آپ کے اس جذبہ عشق و شوق کو دیکھا تو ان کے اندر حسد کی آگ جلی اور انہوں نے آپ کے خلاف نفرت پھیلانے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ مگر آپ نے اس کا جواب متوکلانہ انداز میں نہایت عزم و حوصلہ سے دیا۔ جس سے آپ کے مضبوط ایمان باللہ کی بھی شہادت ملتی ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

حضرت مصلح موعود ویمبلے کانفرنس میں اپنے رفقاء اور دیگر احباب کے ساتھ (لندن 1924ء)

حضرت مصلح موعود اپنے جانثاروں کے ساتھ

(دائیں سے بائیں) حضرت خلیفہ ثانی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب۔ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب
حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ۔ حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث جرمنی کے بعض احباب کے ساتھ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع (خلافت سے پہلے) کے ساتھ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب اور دیگر دوست

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے موقع پر چند مہمانان کے ساتھ

برکینا فاسو کے ریجنل چیف، ناباکورنگا شہر کے میئر، ممبران اسمبلی، کمانڈر فوج اور ریجنل مشنری حضور انور کے ساتھ

برکینا فاسو کے ریجنل چیف حضور انور کو ہاتھ سے بنے ہوئے چمڑے کا ایک بیگ پیش کر رہے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ امریکہ کے امیر جماعت اور ان کے ساتھی

سیدنا حضرت مسیح موعود اور آپ کے پانچوں خلفاء کے دستخطوں کا نمونہ

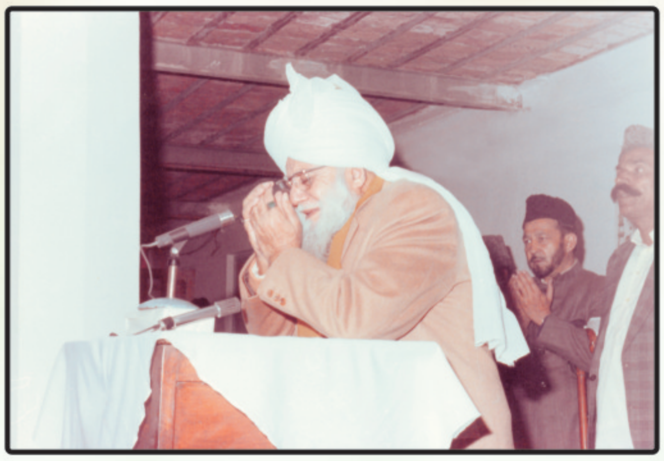

وہ ایک شخص دعا ہی دعا ہمارے لئے

دورہ سپین 1980ء سے واپسی پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اور حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابع)

مناظر قدرت سے لطف اندوزی

جب بھی آئے گا کوئی شعلہ بیاں۔ تُو میری جان یاد آئے گا

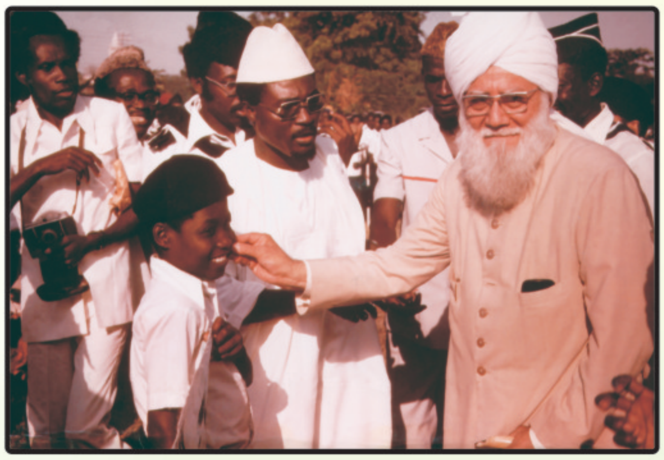

افریقہ کا ایک خوش قسمت بچہ، اپنے آقا کی شفقتیں حاصل کرتے ہوئے

وہ جدھر گزرے ادھر ہی روشنی ہوگئی

بیت الفضل لندن میں ورود مسعود

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث سپین کے احباب کے ساتھ

اجتماع انصار اللہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے مزار مبارک پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث دعا کرتے ہوئے

تیری جبیں پہ حسن ازل کی تجلیاں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ہمراہ حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب

ہر اک کو اطاعت میں ہے سبقت کی تمنا

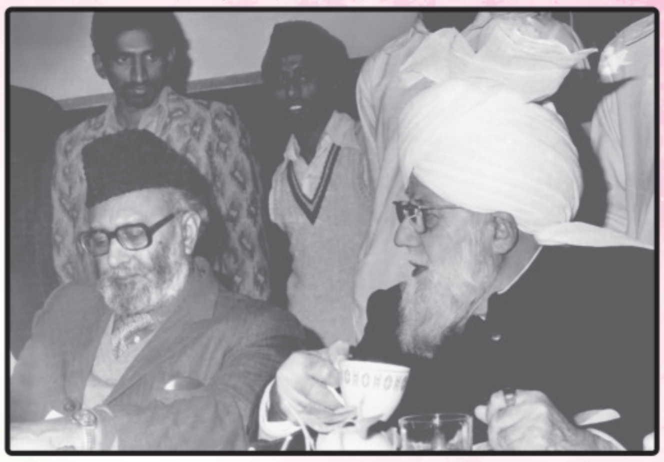

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ساتھ محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب تشریف فرما ہیں (ڈاکٹر صاحب کے اعزاز میں دی گئی دعوت)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع (قبل از خلافت) محو گفتگو

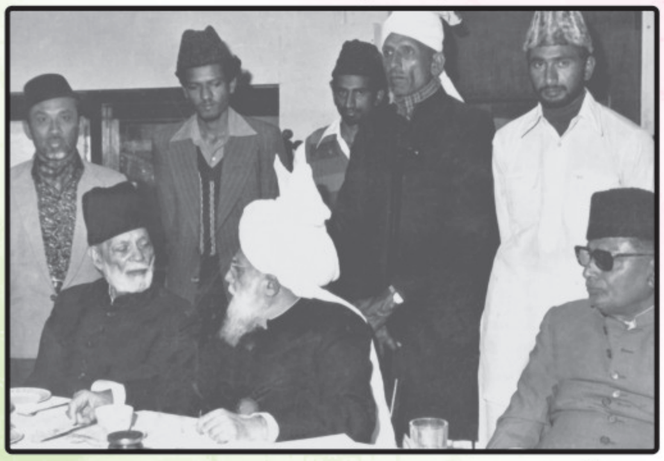

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ساتھ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب اور حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب تشریف فرما ہیں

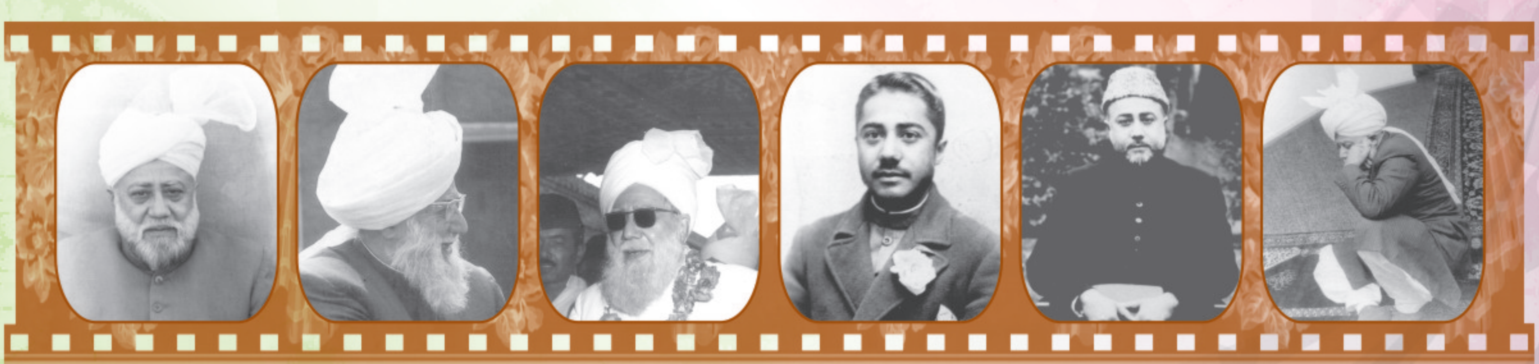

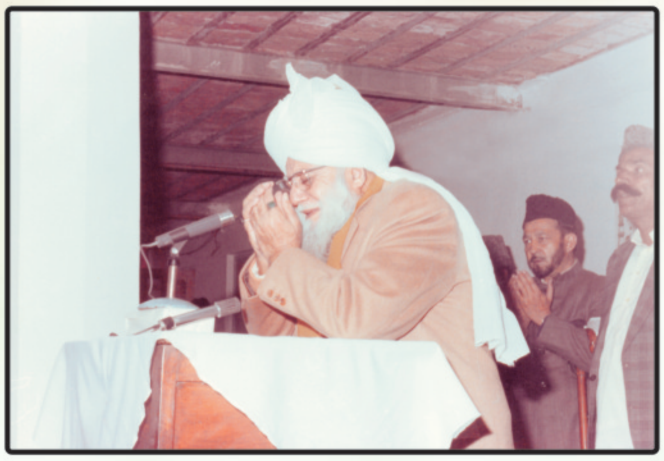

وہ ایک شخص دعا ہی دعا ہمارے لئے

دورہ سپین 1980ء سے واپسی پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اور حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابع)

مناظر قدرت سے لطف اندوزی

جب بھی آئے گا کوئی شعلہ بیاں۔ تُو میری جان یاد آئے گا

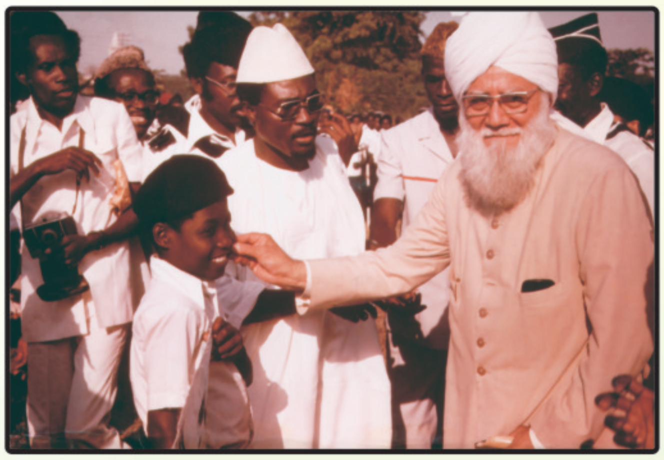

افریقہ کا ایک خوش قسمت بچہ، اپنے آقا کی شفقتیں حاصل کرتے ہوئے

وہ جدھر گزرے ادھر ہی روشنی ہوگئی

بیت الفضل لندن میں ورود مسعود

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث سپین کے احباب کے ساتھ

"اے نادانو! کیا تم اتنا نہیں سمجھتے کہ اگر میرا خدا مجھے بنانا چاہے تو تم میں سے کون ہے جو اس کے فضل کو رد کر سکے اور کون ہے جو میرے مولیٰ کا ہاتھ پکڑ سکے ......اور اگر وہ مجھے عزت دینا چاہے تو کون ہے جو مجھے ذلیل کر سکے اور اگر وہ مجھے بڑھانا چاہے تو کون ہے جو مجھے گھٹا سکے۔ اگر وہ مجھے اونچا کرنا چاہے تو کون ہے جو مجھے نیچا کر سکے...... (الفضل 19 نومبر 1913ء)

حمایت دین کا جذبہ

بچپن میں ایک دفعہ آپ بہت الحاح اور سسکیوں سے سجدہ میں دعا میں مصروف تھے آپ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کیا دعا کر رہے تھے۔ تو آپ نے فرمایا:۔

"میں نے تو یہی مانگا ہے کہ الٰہی! مجھے میری آنکھوں سے (دین) کو زندہ کر کے دکھا"۔

(الفضل 16 فروری 1968ء)

آپ کی تعلیم

آپ اپنی تعلیم کے متعلق خود بیان فرماتے ہیں:۔

غرض میں نے آپ (حضرت خلیفۃ المسیح الاول) سے طب بھی پڑھی اور قرآن کریم کی تفسیر بھی۔ قرآن کریم کی تفسیر آپ نے دو مہینے میں ختم کرا دی۔ آپ مجھے اپنے پاس بٹھا لیتے اور کبھی نصف پارہ اور کبھی پورا پارہ ترجمہ سے پڑھ کر سنا دیتے کسی کسی آیت کی تفسیر بھی کر دیتے۔ اسی طرح بخاری آپ نے دو تین مہینے میں مجھے ختم کرا دی۔ ایک دفعہ رمضان کے مہینے میں آپ نے سارے قرآن کا درس دیا تو اس میں بھی میں شریک ہو گیا۔ چند عربی کے رسالے بھی مجھے آپ سے پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ غرض یہ میری علمیت تھی۔

(الموعود۔ انوار العلوم جلد 17 ص 570)

مخالفین کا اقرار

آپ کی قرآن دانی اور قرآن فہمی، اعلیٰ قابلیت و لیاقت اور حسن بیان و حسن لطافت کا اعتراف آپ کے مخالفین نے بھی کیا۔

4 مارچ 1927ء کو ایک اجلاس کی صدارت علامہ اقبال نے کی اور اس میں حضرت مصلح موعود کی تقریر تھی۔ تقریر کے بعد شاعر مشرق نے کہا:۔

"ایسی پُر از معلومات تقریر بہت عرصہ کے بعد لاہور میں سننے میں آئی ہے۔ خاص کر جو قرآن شریف کی آیات سے مرزا صاحب نے استنباط کیا ہے وہ تو نہایت ہی عمدہ ہے میں اپنی تقریر کو زیادہ دیر تک جاری نہیں رکھ سکتا تا مجھ (مرزا صاحب) اس تقریر سے جو لذت حاصل ہو رہی ہے وہ زائل نہ ہو جائے۔ اس لئے میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں"۔

(الفضل 15 مارچ 1927ء)

خواجہ حسن نظامی نے ان الفاظ میں اظہار کیا:۔

"اکثر بیمار رہتے ہیں مگر بیماریاں ان کی علمی مستعدی میں رخنہ نہیں ڈال سکتیں۔ انہوں نے مخالفت کی آندھیوں میں اطمینان کے ساتھ کام کر کے اپنی مغلئی جوانمردی کو ثابت کر دیا اور اس بات کو بھی کہ مغل ذات کارفرمائی کا خاص سلیقہ رکھتی ہے۔ سیاسی سمجھ بھی رکھتے ہیں اور مذہبی عقل و فہم میں بھی قوی ہیں اور جنگی ہنر بھی جانتے ہیں۔ یعنی دماغی اور قلمی جنگ کے ماہر ہیں"۔ (الفضل فضل عمر نمبر 26 مارچ 1966ء)

دعا کا اعجاز

خدا اپنے مقربین سے محبت کا اظہار کئی انداز میں کرتا ہے۔ مگر سب سے نمایاں طریق اظہار کا یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے پیارے بندوں کی دعاؤں کو فوراً قبول فرما کر دوسروں پر بھی یہ ظاہر کرتا ہے کہ میں فعال لما یرید خدا اس بندے کے ساتھ ہوں۔ حضرت مصلح موعود کی زندگی میں ایسے ہزاروں واقعات ہوئے کہ آپ نے دست دعا بلند کیا اور خدا نے آپ کا سوال آپ کو عطا کیا۔ بلکہ بعض اوقات وہ بات بھی جو دعا کے رنگ میں کہی۔ گو دعا کے تمام لوازمات کو پورا نہ کیا مگر خدا نے اس کو بھی شرف قبولیت بخشا۔ آپ کی حرم حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب اور حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث کی گرفتاری کے متعلق بیان کرتی ہیں کہ میں نے دوپہر کی شدید گرمی سے گھبرا کر حضرت مصلح موعود سے ذکر کیا کہ اس شدید گرمی میں ان دونوں کا کیا حال ہوگا۔ اس پر آپ نے فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔ وہ صرف اس جرم پر ماخوذ ہیں کہ ان کا کوئی جرم نہیں۔ اس لئے مجھے اپنے خدا پر کامل یقین ہے کہ وہ جلد ان پر فضل کرے گا۔

اس کے بعد آپ نے نہایت گریہ وزاری سے دعائیں کیں اور شب تہجد میں بھی تڑپ اور بے قراری سے دعائیں کیں۔ چنانچہ جب دن چڑھا اور ڈاک کا وقت ہوا تو پہلا تار جو ملا وہ یہ خوشخبری لئے ہوئے تھا کہ حضرت میاں صاحب اور حضرت صاحبزادہ صاحب رہا ہو چکے ہیں۔ (الفضل فضل عمر نمبر 26 مارچ 1966ء)

قبولیت دعا

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:۔

"ان بشارتوں میں سے ایک یہ ہے کہ میں نے دیکھا کہ میں بیت الدعا میں بیٹھا تشہد کی حالت میں دعا کر رہا ہوں کہ الٰہی میرا انجام ایسا ہو جیسا حضرت ابراہیم کا ہوا۔ پھر جوش میں آ کر کھڑا ہو گیا ہوں اور یہی دعا کر رہا ہوں کہ دروازہ کھلا ہے اور میر محمد اسمٰعیل صاحب اس میں کھڑے روشنی کر رہے ہیں۔ اسماعیل کے معنی ہیں خدا نے سن لی اور ابراہیمی انجام سے مراد ابراہیم کا انجام ہے کہ ان کے فوت ہونے پر خدا تعالیٰ نے حضرت اسحٰقؑ اور حضرت اسماعیلؑ دو قائم مقام کھڑے کر دیئے۔ یہ ایک طرح کی بشارت ہے جس سے آپ لوگوں کو خوش ہونا چاہئے۔

(عرفان الٰہی۔ انوار العلوم جلد 4 ص 288)

خدا تعالیٰ نے اس رویا کو اس طرح پورا کیا کہ آپ کے بعد آپ کے دو صاحبزادوں حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث اور حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع کو منصب خلافت پر فائز فرمایا اور باپ بیٹوں نے قریباً 89 سالہ دور خلافت میں شجر احمدیت ایک تناور درخت بن کر دنیا کے کناروں تک پھیل گیا اور کروڑہا نفوس فیض خلافت سے مستفیض ہوئے اور محبت و فدائیت کا ایسا خوبصورت نظام تشکیل پا گیا کہ آج بھی اس کے شیریں ثمرات سے 193 ممالک کے کروڑوں افراد استفادہ کر رہے ہیں۔

خدام سے شفیقانہ سلوک

حضرت مصلح موعود خدام احمدیت کی بہت قدر فرماتے تھے اور ان پر مشفقانہ مہربانی فرماتے رہتے تھے اور آپ کا یہی حسن سلوک کا ہی اثر تھا کہ احمدی پروانہ وار آپ پر اپنی جان نثار کرتے تھے۔ محترم روشن دین تنویر صاحب سابق ایڈیٹر روزنامہ الفضل 26 مارچ 1966ء کو شائع ہونے والے فضل عمر نمبر کے اداریہ میں لکھتے ہیں کہ:

جب 1947ء میں لٹے پٹے قافلے لاہور پہنچے تو ایک دفعہ حضور کی نظر آپ پر پڑی تو جلدی سے آپ کی بچیوں کے بخیریت پہنچنے کا دریافت فرمانے لگے۔ اللہ اللہ اپنے جگر گوشوں کو تو آپ پیچھے دارالمسیح کی حفاظت کے لئے چھوڑ آئے اور خادموں کی اولادوں کی اس قدر تڑپ کہ وہ بخیریت پہنچ جائیں۔

فضل عمر نمبر الفضل 26 مارچ 1966ء میں ملک محمد عبداللہ صاحب کا مضمون بھی چھپا ہے۔ انہوں نے بٹالہ کے ایک مناظرہ کا ذکر کیا کہ بٹالہ کے ہوٹل والوں نے بائیکاٹ کر دیا اور احمدیوں کو رات کا کھانا میسر نہ آیا آپ کو علم ہوا تو ایک خادم سے فرمایا کہ ان کو کھانا پہنچانے کا انتظام کریں۔ ان کے یہ کہنے پر کہ صبح انتظام کر دیا جائے گا تو حضرت مصلح موعود نے رقت کے ساتھ فرمایا پھر مجھے تمام رات جاگنا پڑے گا۔

سادگی

آپ کی ذات سادہ اور ہر قسم کے تکلف سے عاری تھی۔ سادگی میں بھی حسن اخلاق کا ظہور ہوتا ہے۔ سادگی ایسی نہ تھی کہ مجبوری سے کوئی کام کیا بلکہ ایسی سادگی تھی کہ جانتے تھے کہ اسی میں برکت ہے اور ہمیشہ تکلف سے خالی باتوں اور عادتوں کو ہی پسند فرماتے تھے۔ سادگی کا یہ عالم ہے کہ گھر میں اہلیہ کے ساتھ گھر کے کام کاج میں شامل ہو جاتے۔ یہ خیال نہیں کہ میں لاکھوں دلوں کی دھڑکن ہوں اور یہ لوگ میرے ایک اشارے پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ عام طور پر امراء کا رجحان اور ہوتا ہے۔ مگر آپ بغیر کسی تکلف کے گھر کے کام کاج میں شریک ہو جاتے ہیں۔ بلکہ یہاں تک کہ کہیں گئے ہیں تو نوکروں اور خادموں نے سب کو کھانا کھلایا ہے اور جب فارغ ہو کر خود کھانے بیٹھے ہیں تو آپ ان کو کھلانے میں مدد کرنے کے لئے اٹھ جاتے ہیں وہ جھجکتے ہیں، شرماتے ہیں کہ ہمارا روحانی آقا ہمارے لئے کام کرے گا مگر آپ ان کو سمجھاتے ہوئے کام میں لگ جاتے ہیں۔

تربیت کرنے والوں کے لئے دعا

حضرت مصلح موعود بچپن سے ہی نیک اثر اور اچھی تربیت کو قبول فرماتے تھے۔ اگر کسی نے تربیت کی طرف توجہ دلائی تو بشاشت قلبی سے قبول کرنے اور تربیت کرنے والے کے لئے دعا بھی کرتے۔ چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں:۔

"میں نے دیکھا ہے کہ بعض لوگوں کی بچپن میں تربیت کا اب تک مجھ پر اثر ہے اور جب وہ واقعہ یاد آتا ہے تو بے اختیار ان کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے۔ ایک دفعہ ایک لڑکے کے کندھے پر کہنی ٹیک کر کھڑا تھا کہ ماسٹر قادر بخش صاحب نے جو مولوی عبدالرحیم صاحب درد کے والد تھے، اس سے منع کیا اور کہا کہ یہ بری بات ہے۔ اس وقت میری عمر بارہ تیرہ سال کی ہوگی۔ لیکن وہ نقشہ جب بھی میرے سامنے آتا ہے، ان کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے"۔

(سوانح فضل عمر جلد اول ص 94)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی سیرت کے چند پہلو

الٰہی بشارتیں

حضرت مسیح موعود کو خدا نے ایک خادم دین پوتے کی بشارت دی تھی۔ انا نبشرک بغلام نافلۃ لک۔ ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہوگا۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

ممکن ہے کہ اس کی تعبیر یہ ہو کہ محمود کے ہاں لڑکا ہو کیونکہ نافلہ پوتے کو بھی کہتے ہیں۔

(بدر 5 اپریل 1906ء)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

"مجھے بھی خدا تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ میں تجھے ایسا لڑکا دوں گا جو دین کا ناصر ہوگا اور......کی خدمت پر کمربستہ ہوگا۔ (الفضل 8 اپریل 1915ء)

یقین پیہم

مجلس خدام الاحمدیہ کی سالانہ رپورٹ فروری 1941ء تا فروری 1942ء میں آپ نے بطور صدر مجلس تحریر کیا۔

آج صرف وہ پانی اس جہنم کی آگ کو بجھانے میں کامیاب ہو سکتا ہے جو پکار پکار کے کہہ رہا ہے

ع

میں وہ پانی ہوں جو اترا آسمان سے وقت پر

آج سونے کا دن نہیں، خدا تعالیٰ کے حضور گریہ

جل رہا ہے ایک عالم دھوپ میں بے سائباں　　　شکر مولیٰ کہ ہمیں یہ سایہء رحمت ملا

آج خدائے رحمٰن نے ہمیں حضرت خلیفۃ الخامس ایدہ اللہ کی ذات میں ایسا مہربان آقا عطا فرمایا ہے جو ہم میں سے ہر ایک کو محبت سے گلے لگاتا ہے

❋ صدر لجنہ ضلع وارا کین عاملہ لجنہ ضلع وارا کین لجنہ اماء اللہ ضلع وارا کین ناصرات الاحمدیہ ضلع وصدران مجالس لجنہ اماء اللہ ضلع خانیوال ❋ قائد مجلس وارا کین عاملہ شہر وارا کین مجلس خدام الاحمدیہ وارا کین مجلس اطفال الاحمدیہ شہر خانیوال ❋ چوہدری نوید احمد ابن چوہدری محمد عطاء اللہ زرگر گلی پنسار والی کچہری بازار خانیوال ❋ ناظم صنعت وتجارت مجلس خدام الاحمدیہ خانیوال شہر ❋ امیر ضلع وارا کین عاملہ ضلع وصدران جماعت ہائے احمدیہ ضلع وارا کین جماعت احمدیہ ضلع لودھراں ❋ ملک خلیل احمد اینڈ سنز موسیٰ اینڈ سنز کہروڑ پکا روڈ۔لودھراں ❋ عامر فاروق ابن خورشید احمد عامر کارپوریشن نزد نیشنل بنک ملتان روڈ۔لودھراں ❋ کرامت احمد حجانہ وبیگم وعطاء المجیب طاہر وطوبیٰ احمد وفریحہ احمد۔ڈیرہ غازی خاں ❋ محمد احمد شاہد انسپکٹر مال آمد ڈیرہ غازی خاں نصرت آباد ربوہ ❋ یٰسین احمد طاہر رند بلوچ وبیگم وبچگان بستی رنداں خادم بیت الصلوٰۃ ڈیرہ غازی خاں ❋ محمد سلیم رند بلوچ ناظم مال خدام الاحمدیہ ضلع ڈیرہ غازی خاں ❋ ڈاکٹر طاہر احمد سرانی وبیگم ووالدین وبچگان احمد کلینک محبوب آباد کالونی ڈیرہ غازی خاں ❋ سعید احمد رفیق ناظم ضلع وارا کین عاملہ ضلع وزعماء ضلع وارا کین مجالس انصاراللہ ضلع ڈیرہ غازی خاں ❋ سلطان احمد خاں رند قائد ضلع وارا کین عاملہ ضلع قائدین مجالس ضلع وارا کین خدام الاحمدیہ ضلع وارا کین اطفال الاحمدیہ ضلع ڈیرہ غازی خاں ❋ مختار احمد طارق زعیم شہر وارا کین عاملہ شہر وارا کین انصاراللہ شہر ڈیرہ غازی خاں ❋ ملک محمود احمد خاں زعیم سول لائنز وارا کین عاملہ وارا کین انصاراللہ سول لائنز ڈیرہ غازی خاں ❋ عرفان احمد قائد مجلس شہر وارا کین عاملہ وارا کین خدام الاحمدیہ شہر وارا کین اطفال الاحمدیہ شہر ڈیرہ غازی خاں ❋ صدر لجنہ ضلع وارا کین عاملہ وارا کین لجنہ اماء اللہ ضلع وارا کین ناصرات الاحمدیہ ضلع لودھراں ❋ صدر لجنہ وارا کین عاملہ وارا کین لجنہ اماء اللہ شہر وارا کین ناصرات الاحمدیہ لودھراں شہر ❋ محمد اجمل قائد وارا کین عاملہ وارا کین خدام الاحمدیہ وارا کین اطفال الاحمدیہ لودھراں شہر ❋ محمد کریم ارشد سیکرٹری تربیت نومبائعین لودھراں شہر ❋ ملک مظفر احمد چاہ باہو والا تحصیل وضلع لودھراں ❋ چوہدری داؤد احمد چوہدری برادرز گلاس ہاؤس چوبارہ روڈ لیّہ ❋ چوہدری عمران احمد نیلم گلاس ہاؤس چوبارہ روڈ لیّہ ❋ ناصر محمود طاہر ورائٹی کلاتھ ہاؤس 27/2 باتش مارکیٹ صدر بازار لیّہ ❋ شاہد پرویز لاری اڈا لیّہ ❋ ڈاکٹر قاضی طاہر احمد اسماعیل ناظم ضلع وارا کین عاملہ ضلع وزعماء مجالس انصاراللہ ضلع وارا کین انصاراللہ ضلع ملتان ❋ شمس السلام۔قمر السلام۔اختر السلام۔ظفر السلام۔ثاقب اختر۔جنید اختر۔مباہل اختر۔وبیگم وبچگان واہل خانہ۔ملتان ❋ صدرونائب صدر وارا کین عاملہ وارا کین جماعت احمدیہ حلقہ حسن آباد کھاد فیکٹری۔ملتان ❋ صدر وارا کین عاملہ وارا کین جماعت احمدیہ چک 1 گلزار ملتان چوہدری عبدالعزیز ابن چوہدری عبدالرشید ❋ نعیم احمد طارق صدر وارا کین عاملہ وارا کین جماعت احمدیہ کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ ❋ فضل الرحمٰن جاوید صدر وارا کین عاملہ وارا کین جماعت احمدیہ ML/151 تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ ❋ ناصر احمد خان صدر وارا کین عاملہ وارا کین جماعت احمدیہ بیٹ دریائی تحصیل جتوئی ضلع مظفر گڑھ ❋ جمیل احمد طاہر معلم وقف جدید وبیگم وبچگان گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ ❋ تجمل رشید قائد ضلع وارا کین عاملہ وقائدین مجالس ضلع وارا کین خدام الاحمدیہ ضلع وارا کین اطفال الاحمدیہ مظفر گڑھ ❋ مہر منور احمد صدر وارا کین عاملہ وارا کین جماعت احمدیہ جتوئی ضلع مظفر گڑھ ❋ بشارت اللہ زعیم وارا کین عاملہ وارا کین مجلس انصاراللہ کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ ❋ ناظم ضلع وارا کین عاملہ ضلع وارا کین انصاراللہ ضلع لودھراں ❋ صدر لجنہ وارا کین عاملہ وارا کین لجنہ اماء اللہ وارا کین ناصرات الاحمدیہ دنیاپور لودھراں ❋ مرزا محمد یعقوب سابق صدر۔مرزا محمد اکرم۔مرزا محمد اشرف سابق سیکرٹری مال مرزا محمد سرور مرزا محمد اکبر مرزا محمد اصغر۔مرزا تسلیم احمد۔مرزا عامر احمد۔مرزا سرفراز احمد۔مرزا عمران احمد۔ریلوے روڈ۔دنیاپور ضلع لودھراں ❋ شیخ مظفر احمد سیکرٹری مال جماعت احمدیہ دنیاپور۔شیخ قمر احمد مشتاق جماعت احمدیہ دنیاپور۔شیخ فخر احمد سابق قائد مجلس دنیاپور حال ملائیشیا۔شیخ ثمر احمد دنیاپور حال ملائیشیا ❋ چوہدری برکت اللہ باجوہ۔چوہدری حمید اللہ باجوہ بہاولپور ❋ ندیم احمد بھائی جی کیمیکل سٹور بہاولپور ❋ چوہدری محمد حنیف بھٹی ایڈووکیٹ صدر جماعت احمدیہ وارا کین عاملہ وارا کین جماعت احمدیہ حاصل پور ضلع بہاولپور ❋ محمد نواز عابد۔طارق جاوید۔داؤد احمد۔داؤد برادرز۔ریل بازار حاصل پور ضلع بہاولپور

زاری کرنے کی رات ہے۔ آج آرام کی گھڑیاں نہیں، پیہم منظم کوشش سے اپنے کو، اپنوں کو عذاب الٰہی سے بچانے کا وقت ہے۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی مجلس خدام الاحمدیہ کا لائحہ عمل ہے، ایک نظام کے ماتحت اپنے معذور اور حاجت مند بھائیوں کی خدمت کرنا، اپنے ان پڑھ بھائیوں کو (دینی) تعلیم سے واقف کرنا، خدا کے دین کی راہ میں کسی کام کو ذلیل نہ سمجھنا، خود دکھ اٹھا کر خدا تعالیٰ کی مخلوق کے سکھ کی فکر کرنا، بھولے بھٹکے بھائیوں، کو راہ ہدایت پر لانا، احمدیت کی حقیقی فضا میں آئندہ نسلوں کی تربیت کرنا، خدا تعالیٰ کے احکام کے بجالانے میں ایک دوسرے کا معاون ہونا، تعاونوا ...... کا اپنے کو مصداق بنانا، خدا کے مسیح کے لائے ہوئے نور سے دنیا کے اندھیرے کو دور کرنا، یہ ہے ہمارا پروگرام! اور یہ وہ پروگرام ہے جس کے بغیر دنیا کی نجات ممکن نہیں۔ (حیات ناصر ص 291)

خلافت کی اہمیت

خلافت ایک نعمت خداوندی ہے کہ جس کو نصیب ہو وہ جماعت ایک ہاتھ پر منظم و متحد ہو کر کامیابی کے زینے طے کرتی رہتی ہے۔ لیکن ایک ہاتھ پر اکٹھے ہونا اسی وقت ممکن ہے جبکہ ایک شخص خدا کی طرف سے کھڑا ہو اور جماعت یا جماعت کے افراد صرف اور صرف خدا کی رضا کے لئے اس کی اطاعت میں لگے رہیں اور اس کامل اطاعت کے لئے یہ یقین ہونا ضروری ہے کہ کسی شخص کو خلیفہ کوئی شوریٰ یا افراد مقرر نہیں کرتے بلکہ خدا کی ذات ہے جو اسے خلعت خلافت سے نوازتی ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفہ ثالث فرماتے ہیں:۔

"یہ سمجھنا کہ جس آدمی کو خدا تعالیٰ کسی کام کے لئے چنے دنیا کا کوئی انسان یا منصوبہ خدا تعالیٰ کے اس انتخاب کو غلط کر سکتا ہے تو یہ غلط ہے۔ کیونکہ دینے والا تو وہی خدا ہے..... خدا کے در کے علاوہ آپ کون سی چیز کہاں سے لے کر آتے ہیں؟ ...... قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے..... (یہ یاد رکھیں خصوصاً نئی نسل) کہ انتخاب ہوتا ہے لیکن خلیفہ اللہ تعالیٰ ہی بناتا ہے۔

(حیات ناصر ص 369)

خدا کی رضا پر راضی

آپ نے ہر معاملہ میں خدا کی رضا کو مقدم رکھا اور اس کے سامنے سر تسلیم خم رکھا۔ اسی کی شہادت دیتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے فرمایا:۔

"حضور کی یاد دل سے محو ہونے والی یاد نہیں۔ اس کے تذکرے انشاء اللہ تعالیٰ جاری رہیں گے۔ بیماری کا ایک واقعہ میں صرف آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ وفات سے غالباً ایک یا دو دن پہلے آپا طاہرہ کو حضور نے فرمایا کہ گزشتہ چار دنوں میں میری اپنے رب سے بہت باتیں ہوئی ہیں۔ میں نے اپنے رب سے عرض کیا کہ اے میرے اللہ! اگر تو مجھے بلانے ہی میں راضی ہے تو میں راضی ہوں، مجھے کوئی تردد نہیں"۔

(خطبات طاہر جلد اول ص 2)

آپ نے احباب جماعت کو بھی 1974ء کے پُر آشوب حالات میں خدا کی رضا کی راہوں پر صبر و استقامت سے چلنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:۔

"دوست دریافت کرتے ہیں کہ ان حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ میرا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم کے اس حکم پر عمل کرو کہ استعینوا بالصبر والصلوٰۃ استقامت، صبر، دعاؤں اور نمازوں کے ساتھ اپنے رب سے مدد مانگو۔ پس صبر کرو اور دعائیں کرو، صبر کرو اور دعائیں، صبر کرو اور دعائیں کرو۔

(الفضل 8 جون 1974ء)

تعلیم القرآن سے محبت

قرآن سے ایسی محبت تھی کہ انتہائی تڑپ اور فکر کے ساتھ ساری جماعت کو قرآن سکھانے کے لئے ایک عزم کے ساتھ لگ گئے اور ساری جماعت میں قرآن کی محبت پھونک دی۔ قرآن سکھانے کے لئے نظارت تعلیم القرآن کا قیام کیا۔ مجلس موصیان کی ذمہ داری لگائی کہ اپنے ارد گرد ہر احمدی کو قرآن سکھانے کا انتظام کریں۔ وقف عارضی کی سکیم جاری کی کہ ہر احمدی خواہ استاد ہو، وکیل ہو، ڈاکٹر ہو یا کسی بھی پیشہ سے تعلق رکھتا ہو چھٹیں لے کر وقف عارضی پر جائیں اور قرآن سکھائیں۔ اطفال و خدام میں قرآن حفظ کرنے کے مقابلے کروائے۔ اشاعت قرآن کے لئے دنیا کے مختلف ممالک میں پریس لگانے کی تحریک کی۔ مربیان اور امراء جماعت کو مختلف لائبریریوں اور ہوٹلوں میں قرآن مجید کے نسخے رکھنے کی تلقین فرمائی کہ ہر کس و ناکس تک قرآن کی تعلیم پہنچ جائے۔

ہر احمدی کا گھر ایسا ہونا چاہئے کہ اس میں رہنے والا ہر فرد جو اس عمر کا ہے کہ وہ قرآن کریم پڑھ سکتا ہو۔ صبح کے وقت اس کی تلاوت کر رہا ہو۔

(خطبات ناصر جلد 1 ص 126)

دعاؤں اور تہجد کی عادت

کالج کے زمانہ میں جبکہ آپ کا قیام تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں پرنسپل کی کوٹھی میں تھا۔ بعض احباب نے پرنسپل صاحب کی کوٹھی پر متعین پٹھان چوکیدار یا ملازم سے آپ کے شب و روز کے بارے میں پوچھا تو وہ کہنے لگے کہ آپ کا کیا پوچھتے ہیں۔ آپ تو سارا دن کام کر کے سخت تھک جاتے ہیں۔ رات گئے تک کام کرتے رہتے ہیں اور پھر ڈرائنگ روم میں تہجد ادا کرتے ہیں اور مناجات کرنے اور خدا تعالیٰ کے حضور گڑگڑانے کی آوازیں باہر تک آتی ہیں۔ ذکر الٰہی کی آپ کو شروع سے ہی عادت تھی۔ اکثر اوقات آپ ایک طرف کاغذات پر دستخط فرما رہے ہوتے اور دوسری طرف دل میں خدا تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کر رہے ہوتے اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود و سلام بھیج رہے ہوتے۔ آپ نے ایک بار پاس کھڑے ہوئے ہیڈ کلرک جنید ہاشمی صاحب کو بھی تحریک کی تھی کہ وہ کاغذات لے کر کھڑے ہیں اور دستخطوں کے دوران وہ بھی ذکر الٰہی کریں۔

آپ کی نماز تہجد پڑھنے کا واقعہ صاحبزادی امۃ الشکور صاحبہ بیان کرتی ہیں:۔

"میں اکثر سوچا کرتی کہ اکثر لوگ اپنے تہجد پڑھنے وغیرہ کا ذکر کرتے ہیں۔ ابا نے کبھی نہیں کیا۔ نہ ہی میں نے کبھی پڑھتے دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے میرا شبہ دور کرنا تھا اس لئے ایک بار میری آنکھ کھلی، آدھی رات کے وقت بہت پیاس لگ رہی تھی، پانی پینے جانے کے لئے ابا کے کمرے سے گزرنا، پڑا وہاں دیکھا کہ ابا نفل پڑھ رہے ہیں۔ پانی پی کر واپس آئی تو سلام پھیر چکے تھے ہلکی روشنی میں میں نے دیکھا کہ چہرے پر شرمندگی کے آثار تھے جیسے میں نے کوئی چوری پکڑ لی ہو"۔

(حیات ناصر ص 217)

دعا پر یقین

آپ خود فرماتے ہیں:۔

"خدا کی یہ شان ہے کہ جب 1971ء کے شروع میں میں گھوڑے سے گرا اور علاج کے کئی مرحلوں سے مجھے گزرنا پڑا تو اس سے میرے گھٹنے Stiff ہو گئے۔ ایک ڈاکٹر صاحب مجھے کہنے لگے۔ یہ تو اب ٹھیک ہو ہی نہیں سکتے۔ میں نے کہا۔ میں نے تمہیں خدا کب مانا ہے؟ میں تو اللہ کو مانتا ہوں اور اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں جو قادر مطلق ہے اس کے سامنے کوئی چیز انہونی نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور یہ تکلیف دور ہو گئی۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

(حیات ناصر ص 401)

تائید الٰہی

خدا تو اپنی مخلوق کو ہر لحہ نوازتا ہے۔ لیکن اپنے پیارے بندوں کے ساتھ اس کا سلوک نرالا ہوتا ہے۔ اس کے بندے اس سے مانگتے اور وہ دیتا رہتا ہے۔ یہی سلوک حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ساتھ بھی خدا تعالیٰ کا تھا۔ آپ نے زندگی میں ہر مشکل پر قابو محض خدا کے فضل سے اس طرح پایا کہ غیر بھی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکے۔ بیشمار تحریکات کیں۔ خدا نے ہر دفعہ نوازا اور ہر تحریک بابرگ و بار ہوئی اور آج تک ان ثمر آور اشجار کے حسین پھلوں سے جماعت مستفیض ہو رہی ہے اور قیامت تک ہوتی رہے گی۔ ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے 18 مارچ 1966ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:۔

"گزشتہ رات میں نے جماعت کی ترقی اور احباب جماعت کے لئے بھی دعا کی بہت توفیق پائی ہے۔ صبح جب میری آنکھ کھلی تو میری زبان پر یہ فقرہ تھا کہ "اینا دیواں گا کہ توں رج جاویں گا"۔

(خطبات ناصر جلد اول ص 182)

چنانچہ اس خدائی وعدے کی تصدیق کرتے ہوئے آپ کے بعد مسند خلافت پر متمکن ہونے والے قدرت ثانیہ کے مظہر رابع نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 9 جولائی 1982ء میں فرمایا:۔

"حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ایک خاص وعدہ بھی تھا اور وہ مالی اعانت کا وعدہ تھا۔ ...... چنانچہ میں نے منصب خلافت پر آنے کے بعد دیکھا کہ اللہ کے فضل سے بیشمار روپیہ نیک کاموں پر خرچ کرنے کے لئے آپ کا پس خوردہ موجود ہے اور سلسلہ کو مالی لحاظ سے کوئی کمی نہیں ہے اور کوئی کمی خدا کے فضل سے نہیں ہوگی"۔

(خطبات طاہر جلد اول ص 41)

اولوالعزم

آپ ایک اولوالعزم والد ماجد کے فرزند تھے اور عزم میں بھی پختہ تھے کسی بھی قسم کے حالات و مشکلات آپ کے عزم کو شکست نہ دے سکتے تھے۔ وہ 1947ء کے دردناک فسادات ہوں یا 53ء و 74ء کی مخالفتوں کی شدید آندھی۔ آپ ہمیشہ انسانیت کی خدمت کے لئے پیش پیش رہے اور ہر دور میں ہر ایک کو یہ احساس ہوتا کہ آپ ان میں کھڑے ہیں۔ 1947ء کے بعد قادیان سے لاہور کالج قائم کیا۔ عمارت بھی میسر تھی اور محنت شاقہ کے بعد کالج قائم ہو چکا تھا کہ خلیفہ وقت نے کالج کو ربوہ میں آباد کرنے کا فرمایا تو ہر قسم کے حالات سے مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے۔ نامساعد حالات اور کم وسائل کے باوجود کالج کو ربوہ میں تعمیر کا آغاز کر دیا اور خدا نے اپنے خلیفہ کی بے چون و چرا اطاعت کے جذبہ کو ایسا نوازا کہ چند سالوں میں تعلیم الاسلام کالج ربوہ ملک کے بہترین کالجوں میں شمار ہونے لگا۔

(الفضل 12 مارچ 1983ء خلیفہ ثالث نمبر ص 60)

آپ کے عزم و حوصلہ کی ایک مثال 1942ء کے انتخابات میں اس وقت سامنے آئی جب مسلم اکثریت ثابت کرنے کے لئے بہت تھوڑے وقت میں مردم شماری کے دس سالوں کے اعداد و شمار کو ضرب تقسیم کے ان اصولوں سے تیار کرنا تھا جو مردم شماری کے لئے مقرر تھیں۔ چنانچہ آپ نے تنہا یہ کام ایک رات میں کیا اور حساب کے اصول سے اس طرح ثابت کر دیا کہ ہندو بھی حیران ہو گئے کہ یہ کام اس قدر مشکل تھا اور ضرب و تقسیم کے کئی ادوار تھے جن سے گزر کر ہونا تھا۔

سچائی

مکرم میاں محمد ابراہیم صاحب جمونی تعلیم الاسلام ہائی سکول میں انگریزی پڑھاتے تھے۔ 1929ء میں حضرت صاحب میٹرک کے امتحان کے سلسلہ میں ان کی انگریزی کی کلاس میں شامل ہوا کرتے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ کلاس میں طلباء کی عادت تھی کہ بغیر ہاتھ کھڑے کئے بولنا شروع کر دیتے تھے۔ میں نے انہیں متنبہ کیا کہ اگر کوئی طالب علم بغیر ہاتھ کھڑا کئے اور جواب کے لئے منتخب ہونے کے از خود سوال کا جواب دے دے گا تو اس کو سزا دی جائے گی اور ساتھ ہی میں نے ایک سوال بھی کر دیا حسب عادت پھر تقریباً سبھی

بول پڑے اور میں نے سختی سے کہا کہ ہر وہ شخص جو بولا ہے کھڑا ہو جائے۔ میرے الفاظ اور لہجہ کی سختی نے ساری کلاس کو خاموش کر دیا اور کسی ایک کو بھی یہ کہنے کی جرأت نہ ہوئی کہ اس نے ازخود سوال کا جواب دے دیا ہے۔ مکمل سکوت اور خاموشی کے عالم میں میری دائیں طرف بیٹھے ہوئے (حضرت) ''میاں ناصر احمد صاحب'' نے کھڑے ہو کر یہ الفاظ کہے کہ ''بولا تو میں بھی ہوں''۔ (حیات ناصر ص 34)

بچپن کا حوصلہ

''حضور بچپن سے ہی بہت ہمت اور حوصلہ والے اور بڑے بہادر تھے۔ کسی کی جان بچانی ہو تو اپنی جان کی پرواہ بالکل نہ کرتے۔ ایک بار جب آپ بالکل چھوٹے تھے، آپ اور آپ کی چھوٹی بہن صاحبزادی ناصرہ بیگم موم بتی کے پاس کھیل رہے تھے کہ اچانک بہن کے بالوں کو آگ لگ گئی اور بھائی نے اپنی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے ننھے منے ہاتھوں سے اس آگ کو بجھایا اور خدا کے فضل سے بہن جلنے سے بچ گئی۔ اس واقعہ سے آپ کی حاضر دماغی اور بلند ہمت اور جرأت کا پتہ چلتا ہے''۔

(محترمہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ ہی ہیں جو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی والدہ ماجدہ ہیں)۔

پاکیزہ زندگی

آکسفورڈ میں حضور کے قیام کے دوران ایک نو احمدی انگریز مکرم بلال نٹل حضور کی پاکیزہ زندگی کو قریب سے دیکھ چکے تھے۔ چنانچہ 1965ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی وفات پر ہزاروں میل دور بیٹھ کر انہوں نے کہا کہ حضور ہی تیسرے خلیفہ ہوں گے اس بارہ میں مکرم بشیر احمد صاحب رفیق سابق امام بیت الفضل لندن انگلستان لکھتے ہیں:۔

''1965ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا انتقال ہوا تو میں بیت فضل لندن کا امام تھا۔ ...... اس کیفیت میں جب جماعت کے بہت سارے احباب مشن ہاؤس لندن میں جمع تھے ہمارے انگریز احمدی بھائی مسٹر بلال نٹل مرحوم میرے پاس آئے اور کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ کون خلیفہ ہوں گے۔ میں حیران ہوا کہ ان کو قبل از وقت کیسے معلوم ہوا کہ کون مسند خلافت پر رونق افروز ہوگا۔ مسٹر نٹل نے ایک تصویر میرے ہاتھ میں دیتے ہوئے شدت جذبات سے گلوگیر آواز میں کہا یہ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد کی تصویر ہے جو انہوں نے لندن بیت کے باغ میں کھنچوائی تھی اور مجھے مرحمت فرمائی تھی۔ میں ان دنوں سے جب حضرت مرزا ناصر احمد صاحب آکسفورڈ کے طالب علم تھے ان کو جانتا ہوں ان کے بے حد قریب رہا ہوں اور تقویٰ اللہ، حسن اخلاق اور عشق محمد رسول اللہ ﷺ کی جو جھلک میں نے ان میں دیکھی وہ مجھے اس یقین محکم پر قائم کرتی ہے کہ اس منصب جلیلہ کے اس وقت وہی اہل ہیں اور جماعت یقیناً اس امانت کو ان کے ہی سپرد کرے گی۔ عین عنفوان شباب میں حضور کی پارسائی خدا ترسی تقویٰ اللہ اور عشق محمد رسول اللہ ﷺ پر یہ ایک زبردست گواہی ہے۔

(ماہنامہ خالد سیدنا ناصر نمبر اپریل مئی 1983ء ص 169)

مزاح

اپنے ساتھ کام کرنے والوں بلکہ اپنے طلباء سے بھی مشفقانہ سلوک رکھنے کے لئے نیز ماحول کو ہلکا پھلکا رکھنے کے لئے آپ مزاح بھی فرماتے تھے۔ ایک طالب علم کے چہرے پر کیل تھے آپ نے اسے مخاطب کر کے فرمایا دیواروں پر لگانے کے لئے تو کیل نہیں ملتے تم نے اتنے سارے کہاں سے لے لئے۔ جب آپ صدر انصاراللہ مقرر ہوئے تو کسی نے مزاحاً کہا۔ میاں صاحب بوڑھے ہو گئے ہیں اس لئے صدر انصاراللہ ہو گئے ہیں۔ آپ نے جواباً فرمایا میں بوڑھا نہیں ہوا مجلس انصاراللہ جوان ہو گئی ہے۔

عفو و درگزر

نیک کام خواہ کتنے فائدہ مند ہوں مگر بعض حاسد ضرور پیدا ہوتے ہیں اور بعض تو تکلیف دینے اور نقصان پہنچانے سے بھی باز نہیں آتے۔ مگر ایسے وقت میں خدا کے پیاروں کے صبر و حوصلہ کے ساتھ ساتھ عفو و درگزر کا عظیم خلق ظاہر ہوتا ہے۔ آپ کے اس خلق عظیم کا اظہار کرتے ہوئے محترم پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب وکیل التصنیف تحریک جدید ربوہ لکھتے ہیں:۔

''کالج اور یونیورسٹی کے پس منظر میں حضور کی مقبولیت اور محبوبیت کا اندازہ تو ہم سب کو تھا لیکن خدام الاحمدیہ کے اجتماعات کی شوریٰ کے موقع پر اور کبھی کبھی دیگر مواقع پر یہ احساس بھی ہوتا تھا کہ ایک طبقہ ایسا ہے جن کو حضور سے خدا واسطے کا بیر ہے۔ حضور کی مظلومیت کا کچھ علم خاکسار کو ہوا جب ایک نہایت غلیظ گالیوں سے بھرا ہوا خط کسی نے مجھے لکھا جسے میں برداشت نہ کر سکا اور وہ خط حضور کی خدمت میں پیش کر کے اجازت چاہی کہ مجھے ہوسٹل، باسکٹ بال اور دیگر فرائض سے فارغ فرمایا جائے۔ حضور مجھے رہائش گاہ پر لے گئے، ڈرائنگ روم کے ساتھ والی سٹڈی میں بٹھایا، اندر تشریف لے گئے اور ایک بستہ لا کر میرے سامنے رکھ دیا اور فرمایا کہ اسے پڑھو۔ میں نے پہلا خط ہی تھوڑا سا پڑھا تھا کہ تاب نہ لا سکا، خدا جانتا ہے کہ میرا دماغ چکرا گیا اور سوچا کہ یہ حسین و جمیل مسکراتا ہوا شگفتہ خوشبودار پھول اندر سے کتنا مظلوم ہے۔ حضور کے وقار اور صبر کی عظمت کی ہیبت دل پر طاری ہوئی۔ معافی مانگی تو فرمایا کہ اپنی ڈیوٹی پر دلیری سے جمے رہنا ہی اصل بہادری ہے۔ حالات کچھ ہی کیوں نہ ہوں۔ کتنا ہی کیچڑ اچھلے، اپنے فرض منصبی پر دلیری سے قائم رہیں۔

(ماہنامہ خالد سیدنا ناصر نمبر اپریل مئی 1983ء ص 82)

یہ آپ کے خدا پر توکل کا بھی اعلیٰ نمونہ تھا کہ آپ اپنی خدمات کا اجر انسانوں سے نہ چاہتے تھے بلکہ اپنے آسمانی آقا کی رضا کے لئے کامل انکساری سے انسانیت کی خدمت میں مشغول رہتے تھے۔

جذبہ خدمت انسانیت

آپ کے سینہ میں مصیبت زدہ انسانیت کے لئے بہت ہمدرد دل تھا۔ جو ان کی تکلیف پر پگھل جاتا اور آپ اپنی پوری طاقت سے ان کی خدمت میں مصروف ہو جاتے۔ 1947ء کے فسادات میں آپ نے اپنی اہلیہ اور دوسرے عزیز و اقارب کے قیمتی پارچات تقسیم کر دیئے۔ جنگی قیدیوں کے لئے صدریاں سینے اور مہیا کرنے کی کوشش کی۔ سیلاب زدگان کی امداد میں ہمہ تن مصروف ہو جاتے۔ افریقہ کا دورہ کیا وہاں کے مفلوک الحال انسانیت کے لئے نصرت جہاں سکیم کے ذریعہ سکول ہسپتال قائم کرنے کے لئے فنڈ قائم کیا اور جماعت کو سبق دیا کہ محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں اور اسی اصول کے تحت خدمت انسانیت میں مصروف رہنے کی ہر احمدی کو تلقین کی۔ مگر یہ سب صرف اور صرف خدا کی رضا کے لئے کیا۔ فکر مال کے خرچ ہونے کا نہیں لوگوں کے وقت کی قربانی کا نہیں فکر یہ ہے کہ خدا قبول فرما لے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

''مجھے یہ فکر نہیں کہ یہ رقم کہاں سے آئے گی کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ خرچ کیا جائے تو انشاء اللہ ضرور دے گا۔ یہ رقم مجھے ملے گی مجھے کوئی فکر نہیں۔ مزید برآں مجھے کام کرنے کے لئے فوری طور پر تیس ڈاکٹروں کی ضرورت ہے اور اساتذہ اس کے علاوہ ہیں یہ بھی مجھے فکر نہیں کہ رضا کار واقف ملیں گے یا نہیں ملیں گے یہ تو اللہ تعالیٰ کا منشاء ہے کہ یہاں کام کیا جائے جس چیز کی مجھے فکر ہے اور آپ کو بھی ہونی چاہئے وہ یہ ہے کہ محض خدا کے حضور مالی قربانی پیش کر دینا کوئی چیز نہیں جب تک وہ مقبول نہ ہو۔ اس واسطے آپ بھی دعا کریں اور میں بھی کروں گا کہ یہ سعی مشکور ہو خدا تعالیٰ اس حقیر سی قربانی کو قبول فرمائے۔

(الفضل 15 / اپریل 1972ء)

جذبہ ایثار

دلیری، بہادری، محنت شاقہ، ہمت اور دوسروں کی ہمدردی میں انتہائی قدم نہایت عزم، حوصلہ اور تیزی سے اٹھاتے تھے اور زیرلب دعاؤں سے خدا کی مدد چاہتے اور ہمیشہ کامیابی سے دلفگار حالات سے بھی ہنستے مسکراتے گزر جاتے اور جماعت کو حوصلہ دلاتے۔

چنانچہ 1947ء میں حفاظت مرکز کے لئے جو عظیم الشان خدمات آپ نے سرانجام دیں۔ وہ آپ کی قائدانہ صلاحیتوں کی غماز ہیں۔ جلسہ سالانہ 1974ء میں آپ نے خود جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے ان حالات سے مطلع فرمایا۔ ایک واقعہ یوں بیان فرمایا:۔

''میری ان دنوں ذمہ داری تھی، حفاظت مرکز کا کام حضرت مصلح موعود نے میرے سپرد کیا ہوا تھا۔ اس کام کی انجام دہی کے دوران ایک دن مجھے اطلاع ملی کہ سکھ اور ہندو جتھے آئے ہیں اور انہوں نے بیت اقصیٰ قادیان کے مغرب میں واقع ایک محلّہ کو گھیرے میں لے لیا ہے جس میں زیادہ تر ایسے گھرانے آباد تھے جو احمدی نہیں تھے۔ ...... ہمارے اور رضا کار وہاں پہنچ گئے اور ان لوگوں سے کہا کہ چھوڑو ہر چیز اور اپنی جانوں کو بچاؤ۔ چنانچہ عورتیں، بچے اور مرد گھروں سے نکلے اور ایک چھوٹے سے پل پر سے ہوتے ہوئے ہمارے علاقے میں آ گئے۔ یہ جو آٹھ سو یا ہزار جانیں بچ گئیں ان میں تین چار سو مستورات تھیں۔ ......

میرے اپنے گھر منصورہ بیگم کے جہیز کے کپڑے تھے جو نواب محمد علی خان صاحب نے بڑے قیمتی قیمتی جوڑے شادی کے وقت دیئے تھے۔ ڈیڑھ ڈیڑھ دو ہزار ہزار روپے جوڑے کی قیمت ہوگی۔ میں نے سوچا میں ذمہ دار ہوں اگر میں نے پہلے اپنے صندوق نہ کھلوا دیئے تو میرے اوپر جائز اعتراض ہوگا۔ چنانچہ میں نے اپنے گھر کے زنانے کپڑوں کے سارے صندوق کھلوا کر کپڑے عورتوں کے لئے بھیج دیئے اور ایک جوڑا بھی اپنے پاس نہیں رکھا۔ مجھے پتہ تھا کہ ابھی اور مانگ ہوگی کیونکہ ابھی تو کچھ تھوڑی سی ضرورت پوری ہوئی ہے اور بہت سی عورتیں اسی طرح پھر رہی ہیں۔ پھر میں نے کہا اب میرا ضمیر صاف ہے۔ میں نے اپنی بہنوں کے صندوقوں کے تالے تڑوا دیئے۔ بھائیوں کی بیویوں حتیٰ کہ اپنی ماؤں اور چچیوں سب کے صندوق کھول کر کپڑے ان عورتوں کو دے دیئے اور اس طرح ان کا تن ڈھانپا۔ (حیات ناصر ص 262)

ہمدرد و شفیق

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے مورخہ 10 جون 1982ء کو بیت المبارک میں انتخاب خلافت کے بعد پہلی عام بیعت کے تاریخی موقعہ پر آپ کی صفات حسنہ اور نیک سیرت کا تذکرہ یوں فرمایا:۔

''دوست دعاؤں میں اپنے نہایت ہی محبوب اور پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کو بھی خاص طور پر یاد رکھیں۔ آپ نے بڑی محبت اور شفقت کے ساتھ ہم سے سلوک فرمایا اور بڑے تحمل اور عفو کے ساتھ ہماری غفلتوں سے پردہ پوشی کی۔ آپ کامل وفا کے ساتھ اپنے رب کے کاموں پر لگے رہے۔ اتنا بوجھ آپ پر ڈالا گیا کہ میں جب دیکھتا تھا تو لرز اٹھتا تھا کہ کیسے انسان میں طاقت ہے کہ وہ اتنا بوجھ اٹھا سکے۔ مسلسل بیماریوں کے باوجود اپنی عمر کی زیادتی کے باوجود، کمزوری کے باوجود جب بھی حضور کو وقت ملا میں نے دیکھا کہ رات بعض دو بجے تک بعض دفعہ صبح تین بجے تک آپ نے لوگوں کے خطوط کے جواب دیئے اور ڈاک کو دیکھا اور ختم کیا۔ مسلسل دعائیں کرتے رہے۔ ایسی راتیں آپ کی زندگی میں آئیں۔ ابتلاء کے دنوں میں جبکہ ایک لمحہ کے لئے بھی آپ نہیں سوئے اور ساری رات اپنے رب کو یاد کرتے رہے۔ اس سے رحمت اور فضل مانگتے رہے۔ جب تک مجھے واسطہ پڑا میں نے دیکھا آپ بے حد ہمدرد تھے، بے حد

شفیق تھے۔ لوگوں کے ذرا سے دکھ سے آپ کو بہت دکھ پہنچتا تھا۔ آپ کا حق ہے، جانے والے کا حق ہے کہ ہم آپ سے کامل وفا اور محبت کا سلوک کرتے ہوئے ہمیشہ آپ کو دعاؤں میں یاد رکھتے رہیں"۔
(الفضل 19 جون 1982ء)

خدام سے شفیقانہ سلوک

آپ اپنے خدام سے شفیقانہ سلوک فرماتے اور آپ کے اس سلوک سے اطاعت کے بہترین نمونے خدام میں نظر آتے تھے۔ 1946ء کے جلسہ سالانہ کے آخری دن 28 دسمبر کو حضرت مصلح موعود تقریر فرما رہے تھے۔ سٹیج پر ٹینٹ لگا تھا کہ بارش شروع ہوگئی۔ آپ سٹیج پر ڈیوٹی کے لئے کھڑے تھے کہ آپ کی نظر چند ایسے خدام پر پڑی جو بارش میں کھڑے ڈیوٹی دے رہے تھے۔ آپ بھی وہاں پہنچ گئے اور خدام کے ساتھ بھیگتے رہے مگر ان میں کوئی ایسا احساس نہ پیدا ہونے دیا جو ایمان کو نقصان پہنچانے کا باعث ہوتا۔

(حیات ناصر ص 254)

دفتر میں کام ہو رہا ہے۔ سب نے چیزیں اٹھائیں ایک پہریدار کھڑا ہے اس کو بلاتے ہیں کہ آؤ ہم مل کر صوفہ اٹھاتے ہیں۔ اس کے کہنے کے باوجود کہ حضور خدام ابھی آجاتے ہیں مگر آپ نے ان کے ساتھ کام کرنا عیب نہ سمجھا۔ آپ کے اکثر خدام اور قریبی خدمت گزار یہ کہتے تھے کہ حضور کبھی سر پر کھڑے ہو کر کام نہ کرواتے بلکہ ہمیشہ ساتھ شامل ہو کر کام کرواتے۔

ایک دوست پر قرضہ تھا اس کے لئے خصوصی دعائیں کیں اور قرضہ اترنے تک اپنا عہد نبھایا۔ ایک خادم وقار عمل پر اپنا علیحدہ کھانا لایا اور آپ کو دیکھ کر ذرا جھجک محسوس کرنے لگا فوراً اس کے پاس گئے اور اس کے کھانے سے ایک نوالہ لیا تاکہ کوئی جھجک نہ رہے اور خادم آقا کا فرق نہ ہو۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

علم دوستی

آپ نے ایسے ماحول میں نظر کھولی جہاں ہر طرف درس و تدریس کا سلسلہ جاری تھا۔ ہر چھوٹے بڑے میں تعلیم کے حصول کی خواہش تھی۔ آپ کی تعلیم میں سب سے پہلے قرآن آیا۔ آپ حافظ قرآن بنے۔ دوسرے علوم بھی سیکھے اور خوب سیکھے اور پھر اسی پر بس نہ کی بلکہ علم و نور کی جو شمع آپ کے پُر ولولہ دل میں جلی تھی۔ آپ نے پوری جماعت میں وہ روح پھونک دی۔ چنانچہ خدام میں تعلیمی مقابلہ جات، کالج میں طلباء کی نصابی سرگرمیوں کے علاوہ کئی علمی سرگرمیوں کا آغاز کیا مثلاً تقاریر، مشاعرے، مختلف سکالرز کے لیکچرز شروع کروائے اور علم دوستی طلباء کو بھی سکھائی۔ خلافت کی مسند پر بیٹھے تو علم کی تڑپ اور شوق احمدی طلباء میں مزید اجاگر کرنے کے لئے علمی انعامات کا سلسلہ جاری کیا جو آج بھی جاری ہے۔ بلکہ اب صرف پاکستان میں ہی نہیں دنیا کے کئی ممالک میں پھل لا رہا ہے اور احمدی علمی میدان میں آگے سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ آپ ہی کے دور خلافت میں محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو نوبیل انعام ملا۔

غریب طلباء کے لئے وظائف کا اعلان کیا کہ کوئی طالب علم وسائل کی کمی کی وجہ سے تعلیمی میدان میں پیچھے نہ رہ جائے۔ افریقہ کے ممالک میں تعلیمی سہولت کو عام کرنے کے لئے نصرت جہاں سکیم کے تحت سکول و کالج کا اجراء کیا جو آج پوری شان و شوکت کے ساتھ ان ممالک میں علم کے اجالے پھیلا رہے ہیں۔

آپ کی علم سے ہی محبت تھی کہ خدام کا ماہانہ رسالہ خالد آپ کی کوششوں سے جاری ہوا۔ تعلیم الاسلام کالج قادیان لاہور اور پھر ربوہ میں آپ کی محنت سے قائم ہوا۔ ماہنامہ انصاراللہ آپ کی ہی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ انصاراللہ کے لئے تعلیمی نصاب آپ نے ہی تجویز فرمایا۔

تعلیمی اداروں سے محبت

آپ انتخاب خلافت تک تدریس سے وابستہ رہے اور انتخاب خلافت کے علی الترتیب 5 روز اور 18 روز بعد جامعہ اور کالج میں خطاب فرمایا۔ 13 نومبر 1965ء کو جامعہ احمدیہ کے اساتذہ اور طلباء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"میرا جامعہ سے بڑا دیرینہ اور گہرا تعلق ہے جب میں نے ہوش سنبھالا یا شاید اس سے بھی پہلے حضور کے ارشادات، ہدایات اور نصائح اور تربیت کے جو طریق تھے اس سے دل نے یہ تاثر لیا تھا کہ یہی (جامعہ) وہ جگہ ہے جہاں علم کو حاصل کرنا ہے اور یہی وہ جگہ ہے جہاں سے علم حاصل کرنے کے بعد اس کے استعمال کا طریق سیکھنا ہے"۔ (الفضل 24 نومبر 1965ء)

26 نومبر 1965ء کو تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے اساتذہ اور طلباء کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اس ادارہ کے لئے میرے دل میں وہی جذبات ہیں جو جامعہ احمدیہ کے زمانہ میں تھے میں نے اپنے دل و دماغ اور جسم کو اس ادارے کے لئے خدا کے حضور بطور وقف پیش کر دیا اور بڑے ہی پیار کے ساتھ اس کو چلانے کی کوشش کی اور ان طلباء کو جو اس وقت میرے سامنے بیٹھے ہیں اپنے بچوں سے زیادہ عزیز سمجھا جہاں میں نے سختی کو مناسب اور اصلاح کا ذریعہ پایا وہاں سختی بھی کی اور اس کے بعد راتوں کو اس دکھ کی وجہ سے مجھے جاگنا بھی پڑا کیوں میرے ہاتھ سے میرے اس بچے کو سختی جھیلنی پڑی۔ کئی راتیں ہیں جو کہ اس وجہ سے میں نے جاگ کر گزاری ہیں۔ میں ہمیشہ ہی آپ سب کے لئے دعا کرتا رہا ہوں"۔

(الفضل 28 نومبر 1965ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی سیرت کی جھلکیاں

الٰہی بشارت

خدائے ذوالجلال کی سنت مستمرہ ہے کہ وہ ان نیک پارسا وجودوں کی پہلے سے خبر دیتا ہے۔ جن سے دنیا نے فیض اٹھانا ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود کی ایک مبشر رویا ہے۔ جس میں آپ کے وجود باجود کی خدا نے خبر دی۔ حضرت مصلح موعود نے فرمایا:۔

"میں نے دیکھا کہ میں بیت الدعاء میں بیٹھا تشہد کی حالت میں دعا کر رہا ہوں کہ الٰہی! میرا انجام ایسا ہو جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ کا ہوا۔ پھر جوش میں آ کر کھڑا ہو گیا ہوں اور یہی دعا کر رہا ہوں کہ دروازہ کھلا ہے اور میر محمد اسمٰعیل صاحب اس میں کھڑے روشنی کر رہے ہیں۔ اسمٰعیل کے معنے ہیں خدا نے سن لی اور ابراہیمی انجام سے مراد حضرت ابراہیمؑ کا انجام ہے کہ ان کے فوت ہونے پر خدا تعالیٰ نے حضرت اسحٰقؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ دو قائمقام کھڑے کر دیئے۔ یہ ایک طرح کی بشارت ہے جس سے آپ لوگوں کو خوش ہو جانا چاہئے"۔

(عرفان الٰہی انوار العلوم جلد 4 ص 288)

خدا نے اپنی قدرت دکھاتے ہوئے نومبر 1965ء اور جون 1982ء کو آپ کے دو عظیم المرتبت فرزندوں اور خلافت کے تخت پر متمکن فرمایا اور اپنے بندے کو دی گئی خبر کو پورا کر دیا۔

خدا کی تلاش میں کامیابی

خدا تعالیٰ کی تلاش میں آپ کی تمنا ایک حقیقی خواہش تھی جس کو پورا کرنے کے لئے آپ نے جدوجہد کی۔ بیت الذکر میں گھنٹوں عبادت میں مشغول رہتے اور گھر میں بھی ساری ساری رات دعا کرتے۔ آپ خود اپنے اس تجربے کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"میں خدا کے حضور دعا کرتا اور کہتا کہ "اے خدا! اگر تو موجود ہے تو مجھے تیری تلاش ہے تو مجھے بتا کہ تو ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں بھٹک جاؤں۔ کیا مجھ پر اس گمراہی کی ذمہ داری تو نہیں ہوگی؟ اور پھر سوچتا کہ شاید ہو بھی۔ پھر میں دعا کرتا کہ اے خدا یہ ذمہ داری مجھ پر تو عائد نہیں ہونی چاہئے"۔

اس کے بعد آپ نے اپنی دعاؤں کے نتیجہ میں ہونے والی ایک رویا کا ذکر یوں فرمایا:۔

"یہ خواب اور بیداری کے درمیان ایک قسم کی نیم غنودگی کی سی کیفیت تھی۔ میں نے دیکھا......

ساری کائنات ایک عجیب قسم کی روشنی سے بھر گئی ایک ایک ذرے اور ایک ایک ایٹم نے ایک سر اور تال کے ساتھ پھیلنا اور سکڑنا شروع کیا میں نے محسوس کیا کہ ان کے ہمراہ میں بھی یہ الفاظ دوہرا رہا ہوں اور کہہ رہا ہوں، ہمارا خدا ہمارا خدا"۔

اس کے بعد آپ کو دعاؤں کی قبولیت کا نشان عطا ہوا جو آپ کے لئے ہستی باری تعالیٰ کے ثبوت کے لئے ایک زندہ نشان تھا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"دراصل جب میں بچپن میں بھی دعا کرتا تو اسے قبولیت کا شرف حاصل ہو جاتا لیکن کبھی کبھی میں یہ بھی سوچا کرتا کہ کہیں اس احساس میں میرے اپنے ذہن ہی کا عمل دخل نہ ہو۔ لیکن جب میں نے ہستی باری تعالیٰ کے ناقابل تردید ثبوت کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا اور میری عاجزانہ دعائیں اس کثرت سے قبول ہونے لگیں تو لامحالہ یہ امر بجائے خود میرے لئے ایک معین اور زندہ ثبوت کے طور پر کھل کر میرے سامنے آ گیا۔ مجھے یقین ہے کہ قبولیت دعا کے ان واقعات کا اتفاق یا حادثات سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ یہاں تک کہ ہستی باری تعالیٰ کی یہ تائیدی شہادت پھیلتی بڑھتی اور مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی گئی حتیٰ کہ وہ وقت بھی آن پہنچا جب خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے براہ راست اپنے الہام کے انعام سے سرفراز فرما دیا"۔

(ایک مرد خدا)

عشق رسولؐ

عاشق صادق کو ہر بات میں اپنے محبوب کی جھلک نظر آتی ہے اور یہی اس کے عشق میں کامل ہونے کی نشانی ہوتی ہے۔ آپ کو بھی آنحضرت ﷺ سے کامل عشق تھا۔ یہ تحریر اس کی جلوہ نمائی کر رہی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"ہر حُسن حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ختم ہو گیا...... اس طرح حسن کیا ہے جس طرح سورج سب روشنی کا منبع بن جاتا ہے اور ہر چیز میں اس کی جھلک پیدا ہوتی ہے۔ جتنی زیادہ ہوا اتنا زیادہ چمکتا ہے۔ تو اصل میں کسی کی سیرت سے پیار اس رنگ میں کرنا چاہئے......کو کہ جہاں جہاں وہ رسول اکرم ﷺ کی تھوڑی تھوڑی جھلکیاں دیکھے اس وجہ سے پیار کرے کہ یہ میرے محبوب کی جھلکی ہے اور وہ پیار جو ہے وہ عبادت بن جائے گا۔ پھر اس پیار میں خدا کی رضا شامل ہو جائے گی"۔

(ماہنامہ خالد سیدنا طاہر نمبر مارچ، اپریل 2004ء ص 18)

عشق قرآن

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کو قرآن سے بے پناہ محبت تھی اور تلاوت کے علاوہ ترجمہ کا بھی بے حد شوق تھا۔ حضور فرماتے ہیں:۔

قرآن کریم کا ترجمہ تو میں نے خود ہی پڑھا ہے۔ کلاس میں تو ہم پڑھا کرتے تھے۔ استاد بھی پڑھایا کرتے تھے مگر اصل ترجمہ میں نے خود ہی پڑھا ہے۔

(الفضل 17 جون 2000ء)

یہی شوق عمر کے ساتھ پروان چڑھا۔ جس کی گواہی آپ کے استاد محترم ابراہیم صاحب ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول نے یوں دی۔

میرے لئے تو طاہر کی تلاوت قرآن کریم ہی جو وہ اپنے قابل، فخر عالم باپ کی طرز میں کرتے ہیں، کافی سے زیادہ دل لبھانے والی ہے...... باوجود صغر سنی کے جس قدر خشوع و خضوع اور گریہ وزاری سے وہ نماز ادا کرتے ہیں وہ ان کے والد ماجد اور جد امجد کی صداقت پر ایک

زبردست دلیل ہے۔ (الفضل 21/اپریل 1944ء)

آپ کی ذات اپنے پیشروؤں کی طرح عشق قرآن سے معنون تھی۔ آپ کا خمیر اللہ، رسول اللہ اور کلام اللہ کی محبت سے گوندھا گیا تھا۔ چنانچہ قرآن کی اشاعت میں غیر معمولی تڑپ سے آپ نے کام کیا اور ساری دنیا میں احمدیوں کو قرآن کریم کے تراجم شائع کرنے اور تلاوت کرنے کا حکم دیا۔ خود اپنی نگرانی میں 45 زبانوں میں مکمل قرآن کریم کے تراجم شائع کروانے اور منتخب شدہ آیات کا 100 زبانوں میں ترجمہ شائع کروا کر ان علاقوں میں بھجوایا۔ رمضان المبارک میں بیت المبارک میں درس قرآن دیتے۔ ہجرت لندن کے بعد ہر اتوار کو درس قرآن کا انتظام کیا۔ جب ایم ٹی اے کا آغاز ہوا تو رمضان کے درس کے علاوہ ترجمۃ القرآن کی کلاس شروع فرمائی اور مکمل ترجمہ قرآن کی کلاسز ہوئیں۔ کیسٹس کے ذریعہ یہ عظیم روحانی مائدہ آج بھی لاکھوں پیاسی روحوں کی سیرابی کا باعث بن رہی ہیں۔

آپ قرآن کریم کی محبت افراد جماعت میں پیدا کرنے کی شدید خواہش رکھتے تھے۔ آپ نے خطبہ جمعہ میں احمدیوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

”ہر گھر والے کا فرض ہے کہ وہ قرآن کی طرف توجہ دے۔ قرآن کے معانی کی طرف توجہ دے...... ہر گھر نمازیوں سے بھر جائے اور ہر گھر میں روزانہ تلاوت قرآن کریم ہو۔ کوئی بچہ نہ ہو جسے تلاوت کی عادت نہ ہو۔ اس کو کہیں کہ تم ناشتہ چھوڑ دیا کرو مگر سکول سے پہلے تلاوت ضرور کرنی ہے اور تلاوت کے وقت کچھ ترجمہ ضرور پڑھو۔ خالی تلاوت نہیں کرو......

(سیدنا طاہر نمبر روزنامہ الفضل 27 دسمبر 2003ء)

خلافت پر آپ کا ایمان

منصب خلافت پر متمکن ہونے کے بعد اراکین انتخاب خلافت سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

”یہ درست ہے کہ خلیفہ وقت خدا بناتا ہے اور ہمیشہ سے میرا اسی پر ایمان ہے اور مرتے دم تک اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اسی پر ایمان رہے گا۔ یہ درست ہے کہ اس میں کسی انسانی طاقت کا دخل نہیں اور اس لحاظ سے بحیثیت خلیفہ اب میں نہ آپ کے سامنے، کسی کے سامنے جواب دہ ہوں، نہ جماعت کے کسی فرد کے سامنے جواب دہ ہوں، لیکن یہ کوئی آزادی نہیں کیونکہ میں براہ راست اپنے رب کے حضور جوابدہ ہوں۔ ...... اس لئے میری گردن کمزوروں سے آزاد ہوئی، لیکن کائنات کی سب سے طاقتور ہستی کے حضور جھک گئی اور اس کے ہاتھوں میں آئی ہے۔

یہ کوئی معمولی بوجھ نہیں۔ میرا سارا وجود اس کے تصور سے کانپ رہا ہے کہ میرا رب مجھ سے راضی رہے۔ (الفضل مورخہ 19 جون 1982ء)

خلافت کا ادب اور جذبہ انکساری

آپ فرماتے ہیں:۔

”مجھے یاد ہے ربوہ میں ہمیشہ جب بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا خطبہ ہوا کرتا تھا تو میری کوشش ہوتی تھی کہ کسی ایسی جگہ کونے میں بیٹھوں، دیوار کے ساتھ، کہ نماز ختم ہوتے ہی نکل سکوں اور سنتیں گھر میں ادا کیا کرتا تھا۔ اس کا مجھے یہ فائدہ پہنچتا تھا کہ لوگوں کا میری طرف کسی قسم کا بھی خیال نہیں منتقل ہوتا تھا۔ کوئی ہجوم نہیں تھا کہ وہ اکٹھے ہو جاتے۔ تو طبیعت میں ایسی نفرت تھی اس بات سے کہ وہاں خلیفۃ المسیح کی موجودگی میں میری کوئی الگ مجلس لگ رہی ہو کہ ہمیشہ نکل جایا کرتا تھا اور جب یہ مشکل ہوتی تھی تو باہر ہمیشہ جوتیوں میں نماز پڑھا کرتا تھا، پاس ہی سائیکل رکھی ہوتی تھی، نماز پڑھتے ہی بہت تیزی سے اپنے گھر واپس چلا جایا کرتا تھا۔ وہاں پہنچ کر پھر سنتیں ادا کرنے کی توفیق ملا کرتی تھی“۔ (الفضل یکم مارچ 1999ء)

نماز کا قیام

آپ کی سیرت کا اہم پہلو نماز کا قیام ہے۔ نماز کے متعلق آپ بڑی پابندی سے خیال رکھتے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین فرماتے۔ آپ کی صاحبزادی محترمہ فائزہ صاحبہ بیان فرماتی ہیں:۔

”ابا میں ایسی بے نظیر خوبیاں تھیں جو اس خیال کا باعث بنیں۔ جب سے میں نے ہوش سنبھالا، ابا کو بہت پابندی سے نماز تہجد ادا کرنے والا پایا۔

(ماہنامہ مصباح دسمبر 2003ء ص 38)

نماز کے قیام کی انہی کوششوں کا ذکر آپ کے ملازم مکرم بشیر احمد صاحب نے بھی اپنے مضمون میں کیا جو مصباح دسمبر 2003ء کے صفحات 151،150 پر شائع ہوا کہ آپ روزانہ انہیں اٹھاتے اور پھر بار بار آتے اور اگر کبھی نماز پر وہ نہ جاتے تو پھر ڈانٹتے بھی۔ اگر زمینوں پر گئے ہیں تو جیسی بھی جگہ ملتی نماز ضرور پڑھتے ایک دفعہ سفر پر گئے۔ گاڑی خراب ہوگئی اور نماز کا وقت ہوگیا تو قریب ہی ناہموار ٹوٹا ہوا بنچ پڑا تھا اسی پر نماز ادا کرلی اور پھر یہ نمازیں بہت لمبی لمبی ہوتی تھیں۔ گویا آپ اس نعمت الٰہی کو اپنے بچوں اور ملازموں میں بلاتفریق بانٹتے تھے۔

آپ کو نماز کی سخت پابندی کی عادت تھی۔ آپ خود فرماتے ہیں:۔

”انتہائی بیماری کے وقت بھی بعض دفعہ نزلہ سے آواز نہیں نکل رہی ہوتی تھی مگر نماز باجماعت کی مجھے اتنی عادت تھی، بچپن سے تھی اور اس ذمہ داری کے بعد تو بہت زیادہ بڑھ گئی“۔ (الفضل 13 فروری 2001ء)

حضور کو نماز تہجد بچپن سے پڑھنے کا شوق تھا۔ اس بارہ میں حضور فرماتے ہیں:۔

”مجھے تو چھوٹی عمر سے شوق تھا۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ قبول ہوا یا نہیں ہوا لیکن تہجد کا شوق تھا بچپن سے ہی خدا نے دل میں ڈال دیا تھا کہ تہجد ضرور پڑھنی چاہئے اور اس کو میں نے آج تک حتی المقدور برقرار رکھا ہے“۔ (الفضل 24 مارچ 2000ء)

پاکیزہ بچپن

آپ کے پاکیزہ بچپن پر ایک واقعہ حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے بیان فرمایا:۔

”صاحبزادہ میاں طاہر احمد صاحب کا ایک عجیب واقعہ میں تازیست نہ بھولوں گا۔ 1939ء کی بات ہے جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح (الثانی) دھرمسالہ میں قیام پذیر تھے اور جناب مولوی عبدالرحیم صاحب نیر بطور پرائیویٹ سیکرٹری حضور کے ہمراہ تھے۔ ایک دن نیر صاحب نے اپنے خاص لب ولہجہ کے ساتھ کہا کہ میاں طاہر احمد! آپ نے یہ بات نہایت اچھی کہی ہے۔ جس سے میرا دل بہت خوش ہوا ہے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ کو کچھ انعام دوں۔ بتلائیں آپ کو کیا چیز پسند ہے۔ تو اس بچہ نے جس کی عمر اس وقت ساڑھے دس سال کی تھی۔ برجستہ کہا کہ ”اللہ“۔ نیر صاحب حیران ہو کر خاموش ہوگئے۔ میں نے کہا نیر صاحب! اگر طاقت ہے تو اب میاں طاہر احمد کی پسندیدہ چیز دیجئے۔ مگر آپ کیا دیں گے۔ اس چیز کے لینے کے لئے تو آپ خود ان کے والد کے قدموں میں بیٹھے ہیں“۔

(سیرت حضرت سیدہ ام طاہر صاحبہ ص 123)

بچپن کی اللہ تعالیٰ کو پالینے کی یہ تمنا بعد میں خدا کی سچی محبت اور مضبوط تعلق میں بدل گئی۔

علم کی جستجو

علم کا کوئی ظاہری پیمانہ نہیں ہے۔ لیکن ضرورت کے وقت صحیح سمت میں راہنمائی کے لئے ہر وقت علم کا نور میسر ہو تو ہر منزل آسان اور ہر تاریکی نور میں بدل جاتی ہے۔ یہی نور فراست وحکمت خدا نے آپ کو بے تحاشا عطا کیا تھا۔ آپ کے اندر علم کی جستجو کی ایک لگن تھی۔ جس کی وجہ سے آپ علم ونور کا ایسا روحانی مائدہ اپنے پیچھے چھوڑ گئے کہ اپنے اور پرائے اس چشمہ ہدایت سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ آپ نے خود ایک مجلس عرفان میں بیان فرمایا:۔

”اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک احسان رہا ہے مجھ پر کہ باوجود ان پڑھ ہونے کے ان علوم کی طرف بچپن ہی سے مجھے توجہ رہی ہے اور ہمیشہ جب بھی کسی رسالے میں یا کسی کتاب میں ایسے علوم جو سائنس کی گہرائیوں سے تعلق رکھتے ہیں اور میرے جیسے کم علم آدمی کے لئے بظاہر ان کا سمجھنا ممکن نہیں تھا مگر اگر دلچسپی ہو تو سائنس کے علوم بہت گہرائی سے سمجھ آتے ہیں۔ پس ہمیشہ سے مجھے دلچسپی رہی اور اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ ان علوم کی گہرائی تک اترنے میں میں نے صرف کیا لیکن علم نہیں تھا کہ کیوں ایسا کر رہا ہوں۔ اب جب یہ کتاب (Revelation Rationality..) لکھنے کی ضرورت پیش آئی تو میں حیران ہوا کہ وہ ساری باتیں جو میں نے چالیس چالیس سال پہلے پڑھی ہوئی تھیں ان سب کی مجھے ضرورت تھی۔ پس ساری زندگی کے میرے علم کی جستجو کا یہ ماحصل ہے اور اس پہلو سے مجھے خوشی اس بات کی ہے کہ جب بھی کسی متعلقہ حصے کو اس علم کے ماہر کو دکھایا گیا اس نے کبھی اس پہ ایسا اعتراض نہیں کیا کہ تم اس کو سمجھ نہیں سکے، اصل مراد کچھ اور تھی“۔

(الفضل انٹرنیشنل 21 تا 27 نومبر 1997ء)

دلی خوشی سے قربانی کی عادت

حضور فرماتے ہیں:۔

میں ابھی بچہ ہی تھا جب تحریک جدید کا اعلان ہوا ...... مجھے خوب یاد ہے کہ میری والدہ محترمہ نے مجھے اور میری بہنوں کو بلایا اور فرمایا کہ تم اپنے اپنے جیب خرچ میں سے تحریک جدید کا چندہ ادا کیا کرو۔ ہم نے وعدہ کیا کہ ہم پانچ یا دس روپے فی کس چندہ ادا کیا کریں گے۔ اگرچہ میرے لئے تو یہ بات ہرگز ممکن نہ تھی ...... والدہ محترمہ نے خود ہی ہمیں اس مشکل سے نکال بھی لیا یعنی آپ نے ہمارا جیب خرچ بڑھا دیا تا کہ ہم وعدے کے مطابق پانچ یا دس روپے کی رقم تحریک جدید کے چندے کے طور پر ادا کرسکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ والدہ محترمہ نے جو عظیم احسانات ہم پر کئے ان میں سے ایک احسان یہ بھی ہے کہ انہوں نے ہمیں اپنے پاس سے کچھ دینے کے عمل اور اس کی لذت سے روشناس کرادیا اور قربانی کے اس عمل میں شرکت کا موقع بہم پہنچایا۔ بچپن کے اس تجربے ہی کی برکت تھی کہ ہمارے اندر قربانی اور ایثار کا جذبہ پیدا ہوگیا اور ذرا بڑے ہوئے تو ہمارے اندر ایثار اور قربانی کی یہ صلاحیت پروان چڑھ چکی تھی اور ہم انشراح صدر اور دلی خوشی کے ساتھ قربانی کے لئے اپنے آپ کو آمادہ پاتے تھے“۔ (ایک مرد خدا ص 52)

صبر واستقلال

آپ کو خدا کے فضل سے کمال صبر عطا ہوا تھا۔ اس کی ایک مثال تو آپ کی والدہ کی وفات پر ظہور پذیر ہوئی۔ جبکہ ہر کوئی گھبرا رہا تھا کہ اس غمناک خبر پر آپ کا رویہ کیسا ہوگا۔ لیکن جب آپ کو یہ خبر سنائی گئی تو آپ نے خدا کی رضا کے لئے صبر کیا۔ محترم ابراہیم صاحب ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول آپ کو اپنی والدہ کی وفات کی خبر ملتے وقت جو آپ کی کیفیت تھی اس کو تحریر کرتے ہیں:

”طاہر خاموشی اور سکون کا مجسمہ بن کر تخت پوش پر بیٹھ گیا اور اس قدر صبر کا مظاہرہ کیا کہ مجھے خیال آیا، ایسا نہ ہو کہ غم اندر ہی اندر ان کو زیادہ تکلیف دے۔ اس لئے ہم نے کوشش کی کہ طاہر تھوڑا بہت رو لے۔ طاہر بھی اب بھر چکا تھا اور ایک حد تک آنسو بہا کر اپنی امی، ہاں اس امی کو جس کو ایک جہاں رو رہا تھا، یاد کیا اور کہا کہ مجھے دو تین مرتبہ ایسی خوابیں آچکی ہیں جن سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ بس امی فوت ہو جائیں گی۔ ابھی چند روز ہوئے مجھے خواب میں امی نے کہا کہ میں اس چراغ کی طرح ہوں جو بجھنے سے پہلے ڈگمگا رہا ہو۔ جس قدر صبر، وقار اور رضا جوئی کا طاہر نے اظہار کیا اس کی مثال کم از کم میرے مشاہدہ میں کبھی نہیں آئی اور

یہ اس تربیت کا اثر ہے جو اس کی امی نے کی۔ رات کو اس کی امی کا جنازہ آ گیا۔ اس وقت یہ میرے پاس نہ تھے۔ اس لئے مجھے ان کی کیفیت کا علم نہیں۔ صبح ریاضی کا امتحان تھا۔ میں مکان پر حاضر ہوا۔ معلوم ہوا رات وہ سید ولی اللہ شاہ صاحب کے ہاں چلے گئے تھے۔ وہاں پہنچا تو دیکھا کہ امتحان کی تیاری کر رہے ہیں۔ جب امتحان کا وقت ہوا تو ہمارے ساتھ امتحان کے کمرہ میں آئے۔ دروازہ پر چند بزرگ کھڑے تھے، ان سے مصافحہ کیا اور امتحان میں شریک ہو گئے۔ جس بچہ نے دن رات اس قدر غم پر پریشانی میں گزارے ہوں، امتحان کے کمرہ میں اس کا امتحانی معیار پر اترنا بہت مشکل ہے۔ لیکن جس قدر اپنے نفس پر قابو پانے اور اپنے حالات پر اقتدار حاصل کرنے کی طاہر نے کوشش کی، میرے نزدیک وہ ہمارے لئے قابل تقلید ہے۔
(سیرت حضرت سیدہ ام طاہر صاحبہ ص116)

خدا پر توکل اور بہادری

حضور فرماتے ہیں:۔

"ایک دفعہ کا ذکر ہے حضرت ابا جان اور سارے پہاڑ پر گئے ہوئے تھے اور میں اپنے گھر کے صحن میں اکیلا سویا کرتا تھا اور بعض دفعہ سوتے ہوئے ڈر لگتا تھا۔ کیونکہ کہانیاں بھی عجیب و غریب مشہور تھیں کہ ایک جن آیا کرتا ہے کوئی نالے پرانے بیلنے والی عورت ہے جو چھت پر سے چھلانگ لگا کر آیا کرتی ہے۔ اس قسم کی کہانیاں پرانے زمانے سے چلی آ رہی تھیں۔ اس گھر کے متعلق۔ تو ایک دفعہ اچانک مجھے خیال آیا کہ یہ تو شرک ہے۔ اگر کوئی بلا، کوئی جن نقصان پہنچا سکتا ہے اللہ کے اذن کے بغیر تو یہ بھی تو ایک شرک کی قسم ہے۔ تو میں کیوں ڈر رہا ہوں، مجھے کیوں نیند نہیں آ رہی۔ اس لئے میں نے مقابلہ کرنا ہے اب اس کا اور اپنے آپ پہ سختی کر کے بھی مقابلہ کرنا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر مجھے بہادری عطا ہو۔ یہ فیصلہ کرنے کے بعد پھر میں نے خوب نظر دوڑائی کہ کون سی جگہ ہے جہاں سب سے زیادہ ڈرنے والی جگہ ہے۔ ہمارے ہاں ایک چھوٹا سا کمرہ ہوا کرتا تھا اس کمرے کے متعلق بڑی روایتیں تھیں کہ بڑی بلائیں وہاں ہوتی ہیں اور خاص طور پر وہ چمنی کی جگہ جہاں ہوتی تھیں جہاں وہ آگ جلائی جاتی ہے اس کے متعلق بتایا جاتا تھا کہ یہ بڑی خطرناک جگہ ہے۔ تو میں رات کو اٹھا اور دروازہ کھول کے اس کمرے کی چمنی میں جا کر بیٹھ گیا۔ میں نے کہا اب جو بلا آنی ہے آ جائے اور میں اللہ پر توکل کرتا ہوں مجھے پتہ ہے کہ کوئی بلا مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ جب تک اللہ نہ چاہے۔ کچھ دیر بیٹھنے کے بعد اتنا سکون ملا ہے کہ آرام سے چلا گیا بستر پر پڑتے ہی نیند آ گئی کوڑی کی بھی پرواہ نہیں رہی۔

نورالدین

1984ء کی بات ہے جن دنوں حضرت مہر آپا حرم حضرت مصلح موعود بھی لندن تشریف لائی ہوئی تھیں، ایک دن انگلش ترجمہ قرآن کمیٹی کی میٹنگ کے دوران حضرت مہر آپا کی ایک رؤیا بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:۔

حضرت مہر آپا نے خواب میں مجھے دیکھا کہ میں انہیں کہہ رہا ہوں کہ:

"اللہ تعالیٰ نے مجھے نورالدین بنا دیا ہے"۔

یہ بیان کر کے آپ نے مکرم چوہدری انور احمد صاحب کاہلوں امیر جماعت انگلستان سے مخاطب ہو کر فرمایا:۔

"آپ میری فکر نہ کریں اللہ تعالیٰ حضرت مولوی نورالدین کی طرح میرا بھی خود متکفل ہوگا"۔
(ماہنامہ خالد مارچ اپریل 2004ء سیدنا طاہر نمبر ص114)

فرض کی ادائیگی کے لئے
شبانہ روز محنت

آپ کی گوناگوں مصروفیات کا اندازہ اس حوالہ سے خوب لگایا جا سکتا ہے۔ آئن ایڈمسن صاحب اپنی مشہور تصنیف A Man of God میں رقم طراز ہیں:۔

"آپ عین آٹھ بجے دفتر کے عملے سے ایک گھنٹہ 30 منٹ قبل دفتر میں تشریف لاتے ہیں اور سب کے بعد آ کر میں واپس جاتے ہیں۔ عموماً 10:00 بجے شب تک دفتر میں تنہا بیٹھے کام کرتے رہتے ہیں۔ جمعہ چھٹی کا دن ہوتا تھا لیکن آپ کے لئے کوئی چھٹی نہیں تھی۔ جمعہ کے دن بھی دوپہر تک دفتر میں موجود رہتے۔ دوپہر کے بعد نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے آپ بیت جاتے اور وہاں جمعہ کا خطبہ دیتے۔ 15000 سے زائد افراد ان کے خطبے کو بڑے ادب اور انہماک سے سنتے آپ جمعہ کی نماز ادا کرنے کے بعد پھر اپنے دفتر میں واپس آ جاتے ہیں"۔ (ایک مرد خدا ص121)

ایک دفعہ کسی کارکن نے دریافت کرتے ہوئے آپ سے عرض کیا کہ:

"حضور آپ کس طرح سب کچھ کر لیتے ہیں حالانکہ رات کو بہت دیر سے سوئے اور عمر کے اعتبار سے بھی آپ ہم سے بہت آگے ہیں۔ فرمایا:۔

"فرض کی ادائیگی مجھے سونے نہیں دیتی"۔
(ماہنامہ مصباح دسمبر 2003ء ص112)

خدمت خلق

آپ خدمت خلق کے کاموں میں بھی بہت راحت محسوس کرتے تھے۔ مہمان نوازی، خوش اخلاقی اور انکساری کے جذبے سے مزین احساسات آپ کی فطری خوبصورتی کے روشن پہلو تھے۔ مگر بیمار پرسی اور ان کی بیماری میں مدد اور ہمدردی سے آپ کی ساری زندگی معمور نظر آتی ہے۔ خلافت سے قبل کے ایسے حالات کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے خود فرمایا:۔

"وقف جدید کے زمانے میں میں نے بھی بڑی بڑی لمبی مجلسیں لگائی ہیں، بعض دفعہ صبح سے لے کر رات تک میں مریضوں کا انتظار کرتا تھا کیونکہ دفتر کے وقت میں وقت نہیں ملا کرتا تھا، شروع میں وقت نکال لیا کرتا تھا آخر پر پھر بالکل ممکن نہیں رہا تو لوگ تو شام کو سیروں پر چلے جایا کرتے تھے، ادھر ادھر کھیلوں میں مصروف ہو جایا کرتے تھے اور میں وہاں دفتر میں مریضوں کا انتظار کیا کرتا تھا...... جب میں احمد نگر باقاعدگی سے جاتا رہا تو مغرب کے معاً بعد اپنے گھر میں مریضوں کا مجمع لگا لیا کرتا تھا لیکن ایک ادنیٰ بھی شوق نہیں تھا کہ مریض میرے گرد اکٹھے ہوں۔ ایک خدا نے دل میں جذبہ پیدا کیا تھا کہ غریب لوگ باہر سے علاج نہیں کروا سکتے، ہسپتالوں یا ڈاکٹر کے پاس جانا ان کے لئے مشکل ہے اس لئے وہ بے تکلفی سے آ جایا کریں۔ (الفضل یکم مارچ 1999ء)

جب آپ خلافت کے اہم منصب پر فائز ہوئے اور بے پناہ مصروفیت نے آپ کے اکثر اوقات کو دوسرے فرائض منصبی میں مشغول کر دیا تو بھی آپ کے اندر خدمت خلق کا یہ جذبہ موجزن رہا اور نسخہ جات بھجوانے کے ذریعہ ہزاروں دکھی جانوں کی تکالیف کا ازالہ کرتے رہے۔ مگر خدا کو آپ کی بے کراں محبت انسانیت کے جذبہ پر رحم آیا اور آپ کو ایم ٹی اے کی ایک لازوال نعمت عظمیٰ سے نوازا تو اس پر بھی آپ نے ساری دنیا کی انسانیت کو یہ فیض پہنچانے کا فریضہ اپنے ذمہ لیا اور ہومیوپیتھی کلاسز کے ذریعہ اس ذریعہ علاج کو بسہولت ہر ایک تک پہنچانے کے لئے ہر ممکن کوشش فرمائی اور آج لاکھوں افراد اس سے روزانہ فیضیاب ہو رہے ہیں اور رہتی دنیا تک آپ کا یہ احسان عظیم مجبوروں بے کسوں کو سہارا دیتا رہے گا۔

خدام سے محبت کا سلوک

خدام احمدیت کے لئے آپ کے دل میں شدید محبت تھی اور یہ محبت شفیقانہ سلوک کی صورت میں دریا کی سی روانی سے جاری تھی اور اس سے ہر کس و ناکس مستفیض ہو رہا تھا۔ افریقن ممالک میں حالات سخت ناساز ہو جاتے تھے۔ تو آپ فوراً احمدی احباب کے لئے تڑپ اٹھتے اور دعاؤں میں لگ جاتے اور نظام جماعت کو فوراً متحرک کرتے یہاں تک کہ اس کا علم ہو جاتا۔ خاکسار کے زیمبیا قیام کے دوران ایک دفعہ حکومت کا تختہ الٹنے کی سازش ہوئی جو کہ فوراً ہی دبا دی گئی۔ یہ چند گھنٹوں کا معاملہ تھا اور پھر حالات معمول پر آ گئے۔ ہم سب اطمینان سے تھے۔ مگر جب اس کی اطلاعات انٹرنیشنل میڈیا پر آئیں تو محترم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن کا فون آیا کہ حضور حالات دریافت فرما رہے ہیں۔ آپ ایک حقیر اور ناچیز کے لئے بے چین ہو گئے۔ صرف اس لئے کہ یہ دین کی خدمت کے لئے وہاں گیا ہوا ہے۔ بعض حالات میں تو آپ کو کئی دن تشویش رہتی مگر آپ خدا پر توکل کرتے ہوئے دعائیں کرتے۔ محترم عبدالماجد طاہر صاحب نے سیدنا طاہر نمبر ماہنامہ خالد مارچ اپریل 2004ء میں سیرالیون میں مکرم شیخ یونس صاحب مربی سلسلہ اور مکرم ہارون جالو صاحب مربی سلسلہ کے لئے آپ کی دعاؤں کا ذکر کیا ہے۔ جو محض خدا کے فضل سے بہت سنگین حالات کے باوجود آپ کی دعاؤں کے طفیل محفوظ ہے۔ اسی طرح گیمبیا اور لائبیریا کے حالات میں بھی آپ نے ہمدردی کے جذبہ سے معمور دعاؤں سے خدا سے مدد چاہی اور خدا نے ان ممالک کے بدترین حالات میں بھی احمدی کو محفوظ رکھا۔

تربیت کرنے کا حسین انداز

آپ کی صاحبزادی محترمہ فائزہ صاحبہ آپ کی تربیت کے حسین دلکش انداز کے متعلق تحریر کرتی ہیں:۔

ایک دفعہ یورپ اور امریکہ کے سفر کے دوران آپ نے ایک شخص سے بات شروع کی جو حسب معمول دعوت الی اللہ تک پہنچ گئی۔ آخر پر وہ کہنے لگا اگر آپ برا نہ منائیں تو ایک بات آپ سے پوچھوں۔ آپ تو بہت مہذب اور تعلیم یافتہ انسان نظر آتے ہیں مگر کیا وجہ ہے کہ آپ کی بیوی اور بیٹیاں اس موجودہ ماڈرن زمانے کے ساتھ چلتی ہوئی نظر نہیں آتیں۔ حضور کہتے ہیں میں نے اسے جواب دیا کہ شاید ان برقعوں اور پردہ سے تم نے یہ اندازہ لگایا ہے مگر بات اس طرح نہیں ہے جیسے آپ سمجھے ہیں۔ بلکہ اس کے برعکس یہ تعلیم یافتہ ہیں اور اس دور کے تقاضوں کو بھی بخوبی جانتی ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ آپ کی قوم کی عورتیں اب اتنی مہذب نہیں رہیں۔ تہذیب نے انسان کو رفتہ رفتہ کپڑے پہننا سکھایا تھا کپڑے اتارنا نہیں۔ آپ کی عورت دوبارہ اس جاہلیت کے دور کی طرف چلی گئی ہے جب انسان بغیر کپڑوں کے شرم محسوس کئے بغیر پھرتا تھا۔ اس بات کو ذرا شگفتہ بنانے کے لئے آپ نے ہنس کر مزید فرمایا: ہو سکتا ہے تمہارے خیال میں میری بیوی اور بیٹیوں نے کچھ زیادہ ہی کپڑے پہن لئے ہوں مگر بہر حال ان خواتین سے بہتر ہیں جو تہذیب کے تمام تقاضوں کو ایک طرف رکھ کر دوبارہ اپنے آپ کو عریاں کرنے میں فخر محسوس کرتی ہیں۔ یہ واقعہ بعد میں آپ نے خود ہمیں سنایا اور پردے کی عزت اور قدر ہمارے دل میں بھی پیدا کی۔
(ماہنامہ خالد مارچ اپریل 2004ء سیدنا طاہر نمبر ص26)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی سیرت

الٰہی بشارتیں

حضرت مسیح موعود کو الہام ہوا
انی معک یا مسرور۔
اے مسرور میں تیرے ساتھ ہوں۔
(تذکرہ ص630)

حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی نسبت ان کی

بیماری میں حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا۔ امرہ اللہ علی خلاف التوقع۔ (تذکرہ ص 609)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

شریف احمد کو خواب میں دیکھا کہ اس نے پگڑی باندھی ہوئی ہے اور دو آدمی پاس کھڑے ہیں۔ ایک نے شریف احمد کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ''وہ بادشاہ آیا'' دوسرے نے کہا کہ ابھی تو اس نے قاضی بننا ہے۔ فرمایا قاضی حَکم کو بھی کہتے ہیں جو تائید حق کرے اور باطل کو رد کرے۔ (تذکرہ ص 584)

قرآن کی محبت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

قرآن جو خدا کی کتاب ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف لے جانے والی ہے جس کے پڑھنے سے ہمیں خدا تعالیٰ کی معرفت عطا ہوتی ہے۔ اس کو بھی رمضان سے ایک خاص نسبت ہے اس لئے رمضان میں اور عبادات کے ساتھ اس کو پڑھنے اور جہاں بھی درسوں کا انتظام ہو وہاں اس کے درس سننے کی طرف خاص توجہ دیں۔ (خطبات مسرور جلد 1 ص 435)

دورہ کینیڈا کے دوران 30 جون 2005ء کو احمدیہ پیس ولیج کی بیت الذکر میں ساٹھ بچیوں کی تقریب آمین منعقد ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ نے باری باری تمام بچیوں سے قرآن سنا اور دعا کروائی۔

یکم جولائی کو ایک اور تقریب آمین ہوئی۔ 65 بچیوں سے باری باری حضور انور نے خود قرآن کریم سنا اور دعا کروائی۔ (روزنامہ الفضل 18 جولائی 2005ء)

نماز

حضور فرماتے ہیں:۔

ایک اور اہم بات اور یہ بھی میرے نزدیک انتہائی اہم باتوں میں سے ایک ہے بلکہ سب سے اہم ہے کہ بچوں کو پانچ وقت نمازوں کی عادت ڈالیں۔ کیونکہ جس دین میں عبادت نہیں وہ دین نہیں ہے۔ اس کی عادت بھی بچوں کو ڈالنی چاہئے اور اس کے لئے سب سے بڑا والدین کا اپنا نمونہ ہے اگر وہ خود نمازی ہوں گے تو بچے بھی نمازی ہوں گے۔

(خطبات مسرور جلد 1 ص 144)

حضور انور نے فرانس میں نیشنل مجلس عاملہ کی میٹنگ میں نماز باجماعت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا۔

خلافت سے قبل غانا میں ایک جگہ قیام کے دوران ہم تین آدمی تھے۔ (یعنی حضور انور اور بیگم صاحبہ) تیسرے ایک احمدی دوست تھے جو ایک میل دور رہتے تھے۔ وہ پیدل چل کر آتے تھے۔ ہم تینوں نمازیں بھی پڑھتے تھے۔ جمعہ بھی پڑھتے تھے اور عیدیں بھی پڑھتے تھے۔ (روزنامہ الفضل 10 جنوری 2005ء)

یورپ کے دورہ کے دوران یکم جنوری 2005ء کو فرانس سے سپین تشریف لائے۔ اس دن کا مجموعی سفر 982 کلومیٹر تھا۔ صبح نو بجے پیرس سے روانہ ہو کر رات نو بجے Pancurvo سپین پہنچے۔ گویا بارہ گھنٹے سڑک کے اوپر تھکا دینے والا سفر تھا۔ جو آخر رات نو بجے اپنے اختتام کو پہنچا۔

ہوٹل میں پہنچنے کے بعد ساڑھے نو بجے حضور انور نے نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔

(روزنامہ الفضل 10 جنوری 2005ء)

الٰہی تائید

مکرم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ کینیا مورخہ 28 اپریل 2005ء کی رپورٹ میں تحریر کرتے ہیں کہ نماز مغرب سے ایک گھنٹہ قبل موسلا دھار بارش ہوئی۔ کینیا میں ایک عرصہ سے بارش نہیں ہوئی تھی اور لوگ بارش کے منتظر تھے۔ حضور انور کی کینیا آمد کے ساتھ ہی موسلا دھار بارش ہوئی اور باران رحمت جو ساری رات اور پھر دوسرے دن صبح 10 بجے تک برستا رہا اور ہر طرف جل تھل ہو گیا۔ کینیا کی سرزمین پر حضور انور کے مبارک قدم پڑتے ہی باران رحمت کا آنا اپنوں اور غیروں کے لئے نشان ہے۔ جس کا لوگ برملا اظہار کرتے ہیں۔

(روزنامہ الفضل 4 مئی 2005ء)

مکرم ظفر اقبال ساہی صاحب مربی سلسلہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ کایا برکینا فاسو کے دوران ہونے والے تائید الٰہی کے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''اس علاقہ کے سب سے بڑے چیف نابا کوانگا کا علاقہ میں بہت اثر اور رعب ہے ان کو بھی حضور انور کی آمد کے موقع پر دعوت دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ ان کے بارے میں عاملہ کایا شہر نے خاکسار کو بتایا کہ خدشہ ہے کہ وہ حضور انور کو ملنے نہ آئے کیونکہ روایتاً اگر کوئی اس کے شہر میں آئے تو وہ خود ملنے نہیں آتا بلکہ جو اس کے شہر میں آتا ہے وہ اس کو سلام کرنے آتا ہے حتیٰ کہ بورکینا فاسو کے صدر مملکت بھی جب کایا آتے ہیں تو ہمیشہ پہلے ان کو ملنے جاتے ہیں۔ چنانچہ خاکسار قائد ریجنل اور صدر صاحب کے ساتھ ان کو دعوت دینے گیا جب ہم وہاں گئے اس نے کہا کہ میں نے حضور کو MTA پر دیکھا ہے آپ بے فکر رہیں میں خود ان کے استقبال کے لئے آؤں گا۔ چنانچہ حضور کی آمد کے موقع پر وہ اپنے نائب کے ساتھ حضور کے استقبال کے لئے آئے۔ (روزنامہ الفضل 4 مئی 2005ء)

خلافت پر ایمان و یقین

آپ نے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد جو پہلا خطبہ جمعہ 25 اپریل 2003ء کو ارشاد فرمایا اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے اس ارشاد کو کہ ''خلافت احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا'' پیش کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔

آج ہم سب اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اے جانے والے تو نے اس پیاری جماعت کو جو خوشخبری دی تھی وہ حرف بحرف پوری ہوئی اور یہ جماعت آج پھر بنیان مرصوص کی طرح خلافت کے قیام واستحکام کے لئے کھڑی ہوگئی ہے اور اخلاص اور وفا کے وہ نمونے دکھائے جن کی مثال آج روئے زمین پر ہمیں نظر نہیں آتی۔ اے خدا اے میرے قادر خدا تو ہمیشہ کی طرح اپنی جماعت پر اپنے کئے ہوئے وعدوں کے مطابق اپنے پیار کی نظر ڈالتا رہ۔

(خطبات مسرور جلد اول ص 12)

اطاعت خلافت

حضور نے خطبہ جمعہ یکم اگست 2008ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی سائیکل چلانے کی تحریک کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

''مجھے بھی یاد ہے میں اس زمانے میں فیصل آباد میں پڑھتا تھا۔ اس تحریک کی وجہ سے مجھے سائیکل سفر کی عادت پڑ چکی تھی۔ تو جلسہ کے بعد ایک دفعہ فیصل آباد جانے کے لئے میں بس کے اڈے پہ آیا تو ان دنوں میں بہت رش ہوتا ہے۔ جنہوں نے ربوہ کا جلسہ دیکھا ہوا ان کو پتہ ہوگا۔ میرے ساتھ میرے ایک عزیز بھی تھے تو آدھا گھنٹہ انتظار کے بعد میں نے کہا چلو بہتر یہ ہے کہ سائیکل پہ چلتے ہیں۔ ہم دونوں گھر آئے وہاں سے سائیکل لیا اور سائیکل پہ بیٹھ کے آرام سے فیصل آباد پہنچ گئے۔ اگلے دن میرا پیپر تھا یا جو بھی ایمرجنسی تھی۔ تو اگر ہمیں پہلے عادت نہ ہوتی تو شاید چھ گھنٹے تک بس کے انتظار میں کھڑے رہنا پڑتا''۔

(روزنامہ الفضل 9 ستمبر 2008ء)

خدا کے ہاں مقبولیت

خدا اپنے پیاروں کی باتوں کو بھی دعا کا درجہ دیتے ہوئے قبولیت کا شرف عطا کرتا ہے۔ مکرم انعام الرحمٰن شاکر صاحب معلم اصلاح و ارشاد مقامی تحریر کرتے ہیں کہ مکرم فاروق حسن صاحب ٹاؤن شپ لاہور کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ 27 فروری 2005ء کو دو بیٹیوں کے بعد پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ ولادت سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعا اور نام تجویز کرنے کی درخواست کی گئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے صرف لڑکے کا نام معوذ احمد عطا فرمایا اور خدا کے فضل اور خلافت کی برکت سے بیٹا ہی پیدا ہوا''۔ (روزنامہ الفضل 18 اپریل 2005ء)

نظام جماعت کا تقدس

حضور انور نے احباب جماعت کو نظام جماعت کے تقدس کا خیال رکھنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا۔

نظام جماعت اور خلافت کا ایک تقدس جو بھی آپ کو اس بات کی اجازت نہیں دے گا کہ لوگوں میں بیٹھ کر یہ باتیں کی جائیں کہ اس خلیفہ میں فلاں کمی ہے یا فلاں کمزوری ہے۔ آپ مجھے میری کمزوریوں کی نشاندہی کریں حتی الوسع کوشش کروں گا کہ ان کو دور کروں لیکن مجلسوں میں بیٹھ کر باتیں کرنے والے کے خلاف نظام جماعت حرکت میں آئے گا اور اس کے خلاف کارروائی ہوگی۔

(خطبات مسرور جلد اول ص 13)

پھر فرماتے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی ذات کے لئے مجھے مکمل حوصلہ ہے۔ ...... جو جماعت کے لئے بہتر سمجھوں گا ضرور کہوں گا اور یہ کسی کو کہنے کی ضرورت نہیں کہ اس کی ضرورت تھی یا نہیں تھی۔ جب کہہ دیا ہے تو جماعت کے مفاد میں ہوگا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا علیم ہے قدرتوں کا مالک ہے وہ آپ ہی میرے دل سے خیال نکال دے گا......

(خطبات مسرور جلد 1 ص 22)

خدا پر توکل

18 جون 2005ء کو دورہ کینیڈا کے دوران کیلگری کے مقام پر بیت الذکر کا سنگ بنیاد رکھنے سے ایک دن قبل امیر صاحب کینیڈا نے حضور انور ایدہ اللہ کی خدمت میں محکمہ موسمیات کی بارش کی پیشگوئی کا ذکر کیا اور دعا کی درخواست کی۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا ''یہ موسم بھی خدا کا ہے اور جس گھر کی تعمیر کے لئے ہم جا رہے ہیں۔ وہ بھی خدا کا ہے۔ اللہ خود ہی انتظام فرمائے گا''۔

پھر اللہ نے ایسا بابرکت انتظام کیا کہ ساری تقریب نہایت عمدہ رنگ میں رحمت کی بارش کے سایہ تلے جو پھوار کی صورت میں برس رہی تھی انجام کو پہنچی ساڑھے بارہ بجے جونہی اس تقریب سے فارغ ہو کر حضور انور روانہ ہوئے تو شدید موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔ جو سہ پہر کے بعد تک جاری رہی۔ یوں لگتا تھا کہ خدا تعالیٰ نے حکماً اس کو برسنے سے روکا ہوا تھا۔

(الفضل یکم جولائی 2008ء)

قادیان دارالمسیح سے محبت

قادیان میں سابق منتری پنجاب سیوا سنگھ سیکھوانی سے ملاقات کے دوران انہوں نے جب حضور انور سے پوچھا کہ کب تک یہاں رہیں گے تو حضور انور نے جواباً فرمایا۔ ''میرا دل ہے کہ میں رہ ہی یہاں جاؤں''۔ (روزنامہ الفضل 14 جنوری 2006ء)

وقف عارضی میں شرکت

حضور نے خطبہ جمعہ 30 جون 2006ء میں فرمایا:

بہت پرانی بات ہے۔ غالباً 1966ء کی۔ میں سرگودھا کے علاقے میں وقف عارضی پر گیا تو ایک دور دراز گاؤں میں جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں ایک بہت ہی بوڑھی عورت ہیں۔ جب ہم نے اپنا تعارف کرایا کہ ربوہ سے آئے ہیں۔ احمدی ہیں۔ تو انہوں نے بتایا کہ میں بھی احمدی ہوں اور ہم لوگ چاند سورج گرہن کو دیکھ کر اس زمانے میں احمدی ہوئے تھے۔ یہ کہتی ہیں

میں چھوٹی تھی اور میرے والدین اس وقت ہوتے تھے تو اس علاقے میں، بالکل جنگل میں، دیہات میں، دیہاتی ان پڑھ لوگ بھی چاند سورج گرہن کا نشان دیکھ کر احمدی ہو گئے۔

(روزنامہ الفضل یکم اگست 2006ء)

انکساری

حضور انور مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد ایک خطبہ جمعہ میں اپنے عاجزی وانکساری کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

آخر میں پھر دعا کی تحریک کرتا ہوں۔ میرے لئے بھی بہت دعا کریں، بہت دعا کریں، بہت دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ مجھ میں وہ صلاحیتیں اور استعدادیں پیدا فرمائے جن سے میں حضرت مسیح موعود کی اس پیاری جماعت کی خدمت کر سکوں اور ہم حضرت مسیح موعود کی بعثت کے مقصد کو پورا کرنے والے بنیں۔

(خطبات مسرور جلد اول ص 12)

دورہ کینیڈا کے دوران حضور انور نے اپنی رہائش گاہ کے علاقے کا معائنہ فرمایا۔ حضور انور سامنے کی گلی میں تشریف لائے اور اس علاقہ کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ اس دوران حضور انور کی موجودگی کے باعث ڈیوٹی پر موجود خدام اس سڑک سے گزرنے والی ٹریفک کو روک رہے تھے تو حضور انور نے فرمایا کہ ٹریفک کو نہ روکا جائے تا کہ لوگوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔

(روزنامہ الفضل 10 جون 2005ء)

شکر گزاری

خلافت خامسہ کی نعمت عظمیٰ کے عطا ہونے کے بعد جماعت کو شکر گزاری کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ہمارے رب کا اعلان ہے کہ اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں ضرور بڑھاؤں گا۔ پس اپنی وفاؤں میں، اپنی دعاؤں اور اپنے مولا کے حضور اپنے شکر گزاری کے جذبات کے اظہار سے اس کے فضلوں کی برستی بارش کو کبھی رکنے نہ دیں۔

(خطبات مسرور جلد 1 ص 217)

خدام کی قدردانی کا جذبہ

حضور انور نے خلافت خامسہ کے پہلے جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر ڈیوٹی دینے والوں کا بھی شکریہ ادا کیا اور مہمانوں کا بھی اور پھر فرمایا:۔

مہمانوں نے کمال صبر وحوصلہ سے انتظامات میں کمیوں کو برداشت کیا۔ اللہ انہیں بھی جزا دے جس طرح اس جلسہ میں تمام مہمانوں اور میزبانوں نے میرے لئے سکون کے سامان بہم پہنچائے۔ محبت و وفا کے معیار قائم کئے اللہ تعالیٰ آپ کی نسلوں کو بھی اپنے فضلوں سے نوازتا رہے۔ آخر میں ایم ٹی اے کے کارکنوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

(خطبات مسرور جلد 1 ص 223)

خدمت خلق کا جذبہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعتی کاموں میں حصہ لیتے تھے اور آگے بڑھ کر کام کیا کرتے تھے۔ آپ اپنے خطبہ جمعہ 19 دسمبر 2003ء میں فرماتے ہیں:۔

”فیصل آباد میں جب ہم ہوتے تھے تو خدام خدمت خلق کے تحت باہر جایا کرتے تھے تا کہ دیہاتوں میں جا کے لوگوں سے ملیں اور اگر ان کے کوئی کام بھی ہوں تو وہ کئے جائیں ان کی ضروریات پوری کی جائیں۔ زمیندار ہیں تو ان کی زمینداری کے کیا کیا ضروریات ہیں۔ ان کا جائزہ لیا جائے تو اسی طرح ایک وفد میں ہم گئے۔

(خطبات مسرور جلد اول ص 554)

خدام سے شفقت

مکرم شکیل احمد صدیقی صاحب مرحوم مربی سلسلہ بوبوجلاسو بورکینا فاسو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ بورکینا فاسو کے واقعات تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

حضور کی آمد کے عرصہ میں خاکسار کی اہلیہ امید سے تھیں مگر بیماری نے آلیا بوبو پہنچ کر بیماری نے شدت اختیار کر لی۔ خاکسار نے ٹیلی فون کے ذریعہ محترم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو اطلاع دے کر حضور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی۔ تھوڑی دیر بعد فون آیا کہ حضور نے فرمایا ہے کہ Risk نہ لیں اگر ایک جان بچانی ہے تو ماں کی جان بچائیں۔ بعد میں بہت سے دوستوں نے مجھے بتایا کہ حضور نے اگلے دن تک بار بار اطلاع منگوائی کہ صدیقی صاحب کی بیگم کا کیا حال ہے؟ آپ نے بار بار فرمایا کہ مجھے اطلاع دیں کہ ان کا کیا حال ہے۔ اگلے روز مورخہ یکم اپریل کو دن گیارہ بجے بچہ فوت ہو گیا۔ حضور تقریباً 6 بجے بوبو پہنچے۔...... ہوٹل کے باہر حضور نے گاڑی سے اتر کر خاکسار کو شرف مصافحہ بخشا اور پہلا سوال کیا کہ اب بیگم کیسی ہیں۔ (روزنامہ الفضل 19 مئی 2005ء)

13 مئی 2005ء کو دورہ تنزانیہ کے دوران ملاقات کرنے والوں میں ایک پرانے بزرگ احمدی مکرم سالم ڈینڈی کلے بھی تشریف لائے۔ یہ بیمار تھے ان کے بچے ان کو 40 کلومیٹر سے گاڑی میں لائے تھے اور اٹھا کر کرسی پر بٹھایا تھا۔ حضور انور ان سے ملنے کے لئے دفتر سے باہر تشریف لائے۔

(روزنامہ الفضل یکم جون 2005ء)

غرباء سے محبت اور عزت نفس کا خیال

خطبہ جمعہ میں احباب جماعت کو غرباء سے محبت کرنے کی تلقین کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی عزت نفس کا بھی خیال رکھنے کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

بعض لوگ لکھتے ہیں کہ ہم غریب بچیوں کی شادیوں کے لئے اچھے کپڑے دینا چاہتے ہیں جو ہم نے ایک آدھ دن پہنے ہوئے ہیں اور پھر چھوٹے ہو گئے یا کسی وجہ سے استعمال نہیں کر سکے تو اس کے بارہ میں واضح ہو کہ چاہے ایسی چیزیں ذیلی تنظیمیں لجنہ وغیرہ کے ذریعہ یا خدام الاحمدیہ کے ذریعہ ہی دی جارہی ہوں یا انفرادی طور پر دی جارہی ہوں تو ان ذیلی تنظیموں کو بھی یہی کہا جاتا ہے کہ اگر ایسے لوگ چیزیں دیں تو غریبوں کی عزت کا خیال رکھیں...... تو غریب کی بھی ایک عزت ہے اس کا بھی خیال رکھنا چاہئے...... ہر ایک کی عزت نفس ہے...... اور بہت خیال رکھنا چاہئے۔ (خطبات مسرور جلد 1 ص 311)

بچوں سے شفقت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بچوں سے بہت محبت اور شفقت سے پیش آتے ہیں۔ آپ کے چاکلیٹ، پن، ٹوپیاں اور بچیوں کے سکارف تقسیم کرنے کے مشفقانہ انداز تو ایم ٹی اے پر دیکھتے رہتے ہیں۔ حضور جہاں تشریف لے جاتے ہیں وہاں بھی بچے آپ کے گرد آجاتے اور آپ کی شفقتوں سے برکتیں سمیٹتے رہتے ہیں۔ مکرم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن حضور انور کے دورہ کینیڈا کے دوران یکم جولائی 2008ء کی رپورٹ میں تحریر کرتے ہیں:۔

حضور انور خدام الاحمدیہ کے کبڈی کے میچ میں تشریف لے گئے۔ حضور انور یہ میچ دیکھ رہے تھے کہ اس دوران ایک چھوٹی بچی حضور انور کے پاس آگئی اور حضور انور کی گود میں اپنا سر رکھ دیا۔ حضور انور اس بچی سے پیار کرتے رہے جب کبڈی کا میچ ختم ہوا تو حضور انور نے سب کھلاڑیوں کو شرف مصافحہ سے نوازا اور کھلاڑیوں نے حضور انور کے ساتھ تصویر بھی بنوائی۔ اس دوران بھی یہ بچی حضور انور کے ساتھ رہی اور حضور انور نے اس بچی کا ہاتھ پکڑے رکھا۔ بعد ازاں حضور انور نے بچی کے والد کے بارے میں دریافت فرمایا۔ بچی کی والدہ گراؤنڈ سے باہر کھڑی تھیں وہ آگئیں۔ حضور انور نے مسکراتے ہوئے کمال شفقت سے اس بچی کو اس کی والدہ کے سپرد کیا۔

(روزنامہ الفضل 25 جولائی 2008ء)

زمانہ اسیری کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کا پاکیزہ کردار اور شفقت اور محبت بھرا سلوک

مکرم ماسٹر محمد حسین صاحب

جماعت احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کا یہ ایک بہت بڑا فضل اور احسان ہے کہ اس نے جماعت کو نظام خلافت سے نوازا ہے۔ خلیفہ وقت اپنی جماعت کے افراد سے اپنے خاندان سے بڑھ کر محبت اور شفقت کا سلوک کرتے ہیں اسی طرح احباب جماعت بھی اپنے امام سے ایسی ہی محبت رکھتے ہیں۔ گویا یک جان دو قالب ہیں۔

درج ذیل چند سطور میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قبل از خلافت اس عاجز سے شفقت اور احسانات کی ایک جھلک پیش کی گئی ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کے ساتھ خاکسار کا پہلا تعارف اس وقت ہوا جب آپ ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ تھے۔ پہلی ملاقات پر میں ڈرتا ڈرتا دفتر میں داخل ہوا اور جب میں دفتر سے نکلا تو میرا خوف اطمینان اور محبت میں بدل چکا تھا۔ بعد ازاں یہی محبت مجھے کشاں کشاں آپ کی ملاقات کے لئے لے جاتی رہی اور جو حکم یا ہدایت آپ فرماتے اس پر حسب توفیق عمل کرنے کی سعادت حاصل ہوتی رہی۔

خاکسار کو حضور کے ساتھ دو مرتبہ سفر کی سعادت نصیب ہوئی۔ پہلی بار ڈائریکٹر تعلیمات فیصل آباد ڈویژن کو ملنے گئے۔ دوسری بار بھی ان سے ملاقات کے لئے فیصل آباد اور وہاں سے جھنگ جانے کا اتفاق ہوا۔ ان سفروں کے دوران حضور کے حسن اخلاق اور شفقت کے مواقع ملتے رہے۔ جب ہم فیصل آباد سے بذریعہ کار جھنگ کے لئے روانہ ہوئے تو حضور نے مناسب سمجھا کہ اپنے گھر میں جھنگ جانے کی اطلاع کردی جائے۔ جھنگ روڈ پر دھوبی گھاٹ کے سامنے ایک ٹیلی فون بوتھ نظر آیا۔ لیکن درمیان میں گندہ نالہ حائل تھا۔ حضور کار سے اترے چالیس پچاس قدم پیچھے جا کر بذریعہ پل نالہ پار کیا اور بوتھ تک تشریف لے گئے۔ اپنے گھر ٹیلی فون کرنے کے بعد واپس تشریف لائے اور گاڑی کا دروازہ کھولا ہی تھا کہ فرمایا ماسٹر صاحب! میں ایک بات تو بھول ہی گیا ہوں۔ آپ اپنا ٹیلی فون نمبر بتائیں تاکہ میں آپ کے گھر بھی اطلاع کردوں۔ میرے اصرار کے باوجود آپ دوبارہ بوتھ پر تشریف لے گئے اور میرے گھر ٹیلی فون کرنے کے بعد واپس تشریف لائے۔

سفر کے دوران حضور فرماتے کہ کھانا ماسٹر صاحب کی پسند کا ہی کھایا جائے گا اور پھر اس بات پر عمل بھی ہوتا۔ ربوہ واپسی پر آپ پہلے مجھے میرے گھر چھوڑتے پھر اپنے گھر تشریف لے جاتے۔ میرے بار بار درخواست کرنے کے باوجود آپ فرماتے کہ مجھے آپ کو گھر پہنچائے بغیر اطمینان نہیں ہوتا۔

مارچ 1999ء میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بحیثیت ناظر اعلیٰ و امیر مقامی صدر صاحب عمومی ربوہ ایمرجنسی سیل کے انچارج اور خاکسار پر مخالفین احمدیت کی طرف سے ایک جھوٹا اور بے بنیاد مقدمہ درج کروایا گیا۔ اس مقدمہ کے خلاف لاہور ہائی کورٹ میں درخواست ضمانت قبل از گرفتاری دائر کی گئی۔ ہائی کورٹ نے سیشن جج جھنگ کی عدالت میں پیش ہونے کی ہدایات کی۔ سیشن میں پیش ہونے کے بعد کیس ایڈیشنل سیشن جج جھنگ کو بھجوا دیا گیا۔ ان کی عدالت میں پیشی کے بعد یہ کیس ایڈیشنل سیشن جج چنیوٹ کو ریفر کردیا گیا۔ (تفصیل روزنامہ الفضل 3 مئی 1999ء میں) مقررہ تاریخوں پر ہم سب بروقت حضور کی کوٹھی پر پہنچ جاتے اور وہاں سے دعا کے بعد قافلے کی صورت میں چنیوٹ عدالت کی طرف روانہ ہوجاتے۔ عدالت میں پیشی کے بعد ربوہ واپس آتے اور اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے۔

30 اپریل 1999ء ہماری ضمانت کی توثیق کا فیصلہ ہونا تھا۔ فیصلہ سے قبل تقریباً دس بجے بحث ہوئی۔ بحث کے بعد جج صاحب نے انتظار کرنے کو کہا۔ لیکن کرنا تو اس نے وہی تھا جو اس نے پہلے سے ہی سوچ رکھا تھا۔ ہمارے وکیل محترم خواجہ سرفراز احمد صاحب اس وقت یہ ماننے کے لئے ہرگز تیار نہ تھے کہ ہماری گرفتاری بھی ہوسکتی ہے۔ بارہ بجے کے قریب عدالت کی طرف سے دوبارہ بلاوا ہوا۔ جج صاحب نے ہماری ضمانتیں منسوخ کردیں۔ اس پر محترم خواجہ صاحب بہت گھبرائے اور انہوں نے کہا میاں صاحب کہیں نکل جائیں۔ لیکن حضور نے بڑے جلال سے فرمایا! خواجہ صاحب! آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟

عدالت کے دروازے سے نکلنے کے بعد پولیس انسپکٹر نے ہم دو افراد کو ہتھکڑیاں لگوا دیں۔ لیکن محترم میاں صاحب اور کرنل صاحب کو بغیر ہتھکڑیوں کے رہنے دیا۔ محترم میاں صاحب نے اپنے ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے پولیس والوں کو اپنا فرض ادا کرنے کو کہا۔ لیکن پولیس والے ایسا نہ کرسکے۔

عدالت کے باہر سینکڑوں مخالفین یہ نظارہ دیکھنے کے لئے جمع تھے۔ گویا انہیں پہلے ہی اس فیصلے کا علم تھا۔ خاکسار نے بڑے پیار سے اپنی ہتھکڑی کو بوسہ دیا اور اس اعزاز پر اللہ تعالیٰ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔

ہم سب پولیس کی تحویل میں تھے اور ہمارے اسیران راہ مولا ہونے پر جماعت کے وہاں موجود دوستوں کی طرف سے انتہائی دکھ کے ساتھ مبارکباد کا اظہار کیا گیا۔ جو ہمارے لئے مزید تسکین کا موجب ہوا۔ ہماری گاڑی ربوہ کی طرف روانہ ہوئی تو پولیس والوں نے ہمیں کہا کہ ہم آپ کی ہتھکڑیاں کھول دیتے ہیں۔ لیکن ہم نے عرض کیا کہ کم از کم تھانہ ربوہ تک تو ہمیں یہ زیور پہننے کی سعادت حاصل کرنے دیں۔

جب ہم ربوہ تھانے میں پہنچے تو جمعہ کا وقت ہو چکا تھا۔ محترم میاں صاحب نے خاکسار کو جمعہ پڑھانے کا ارشاد فرمایا۔ خاکسار نے عرض کیا کہ آپ کے ہوتے ہوئے میں یہ جرأت کیسے کرسکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اچھا جمعہ تو میں پڑھاتا ہوں۔ لیکن نمازیں آپ ہی پڑھایا کریں۔ اس طرح دوران اسیری یہ اعزاز خاکسار کو حاصل رہا۔ البتہ دونوں جمعۃ المبارک حضور نے ہی پڑھائے۔ نماز جمعہ کے بعد احمدی بھائیوں کا اژدھام تھانے میں امڈ آیا اور وہاں تل دھرنے کو جگہ نہ رہی۔ نماز جمعہ کے بعد بیت الاقصیٰ میں حضور اور دیگر افراد کی گرفتاری کا اعلان ہو چکا تھا۔ رات گئے تک لوگ آتے جاتے رہے۔ حتیٰ کہ تھانے والوں کو یہ درخواست کرنا پڑی کہ اب مزید لوگوں کو روکا جائے۔ ہماری یہ رات تھانے میں گزری۔ صبح کی نماز کے بعد محترم ناصر احمد ظفر کے مکان پر جو تھانے کے قریب ہی واقع ہے غسل کیا اور دس گیارہ بجے چنیوٹ کے لئے روانہ ہوئے۔ احباب ربوہ کی بہت بڑی تعداد نے پُرخلوص دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ حضرت مرزا عبدالحق صاحب امیر جماعت احمدیہ ضلع سرگودھا بھی دریائے چناب کے پل پر ہمارے قافلے میں شامل ہوگئے۔ آپ سرگودھا سے اسیران کی ملاقات کے لئے تشریف لائے تھے۔ چنیوٹ میں آپ سے ملاقات ہوئی اور آپ نے اپنی دعاؤں کے ساتھ رخصت فرمایا۔ دوپہر کا کھانا راستہ میں تناول کرنے کے بعد اسیران راہ مولا کا یہ قافلہ ڈیڑھ بجے کے قریب جھنگ جیل کے دروازہ پر پہنچ گیا۔ ہمیں اندر بھجوانے کے بعد اسیری کے گیارہ بارہ دن خدام جیل کے دروازہ پر شب و روز ڈیوٹی دیتے رہے ان میں ایک دوست مکرم ماسٹر منیر احمد صاحب ناظم انصاراللہ ضلع جھنگ بھی تھے۔ ان کی اہلیہ محترمہ نے بعد میں مجھے بتایا کہ اس عرصہ میں شاید ہی کسی وقت وہ اپنے گھر آئے ہوں

جھنگ کی جماعت اور امیر صاحب ضلع جھنگ نے ان اسیران راہ مولا کی جو خدمت کی اس کی جزا تو میرے مولا کریم کے پاس ہی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں سے ان کی جھولیاں بھر دے اور ہر آن انہیں اپنی حفاظت میں رکھے۔ آمین

جیل میں داخلہ کے بعد ہمیں A-Class کمرہ میں لے جایا گیا۔ جس میں پہلے ہی پچاس ساٹھ کے قریب قیدی موجود تھے۔ لیکن ہمارے پاؤں رکھنے کو بھی جگہ نہ تھی۔ کمرے کی لمبائی ساٹھ فٹ اور چوڑائی بیس فٹ تھی۔ اس کے ایک تہائی حصہ میں غسل خانہ، لیٹرین اور سٹور روم تھا۔ اس کمرہ کے آگے پانچ فٹ چوڑائی کا ایک برآمدہ تھا اور تقریباً 25x60 فٹ کا صحن۔ پہلے برآمدے کا دروازہ بند کیا جاتا ہے اور بعد میں صحن کا۔ اس کمرے میں ہمیں ایک قیدی کا کھڈا (جو ایک قیدی کے لیٹنے کی جگہ کے برابر ہوتا ہے) خالی ملا جو شاید ملاقات کی غرض سے باہر گیا ہوا تھا۔ اس تنگ سی جگہ پر ہم چاروں اسیر بیٹھے۔ بڑی پریشانی ہوئی۔ اس میں نامی گرامی ڈاکو اور قاتل قیدی موجود تھے۔ جن کی گفتگو انتہائی بیہودہ اور ناپسندیدہ تھی۔

پچھلے پہر ہمیں قطاروں میں کھڑا کرکے گنتی کی گئی اور ہمارے سمیت سب قیدیوں کو اسی کمرہ میں بند کرنے کا حکم دیا گیا۔ اتنی دیر میں ہمارے لئے دریاں اور چٹائیاں آگئیں لیکن کمرہ میں ہمارے لئے جگہ نہ تھی۔ محترم میاں صاحب نے برآمدہ میں ہی دریاں بچھانے کا حکم دیا اور خاکسار کے ساتھ دریاں اور چٹائیاں بچھانی شروع کردیں۔ حضور کی اجازت سے سپرنٹنڈنٹ جیل سے مناسب جگہ کی درخواست کی گئی کیونکہ اس کمرہ میں پہلے ہی ساٹھ سے زیادہ قیدی موجود تھے۔ اس پر جیلر نے کہا کہ ہم ان سب کو ابھی وہاں سے کہیں اور شفٹ کردیتے ہیں۔ محترم کرنل صاحب نے کہا کہ پھر ٹھیک ہے۔ یہ ہماری جیل کے اندر کی کوشش تھی نہ جانے جیل سے باہر جماعت کے دیوانے کیا کیا اور کس کس رنگ میں کوشش فرما رہے تھے۔ میرا یقین کامل ہے کہ یہ سب کچھ میرے خدا کے فرشتے چند سال بعد منصب خلافت پر فائز ہونے والے خلیفہ کی خاطر کر رہے تھے۔ جبکہ یہ بات اس وقت ہمارے خواب و خیال میں بھی نہ تھی۔ چند منٹ میں تمام قیدیوں کو کسی دوسری جگہ شفٹ کردیا گیا تمام کمرہ ہمارے لئے خالی ہوگیا اور تین مشقتی ہمارے لئے مخصوص کردیئے گئے۔ جنہوں نے پورا کمرہ دھویا۔ ہم نے بستر لگائے اور خدا کا شکر ادا کیا۔ بعد ازاں نماز مغرب اور عشاء ادا کی۔

جب ہم پہلی دفعہ کمرے میں داخل ہوئے تھے تو حالات کا جائزہ لینے کے بعد میں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ آپ رات کے پہلے حصہ میں اور میں رات کے آخری حصہ میں حفاظت کی ڈیوٹی دوں گا۔ بعد میں محترم میاں صاحب نے بتایا کہ میں نے تو اپنے طور پر پروگرام بنایا ہوا تھا کہ رات کے چار حصے کریں گے اور باری باری ڈیوٹی کریں گے۔

پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ جماعت احمدیہ جھنگ نے خدمت کا حق ادا کردیا اور محترمہ صدر صاحبہ لجنہ ضلع جھنگ نے نہایت عمدہ عمدہ کھانے بھجوائے۔ کھانے کے دوران تقریباً ہر روز ہی میں محترم میاں صاحب کے قریب بیٹھتا۔ آپ چپکے سے بوٹیاں اور کھانے کی دوسری عمدہ اشیاء میری پلیٹ میں ڈالتے جاتے۔ ایک

دن میں نے عرض کیا محترم میاں صاحب! آپ خود تو بہت کم کھاتے ہیں اور مجھے کھلائے جاتے ہیں فرمانے لگے ماسٹر صاحب ہماری جیل سے رہائی کے بعد لوگ یہ نہ کہیں کہ ماسٹر صاحب کمزور ہو گئے ہیں۔ اس لئے آپ کی خوراک کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ میں نے مسکراتے ہوئے عرض کیا کہ گیارہویں کا پتہ بارہویں کو لگے گا۔ فرمایا میں تو نہیں سمجھا۔ میں نے عرض کیا کہ دیہاتی لوگ چاند کی گیارہ تاریخ کو سارا دودھ غریبوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ بارہویں کو جب نہ دہی۔ نہ مکھن اور نہ ہی لسی ملتی ہے تو انہیں پتہ چلتا ہے کہ کل گیارہویں تھی۔

اس پر حضور بہت مسکرائے اور فرمایا کہ گھر پر بھی اللہ تعالیٰ انتظام فرما دے گا۔

جھنگ جماعت کی طرف سے پہلے ایک دو روز باقی تمام چیزیں تو بھجوائی جاتی رہیں لیکن قرآن مجید بھجوانے کا انہیں خیال نہ آیا۔ حضور نے فرمایا کہ باہر لکھ کر بھجوا دو کہ اب ہم اس وقت تک کوئی اور تحفہ قبول نہیں کریں گے۔ جب تک قرآن مجید نہیں آ جاتے۔ چند لمحوں میں قرآن مجید آ گئے۔ آپ نے خوشی کا اظہار فرمایا اور کہا کہ اب باقی تحفے بھی لے لو۔

پانچوں نمازیں خدا تعالیٰ کے فضل سے باقاعدہ باجماعت ادا ہوتی رہیں۔ جیسا کہ عرض کیا گیا ہے کہ امام الصلوٰۃ کے فرائض اس عاجز کے مقدر میں تھے۔ نماز تہجد بھی باقاعدگی کے ساتھ ادا کی جاتی رہی۔ نماز مغرب اور عشاء کے درمیانی وقت میں چہل قدمی کی جاتی اور اس عرصہ میں خاموشی سے دعاؤں کا ورد کیا جاتا۔ جب ڈاک موصول ہوتی تو حضور ملاحظہ کرنے کے بعد ہمیں پڑھنے کے لئے دے دیتے۔ جو زیادہ تر دعاؤں اور خوابوں پر مشتمل ہوتی۔ نظارت علیاء کے دو کارکنان کی بھجوائی ہوئی خوابیں خدا تعالیٰ کے فضل سے حرف بہ حرف پوری ہوئیں۔

ایک کارکن نے خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ نے انہیں جگایا ہے اور کہتے ہیں کہ پیر! پیر! پیر! انہوں نے لکھا اس سے میں یہ سمجھا ہوں کہ پیر کے روز انشاء اللہ ضمانت ہو جائے گی۔ پیر کے روز دربان نے جب دروازے کو لاک کیا تو محترم میاں صاحب نے فرمایا ماسٹر صاحب! اگر تو ان صاحب کا خواب سچا ہے تو اگلے پیر تک انتظار کرنا پڑے گا۔ لیکن تقریباً آدھا گھنٹہ بعد دربان نے دروازہ کھولا اور رہائی کی مبارک باد دی۔ ہم سب لوگ تیار ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد محترم میاں صاحب کو باہر بلا کر بتایا گیا کہ ماسٹر صاحب اور انچارج ایمرجنسی سیل کی ضمانت غلط فہمی کی بنا پر رہ گئی ہے۔ اس وقت محترم میاں صاحب جلال میں تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں ان دونوں کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔ آپ نے یہ کیا کیا ہے؟ پہلے ان کی ضمانتیں کروائیں۔ میں ان کے بغیر نہیں جاؤں گا۔ ہمیں بھی اس بات کا علم ہو گیا۔ ہم نے بڑی دعائیں کیں کہ کسی طرح اللہ تعالیٰ محترم میاں صاحب اور کرنل صاحب کو تو جیل سے بخیریت لے جائے۔ نہ جانے رات کو کیا تبدیلی آئے۔ آخر خدا تعالیٰ نے فضل فرمایا اور محترم میاں صاحب جانے کے لئے رضامند ہو گئے۔ ہمیں فرمایا آپ فکر نہ کریں۔ میں خود کل آپ کا استقبال کروں گا۔ جاتے وقت میرے ہاتھ کو تھامتے ہوئے فرمایا ماسٹر صاحب! گیارہویں کا پتہ بارہویں کو لگے گا۔ کیونکہ آپ گیارہویں دن اور ہم بارہویں دن رہا ہو رہے تھے۔

جھنگ جیل میں قیام کے دوران دوستوں کی طرف سے موسمی پھل اتنے زیادہ بھجوائے جاتے کہ ہمارے لئے کئی دن کے لئے کافی ہوتے۔ لیکن محترم میاں صاحب! کی طرف سے حکم تھا کہ شام تک سب کچھ غریب قیدیوں میں تقسیم کرنا ہے اور کوئی چیز باقی نہیں رہنی چاہئے۔ لیکن زیادہ تر حصہ پولیس والے ہی لے جاتے۔ رات گئے تک ہمارا حال پوچھنے کے بہانے کھڑکی پر آتے اور کچھ نہ کچھ لے جاتے۔

کئی دفعہ کھانے کے بعد حضور چپکے سے اٹھتے اور بیسن پر پلیٹیں وغیرہ دھونے کے لئے تشریف لے جاتے لیکن ہم ایسا نہ کرنے دیتے۔ ایک دن ہم کھانا کھا رہے تھے کہ حضور نے پلیٹیں اٹھائیں اور دھونے کے لئے لے گئے۔ خاکسار حاضر ہوا اور عرض کیا میاں صاحب! آپ ہمارا حق کیوں مارتے ہیں۔ فرمایا وہ کیسے میں نے عرض کیا مجھے تو خصوصاً اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کی خدمت کے لئے بھجوایا ہے۔ خدمت کا یہ حق گویا آپ مجھ سے چھین رہے ہیں۔ فرمایا ہم سب یہاں برابر ہیں اور اپنے حصہ کا کام کرنا ہر ایک کا فرض ہے۔ لیکن میری درخواست کو قبول فرماتے ہوئے۔ آئندہ یہ کام نہ کیا۔

دو خوش حال گھرانوں کے تعلیم یافتہ نوجوان قتل کے مقدمہ میں جیل میں تھے ان کو "B" کلاس ملی ہوئی تھی۔ انہیں ہمارے بارے میں علم ہوا تو ملاقات کی غرض سے آئے۔ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کی نشست ہوئی۔ حضور نے نہایت عمدہ پیرایہ میں دعوت الی اللہ کی۔ ایک لفظ بھی الزامی جوابات کا منہ سے نہ نکالا۔ اب بھی کبھی کبھی دعوت الی اللہ کے اس انداز کو یاد کر کے میں لطف اٹھاتا ہوں۔

دوران اسیری جو جائے نماز حضور کے استعمال میں رہا۔ رہائی کے موقع پر خاکسار نے آپ کی اجازت سے اپنے پاس رکھ لیا۔ یہ میرے لئے ایک بیش قیمت یادگار تحفہ ہے۔

دوسرے دن ہماری رہائی پر حضور نے ہم ناچیز خادموں کے لئے اپنا وعدہ خوب نبھایا۔ ہمارے استقبال کے لئے تمام جماعتی دفاتر تقریباً گیارہ بجے بند کر دیئے گئے اور تمام کارکنان ہمارے استقبال کے لئے دارالضیافت میں تشریف لائے۔ حضور نے اپنے دست مبارک سے اپنے خادموں کے گلے میں ہار پہنائے اور معانقہ کا شرف بخشا۔ اس پر ہم جتنا بھی ناز کریں کم ہے۔

رہائی کے بعد دوسرے یا تیسرے روز خاکسار ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ بڑی شفقت سے ملے بڑی دیر تک میرے ہاتھ کو پکڑے رکھا۔ اپنے ہاتھ سے الیس اللہ کی چاندی کی انگوٹھی اتاری اور اس عاجز کی انگلی میں پہنادی اور فرمایا کہ ماسٹر صاحب! اسے صرف میری انگوٹھی نہ سمجھنا یہ میں اس لئے آپ کو دے رہا ہوں کہ یہ انگوٹھی حضرت مسیح موعود کی انگوٹھی سے کافی عرصہ تک مس رہی ہے۔

رہائی کے چند روز بعد حضور نے مع بیگم صاحبہ اس عاجز کے غریب خانہ کو رونق بخشی اور دعاؤں سے نوازا۔ پھر ایک روز اہل محلّہ ناصر آباد شرقی ربوہ کی طرف سے ان اسیران راہ مولیٰ کے اعزاز میں دعوت دی گئی۔ دعوت میں بھی حضور نے ازراہ شفقت شمولیت فرمائی۔

دوران اسیری خاکسار کا بڑا بیٹا محمد سلیمان احمد جرمنی سے Deport ہو کر آیا۔ اس نے کراچی سے گھر ٹیلی فون کیا جب اس کی اطلاع حضور کو ہوئی تو آپ نے ازراہ شفقت جماعت کو بچے کو بخیریت کراچی سے گھر پہنچانے کا حکم دیا۔

6 جون 1999ء کو مخالفین نے میرا تبادلہ تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ سے 25 کلومیٹر دور گورنمنٹ ہائی سکول ٹھٹھی بالا راجا میں کروا دیا۔ میں حضور کی خدمت میں دعا کے لئے حاضر ہوا تو بڑے جلال سے فرمایا ماسٹر صاحب! اگر انہوں نے تبادلہ کروا دیا ہے تو اس کو رکوانے والی بھی تو ایک ہستی ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا۔ حضور کی دعاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی اور 20/اگست 1999ء کو دوبارہ میرا تبادلہ تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں ہو گیا۔ یہاں یہ ذکر بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ مخالفین کا وہ کارندہ (سکول ماسٹر) جس نے میرا نام اس کیس میں شامل کروایا تھا چھٹیوں کے بعد جب سکول آیا تو مجھے سکول میں دیکھ کر بڑا سیخ پا ہوا۔ میں تو دعاؤں میں لگا رہا۔ لیکن وہ دوستوں سے ادھر ادھر کی لایعنی باتیں کرتا رہا۔ حضور کی دعاؤں کے طفیل میرے خدا نے دو دن بعد ہی ہمارے سکول سے اس کا جبراً کوٹ امیر شاہ تبادلہ کروا دیا۔

خاکسار اپنی بڑی بیٹی عزیزہ نائلہ حسین کا نکاح بیت المبارک میں پڑھانے کی اجازت لینے کے لئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اجازت مرحمت فرمائی۔ میں نے عرض کیا ایک اور درخواست بھی ہے تو خود ہی فوراً فرمایا ہاں! ہاں! مجھے علم ہے کہ رخصتی کی دعا میں نے ہی کروانی ہے۔ لیکن خاندان میں کسی وفات کی وجہ سے حضور تشریف نہ لا سکے۔

میری دوسری بیٹی نبیلہ حسین کی شادی کے موقع پر حضور نے شفقت فرماتے ہوئے جو گرانقدر تحفہ اور مدد فرمائی اس کے لئے میں ہمیشہ ممنون احسان اور دعا گو رہوں گا۔ حضور نے ازراہ شفقت میری اس بیٹی کی رخصتی کی دعا بھی کروائی۔

جرمنی سے Deport ہو کر آنے والے بیٹے کے متعلق فرمایا کہ ماسٹر صاحب اسے ایک دن بھی فارغ نہیں رہنے دینا۔ محترم سید قاسم احمد شاہ صاحب کو بلا کر کہا کہ ہمارے اس بچے کے لئے ملازمت کا فوری انتظام کریں۔ محترم شاہ صاحب نے اسی روز کام کا انتظام فرما کر شام کو مجھے اطلاع دے دی۔

بعد میں جب کبھی بھی یہ عاجز ملاقات کے لئے حاضر ہوتا تو بڑی شفقت اور پیار سے پیش آتے۔ محلّہ اور گھر کے حالات پوچھتے۔ عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ میں کئی دفعہ محترم میاں صاحب کے دفتر میں بڑی پریشانی کے عالم میں حاضر ہوتا اور سب حالات آپ کے سامنے کھول کر رکھ دیتا۔ اللہ شاہد ہے کہ جب میں دفتر سے باہر نکلتا تو میری پریشانی دور ہو چکی ہوتی۔ میں سوچتا تھا کہ یہ تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے دور میں دیکھا تھا کہ لوگ روتے ہوئے سیڑھیاں چڑھتے اور مسکراتے ہوئے واپس آتے تھے۔ اس نالائق کو کیا معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ حضرت میاں صاحب کو بھی وہی مقام و منصب عطا کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ احسان میں کبھی نہیں بھول سکتا کہ 19/اپریل 2003ء کو ربوہ میں حضور کے آخری قیام کے روز اس نے تقریباً ساڑھے بارہ بجے حضور کے ساتھ میری ملاقات کا سامان پیدا کر دیا۔ بعد ازاں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی وفات کی اطلاع موصول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلیفۃ المسیح الخامس چن لیا۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور میری نسلوں کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے اور خلافت کی برکات سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہم تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں وہ تیرے لئے نافلہ ہے، وہ ہماری طرف سے نافلہ ہے۔

(تذکرہ ص500)

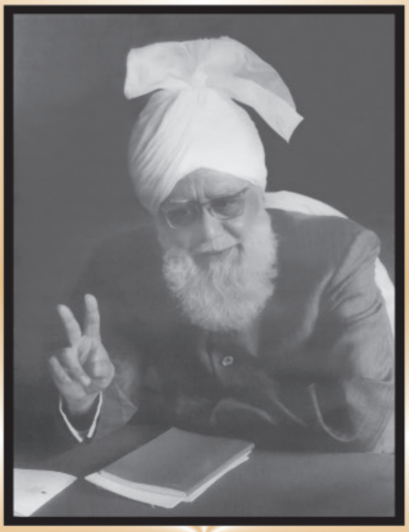

مختصر سوانح حیات

حضرت صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث کی ولادت باسعادت 15 نومبر 1909ء کو قادیان میں ہوئی۔ 17 اپریل 1922ء کو جبکہ آپ کی عمر 13 برس کی تھی آپ نے حفظِ قرآن مکمل کیا۔ جولائی 1929ء میں پنجاب یونیورسٹی کا امتحان مولوی فاضل پاس کیا اور پنجاب بھر میں تیسرے نمبر پر رہے۔ 2 جولائی 1934ء کو آپ کا نکاح حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ بنت حضرت نواب محمد علی خانصاحب و حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ سے ہوا۔ 6 اگست 1934ء کو رخصتانہ کی تقریب ہوئی۔ 6 ستمبر 1934ء کو اعلیٰ تعلیم کے حصول کیلئے انگلستان روانہ ہوگئے۔ جون 1939ء تا اپریل 1944ء آپ جامعہ احمدیہ قادیان کے پرنسپل رہے اور اس دوران کچھ عرصہ کیلئے تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے ہیڈ ماسٹر بھی رہے۔ 1939ء میں حضرت مصلح موعود نے آپ کو صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ مقرر فرمایا۔

1949ء تک بحیثیت صدر خدمت کی توفیق پائی۔ 1949ء تا 1954ء بحیثیت نائب صدر (جبکہ خود حضرت مصلح موعود صدر خدام الاحمدیہ رہے) 14 اگست 1947ء کو تقسیم پاک و ہند کے وقت آپ 15 نومبر 1947ء تک قادیان رہے۔ فرقان بٹالین کو جب منظم کیا گیا تو آپ اس کی سرپرست کمیٹی کے ممبر رہے۔ یکم اپریل 1953ء سے 28 مئی 1953ء تک آپ نے خدا کی راہ میں قید و بند کی صعوبت برداشت کی۔ 1954ء میں آپ کو حضرت مصلح موعود نے صدر مجلس انصار اللہ مقرر فرمایا۔ مئی 1955ء تا نومبر 1965ء صدر صدر انجمن احمدیہ رہے۔ 8 نومبر 1965ء منصب خلافت پر فائز ہوئے۔ پہلا دورہ بیرون ملک 6 جولائی 1967ء تا 21 اگست 1967ء فرمایا۔ 1974ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی قیادت میں پاکستان کی قومی اسمبلی میں جماعت احمدیہ کا وفد پیش ہوا۔ وفات 9 جون 1982ء بمقام بیت الفضل اسلام آباد پاکستان۔

Love For All Hatred For None

معروف تحریکات اور کارنامے

- جلسہ سالانہ پر مختلف ممالک سے آنے والے مہمانوں کی نمائندگی میں ان ممالک کے جھنڈے لہرانے کی تحریک
- پریس لگانے اور ریڈیو اسٹیشن بنانے کی تحریک
- تحریک جدید کے دفتر سوم کا اجراء
- وقف جدید کے دفتر اطفال کا اجراء
- فضل عمر فاؤنڈیشن کا قیام اور فضل عمر فاؤنڈیشن کیلئے 25 لاکھ روپے کی تحریک
- وقف بعد از ریٹائرمنٹ کی تحریک
- نوجوان گریجوایٹس کو وقف زندگی کی تحریک
- بدرسوم کے خلاف جہاد کی تحریک
- مساکین کو کھانا کھلانے کی تحریک
- وقف عارضی کی تحریک
- مجلس ارشاد کا قیام
- مجلس موصیان کا قیام
- استحکام پاکستان کیلئے دعاؤں اور صدقات کی تحریک
- نصرت جہاں لیپ فارورڈ منصوبہ
- سائیکل سواری اور سائیکل سروے کی تحریک
- نشانہ غلیل کی مہارت پیدا کرنے کی تحریک
- خدام اور لجنات کو اپنی اپنی کھیلوں کے کلب بنانے کی تحریک
- ربوہ کو سرسبز و شاداب بنانے کی تحریک
- درخت لگانے اور شجر کاری کی تحریک
- ہمیشہ مسکراتے رہنے کی تحریک
- تسبیح و تحمید درود شریف اور استغفار کی خاص تحریک
- صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبے کیلئے اڑھائی کروڑ روپے کی تحریک
- امن عالم کے لئے صدقات اور دعاؤں کی تحریک
- کم از کم میٹرک کرنے کی تحریک
- ذیلی تنظیموں کے ضلعی اور علاقائی اجتماعات منعقد کرنے کی تحریک
- جنگی قیدیوں اور افغان مہاجرین کیلئے گرم کپڑے اور رضائیاں بنا کر مفت سپلائی کرنے کی سکیم
- احمدیہ ہومیو پیتھک ایسوسی ایشن کا قیام
- صد سالہ جوبلی تک سو ممالک میں جماعتیں قائم کرنے کی تحریک
- سو زبانوں میں لٹریچر تیار کرنے کی تحریک
- تعلیم القرآن کی تحریک
- لا الہ الا اللہ کا ورد کرنے کی تحریک
- اشاعت قرآن کی تحریک
- سورۃ بقرہ کی ابتدائی سترہ آیات حفظ کرنے کی تحریک
- حفظ قرآن کی تحریک
- طلباء کو سویابین کھانے کی تحریک
- صد سالہ احمدیہ جوبلی تک سو سائنس دان اور اگلی صدی میں ایک ہزار سائنس دان اور محققین پیدا کرنے کی تحریک
- ہر گھر میں مرحلہ وار تفسیر حضرت مسیح موعود کی جلدیں رکھنے کی تحریک
- صد سالہ جوبلی منصوبے کا اعلان
- جماعت احمدیہ کو "ستارہ احمدیت" کا تحفہ
- ہر گھر میں تفسیر صغیر رکھنے کی تحریک
- قلمی دوستی کی تحریک
- استغفار کرنے کی تحریک
- یورپ، امریکہ اور کینیڈا میں کمیونٹی سینٹر اور عیدگاہیں بنانے کی تحریک
- طلباء، ڈاکٹروں اور انجینئروں کو ایسوسی ایشنز بنانے کی تحریک
- انصار اللہ کی صف اوّل اور صف دوم بنانے کا اعلان
- اطفال و ناصرات کیلئے معیار کبیر اور معیار صغیر کا اعلان
- مہمان خانے بنانے کی تحریک
- جلسہ سالانہ کے موقع پر غیر ملکیوں کو تقاریر کے تراجم سنانے کی تحریک
- پوزیشن لینے والے طلباء کیلئے گولڈ میڈل سکیم کا اجراء
- بیماروں کو طبی سہولتیں فراہم کرنے کی تحریک
- افریقہ کیلئے ڈاکٹروں اور اساتذہ کو وقف کرنے کی تحریک
- گھوڑے پالنے کی تحریک اور خیل الرحمٰن کلب کا قیام
- جلسہ سالانہ پر رضا کاروں کی فراہمی کی تحریک
- وظائف کمیٹی کی تشکیل
- بنی نوع انسان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں قرآن دینے کی تحریک
- سات سو سال بعد سپین میں بیت بشارت کی تعمیر
- بیت اقصیٰ ربوہ کی تعمیر
- جماعتی تعمیرات کیلئے احمدی انجینئروں کی تحریک
- مشاورت میں کم عمر نمائندوں کی شمولیت کی تحریک
- صد سالہ جوبلی کا دعائیہ روحانی پروگرام
- حضرت مسیح موعود کی الہامی دعا پڑھنے کی تحریک
- مجلس صحت کا قیام
- جماعت کے افراد کو قوی اور امین بننے کی تحریک
- فضل عمر فاؤنڈیشن، انجمنوں اور ذیلی تنظیموں کو غیر ملکی مہمانوں کیلئے گیسٹ ہاؤس بنانے کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو آپ کی ولادت سے پہلے عظیم الشان بشارت مل چکی تھی۔ فرماتے ہیں:۔ مجھے بھی خدا تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ میں تجھے ایک ایسا لڑکا دوں گا۔ جو دین کا ناصر ہوگا اور (دین حق) کی خدمت پر کمربستہ ہوگا......

(تاریخ احمدیت جلد 3 ص 304)

خلفائے احمدیت کے بارے میں اہل علم، دانشوروں اور مقتدر شخصیات کی آراء

یہ بزرگ باکمال عالم، انسانیت کے ہمدرد، محبت کے سفیر، علم کا خزانہ، عظیم رہنما اور خلیق وملنسار وجود ہیں

مکرم محمد محمود طاہر صاحب

حضرت حکیم مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاول

عاشق قرآن

اخبار میونسپل گزٹ لاہور اپنی 19 مارچ 1914ء کی اشاعت میں حضور کے شمائل کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتا ہے:۔

"مرحوم جیسا کہ زمانہ واقف ہے ایک بے بدل عالم اور زہد واتقاء کے لحاظ سے مرزائی جماعت کے لئے تو واقعی پاکباز اور ستودہ صفات خلیفہ تھے لیکن اگر ان کے مرزائیانہ مذہبی عقائد کو نظر انداز کر کے دیکھا جائے تو بھی وہ ہندوستان کے (اہل دین) میں بیشک ایک عالم متبحر وجید فاضل تھے۔ کلام اللہ سے آپ کو جو عشق تھا وہ غالباً بہت کم عالموں کو ہوگا اور جس طرح آپ نے عمر کا آخری حصہ احمدی جماعت پر صرف قرآن مجید کے حقائق و معارف آشکارا فرمانے میں گزارا۔ بہت کم عالم اپنے حلقہ میں ایسا عمل کرتے ہوئے پائے جائیں گے۔ حکمت میں آپ کو خاص دستگاہ تھی۔ (دین حق) کے متعلق آپ نے نہایت تحقیق و تدقیق سے کئی کتابیں لکھیں اور معترضین کو دندان شکن جواب دیئے"۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 ص 526)

راسخ الاعتقاد ایماندار اور اشاعت دین کا درد

آریہ سماج کا اخبار آریہ مسافر آگرہ لکھتا ہے:۔

"گو اصولاً ہمارے اور ان کے خیالات میں اتنا ہی فرق تھا جتنا قطب جنوبی و قطب شمالی کے درمیان ہے لیکن پھر بھی یہ کہنا دیانت کا خون کرنا ہوگا کہ وہ راسخ الاعتقاد، ایماندار و نیک آدمی تھے۔ علاوہ ازیں ہم جانتے ہیں کہ ان کے دل میں اشاعت (دین) کا بڑا درد اور قرآن شریف کے پڑھنے پڑھانے سے خاص محبت تھی وہ مرنے سے چند یوم پہلے تک برابر دونوں کام سرانجام دیتے رہے"۔

(مسافر آگرہ 20 مارچ 1914ء)

باکمال عالم

حضور کی وفات پر معروف ومشہور اخبار زمیندار نے لکھا کہ:۔

"کہا جاتا ہے کہ زمانہ سو برس تک گردش کرنے کے بعد ایک باکمال پیدا کرتا ہے۔ الحق اپنے تبحر علم و فضل کے لحاظ سے مولانا حکیم نورالدین بھی ایسے ہی باکمال تھے۔ افسوس ہے آج ایک زبردست عالم ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہوگیا"۔

(زمیندار 19 مارچ 1914ء)

علامہ دہر

مولانا ابوالکلام آزاد ایڈیٹر اخبار الہلال نے آپ کی وفات پر تحریر کیا کہ:۔

"حضرت مولوی نورالدین صاحب بھیروی ثم قادیانی وہ علامہ دہر تھے جن کی ساری عمر قرآن شریف پڑھنے اور پڑھانے میں گزری۔ ہر مذہب وملت کے خلاف (دین) کا رد آپ نے آیات قرآنی سے کیا۔ آپ کے پاس علم تفسیر کا بہت بڑا ذخیرہ تھا"۔

(الہلال کلکتہ 18 نومبر 1914ء)

علم اور بردباری کا عام شہرہ

اخبار وکیل امرتسر اپنی 18 مارچ 1914ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے:۔

"آپ کے علم وفضل کا ہر شخص معترف تھا اور ان کے علم اور بردباری کا عام شہرہ تھا۔ ان کی روحانی عظمت وتقدس کے خود مرزا صاحب بھی قائل تھے"۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 ص 526)

وسعت علمی اور کمال تورع

رسالہ "البلاغ" مالیر کوٹلہ اپنی جولائی 1914ء کی اشاعت میں "الوداع اے نورالدین!" کے عنوان سے حضور کی ہمہ جہت شخصیت کے بارہ میں تفصیلی خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"ایک ایسی شخصیت جو وسعت علمی کے ساتھ زہد وتورع کے عملی مظاہر کا گنجینہ تھی اب ہم میں نہیں ہے ...... اس کے معانی پرور تکلم کا ایک ہلکا سا تموج کسی مخالف کی فسوں پرور بلند آہنگیوں پر ایک مہر سکوت بن جاتا تھا۔ اس کی تمام آب وگل جوش دینی اور وسعت علمی ایک پرندرت مجموعہ تھی اور اس کی جہاں پیما تار نظر ایک پُرجذب کنندہ حکمت تھی۔ اس کے حکیمانہ تجسس نے کمال تورع کے ساتھ مل کر لطائف سپہری کی آغوش اس کے لئے کھول دی تھی اور حکمت ازل کی کارسازیوں پر اس کا اعتماد سطح علیت پر فائز ہوگیا تھا"۔

"نورالدین کی ذات گرامی ہماری مادی نگاہوں سے مستور ہے لیکن مساحت گیتی پر اس کے نقش پا بدستور ثبت ہیں اور منزل استقامت کی جانب ہماری رہبری کر رہے ہیں۔ لطف ازل اس کی خاک پر عنبر بار ہو"۔ (حیات نور ص 768,767)

قابل فرزند ہندوستان

منشی محمد دین فوق ایڈیٹر کشمیری میگزین لاہور رقمطراز ہیں:۔

"حکیم حافظ حاجی مولوی نورالدین صاحب جو بلحاظ عقائد جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح، بلحاظ علم وفضل (اہل دین) کے مایہ ناز اور بلحاظ ہمدردی عوام انسانیت کے لئے مایہ افتخار تھے۔ ...... حقیقت یہ ہے کہ مولوی نورالدین جیسا قابل فرزند ہندوستان کے (اہل دین) میں ایک عرصہ کے بعد پیدا ہوسکے گا"۔

(کشمیری میگزین لاہور 21 مارچ 1914ء)

اعلیٰ درجہ کی مذہبی قابلیت اور مشہور طبیب

اخبار ہمدرد جو مولانا محمد علی جوہر کی ادارت میں ایک معروف اخبار تھا اس نے آپ کی وفات پر لکھا:۔

"مرحوم فرقہ احمدیہ کے ممتاز ترین رکن تھے اور اعلیٰ درجہ کی مذہبی قابلیت کے رکھنے کے علاوہ ایک مشہور طبیب تھے"۔ (الفضل 18 مارچ 1914ء)

شفقت علیٰ خلق اللہ کا ایک اعلیٰ نمونہ

اخبار طبیب دہلی آپ کی وفات پر آپ کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتا ہے:۔

"افسوس کہ ہندوستان کے ایک مشہور و معروف طبیب مولوی حاجی حافظ حکیم نورالدین صاحب جو علم دینیہ کے بھی متبحر عالم باعمل تھے اور جماعت احمدیہ کے محترم پیشوا کچھ عرصہ عوارض ضعف پیری میں مبتلا رہ کر آخر جمعہ گزشتہ کو قریباً اسی سال کی عمر میں رحلت فرماگئے۔ حکیم صاحب مغفور بلا امتیاز احمدی وغیر احمدی یا مسلم یا غیر مسلم سب کے ساتھ شفقت علیٰ خلق اللہ کا ایک اعلیٰ نمونہ تھے"۔ (تاریخ احمدیت جلد 3 ص 523)

ایثار کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا

مرزا حیرت دہلوی ایڈیٹر اخبار کرزن گزٹ دہلی تحریر کرتے ہیں:۔

"طبیعت میں ایثار کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ کی زندگی کے دو ہی بڑے بڑے مذاق تھے۔ ایک طلباء کی پرورش اور تعلیم، دوسرے نادر الوجود کتابوں کا جمع کرنا۔ بس اسی میں آپ کی تنخواہ صرف ہو جاتی تھی۔ آپ بہت ہی منکسر المزاج اور خلیق تھے۔ ساتھ ہی ہر ایک کام سچائی اور راستبازی سے کرتے تھے۔ آپ سے آپ کے عملہ کے آدمی بہت خوش تھے۔ کبھی کسی کو آپ سے وجہ شکایت نہیں پیدا ہوئی۔ آپ کی دینی علوم کی مہارت اور عربی قابلیت مسلم تھی۔ آپ اپنے عہد کے فرائض کی ادائیگی کے بعد طلباء کو بخاری ومسلم کا سبق دیا کرتے تھے۔ آپ کی واقفیت مذہبی بہت بڑھی ہوئی تھی"۔ (کرزن گزٹ دہلی، 23 مارچ 1914ء)

صوفی ترقی کر کے مولانا نورالدین ہو جاتا ہے

ممتاز سکالر اور دانشور جناب سرسید احمد خان بانی علی گڑھ کالج اپنے ایک خط محررہ 8 مارچ 1897ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے سوال کا جواب ان الفاظ میں دیتے ہیں:۔

"آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ جاہل پڑھ کر جب ترقی کرتا ہے تو پڑھا لکھا کہلاتا ہے مگر جب اور ترقی کرتا ہے تو فلسفی بننے لگتا ہے۔ پھر ترقی کرے تو اسے صوفی بننا پڑتا ہے۔ جب یہ ترقی کرے تو کیا بنتا ہے ...... اس کا جواب اپنے مذاق کے موافق عرض کرتا ہوں کہ جب صوفی ترقی کرتا ہے تو مولانا نورالدین ہو جاتا ہے"۔

("مکتوبات سرسید" جلد دوم مرتبہ شیخ محمد اسماعیل پانی پتی ناشر مجلس ترقی ادب کلب روڈ لاہور طبع ثانی جون 1985ء)

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی

تم مرزا محمود کا مقابلہ نہیں کر سکتے

مولوی مظہر علی اظہر کتاب "خوفناک سازش" کے صفحہ 96-195 پر معروف صحافی مولانا ظفر علی خان ایڈیٹر زمیندار کے حوالہ سے لکھتے ہیں:۔

"مولوی (ظفر علی خان) نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا "احمدیوں کی مخالفت کی آڑ میں احراریوں نے خوب ہاتھ رنگے ...... احراریو! کان کھول کر سن لو تم

اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے"۔
(خوفناک سازش ص 96-195 مطبوعہ 1935ء)

دماغی اور قلبی جنگ کے ماہر

معروف مسلم راہنما جناب خواجہ حسن نظامی حضور کی شخصیت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچتے ہیں:۔

"آواز بلند اور مضبوط ہے۔ عقل دور اندیش اور ہمہ گیر ہے۔ کئی بیویوں کے شوہر اور کئی بچوں کے باپ اور کثیر التعداد انسانوں کے راہنما ہیں۔ اکثر بیمار رہتے ہیں مگر بیماریاں ان کی مستعدی میں رخنہ نہیں ڈال سکتیں۔ انہوں نے مخالفت کی آندھیوں میں اطمینان کے ساتھ کام کر کے اپنی مغلئی جوانمردی کو ثابت کر دیا اور یہ بھی کہ مغل ذات کارفرمائی کا خاص سلیقہ رکھتی ہے۔ سیاسی سمجھ بھی رکھتے ہیں اور مذہبی عقل اور فہم بھی۔ قوی ہیں اور جنگی ہنر بھی جانتے ہیں یعنی دماغی اور قلبی جنگ کے ماہر ہیں"۔ (اخبار عادل دہلی 24 اپریل 1933ء)

ایک زمانہ قائل ہے

حضرت مصلح موعود کی تصنیف "کتاب ہندوستان کے سیاسی مسئلہ کا حل" پر بڑے بڑے راہنماؤں، صحافیوں اور اخبارات نے اس کو خراج تحسین پیش کیا۔ اخبار سیاست لکھتا ہے:۔

"مذہبی اختلاف کی بات چھوڑ کر دیکھیں تو جناب بشیر الدین محمود احمد صاحب نے میدان تصنیف و تالیف میں جو کام کیا ہے وہ بلحاظ ضخامت و افادہ ہر تعریف کا مستحق ہے...... آپ کی سیاسی فراست کا ایک زمانہ قائل ہے...... زیر بحث کتاب سائمن رپورٹ پر آپ کی تنقید ہے جو انگریزی زبان میں لکھی گئی ہے جس کے مطالعہ سے آپ کی وسعت معلومات کا اندازہ ہوتا ہے۔ آپ کا طرز بیان سلیس اور قائل کر دینے والا ہوتا ہے۔ آپ کی زبان بہت شستہ ہے"۔
(سیاست 2 دسمبر 1930ء)

اخلاقی جرأت اور بلند کیریکٹر

ایک معروف صحافی اور ایڈیٹر اخبار ریاست دیوان سنگھ مفتون عراق کی آزادی کے حوالہ سے حضور کے جرأت مندانہ کردار کا اظہار دوسرے لیڈروں کے مقابلہ میں ان الفاظ میں کرتے ہیں:۔

"والیان ریاست اور لیڈروں کا کیریکٹر غلامی کے باعث اس قدر پست ہے کہ یہ غلط خوشامد اور چاپلوسی کو ہی ملک یا حکومت کی خدمت سمجھ رہے ہیں۔ ہمارے والیان ریاست اور لیڈروں کی اس احمقانہ خوشامد کی موجودگی میں قادیان کی احمدی جماعت کے پیشوا کی اخلاقی جرأت، آپ کا بلند کیریکٹر اور آپ کی صاف بیانی دلچسپی اور مسرت کے ساتھ محسوس کی جائے گی۔ جس کا اظہار آپ نے پچھلے ہفتہ اپنی ریڈیو کی تقریر میں کیا"۔

(اخبار ریاست 2 جون 1941ء۔ اخبار الفضل 7 جون 1941ء)

بے پناہ تنظیمی قوت

مشہور صحافی محمد شفیع (م۔ش) نے حضور کی وفات پر اپنے کالم مطبوعہ "نوائے وقت" میں لکھا:۔

"مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے 1914ء میں خلافت کی گدی پر متمکن ہونے کے بعد جس طرح اپنی جماعت کی تنظیم کی اور جس طرح صدر انجمن احمدیہ کو ایک فعال اور جاندار بنایا اس سے ان کی بے پناہ تنظیمی قوت کا پتہ چلتا ہے۔ اگرچہ ان کے پاس کسی یونیورسٹی کی ڈگری نہیں تھی لیکن انہوں نے پرائیویٹ طور پر مطالعہ کر کے اپنے آپ کو واقعی علامہ کہلانے کا مستحق بنا لیا تھا......

مرزا صاحب ایک نہایت سلجھے ہوئے مقرر اور منجھے ہوئے نثر نگار تھے اور ہر ایک اس موقع کو بلا دریغ استعمال کرتے تھے جس سے جماعت کی ترقی کی راہیں نکلتی ہوں۔ جماعتی نقطہ نگاہ سے ان کا یہ ایک بڑا کارنامہ تھا کہ تقسیم برصغیر کے بعد جب قادیان ان سے چھن گیا تو انہوں نے ربوہ میں دوسرا مرکز قائم کر لیا"۔

(نوائے وقت 12 نومبر 1965ء)

راستباز اور صاف گو بزرگ

ہفت روزہ خاور لاہور نے شملہ کانفرنس (1930ء) کی اہمیت بتانے اور اس میں مسلمانان ہند کی مکمل نمائندگی کا ذکر کرنے کے بعد لکھا کہ:۔

"حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایک روحانی پیشوا سمجھے جاسکتے ہیں مگر راقم الحروف نے شملہ کانفرنس کے موقع پر آپ کو سیاسیات حاضرہ سے پورا واقف، راستباز اور صاف گو بزرگ پایا...... حضرت مرزا محمود احمد صاحب نے ریزولیشن کے حق میں چند منٹ جو تقریر کی وہ ممدوح کی انتہائی راستبازی اور راست گوئی کی دلیل تھی"۔

(ہفت روزہ خاور لاہور 21 جولائی 1930ء۔ تاریخ احمدیت جلد ششم)

تقریر کی لذت

حضرت مصلح موعود کا ایک لیکچر "مذہب اور سائنس" کے موضوع پر زیر صدارت شاعر مشرق علامہ محمد اقبال ہوا۔ علامہ اقبال نے صدارتی خطاب میں فرمایا:۔

"ایسی پر از معلومات تقریر بہت عرصہ کے بعد لاہور میں سننے میں آئی ہے اور خاص کر جو قرآن شریف کی آیات سے مرزا صاحب نے استنباط کیا ہے وہ تو نہایت عمدہ ہے...... میں اپنی تقریر زیادہ دیر تک جاری نہیں رکھ سکتا تا مجھے اس تقریر سے جو لذت حاصل ہو رہی ہے وہ زائل نہ ہو جائے اس لئے میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں"۔ (الفضل 15 مارچ 1927ء)

بے حد ہمدرد

ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور مولوی محبوب عالم صاحب حضرت مصلح موعود کے بارہ میں قطر از ہیں:۔

"ہماری رائے میں مرزا بشیر الدین محمود احمد (۔) کے ایک فرد ہیں۔ ایک جماعت کے امام ہیں۔ (اہل دین) کے بے حد ہمدرد ہیں وہ رسول اللہ کی امت کی ہمدردی اور محبت میں اپنی جان، اپنے روپے، اپنے آرام و آسائش کو ترک کر کے آمادۂ امداد ہیں تو عام (اہل دین) کو ان کا ممنون ہونا چاہئے"۔

(پیسہ اخبار لاہور 27 اگست 1931ء۔ اداریہ)

عالمگیر اشاعت قرآن و دین

ممتاز صحافی اور دانشور علامہ نیاز فتحپوری "صدق جدید" میں 8 نومبر 1965ء کو حضرت مصلح موعود کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:۔

"قرآن و علوم قرآنی کی عالمگیر اشاعت اور (دین) کی آفاق گیر (دعوت) میں جو کوشش انہوں (حضرت مصلح موعود۔ ناقل) نے سرگرمی اور اولوالعزمی سے اپنی طویل عمر میں جاری رکھی۔ ان کا صلہ اللہ انہیں عطا فرمائے...... علمی حیثیت سے قرآنی حقائق و معارف کی تشریح، تبیین و ترجمانی وہ کر گئے ہیں اس کا بھی ایک بلند و ممتاز مرتبہ ہے"۔

دینی اور ملی خدمات کا اعتراف

روزنامہ نوائے وقت لاہور آپ کی وفات کی خبر دیتے ہوئے آپ کی دینی اور ملی خدمات کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتا ہے:۔

"آپ نے ساری دنیا میں بالعموم اور افریقہ یورپ اور امریکہ میں بالخصوص احمدیہ مشن کھولے۔ اس سلسلہ میں آپ دو مرتبہ خود یورپ گئے۔ آپ نے کل 96 نئے مشن قائم کئے۔ یہ مشن افریقہ کے مغربی ساحل کے ملکوں میں خصوصیت سے عیسائی مشنوں کے مقابلے میں کام کر رہے ہیں۔ تحریک پاکستان کے دوران مرحوم مرزا بشیر الدین محمود نے مسلم لیگ کی حمایت کی۔ 1922ء میں آریہ سماجیوں نے یوپی میں مسلمانوں کو ہندو بنانے کی مہم شروع کی تو مرزا صاحب نے ارتداد کو روکنے کے لئے کافی کام کیا۔ آپ نے قرآن پاک کا ایک درجن سے زائد زبانوں میں ترجمہ کروایا جن میں ڈچ، جرمن، انڈونیشین اور سواحیلی شامل ہیں۔ آپ 1931ء میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے صدر بھی تھے۔ 1948ء میں آپ نے جہاد کشمیر میں حصہ لینے کے لئے رضا کاروں کی فرقان بٹالین تیار کر کے ہائی کمان کے سپرد کر دی"۔

(نوائے وقت لاہور 9 نومبر 1965ء)

تحریک آزادئ کشمیر کے بانی

ہفت روزہ انصاف راولپنڈی آپ کی وفات پر آپ کی کشمیر کے لئے خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتا ہے:۔

"مرزا صاحب فرقہ احمدیہ کے امام ہونے کے علاوہ کشمیر کے تعلق میں ایک بڑی سیاسی اہمیت کے مالک تھے۔ آپ کو اگر کشمیر کی تحریک آزادی کے بانیوں میں سے قرار دیا جائے تو کوئی مبالغہ نہیں ہوگا۔ مرزا صاحب آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے بانی اور صدر اول تھے۔ اب سے 35 سال قبل اس کمیٹی نے جموں و کشمیر میں تحریک آزادی کو فروغ دیا اور اس کی آبیاری کی...... جہاں بھی کشمیر کا ذکر آتا ہے مرزا صاحب کا ذکر خیر بھی لازمی طور پر آتا ہے"۔

(ہفت روزہ انصاف راولپنڈی 11 نومبر 1965ء بحوالہ الفضل 4 دسمبر 1965ء)

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث

مقدس وجود

دورہ ہالینڈ 1980ء کے دوران ہیگ میں 5 اگست 1980ء کو ایک پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ مختلف اخبارات نے کوریج دی۔ ہفت روزہ نیو "NU" نے اس سرخی کے ساتھ خبر دی:۔

"اسمبلی کے پریس روم میں پیغمبرانہ باتیں"

"دی ہیگ۔ نیوز رپورٹ (اسمبلی پریس روم) میں نے ایک مقدس وجود سے ہاتھ ملائے۔ یہ ہے وہ تاثر جو حضرت حافظ مرزا ناصر احمد امام جماعت احمدیہ سے مل کر دل میں ابھرتا ہے۔ آپ یورپی خدوخال رکھتے ہیں اور چہرے سے آپ کے نور جھلکتا ہے جو اہل مغرب کو اپنی طرف کھینچتا ہے"۔

(دورہ مغرب ص 253)

محبت کا سفیر

مورخہ 7 جولائی 1980ء میں فرینکفرٹ کے ایک ہوٹل "فرینکفرٹر ہوف" میں حضور نے پریس کانفرنس سے خطاب کیا جس میں چوٹی کے اخبارات کے نمائندے اور فوٹوگرافر آئے اور انہوں نے حضور کی پریس کانفرنس کو خصوصی کوریج دی اور آپ کو "محبت کا سفیر" قرار دیا۔ (دورہ مغرب ص 59)

گوٹن برگ سویڈن کے اخبار Arbetet 30 جولائی 1980ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:۔

"حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایسی شخصیت ہیں جو مغرب اور مشرق کو پیار و خیر خواہی سے مسخر کرنا چاہتے ہیں"۔ (دورہ مغرب ص 190)

امن کا پرچار آپ کا مشن اور نفرتوں کا خاتمہ آپ کا مقصد ہے

حضور امن اور محبت کے عالمی سفیر تھے۔ آپ کی ان کوششوں کا اعتراف ایک ریٹائرڈ امریکی جنرل رونالڈ ڈیلمار (Gen. Ronald Delmar) نے ایک استقبالیہ میں ان الفاظ میں کیا:۔

''یہاں بہت سے لوگ ہیں جو آپ سے ملنے اور تبادلہ خیالات کرنے کے متمنی ہیں کیونکہ آپ جہاں جاتے ہیں امن لے کر جاتے ہیں۔ آپ امن کی باتیں کرتے ہیں۔ امن ہی آپ کی گفتگو کا موضوع ہوتا ہے۔ امن کا پرچار ہی آپ کا مشن ہے اور باہمی تفرقوں، مخاصمتوں اور نفرتوں کو ختم کرنا آپ کا مقصد ہے۔ آپ کو تو امریکہ میں زیادہ عرصہ ٹھہرنا اور قیام کرنا چاہئے تاکہ ملاقات کے متمنی آپ سے مل سکیں اور آپ کے بیش قیمت خیالات سے مستفیض ہو سکیں''۔

(دورہ مغرب ص510)

بلند کرداری کے اعلیٰ اوصاف سے مالا مال

تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے 1961ء کے جلسہ تقسیم اسناد کے موقع پر مہمان خصوصی صوبائی سیکرٹری تعلیم پروفیسر سراج الدین صاحب تھے۔ انہوں نے اپنے صدارتی خطبہ میں حضور کے بارہ میں (جو اس وقت کالج کے پرنسپل تھے) فرمایا:۔

''تعلیم الاسلام کالج کی یہ خوش قسمتی ہے کہ اسے ایک ایسے پرنسپل کی راہنمائی حاصل ہے جو ایمان و یقین، خلوص و فدائیت اور بلند کرداری کے اعلیٰ اوصاف سے مالا مال ہے''۔

''مرزا ناصر احمد جنہیں اپنے شاگردوں میں شمار کرنا میرے لئے باعث عزت ہے۔ برصغیر ہند و پاکستان کے نامور فاضل اور ماہر تعلیم ہیں۔ یہ کالج کی خوش قسمتی ہے کہ اسے ایک ایسے پرنسپل کی راہنمائی حاصل ہے جو اپنی زندگی میں آج کے دن تک بڑی مستقل مزاجی کے ساتھ مقررہ نصب العین کے حصول میں کوشاں چلے آرہے ہیں اور زمانے کے اتار چڑھاؤ ان کے لئے کبھی سدراہ ثابت نہیں ہو سکے''۔

''مرزا ناصر احمد صاحب سے متعارف اور ان کی دوستی کے شرف سے مشرف ہونا عزم و ہمت کے از سر نو بحال ہونے کے علاوہ خود اپنے آپ کو اس مستقبل کے بارے میں جو زمانہ کے پریشان کن بادلوں کے پیچھے پوشیدہ ہے ایک پختہ اور غیر متزلزل اتحاد سے بہرہ ور کرنے کے مترادف ہے''۔

(المنار جلد12 شمارہ2 ص5۔ حیات ناصر جلد اول ص231)

پنجاب یونیورسٹی اکیڈمک کونسل کے ممبر

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث جب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج قادیان تھے جس حسن انتظام سے آپ نے کالج کو چلایا اس سے یہ کالج صف اول کے اداروں میں شمار ہونے لگا۔ آپ کی ذاتی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ آپ پنجاب یونیورسٹی اکیڈمک کونسل کے ممبر منتخب ہوگئے۔ اخبار الفضل لکھتا ہے:۔

''پنجاب یونیورسٹی کے تمام انٹرمیڈیٹ کالجوں کے پرنسپل صاحبان نے حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کو متفقہ طور پر سال 46-1945ء کے لئے یونیورسٹی کی اکیڈمک کونسل کا ممبر منتخب کر لیا اور پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے آپ کو 6 جنوری 1945ء کو یہ اطلاع بھی مل گئی''۔ (الفضل 8 جنوری 1945ء)

نورانی اور دینی انداز سے ممبران اسمبلی متاثر ہوگئے

1974ء میں حضور قومی اسمبلی میں جماعتی وفد کی قیادت کرتے ہوئے پیش ہوئے۔ آپ کی نورانی شخصیت سے ممبران اسمبلی بے حد متاثر ہوئے۔ اس بات کا اظہار اس وقت کے قائد حزب اختلاف مولوی مفتی محمود نے بھی کیا جو کہ ممبران اسمبلی کے متاثر ہونے کی وجہ سے بے حد پریشان تھے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے مفتی محمود بیان کرتے ہیں:۔

''اس میں شک نہیں کہ ممبران اسمبلی کا ذہن ہمارے موافق نہیں تھا بلکہ ان سے (جماعت احمدیہ) متاثر ہو چکا تھا تو ہم بڑے پریشان تھے۔ چونکہ ارکان اسمبلی کا ذہن بھی متاثر ہو چکا تھا اور ہمارے ارکان اسمبلی دینی مزاج سے بھی واقف نہ تھے اور خصوصاً جب اسمبلی ہال میں مرزا ناصر آیا تو قمیص پہنے ہوئے اور شلوار و شیروانی میں ملبوس، بڑی پگڑی طرہ لگائے ہوئے تھا اور سفید داڑھی تھی تو ممبروں نے دیکھ کر کہا کیا یہ شکل کافر کی ہے اور جب وہ بیان پڑھتا تھا تو قرآن مجید کی آیتیں پڑھتا اور جب حضور اکرم ﷺ کا نام لیتا تو درود شریف بھی پڑھتا تھا تو ہمارے ممبر مجھے گھور گھور کر دیکھتے تھے کہ یہ قرآن اور رسول کریم کے نام کے ساتھ درود شریف پڑھتا ہے اور تم اسے کافر کہتے ہو اور دشمن رسول کہتے ہو''۔

(ہفت روزہ لولاک لائلپور (فیصل آباد) 28 دسمبر 1975ء ص18,17)

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع

پُرکشش حسین و جمیل مقدس شخصیت

ایک راسخ العقیدہ کیتھولک عیسائی بلدیہ عظمیٰ ایڈمنٹن کینیڈا کے نائب صدر حضور کے ساتھ اپنی ملاقات کا حال اس طرح بیان کرتے ہیں:۔

''ان سے مل کر مجھے یوں لگا جیسے میں حقیقی معنوں میں ایک حسین و جمیل انسان کے سامنے بیٹھا ہوں۔ جس کے چہرے اور نگاہوں سے ہمدردی، محبت، حکمت، رحم اور شفقت کی کرنیں پھوٹ پھوٹ کر نکل رہی ہیں اور میرے جسم و جان کو منور کر رہی ہیں۔ ملتے ہی آپ کی شخصیت اور موجودگی کا شدت سے احساس ہونے لگتا ہے اور دل اس یقین سے بھر جاتا ہے کہ ہم ایک مقدس انسان کی خدمت میں بیٹھے ہیں۔ آپ کی پُرکشش شخصیت دلوں کو شدت سے اپنی طرف کھینچتی ہے اور دیکھنے والا بے اختیار پکار اٹھتا ہے کہ واقعی یہ اللہ کا ایک محبوب بندہ ہے۔ آپ سے ملاقات ایک روحانی تجربہ سے کم نہیں۔ جب ملاقات ختم ہوتی ہے تو ملاقات کرنے والا محسوس کرتا ہے جیسے خدا تعالیٰ کی معرفت اور عرفان کے نئے افق اس پر روشن ہوگئے ہوں اور وہ خدا تعالیٰ کی محبت کی دولت سے مالا مال ہو کر لوٹا ہو۔

پہلی ہی نظر میں آپ ان کے گرویدہ ہو جاتے ہیں اور ان سے قریب تر ہونے کو جی چاہتا ہے۔ ان کی باتیں سن کر زندگی کی گتھیاں سلجھنے لگتی ہیں اور زندگی گزارنے کے ڈھنگ آجاتے ہیں۔ مجھے پہلی بار ایسی ہستی سے ملنے کا شرف حاصل ہوا ہے جس نے میرے وجود کو ہلا کر رکھ دیا ہے''۔ (ایک مرد خدا ص410)

ایک دن میں پوری زندگی

انگلستان کے ایک معروف رسالے سنڈے ٹائمز میگزین "The Sunday Times Magazine" نے اپنی 6/اگست 1989ء کی اشاعت میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی روزمرہ کی مصروفیات کے بارہ میں ایک انٹرویو شائع کیا۔ جس میں حضور نے اپنے دن بھر کے کاموں کی تفصیل بیان کی تھی۔ آپ کی مصروفیات اور انتھک محنت کا ذکر سن کر رسالے نے اپنے سلسلہ مضمون کا نام A day in the life...... سے بدل کر A life in the Day of...... کر دیا۔ جس سے بتانا یہ مقصود تھا کہ امام جماعت احمدیہ ایک ایک دن میں پوری پوری زندگی جتنا کام کرتے ہیں۔

قادر الکلام اور فصیح البیان خطیب

برطانیہ کے مشہور صحافی آئن ایڈم سن جو کہ متعدد کتب کے مصنف ہیں۔ انہوں نے حضور کے بارہ میں ایک کتاب A Man of God لکھی ہے۔ وہ حضور کی شخصیت کے بارہ میں لکھتے ہیں:۔

''حضور کی آواز میں ایک عجیب مٹھاس اور خاص سوز و گداز ہے۔ آپ کو اپنے لب و لہجہ کے زیر و بم پر پوری قدرت حاصل ہے۔ آپ ایک قادر الکلام اور فصیح البیان خطیب ہیں۔ آپ کی تقریر میں پند و نصائح کے ساتھ ساتھ ہلکے پھلکے شگفتہ مزاح کی چاشنی بھی ہوتی ہے۔ کبھی کبھی کسی نکتہ کی وضاحت کے لئے آپ سنجیدہ اور مزاحیہ اشعار کا برمحل استعمال بھی فرمایا کرتے ہیں۔ آپ کو یہ استعداد اور ملکہ بھی حاصل ہے کہ آپ سامعین میں سے ہر چھوٹے بڑے کو یہ محسوس کرا دیں کہ آپ اسی سے براہ راست مخاطب ہیں''۔

(ایک مرد خدا ص10)

جید فلاسفر اور علم کا بے پناہ خزانہ

برٹش ممبر پارلیمنٹ جناب ٹام کاکس نے جلسہ سالانہ برطانیہ 1998ء کے موقع پر حضور کی انگریزی تصنیف Revelation پر تبصرہ کرتے ہوئے حضور کے بارہ میں فرمایا:۔

''آپ ایک ہمہ جہت صلاحیتوں کی مالک شخصیت ہیں اور مختلف النوع علوم کے ماہر ہیں۔ آپ ایک حاذق طبیب ہیں اور سائنسی علوم سے بہرہ ور ہیں۔ آپ ایک جید فلاسفر اور منجھے ہوئے شاعر ہیں۔

دراصل آپ گیارہویں اور بارہویں صدی میں گزرنے والے ابن سینا اور ابن رشد کی طرح علم کا ایک بے پناہ خزانہ ہیں اور انواع و اقسام کے مضامین اور علم کی مختلف شاخوں پر خوب دسترس رکھتے ہیں۔ اس نہایت وسیع اور گہرے علم کے ساتھ ساتھ جو مختلف جہتوں سے آپ کو حاصل ہے۔ آپ (دین حق) کی تعلیمات کی حکمت اور عظمت کو سمجھنے میں دیگر تمام دنیا سے بلند ایک ممتاز مقام پر فائز ہیں۔...... میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ چندان خوش نصیب لوگوں میں سے ہیں جو الہام کی نعمت سے حصہ پاتے ہیں۔ وہ چند خوش نصیب جنہیں خدا تعالیٰ اپنی جناب سے اس نعمت عظمیٰ کے لئے چن لیتا ہے۔ میں نہایت وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ (دینی) دنیا کے علم و فضل سے بہرہ ور لوگوں کے سردار ہیں اور میں آپ کی عظمت کو سلام کرتا ہوں''۔ (روزنامہ الفضل 27 دسمبر 2003ء)

پُرکشش شخصیت

ڈنمارک کا ایک اخبار حضور کی شخصیت کے بارہ میں رقمطراز ہے:۔

''خلیفۃ المسیح سے روز روز ملاقات کا موقع نہیں ملا کرتا خاص طور پر ایک ایسے شخص کو جو جماعت کا کارکن نہ ہو یا بے دلی سے جماعت میں آ شامل ہو۔ لیکن گزشتہ شام ہمیں خلیفۃ المسیح سے پندرہ منٹ کی ملاقات کا موقع عنایت ہوا لیکن اعلیٰ صلاحیتوں کی مالک اس پُرکشش شخصیت کے ساتھ جسے قدرت نے مزاح کی حس سے بھی حصہ وافر عطا کیا ہے ہماری ملاقات طول پکڑتی چلی گئی اور پندرہ منٹ کی بجائے پینتالیس منٹ تک جاری رہی''۔

(روزنامہ بی ٹی 13/اگست 1982ء)

خلیق اور ملنسار

سوئٹزرلینڈ کا اخبار روزنامہ وائن لینڈ بلٹ زیورک لکھتا ہے:۔

"حضرت مرزا طاہر احمد جن کی عمر کم و بیش پچاس سال ہے بہت خلیق اور ملنسار ہیں آپ اپنی ذات کے بارہ میں بات کرنے کی بجائے اپنے فرائض منصبی اور جماعت کے بارہ میں بات کرنا زیادہ پسند کرتے ہیں"۔ (3 ستمبر 1982ء)

واشنگٹن ڈی سی میں آپ کے نام کا دن

اکتوبر، نومبر 1987ء میں حضور نے امریکہ کی گیارہ ریاستوں کا دورہ فرمایا۔ 7 اکتوبر کو ہلٹن ہوٹل واشنگٹن ڈی سی میں ایک استقبالیہ تقریب ہوئی جس میں تین صد کے قریب اعلیٰ شخصیات نے شرکت کی۔ حضور کے تعارف کے بعد میئر ڈسٹرکٹ آف کولمبیا نے اعلان کیا کہ:۔

"میں ڈسٹرکٹ آف کولمبیا کے میئر کی حیثیت سے یہ اعلان کرتا ہوں کہ 7 اکتوبر 1987ء بدھ کا دن واشنگٹن ڈی سی میں حضرت مرزا طاہر احمد کا دن ہوگا۔ میں اس شہر کے تمام مکینوں کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ ہمارے ہاں آنے والے روحانی پیشوا کے استقبال میں میرے ساتھ شامل ہوں"۔

(الفضل 27 دسمبر 2003ء)

تمام بنی نوع انسان کا نقصان

برطانیہ کے لارڈ ایوبری نے حضور کی وفات پر لکھا کہ:۔

"میرے پاس الفاظ نہیں کہ میں کچھ کہہ سکوں۔ درحقیقت یہ ایک ایسا نقصان ہے جو دنیا کے لاکھوں غیر از جماعت احباب کو بھی ہوا جو جماعت احمدیہ کے اچھے کاموں سے مستفید ہوتے چلے آئے ہیں۔ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی وفات تمام بنی نوع انسان کے لئے نقصان کا باعث ہے۔ جب کبھی لوگوں میں تناؤ اور مخالفت پیدا ہوتی آپ کی طرف سے امن اور محبت کا پیغام تمام مسائل حل کرنے کا کام کرتا۔

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کے ساتھ ملاقات اور ان کے عارفانہ کلمات سننا بہت اعزاز کی بات ہے"۔ (روزنامہ الفضل 27 دسمبر 2003ء)

عظیم رہنما اور سکالر

متحدہ قومی موومنٹ کے قائد جناب الطاف حسین نے آپ کی وفات پر کہا:۔

"ایک عظیم راہنما اور سکالر اس دنیا سے رخصت ہوا ہے اور اپنے پیچھے ایک بڑا خلا چھوڑ گیا ہے۔ ان کی یاد انمٹ اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ الفاظ اس خلا کو پُر نہیں کرسکتے جو آپ کی وفات سے پیدا ہوا ہے لیکن مجھے امید ہے کہ یہ آپ کے خاندان اور افراد جماعت کے لئے تسلی اور حوصلے کا باعث ہوں گے"۔ (الفضل 27 دسمبر 2003ء)

جماعت احمدیہ کے سربراہ سے وی آئی پی سلوک کیا جائے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع 1986ء میں کینیڈا کے دورہ پر تشریف لے گئے۔ دوران دورہ آپ ایک جزیرے سے دوسرے جزیرے بھی گئے۔ یہ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ کا سفر تھا۔ جہاز کے کپتان کو علم ہوا کہ جماعت احمدیہ کے سربراہ سفر کر رہے ہیں تو انہوں نے کہا ہم آپ کو VIP میں بٹھانا چاہتے ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ تشریف لے آئیں۔ اس سفر کی واپسی پر ایک عجیب و غریب اعلان ریڈیو کے ذریعہ سب جہازوں میں سنا گیا جو سابقہ کپتان کی طرف سے کیا جا رہا تھا اور وہ پیغام یہ تھا کہ "غالباً فلاں فلاں وقت سے لے کر فلاں وقت تک جماعت احمدیہ کے سربراہ وکٹوریہ سے وینکور واپس جا رہے ہوں گے۔ جس جہاز کے کپتان کو یہ سعادت ملے کہ وہ ان کے ساتھ سفر کریں۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ ان کو VIP ٹریٹمنٹ دیں اور ان کے ساتھ ہر قسم کا حسن سلوک کریں"۔ اس اعلان کے فوراً بعد جہاز کے کپتان تشریف لائے اور حضور سے درخواست کی وہ اوپر والے کمرہ میں تشریف لے آئیں وہ کمرہ آپ کے لئے حاضر ہے۔ یوں ہر قسم کی خاطر مدارات عملہ نے کی۔ اسی عرصہ میں پہلا جہاز بھی پاس سے گزرا اور نیوی کے طریق کے مطابق جو Salute دینے کا طریقہ ہے وہ طریقہ بھی اس نے اختیار کیا۔ (خطبہ جمعہ 10 اکتوبر 1986ء)

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

خطاب اقوام متحدہ میں پڑھا جانا چاہئے

24 مارچ 2007ء کو جماعت یو۔کے کے زیر انتظام بیت الفتوح میں امن کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ممبران پارلیمنٹ، ممبران ہاؤس آف لارڈز، میئرز، کونسلرز، چرچ کے ممبران کے علاوہ بہت سے لوگوں نے شرکت کی۔ حضور انور ایدہ اللہ نے اس موقع پر حاضرین سے خطاب فرمایا جو حاضرین نے بہت پسند کیا۔ لارڈ ایوبری (Lord Avebury) نے حضور کے خطاب کے بارے میں کہا:۔

"یہ خطاب اتنا اہم ہے کہ اسے تو اقوام متحدہ میں پڑھا جانا چاہئے"۔

(روزنامہ الفضل 27 جولائی 2007ء)

وسیع علم

11 اپریل 2006ء کو دورہ آسٹریلیا کے دوران ممبر پارلیمنٹ Roger Price نے حضور انور ایدہ اللہ سے ملاقات کی جو تقریباً ایک گھنٹہ جاری رہی۔

ممبر پارلیمنٹ یہ سن کر حیران ہوئے کہ ایک مذہبی رہنما ہونے کے باوجود حضور کا زندگی کے مختلف امور پر وسیع علم ہے۔ خاص طور پر حضور کی غانا میں گندم اگانے کی کوشش کے بارہ میں دلچسپی کا اظہار کیا۔

انہوں نے کہا کہ وہ ملک سے باہر جا رہے ہیں ورنہ حضور کے ساتھ زیادہ وقت گزارتے اور دارالحکومت کینبرا اور پارلیمنٹ ہاؤس وزٹ کرواتے۔ انہوں نے کہا کہ جب حضور اگلی دفعہ آسٹریلیا آئیں گے تو وہ حضور کے ساتھ اور زیادہ وقت گزاریں گے"۔ (الفضل 24 اپریل 2006ء)

بے حد متاثر ہوئے

غانا میں کینیڈا کے ہائی کمشنر Hon. Jean Pierre Bolduc نے جلسہ غانا میں حضور کی تقریر سننے کے بعد حضور انور سے گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ:۔

"وہ حضور کی تقریر سے بے حد متاثر ہوئے ہیں۔ حضور نے جو باتیں بتائی ہیں وہ حقیقت پر مبنی ہیں اور اس سے پوری طرح متفق ہیں"۔

(الفضل 6 اپریل 2004ء)

غانا کے لئے فخر

صدر مملکت غانا عزت مآب Jhon Agyekum Kufuor نے جلسہ سالانہ غانا کے دوران خطاب میں فرمایا:۔

"میرے سٹیج پر آنے کا مقصد صرف یہ بتانا ہے کہ میں حضور انور کو خوش آمدید کہنے کی خوشی میں آپ سب کے ساتھ برابر شریک ہوں کیونکہ تقریباً 8 سال یہاں غانا میں رہے۔ اس کے بعد واپس اپنے ملک تشریف لے گئے۔ اب خدا تعالیٰ نے انہیں جماعت احمدیہ عالمگیر کا سربراہ بنا دیا ہے۔ یہ وہ منفرد اعزاز ہے جس پر غانا کو فخر کرنا چاہئے"۔ (الفضل 28 دسمبر 2004ء)

ماریشس کی خوش نصیبی

ڈیفنس سیکرٹری ماریشس Mr. Seebaluck نے حضور انور سے 3 دسمبر 2005ء کو ملاقات کی۔ اس ملاقات میں انہوں نے حضور کو ماریشس میں آمد پر خوش آمدید کہتے ہوئے فرمایا:۔

"ماریشس کی خوش نصیبی ہے کہ آپ جیسی شخصیت نے ماریشس کی سرزمین پر قدم رکھا ہے"۔

ڈیفنس سیکرٹری نے حضور کی خدمت میں ماریشس کے اقتصادی حالات بہتر ہونے کے لئے دعا کی درخواست بھی کی۔ (الفضل 15 دسمبر 2005ء)

فجی کے لئے تاریخی دن

29 اپریل 2006ء کو دورہ فجی کے دوران جلسہ سالانہ فجی کے آخری روز انڈین ہائی کمشنر جناب اجے سنگھ نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا:۔

"آج کا دن فجی کے لئے تاریخی دن ہے کہ ہم میں حضور موجود ہیں جن کا پیغام امن و محبت اور بھائی چارہ اور اخوت کا ہے جو دین کی بنیادی تعلیم ہے"۔

(الفضل 18 مئی 2006ء)

گہری اور پیاری گفتگو

مورخہ 9 مئی 2006ء کو دورہ جاپان کے دوران جاپانی ممبر پارلیمنٹ Aichi Kazuo نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی اور مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار کیا:۔

"حضور کا جاپان تشریف لانا ہمارے لئے باعث صد افتخار ہے۔ میں بہت شکر گزار ہوں کہ تقریب سے پہلے تشریف لا کر آپ نے مجھے وقت دیا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ آج کی اس تقریب میں جو جاپان کے چند ایک لوگ شامل ہو رہے ہیں۔ وہ آپ کی بات سمجھ جائیں جو آپ بیان کرنا چاہتے ہیں...... میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ کی جماعت نے جاپان میں زلزلوں کے موقع پر ہماری مدد کی...... میں آپ کی اتنی گہری اور پیاری گفتگو کا شکر گزار ہوں"۔

(الفضل 2 جون 2006ء)

پیغام امن کی قدر کرتا ہوں

9 مئی 2006ء کو دورہ جاپان میں تقریب استقبالیہ جس میں بہت سے معززین نے شرکت کی ممبر پارلیمنٹ Suzuki Junji نے اپنے مختصر ایڈریس میں کہا:

"میں حضور کو اپنے دل کی گہرائیوں سے جاپان آنے پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ حضور نے دنیا میں امن و سلامتی کے قیام کے لئے جو پیغام دیا ہے میں اس کی قدر کرتا ہوں اور سب کو پیغام دیتا ہوں کہ حضور کے پیغام کو سمجھیں اور ان باتوں پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ مجھے دین سے زیادہ تعارف نہیں۔ آج مجھے دین حق کی امن کی تعلیم کا پتہ چلا ہے۔ میں اس تقریب میں شامل ہو کر اپنے آپ کو خوش پاتا ہوں"۔

(الفضل 2 جون 2006ء)

ہمارے ملک کے لئے دعائیں قبول ہو رہی ہیں

مورخہ 16 اپریل 2008ء کو اکرا (غانا) کے ایوان صدر میں حضور انور ایدہ اللہ کی غانا کے صدر John Agyekum Kufor سے ملاقات ہوئی۔

صدر مملکت نے حضور انور کو غانا آنے پر خوش

آمدید کہا اور نیک تمناؤں کا اظہار کیا اور کہا کہ غانا آپ کا وطن ہے۔ آپ اپنے وطن میں ہی آئے ہیں۔ صدر مملکت نے بڑے واضح الفاظ میں پورے یقین کے ساتھ اس بات کا اظہار کیا کہ حضور انور کی ہمارے ملک کے لئے جو دعائیں ہیں وہ قبول ہو رہی ہیں اور ہم اپنے ملک میں ان دعاؤں کو قبول ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں اور ان کا پھل بھی دیکھ رہے ہیں۔ گزشتہ دورہ میں حضور نے فرمایا تھا کہ غانا کی زمین میں تیل ہے۔ یہاں سے تیل نکلے گا۔ حضور کی یہ دعا قبول ہوئی اور گزشتہ سال سے غانا سے تیل نکل آیا ہے۔

صدر مملکت نے حضور انور کی خدمت میں درخواست کی کہ حضور ہمارے ملک کے لئے دعا کرتے رہیں اور دعاؤں میں یاد رکھیں۔

(روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ 28/اپریل 2008ء)

امن کے پیامبر

جلسہ سالانہ کینیڈا 2008ء کے موقع پر جناب جیسن کینی Hon. Jason Kenny نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ موصوف 2006ء میں وزیراعظم کینیڈا کے پارلیمانی سیکرٹری مقرر کئے گئے۔ اب Multiculturism & Canadian Identity کے سیکرٹری آف سٹیٹ ہیں۔ وہ جلسہ کے موقع پر وزیراعظم کینیڈا کا پیغام لے کر بھی آئے۔ انہوں نے خطاب کے دوران اردو زبان میں کہا:۔

"ہم خلیفہ مسرور احمد کو کینیڈا میں خوش آمدید کہتے ہیں"۔ اس کے بعد دوران خطاب حضور کے بارہ میں فرمایا:۔

"حضور امن کے پیغامبر ہیں۔ آپ کینیڈا میں سلامتی اور امن کا پیغام لائے ہیں"۔

موصوف نے اپنی تقریر کے اختتام کے بعد حضور انور سے شرف مصافحہ حاصل کرتے ہوئے حضور انور کے دست مبارک کا بوسہ لیا"۔

(روزنامہ الفضل 23 جولائی 2008ء)

خلیفہ خدا بناتا ہے

فضائے غم میں سکینت کے ابر لاتا ہے
دلوں کی کھیتیوں میں تمکنت اگاتا ہے
وہ اپنے نور سے اک شکل سی بناتا ہے
دلوں پر مہرِ اطاعت وہی لگاتا ہے
وہ اپنا فیصلہ دنیا کو پھر سناتا ہے
قسم خدا کی خلیفہ خدا بناتا ہے

قسم خدا کی یہ دنیا کے بس کی بات نہیں
قسم خدا کی زمانے کا اس میں ہات نہیں
قسم خدا کی کوئی انتخاب ذات نہیں
قسم خدا کی کوئی جیت کوئی مات نہیں
وہ جس کو چنتا ہے سب کو نظر بھی آتا ہے
قسم خدا کی خلیفہ خدا بناتا ہے

نہ اہل زر کا نہ دنیا کا کوئی کام ہے یہ
نہ رنگ و نسل قبیلے کا احترام ہے یہ
خدائے کعبہ کا بخشا ہوا مقام ہے یہ
خدا کا اپنا بنایا ہوا نظام ہے یہ
وہ اس نظام کو ہر حال میں بچاتا ہے
قسم خدا کی خلیفہ خدا بناتا ہے

درِ حبیب پہ دُھونی رما کے بیٹھ گیا
جو شرحِ صدر سے قدموں میں آ کے بیٹھ گیا
جو اس کی راہ میں آنکھیں بچھا کے بیٹھ گیا
نکل کے دھوپ سے چھاؤں میں آ کے بیٹھ گیا
بچے گا وہ جو اطاعت کے گیت گاتا ہے
قسم خدا کی خلیفہ خدا بناتا ہے

وہ روشنی ہے جو مدھم کبھی نہیں ہو گی
غبارِ وقت میں یہ اور بھی حسیں ہو گی
اسی کے نور سے روشن ہر اک جبیں ہو گی
علاوہ اس کے خلافت کہیں نہیں ہو گی
زمیں پہ آسماں گویا اتر کے آتا ہے
قسم خدا کی خلیفہ خدا بناتا ہے

عبدالکریم قدسیؔ

مشعل راہ

خلافت اور مشورہ

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔

خلیفہ کا طریق حکومت کیا ہو؟ خدا تعالیٰ نے اس کا فیصلہ کر دیا ہے تمہیں ضرورت نہیں کہ تم خلیفہ کے قواعد اور شرائط تجویز کرو یا اس کے فرائض بتاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں اس کے اغراض و مقاصد بتائے ہیں، قرآن مجید میں اس کے کام کرنے کا طریق بھی بتا دیا ہے۔

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ...... ایک مجلس شوریٰ قائم کرو اُن سے مشورہ لے کر غور کرو۔ پھر دُعا کرو جس پر اللہ تعالیٰ تمہیں قائم کر دے اس پر قائم ہو جاؤ خواہ وہ اس مجلس کے مشورہ کے خلاف بھی ہو تو اللہ تعالیٰ مدد کرے گا۔ خدا تعالیٰ تو کہتا ہے جب عزم کرلو تو اللہ پر توکل کرو۔ گویا ڈرو نہیں۔ اللہ تعالیٰ خود تمہاری تائید اور نصرت کرے گا اور یہ لوگ چاہتے ہیں کہ خواہ خلیفہ کا منشاء کچھ ہو اور خدا تعالیٰ اسے کسی بات پر قائم کرے مگر وہ چند آدمیوں کی رائے کے خلاف نہ کرے۔ حضرت صاحب نے جو مصلح موعود کے متعلق فرمایا ہے۔ ”وہ ہوگا ایک دن محبوب میرا“ اس کا بھی یہی مطلب ہے کیونکہ خدا تعالیٰ متوکلین کو محبوب رکھتا ہے۔ جو ڈرتا ہے وہ خلیفہ نہیں ہوسکتا۔ اسے تو گویا حکومت کی خواہش ہے کہ ایسا نہ ہو میں کسی آدمی کے خلاف کروں تو وہ ناراض ہو جائے۔ ایسا شخص تو مشرک ہوتا ہے اور یہ ایک لعنت ہے۔ خلیفے خدا مقرر کرتا ہے اور آپ ان کے خوفوں کو دور کرتا ہے۔ جو شخص دوسروں کی مرضی کے موافق ہر وقت ایک نوکر کی طرح کام کرتا ہے اس کو خوف کیا اور اس میں موحد ہونے کی کونسی بات ہے۔ حالانکہ خلفاء کے لئے تو یہ ضروری ہے کہ خدا انہیں بناتا ہے اور ان کے خوف کو امن سے بدل دیتا ہے اور وہ خدا ہی کی عبادت کرتے ہیں اور شرک نہیں کرتے۔

اگر نبی کو ایک شخص بھی نہ مانے تو اس کی نبوت میں فرق نہیں آتا وہ نبی ہی رہتا ہے۔ یہی حال خلیفہ کا ہے۔ اگر اس کو سب چھوڑ دیں پھر بھی وہ خلیفہ ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ جو حکم اصل کا ہے وہی فرع کا ہے۔ خوب یاد رکھو کہ اگر کوئی شخص محض حکومت کے لئے خلیفہ بنا ہے تو جھوٹا ہے اور اگر اصلاح کے لئے خدا کی طرف سے کام کرتا ہے تو وہ خدا کا محبوب ہے خواہ ساری دُنیا اس کی دشمن ہو۔ اس آیت مشورہ میں کیا لطیف حکم ہے۔

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر مشورہ لے کر اس پر عمل کرنا ضروری نہیں تو اس مشورہ کا کیا فائدہ ہے وہ تو ایک لغو کام بن جاتا ہے اور انبیاء اور اولیاء کی شان کے خلاف ہے کہ کوئی لغو کام کریں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ مشورہ لغو نہیں بلکہ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص ایک بات سوچتا ہے دوسرے کو اس سے بہتر سوجھ جاتی ہے۔ پس مشورہ سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ مختلف لوگوں کے خیالات سن کر بہتر رائے قائم کرنے کا انسان کو موقعہ ملتا ہے۔ جب ایک آدمی چند آدمیوں سے رائے پوچھتا ہے تو بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ان میں سے کوئی ایسی تدبیر بتا دیتا ہے جو اسے نہیں معلوم تھی۔ جیسا کہ عام طور پر لوگ اپنے دوستوں سے مشورہ کرتے ہیں کیا پھر اسے ضرور مان بھی لیا کرتے ہیں۔ پھر اگر مانتے نہیں تو کیوں پوچھتے ہیں؟ اس لئے کہ شاید کوئی بہتر بات معلوم ہو۔ پس مشورہ سے یہ غرض نہیں ہوتی کہ اس پر ضرور کاربند ہوں بلکہ یہ غرض ہوتی ہے کہ ممکن ہے بہت سے لوگوں کے خیالات سن کر کوئی اور مفید بات معلوم ہو سکے۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ میں مشورہ لینے والا مخاطب ہے۔ اگر فیصلہ مجلس شوریٰ کا ہوتا تو یوں حکم ہوتا کہ فَاِذَا عَزَمْتُمْ فَتَوَكَّلُوْا عَلَى اللّٰهِ۔ اگر تم سب لوگ ایک بات پر قائم ہو جاؤ تو اللہ پر توکل کر کے کام شروع کر دو۔ مگر یہاں صرف اس مشورہ کرنے والے کو کہا کہ تو جس بات پر قائم ہو جائے اسے توکلاً علی اللّٰہ شروع کر دے۔ دوسرے یہاں کسی کثرت رائے کا ذکر ہی نہیں بلکہ یہ کہا ہے کہ لوگوں سے مشورہ لے۔ یہ نہیں کہا کہ ان کی کثرت دیکھ اور جس پر کثرت ہو اس کی مان لے۔ یہ تو لوگ اپنی طرف سے ملا لیتے ہیں۔ قرآن کریم میں کہیں نہیں کہ پھر ووٹ لئے جائیں اور جس طرف کثرت ہو اس رائے کے مطابق عمل کرے۔ بلکہ یوں فرمایا ہے کہ لوگوں سے پوچھ۔ مختلف مشوروں کو سن کر جس بات کا تو قصد کرے (عَزَمْتَ کے معنے ہیں جس بات کا تو پختہ ارادہ کرے) اس پر عمل کر اور کسی سے نہ ڈر بلکہ خدا تعالیٰ پر توکل کر۔

شَاوِرْهُمْ کے لفظ پر غور کرو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مشورہ لینے والا ایک ہے دو بھی نہیں اور جن سے مشورہ لینا ہے وہ بہر حال تین یا تین سے زیادہ ہوں۔ پھر وہ اس مشورہ پر غور کرے۔ پھر حکم ہے فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ۔ جس بات پر عزم کرے اس کو پورا کرے اور کسی کی پرواہ نہ کرے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس عزم کی خوب نظیر ملتی ہے۔ جب لوگ مرتد ہونے لگے تو مشورہ دیا گیا کہ آپ اس لشکر کو روک لیں جو اسامہؓ کے زیر کمانڈ جانے والا تھا۔ مگر انہوں نے جواب دیا کہ جو لشکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے میں اسے واپس نہیں کر سکتا۔ ابو قحافہ کے بیٹے کی طاقت نہیں کہ ایسا کر سکے۔ پھر بعض کو رکھ بھی لیا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ بھی اسی لشکر میں جا رہے تھے ان کو روک لیا گیا۔

پھر زکوٰۃ کے متعلق کہا گیا کہ مرتد ہونے سے بچانے کیلئے ان کو معاف کر دو۔ انہوں نے جواب دیا کہ اگر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اونٹ باندھنے کی ایک رسّی بھی دیتے تھے تو وہ بھی نہ چھوڑوں گا۔ اور اگر تم سب مجھے چھوڑ کر چلے جاؤ اور مرتدین کے ساتھ جنگل کے درندے بھی مل جائیں تو میں اکیلا ان سب کے ساتھ جنگ کروں گا۔ یہ عزم کا نمونہ ہے۔ پھر کیا ہوا تم جانتے ہو؟ خدا تعالیٰ نے فتوحات کا ایک دروازہ کھول دیا۔ یاد رکھو جب خدا سے انسان ڈرتا ہے تو پھر مخلوق کا رعب اس کے دل پر اثر نہیں کر سکتا۔

(منصب خلافت صفحہ 1)

☆......☆......☆

پیغام سکوں

یہی نوع بشر کے واسطے تقدیر یزدانی
نبوت قدرت اول، خلافت قدرت ثانی
وہ لفظ مختصر یہ مثل تفسیر و حواشی ہے
نبوت تخم ریزی ہے، خلافت آبپاشی ہے
یہی عکسِ خداوندی ہے، آئینہ ہستی میں
یہ پیغامِ سکوں گویا ہے ہنگاموں کی بستی میں
یہی پیغمبری کا نقش ہے، ظل نبوت ہے
پریشانی کے عالم میں یہی تسکینِ ملت ہے
کبھی صدیق ہو کر اس نے باطل کو کچل ڈالا
ہزاروں آندھیوں کا اک نگہ سے رخ بدل ڈالا
اسی نے عہد فاروقی میں ملت کو جنوں بخشا
کبھی عثمان و حیدر ہو کے ہر دل کو سکوں بخشا
خلافت کی قبائے تام میں کامل امام آیا
تجلی نور حق کی لے کے ہے ماہ تمام آیا
خدا نے از سر نو اپنی رحمت کو اُتارا ہے
وہی محمود کے پیکر میں اب پھر جلوہ آرا ہے
کبھی ناصرؔ کبھی طاہرؔ کبھی مسرور کا جلوہ
حقیقت میں خلافت ہے خدا کے نور کا جلوہ
اسی کشتی کو طوفانوں میں دستِ غیب کھیتا ہے
وساطت سے جماعت کی خدا خود ووٹ دیتا ہے
ز فیض دل لہو کی ہر رگ و پے میں روانی ہے
خلافت ہی سے وابستہ نظام زندگانی ہے
اگر سینے میں دل قائم لہو بھی جوش و قوت بھی
خلافت ہے اگر زندہ عمل بھی ذوق و جدت بھی
فروغ محفل ملت چراغ انجمن یہ ہے
مگر روحِ جماعت کے لئے مثل بدن یہ ہے
اگر اسلام ہم کرتے رہے آئیں کی پابندی
رہے گا تا ابد جاری یہ فیضان خداوندی

عبدالسلام

کسی خلیفہ کی رائے دوسرے خلیفہ کے سامنے سند کے طور پر پیش نہیں کی جا سکتی

مسیح موعود کے ساتھ اختلاف کرنے کی کسی خلیفہ کو مجال نہیں

میں وہی کہوں گا جو دعا اور استغفار کے بعد تقویٰ سے مجھے دکھائی دے گا

آداب خلافت کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی نصائح

اگر کوئی یہ کہے کہ تم کون ہوتے ہو۔ تمہاری کیا حیثیت ہے مصلح موعود کے سامنے کھڑے ہو کر ان کے استدلال پر ایک تبصرہ بھی کر رہے ہو۔ میری کوئی حیثیت نہیں مگر ایک بات لازم ہے کہ جو قرآن کو عزت دے گا وہی عزت پائے گا۔ ہماری اول وفا ماں باپ یا اپنے بزرگوں کے فیصلوں سے نہیں بلکہ قرآن سے وفا ہے اور اس راہ میں سوائے حضرت مسیح موعود کے فتویٰ کے میں اس دور کے اوپر کسی اور کا فتویٰ جاری نہیں سمجھتا کیونکہ مسیح موعود کو خدا نے امام مہدی کا لقب دیا اور سارے دور کے بادشاہ بنائے گئے ہیں۔ خلفاء اپنے وقت میں اپنے فتووں کے اوپر عمل درآمد کرانے کے مجاز ہیں۔ دوسرے خلیفہ کے سامنے پہلے خلیفہ کی رائے ایک سند کے طور پر اس طرح پیش نہیں کی جا سکتی کہ چونکہ اس نے یہ فیصلہ دے دیا تھا اس لئے تم اس کے خلاف بات نہیں کر سکتے۔ اگر استنباط قرآن سے ہو اور حدیث سے ہو اور عقل سے ہو تو پھر ہر خلیفہ وقت کو اختیار ہے۔ ہاں وہ خلیفہ مر جاتا ہے تو کل کا خلیفہ اگر پہلے کی طرف واپس آجائے تو اس کا بھی حق ہے۔ اس طرح اندرونی تضاد کبھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ نہ ہوا تو Papacy والا حال ہو جائے گا جہاں یہ تصور کیا گیا کہ کوئی پوپ بھی خطا نہیں کر سکتا۔ ہر پوپ معصوم عن الخطاء ہے۔ اس لئے جب ہر پوپ کو معصوم عن الخطاء سمجھا تو اس کے فیصلہ کو اس کی زندگی میں ہی نافذ نہیں کیا بلکہ آئندہ بھی نافذ سمجھا گیا جبکہ آئندہ آنے والے پوپوں نے اس سے اختلاف کر لیا اور وہ بھی معصوم عن الخطاء ہے۔ یہی جھگڑا ائمہ کا چل چکا ہے کہ فلاں بیٹے کو اپنے لقب پانے سے محروم کر کے کسی دوسرے کو امام بنا دیا۔ اسماعیلی فرقہ اسی طرح بنا ہے۔ اسماعیل بڑے بیٹے تھے ان کو بظاہر امامت ملنی چاہئے تھی۔ ان کو محروم قرار دے کر ان کے چھوٹے بھائی کو امام بنا دیا اور جنہوں نے اس فیصلے کو قبول کیا انہوں نے کہا اب یہ امامت جاری ہے۔ چھٹے سے اب امامت آگے چل پڑی ہے۔ جنہوں نے اس کو تسلیم نہیں کیا انہوں نے کہا چونکہ امام معصوم عن الخطاء ہے اس لئے ان کے نزدیک اسماعیل جوان کے بیٹے تھے ان کو پہلے وہ امام بنا چکے تھے۔ تسلیم کر چکے تھے اپنے بعد۔ اس کے حق میں وصیت کر چکے تھے اس لئے ان کو تبدیلی کا کوئی حق نہیں تھا ور نہ خطا ہو گی۔ اس لئے ان کا وہ فیصلہ کالعدم ہے اور اس طرح ان کا معصوم عن الخطا ہونا ثابت کر گیا کہ ان کا اپنا فیصلہ دوسرے بیٹے کے حق میں خطا ہے۔ تو یہ اندرونی تضاد تو بڑا واضح ہے لیکن اس کو نظر انداز کر کے جب معصوم عن الخطاء کی بحثوں میں پڑتے ہیں تو یہ سارے معاملات اور یہ سارے جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں۔

کوئی خلیفہ بھی معصوم عن الخطاء ان معنوں میں نہیں ہے۔ ان معنوں میں تو ہم ایمان رکھتے ہیں کہ خلیفہ کا ایسا فیصلہ جو جماعت کے مفادات سے تعلق رکھتا ہو اگر غلط ہو گا تو اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے گا۔ کیونکہ اس وقت اس کی بات ماننی ضروری ہے اور یا اس کو خدا خود سمجھا دے گا اور وہ فیصلہ کو تبدیل کر دے گا یا جماعت کو اس کے شر سے بچائے گا۔ آج تک جو تاریخ ہے وہ کلیۃً اس کی تائید کر رہی ہے کہ خلیفہ وقت کا کوئی فیصلہ کبھی بھی جماعت کے خلاف ثابت نہیں ہوا مگر یہ کہ قرآن کریم کی بعض آیات کی تفسیر میں یا مسائل کی تحقیق میں ہر خلیفہ معصوم عن الخطاء ہے یہ بالکل غلط ہے۔ اگر یہ ہو تو حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے خلیفۃ المسیح الثانی سے اختلافات یا برعکس کہنا چاہئے یہ کیسے ہو گئے مسائل میں۔ کئی تفسیری مسائل میں میں پہلے بھی اختلاف کر چکا ہوں۔ بعض لوگوں نے اس پر بڑی ناپسندیدگی کا اظہار بھی کیا۔ میں نے کوئی پرواہ نہیں کی۔ میں نے کہا میں نے تمہیں جان نہیں دینی اللہ کو جان دینی ہے۔ تقویٰ سے جو چیز مجھے جب تک دکھائی دے گی میں وہی کہوں گا جو مجھے دکھائی دے رہی ہے لیکن اس سے پہلے کہ میں اس بات تک پہنچوں میں دعا کے بعد استغفار کے بعد اللہ تعالیٰ سے مدد ہمیشہ مانگتا ہوں کہ اگر یہ غلطی ہے تو مجھے پھر اس دوسری ٹھوکر سے بھی بچا لے۔ ایک تو غلط بات کہوں اور دوسرے اپنے سے بالا صاحب علم اور صاحب مقام آدمی کی بات کے مخالف ایک اور بات پیش کروں۔ دو ٹھوکریں ہو گئیں نا۔ لیکن اگر یہ نہ ہو تو میں لازماً مجبور ہوں۔ وہی کہوں گا جو قرآن سے مجھے سمجھ آئے گا۔ وہی کہوں گا جو استنباط میرا دل تقویٰ کے ساتھ کرے گا اور اس وقت تک یہ فیصلہ چلے گا جب تک میں زندہ ہوں۔ جب میں مر جاؤں گا تو اگلے خلیفہ کا حق ہے خواہ وہ میرے ساتھ موافقت کرے یا پہلے کسی اور سے موافقت کرے لیکن تضاد نہیں ہو گا کیونکہ ہر خلیفہ کا دور اس کا اپنا دور ہے۔ مسیح موعود سے نہ میری مجال ہے کہ کوئی اختلاف کروں نہ کسی آئندہ آنے والے خلیفہ کی مجال ہے کہ وہ اختلاف کرے۔ اس لئے کہ مسیح موعود خدا کے مقرر کردہ امام ہیں۔ ان معنوں میں معصوم عن الخطاء کے جو بھی معنے ہیں آپ پر پورے آتے ہیں لیکن ایک اور جھگڑا پیدا ہو سکتا ہے اس کی بھی وضاحت کر دوں۔ کوئی شخص کہے کہ میں مسیح موعود کا یہ مطلب سمجھتا ہوں اور آپ یہ سمجھ رہے ہیں اس لئے آپ غلط کہہ رہے ہیں۔ اس میں پھر خلیفہ وقت کی بات مانی جائے گی۔ خلیفہ وقت کے لئے ناممکن ہے کہ مسیح موعود کا ایک مؤقف سمجھ کر پھر اس کے مخالف کوئی تصور بھی باندھ سکے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے اگر کوئی ماں سے زیادہ چاہے گا تو پھپھے کٹنی ہو گا۔ یا بیچارے کو غلط فہمی ہو گئی ہو گی۔ یہ تو اس کا حق ہے کہ وہ خلیفہ وقت کو لکھے کہ آپ کی بات سن لی مگر مجھے ابھی بھی یہی لگ رہا ہے کہ حضرت مسیح موعود کا یہ مسلک نہیں وہ مسلک ہے۔ اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ کوئی مجھے لکھتا ہے۔ میں کہتا ہوں ٹھیک ہے آپ یہی سمجھتے رہیں۔ مگر جماعت کے سامنے حضرت مسیح موعود کا ایک مؤقف، خلیفہ وقت پیش کرتا ہے۔ اس کے مقابل پر کسی شخص کو اپنے دوسرے مؤقف کو پیش کرنے کا کوئی حق نہیں۔

(اقتباس از درس القرآن مطبوعہ الفضل 22 مئی 1999ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ 27 مئی 2005ء سے اقتباسات

جب تک ایسی مائیں پیدا ہوتی رہیں گی جن کی گود میں خلافت سے محبت کرنے والے بچے پروان چڑھیں گے اس وقت تک خلافت احمدیہ کو کوئی خطرہ نہیں

افریقہ کے دورہ میں افراد جماعت کی خلافت سے بے پناہ محبت اور اخلاص و وفا کے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ

اب احمدیت کا علمبردار وہی ہے جو نیک اعمال کرنے والا اور خلافت سے چمٹا رہنے والا ہے

خلافت سے متعلق بعض وسوسہ اندازوں کی چالوں کا ذکر کرتے ہوئے ان کا زبردست جواب

خدا تعالیٰ کے فضل سے قیامت تک یہ سلسلۂ خلافت قائم رہے گا اور کوئی شیطان اس میں رخنہ اندازی نہیں کر سکے گا

آج 97 سال گزرنے کے بعد جماعت احمدیہ کا ہر بچہ، جوان، بوڑھا، مرد اور عورت اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی اس بارے میں فعلی شہادت گزشتہ 97 سال سے پوری ہوتی دیکھی ہے اور دیکھ رہا ہوں۔ اور نہ صرف احمدی بلکہ غیر از جماعت بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ گزشتہ مثالیں تو بہت ساری ہیں حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد، پھر حضرت خلیفہ اول کی وفات کے بعد، پھر حضرت مصلح موعود کی وفات کے بعد۔ لیکن جیسے کہ میں پہلے بھی ایک دفعہ بتا چکا ہوں کہ خلافت خامسہ کے انتخاب کی کارروائی دیکھ کر، جو ایم ٹی اے پر دکھائی گئی تھی، مخالفین نے یہ اعتراف کیا کہ تمہارے سچے ہونے کا تو ہمیں پتہ نہیں لیکن یہ بہرحال پتہ لگ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت تمہارے ساتھ ہے۔ تو بہرحال یہ اللہ تعالیٰ کا جماعت احمدیہ پر بہت بڑا احسان ہے اور اس کی نعمت ہے جس کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔ اور یہ شکر ہی ہے جو اس نعمت کو مزید بڑھاتا چلا جائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ .... یعنی اگر تم شکر گزار بنے رہو تو میں اور بھی زیادہ دوں گا۔ اس نعمت کے جو افضال ہیں ان سے میں تمہیں بھرتا چلا جاؤں گا۔

ایک صاحب نے مجھے لکھا، شروع کی بات ہے، کہ تم بڑی پلاننگ کر کے خلیفہ بنے ہو۔ پلاننگ کیا تھی؟ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی وفات کا اعلان الفضل اور ایم ٹی اے پر تمہاری طرف سے ہوتا تھا تا کہ لوگ تمہاری طرف متوجہ ہوں۔ اِنَّا لِلّٰہ ۔ یہ میری مجبوری تھی اس لئے کہ حسب قواعد مجھے ناظر اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے یہ کرنا تھا۔ بہرحال جرأت اس شخص میں بھی نہیں جس نے یہ لکھا کیونکہ یہ بے نام خط تھا۔ تو ایسا شخص تو خود منافق ہے۔ اگر خلافت پر اعتماد نہیں تو پھر احمدی رہنے کا بھی فائدہ نہیں۔ اور اگر پھر بھی ایسا شخص اپنے آپ کو احمدی ثابت کرتا ہے تو وہ منافق ہے۔ مختصراً بتا دوں کہ **اس وقت میرا تو یہ حال تھا کہ جب نام پیش ہوا تو میں ہل کر رہ گیا تھا اور یہ دعا کر رہا تھا کہ کسی کا بھی ہاتھ میرے حق میں کھڑا نہ ہو۔ اور اس تمام کارروائی کے دوران جو میری حالت تھی وہ میں جانتا ہوں یا میرا خدا جانتا ہے۔** یہ تو بے وقوفوں والی بات ہے کسی کا یہ سوچنا کہ خلافت کے لئے کوئی اپنے آپ کو پیش کرے۔ عموماً غیر مجھ سے پوچھتے ہیں تو اُن کو میں ہمیشہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا یہ جواب دیا کرتا ہوں، ان سے بھی کسی نے پوچھا تھا کہ کیا آپ کو پتہ تھا کہ آپ خلیفہ منتخب ہو جائیں گے۔ تو ان کا جواب یہ تھا کہ کوئی عقلمند آدمی یہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا۔ تو یہ صاحب لکھنے والے یا تو مجھے بیوقوف سمجھتے ہیں اور اپنی بات کی یہ خود ہی تردید بھی کر رہے ہیں (جس سے لگتا ہے کہ یہ بیوقوف نہیں سمجھتے) کیونکہ خود ہی کہہ رہے ہیں کہ تم نے بڑی ہوشیاری سے اپنا نام پیش کروایا۔ بہرحال مختلف وقتوں میں شیطان اپنی چالیں چلتا رہتا ہے۔ ....

پس بجائے ہوشیاریاں، چالاکیاں دکھانے کے صالح بنو اور دعاؤں میں لگے رہو تا کہ یہ خلافت کا انعام تم میں ہمیشہ جاری رہے۔ جیسا کہ میں نے کہا یہ اعزاز قائم رکھنے کے لئے، اگر یہ گزشتہ 97 سال سے کسی خاص ملک کے لوگوں کے حصے میں آ رہا ہے یا حضرت مسیح موعود کے خاندان کے حصے میں آ رہا ہے تو اس کو قائم رکھنے کے لئے، دعاؤں اور نیک اعمال کی ضرورت ہے۔ ورنہ کوئی قوم بھی جو اخلاص اور وفا اور تقویٰ میں بڑھنے والی ہو گی اس علم کو بلند کرنے والی ہو گی۔ کیونکہ یہ تو حضرت مسیح موعود سے خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ یہ قدرت دائمی ہے۔ اس میں تو کوئی شک نہیں لیکن دائمی قدرت کے ساتھ شرائط ہیں۔ اعمال صالحہ۔

اب افریقہ کے دورے میں گزشتہ سال کی طرح اس دفعہ بھی مختلف ملکوں میں جا کر میں نے احمدیوں کے اخلاص و وفا کے جو نظارے دیکھے ہیں ان کی ایک تفصیل ہے۔ بعض محسوس کئے جا سکتے ہیں، بیان نہیں کئے جا سکتے۔ تنزانیہ کے ایک دور دراز علاقے میں جہاں سڑکیں اتنی خراب ہیں کہ ایک شہر سے دوسرے شہر تک پہنچنے میں چھ سات سو کلومیٹر کا سفر بعض دفعہ آٹھ دس دن میں طے ہوتا ہے۔ ہم اس علاقہ کے ایک نسبتاً بڑے قصبے میں جہاں چھوٹا سا ائرپورٹ ہے، چھوٹے جہاز کے ذریعہ سے گئے تھے تو وہاں لوگ اردگرد سے بھی ملنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ان میں جوش قابل دید تھا۔ بہت جگہوں پر وہاں ایم ٹی اے کی سہولت بھی نہیں ہے۔ اس لئے یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ ایم ٹی اے دیکھ کر اور تصویریں دیکھ کر یہ تعلق پیدا ہو گیا تھا۔ یہ جوش بتاتا تھا کہ خلافت سے ان نیک عمل کرنے والوں کو ایک خاص پیار اور تعلق ہے۔ جن سے مصافحے ہوئے ان کے جذبات کو بیان کرنا بھی میرے لئے مشکل ہے۔ **ایک مثال دیتا ہوں۔ مصافحے کے لئے لوگ لائن میں تھے ایک شخص نے ہاتھ بڑھایا اور ساتھ ہی جذبات سے مغلوب ہو کر رونا شروع کر دیا۔ کیا یہ تعلق، یہ محبت کا اظہار، ملوک یا بادشاہوں کے ساتھ ہوتا ہے یا خدا کی طرف سے دلوں میں پیدا کیا جاتا ہے۔**

ایک صاحب پرانے احمدی جو فالج کی وجہ سے بہت بیمار تھے، ضد کر کے 40-50 کلومیٹر یا میل کا فاصلہ طے کر کے مجھ سے ملنے کے لئے آئے۔ اور فالج سے ان کے ہاتھ مڑ گئے تھے، ان مڑے ہوئے ہاتھوں سے اس مضبوطی سے انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا کہ مجھے لگا کہ جس طرح شکنجے میں ہاتھ آ گیا ہے۔ کیا اتنا تردد کوئی دنیا داری کے لئے کرتا ہے۔ غرض کہ جذبات کی مختلف کیفیات تھیں۔ یہی حال کینیا کے دور دراز کے علاقوں کے احمدیوں میں تھا اور یہی جذبات یوگنڈا کے دور دراز علاقوں میں رہنے والے احمدیوں کے تھے۔ جو رپورٹس شائع ہوں گی ان کو پڑھ

لیں خود ہی پتہ چل جائے گا کہ خلافت کے لئے لوگوں میں کس قدر اخلاص ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ یہی نیک عمل اور اخلاص جماعت احمدیہ میں ہمیشہ استحکام اور قیام خلافت کا باعث بنتا چلا جائے گا۔

مجلس انتخاب میں تو بہت سے ایسے ممبران تھے جو مجھے جانتے بھی نہیں تھے لیکن الٰہی تقدیر کے ماتحت انہوں نے میرے حق میں رائے دی اور اکثر نے یہ کہا کہ ہمارے دل میں یہ خدائی تحریک پیدا ہوئی ہے۔..........

(حضور نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے ایک مضمون کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا)

یہ بتا دوں کہ جب یہ مضمون شائع ہوا تھا۔ جیسا کہ میں نے شروع میں یہ ذکر کیا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اس کا جواب بھی لکھا تھا۔ تو میرے والد صاحب صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں لکھا تھا کہ حضرت میاں صاحب کا جو یہ مضمون ہے اس میں جو ملوکیت والا حصہ ہے اس سے مجھے اتفاق نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود کی تحریرات اور بعض الہامات سے تو یہ ثابت نہیں ہوتا۔ ضمناً بتا دوں کہ یہ خط جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں میرے والد صاحب نے لکھا تھا وہ خط بھی میں نے پڑھا ہوا ہے۔ پرانے کاغذات ایک دن میں دیکھ رہا تھا ان میں سے مجھے مل گیا۔ اور اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا نوٹ بھی تھا کہ تمہارا خیال ٹھیک ہے۔ (کیونکہ اس کو پڑھتے ہوئے کافی دیر ہو گئی) مجھے یاد پڑتا ہے آپ نے یہ بھی لکھا تھا کہ احمدیت کی خلافت ملوکیت میں نہیں بدلے گی۔ بہر حال پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے الفضل میں ایک پیغام شائع کروایا جو میں پڑھ دیتا ہوں تا کہ جن ذہنوں میں غلط فہمی ہے وہ دور ہو جائے۔ اور یہ بھی اتفاق کہہ لیں، جیسے میں نے بتا دیا، یا الٰہی تقدیر کہ میرے والد صاحب کے ذریعہ ہی اُس وقت خلیفۂ وقت کو اس طرف توجہ پیدا ہوئی اور آپ نے وضاحت فرمائی۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ: ”عزیزم مرزا منصور احمد نے میری توجہ ایک مضمون کی طرف پھیری ہے جو مرزا بشیر احمد صاحب نے خلافت کے متعلق شائع کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ غالباً اس مضمون میں ایک پہلو کی طرف پوری توجہ نہیں کی گئی۔ جس میں مرزا بشیر احمد صاحب نے یہ تحریر کیا ہے کہ خلافت کا دور ایک حدیث کے مطابق عارضی اور وقتی ہے۔ میں نے اس خط سے پہلے یہ مضمون نہیں پڑھا تھا۔ اس خط کی بنا پر میں نے اس مضمون کا وہ حصہ نکال کر سنا تو میں نے بھی سمجھا کہ اس میں صحیح حقیقت خلافت کے بارے میں پیش نہیں کی گئی۔ مرزا بشیر احمد صاحب نے جس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ خلافت کے بعد حکومت ہوتی ہے۔ اس حدیث میں قانون نہیں بیان کیا گیا بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کے حالات کے متعلق پیشگوئی کی گئی ہے اور پیشگوئی صرف ایک وقت کے متعلق ہوتی ہے۔ سب اوقات کے متعلق نہیں ہوتی۔ یہ امر کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت نے ہونا تھا اور خلافت کے بعد حکومت مستبدّہ نے ہونا تھا اور ایسا ہی ہو گیا۔ اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ ہر مامور کے بعد ایسا ہی ہوا کرے گا۔ قرآن کریم میں جہاں خلافت کا ذکر ہے وہاں یہ بتایا گیا ہے کہ خلافت ایک انعام ہے۔ پس جب تک کوئی قوم اس انعام کی مستحق رہتی ہے وہ انعام اسے ملتا رہے گا۔ پس جہاں تک مسئلہ اور قانون کا سوال ہے وہ صرف یہ ہے کہ ہر نبی کے بعد خلافت ہوتی ہے اور وہ خلافت اس وقت تک چلتی چلی جاتی ہے جب تک کوئی قوم خود ہی اپنے آپ کو خلافت کے انعام سے محروم نہ کر دے۔ لیکن اس اصل سے ہرگز یہ بات نہیں نکلتی کہ خلافت کا مٹ جانا لازمی ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کی خلافت اب تک چلی آ رہی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہم کہتے ہیں کہ پوپ صحیح معنوں میں حضرت مسیح علیہ السلام کا خلیفہ نہیں لیکن ساتھ ہی ہم یہ بھی تو مانتے ہیں کہ امت عیسوی بھی صحیح معنوں میں مسیح کی امت نہیں۔ پس جیسے کو تیسا تو ملا ہے مگر ضرور ہے بلکہ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ جیسے موسیٰؑ کے بعد ان کی خلافت عارضی رہی لیکن حضرت عیسیٰؑ کے بعد ان کی خلافت کسی نہ کسی شکل میں ہزاروں سال تک قائم رہی۔ اس طرح گو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت ....تواتر کے رنگ میں عارضی رہی لیکن مسیح (موعود) کی خلافت..........ایک غیر معین عرصے تک چلتی چلی جائے گی۔..........پس جہاں میرے نزدیک یہ بحث نہ صرف یہ کہ بیکار ہے بلکہ خطرناک ہے کہ ہم خلافت کے عرصے سے متعلق بحثیں شروع کر دیں وہاں یہ امر ظاہر ہے کہ سلسلہ احمدیہ میں خلافت ایک بہت لمبے عرصے تک چلے گی جس کا قیاس بھی اس وقت نہیں کیا جا سکتا۔ (یعنی اس لمبے عرصے کے بارے میں سوچا بھی نہیں جا سکتا یہ کہاں تک ہے؟) اور اگر خدانخواستہ بیچ میں کوئی وقفہ پڑے بھی تو وہ حقیقی وقفہ نہیں ہو گا بلکہ ایسے ہی وقفہ ہو گا جیسے دریا بعض دفعہ زمین کے نیچے گھس جاتے ہیں اور پھر باہر نکل آتے ہیں۔ کیونکہ جو کچھ ....کے قرون اولیٰ میں ہوا وہ ان حالات سے مخصوص تھا وہ ہر زمانے کے لئے قاعدہ نہیں تھا“۔

(الفضل 3/اپریل 1952ء)

تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی یہ وضاحت میرے خیال میں کافی ہے کیونکہ آپ کو بہر حال اللہ تعالیٰ کی طرف سے رہنمائی ملتی تھی۔ ایسے خلیفہ تھے، مصلح موعود تھے، حضرت مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ظاہری و باطنی علوم سے پُر کئے جانے کے بارے میں بتایا تھا۔ اور بہر حال خلیفہ کے مقابل پر کوئی شخص بھی چاہے وہ کتنا ہی عالم ہو کم حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ جماعت کی رہنمائی اور بہتری کے لئے اللہ تعالیٰ خلیفہ سے ایسے الفاظ نکلوا دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی منشا کے مطابق ہوں۔ پس ہر ایک احمدی کو کوشش کرنی چاہئے کہ جیسا کہ پہلے بھی ذکر آ چکا ہے کہ لغویات اور فضولیات میں نہ پڑیں اور استحکام خلافت کے لئے دعائیں کریں تا کہ خلافت کی برکات آپ میں ہمیشہ قائم رہیں۔

جہاں تک میرا سوال ہے، میری غلطیاں اگر نظر آتی ہیں تو مجھے بتائیں لیکن ہر جگہ بیٹھ کر یا خاص دوستوں میں بیٹھ کر، (بعض جگہ سے ایسی رپورٹیں مل جاتی ہیں) کسی کو باتیں کرنے کا حق نہیں ہے کہ اس میں یہ کمی ہے یا یہ کمزوری ہے۔ اگر نیک نیت ہیں تو مجھے بتائیں۔

حضرت مصلح موعود ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ ”میں سمجھتا ہوں کہ اگر جماعت احمدیہ ایمان بالخلافت پر قائم رہی اور اس کے قیام کے لئے صحیح جدوجہد کرتی رہی تو خدا تعالیٰ کے فضل سے قیامت تک یہ سلسلۂ خلافت قائم رہے گا اور کوئی شیطان اس میں رخنہ اندازی نہیں کر سکے گا“۔ پس ہر احمدی کو اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھتے ہوئے دعاؤں کے ذریعہ سے ان فضلوں کو سمیٹنا چاہئے جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود سے فرمایا ہے۔ اپنے بزرگوں کی اس قربانی کو یاد کریں اور ہمیشہ یاد رکھیں کہ انہوں نے جو قیام اور استحکام خلافت کے لئے بھی بہت قربانیاں دیں۔ آپ میں سے بہت بڑی تعداد جو میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں یا جو میری زبان میں میری باتیں سمجھ سکتے ہیں اپنے اندر خاص تبدیلیاں پیدا کریں۔ پہلے سے بڑھ کر ایمان و اخلاص میں ترقی کریں۔ ان لوگوں کی طرف دیکھیں جو باوجود زبان براہ راست نہ سمجھنے کے، باوجود بہت کم رابطے کے، بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے زندگی میں پہلی دفعہ کسی خلیفہ کو دیکھا ہو

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ٹیبل ٹینس کھیلتے ہوئے

دوخلفاء سلسلہ۔خلافت پر متمکن ہونے سے پہلے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع خلافت سے پہلے مجلس انصاراللہ کے بعض رفقاء کے ساتھ

فرقان بٹالین میں حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالث) بائیں سے تیسرے

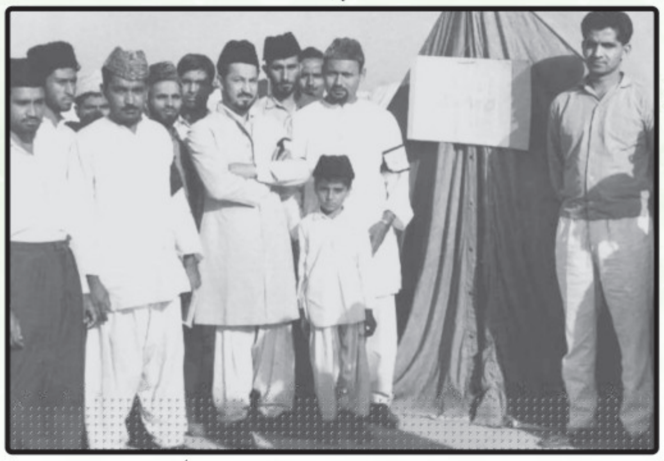

مجلس خدام الاحمدیہ میں خدمات کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابع

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا خلافت سے پہلے جلسہ سالانہ پر خطاب

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے ساتھ خلافت سے پہلے دوخدام سلسلہ
محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب۔محترم چوہدری حمیداللہ صاحب

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا خلافت سے پہلے ایوان محمود میں خطاب

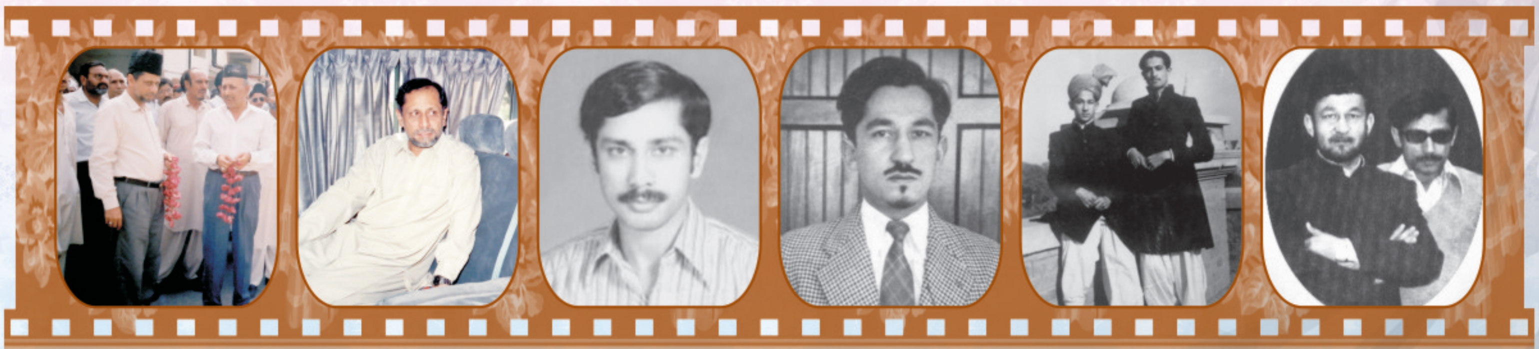

نوجوان دوستوں کے ساتھ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا پہلا خطبہ جمعہ (بیت اقصیٰ ربوہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع (خلافت سے قبل) کے ساتھ کچھ غیر ملکی احباب

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع اور حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب محوگفتگو

لائبیریا کے صدر، ایوان صدر میں حضرت خلیفہ رابع کا استقبال کر رہے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع جلسہ سالانہ ربوہ سے خطاب فرما رہے ہیں

صد شکر ہے کہ ہم اس گلشن میں آرام وسکون سے رہتے ہیں

صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر تجدید بیعت

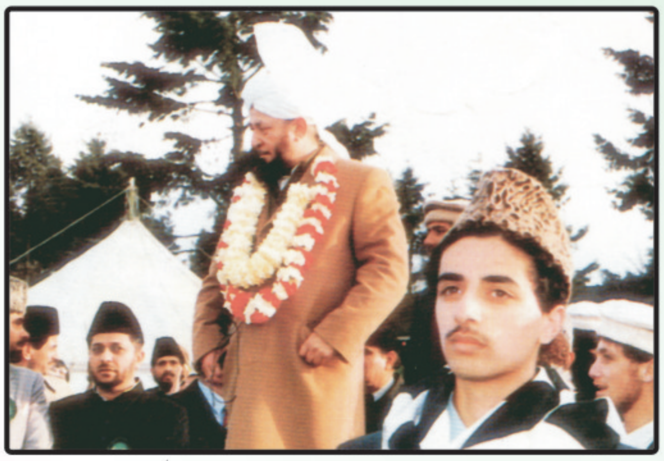

(1989ء)صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع افریقہ میں نماز کی امامت فرما رہے ہیں

نائیجیریا میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع پریس کے ایک نمائندہ کو انٹرویو دے رہے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایک تقریب میں (قبل از خلافت)

یہ لعل بے بہا ہے گوہر نایاب ہے پیارو

رفقاء حضرت مسیح موعود، حضرت خلیفہ رابع سے ملاقات کر رہے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فجی میں ڈیٹ لائن کے مقام پر

یہ خوشبوؤں سے معطر ہے، جس کی ساری فضا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس گلشن بہار میں ہیں

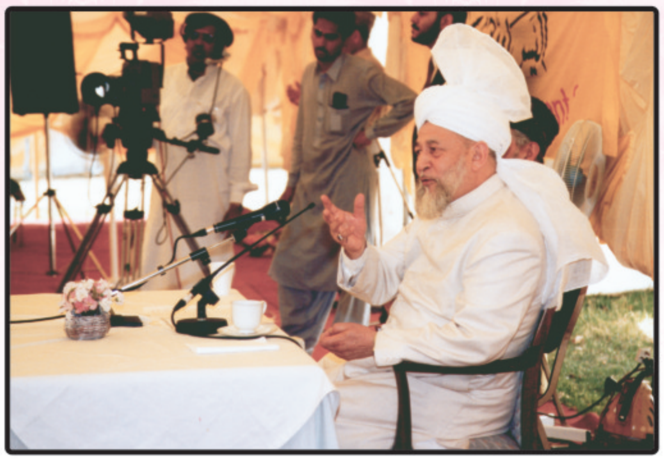

اس کا ہر بول تھا خدائی بول۔ اس میں بس بولتا خدا دیکھا

افریقن عمائدین حضرت خلیفہ رابع سے ملاقات کر رہے ہیں

حضرت خلیفہ رابع کے ساتھ مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی محو گفتگو

علم انعامی عطا فرماتے ہوئے

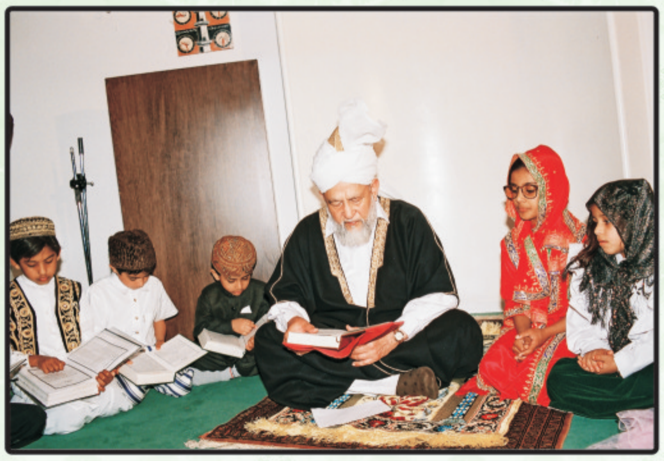

تقریب آمین میں شامل خوش نصیب بچے

ہم نے اک مرد باخدا دیکھا۔ نور ہی نور سے بھرا دیکھا

بادشاہ جو برکت لینے آئے

جرمنی کی ایک اہم شخصیت کو تحائف دیتے ہوئے

گا اخلاص و وفا میں بڑھ رہے ہیں۔ مثلاً یوگنڈا میں ہی جب ہم اترے ہیں اور گاڑی باہر نکلی تو ایک عورت اپنے بچے کو اٹھائے ہوئے، دو اڑھائی سال کا بچہ تھا، ساتھ ساتھ دوڑتی چلی جا رہی تھی۔ اس کی اپنی نظر میں بھی پہچان تھی، خلافت اور جماعت سے ایک تعلق نظر آ رہا تھا، وفا کا تعلق ظاہر ہو رہا تھا۔ اور بچے کی میری طرف توجہ نہیں تھی تھوڑی تھوڑی دیر بعد اس کا منہ اس طرف پھیرتی تھی کہ دیکھو اور کافی دور تک دوڑتی گئی۔ اتنا رش تھا کہ اس کو دھکے بھی لگتے رہے لیکن اس نے پرواہ نہیں کی۔ آخر جب بچے کی نظر پڑ گئی تو بچہ دیکھ کے مسکرایا۔ ہاتھ ہلایا۔ تب ماں کو چین آیا۔ تو بچے کے چہرے کی جو رونق اور مسکراہٹ تھی وہ بھی اس طرح تھی جیسے برسوں سے پہچانتا ہو۔ **تو جب تک ایسی مائیں پیدا ہوتی رہیں گی جن کی گود میں خلافت سے محبت کرنے والے بچے پروان چڑھیں گے اس وقت تک خلافت احمدیہ کو کوئی خطرہ نہیں۔**

تو جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ تو کسی کا رشتہ دار نہیں ہے۔ وہ تو ایسے ایمان لانے والوں کو جو عمل صالح بھی کر رہے ہوں، اپنی قدرت دکھاتا ہے اور اپنے وعدے پورے کرتا ہے۔ پس اپنے پر رحم کریں، اپنی نسلوں پر رحم کریں اور فضول بحثوں میں پڑنے کی بجائے یا ایسی بحثیں کرنے والوں کی مجلسوں میں بیٹھنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے حکم پر اور وعدے پر نظر رکھیں اور حضرت مسیح موعود کی جماعت کو مضبوط بنائیں۔ جماعت اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت پھیل چکی ہے اس لئے کسی کو یہ خیال نہیں آنا چاہئے کہ ہمارا خاندان، ہمارا ملک یا ہماری قوم ہی احمدیت کے علمبردار ہیں۔ اب احمدیت کا علمبردار وہی ہے جو نیک اعمال کرنے والا ہے اور خلافت سے چمٹا رہنے والا ہے۔..........

اس کے بعد اب میں پھر یہی کہتا ہوں کہ اگر کسی کے دل میں شر ہے تو استغفار کرے اور اسے نکال دے۔ حضرت مسیح موعود کی جماعت اس قدر پھیل چکی ہے اور ایمان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کر رہی ہے کہ باوجود رابطوں کی سہولیات نہ ہونے کے انشاء اللہ تعالیٰ خلافت سے دور ہٹانے کی کوئی سکیم، کوئی منصوبہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

ضمناً یہ بتا دوں کہ گو میں مشرقی افریقہ کے تین ملکوں کا دورہ کر کے آیا ہوں اور وہاں اندرون ملک غریب جماعتوں تک پہنچنے کی کوشش بھی کی ہے۔ لیکن بعض دوسرے ممالک مثلاً ایتھوپیا، صومالیہ، برونڈی، کانگو، موزمبیق، زیمبیا، زمبابوے وغیرہ کے لوگ بھی وفود کی شکل میں آئے ہوئے تھے اور ان سے بھی ملاقاتیں ہوئی ہیں۔ بعض لوگ تو سفر کی سہولتیں نہ ہونے اور کچی سڑکیں ہونے کے باوجود دو اڑھائی ہزار کلومیٹر کا سفر طے کر کے آئے تھے۔ اور غربت کے باوجود اپنے خرچ کر کے آئے تھے۔ ان کی کوئی مدد نہیں کی گئی۔ دنیاوی لیڈروں اور بادشاہوں کے لئے بھی لوگ جمع ہو جاتے ہیں لیکن بعض جگہ ان کو گھیر کے لایا جاتا ہے۔ پاکستان وغیرہ میں تو اکثر اسی طرح ہوتا ہے، لے کر آ جاتے ہیں اور جانے کے لئے پھر بیچاروں کے پاس پیسے نہیں ہوتے لیکن وہ اپنے ملک کے لوگ ہیں ان کے لئے اکٹھے بھی کر لیتے ہیں۔ لیکن ایک ایسا شخص جو نہ ان کی قوم کا ہے، نہ ان کی زبان جانتا ہے، نہ اور کوئی چیز کامن ہے اگر مشترک ہے تو ایک چیز کہ وہ احمدی ہیں اور خلافت سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ تو اسی لئے وہ اس قدر تردد کر کے آئے تھے اور یقیناً ان کو خلافت سے اور حضرت مسیح موعود سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔ اور سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے کی کوشش کی وجہ سے انہوں نے یہ اتنی تکلیفیں اٹھائیں۔ پس جب تک ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق ان تمام نعمتوں سے حصہ لیتی رہے گی جن کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے۔ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود نے ہمیں جن کے بارہ میں بتایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہر احمدی کو اخلاص و وفا اور اعمال صالحہ میں بڑھاتا چلا جائے اور ہمیشہ وہ خلافت سے جڑے رہیں۔

(الفضل 5 جولائی 2005ء)

اطاعت خلافت کے عملی نمونے

مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب

لفظ ''اَلطَّاعَۃُ'' کے معنی محض فرمانبرداری کے نہیں بلکہ ایسی فرمانبرداری کے ہیں جو بشاشت قلب سے کی جائے اور اس میں اپنی مرضی اور پسندیدگی بھی پائی جاتی ہو۔

اطاعت صرف اسے کہتے ہیں جس میں بشاشت قلب سے اللہ تعالیٰ کے احکام بجالائے جائیں اور اُن کے بجالاتے ہوئے انسان کو لذت اور سرور محسوس ہو۔

اسی اطاعت کا عملی نمونہ قرآن مجید میں بھی بیان ہوا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی رؤیا میں اپنے ہی بیٹے کی قربانی کا نظارہ دیکھا اور کامل بشاشت سے اپنے پیارے کمسن بیٹے اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کے لئے تیار ہوگئے اور آپ کے بیٹے حضرت اسماعیلؑ نے بھی دلی بشاشت کے ساتھ یہ کہا۔ اے میرے باپ آپ کو جو بھی حکم ملا ہے اسے پورا کریں (الصفت:103) میری فکر نہ کریں میں بھی پوری بشاشت سے خداتعالیٰ کے ہر حکم پہ قربان ہونے کو تیار ہوں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے مومن کی مثال نکیل والے اونٹ کی سی ہے جدھر اسے لے جاؤ ادھر چل پڑتا ہے اور اطاعت کا عادی ہوتا ہے۔

(مسند احمد جز4 صفحہ126۔ابوداؤد کتاب السنہ باب فی لزوم الطاعۃ)

حضرت مسیح موعود نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی فدائیت اور اطاعت کے بارے میں فرمایا:

''وہ میری ہر امر میں اس طرح پیروی کرتے ہیں جس طرح نبض حرکت قلب کی پیروی کرتی ہے۔''

یہی وہ اطاعت ہے جس کا خدا اور اس کا رسول ہم سے تقاضا کرتے ہیں۔

اطاعت خلافت کے لیے خلافت کی اہمیت کا جاننا بھی ضروری ہے۔ خلافت کیا ہے؟ یہ وہ عُروَۃُ وُثقٰی ہے جس کے لیے ٹوٹنا نہیں اور جو بھی اسے تھامے رکھے گا وہ ہلاکت سے بچ جائے گا۔ خلافت وہ حبل اللہ ہے جو ہمیں خدا سے ملاتی ہے اور ہر تفرقہ اور فساد سے بچاتی ہے۔ خلافت وہ شجرہ طیبہ ہے جس سے وابستہ رہ کے ہی ہم سرسبز رہ سکتے ہیں۔ جو اس شجرہ طیبہ سے جدا ہوتا ہے وہ سوکھی ہوئی ٹہنی کی طرح ہے جو کاٹے جانے کے لائق ہے۔

خلیفہ جانشین ہے رسول کا اور وہ ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہے۔ حضرت مسیح موعود اسی بارہ میں فرماتے ہیں کہ:

''انسان کے لیے دائمی طور پر بقاء نہیں لہٰذا خداتعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لیے تا قیامت رکھے۔ سو اسی غرض سے خداتعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانے میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔''

(شہادت القرآن روحانی خزائن جلد6 صفحہ 353)

حضرت مسیح موعود سورۃ الغاشیہ آیت: 18 کی آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''اُونٹوں میں ایک دوسرے کی پیروی اور اطاعت کی قوت رکھی ہے۔ دیکھو اُونٹوں کی ایک لمبی قطار ہوتی ہے اور وہ کس طرح پر اُس اُونٹ کے پیچھے ایک خاص انداز اور رفتار سے چلتے ہیں اور وہ اُونٹ جو سب سے پہلے بطور امام اور پیش رَو کے ہوتا ہے، وہ ہوتا ہے جو بڑا تجربہ کار اور راستہ سے واقف ہو۔ پھر سب اُونٹ ایک دوسرے کے پیچھے برابر رفتار سے چلتے ہیں اور ان میں سے کسی کے دِل میں برابر چلنے کی ہوس پیدا نہیں ہوتی جو دوسرے جانوروں میں ہے۔............

اسی طرح پر ضروری ہے کہ تمدنی اور اتحادی حالت کو قائم رکھنے کے واسطے ایک امام ہو۔ پھر یہ بھی یاد رہے کہ یہ قطار سفر کے وقت ہوتی ہے۔ پس دنیا کے سفر کو قطع کرنے کے واسطے جب تک ایک امام نہ ہو انسان بھٹک کر ہلاک ہو جاوے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ:393)

امام کو ماننا اور اس کی پیروی کرنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہؓ بن یمان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم شر کا زمانہ دیکھو تو جماعت اور ان کے امام کو مضبوطی سے پکڑ لینا اور اگر نہ جماعت ہو، نہ امام ہو تو تمام فرقوں سے جدا ہو جانا خواہ تمہیں درختوں کی جڑیں کھانی پڑیں۔

(بخاری کتاب الفتن باب کیف الامر اذالم تکن جماعۃ)

ایک اور جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ بن یمانؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا یعنی اگر تو اللہ کے خلیفہ کو زمین میں دیکھے تو اسے مضبوطی سے پکڑ لینا اگرچہ تیرا جسم نوچ دیا جائے اور تیرا مال چھین لیا جائے۔ (مسند احمد بن حنبل حدیث نمبر 22916)

ان احادیث میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تاکید فرمائی ہے کہ تم امام کے ساتھ چمٹ جانا اسے نہ چھوڑنا خواہ اِس کی پاداش میں تمہارا جسم نوچ دیا جائے، تمہارے مالوں کو چھین لیا جائے اور تمہیں درختوں کی جڑیں کھانی پڑیں۔ مگر تم نے امام سے جدا نہیں ہونا ورنہ تم روحانی موت مرجاؤ گے۔

سورۂ نور کی آیت استخلاف جس میں اللہ تعالیٰ نے مومنین سے خلافت کا وعدہ کیا ہے اس کے بعد یہ آیت آتی ہے۔

ترجمہ: ''اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

(النور:57)

اس کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

''جب خلافت کا نظام جاری کیا جائے تو اس وقت تمہارا فرض ہے کہ تم نمازیں قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کرو۔ گویا خلفاء کے ساتھ دین کی تمکین کرکے وہ اطاعت رسول کرنے والے ہی قرار پائیں گے۔ یہ وہی نکتہ ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔''

(تفسیر کبیر جلد6 صفحہ 367)

''اطاعت رسول بھی جس کا اس آیت میں ذکر ہے خلیفہ کے بغیر نہیں ہوسکتی کیونکہ رسول کی اطاعت کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ سب کو وحدت کے ایک رشتہ میں پرو دیا جائے ......صحابہؓ میں ایک نظام کے تابع ہونے کی وجہ سے اطاعت کی روح حدکمال کو پہنچی ہوئی تھی چنانچہ رسول کریمؐ انہیں جب بھی کوئی حکم دیتے صحابہؓ اسی وقت اس پر عمل کرنے کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے......اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر پیدا نہیں ہوسکتا پس جب بھی خلافت ہوگی اطاعت رسول بھی ہوگی۔ (تفسیر کبیر جلد6 صفحہ 369 تفسیر سورہ نور)

اللہ تعالیٰ نے عبادات میں سب سے زیادہ زور نماز باجماعت پر دیا ہے اس میں کیا حکمت ہے؟ دن میں پانچ مرتبہ تمام مقتدیوں کو اپنے امام کے ساتھ رکوع وسجود کا حکم دیا گیا ہے۔ گویا توحید کے عملی قیام کی تربیت دی گئی ہے۔ ایک آواز پر اٹھنے اور بیٹھنے کی ٹریننگ دی گئی ہے۔ جمعہ اور عید کے موقع پر تمام چھوٹی (بیوت) کے امام بھی جمعہ اور عید کے امام کی اقتداء میں رکوع وسجود کرتے ہیں اس طرح سے اللہ تعالیٰ ہماری تربیت کر رہا ہے کہ تم نے ایک امام کی پیروی کرنی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ نماز کا امام جو صرف چند مقتدیوں کا امام ہوتا ہے اس کے بارہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات سے ڈرتا نہیں کہ جب وہ اپنا سر امام سے پہلے اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر بنادے یا اس کی شکل گدھے کی شکل بنادے۔

(بخاری کتاب الاذان باب اثم من رفع رأسہ قبل الامام)

اگر دنیا کے بنائے ہوئے چند مقتدیوں کے امام سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنے والے کو گدھے کے سر والا قرار دیا گیا ہے تو وہ امام جسے خدا نے بنایا ہو اور وہ تمام دنیا کا امام ہو جس کے ہاتھ پر سب نے بیعت کی ہو اس کی اطاعت کتنی ضروری سمجھی جائے گی اور اس کی نافرمانی کرنے والا کتنا بڑا گناہگار ہوگا۔

جو لوگ بھی اپنے امام کی کامل اطاعت نہیں کرتے وہ ضرور نقصان اٹھاتے ہیں جیسا کہ جنگ احد میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پہاڑی درہ کے بارے میں فرمایا کہ خواہ ہم مارے جائیں یا جیت جائیں تم نے اس درّہ کو نہیں چھوڑنا مگر جب فتح ہوگئی تو صحابہ نے وہ درّہ چھوڑ دیا۔ دشمن نے درّہ خالی دیکھا تو واپس پلٹے اور حملہ کر دیا جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کا کافی نقصان ہوا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی زخم آئے۔ اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

اگر وہ سمجھتے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک حکم کے نتیجہ میں اگر ساری دنیا کو بھی اپنی جانیں قربان کرنی پڑتی ہیں تو وہ ایک بے حقیقت شے ہیں۔ اگر وہ ذاتی اجتہاد سے کام لے کر اس پہاڑی درّہ کو نہ چھوڑتے جس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس ہدایت کے ساتھ کھڑا کیا تھا کہ خواہ ہم فتح حاصل کریں یا مارے جائیں تم نے اس مقام سے نہیں ہلنا تو نہ دشمن کو دوبارہ حملہ کرنے کا موقع ملتا۔ اور نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کو کوئی نقصان پہنچتا۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں مسلمانوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ وہ لوگ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی پوری اطاعت نہیں بجالاتے اور ذاتی اجتہادات کو آپ کے احکام پر مقدم سمجھتے ہیں۔ انہیں ڈرنا چاہئے کہ اس کے نتیجہ میں کہیں ان پر کوئی آفت نہ آجائے یا وہ کسی شدید عذاب میں مبتلا نہ ہوجائیں۔ گویا بتایا کہ اگر تم کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہو تو تمہارا کام یہ ہے کہ تم ایک ہاتھ کے اٹھنے پر اٹھو اور ایک ہاتھ کے گرنے پر بیٹھ جاؤ''۔

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 411 تا 412)

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

''اللہ اور اس کے رسول اور ملوک کی اطاعت اختیار کرو۔ اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے۔ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے۔ بدوں اس کے اطاعت ہو نہیں سکتی اور ہوائے نفس ہی ایک ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے موحدوں کے قلب میں بھی بت بن سکتی ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کیسا فضل تھا اور وہ کس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں فنا شدہ قوم تھی۔ یہ سچی بات ہے کہ کوئی قوم، قوم نہیں کہلا سکتی اور ان میں مِلّیت اور یگانگت کی روح نہیں پھونکی جاتی جب تک کہ وہ فرمانبرداری کے اصول کو اختیار نہ کرے۔ (۔)

اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے اس میں یہی تو

سرّ ہے۔ اللہ تعالیٰ توحید کو پسند فرماتا ہے اور یہ وحدت قائم نہیں ہوسکتی جب تک اطاعت نہ کی جاوے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ بڑے بڑے اہل الرائے تھے۔ خدا نے ان کی بناوٹ ایسی ہی رکھی تھی۔ وہ اصول سیاست سے بھی خوب واقف تھے کیونکہ آخر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام خلیفہ ہوئے اور ان میں سلطنت آئی تو انہوں نے جس خوبی اور انتظام کے ساتھ سلطنت کے بارگراں کو سنبھالا ہے اس سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہے کہ ان میں اہل الرائے ہونے کی کیسی قابلیت تھی مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ان کا یہ حال تھا کہ جہاں آپؐ نے کچھ فرمایا اپنی تمام راؤں اور دانشوں کو اس کے سامنے حقیر سمجھا اور جو کچھ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا اسی کو واجب العمل قرار دیا......

ناسمجھ مخالفوں نے کہا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا گیا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ صحیح نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ دل کی نالیاں اطاعت کے پانی سے لبریز ہوکر بہہ نکلی تھیں۔ یہ اس اطاعت اور اتحاد کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے دوسرے دلوں کو تسخیر کرلیا......

اطاعت ہو تو ویسی ہو۔ باہم محبت اور اخوت ہو تو ویسی ہو۔ غرض ہر رنگ میں، ہر صورت میں تم وہی شکل اختیار کرو جو صحابہ کی تھی۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود جلد دوم صفحہ 246 تا 248۔ تفسیر سورۃ النساء زیر آیت 60)

اب آپ کے سامنے آنحضور ﷺ کے صحابہؓ کی اطاعت کے چند واقعات بیان کرتا ہوں۔

جنگ بدر کے موقعہ پر حضرت مقداد بن اسودؓ نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ''ہم قوم موسیٰ کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ تو اور تیرا ربّ جا کر لڑو۔ بلکہ ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے، بائیں بھی۔ آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے۔ اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں آپ کی جان ہے اگر آپ سواریوں کو بَـرْکُ الْغِمَاد کے مقام تک بھی لے جائیں تو ہم آپ کی پیروی کریں گے۔

(سیرت حلبیہ جلد سوم صفحہ 386۔ مترجم محمد اسلم قاسمی۔ دارالاشاعت کراچی طباعت شکیل پریس کراچی)

یہ صرف دعویٰ نہیں تھا بلکہ جب کفار مکہ نے اپنے نمائندے کو بھیجا کہ معلوم کرو مسلمانوں کی کتنی طاقت ہے۔ وہ واپس آیا اور آکے کہا کہ بے شک مسلمانوں کی تعداد 313 ہے مگر اے میری قوم تجھے میرا یہی مشورہ ہے کہ مسلمانوں سے جنگ نہ کرنا۔ میں نے وہاں اونٹوں پہ انسان نہیں موتیں دیکھی ہیں۔

ایک جنگ کے موقع پر تیروں کی بوچھاڑ تھی اور حضرت طلحہؓ اپنا ہاتھ آنحضور ﷺ کے چہرہ مبارک کے آگے رکھے ہوئے تھے۔ تیر آتے تھے آپ کے ہاتھ پہ لگتے تھے مگر طلحہ اُف بھی نہ کرتے تھے کہ اگر ہاتھ ہل گیا تو کوئی تیر آنحضور ﷺ کو جا لگے گا۔ طلحہ نے اپنا ہاتھ کٹوا دیا مگر کسی بھی تیر کو آنحضور ﷺ کے چہرہ مبارک تک نہ پہنچنے دیا۔

سعدؓ بن ربیع میدان احد میں شدید زخمی ہوکر قریب المرگ تھے آنحضورؐ نے محمد بن مسلمہ کو سعد کا حال معلوم کرنے کے لئے بھجوایا۔ محمد بن مسلمہ میدان احد میں بکھری لاشوں میں انہیں تلاش کرتے اور آوازیں دیتے رہے لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ تب انہوں نے باآواز بلند پکارا کہ اے سعد بن ربیع مجھے رسول اللہ نے تمہاری خبر لینے کے لیے بھیجا ہے۔ یہ پکار سننا تھی کہ لاشوں میں ایک حرکت سی ہوئی اور سعد کی نحیف سی آواز آئی۔ جب محمد بن مسلمہ نے رسول اللہ کا پیغام دیا تو انہوں نے کہا کہ میں تو اب قریب المرگ ہوں۔ میرا اسلام بھی رسول اللہ کو پہنچا دینا اور جس طرح ہم نے اپنا عہد نبھایا۔ تم بھی اپنا عہد نبھانا۔

(سیرت حلبیہ۔ جلد 2 صفحہ نمبر 202-203)

شراب کی مجلس لگی ہوئی تھی دور پہ دور چل رہا تھا کسی نے آواز دی کہ شراب حرام کردی گئی ہے۔ کسی نے کہا کہ پوچھ تو لو کہ یہ بات درست بھی ہے یا نہیں مگر عرب کا مخمور مسلم ایک راستے پہ چلنے والے کی اکیلی آواز سن کر کہ شراب حرام کی گئی ہے شراب کے مٹکوں کو توڑ کر مدینہ کی گلیوں میں شراب ہی کا دریا بہا دیتا ہے اور آئندہ کبھی شراب کے نزدیک بھی نہیں جاتا۔

حضرت مسیح موعود اپنے پیارے مرید حضرت مولوی نورالدین صاحب کے بارے میں فرماتے ہیں:

''مولوی حکیم نوردین صاحب اپنے اخلاص اور محبت اور صفت ایثار اور للہ شجاعت اور سخاوت اور ہمدردی (۔) میں عجیب شان رکھتے ہیں۔ کثرت مال کے ساتھ کچھ قدر قلیل خدا تعالیٰ کی راہ میں دیتے ہوئے تو بہتوں کو دیکھا۔ مگر خود بھوکے پیاسے رہ کر اپنا عزیز مال رضائے مولیٰ میں اٹھا دینا اور اپنے لیے دنیا میں سے کچھ نہ بنانا۔ یہ صفت کامل طور پر مولوی صاحب موصوف میں ہی دیکھی یا ان میں جن کے دلوں پر ان کی صحبت کا اثر ہے...اور جس قدر ان کے مال سے مجھ کو مدد پہنچی ہے اس کی نظیر اب تک کوئی میرے پاس نہیں...خدا تعالیٰ اس خصلت اور ہمت کے آدمی اس امت میں زیادہ سے زیادہ کرے۔ آمین ثم آمین

چہ خوش بُودے اگر ہر یک ز اُمّت نور دیں بُودے
ہمیں بُودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بُودے''

(نشان آسمانی، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 407)

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

اور وہ میری ہر امر میں اس طرح پیروی کرتے ہیں جس طرح نبض حرکتِ قلب کی پیروی کرتی ہے اور میں انہیں دیکھتا ہوں کہ وہ میری رضا میں فنا شدہ لوگوں کی طرح ہیں۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 586)

اطاعت امام میں فنا شدہ حضرت مولوی نورالدین صاحب کو حضرت مسیح موعود نے تار دلوایا کہ دہلی آجاؤ۔ تار لکھنے والے نے لکھ دیا بلاتوقف چلے آؤ۔ جب یہ تار قادیان پہنچا تو حضرت مولوی صاحب اپنے مطب میں بیٹھے تھے۔ اس خیال سے کہ تعمیل میں دیر نہ ہو فوراً اٹھے اور چل پڑے نہ گھر گئے نہ لباس بدلا نہ بستر لیا یہاں تک کہ ریل کا کرایہ بھی جیب میں نہ تھا مگر اپنے آقا کے حکم کی تعمیل کرنی تھی خدا تعالیٰ نے بھی معجزانہ مدد کی اور ایک ہندو مریض سٹیشن پر بھجوا دیا جس نے دہلی کا ٹکٹ اور معقول رقم نذرانہ کے طور پر پیش کی یوں آپ حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔

(حیات نور صفحہ 285)

آپ نے بھیرہ میں شفا خانہ اور ایک عالیشان مکان بنوانا شروع کیا کچھ سامان خریدنے لاہور گئے تو زیارت کے لئے قادیان آگئے۔ فوری واپسی کا ارادہ تھا اس لئے واپسی کی شرط پہ یکہ بھی کرایہ پر لیا ہوا تھا۔ حضور سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اب تو آپ فارغ ہوگئے ہیں مولوی صاحب نے عرض کیا ہاں حضور! اب تو میں فارغ ہی ہوں۔ وہاں سے اٹھے اور یکہ والے کو فارغ کردیا چند دن بعد حضور نے فرمایا کہ مولوی صاحب آپ کو اکیلے رہنے میں تکلیف ہوگی۔ آپ اپنی ایک بیوی کو بلوالیں۔ آپ نے بیوی کو بلوالیا اور خط لکھا کہ تعمیر کا کام بند کردو۔ مجھے آنے میں شاید دیر ہوجائے۔ جب آپ کی بیوی آگئی تو چند دن بعد حضور نے فرمایا کہ آپ کو کتابوں کا بڑا شوق ہے لہٰذا اپنا کتب خانہ بھی منگوالیں۔ چند دن بعد فرمایا کہ دوسری بیوی آپ کی مزاج شناس اور پرانی ہے اُسے بھی بلوالیں...... پھر ایک موقع پر فرمایا کہ مولوی صاحب! اب آپ اپنے وطن بھیرہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔

حضرت مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ شروع میں تو مَیں ڈرا کہ یہ تو ہوسکتا ہے کہ میں بھیرہ نہ جاؤں مگر یہ کس طرح ہوگا کہ میرے دل میں بھیرہ کا خیال بھی نہ آئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

''خدا تعالیٰ کے بھی عجیب تصرفات ہوتے ہیں۔ میرے واہمہ اور خواب میں بھی مجھے وطن کا خیال نہ آیا۔ پھر تو ہم قادیان کے ہوگئے۔''

ایک ہندو کی بیوی بٹالہ میں سخت بیمار تھی حضور کی اجازت سے آپ بٹالہ جانے لگے تو حضور نے فرمایا کہ ''امید ہے آپ آج ہی واپس آجائیں گے۔ عرض کی بہت اچھا''۔ بٹالہ گئے۔ مریضہ کو دیکھا واپسی کا ارادہ کیا مگر بارش اس قدر ہوئی کہ جل تھل ایک ہوگئے۔ لوگوں نے کہا کہ راستہ خطرناک ہے بارش بہت ہے۔ آپ کو پیدل بھی چلنا پڑے گا۔ آپ کل چلے جائیں۔ مگر اطاعت کے پیکر حضرت مولوی صاحب نے فرمایا کہ نہیں میرے آقا کا ارشاد یہی ہے مجھے آج ہی قادیان پہنچنا ہے۔ یکہ لیا۔ روانہ ہوئے۔ راستے میں پیدل بھی چلنا پڑا۔ کانٹوں سے آپ کے پاؤں زخمی ہوگئے۔ مگر قادیان پہنچ گئے اور فجر کی نماز پہ حاضر ہوگئے۔ حضور نے دریافت فرمایا کہ ''کیا مولوی صاحب آگئے ہیں۔'' آپ نے آگے بڑھ کر عرض کی: ''حضور میں واپس آگیا تھا''۔ یہ نہیں کہا کہ حکم کی تعمیل کی وجہ سے میرے پاؤں زخمی ہوگئے ہیں اور اپنی تکالیف کا بالکل بھی ذکر نہ کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل فرماتے ہیں:۔

''ایک شہد کی مکھی سے انسان بہت کچھ سیکھ سکتا ہے وہ کیسی دانائی سے گھر بناتی، شہد بناتی ہے...... بدبودار چیز پر بھی نہیں بیٹھتی پھر اپنے امیر کی مطیع ہوتی ہے۔''

(حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 68)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں:

''کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھا دینا اور یا پھر بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو ایک مُلّاں بھی کرسکتا ہے اس کے لیے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔ بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے۔''

(الفرقان خلافت نمبر مئی، جون 1967ء صفحہ 28)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی اطاعت کسی کمزوری کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ محض خدا کی رضا کی خاطر تھی غیروں کی نظر میں بھی آپ کا ایک عظیم مقام تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے سرسید احمد خان سے پوچھا کہ جاہل علم پڑھ کر عالم بنتا ہے اور عالم ترقی کر کے حکیم ہوجاتا ہے۔ حکیم ترقی کرتے کرتے صوفی بن جاتا ہے۔ مگر جب صوفی ترقی کرتا ہے تو کیا بنتا ہے؟ سرسید نے جواب میں کہا کہ نورالدین بنتا ہے۔

(بحوالہ حیات نور صفحہ 217)

یہی نورالدین جب ترقی کرتے خلافت کے منصب پہ فائز ہوئے تو اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''آخر میں ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں اور یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا **اعتصام حبل اللّٰہ** کے ساتھ ہو۔ قرآن تمہارا دستور العمل ہو۔ باہم کوئی تنازع نہ ہو کیونکہ تنازع فیضان الٰہی کو روکتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوم جنگل میں اسی نقص کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم نے احتیاط کی اور وہ کامیاب ہوگئے۔ اب تیسری مرتبہ تمہاری باری آئی ہے۔ اس لیے چاہیے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میت غسّال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ۔ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔ استغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو۔ وحدت کو ہاتھ سے نہ دو۔ دوسرے کے ساتھ نیکی اور خوش معاملگی میں کوتاہی نہ کرو۔ تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آسکتا۔ پس اس نعمت کا شکر کرو۔ کیونکہ شکر کرنے پر اِزْدِیَادِ نعمت ہوتا ہے۔

(خطبات نور صفحہ 131)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بھی اپنے امام کے سچے مطیع تھے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے ہیں:۔

''میاں محمود بالغ ہے اس سے پوچھ لو کہ وہ سچا فرمانبردار ہے ......میں خوب جانتا ہوں کہ وہ میرا سچا

فرمانبردار ہے اور ایسا فرمانبردار کہ تم (میں سے) ایک بھی نہیں"۔

آپ کے سامنے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے چند حوالے پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفۂ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔ جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطبات رائیگاں، تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں۔"

(الفضل 31 جنوری 1936ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:۔

"میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خواہ تم کتنے عقلمند اور مدبر ہو، اپنی تدابیر اور عقلوں پر چل کر دین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ جب تک تمہاری عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت نہ ہوں اور تم امام کے پیچھے پیچھے نہ چلو، ہرگز اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت تم حاصل نہیں کر سکتے۔ پس اگر تم خدا تعالیٰ کی نصرت چاہتے ہو تو یاد رکھو اس کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ تمہارا اٹھنا بیٹھنا، کھڑا ہونا اور چلنا۔ تمہارا بولنا اور خاموش ہونا میرے ماتحت ہو۔"

(الفضل 4 ستمبر 1937ء)

عاقل کا یہاں پہ کام نہیں وہ لاکھوں بھی بے فائدہ ہیں
مقصود مرا پورا ہو اگر مل جائیں مجھے دیوانے دو

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

"وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا کام بھی نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹہ کر سکتا ہے۔"

(الفضل 20 نومبر 1946ء)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

"یاد رکھو ایمان کسی خاص چیز کا نام نہیں بلکہ ایمان نام ہے اس بات کا کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کی زبان سے جو بھی آواز بلند ہو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے۔...... ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ میں مسیح موعود پر ایمان لاتا ہوں، ہزار دفعہ کوئی کہے کہ میں احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں۔ خدا کے حضور اس کے ان دعووں کی کوئی قیمت نہیں ہوگی جب تک وہ اس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں (۔) قائم کرنا چاہتا ہے۔ جب تک جماعت کا ہر شخص پاگلوں کی طرح اس کی اطاعت نہیں کرتا اور جب تک اس کی اطاعت میں اپنی زندگی کا ہر لمحہ بسر نہیں کرتا اس وقت تک وہ کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا حقدار نہیں ہو سکتا۔"

(الفضل 15 نومبر 1946ء)

خلافت کی اطاعت اور اس کی کامل فرمانبرداری کے بارے میں مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں:۔

"اس کی معیت، اس کی رفاقت، اس کی اطاعت اس کی حرکت پر حرکت، اس کے سکون پر سکون، اس کی طلب پر لبیک، اس کی دعوت پر اتفاق جان و مال، ہر (۔) کے لئے فرض کر دیا گیا۔ ایسا فرض جس کے بغیر وہ جاہلیت کی ظلمت سے نکل کر (۔) زندگی کی روشنی میں نہیں آ سکتا۔ (۔) کی اصطلاح میں اسی قومی مرکز کا نام "خلیفہ" اور "امام" ہے۔"

(مسئلہ خلافت از مولانا ابوالکلام آزاد)

اسی طرح حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ اپنی کتاب منصب امامت میں لکھتے ہیں:۔

"امام وقت سے سرکشی اور روگردانی گستاخی کا باعث ہے۔ امام کے ساتھ بلکہ خود گویا کہ رسول کے ساتھ ہمسری ہے اور خفیہ طور پر خود رب العزت پر اعتراض ہے کہ ایسے ناقص شخص کو کامل شخص کی نیابت کا منصب عطا ہوا۔ الغرض اس کے توسل کے بغیر تقرب الٰہی محض وہم و خیال ہے جو سراسر باطل اور محال ہے۔"

(منصب امامت صفحہ 111۔ از شاہ اسماعیل شہید مترجم حکیم محمد حسین علوی مطبوعہ حاجی حنیف اینڈ سنز لاہور)

حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک جنگ کے موقع پر خالد بن ولیدؓ جو کمانڈر انچیف تھے۔ حضرت عمرؓ نے انہیں ہٹا کے حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح کو کمانڈر انچیف بنا دیا۔ خالد بن ولیدؓ خود ابوعبیدہ بن الجراحؓ کے پاس گئے اور کہا کہ خلیفہ وقت کے حکم کی فوری تعمیل کریں اور کمانڈر انچیف کا عہدہ سنبھال لیں۔ مجھے آپ جو بھی کام دیں گے میں کروں گا خواہ چپڑاسی کا کام دیں۔

خالد بن ولیدؓ جانتے تھے کہ اصل برکت خلافت کی اطاعت میں ہے اور وہی کامیاب ہوگا جس کے ساتھ خلیفہ وقت کی دعائیں اور تائید ہوگی۔ تاریخ گواہ ہے کہ وہ جنگ بڑی شان کے ساتھ جیتی گئی۔

عبداللہ بن رواحہؓ نے مسجد جاتے ہوئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی بیٹھ جاؤ تو آپ وہیں بیٹھ گئے حالانکہ وہ حکم مسجد والوں کے لئے تھا مگر آپ نے یہ گوارا نہ کیا کہ آنحضورؐ کی آواز کانوں میں پڑے اور اس کی تعمیل نہ ہو۔

ابھی خلافت خامسہ کے انتخاب کے معاً بعد جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز احباب جماعت سے بیعت لینے لگے تو بیت فضل لندن میں کھڑے احباب سے فرمایا بیٹھ جائیں۔ جب یہ اعلان لاؤڈ سپیکر پر ہوا کہ حضور نے فرمایا ہے بیٹھ جائیں تو ساری دنیا نے یہ نظارہ دیکھا کہ لندن کی سرد رات تھی ہزاروں کا مجمع جو سڑک پر کھڑا تھا اور اپنے نئے امام کی بیعت کرنے کو تیار تھا اسے جب یہ حکم سنائی دیا کہ بیٹھ جائیں تو ایک ہی لمحے میں ہزاروں کا مجمع ٹھنڈی سڑک پر بیٹھ گیا۔

روس کے ایک بادشاہ نے اپنے دربان ٹالسٹائے کو حکم دیا کہ اندر کسی کو نہیں آنے دینا۔ بادشاہ کا بیٹا آیا اور اندر داخل ہونا چاہا مگر دربان نے روک دیا۔ شہزادے نے ناراض ہو کے دربان کو مارا تین چار مرتبہ اسی طرح ہوا دربان مار کھاتا رہا مگر شہزادے کو اندر نہ جانے دیا۔ بادشاہ نے آ کے دربان سے کہا کہ شہزادے کو بات نہ ماننے اور ہاتھ اٹھانے کی سزا دو اور اسے مارو۔ شہزادے نے کہا کہ میں شاہی خاندان کا فرد ہوں ایک دربان مجھے نہیں مار سکتا۔ اس پر بادشاہ نے ترقی دیتے دیتے اُس دربان کو کاؤنٹ (Count) بنا دیا اور پھر حکم دیا کہ کاؤنٹ ٹالسٹائے اس شہزادے کو مارو اور دربان سے شہزادے کو پٹوایا اور اپنی بات کی عظمت کو قائم رکھا۔

وہ تو روس کا ایک بادشاہ تھا جسے اپنی بات کی اس قدر غیرت تھی کہ اس نے اپنے ہی خون کو اپنے دربان کے ہاتھوں پٹوا دیا۔ تو وہ شخص جسے خدا نے تمام دنیا کا امام بنایا ہو اور اُس کی اطاعت کو فرض قرار دیا ہو جسے خدا تعالیٰ نے اپنی شناخت کا ذریعہ بنایا ہو۔ جس کی کامیابی کا خود خدا ضامن ہو اس کی نافرمانی گویا خدا تعالیٰ سے جنگ کی تیاری ہو۔ وہ وجود جو خدا کے نمائندہ کی حیثیت سے تمام دنیا کا امام بن کے خدا کی توحید کا پرچار کرنے والا ہو اس کی نافرمانی یقینی طور پر خدا کے عذاب کو آواز دینا ہے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

"واعظین کے ذریعہ بار بار جماعتوں کے کانوں میں یہ آواز پڑتی رہے کہ پانچ روپے کیا، پانچ ہزار روپے کیا، پانچ لاکھ روپے کیا، پانچ ارب روپے کیا، اگر ساری دنیا کی جانیں بھی خلیفہ کے ایک حکم کے آگے قربان کر دی جاتی ہیں تو وہ بے حقیقت اور ناقابل ذکر چیز ہیں...... اگر یہ باتیں ہر مرد، ہر عورت، ہر بچے، ہر بوڑھے کے ذہن نشین کی جائیں اور ان کے دلوں پر ان کا نقش کیا جائے تو وہ ٹھوکریں جو عدم علم کی وجہ سے لوگ کھاتے ہیں کیوں کھائیں۔"

(تعلیم العقائد والاعمال پر خطبات از حضرت مصلح موعود صفحہ 63 مرتبہ ادارہ ترقی اسلام سکندر آباد دکن)

"تم سب امام کے اشارے پر چلو اور اس کی ہدایات سے ذرّہ بھر بھی اِدھر اُدھر نہ ہو۔ جب وہ حکم دے بڑھو اور جب وہ حکم دے ٹھہر جاؤ اور جدھر بڑھنے کا وہ حکم دے اُدھر بڑھو اور جدھر سے ہٹنے کا وہ حکم دے اُدھر سے ہٹ آؤ۔"

(انوار العلوم جلد 14 صفحہ 515-516)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:۔

"اے دوستو! بیدار ہو اور اپنے مقام کو سمجھو اور اُس اطاعت کا نمونہ دکھاؤ جس کی مثال دنیا کے پردہ پر کسی اور جگہ پر نہ ملتی ہو اور کم سے کم آئندہ کے لئے کوشش کرو کہ سَو (100) میں سے سَو ہی کامل فرمانبرداری کا نمونہ دکھائیں اور اُس ڈھال سے باہر کسی کا جسم نہ ہو جسے خدا تعالیٰ نے تمہاری حفاظت کے لئے مقرر کیا ہے اور (۔) پر ایسا عمل کرو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح تم سے خوش ہو جائے۔

(انوار العلوم جلد 14 صفحہ 525)

پس آج ہم سب کا فرض ہے کہ ہم سب اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کے ایک اشارے پر آپ کے دائیں بھی لڑیں اور بائیں بھی لڑیں اور آگے بھی لڑیں اور پیچھے بھی لڑیں۔

ہم طلحہ کا ہاتھ بن کے خلافت احمدیہ کی طرف بڑھنے والے ہر تیر کو اپنے ہاتھوں پہ لے لیں۔ اور کوئی دشمن آنکھ، کوئی دشمن دل اور کوئی دشمن کوشش خلافت احمدیہ کا بال بھی بیکا نہ کر سکے۔

ہم دلی بشاشت سے لذت و سرور محسوس کرتے ہوئے اپنے امام کی ہر بات کو ماننے والے ہوں۔

ہم ایسی اطاعت کرنے والے ہوں کہ ہمارے دلوں کی نالیاں اطاعت کے پانی سے لبریز ہو کے بہہ نکلیں۔

ہم اپنے امام کی ہر امر میں اس طرح پیروی کرنے والے ہوں جس طرح نبض حرکت قلب کی پیروی کرتی ہے۔

ہم اپنے آپ کو اپنے امام کے ہاتھ میں اس طرح دینے والے ہوں جس طرح میّت غسّال کے ہاتھ میں۔

ہم اپنے امام سے اس طرح وابستہ ہوں جس طرح گاڑیاں انجن کے ساتھ۔

ہم خلافت احمدیہ کی خاطر اپنی جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار ہوں اور اپنی اولاد در اولاد کو خلافت احمدیہ سے وابستہ رہنے کی تلقین کرنے والے ہوں۔

خلافت کی محبت اور اطاعت ہمارے چہروں سے اس طرح جھلک رہی ہو کہ دیکھنے والا ہر دشمن جا کے اس بات کی گواہی دے کہ تم لوگ خلافت احمدیہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے کیونکہ اس کے چاہنے والے انسان نہیں موتیں ہیں جو خلافت کی خاطر اپنا تن من دھن قربان کرنے کو تیار بیٹھے ہیں۔ حضرت مصلح موعود کے ان الفاظ پہ میں ختم کرتا ہوں۔

"خلافت زندہ رہے اور اس کے گرد جان دینے کے لئے ہر مومن آمادہ کھڑا ہو۔ صداقت تمہارا زیور، امانت تمہارا حسن، تقویٰ تمہارا لباس ہو۔ خدا تعالیٰ تمہارا ہو اور تم اُس کے ہو۔ آمین!"

نظامِ خلافت، اس کی اہمیت اور ہماری ذمہ داریاں

مکرم عبدالماجد طاہر صاحب

نظام خلافت وہ بابرکت آسمانی نظام اور حبل اللہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے جماعت مومنین کی روحانی بقاء اور ترقی کے لئے جاری فرمایا ہے تا وہ نبوت کے بعد مومنین کے دلوں میں نبوت کی برکات کو قائم رکھے اور وہ برکات کبھی مٹنے نہ پائیں۔

ہمارے آقا و مولا حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ: ہر نبوت کے بعد لازماً خلافت کا سلسلہ قائم ہوتا ہے۔

خلافت کے لغوی معنی نیابت اور جانشینی کے ہوتے ہیں۔ اصطلاحاً خلیفہ سے مراد نبی کا قائم مقام اور اس کا جانشین ہوتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اس واسطے رسولِ کریم ﷺ نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کیلئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا۔ تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے"۔

(شہادت القرآن۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

نظامِ خلافت کی عظمت اور برکت کا مضمون بڑے اختصار اور جامعیت کے ساتھ سورۃ النور کی آیت استخلاف میں بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔ (سورۃ النور:56)

یہ آیت بڑے لطیف مضامین پر مشتمل ہے۔ اس میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے جماعتِ مومنین میں قیامِ خلافت کا حتمی وعدہ فرمایا ہے اور اسے ایمان اور عملِ صالح کی دو (2) شرائط کے ساتھ باندھا ہے۔

نظامِ خلافت کی دو عظیم الشان برکات کا ذکر بھی فرمایا ہے دین کی تمکنت اور خوف کی حالت کا امن کی حالت میں تبدیل کیا جانا۔

اب دیکھیں کہ کس طرح خوف کی حالت امن میں تبدیل ہوتی ہے اور دین کو تمکنت، شان و شوکت حاصل ہوتی ہے۔ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی ﷺ کے وصال کے موقعہ پر صحابہ مارے غم کے دیوانے ہو رہے تھے۔ اس انتہائی کسمپرسی کے عالم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے عین مطابق خلافتِ راشدہ کا بابرکت نظام جاری فرمایا۔ جونہی صحابہ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے آپ کو خلیفۃ الرسول تسلیم کیا، زخمی دلوں کو ایک سکون کی کیفیت نصیب ہوگئی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بعد یکے بعد دیگرے حضرت عمرؓ بن الخطاب اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ نے بارِ خلافت اٹھایا۔

اس سنہری دورِ خلافت میں اسلام نے غیر معمولی ترقی اور وسعت حاصل کی۔ اسلام کی بھرپور اشاعت ہوئی۔ اس دور میں مختلف مراحل پر فتنوں نے بھی سر اٹھایا۔ لیکن خلافت کی برکت سے، ہر خوف کی حالت اللہ تعالیٰ کے فضل سے امن میں تبدیل ہوتی رہی اور اسلام کو غیر معمولی تمکنت اور استحکام نصیب ہوا۔ خلافتِ راشدہ بلاشبہ تاریخ اسلام کا ایک سنہری دور تھا۔ پھر پیشگوئی کے عین مطابق تیس (30) سال تک خلافتِ راشدہ کا سورج امتِ مسلمہ پر بڑی شان سے چمکتا رہا۔ حدیثِ نبوی میں اس بارہ میں بہت معین پیشگوئی ملتی ہے۔ حضرت حذیفہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اس نعمت کو اٹھا لے گا اور خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی پھر اس سے بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی۔ یہاں تک کہ پھر اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم و ستم کے دور کو ختم کر دے گا۔ اس کے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوت قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آنحضرت ﷺ خاموش ہوگئے۔

(مشکوٰۃ۔باب الانذار و التحذیر و مسند احمد، جلد 5، صفحہ 404)

جماعت احمدیہ کو مسیح پاک کے وصال کے بعد خلافت کا عظیم الشان انعام عطا فرمایا گیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ فعلی شہادت بھی مہیا فرما دی کہ آج دنیا کے پردہ پر اگر کوئی جماعت اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اپنے دعویٰ میں سچی ہے اور اگر کوئی جماعت ایسی ہے کہ جس کے اعمال اللہ تعالیٰ کی نظر میں اعمال صالحہ ہیں تو وہ ایک اور فقط ایک جماعت ہے جو احمدیہ جماعت عالمگیر ہے۔

حدیث کے آخر میں ذکر ہے کہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کی بشارت دینے کے بعد آنحضرت ﷺ خاموش ہوگئے۔ جس سے یہ استنباط ہوتا ہے کہ خلافت احمدیہ کا یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا اور کبھی منقطع نہیں ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت مسیح موعود نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر رسالہ "الوصیت" میں اپنے بعد خلافت کے قیام کے بارہ میں معین رنگ میں پیشگوئی فرمائی۔ آپ نے فرمایا۔

"اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب یہ ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔۔۔۔۔ مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔۔۔۔۔ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔"

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن، جلد 20 صفحہ 305-306)

حضرت مسیح موعود کی یہ تحریر 20 دسمبر 1905ء کی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق نظام خلافت کے قیام کا وقت قریب آیا تو اس کی عظمت کی طرف دنیا کو متوجہ کرنے کے لئے علام الغیوب خدا نے بذریعہ الہام اس بارہ میں معین تاریخ سے بھی آگاہ فرما دیا۔ دسمبر 1907ء میں حضرت مسیح موعود کو ایک الہام ہوا۔ "ستائیس کو ایک واقعہ"۔

(بدر۔ 19 دسمبر 1907ء صفحہ 5)

اور پھر اللہ تعالیٰ کی تقدیر کی جلوہ نمائی دیکھیں کہ پانچ ماہ بعد 27 مئی 1908ء کو دنیا کی مذہبی تاریخ میں ایک عظیم الشان واقعہ رونما ہوا۔ یہ کوئی معمولی واقعہ نہ تھا۔ اس روز دین حق کے عالمگیر غلبہ کے آفاقی نظام کی بنیاد رکھی گئی۔ الہاماً بتائی گئی 27 تاریخ کو جماعت احمدیہ میں نظام خلافت قائم ہوا اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی بات بڑی شان و شوکت سے پوری ہوئی۔

جماعت احمدیہ کے لئے یہ موقعہ سجدات شکر بجا لانے کا ہے اور اپنا سب کچھ قربان کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی راہ میں بچھ جانے کا ہے کہ اس نے حضرت مسیح موعود کی وفات کے ساتھ فوراً اس جماعت کے سر پر خلافت۔۔۔۔ کا تاج رکھ دیا اور جماعت احمدیہ ایک کے بعد دوسرے، تیسرے، چوتھے اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خلافت مسیح موعود کے پانچویں تاجدار حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نہایت عظیم الشان قیادت میں آگے سے آگے بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ آسمانی تائیدات ہمارے ساتھ ہیں۔

آج ساری دنیا میں جماعت احمدیہ کو ایک منفرد اور ممتاز، عالمی تشخص حاصل ہے۔ دعوت الی اللہ، تعلیم اور بے لوث خدمتِ انسانیت کے میدانوں میں جماعت احمدیہ کی مساعی کی ایک دنیا معترف ہے۔ محبت و پیار، امن و سلامتی اور ملکی قوانین کی پابندی کی اعلیٰ اقدار کی وجہ سے یہ جماعت ساری دنیا میں دین حق کی حسین تعلیم کی علمبردار ہے۔ قرآنِ کریم اور دینی لٹریچر کی اشاعت میں جماعت کو ایک امتیازی مقام حاصل ہے۔ آج بفضل اللہ تعالیٰ یہ جماعت دنیا کے 193 ملکوں میں مستحکم طور پر قائم ہے۔ خلافت کی برکت نے جماعت کو باہمی اتحاد، غیر متزلزل ایمان اور اعمال صالحہ کی دولت عطا کر کے بنیانِ مرصوص بنا دیا ہے۔ اور ان سب برکات سے حصۂ وافر عطا فرمایا ہے جن کا وعدہ آیت استخلاف میں جماعت مومنین سے کیا گیا تھا۔ جماعت احمدیہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دین حق کی منادی اکناف عالم میں ہو رہی ہے۔ اور دعوت حق کا ایمان افروز نظارہ ہماری نظروں کے سامنے ہے۔ اور دوسری طرف جب بھی اور جہاں بھی جماعت کے مخالفین کی طرف سے خوف کی کوئی حالت پیدا کی جاتی ہے خدا تعالیٰ کی نصرت فوراً آسمان سے اترتی ہے اور ہر حالت خوف کو امن میں تبدیل کر دیتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا یہ عظیم احسان ہے کہ ہم خلافت کی برکت سے تائیداتِ الٰہیہ کے ایمان افروز جلوے دن رات دیکھتے ہیں اور اللہ کرے ہمیشہ دیکھتے چلے جائیں۔ خلافت احمدیہ کے تعلق میں ہم پر بہت سی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے منصب خلافت پر متمکن ہونے کے بعد اپنے سب سے پہلے پیغام میں فرمایا:۔

"قدرتِ ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔ اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں۔ اگر قدرتِ ثانیہ نہ ہو تو (۔) کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور وفا اور محبت اور عقیدت کا تعلق رکھیں۔ اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں۔ اور وہی آپ

کے لئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لئے ایک ڈھال ہے‘‘۔

اسی پیغام میں آپ نے مزید فرمایا:

’’پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا آپ کو یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہوجائیں۔اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے‘‘۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 30 مئی 2003ء)

اپنے ایک پیغام میں آپ نے احباب جماعت سے فرمایا:

’’یہ خلافت کی ہی نعمت ہے جو جماعت کی جان ہے۔اس لئے اگر آپ زندگی چاہتے ہیں تو خلافت احمدیہ کے ساتھ اخلاص اور وفا کے ساتھ چمٹ جائیں۔ پوری طرح اس سے وابستہ ہوجائیں کہ آپ کی ہر ترقی کا راز خلافت سے وابستگی میں ہی مضمر ہے ایسے بن جائیں کہ خلیفۂ وقت کی رضا آپ کی رضا ہوجائے۔خلیفۂ وقت کے قدموں پر آپ کا قدم اور خلیفۂ وقت کی خوشنودی آپ کا مطمح نظر ہوجائے‘‘۔

(ماہنامہ خالد ربوہ۔سیدنا طاہر نمبر مارچ ۔اپریل 2004ء)

پس آج ہماری زندگی ، ہماری جان اور ہماری بقا خلافت کے ساتھ ہی وابستہ ہے۔

۞......سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اوّل فرماتے ہیں:۔

’’خدا تعالیٰ نے جس کام پر مجھے مامور کیا ہے۔ میں بڑے زور سے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اب میں اس کُرتے کو ہرگز نہیں اتار سکتا۔اگر سارا جہان بھی اور تم بھی میرے مخالف ہوجاؤ تو میں تمہاری بالکل پروا نہیں کرتا اور نہ کروں گا۔خدا کے مامور کا وعدہ ہے اور اس کا مشاہدہ ہے کہ وہ اس جماعت کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔اس کے عجائباتِ قدرت بہت عجیب ہیں اور اس کی نظر بہت وسیع ہے۔تم معاہدہ کا حق پورا کرو پھر دیکھو کس قدر ترقی کرتے ہو اور کیسے کامیاب ہوتے ہو‘‘۔ (خطبات نور صفحہ 419)

۞......سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:۔

’’تم خوب یاد رکھو کہ تمہاری ترقیات خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں اور جس دن تم نے اس کو نہ سمجھا اور اسے قائم نہ رکھا وہی دن تمہاری ہلاکت اور تباہی کا دن ہوگا۔لیکن اگر تم اس کی حقیقت کو سمجھے رہو گے اور اسے قائم رکھو گے تو پھر اگر ساری دنیا مل کر بھی تمھیں ہلاک کرنا چاہے گی تو نہیں کر سکے گی اور تمہارے مقابلہ میں بالکل ناکام و نامراد رہے گی‘‘۔

(حقائق الفرقان مطبوعہ 1921ء صفحہ 73)

۞......اب دیکھیں خلافت کے مقابل پر جو مخالف قوتیں سر اٹھاتی ہیں وہ کس طرح کچلی جاتی ہیں۔ 1934ء میں مخالفین نے جماعت کے خلاف خوفناک فتنہ کھڑا کیا اور یہ اعلان کیا کہ ہم قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔کبھی یہ اعلان کیا کہ ہم منارۃ المسیح کی اینٹیں دریائے بیاس میں بہادیں گے۔ قادیان اور اس کے گردونواح میں احمدیت کا نام ونشان ختم کردیں گے۔اس کے مقابل پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے عزم کیا کہ جس تعلیم کو یہ لوگ قادیان میں ختم کرنا چاہتے ہیں ہم اس کو زمین کے کناروں تک پہنچا کر دم لیں گے۔حضور نے اپنی جماعت کو مخاطب ہوکر فرمایا:۔

’’تم ......کے فتنے سے مت گھبراؤ۔خدا مجھے اور میری جماعت کو فتح دے گا کیونکہ خدا نے مجھے جس راستہ پر کھڑا کیا ہے وہ فتح کا راستہ ہے......اس کے مقابلہ میں ہمارے دشمن کے پاؤں تلے سے زمین نکل رہی ہے اور میں ان کی شکست کو قریب آتے دیکھ رہا ہوں۔وہ جتنے زیادہ منصوبے کرتے اور اپنی کامیابی کے نعرے لگاتے ہیں اتنی ہی نمایاں مجھے ان کی موت دکھائی دیتی ہے‘‘۔

(الفضل 30/مئی 1935ء)

چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے یہ مخالفت ملیا میٹ ہوگئی۔اور دشمن اپنے منصوبوں میں نامراد رہے اور جماعت احمدیہ ہندوستان سے باہر کئی ملکوں میں پھیل گئی۔

پھر 1953ء میں پاکستان میں دشمنِ احمدیت نے بہت فساد برپا کیا اور سارے ملک میں جماعت پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے۔اس موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے خدا سے خبر پا کر یہ اعلان فرمایا کہ خدا تعالیٰ میری مدد ونصرت کے لئے دوڑا چلا آرہا ہے۔چنانچہ یہ مخالفت بھی ملیا میٹ ہوگئی اور جماعت احمدیہ اس ابتلاء کی آگ سے کندن بن کر نکلی اور دشمن اپنے منصوبوں میں ناکام ونامراد ہوا۔

حضرت مصلح موعود نے فرمایا تھا کہ میرے بعد جو بھی خلیفہ ثالث ہوگا اگر وہ حق پر اور ایمان پر قائم رہا تو اگر دنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکّر لیں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہوجائیں گی۔

پھر خلافتِ ثالثہ کے دور میں 1974ء میں جماعت کے خلاف سارے ملک میں فسادات کی آگ بھڑکائی گئی۔احمدیوں کو بڑی بے دردی سے شہید کیا گیا ان کے اموال لوٹے گئے اور جائیدادوں کو جلایا گیا اور بائیکاٹ کیا گیا۔اس موقعہ پر اللہ تعالےٰ نے آپ کو الہاماً فرمایا کہ ہم استہزاء کرنے والوں کے لئے کافی ہیں۔چنانچہ اس دور کا ظالم حکمران پھانسی کے تختے پر چڑھایا گیا۔اس کی حکومت بھی ملیا میٹ ہوگئی اور یہ مخالفت بھی اپنی موت آپ مرگئی۔

پھر خلافتِ رابعہ میں 1984ء میں پاکستان میں مخالفت کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔اس وقت کے ظالم حکمران نے یہ اعلان کیا کہ جماعتِ احمدیہ ایک کینسر ہے وہ اس کو اکھاڑ پھینکے گا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے فرمایا تھا کہ ہمارا ایک مولیٰ ہے۔تمہارا کوئی مولیٰ نہیں۔خدا کی قسم جب ہمارا مولیٰ ہماری مدد کو آئے گا تو خدا کی تقدیر تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کردے گی اور تمہارے نام ونشان دنیا سے مٹا دیئے جائیں گے۔

خدا تعالیٰ نے مباہلہ کے نتیجہ میں اسے فضا میں ٹکڑے ٹکڑے کردیا اور اس کا جسم آگ میں جل کر راکھ بن گیا۔پس جس نے بھی خلافت سے ٹکر لی خدا نے اس کو ملیا میٹ کردیا۔یہ ابتلاء کا دور آج خلافت خامسہ میں بھی جاری ہے اور آج بھی ظلم کرنے والے ملیا میٹ ہورہے ہیں۔حضرت اقدس مسیح موعود نے سچ فرمایا تھا ۔

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار

دوسری طرف احمدیت کا جھنڈا جسے ربوہ (پاکستان) میں سرنگوں کرنے کی کوشش کی گئی تھی آج دنیا کے 185 ممالک میں لہرا رہا ہے اور وہ آواز جس کو دبانے کی کوشش کی گئی تھی ایم ٹی اے کے ذریعہ گھر گھر میں پہنچ رہی ہے۔

حضرت مصلح موعود 1944ء میں اپنے ایک خطاب میں فرماتے ہیں:

’’مَیں تم کو خدا کا پیغام پہنچاتا ہوں۔میں تمہیں اس ازلی ابدی خدا کی طرف بلاتا ہوں جس نے تم سب کو پیدا کیا۔تم مت سمجھو کہ اس وقت میں بول رہا ہوں۔اس وقت میں نہیں بول رہا بلکہ خدا میری زبان سے بول رہا ہے۔میرے سامنے دین (۔) کے خلاف جو شخص بھی اپنی آواز بلند کرے گا اس کی آواز کو دبا دیا جائے گا۔جو شخص میرے مقابلہ میں کھڑا ہوگا وہ ذلیل کیا جائے گا۔وہ رسوا کیا جائے گا وہ تباہ اور برباد کیا جائے گا۔مگر خدا بڑی عزت کے ساتھ میرے ذریعہ (۔) کی ترقی اور اس کی تائید کے لئے ایک عظیم الشان بنیاد تعمیر کردے گا۔میں ایک انسان ہوں، میں آج بھی مرسکتا ہوں اور کل بھی مرسکتا ہوں لیکن یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ میں اس مقصد میں ناکام رہوں جس کے لئے خدا نے مجھے کھڑا کیا ہے‘‘۔

۞...... یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اگر کوئی وحدت کو توڑنے کی بات کرے تو اس کو سختی سے رد کرنا بھی مومنوں کی ذمہ داری ہے۔ایک حدیث میں رسولِ پاک ﷺ نے فرمایا’’جب تم ایک ہاتھ پر جمع ہو اور تمہارا ایک امیر ہو اور پھر کوئی شخص تمہاری وحدت کو توڑنا چاہے تا کہ تمہاری جماعت میں تفریق پیدا کرے تو اس سے قطع تعلق کرلو اور اس کی بات نہ مانو‘‘۔

(صحیح مسلم۔کتاب الامارۃ، باب حکم من فرق حدیث :3443)

۞......خلافت کے تعلق میں مومنوں کی سب سے اہم اور بنیادی ذمہ داری نظام خلافت سے دلی وابستگی اور خلیفۂ وقت کی غیر مشروط مکمل اطاعت ہے۔ جب یہ بات قطعی اور یقینی ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور جس کو خلیفہ بنایا جاتا ہے وہ دنیا میں خدا کا نمائندہ اور سب سے محبوب شخص ہوتا ہے تو پھر ان باتوں کا لازمی تقاضا ہے کہ ایسے بابرکت وجود سے دل و جان سے محبت کی جائے اور اپنے آپ کو کلیتہً اس کی راہ میں فدا کردیا جائے۔خلیفۂ وقت سے دلی وابستگی کی اہمیت اور فرضیت کے ذکر میں رسول مقبول ﷺ کی ایک تاکیدی حدیث بھی ہمیشہ ہمارے مدنظر رہنی چاہئے۔

آپؐ نے فرمایا’’اگر تم دیکھ لو کہ اللہ کا خلیفہ زمین میں موجود ہے تو اس سے وابستہ ہوجاؤ اگرچہ تمہارا بدن تار تار کردیا جائے اور تمہارا مال لوٹ لیا جائے‘‘۔

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ خلافت ہی درحقیقت دنیا میں سب سے بڑا اور قیمتی خزانہ ہے۔جان اور مال سے بڑھ کر قیمتی دولت ہے۔پس جب یہ دولت کسی جماعت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہو تو اس سے چمٹ جانا اور ہر حالت میں چمٹے رہنا ہی زندگی اور بقاء کی ضمانت ہے۔

ہر احمدی کو ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے ماننے والوں کو اپنے درخت وجود کی سرسبز شاخیں قرار دے کر دراصل ہمیں یہ نصیحت فرمائی ہے کہ دیکھو میرے ساتھ اور میرے بعد میرے خلفاء کے ساتھ اگر تم نے تعلق پختہ رکھا اور اطاعت کا حق ادا کیا تو تب ہی تم سرسبز وشاداب رہ سکو گے وگرنہ جو تعلق منقطع کرے گا وہ درخت کے زرد پتوں کا انجام دیکھ لے اور عبرت پکڑے۔

خلافت احمدیہ کے تعلق میں ہم پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ان میں سے ایک بڑی اہم ذمہ داری خلیفۂ وقت کی کامل اطاعت ہے۔اور خلیفۂ وقت کے ہر اشارے پر دل وجان سے لبیک کہنا ہے۔

اب میں آپ کے سامنے صحابہ کرامؓ کی اطاعت کے چند نمونے رکھتا ہوں۔ ہمارے آقا و مولا آنحضرت ﷺ کے صحابۂ کرامؓ نے اطاعت وفدائیت کے وہ نمونے دکھائے کہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کے آسمانی خطاب سے نوازے گئے کہ خدا ان سے راضی ہوا اور وہ اپنے مولا سے خوش ہوئے۔انھوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی آگے بھی اور پیچھے بھی اور دشمن اس وقت تک آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ہماری لاشوں کو روندتے ہوئے نہ آئے۔تاریخ شاہد ہے کہ وفا کے پتلوں نے واقعی ایسا کر کے دکھایا۔ایک صحابی اس جانفشانی سے لڑے کہ جسم کے ستر ٹکڑے ہوگئے اور انگلی کے ایک پورے کو دیکھ کر اس شہید کی بہن نے اپنے بھائی کو پہچانا۔

ایک جنگ کے موقعہ پر تیروں کی بوچھاڑ تھی اور حضرت طلحہ نے اپنا ہاتھ نبی کریم ﷺ کے چہرۂ مبارک کے آگے رکھا ہوا تھا۔تیر آتے تھے آپ کے ہاتھ پر لگتے تھے۔مگر طلحہ اف بھی نہ کرتے تھے۔طلحہؓ نے اپنا ہاتھ کٹوا دیا مگر کسی بھی تیر کو آنحضرت ﷺ کے چہرہ تک نہ پہنچنے دیا۔

ایک موقعہ پر رسول پاک ﷺ نے مسجد میں کھڑے صحابہ سے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔گلی میں آتے ہوئے عبداللہ بن رواحہؓ وہیں بیٹھ گئے کہ یہ حکم رسول ﷺ کان میں پڑ گیا ہے ایسا نہ ہو کہ اس کی تعمیل میں ایک لمحہ کی بھی تاخیر ہوجائے اور کون جانتا ہے کہ اگلے لمحے کیا ہوجائے۔حرمت شراب سے قبل ایک جگہ

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں: ”میں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلّل بیان سے (دین) کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں“

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد سوم ص 377)

مختصر سوانح حیات

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع 18 دسمبر 1928ء حضرت مصلح موعود کے ہاں حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہ کے بطن سے قادیان میں پیدا ہوئے۔ 1944ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے میٹرک پاس کیا۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے FSc اور B.A. پرائیویٹ کیا۔ 1947ء میں تقسیم برصغیر کے وقت حفاظت مرکز قادیان کی ڈیوٹیاں دیں اور پھر ہجرت پاکستان۔ 7 دسمبر 1949ء کو جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخلہ لیا اور 1953ء میں شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ 1955ء میں مزید تعلیم کیلئے لندن یونیورسٹی میں داخلہ لیا اور انگریزی صوتیات کا مضمون منتخب کیا۔ 5 دسمبر 1957ء کو حضرت مصلح موعود نے آپ کا نکاح حضرت آصفہ بیگم صاحبہ بنت صاحبزادہ مرزا رشید احمد صاحب کے ساتھ پڑھایا 9 دسمبر کو شادی ہوئی۔ 1958ء میں وقف جدید انجمن احمدیہ کا قیام ہوا اس کے ممبران میں سب سے پہلے آپ کا نام لکھا گیا پھر حضرت مصلح موعود نے ناظم ارشاد وقف جدید مقرر فرمایا۔ اس عہدہ پر آپ انتخاب خلافت تک فائز رہے۔ 1960ء کے جلسہ سالانہ پر پہلی دفعہ تقریر فرمائی۔ 1962ء میں حضور کی کتاب ”مذہب کے نام پر خون“ شائع ہوئی۔ 1966ء تا 1969ء صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ رہے۔

1970ء میں ڈائریکٹر فضل عمر فاؤنڈیشن کے طور پر تقرری ہوئی۔ 1974ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی قیادت میں پاکستان کی قومی اسمبلی میں پیش ہونے والے احمدیہ وفد میں نمائندگی۔ 1975ء آپ کی تالیف سوانح فضل عمر جلد اوّل کی اشاعت ہوئی۔ 10 جون 1982ء کو آپ خلیفۃ المسیح منتخب ہوئے اسی روز آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی نماز جنازہ پڑھائی۔ 11 جون کو اپنے دورِ خلافت کا پہلا خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ جولائی 1982ء میں پہلے دورہ یورپ کیلئے روانگی ہوئی۔

26 تا 28 دسمبر 1982ء خلافت رابعہ کا پہلا جلسہ سالانہ ربوہ منعقد ہوا۔ 30 مارچ تا یکم اپریل 1984ء آپ کی صدارت میں ربوہ میں ہونے والی آخری مجلس شوریٰ منعقد ہوئی۔ 20 اپریل 1984ء اسلام آباد پاکستان میں آخری خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ 29 اپریل 1984ء ہجرت کیلئے ربوہ سے روانگی۔ 31 جولائی 1993ء پہلی عالمی بیعت۔ 18 اپریل 2003ء بیت الفضل لندن میں آخری خطبہ ارشاد فرمایا 19 اپریل 2003 لندن وقت کے مطابق صبح 9 بجکر 30 منٹ پر 75 سال کی عمر میں آپ مولیٰ حقیقی سے جاملے۔ اسلام آباد ٹلفورڈ میں تدفین ہوئی۔

اردو میں اہم کتب

ترجمہ قرآن کریم، وصال ابن مریم، سوانح فضل عمر، زھق الباطل، خلیج کا بحران، ذوق عبادت اور آداب دعا، ”الہام، عقل، علم اور سچائی“، ورزش کے زینے، ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل، کلام طاہر، مذہب کے نام پر خون۔ خطبات طاہر، خطابات طاہر۔

- تحریک وقف نو کا اجراء
- بیوت الحمد سکیم کا اعلان
- پانچ بنیادی اخلاق اپنانے کی تحریک
- خدمت خلق کی عالمی تنظیم ہیومینیٹی فرسٹ کا قیام
- ایم ٹی اے کا اجراء
- ہومیوپیتھی کا احیائے نو اور طاہر ہومیوپیتھک ریسرچ انسٹیٹیوٹ ربوہ کا قیام
- 100 زبانوں میں تراجم قرآن کریم کا منصوبہ
- بیت الفتوح لندن کی تعمیر
- مریم شادی فنڈ کا قیام

معروف تحریکات اور کارنامے

- وقف جدید کی تحریک کو عالمگیر کرنے کا اعلان
- محرم کے ایام میں کثرت سے درود شریف پڑھنے کی تحریک
- ہر ملک میں مجلس شوریٰ کا نظام قائم کرنے کا اعلان
- بیلجئیم کی بیت الذکر کیلئے مالی تحریک
- جماعت امریکہ کو 5 بیوت الذکر اور 5 مشن ہاؤسز بنانے کی تحریک
- طلباء کو غیر ملکی زبانیں سیکھنے کی تحریک
- گندی فلموں خصوصاً ہندوستانی فلموں کے زہر قاتل سے بچنے کی تحریک
- عید پر غریبوں کو اپنی خوشیوں میں شریک کرنے کی تحریک
- چینی سیکھنے اور چین میں وقف عارضی کی تحریک
- احمدی خواتین کو پردہ کی پابندی کی تحریک
- تحریک جدید کے دفتر چہارم کا اجراء
- کینسر پر ریسرچ کی تحریک
- احمدی سائنسدانوں اور انجینئرز کو عام آدمی کی مشکلات دور کرنے کیلئے مفید ایجادات کی تحریک
- صد سالہ جوبلی پر ہر ملک میں ایک نمائش گاہ تعمیر کرنے کی تحریک
- قطب شمالی میں تعمیر ہونے والی پہلی بیت الذکر کیلئے مالی تحریک
- تحریک جدید کے دفتر اوّل اور دفتر دوم کو ہمیشہ زندہ رکھنے کی تحریک
- ہر احمدی کو داعی الی اللہ بننے کی تحریک
- نستعلیق خط کے کمپیوٹرائزڈ پریس کیلئے ڈیڑھ لاکھ پاؤنڈ کی تحریک
- کینیڈا میں نئے مشن ہاؤس اور بیوت الذکر بنانے کی تحریک
- انگلستان اور جرمنی میں دو نئے مراکز کیلئے تحریک
- سیدنا بلال فنڈ کا قیام
- نرم اور پاک زبان کے استعمال کی تحریک
- الفضل اور ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت کم از کم 10 ہزار کرنے کی تحریک
- احمدی خاندانوں کو اپنی تاریخ مرتب کرنے کی تحریک
- ریٹائرڈ احباب کو خدمت دین کیلئے وقف کی تحریک
- کفالت یکصد یتامیٰ کمیٹی کا قیام
- احمدی نوجوانوں کو کثرت سے صحافت سے منسلک ہونے کی تحریک
- ناصر فاؤنڈیشن کا قیام
- واشنگٹن میں احمدیہ بیت الذکر کی تعمیر میں حصہ لینے کی تحریک
- گیمبیا میں نصرت جہاں سکیم کی تنظیم نو کا اعلان
- بنگلہ دیش میں مظالم کا ذکر کرتے ہوئے بیوت الذکر کی تعمیر کیلئے مالی تحریک
- مشرقی یورپ کے ممالک میں بیوت الذکر اور مراکز کیلئے مالی تحریک
- ایم ٹی اے کیلئے مفید اور دلچسپ پروگرام تیار کرنے کی تحریک
- ذیلی تنظیموں کو ہر ماہ کم از کم ایک اجلاس عاملہ برائے قیام نماز کرنے کی تحریک
- عراقی عوام کی مالی امداد کی تحریک
- شہد پر منظم تحقیق کرنے کی تحریک
- بیت النور ہالینڈ کیلئے مالی قربانی کی تحریک
- داڑھی رکھنے کی تحریک
- ایلومینیم کے برتنوں کا استعمال چھوڑنے کی تحریک
- جرمنی میں 100 بیوت الذکر بنانے کی تحریک
- نومبائعین کی خصوصی تربیت کی تحریک
- ربوہ کے ہر گھر کو تین پھلدار پودے لگانے کی تحریک

شراب کا دور زوروں پر تھا کہ منادی کی آواز آئی کہ خدا کے رسول نے شراب کے حرام ہونے کا اعلان کیا ہے۔جذبۂ اطاعت ذہنوں میں اس قدر راسخ ہو چکا تھا کہ شراب کے نشہ کے باوجود ایک صحابی اٹھا اور لاٹھی سے شراب کا مٹکا چکنا چور کر دیا کہ بس حکم آ گیا ہے اب تاخیر کیسی؟

حضرت مسیح موعود کے جاں نثار رفقاء نے بھی اطاعت کا علم بڑے عاشقانہ انداز میں سر بلند رکھا۔ آواز سن کر بیٹھ جانے کا واقعہ یہاں بھی ہوا۔مسیح پاک نے بیت الذکر میں کھڑے لوگوں سے فرمایا 'بیٹھ جاؤ' اور میاں کریم بخش جو ابھی بیت الذکر کے ساتھ والی گلی میں تھے آواز سنتے ہی وہیں بیٹھ گئے۔کسی نے وجہ پوچھی تو یہی کہا کہ جب مسیح کا فرمان کان میں پڑ گیا تو پھر میرا کام یہی تھا کہ اسی وقت اطاعت کرتا۔

پھر اسی اطاعت کا ایک اور نظارہ خلافتِ خامسہ کے انتخاب کے معاً بعد بھی ظاہر ہوا۔جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطاب فرمانے لگے تو بیت الفضل لندن میں کھڑے احباب سے فرمایا بیٹھ جائیں۔جب یہ اعلان لاؤڈ سپیکر پر ہوا کہ حضور نے فرمایا ہے کہ بیٹھ جائیں تو ساری دنیا نے یہ نظارہ دیکھا کہ لندن کی سرد رات تھی۔ ہزاروں کا مجمع جو سڑک پر کھڑا تھا اور اپنے نئے امام کی بیعت کرنے کو تیار تھا۔اسے جب یہ حکم سنائی دیا کہ بیٹھ جائیں اور ایک ہی لمحے میں ہزاروں کا مجمع ٹھنڈی سڑک پر بیٹھ گیا۔ہزاروں احمدیوں نے عبداللہ بن رواحہؓ اور حضرت کریم بخش کی طرح اپنے پیارے امام کی اطاعت کی۔

حضرت مسیح موعود، حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب کی فدائیت اور اطاعت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''وہ میری ہر امر میں اس طرح پیروی کرتے ہیں جس طرح نبض حرکت قلب کی پیروی کرتی ہے۔اور میں انھیں دیکھتا ہوں کہ وہ میری رضا میں فنا شدہ لوگوں کی طرح ہیں''۔

اطاعت امام میں فنا شدہ حضرت مولوی نورالدین صاحب کو حضرت مسیح موعود نے تار دلوایا کہ دہلی آ جاؤ۔ تار لکھنے والے نے لکھ دیا بلا توقف چلے آؤ۔جب یہ تار قادیان پہنچا تو حضرت مولوی صاحب اپنے مطب میں بیٹھے تھے۔اس خیال سے کہ تعمیل میں دیر نہ ہو فوراً اٹھے اور چل پڑے۔نہ گھر گئے نہ لباس بدلا نہ بستر لیا۔یہاں تک کہ ریل کا کرایہ بھی جیب میں نہ تھا مگر اپنے آقا کے حکم کی تعمیل کرنی تھی خدا تعالیٰ نے بھی معجزانہ مدد کی اور ایک ہندو مریض سٹیشن پر بھجوا دیا جس نے دہلی کا ٹکٹ اور معقول رقم نذرانہ کے طور پر پیش کی۔یوں آپ حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ (حیاتِ نور 285)

حضرت حافظ روشن علی کی مثال بھی کیا عجیب مثال ہے۔ابتدائی زمانہ میں اس درویش بزرگ کے پاس کپڑوں کا صرف ایک جوڑا ہوا کرتا تھا۔جمعرات کی رات کو دھو لیتے اور جمعہ کی صبح کو پہن لیتے۔ایک بار ایسے ہوا کہ سردیوں کی شدید سرد رات میں کپڑے دھو کر لٹکائے ہوئے تھے کہ مسیح پاک کی طرف سے پیغام آیا کہ کسی مقدمہ کی پیروی کے لئے گورداسپور جانا ہے ساتھ جانے کے لئے ابھی آ جائیں۔فدائی روشن علی اٹھا وہی گیلے کپڑے پہن لئے اور سردی سے بچاؤ کے لئے لحاف لپیٹ کر ساتھ ہولیا۔

پس یہ کامل اطاعت کے چند نمونے ہیں۔آج ہم میں سے ہر ایک نے انہی نمونوں پر چلتے ہوئے خلیفۂ وقت کی کامل اطاعت کے اعلیٰ معیار قائم کرنے ہیں۔حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

''وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا کام بھی نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹہ کر سکتا ہے''۔(الفضل 20 نومبر 1946ء صفحہ 7)

پھر آپ ایک اور جگہ فرماتے ہیں:۔

''یاد رکھو ایمان کسی خاص چیز کا نام نہیں بلکہ ایمان نام ہے اس بات کا کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کی زبان سے جو بھی آواز بلند ہو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے...... ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ مَیں مسیح موعود پر ایمان لاتا ہوں۔ہزار دفعہ کوئی کہے کہ مَیں احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں۔خدا کے حضور اس کے ان دعووں کی کوئی قیمت نہیں ہوگی جب تک وہ اس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں (۔) قائم کرنا چاہتا ہے۔جب تک جماعت کا ہر شخص پاگلوں کی طرح اس کی اطاعت نہیں کرتا اور جب تک اس کی اطاعت میں اپنی زندگی کا ہر لمحہ نہیں بسر کرتا اس وقت تک وہ کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا حقدار نہیں ہو سکتا''۔

(الفضل 15 نومبر 1946ء، صفحہ 6)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:۔

خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم، وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفۂ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔ جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطبات رائیگاں، تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں''۔

(خطبہ جمعہ 24 جنوری 1936ء
الفضل 3 جنوری 1936ء صفحہ 9)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:۔

''میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خواہ تم کتنے عقلمند اور مدبر ہو، اپنی تدابیر اور عقلوں پر چل کر دین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔جب تک تمہاری عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت نہ ہوں اور تم امام کے پیچھے پیچھے نہ چلو، ہرگز اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت تم حاصل نہیں کر سکتے۔پس اگر تم خدا تعالیٰ کی نصرت چاہتے ہو تو یاد رکھو اس کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ تمہارا اٹھنا بیٹھنا، کھڑا ہونا اور چلنا۔تمہارا بولنا اور خاموش رہنا میرے ماتحت ہو''۔

(الفضل 4 ستمبر 1937ء صفحہ 8)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

''واعظین کے ذریعے بار بار یہ آواز جماعت کے کانوں میں پڑتی رہے کہ پانچ روپے کیا، پانچ ہزار روپے کیا، پانچ لاکھ روپے کیا، پانچ ارب کیا اگر ساری دنیا کی جانیں بھی خلیفہ کے ایک حکم کے آگے بھی قربان کر دی جاتی ہیں تو وہ بے حقیقت اور ناقابل ذکر چیز ہیں......اگر یہ باتیں جو ہر مرد، ہر عورت، ہر بچے، ہر بوڑھے کے ذہن نشین کی جائیں اور ان کے دلوں پر ان کا نقش کیا جائے تو وہ ٹھوکریں جو عدم علم کی وجہ سے لوگ کھاتے ہیں کیوں کھائیں''۔

(تعلیم العقائد والاعمال پر خطبات از حضرت مصلح موعود
صفحہ 36 مرتبہ ادارہ ترقی اسلام سکندر آباد دکن)

پھر آپ فرماتے ہیں:۔

''تم سب امام کے اشارے پر چلو اور اس کی ہدایات سے ذرہ بھر بھی ادھر ادھر نہ ہو۔جب وہ حکم دے بڑھو اور جب وہ حکم دے ٹھہر جاؤ اور جدھر بڑھنے کا وہ حکم دے ادھر بڑھو اور جدھر سے ہٹنے کا وہ حکم دے ادھر سے ہٹ جاؤ''۔

(انوار العلوم جلد 14، صفحہ 515-516)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

''اے دوستو! بیدار ہو اور اپنے مقام کو سمجھو اور اس اطاعت کا نمونہ دکھاؤ جس کی مثال دنیا کے پردہ پر کسی اور جگہ پر نہ ملتی ہو اور کم سے کم آئندہ کے لئے کوشش کرو کہ سو میں سے سو ہی کامل فرمانبرداری کا نمونہ دکھائیں اور اس ڈھال سے باہر کسی کا جسم نہ ہو جسے خدا تعالیٰ نے تمہاری حفاظت کے لئے مقرر کیا ہے۔''

(انوار العلوم جلد 14 صفحہ 525)

پس آج ہم سب کا فرض ہے کہ ہم اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایک ارشاد پر آپ کے دائیں بھی لڑیں اور بائیں بھی لڑیں اور آگے بھی لڑیں اور پیچھے بھی لڑیں۔ہم خلافت احمدیہ کی خاطر اپنی جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار ہوں اور اپنی اولاد در اولاد کو خلافت احمدیہ سے وابستہ رہنے کی تلقین کرنے والے ہوں۔ہم خلافت احمدیہ کی حفاظت کی خاطر سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں۔ خلیفۂ وقت کے دست و باز و اور ادنیٰ چاکر بن کر ہمیشہ اس کی ہر آواز پر لبیک کہیں۔ہماری زندگی اور ہماری موت خلیفۂ وقت کے قدموں میں ہو۔

اے خدا! تو ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے اس عہد کو پورا کر سکیں۔اور زندگی کے آخری سانس تک وفا کے ساتھ اس عہد کو نبھاتے چلے جائیں۔آمین۔

خلافت کے قیام کا مدعا توحید اور عبادت کا قیام ہے

قیام نماز کے متعلق خلفائے سلسلہ احمدیہ کے بابرکت ارشادات

ظاہری اور باطنی پاکیزگی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں۔

نماز ظاہری پاکیزگی، ہاتھ منہ دھونے اور ناک صاف کرنے اور شرمگاہوں کو پاک کرنے کے ساتھ یہ تعلیم دیتی ہے کہ جیسے میں اس ظاہری پاکیزگی کو ملحوظ رکھتا ہوں اندرونی صفائی اور پاکیزگی اور سچی طہارت عطا کر اور پھر اللہ تعالیٰ کے حضور سبحانیت، قدوسیت، مجدیت، پھر ربوبیت، رحمانیت، رحیمیت اور اس کے ملک ملک میں تصرفات اور اپنی ذمہ واریوں کو یاد کر کے کہ اس قلب کے ساتھ ماننے کو تیار ہوں، سینہ پر ہاتھ رکھ کر تیرے حضور کھڑا ہوتا ہوں۔ اس قسم کی نماز جب پڑھتا ہے تو پھر اس کی وہ خاصیت اور اثر پیدا ہوتا ہے جو (۔) (النحل:91) میں بیان ہوا ہے۔ پھر پاک کتاب کا کچھ حصہ پڑھے اور رکوع کرے اور غور کرے کہ میری عبودیت اور نیازمندی کی انتہا بجز سجدہ کے اور کوئی نہیں۔ جب اس قسم کی نماز پڑھے تو وہ نیازمندی اور سچائی جب اعضاء اور جوارح پر اپنا اثر کر چکی تو اور جوش مار کر ترقی کرے گی۔ (خطبات نور صفحہ 126)

میں تمہیں مختصر نصیحت کرتا ہوں۔ بعض لوگ ہیں جو نماز میں کسل کرتے ہیں اور یہ کئی قسم ہے (1) وقت پر نہیں پہنچتے (2) جماعت کے ساتھ نہیں پڑھتے (3) سنن ورواتب کا خیال نہیں کرتے۔ کان کھول کر سنو! جو نماز کا مضیع ہے اس کا کوئی کام دنیا میں ٹھیک نہیں۔ (خطبات نور صفحہ 436)

سب سے پہلا اور مقدم فرض

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں۔

''سب سے پہلا اور مقدم فرض...... خدا تعالیٰ کی عبادت ہے۔ قرآن کریم نے عبادت کیلئے ہر جگہ اقامۃ صلاۃ کے الفاظ رکھے ہیں۔ جن میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اقامۃ الصلوٰۃ کے بغیر درحقیقت کوئی عبادت عبادت نہیں کہلاسکتی جب تک نماز باجماعت ادا نہ کی جائے۔ سوائے اس کے کہ انسان بیمار ہو یا معذور ہو اس وقت تک اس کی نماز اللہ تعالیٰ کے حضور قبول نہیں ہوسکتی۔ (۔) پس دوستوں کا فرض ہے کہ وہ اپنا پورا زور اس بات کیلئے صرف کر دیں کہ ہم میں سے ہر شخص نماز باجماعت کا پابند ہو۔

میں نے پہلے بھی چند سال ہوئے جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اور پھر اس پر کچھ عرصہ عمل بھی ہوا۔ مگر پھر سستی واقعہ ہوگئی۔ میں نے کہا تھا کہ جہاں (بیوت الذکر) قریب ہوں۔ وہاں (بیوت) میں نماز باجماعت ادا کی جائے۔ اور جہاں (بیوت) نہ ہوں وہاں جماعت کے دوست محلّہ میں کسی کے گھر پر جمع ہو کر نماز باجماعت پڑھ لیا کریں۔ اور جہاں اس قسم کا انتظام بھی نہ ہوسکے۔ وہاں گھروں میں نماز باجماعت ادا کی جائے۔ اور مرد اپنے بیوی بچوں کو پیچھے کھڑا کر کے جماعت کرالیا کریں۔ آج میں پھر جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ خصوصاً عہدیداروں کو۔ انہیں چاہئے کہ وہ ہر ماہ مجھے لکھتے رہا کریں۔ کہ انہوں نے اس بارہ میں کیا کارروائی کی ہے۔

(روزنامہ الفضل 24 جولائی 2001)

عبادت کی دو اقسام

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فرماتے ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر عبادت عمل ہے اور ہر شکل کے عمل عبادت کا ہی پہلو اپنے اندر رکھتے ہیں لیکن عبادات یا اعمال کو دو حصوں میں منقسم کیا گیا ہے۔ ایک حصہ کو حقوق اللہ اور ایک حصہ کو حقوق العباد کہتے ہیں۔ جب ہم حقوق اللہ کو ادا کر رہے ہوتے ہیں تو ان میں ایک حصہ حقوق العباد کا بھی شامل ہوتا ہے۔ مثلاً نماز ہے ہم (۔) میں جاتے ہیں اور نماز باجماعت ادا کرتے ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے جو ہم ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ ہم اس کے مطیع اور فرمانبردار بندے بنتے ہوئے اس کی حمد کریں۔ اس کی بلندی اور عظمت کا اظہار کریں۔ تضرع اور عاجزی سے اس کے سامنے جھکیں۔ غرض نماز ادا کرنا خالصتاً اللہ تعالیٰ کا حق ہے لیکن اس نماز کی ادائیگی میں بھی ہم حقوق العباد ادا کر رہے ہوتے ہیں مثلاً نماز میں ہم اپنے لئے اپنے رشتہ داروں کیلئے مجلس اور جماعت کیلئے یا تمام بنی نوع انسان کیلئے دعا کرتے ہیں اور یہ دعا والا حصہ حقوق اللہ میں شامل نہیں کیونکہ اس حصہ میں ہم صرف اس کی حمد نہیں کر رہے ہوتے بلکہ حمد کے قیام کیلئے سامان کر رہے ہوتے ہیں۔ کہ زیادہ سے زیادہ آدمی اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل کرتے ہوئے اس کی حمد میں مشغول ہوسکیں۔ یہ حصہ حقوق العباد میں شامل ہے کیونکہ گو ہم نماز میں خدا تعالیٰ کی طرف جھکتے ہیں اور اسی سے مانگتے ہیں لیکن مانگتے بنی نوع انسان کے لئے ہیں۔

(مشعل راہ جلد دوم صفحہ 5)

قیام خلافت کا مقصود

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں۔

خلافت کے قیام کا مدعا توحید کا قیام ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے...... (نور۔ 56) کہ خلافت کا انعام یعنی آخری پھل تمہیں یہ عطا کیا جائے گا کہ میری عبادت کرو گے میرا کوئی شریک نہیں ٹھہراؤ گے۔ کامل توحید کے ساتھ تم میری عبادت کرتے چلے جاؤ گے اور میرے حمد وثنا کے گیت گایا کرو گے۔

(خطبات طاہر جلد اول صفحہ 2)

قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے کہ نماز کے قیام کا آخری کارخانہ خاندان ہی ہوگا اس کارخانے تک پہنچنے کیلئے اسے بیدار کرنے کیلئے اسے حرکت دینے کے لئے جماعت کی مختلف تنظیمیں قائم ہیں۔ تنظیمیں نسبتاً زیادہ بیدار رہ سکتی ہیں اگر وہ ایک معین پروگرام بنالیں ہر ہفتے یا ہر مہینے میں ایک دفعہ خاص نماز کے موضوع پر غور کرنے کیلئے اکٹھے مل کر بیٹھا کریں گے، ہمیشہ کیلئے مجلس عاملہ کا ایک اجلاس مقرر ہو جائے جس کا موضوع سوائے نماز کے کچھ نہ ہو۔ اس دن لجنہ بھی نماز پر غور کر رہی ہو۔ خدام بھی نماز پر غور کر رہے ہوں، انصار بھی نماز پر غور کر رہے ہوں، سب اپنی اپنی جگہ ہمیشہ کیلئے یہ فیصلہ کرلیں کہ اب ہم نے ہر مہینہ میں کم از کم ایک مرتبہ ضرور اس موضوع پر بیٹھ کر غور کرنا ہے۔ جہاں حالات ایسے ہیں کہ ہر مہینے اکٹھے نہ ہوسکتے ہوں۔ وہاں دو مہینے میں ایک اجلاس مقرر کرلیں، تین مہینے میں مقرر کرلیں۔

(الفضل 24۔ اگست 1989ء)

نماز بروقت اور باجماعت ادا کریں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

نماز تو .... کا ایک بنیادی رکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صرف نماز پڑھنے اور جیسے تیسے اس کو پڑھنے کا نہیں کہا بلکہ پانچ وقت نماز پڑھنے کا کہا ہے اور باجماعت پڑھنے کیلئے کہا ہے آجکل بعض جگہوں پر کام کرنے کی وجہ سے یہ مسئلہ بعض لوگوں کو رہتا ہے کہ باجماعت نماز کس طرح پڑھیں ایک جگہ پر کام کر رہے ہیں اکیلے احمدی ہیں تو کہاں سے اور ڈھونڈیں جو جماعت ہوسکے۔ تو ایسی صورت میں اپنی نماز پڑھ لیں لیکن یہ نہ ہو کہ ظہر عصر کی نمازیں جمع ہو رہی ہوں اور مغرب عشاء کی نمازیں جمع ہو رہی ہوں۔ کام کے وقت میں اتنا وقفہ ملتا ہے کہ آپ ظہر کی نماز علیحدہ پڑھ سکیں اور عصر کی نماز علیحدہ پڑھیں۔ اور جہاں چند لوگ اکٹھے ہوسکتے ہوں وہاں باجماعت نماز پڑھنے کی بھی کوشش کرنی چاہئے۔ اور اس میں شرمانے والی کوئی بات نہیں ہے بلکہ آپ کا یہ عمل یقیناً دوسروں کو متاثر کرے گا اور وہ آپ کی طرف کھنچے آئیں گے اور دیکھیں گے کہ یہ کس طرح کے لوگ ہیں جو اس دور میں بھی، اپنے کاموں کے دوران بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہیں۔ یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر نماز قائم کرو گے۔ نماز باجماعت ادا کرو گے تو یقیناً تمہارا اس طرح نمازیں پڑھنا تمہیں بے حیائی کے کاموں اور ہر ناپسندیدہ بات سے روکے گا۔ (مشعل راہ جلد پنجم صفحہ 10)

خلیفہ وقت کا سب سے اہم کام قرآنی تعلیم کو رائج کرنا ہے اور یہی خلافت کا مدعا ہے

تعلیم القرآن کے متعلق خلفائے احمدیت کی تحریکات اور ان کے پاکیزہ ثمرات

قرآن کریم پڑھنے، پڑھانے، عمل کرنے، غور کرنے اور اکناف عالم میں پھیلانے کی باثمر سکیمیں

عبدالسمیع خان۔ ایڈیٹر الفضل

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی تحریکات

قرآن کریم حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے دل کی غذا تھا۔ اس کے علوم و معارف کی اشاعت کے لئے آپ ساری زندگی کوشاں رہے۔ ایک بار حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے سوال کیا کہ آپ کی سب سے بڑی خواہش کیا ہے تو فرمایا:

مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ قرآن مجید عملی طور پر کل دنیا کا دستور العمل ہو۔

(الحکم 7 جولائی 1911ء ص 2 کالم 3)

پھر فرمایا: قرآن کو مضبوط پکڑو۔ قرآن بہت پڑھو اور اس پر عمل کرو۔

(الحکم 21 جنوری 1911ء ص 8 کالم 3)

تعلیم القرآن کی اس تحریک پر سب سے زیادہ اور عارفانہ عمل آپ ہی کا تھا۔ آپ خلافت سے پہلے بھی مسلسل قرآن کا درس دیتے تھے۔ منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد باوجود بے پناہ ذمہ داریوں کے قرآن کو آپ کی مصروفیات میں اولیت حاصل رہی اور قرآن کا درس دینے کے لئے ہمیشہ جوان اور مستعد رہے۔

درس قرآن اور عربی سیکھنے کی تحریک

1908ء میں اپنی خلافت کے پہلے جلسہ سالانہ پر دوران تقریر آپ نے فرمایا کہ کرزن گزٹ (دہلی) نے حضرت مسیح موعود کی وفات کا ذکر کر کے لکھا ہے کہ اب مرزائیوں میں کیا رہ گیا ہے ان کا سر کٹ چکا ہے ایک شخص جوان کا امام بنا ہے اس سے تو کچھ ہوگا نہیں ہاں یہ ہے کہ تمہیں کسی بیت الذکر میں قرآن سنایا کرے۔ سو خدا کرے یہی ہو میں تمہیں قرآن ہی سنایا کروں۔

اس کے بعد آپ نے قرآن مجید کی بعض آیات پڑھ کر ان کی لطیف تفسیر فرمائی اور آخر میں عربی زبان کی تعلیم کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی اور فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں عربی سے کیا ہوتا ہے میں کہتا ہوں عربی سے قرآن شریف آتا ہے۔ عربی سے محمد رسول اللہ ﷺ کی باتیں سمجھ میں آتی ہیں۔ عربی سے ابوبکر و عمر و تبع تابعین کی قدر کو پہچانا جاتا ہے۔

(بدر 7 جنوری 1909ء ص 9,5)

1910ء کے ریکارڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ روزانہ تین دفعہ درس دیتے تھے۔ اخبار بدر لکھتا ہے کہ حضور آجکل تین درس دیتے ہیں۔ بعد از نماز صبح (بیت الذکر) میں پہلے صاحبزادہ شریف احمد صاحب کو، پھر چند گریجوایٹ ہیں۔ مثلاً شیخ تیمور صاحب ایم اے۔ ان کو قرآن مجید پڑھایا جاتا ہے۔ یہ درس خصوصیت سے لطیف ہوتا ہے۔ بخاری کا درس بھی شروع ہے۔

(بدر 12 مئی 1910ء ص 2 کالم 1)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے لئے 1913ء میں بعد نماز فجر حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے قرآن مجید کا ایک درس دینا شروع فرمایا۔ جس میں دوسرے لوگوں کو بھی شامل ہونے کی اجازت دی گئی۔ علاوہ ازیں ایک درس بعد نماز عصر اور دوسرا بعد از نماز مغرب بھی جاری تھا۔

(بدر 27 فروری 1913ء ص 19)

الحکم 1913ء سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خلیفہ اول قرآن مجید کا درس پانچ مرتبہ دے رہے تھے اور آپ نے مارچ 1913ء سے قرآن کے درس سے پہلے بخاری کا بھی عام درس شروع فرما دیا اور ایڈیٹر الحکم شیخ یعقوب علی صاحب تراب حضرت کے حکم سے اسے مرتب کرنے لگے۔ یہ درس کئی ماہ تک اخبار بدر میں بطور ضمیمہ چھپتا رہا۔

(الحکم 7 مارچ 1913ء ص 10 کالم 3)

تدبر و حفظ قرآن کی تحریک

ایک بار حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے اپنے بعض خدام کو یہ کام سپرد فرمایا کہ وہ قرآن مجید کے اسماء افعال اور حروف کی فہرستیں تیار کریں۔ اس طریق سے خدام میں قرآن مجید کی خدمت اور اس پر غور و فکر کی عادت پیدا کرنا مقصود تھا۔

مولوی ارجمند خانصاحب کا بیان ہے کہ اس تحریک کے سلسلہ میں میرے حصہ میں اٹھارہواں پارہ آیا جو میں نے پیش کر دیا۔

ایک بار آپ نے 12 دوستوں کو تحریک فرمائی کہ اڑھائی اڑھائی پارے یاد کرلیں۔ اس طرح سب مل کر حافظ قرآن بن جائیں۔

(تشحیذ الاذہان مارچ 1912ء جلد 7 ص 101)

اشاعت قرآن کی تحریک

قرآن و حدیث سے حضور کی محبت کا پرتو تھا کہ احباب جماعت کے دل میں خدمت قرآن کے نئے ولولے جنم لیتے تھے۔

حضرت میر ناصر نواب صاحب نے 1913ء میں جماعت کی طرف سے قرآن مجید کے مستند اردو ترجمہ اور بخاری اور دوسری دینی کتب کے تراجم شائع کرنے کی خواہش ظاہر کی اور حضرت خلیفہ اول سے درخواست کی کہ آپ مجھے ترجمہ اور نوٹ عنایت فرماویں نیز کچھ روپیہ بھی بخشیں۔ حضرت خلیفہ اول نے اس تحریک پر اظہار خوشنودی کرتے ہوئے، اعانت کا وعدہ کرتے ہوئے فرمایا یہ مبارک تحریک ہے اللہ تعالیٰ اس کو مثمر ثمرات برکات کرے آمین۔ خاکسار انشاء اللہ تعالیٰ بقدر طاقت امداد کو حاضر ہے۔

(بدر 18 ستمبر 1913ء ص 4,3)

قادیان کا رمضان

حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے خلافت اولیٰ کے دوران 1912ء کے ماہ رمضان میں اہل قادیان کے قرآن کریم سے عشق و محبت کا نقشہ عجیب انداز سے کھینچا ہے فرماتے ہیں۔

قادیان کا رمضان قرآن شریف کے پڑھنے اور سننے کے لحاظ سے ایک خصوصیت رکھتا ہے۔ تہجد کے وقت (بیت) مبارک کی چھت پر اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوتا ہے۔ صوفی تصور حسین صاحب خوش الحانی سے قرآن شریف تراویح میں سناتے ہیں۔ ...... فریضہ صلوٰۃ فجر کو ادا کرتے ہیں۔ جس کے بعد (بیت الذکر) کی چھت قرآن الفجر کے محبین سے گونجنے لگتی ہے۔ مگر چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح جلد اپنے مکان کے صحن میں درس دینے والے ہوتے ہیں اس واسطے ہر طرف سے متعلمان درس بڑے اور چھوٹے بچے اور بوڑھے، پیارا قرآن بغلوں میں دبائے حضرت کے مکان کی طرف دوڑتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ تھوڑی دیر میں صحن مکان بھر جاتا ہے۔ حضرت کے انتظار میں کوئی اپنی روزانہ منزل پڑھ رہا ہے۔ کوئی کل کے پڑھے ہوئے کو دہرا رہا ہے۔ کیا مبارک فجر ہے مومنوں کی۔ تھوڑی دیر میں حضرت کی آمد اور قرآن خوانی سے ساری مجلس بقعہ نور نظر آنے لگتی ہے۔ نصف پارہ کے قریب پڑھا جاتا ہے۔ اس کا ترجمہ کیا جاتا ہے۔ تفسیر کی جاتی ہے سائلین کے سوالات کے جواب دیئے جاتے ہیں۔ تقویٰ و عمل کی تاکید بار بار کی جاتی ہے۔ لطیف مثالوں سے مطالب کو عام فہم اور آسان کر دیا ہے۔ اس کے بعد اندرون مکان میں عورتوں کو درس قرآن دیا جاتا ہے۔ پھر ظہر کے بعد سب لوگ (بیت) اقصیٰ میں جمع ہوتے ہیں وہاں حضرت خلیفۃ المسیح بھی تشریف لے جاتے ہیں اور صبح کی طرح وہاں پھر درس ہوتا ہے۔ بعد عشاء (بیت) اقصیٰ میں حافظ جمال الدین صاحب تراویح میں قرآن شریف سناتے ہیں اور حضرت کے مکان پر حافظ ابواللیث محمد اسمٰعیل صاحب سناتے ہیں۔ غرض اس طرح قرآن شریف کے پڑھنے پڑھانے اور سننے کا ایسا شغل ان ایام میں دن رات رہتا ہے کہ گویا اس مہینہ میں قرآن شریف کا ایک خاص نزول ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اپنے دردمند دل کی دعاؤں کے ساتھ قرآن شریف سناتے ہیں۔ درس کے بعد سامعین کے واسطے دعائیں کرتے ہیں"۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 ص 603)

دار القرآن

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کو قرآن کریم کی تعلیم و اشاعت کا جوش فطرتاً عطا ہوا تھا اور ہمیشہ قرآن کریم کا درس دیتے رہتے تھے جو عموماً بیت اقصیٰ میں ہوتا تھا مگر آپ کی خواہش تھی کہ ایک خاص کمرہ اس مقصد کے لئے بنایا جائے جو صرف درس قرآن کے لئے وقف ہو۔ اس کمرہ کے لئے حضرت اماں جان نے زمین کا ایک قطعہ دینے کا وعدہ کیا۔

اس کمرہ کی تعمیر کے لئے جماعت میں مالی تحریک بھی کی گئی اس کا ذکر کرتے ہوئے ایڈیٹر الحکم لکھتے ہیں:

جہاں تک میں سمجھتا ہوں یہ دار القرآن دراصل مدرسہ تعلیم القرآن کا مقدمہ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی دیرینہ خواہش ہے کہ قرآن مجید کے نہایت اعلیٰ معلم موصل وغیرہ سے منگوائے جائیں۔ ...... حضرت خلیفۃ المسیح نے حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ کو یہ خدمت سپرد کی ہے کہ وہ اس دار القرآن کی تعمیر کا کام شروع کر دیں۔ اس کے لئے کم ازکم دس ہزار روپیہ درکار ہوگا۔ ...... چندہ کی فہرست کھول دی گئی ہے۔ ایڈیٹر الحکم چاہتا ہے کہ اس کے ناظرین اس کار خیر میں کم ازکم اڑھائی ہزار جمع کر دیں اور یہ رقم خریداران الحکم کی طرف سے دار القرآن کے لئے دی جاوے۔

(الحکم 21 فروری 1913ء ص 3)

مگر بعد میں حضور کی ہدایت پر یہ طے پایا کہ موجودہ بیت اقصیٰ میں ہی ایک بڑا کمرہ تیار کروالیا جائے جو درس کے کام بھی آ سکے اور نمازی بھی اس میں آرام سے نماز پڑھ سکیں۔ چنانچہ اس فیصلہ کی تعمیل میں حضرت میر صاحب موصوف نے وہ ہال کمرہ بنوادیا۔
(حیات نور ص 605)

درس کا سلسلہ جاری رہے

1910ء میں حضور گھوڑے سے گر کر زخمی ہو گئے۔ آپ کی بیماری سے جماعت کو جو نقصان پہنچا اس میں آپ کے درس قرآن کی محرومی سب سے بڑا نقصان تھا۔ جس کا آپ کو خود بھی بہت احساس تھا۔ چنانچہ آپ نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو حکم دیا کہ عصر کے بعد قرآن مجید کا درس دیا کریں اور اگر وہ کسی وجہ سے نہ دے سکیں تو مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب درس دیں اگر وہ بھی نہ دے سکیں تو قاضی امیر حسین صاحب درس دیں چنانچہ حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب نے 13 فروری 1911ء سے درس شروع کر دیا۔
(الحکم 14 فروری 1911ء ص 4 کالم 1)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی روحانی توجہ اور بار بار ترغیب کے نتیجہ میں جماعت کے اندر قرآن کریم کا درس دینے اور درس سننے کا خاص ذوق پیدا ہو گیا تھا قادیان میں حضور کے علاوہ درس دینے والوں میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا نام نامی بہت نمایاں تھا۔

فروری 1910ء سے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے نماز مغرب کے بعد قرآن مجید کا درس دینا شروع فرمایا۔
(الحکم 21 فروری 1910ء ص 5 کالم 3)

وسط 1913ء سے آپ دن میں دو دفعہ درس دینے لگے یعنی فجر اور ظہر کے بعد۔
(الفضل 18 جون 1913ء ص 1)

اس کے علاوہ بھی سیدنا محمود نے نوجوانوں کے لئے کئی بار مختلف قسم کی تربیتی کلاسز کا انعقاد فرمایا۔ مثلاً 1910ء میں آپ نے سکولوں اور کالجوں کی تعطیلات کے دوران قادیان آنے والے طلباء کے لئے ایک تربیتی کلاس کا اجراء فرمایا۔ کلاس کے نصاب میں قرآن و حدیث اور بعض قصائد شامل تھے۔ آپ نے ان کو بڑی محنت سے پڑھایا اور عربی و دینی علوم سے متعارف کیا۔ (بدر 12 مئی 1910ء ص 2 کالم 1)

آخری وصیت

4 مارچ 1914ء کو نماز عصر کے بعد حضرت خلیفہ اول کو یکا یک ضعف محسوس ہونے لگا۔ اسی وقت آپ نے حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب کو قلم دوات لانے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ قلم دوات اور کاغذ لے آئے اور آپ نے لیٹے لیٹے کاغذ ہاتھ میں لیا اور جو وصیت لکھی اس میں فرمایا قرآن و حدیث کا درس جاری رہے۔ (الحکم 7 مارچ 1914ء ص 5)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا یہی طرز عمل اور یہی وصیت تھی جس نے آئندہ جماعت احمدیہ میں درس قرآن کو ہمیشہ کے لئے جاری کر دیا۔

آپ نے وفات سے پہلے اپنی بیٹی امۃ الحی صاحبہ سے فرمایا کہ میرے مرنے کے بعد میاں (بشیر الدین محمود احمد صاحب) سے کہہ دینا کہ وہ عورتوں میں بھی درس دیا کریں۔ (تاریخ احمدیت جلد 3 ص 512)

چنانچہ آپ کی وصیت کے مطابق حضرت مصلح موعود نے عورتوں میں الگ درس کا بھی اہتمام فرمایا اور ایم ٹی اے تو بالواسطہ یا بلاواسطہ درحقیقت قرآن کریم کی تعلیمات اور درس کے لئے وقف ہے۔

صادقانہ محبت کے نظارے

حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے جس طرح عملی نمونہ سے جماعت کے دل میں قرآن کی محبت پیدا کی اس کا ایک نظارہ امرتسر کے ایک صاحب قلم سے ملاحظہ فرمائیے۔

ایک غیر احمدی صحافی محمد اسلم صاحب امرتسر سے قادیان آئے اور چند دن قیام کر کے واپس چلے گئے۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول اور جماعت کا نہایت قریب سے مطالعہ کرنے کے بعد اپنے تاثرات پر ایک تفصیلی بیان دیا۔ جس سے حضرت خلیفہ اول اور آپ کے عہد خلافت کی قادیان پر بہت تیز روشنی پڑتی ہے۔ مسٹر محمد اسلم نے لکھا:

قرآن مجید کے متعلق جس قدر صادقانہ محبت اس جماعت میں میں نے قادیان میں دیکھی کہیں نہیں دیکھی۔ صبح کی نماز منہ اندھیرے چھوٹی بیت الذکر میں پڑھنے کے بعد جو میں نے گشت کی تو تمام احمدیوں کو میں نے بلاتمیز بوڑھے و بچے اور نوجوان کے لیمپ کے آگے قرآن مجید پڑھتے دیکھا۔ دونوں احمدی (بیوت) میں دو بڑے گروہوں اور سکول کے بورڈنگ میں سینکڑوں لڑکوں کی قرآن خوانی کا مؤثر نظارہ مجھے عمر بھر یاد رہے گا۔ حتیٰ کہ احمدی جماعت کے تاجروں کا صبح سویرے اپنی اپنی دکانوں اور احمدی مسافر مقیم مسافر خانے کی قرآن خوانی بھی ایک نہایت پاکیزہ سین (منظر) پیدا کر رہی تھی۔ گویا صبح کو مجھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ قدسیوں کے گروہ در گروہ آسمان سے اتر کر قرآن مجید کی تلاوت کر کے بنی نوع انسان پر قرآن مجید کی عظمت کا سکہ بٹھانے آئے ہے۔ غرض احمدی قادیان میں مجھے قرآن ہی قرآن نظر آیا۔

(بدر 13 مارچ 1913ء ص 6 تا 9)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تحریکات

مصلح موعود کا ایک اہم فرض اور علامت یہ تھی کہ اس کے ذریعہ کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر ہوگا۔ اس لئے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے خلافت اولیٰ میں ہی تعلیم القرآن کا مقدس کام شروع کر دیا تھا۔ آپ نے درس القرآن کا آغاز فرمایا اور سکولوں اور کالجوں کی تعطیلات کے دوران تربیتی کلاسز کا اجراء کیا۔

خلافت ثانیہ میں حضور نے علم قرآن کے دریا بہائے۔ معارف لٹائے جو تفسیر کبیر اور دوسری متعدد کتب سے چھلک رہے ہیں۔ قرآن سیکھنے اور سکھانے کے نظام کو آپ نے منظم بنیادوں پر قائم کرتے ہوئے متعدد تحریکات جاری فرمائیں۔

تعلیم کتاب و حکمت:

حضور نے اپنے عہد کی پہلی مجلس شوریٰ 12 اپریل 1914ء میں سورۃ البقرہ آیت 130 کی روشنی میں اپنی خلافت کا لائحہ عمل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ نبی کے جانشین ہونے کی وجہ سے خلیفہ کا ایک بہت اہم کام تعلیم کتاب و حکمت ہے۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

”یعلمھم الکتٰب قرآن شریف کتاب موجود ہے اس لئے اس کی تعلیم میں قرآن مجید کا پڑھنا پڑھانا۔ قرآن مجید کا سمجھانا آجائے گا۔ کتاب تو لکھی ہوئی موجود ہے اس لئے کام یہ ہوگا کہ ایسے مدارس ہوں جہاں قرآن مجید کی تعلیم ہو۔ پھر اس کے سمجھانے کے لئے ایسے مدارس ہوں جہاں قرآن مجید کا ترجمہ سکھایا جائے اور وہ علوم پڑھائے جائیں جو اس کے خادم ہوں۔ ایسی صورت میں دینی مدارس کا اجراء اور ان کی تکمیل کا کام ہوگا۔ دوسرا کام اس لفظ کے ماتحت قرآن شریف پر عمل کرانا ہوگا کیونکہ تعلیم دو قسم کی ہوتی ہے ایک کسی کتاب کا پڑھا دینا اور دوسرے اس پر عمل کروانا۔ (انوار العلوم جلد 2 ص 31)

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی وصیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

”حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنی وصیت میں اپنے جانشین کے لئے فرمایا متقی ہو، ہر دلعزیز ہو، قرآن و حدیث کا درس جاری رہے عالم باعمل ہو۔ اس میں یعلمھم الکتٰب والحکمۃ کی طرف اشارہ اس حکم میں ہے کہ قرآن و حدیث کا درس جاری رہے
(انوار العلوم جلد 2 ص 33)

اصل مقصود:

حضور نے تمام جماعتی نظام کا اصل مقصود بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

ہمارا اصل پروگرام تو وہی ہے جو قرآن کریم میں ہے۔ لجنہ اماء اللہ ہو، مجلس انصار ہو، خدام الاحمدیہ ہو، نیشنل لیگ ہو، غرضیکہ ہماری کوئی انجمن ہو، اس کا پروگرام قرآن کریم ہی ہے اور جب ہر ایک احمدی یہی سمجھتا ہے کہ قرآن کریم میں سب ہدایات دے دی گئی ہیں اور ان میں سے کوئی بھی مضر نہیں تو اس کے سوا اور کوئی پروگرام ہو ہی کیا سکتا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ اصل پروگرام تو وہی ہے اس میں سے حالات اور اپنی ضروریات کے مطابق بعض چیزوں پر زور دے دیا جاتا ہے۔ (مشعل راہ جلد اول ص 103)

فہم قرآن کی تحریک

حضور نے 21 نومبر 1947ء کو خاص طور پر اس موضوع پر خطبہ جمعہ دیا کہ اگر ہماری جماعت قرآن کریم کے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرے تو سارے مصائب آپ ہی آپ ختم ہو جائیں۔ چنانچہ فرمایا:۔

ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ قرآن کریم کے پڑھنے اور پڑھانے کا اتنا رواج دے کہ ہماری جماعت میں کوئی ایک شخص بھی نہ رہے جسے قرآن نہ آتا ہو۔...... جب تک ہم اپنے ساتھیوں اور اپنے دوستوں اور اپنے رشتہ داروں کو قرآن کریم کے پڑھانے اور اس پر عمل کرانے کی کوشش نہ کریں گے اس وقت تک ہمارا قدم اس اعلیٰ مقام تک نہیں پہنچ سکتا جس مقام تک پہنچنے کے نتیجہ میں انبیاء کی جماعتیں کامیاب ہوا کرتی ہیں“۔

(الفضل 9 دسمبر 1947ء ص 6,5)

آپ نے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

”میں بھی طلباء سے یہی کہتا ہوں کہ وہ خود غور کرنے کی عادت ڈالیں اور جو باتیں میں نے بیان کی ہیں ان کے متعلق سوچیں پھر دوسرے لوگوں میں بھی انہیں پھیلانے کی کوشش کریں۔ یاد رکھو صرف کتابیں پڑھنا ہی کافی نہیں بلکہ ان میں جو کمی تمہیں نظر آتی ہے اسے دور کرنا بھی تمہارا فرض ہے مثلاً تفسیر کبیر کو ہی لے لو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے قرآن کریم کا بہت کچھ علم دیا ہے لیکن کئی باتیں ایسی بھی ہوں گی جن کا ذکر میری تفسیر میں نہیں آیا۔ اس لئے اگر تمہیں کوئی بات تفسیر میں نظر نہ آئے تو تم خود اس بارہ میں غور کرو اور سمجھ لو کہ شاید اس کا ذکر کرنا مجھے یاد نہ رہا ہو اور اس وجہ سے میں نے نہ لکھی ہو یا ممکن ہے وہ میرے ذہن میں ہی نہ آئی ہو اور اس وجہ سے وہ رہ گئی ہو۔ بہر حال اگر تمہیں اس میں کوئی کمی دکھائی دے تو تمہارا فرض ہے کہ تم خود قرآن کریم کی آیات پر غور کرو اور ان اعتراضات کو دور کرو۔ جو ان پر وارد ہونے والے ہیں“۔ (مشعل راہ جلد اول ص 750)

کلاسز اور درس کی تحریک

آپ نے ذیلی تنظیموں کو بار بار تعلیم القرآن کلاسز لگانے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ 1945ء میں مجلس خدام الاحمدیہ اور نظارت تعلیم و تربیت کے اشتراک سے پہلی تعلیم القرآن کلاس شروع کی گئی جو ایک ماہ جاری رہی اور 86 نمائندگان نے شرکت کی۔ (الفضل 8 ستمبر 1945ء)

خلافت ثانیہ میں ہی نظارت اصلاح وارشاد کے تحت تعلیم القرآن کلاس کا 1964ء میں آغاز ہوا جو کامیابی سے مسلسل جاری ہے۔ بعد میں خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام سالانہ تربیتی کلاس کا آغاز ہوا جس میں

اب ایک ہزار کے قریب طلباء حصہ لیتے ہیں۔

حضور نے 27 دسمبر 1927ء کو جلسہ سالانہ پر خطاب میں فرمایا:۔

قرآن کریم پڑھنے کا بہترین طریق یہ ہے کہ درس جاری کیا جائے۔ بہت سی ٹھوکریں لوگوں کو اس لئے لگتی ہیں کہ وہ قرآن کریم پر تدبر نہیں کرتے۔ پس ضروری ہے کہ ہر جگہ قرآن کریم کا درس جاری کیا جائے اگر روزانہ درس میں لوگ شامل نہ ہو سکیں تو ہفتہ میں تین دن سہی اگر تین دن بھی نہ آسکیں تو دو دن ہی سہی۔ اگر دو دن بھی نہ آسکیں تو ایک ہی دن سہی مگر درس ضرور جاری ہونا چاہئے تاکہ قرآن کریم کی محبت لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو۔ اس کے لئے بہترین صورت یہ ہے کہ جہاں جہاں امیر مقرر ہیں وہاں وہ درس دیں۔ اگر کسی جگہ کا امیر درس نہیں دے سکتا تو وہ مجھ سے اس بات کی منظوری لے کہ میں درس نہیں دے سکتا۔ درس دینے کے لئے فلاں آدمی مقرر کیا جائے۔ ......تمام امراء کو جنوری کے مہینہ کے اندر اندر مجھے اطلاع دینی چاہئے کہ درس کے متعلق انہوں نے کیا فیصلہ کیا ہے اور درس روزانہ ہوگا یا دوسرے دن یا ہفتہ میں دو بار یا ایک بار۔ میں سمجھتا ہوں درس کے ذریعہ لوگوں کے دلوں میں قرآن کریم کی محبت راسخ ہو جائے گی اور بہت سے فتن کا آپ ہی آپ ازالہ ہو جائے گا۔

(تقریر دلپذیر۔ انوار العلوم جلد 10 ص 92)

حضور نے خطبہ جمعہ 26 جنوری 1934ء بمقام لاہور فرمایا:۔

میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ قرآن کو اخلاص سے پڑھیں ہر جماعت کو چاہئے کہ درس جاری کرے...... بہت سے لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں کو بھی خود نہیں سمجھ سکتے اس لئے ابتداء انہیں سہارے کی ضرورت ہوتی ہے جو درس سے حاصل ہو سکتا ہے۔ یا اگر (بیت الذکر)، ہوسٹل یا جو دوست دور دور رہتے ہیں وہ محلّہ وار جمع ہو کر درس کا انتظام کریں اور جن کے لئے محلّہ وار جمع ہونا بھی مشکل ہو وہ گھر میں ہی درس دے لیا کریں تو جماعت میں تھوڑے ہی دنوں کے اندر علوم کے دریا بہہ جائیں۔ درس کے لئے بہترین طریق یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کی تفاسیر کو مدّنظر رکھا جائے۔ آپ نے اگرچہ کوئی باقاعدہ تفسیر تو نہیں لکھی مگر تفسیر کے اصول ایسے بتا دیئے ہیں کہ قرآن کو ان کی مدد سے سمجھنا بہت آسان ہو گیا ہے۔

(خطبات محمود جلد 15 ص 33)

جہاد بالقرآن کی اہم تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جولائی 1928ء کے پہلے ہفتہ میں اس طرف توجہ دلائی کہ ترقی و سربلندی کا اصل راز قرآن مجید کے سمجھنے اور اس پر کاربند ہونے میں مضمر ہے۔ چنانچہ حضور نے 6 جولائی 1928ء کو خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا:۔

"ہر......کو چاہئے کہ قرآن کریم کو پڑھے۔ اگر عربی نہ جانتا ہو تو اردو ترجمہ اور تفسیر ساتھ پڑھے عربی جاننے والوں پر قرآن کے بڑے بڑے مطالب کھلتے ہیں مگر یہ مشہور بات ہے کہ جو ساری چیز نہ حاصل کر سکے اسے تھوڑی نہیں چھوڑ دینی چاہئے...... جب ایک شخص بار بار قرآن پڑھے گا اور اس پر غور کرے گا تو اس میں قرآن کریم کے سمجھنے کا ملکہ پیدا ہو جائے گا۔ پس...... کی ترقی کا راز قرآن کریم کے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے میں ہے جب تک ...... اس کے سمجھنے کی کوشش نہ کریں گے، کامیاب نہ ہوں گے"۔

(الفضل 13 جولائی 1928ء ص 7)

حفظ قرآن کی تحریکات

تعلیم القرآن کی ہی ذیلی سکیم حفظ قرآن ہے۔ حضور نے 7 دسمبر 1917ء کو وقف زندگی کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:۔

جو لوگ اپنے بچوں کو وقف کرنا چاہیں وہ پہلے قرآن کریم حفظ کرائیں۔ کیونکہ (مربی) کے لئے حافظ قرآن ہونا نہایت مفید ہے۔ بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔ اگر بچوں کو قرآن حفظ کرانا چاہیں تو تعلیم میں حرج ہوتا ہے۔ لیکن جب بچوں کو دین کے لئے وقف کرنا ہے تو کیوں نہ دین کے لئے جو مفید ترین چیز ہے وہ سکھا لی جائے۔ جب قرآن کریم حفظ ہو جائے گا تو اور تعلیم بھی ہو سکے گی۔ میرا تو ابھی ایک بچہ پڑھنے کے قابل ہوا ہے اور میں نے تو اس کو قرآن شریف حفظ کرانا شروع کرا دیا ہے۔ ایسے بچوں کا تو جب انتظام ہوگا اس وقت ہوگا اور جو بڑی عمر کے ہیں وہ آہستہ آہستہ قرآن حفظ کر لیں گے۔

(الفضل 22 دسمبر 1917ء۔ خطبات محمود جلد 5 ص 612)

اپریل، مئی 1922ء میں حضرت مصلح موعود نے جماعت میں حفظ قرآن کی تحریک فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ کم از کم تیس آدمی قرآن کریم کا ایک ایک پارہ حفظ کریں۔ جس پر کئی احباب نے لبیک کہا۔

(الفضل 4 مئی 1922ء ص 1)

24 اپریل 1944ء کو دعویٰ مصلح موعود کے بعد حضور نے پھر حفاظ پیدا کرنے کی تحریک فرمائی۔

(الفضل 26 جولائی 1944ء ص 4،3)

حضرت مصلح موعود نے 29 اپریل 1946ء کو تحریک فرمائی کہ قرآن کریم کا چرچا اور اس کی برکات کو عام کرنے کے لئے ہماری جماعت میں بکثرت حفاظ ہونے چاہئیں۔ چنانچہ فرمایا:۔

"صدر انجمن احمدیہ کو چاہئے کہ چار پانچ حفاظ مقرر کرے جن کا کام یہ ہو کہ وہ (بیوت الذکر) میں نمازیں بھی پڑھایا کریں اور لوگوں کو قرآن کریم بھی پڑھائیں۔ اسی طرح جو قرآن کریم کا ترجمہ نہیں جانتے ان کو ترجمہ پڑھا دیں اگر صبح و شام وہ محلوں میں قرآن پڑھاتے رہیں تو قرآن کریم کی تعلیم بھی عام ہو جائے گی اور یہاں مجلس میں بھی جب کوئی ضرورت پیش آئے گی ان سے کام لیا جا سکے گا۔ بہرحال قرآن کریم کا چرچا عام کرنے کے لئے ہمیں حفاظ کی سخت ضرورت ہے۔ انجمن کو چاہئے کہ وہ انہیں اتنا کافی گزارہ دے کہ جس سے وہ شریفانہ طور پر گزارہ کر سکیں۔ پہلے دو چار آدمی رکھ لئے جائیں پھر رفتہ رفتہ اس تعداد کو بڑھایا جائے"۔ (الفضل 26 اگست 1960ء ص 4)

چنانچہ حضور کی توجہ اور ہدایات کے تابع جماعت میں حفظ قرآن کی سکیم کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ تاریخی ریکارڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ 1920ء سے قبل قادیان میں حافظ کلاس کا آغاز ہو چکا تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اسی کلاس سے قرآن حفظ کیا۔ قیام پاکستان کے بعد یہ کلاس احمد نگر، پھر بیت الذکر مبارک ربوہ اور جون 1969ء سے جامعہ احمدیہ کے کوارٹر اور کچھ دیر بیت حسن اقبال جامعہ میں جاری رہی۔ 1976ء میں باقاعدہ مدرسۃ الحفظ قائم کیا گیا۔ 2000ء میں مدرسۃ الحفظ کو موجودہ نئی عمارت میں منتقل کیا گیا۔ (الفضل 11 اپریل 2001ء)

مدرسۃ الحفظ سے سینکڑوں بچے اب تک قرآن حفظ کر چکے ہیں۔

اسی طرح بچیوں کے لئے 17 مارچ 1993ء سے عائشہ دینیات اکیڈمی قائم کی گئی ہے جس سے سینکڑوں بچیاں قرآن حفظ کر چکی ہیں۔

2 ستمبر 2000ء کو برطانیہ میں مدرسہ حفظ قرآن عمل میں آیا جس میں ٹیلی فون اور جزوقتی کلاسوں کے ذریعہ بچوں کو قرآن حفظ کروایا جاتا ہے۔ اس کا نام الحافظون رکھا گیا ہے۔

یکم مارچ 2005ء کو غانا میں جامعہ احمدیہ کے ساتھ مدرسۃ الحفظ کا قیام عمل میں آیا۔

(الفضل 13 مئی 2006ء)

عربی سیکھنے کی تحریک

قرآن سیکھنے کے لئے عربی جاننا اول قدم ہے اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے عربی زبان کی ترویج کی طرف خاص توجہ فرمائی اور 19 جون 1944ء کو خطبہ جمعہ کے علاوہ مجلس عرفان میں فرمایا:۔

"عربی زبان کا مردوں اور عورتوں میں شوق پیدا کرنے اور اس زبان میں لوگوں کے اندر گفتگو کا ملکہ پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ...... ایک عربی بول چال کے متعلق رسالہ لکھیں۔ حضرت مسیح موعود نے بھی عربی کے بعض فقرے تجویز فرمائے تھے جن کو میں نے رسالہ تشحیذ الاذہان میں شائع کر دیا تھا۔ ان فقروں کو بھی اپنے سامنے رکھ لیا جائے اور تبرک کے طور پر ان فقرات کو بھی رسالہ میں شامل کر لیا جائے۔ درحقیقت وہ ایک طریق ہے جو حضرت مسیح موعود نے ہمارے سامنے پیش فرمایا۔ اب ہمارا فرض ہے کہ ہم اس راستہ پر چلیں اور اپنی جماعت میں عربی زبان کی ترویج کی کوشش کریں۔ میرے خیال میں اس میں اس قسم کے فقرات ہونے چاہئیں کہ جب ایک دوست دوسرے دوست سے ملتا ہے تو کیا کہتا ہے اور کس طرح آپس میں باتیں ہوتی ہیں۔ وہ باتیں تربیت کے ساتھ لکھی جائیں۔ پھر مثلاً انسان اپنے گھر جاتا ہے اور کھانے پینے کی اشیاء کے متعلق اپنی ماں سے یا کسی ملازم سے گفتگو کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے کھانے کے لئے کیا پکا ہے یا کونسی ترکاری تیار ہے؟ اس طرح کی روزمرہ کی باتیں رسالہ کی صورت میں شائع کی جائیں۔ بعد میں محلوں میں اس رسالہ کو رائج کیا جائے۔ خصوصاً لڑکیوں کے نصاب تعلیم میں اس کو شامل کیا جائے اور تحریک کی جائے کہ طلباء جب بھی ایک دوسرے سے گفتگو کریں عربی زبان میں کریں۔ اس طرح عربی بول چال کا عام رواج خدا تعالیٰ کے فضل سے پیدا کیا جا سکتا ہے......

یہ رسالہ جب شائع ہو جائے تو خدام الاحمدیہ کے سپرد کر دیا جائے تاکہ اس کے تھوڑے تھوڑے حصوں کا وہ اپنے نظام کے ماتحت وقتاً فوقتاً نوجوانوں سے امتحان لیتے رہیں۔ یہ فقرات بہت سادہ زبان میں ہونے چاہئیں۔ مصری زبان میں انشاء الادب نام سے کئی رسالے اس قسم کے شائع ہو چکے ہیں مگر وہ زیادہ دقیق ہیں۔ معلوم نہیں ہمارے سکولوں میں انہیں کیوں جاری نہیں کیا گیا۔

(الفضل یکم جنوری 1945ء ص 4 کالم 4،3)

تراجم قرآن کی تحریکات

قرآن کریم کے متعلق تحریکات کا ایک بہت اہم سلسلہ تراجم قرآن سے تعلق رکھتا ہے جس کے لئے حضور نے کئی دفعہ تحریکات فرمائیں۔ ان کا ایک خصوصی دور 1944ء میں جنگ عظیم کے خاتمہ کے ساتھ شروع ہوا۔

جوں جوں دوسری جنگ عظیم کے خاتمہ کا وقت قریب آ رہا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود کی توجہ دنیا بھر میں دینی جنگ کے آغاز کی مختلف سکیموں پر بڑھتی جا رہی تھی۔ اسی سلسلہ میں حضور نے 20 اکتوبر 1944ء کو دنیا کی سات مشہور زبانوں انگریزی، روسی، جرمن، فرانسیسی، اطالوی، ڈچ، ہسپانوی اور پرتگیزی زبان میں قرآن مجید کے تراجم کی عظیم الشان تحریک کی اور پھر اپنے عہد خلافت میں اس کی تکمیل کے لئے کامیاب جدوجہد فرمائی۔

اس اہم تحریک کو عملی جامہ پہنانے اور ضروری اخراجات مہیا کرنے کے لئے حضور نے شروع میں یہ اعلان فرمایا کہ "اطالوی زبان میں قرآن مجید کے ترجمہ کا خرچ میں ادا کروں گا"۔

یہ انتخاب خدا تعالیٰ کے القاء کے تحت تھا۔ چنانچہ خود ہی فرمایا:۔

"خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ چونکہ پہلے مسیح کا خلیفہ کہلانے والا اٹلی میں رہتا ہے۔ اس مناسبت سے قرآن مجید کا جو ترجمہ اطالوی زبان میں شائع ہو وہ مسیح (موعود) کے خلیفہ کی طرف سے ہونا چاہئے۔ (الفضل 27 اکتوبر 1944ء ص 4)

اس اعلان کے ساتھ ہی حضور نے جرمن ترجمہ کا خرچ ہندوستان کی لجنہ اماء اللہ کے ذمہ اور ایک ترجمہ قرآن کی رقم جماعت احمدیہ قادیان کے ذمہ ڈالی اور باقی چار تراجم قرآن کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ ان کے

اخراجات چار شہروں کی جماعتیں یا افراد پیش کریں۔

حضور نے جلسہ سالانہ 1944ء پر اس تحریک کی کامیابی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"جو حلقے میں نے مقرر کئے تھے انہوں نے بہت اچھا نمونہ دکھایا ہے"۔

(الفضل یکم جنوری 1945ء ص 2 کالم 4)

اسی طرح لجنہ اماء اللہ کی مساعی کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا کہ

"ہماری جماعت کی عورتوں نے اپنی قدیم روایتوں کو قائم رکھا ہے اور اس وقت تک چونتیس ہزار روپے کے وعدے ہو چکے ہیں"۔

(الازہار لذوات الخمار حصہ اول ص 41 طبع دوم)

حضور نے تراجم کے لئے ایک لاکھ 94 ہزار روپیہ چندہ کی تحریک فرمائی اور احباب کو اس میں حصہ لینے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:۔

اور میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اس تحریک میں ضرور حصہ لیں خواہ ایک دھیلہ ہی دے سکیں تا جہاں جہاں قرآن کریم کے یہ تراجم چھپ کر جائیں ثواب میں ان کا حصہ بھی ہو۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ ایک کوڑی دے کر بھی آدمی حصہ لے سکتا ہے۔ اتنی رعایت کے باوجود بھی جو حصہ نہیں لیتا وہ اپنے آپ کو بہت بڑے انعام سے محروم رکھتا ہے۔ پس ہر دوست اس میں حصہ لے خواہ ایک پیسہ ایک دھیلہ دے کر ہی حصہ لے سکے۔ غرض یہ ہے کہ ہر شخص اس ثواب میں شامل ہو سکے۔

(انوار العلوم جلد 17 ص 493)

حضور کے اندازہ کے مطابق ترجمہ اور چھپوائی کے لئے ایک لاکھ 94 ہزار روپیہ کی ضرورت تھی۔ جس کا آپ نے جماعت سے مطالبہ کیا۔ جماعت کی طرف سے 2 لاکھ 60 ہزار روپے کے وعدے ہوئے اور پھر ان کا اکثر حصہ وصول ہو گیا۔ اور دو سال کے عرصہ میں ساتوں زبانوں میں تراجم مکمل ہو گئے۔ انگریزی زبان میں ترجمہ پہلے ہو چکا تھا۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"قرآن کے سات مختلف زبانوں میں جو تراجم ہو رہے تھے وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے مکمل ہو گئے ہیں اور ان کی ایک اور نقل بینک میں محفوظ کر لی گئی ہے۔ صرف اس بات کا انتظار ہے کہ ہمارے (مربیان) ان زبانوں کو سیکھ کر ان پر نظر ثانی کر لیں۔ تا غلطی کا امکان نہ رہے۔ (الفضل 28 دسمبر 1946ء)

ترجمہ قرآن کریم انگریزی کے پھیلاؤ کی تحریک

انگریزی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ شائع ہوا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی خاطر جماعت کو تحریک کی کہ اس کی ایک ہزار کاپیاں دنیا کے مشہور علماء، سیاستدان، لیڈروں اور مملکتوں کے سربراہوں کو دی جائیں اور دنیا کی مشہور لائبریریوں میں رکھی جائیں۔ جماعت کے مخیر اور مخلص احباب ایک یا ایک سے زائد کاپیوں کی قیمت پیش کریں۔ (الفضل 26 فروری 1947ء ص 3)

جماعت کے احباب نے اپنے پیارے امام کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے اپنے اموال پیش کئے اور کلام اللہ کی اشاعت میں حصہ لیتے ہوئے ترجمہ کی مطلوبہ کاپیاں خرید کر پیش کر دیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی تحریکات

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کو قرآن کریم کا عشق اپنے بزرگ والد اور دادا سے ورثہ میں ملا تھا۔ آپ نے بچپن میں قرآن مجید حفظ کیا اور خاندان مسیح موعود میں سب سے پہلے باقاعدہ واقف زندگی کا اعزاز حاصل کر کے ساری عمر قرآن کی خدمت میں کوشاں رہے۔

آپ نے اپنے پیشروؤں سے جو کچھ سیکھا تھا اس کا خلاصہ آپ نے خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالتے ہی یوں بیان فرمایا:۔

"خلیفہ وقت کا سب سے بڑا اور اہم کام یہی ہوتا ہے کہ وہ قرآن کریم کی تعلیم کو رائج کرنے والا اور نگرانی کرنے والا ہو"۔

(الفضل 27 جولائی 1966ء۔ خطبات ناصر جلد اول ص 298)

ناظرہ قرآن کریم سکھانے کا منصوبہ

چنانچہ آپ نے تمام جماعت کو علوم قرآنی سے بہرہ ور کرنے کے لئے ایک عظیم منصوبہ کا اعلان کرتے ہوئے خطبہ جمعہ 4 فروری 1966ء میں فرمایا:۔

ہماری یہ کوشش ہونی چاہئے کہ دو تین سال کے اندر ہمارا کوئی بچہ ایسا نہ رہے جسے قرآن کریم ناظرہ پڑھنا نہ آتا ہو...... اور واضح بات ہے کہ اتنے بڑے کام کے لئے چند مربی یا معلم یا مجالس خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کے بعض عہدیدار کافی نہیں۔ یہ تھوڑے سے لوگ اس عظیم کام کو پوری طرح نہیں کر سکتے۔ اس کے لئے ہمیں اساتذہ درکار ہیں۔ ہمیں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں ایسے رضا کار چاہئیں جو اپنے اوقات میں سے ایک حصہ قرآن کریم ناظرہ پڑھانے کے لئے یا جہاں ترجمہ سکھانے کی ضرورت ہو وہاں قرآن کریم کا ترجمہ سکھانے کے لئے دیں تا یہ اہم کام جلدی اور خوش اسلوبی سے کیا جا سکے۔

(الفضل 19 فروری 1966ء)

پھر حضور نے قرآن کریم کی برکتوں، عظمتوں اور روحانی تاثیرات پر مشتمل خطبات جمعہ کا ایک سلسلہ شروع کیا جو 24 جون تا 16 ستمبر 1966ء جاری رہے اور قرآنی انوار کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ اس سلسلہ خطبات میں حضور نے جماعت کے عہدیداران کو اس اہم تحریک کو کامیاب بنانے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:۔

"میں پھر تمام جماعتوں کو تمام عہدیداران خصوصاً امرائے اضلاع کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ قرآن کریم کا سیکھنا، جاننا اس کے علوم کو حاصل کرنا اور اس کی باریکیوں پر اطلاع پانا اور ان راہوں سے آگاہی حاصل کرنا جو قرب الٰہی کی خاطر قرآن کریم نے ہمارے لئے کھولے ہیں از بس ضروری ہے اس کے بغیر ہم وہ کام ہرگز سرانجام نہیں دے سکتے جس کے لئے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے پس میں آپ کو ایک دفعہ پھر آگاہ کرتا ہوں اور متنبہ کرتا ہوں کہ آپ اپنے اصل مقصد کی طرف متوجہ ہوں اور اپنی انتہائی کوشش کریں کہ جماعت کا ایک فرد بھی ایسا نہ رہے نہ بڑا نہ چھوٹا نہ مرد نہ عورت نہ جوان نہ بچہ کہ جسے قرآن کریم ناظرہ پڑھنا نہ آتا ہو۔ جس نے اپنے ظرف کے مطابق قرآن کریم کے معارف حاصل کرنے کی کوشش نہ کی ہو"۔

(الفضل 27 جولائی 1966ء۔ خطبات ناصر جلد 1 ص 298)

تعلیم القرآن کو ہی منظم کرنے کے لئے حضور نے 1966ء میں وقف عارضی کی سکیم کا اجراء فرمایا اور بیشمار احباب نے اس ذریعہ سے قرآن ناظرہ اور ترجمہ سیکھا اور روحانی پاکیزگی حاصل کی۔

مرکزی نظام میں اضافے:

3 سال بعد حضور نے اس تحریک کے نتائج کا جائزہ لیتے ہوئے خطبہ جمعہ 28 مارچ 1969ء میں فرمایا:۔

اس جدوجہد کا ایک دور ختم ہو گیا ہے اور اب ہمیں ایک نیا دور شروع کرنا چاہئے۔ اس کے لئے میری تجویز یہ ہے کہ اصلاح وارشاد میں ایک ایڈیشنل ناظر مقرر ہو جو تعلیم قرآنی اور جو اس کے دیگر لوازم ہیں ان کا انچارج ہو۔ مثلاً وقف عارضی کی جو تحریک ہے اس کا بڑا مقصد بھی یہ تھا اور ہے کہ دوست رضا کارانہ طور پر اپنے خرچ پر مختلف جماعتوں میں جائیں اور وہاں قرآن کریم سیکھنے سکھانے کی کلاسز کو منظم کریں اور منظم طریق پر وہاں کی جماعت کی اس رنگ میں تربیت ہو جائے کہ وہ قرآن کریم کا جوا بشاشت سے اپنی گردن پر رکھیں اور دنیا کے لئے ایک نمونہ بن جائیں"۔

(خطبات ناصر جلد 2 ص 557,554)

انجمن موصیان کے فرائض:

5 اگست 1966ء کو حضور نے انجمن موصیان اور موصیات قائم کرنے کا اعلان فرمایا تھا۔ خطبہ جمعہ 4 اپریل 1969ء میں حضور نے موصیان کو قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے کا خاص فریضہ سپرد کرتے ہوئے فرمایا:۔

"خدا چاہتا تھا کہ یہ تنظیم قرآن کریم کے پڑھنے اور پڑھانے سے اپنا کام شروع کرے"۔

پھر ان کے معین فرائض کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

ایک تو موصیوں کے صدر اور نائب صدر کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے حلقہ کے موصیوں کا جائزہ لے کر ایک ماہ کے اندر اندر ہمیں اس بات کی اطلاع دیں کہ کس قدر موصی قرآن کریم ناظرہ جانتے ہیں اور جو موصی قرآن کریم ناظرہ جانتے ہیں ان میں سے کس قدر موصی قرآن کریم کا ترجمہ جانتے ہیں اور جو موصی قرآن کریم کا ترجمہ جانتے ہیں ان میں سے کس قدر قرآن کریم کی تفسیر سیکھنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ دوسری ذمہ داری یہ ہے کہ ہر موصی کو قرآن کریم آتا ہو اور تیسری ذمہ داری آج میں ہر اس موصی پر جو قرآن کریم جانتا ہے یہ ڈالنا چاہتا ہوں کہ وہ دو ایسے دوستوں کو قرآن کریم پڑھائے جو قرآن کریم پڑھے ہوئے نہیں اور یہ کام باقاعدہ ایک نظام کے ماتحت ہو اور اس کی اطلاع نظارت متعلقہ کو دی جائے"۔

(خطبات ناصر جلد 2 ص 563)

حضور نے اس مقصد کے لئے 6 ماہ کا عرصہ مقرر فرمایا۔

اسی خطبہ میں حضور نے مجلس انصار اللہ کو خصوصیت سے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ خود قرآن سیکھیں اور جن کے راعی ہیں ان کو بھی سکھائیں اسی طرح حضور نے خدام اور لجنہ کو بھی تعلیم القرآن کی نگرانی کا ارشاد فرمایا:۔

فضل عمر درس القرآن کلاس:

نظارت اصلاح وارشاد کے تحت تعلیم القرآن کلاس 1964ء میں شروع ہو چکی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی ذاتی توجہ اور راہنمائی نے اس کو نئی جلا بخشی۔ یہ کلاس ایک ماہ کے لئے مرکز میں منعقد ہوتی تھی۔ حضور نے اسے نظارت تعلیم القرآن سے منسلک کر دیا اور 1972ء میں حضور نے فیصلہ فرمایا کہ 4 ہفتوں میں سے پہلا ہفتہ ضلع کی جماعتوں کے زیر اہتمام ہو گا اور 3 ہفتے طلباء مرکز میں گزاریں گے۔

(خطبات ناصر جلد 4 ص 253)

یہ کلاس بڑی کامیابی سے جاری ہے۔ حضور کی خلافت کے آخری سال 1981ء میں طلباء وطالبات کی تعداد 2 ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ حضور کم وبیش ہر سال اس سے افتتاحی یا اختتامی خطاب فرماتے رہے نیز درمیان میں بھی طلباء کو ہدایات اور ملاقات کا شرف عطا فرماتے رہے۔ اسی طرح ہفتہ قرآن مجید کا سلسلہ بھی جاری کیا گیا۔ چنانچہ جماعت نے یکم تا 6 مارچ 1970ء کو ہفتہ قرآن مجید منایا۔

تفسیر حضرت مسیح موعود کے مطالعہ کی تحریک

قرآن کریم ناظرہ اور ترجمہ پڑھنے کے بعد حضور نے حضرت مسیح موعود کی تفسیر قرآنی کے مطالعہ کی طرف بار بار توجہ دلائی کیونکہ وہ علوم قرآن کا زبردست خزانہ ہے۔

حضرت مسیح موعود کی تفسیر کتابی شکل میں یکجا نہیں تھی اس لئے 1969ء میں آپ نے اپنی براہ راست نگرانی میں حضرت مسیح موعود کی تفسیر اور آپ کے

ارشادات کو قرآن مجید کی ترتیب کے مطابق یکجا کروا کر شائع کرنے کا انتظام فرمایا۔ چنانچہ آپ کی زندگی میں سورۃ فاتحہ سے لے کر سورۃ کہف تک یعنی 15 پاروں سے زائد کی تفسیر پانچ جلدوں میں نہایت اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر شائع ہوئی اور اب سارے قرآن کی تفسیر شدہ آیات کتابی شکل میں شائع ہو چکی ہیں۔

تفسیر مسیح موعود کی پہلی جلد جو تفسیر سورۃ فاتحہ پر مشتمل تھی جون 1969ء میں شائع ہوئی۔ حضور نے احباب کو اس سے مستفیض ہونے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:۔

میں سمجھتا ہوں کہ ہر احمدی کو غور کے ساتھ اس پہلی جلد کو پڑھ لینا چاہئے اور اس نیت سے پڑھنا چاہئے کہ قرآن کریم سارے کا سارا اس اجمال کی تفصیل ہے۔ اگر کسی شخص کی عقل اور سمجھ اور اس کی محبت ان علوم پر حاوی ہو جائے جو سورۃ فاتحہ میں بیان ہوئے ہیں تو قرآن کریم کے بہت سے مطالب اس کے لئے آسان ہو جائیں گے...... اسے بار بار پڑھیں جو شخص چار پانچ دفعہ اس کو غور سے پڑھ جائے اس کے لئے مضمون سمجھنا آسان ہو جائے گا۔ (خطبات ناصر جلد 2 ص 693)

قرآنی معارف کے مقابلہ کی دعوت:

حضرت مسیح موعود نے مختلف مذاہب کے نمائندوں کو قرآن کریم کے معارف وحقائق کے مقابلہ کا جو چیلنج دیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اس کو بار بار دہرایا۔ 20 جون 1969ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:۔

کیتھولک فرقہ کا سربراہ اس وقت پوپ ہے اگر پوپ صاحب یہ چیلنج قبول کریں تو ہم مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اسی طرح عیسائیوں یا ہندوؤں کے دوسرے فرقے ہیں ان کے جو سردار ہیں وہ مقابلہ کے لئے آئیں۔...... جو مختلف فرقوں کے سردار ہیں وہ اکیلے اس دعوت کو قبول کریں یا اپنے ساتھ سو یا ہزار یا دس ہزار آدمی ملا کر بھی مقابلہ کرنا چاہیں تو ہم اس مقابلہ کے لئے تیار ہیں۔

(خطبات ناصر جلد 2 ص 692)

22 جولائی 1967ء کو دورہ یورپ کے دوران حضور نے کوپن ہیگن میں عیسائی دنیا کو حضرت مسیح موعود کا چیلنج دیا کہ اگر آپ سورۃ فاتحہ کے معارف ساری بائبل سے دکھا دیں تو مسیح موعود کی مقرر کردہ انعامی رقم 500 کو بڑھا کر 50 ہزار روپے انعام دیا جائے گا۔

خصوصی درس قرآن:

حضور کے سارے خطبات و تقاریر قرآن کریم ہی کی تفسیر و توضیح پر مشتمل ہیں۔ تاہم آپ نے خصوصی درس قرآن کا بھی اہتمام فرمایا۔ چنانچہ حضور نے 23 مارچ 1968ء کو حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ کے گھر مستورات میں درس قرآن کا آغاز فرمایا۔

اسی طرح آپ رمضان المبارک میں کم و بیش ہر سال درس القرآن کے اختتام پر آخری چند سورتوں کا درس دیتے رہے اور اختتامی دعا کرواتے رہے۔

تعلیم القرآن کی 10 سالہ تحریک

جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی سے 10 سال قبل حضور نے 28 اکتوبر 1979ء کو غلبہ احمدیت کی صدی کے لئے حضور نے دس سالہ تحریک کا اعلان فرمایا۔ اس تحریک کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ آئندہ دس برس کے اندر اندر

1۔ ہر بچہ قاعدہ یسرنا القرآن جانتا ہو۔
2۔ قرآن مجید ناظرہ جاننے والے ترجمہ اور تفسیر سیکھیں۔
3۔ ہر بچہ کم از کم میٹرک تک تعلیم حاصل کرے۔
4۔ ہر احمدی دین کی حسین تعلیم پر قائم ہو۔

حضور نے مجلس مشاورت 1980ء میں فرمایا:۔

آئندہ دس برس کے اندر ہر احمدی قرآن کریم کی تعلیم اپنی عمر کے مطابق سیکھے۔...... کراچی میں میں نے 7 مارچ کے خطبہ جمعہ میں یہ اعلان کیا تھا کہ پہلے مرحلہ میں ہر احمدی گھرانے میں ایک تفسیر صغیر کا ہونا ضروری ہے۔ دوسرے حضرت مسیح موعود کی بیان فرمودہ تفسیر قرآن بھی پڑھنی ضروری ہے۔ سورۃ کہف تک پانچ جلدوں میں چھپ چکی ہے۔ میں نے اس سلسلہ میں انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کو یہ ہدایت دی تھی کہ وہ ان کے خریدنے کے لئے اپنی اپنی کلب بنائیں اور جماعت ایک کمیٹی بنائے جو ان ہر سہ تنظیموں میں Co-ordination پیدا کرے اور یہ دیکھے کہ ایک کتاب ایک گھر میں چار راستوں سے داخل نہ ہو۔ خدام الاحمدیہ کی تنظیم اگر اپنے خادم کو دے تو پھر لجنہ کو یا انصار کو یا جماعتی لحاظ سے اس گھر میں اس کتاب کو پہنچانے کی اس مرحلہ میں ضرورت نہیں۔ یہ جو سکیم میں نے کراچی سے شروع کی تھی۔ آج اس میں وسعت پیدا کر رہا ہوں اور اس سے ساری جماعت کے لئے دینی تعلیم سکھانے کی بنیاد بنا رہا ہوں۔ یہ سکیم اس سال مکمل ہو جانی چاہئے۔

(الفضل 18 اکتوبر 1980ء ص 1)

حفظ قرآن کی تحریک

حضور نے اپنی خلافت کے آغاز میں جہاں قرآن کریم پڑھنے پڑھانے اور اس پر غور و تدبر کرنے کی تلقین فرمائی، تعلیم القرآن کے لئے وقف عارضی کی تحریک فرمائی۔ وہاں قرآن کریم کو حفظ کرنے کے سلسلہ میں حضور نے خدام کو ارشاد فرمایا کہ وہ قرآن مجید کا ایک ایک پارہ حفظ کریں جب ایک پارہ حفظ ہو جائے تو دوسرا پارہ حفظ کیا جائے اس سکیم سے حضور کا مقصد قرآن مجید کے زیادہ سے زیادہ حفاظ تیار کرنا تھا۔

چنانچہ خدام الاحمدیہ نے اس تحریک پر کماحقہ عمل کرنے کی کوشش کی اور خدام کو ایک ایک پارہ حفظ کرنے کی سکیم تیار کی بعد میں اس کا جائزہ بھی لیا جاتا رہا اور ان خدام کے نام جنہوں نے ایک ایک پارہ حفظ کر لیا تھا۔ حضور کی خدمت میں بغرض دعا بھجوائے گئے۔

(الفضل خلیفہ ثالث نمبر)

سورۃ بقرہ کی 17 آیات یاد کرنے اور سمجھنے کی تحریک

حضور نے 12 ستمبر 1969ء کو کراچی میں خطبہ جمعہ ارشاد کرتے ہوئے فرمایا:۔

میرے دل میں یہ خواہش شدت سے پیدا کی گئی ہے کہ قرآن کریم کی سورۃ بقرہ کی ابتدائی سترہ آیتیں جن کی میں نے ابھی تلاوت کی ہے۔ ہر احمدی کو یاد ہونی چاہئیں اور ان کے معانی بھی آنے چاہئیں اور جس حد تک ممکن ہو ان کی تفسیر بھی آنی چاہئے اور پھر ہمیشہ دماغ میں وہ مستحضر بھی رہنی چاہئے۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ستر اسی صفحات کا ایک رسالہ اور حضرت خلیفہ اول اور حضرت مصلح موعود کی تفاسیر کے متعلقہ اقتباسات پر مشتمل ہوگا، شائع بھی کر دیں گے۔ مجھے آپ کی سعادت مندی اور جذبہ اخلاص اور اس رحمت کو دیکھ کر جو ہر آن اللہ تعالیٰ آپ پر نازل کر رہا ہے امید ہے کہ آپ میری روح کی گہرائی سے پیدا ہونے والے اس مطالبہ پر لبیک کہتے ہوئے ان آیات کو زبانی یاد کرنے کا اہتمام کریں گے۔ مرد بھی یاد کریں گے عورتیں بھی یاد کریں گی۔ چھوٹے بڑے سب ان سترہ آیات کو از بر کر لیں گے۔ پھر تین مہینے کے ایک وسیع منصوبہ پر عمل درآمد کرتے ہوئے ہم ہر ایک کے سامنے ان آیات کی تفسیر بھی لے آئیں گے۔

(خطبات ناصر جلد 2 ص 851)

حضور نے متعدد بار ان آیات کی تفسیر بھی بیان فرمائی اور جماعت کے کثیر احباب نے اس تحریک پر لبیک کہا۔

اشاعت قرآن کی تحریکات

جماعت احمدیہ خلافت ثالثہ میں اشاعت قرآن کے لحاظ سے ایک نئے دور میں داخل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے دل میں اشاعت قرآن کریم کا بے پناہ جذبہ پیدا کیا تھا اور اس کی تسکین کے لئے بشارتیں بھی دی تھیں۔

آپ نے 4 جولائی 1980ء کو فرینکفرٹ میں خطبہ جمعہ ارشاد کرتے ہوئے فرمایا:۔

ایک دن مجھے یہ بتایا گیا کہ تیرے دور خلافت میں پچھلی دو خلافتوں سے زیادہ اشاعت قرآن کا کام ہوگا۔ چنانچہ اب تک میرے زمانہ میں پچھلی دو خلافتوں کے زمانوں سے قرآن مجید کی دوگنا زیادہ اشاعت ہو چکی ہے۔ دنیا کی مختلف زبانوں میں اب تک قرآن مجید کے کئی لاکھ نسخے طبع کروا کر تقسیم کئے جا چکے ہیں۔

(الفضل 15 جولائی 1980ء ص 2)

اس مقصد کے حصول کے لئے آپ کو بے پناہ جدوجہد کرنی پڑی اور متعدد تحریکات اور سکیمیں آپ نے شروع فرمائیں۔

آپ نے اپنی دلی تمنا بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

میرے دل میں یہ شدید خواہش ہے کہ اگلے پانچ سال میں قرآن کریم کی کم از کم دس لاکھ کاپیاں دس لاکھ افراد کے پاس یا یوں کہنا چاہئے کہ دس لاکھ گھروں میں پہنچ جانی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل کیا۔ میں نے یہ کام کروا دیا ہے۔ میں خود حیران ہوں میرا زمانہ خلافت ابھی بہت تھوڑا ہے۔ پانچ چھ سال کے اس تھوڑے سے عرصہ میں قرآن کریم کی ایک لاکھ کاپیاں چھپ چکی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آپ میں سے کسی دوست کے ذہن میں یہ بات نہیں آئی ہوگی کہ کتنا بڑا انقلاب آ گیا ہے...... میں نے امرائے ضلع کو ایک آسان سکیم بنا کر دی تھی کہ ہر تحصیل اشاعت قرآن کے لئے دو ہزار روپے جمع کرے...... اگر ہم اوسطاً فی تحصیل دو ہزار روپیہ بطور سرمایہ اشاعت قرآن کے لئے جمع کریں تو مغربی پاکستان کی کل 152 تحصیلیں ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ 3 لاکھ 4 ہزار روپے جمع ہو سکتے ہیں۔ (خطبات ناصر جلد 4 ص 275,274)

پریس کے قیام کی تحریک

جماعت کا اپنا پریس نہ ہونے کی وجہ سے اشاعت قرآن کے منصوبہ میں دیر ہوتی تھی اور دیگر مشکلات پیش آتی تھیں۔ چنانچہ حضور نے اللہ تعالیٰ کی منشاء سے 9 جنوری 1970ء کے خطبہ میں پریس کے قیام کی تحریک فرمائی۔ حضور نے فرمایا:۔

بڑے زور سے میرے دل میں یہ خیال پیدا کیا گیا ہے کہ اب وقت آ گیا ہے کہ دو چیزیں ہمارے پاس اپنی ہوں۔ ایک تو ہمارے پاس بہت اچھا پریس ہو...... اس اچھے پریس کے لئے ہمیں 10,5 لاکھ روپیہ کی ضرورت ہوگی...... اگر اپنا پریس ہوگا تو قرآن کریم سادہ یعنی قرآن کریم کا متن بھی ہم شائع کر لیا کریں گے اس کی اشاعت کا بھی تو ہمیں بڑا شوق اور جنون ہے یہ بات کرتے ہوئے بھی میں اپنے آپ کو جذباتی محسوس کر رہا ہوں ہمارا دل تو چاہتا ہے کہ ہم دنیا کے ہر گھر میں قرآن کریم کا متن پہنچا دیں۔

(خطبات ناصر جلد 3 ص 25,24)

اشاعت قرآن کے 3 مراحل:

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے 18 فروری 1973ء کو ربوہ میں ایک جدید پریس کا سنگ بنیاد رکھا۔ بعد ازاں اس کا نام نصرت پرنٹرز اینڈ پبلشرز کر دیا گیا۔ حضور نے اس پریس کے قیام کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے اشاعت قرآن کے عظیم منصوبے کا اعلان فرمایا۔ آپ نے فرمایا:۔

اشاعت قرآن کے سلسلہ میں تین مرحلے آتے ہیں ایک یہ کہ متن قرآن کریم کو ہر مسلمان کے ہاتھ میں پہنچا دیا جاوے یہی نہیں بلکہ قرآن عظیم کو دنیا کے ہر انسان کے ہاتھوں تک ہی پہنچا دیا جائے۔

دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ قرآن کریم کا ترجمہ ہر قوم

اور ہر ملک کی زبان میں کیا جائے تا کہ دنیا کے ہر خطہ کے لوگوں تک قرآن کریم کو اس کے معنی و مفہوم کے ساتھ پہنچایا جاسکے۔ چونکہ ہم نے ہر زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کرنا ہے اس لئے پہلے ہم ان کے حروف بنائیں پھر اس کی طباعت کریں گے۔ یعنی قرآن کریم کا ترجمہ اس زبان میں بھی شائع کریں گے۔ جو اس وقت بولی جاتی ہے مگر لکھی نہیں جاتی۔

تیسرا مرحلہ یہ ہے کہ جو لوگ یا قومیں قرآن کریم کا متن پڑھنے لگ جائیں اور اس کا ترجمہ سمجھنے لگ جائیں ان کو ہم قرآن عظیم کی تفسیر سے روشناس کرائیں، تفاسیر کی طباعت ہو۔ ہر زبان میں ہو۔

(الفضل خلیفہ ثالث نمبر ص 44)

پریس کے لئے وقارعمل کی تحریک:

پریس کے قیام اور قرآن کریم سے قلبی تعلق کے اظہار کے لئے آپ نے تحریک فرمائی کہ اس کے تہہ خانہ کی کھدائی وقارعمل کے ذریعہ کی جائے۔ چنانچہ 18 مارچ تا 24 اپریل 1973ء کو انصار، خدام اور اطفال نے بے حد ذوق وشوق کے ساتھ اس وقارعمل میں حصہ لیا اور ایک خوبصورت عمارت کھڑی ہوگئی۔

پھر بے پناہ خرچ کے ساتھ مشینیں بھی آگئیں مگر ملکی حالات بدل گئے اور حکومتی پابندیوں کی وجہ سے یہ جدید پریس کام شروع نہ کرسکا لیکن اللہ کے وعدوں کے مطابق اشاعت قرآن کے کام میں کوئی روک پیدا نہ ہوئی اور اللہ کے فضل سے لاکھوں کی تعداد میں سادہ قرآن کریم اور مترجم قرآن شائع کئے جاتے رہے۔

یہ پریس قرآنی علوم کی اشاعت کا اس پہلو سے مرکز بن گیا کہ اس کی عمارت کے ایک حصہ میں دفتر الفضل اور دوسرے حصہ میں نمائش قائم کی گئی ہے۔

صد سالہ جوبلی منصوبہ کے اعلان کے ساتھ حضور نے مختلف ممالک میں پریس کے قیام کو اس کا حصہ بنا دیا۔ حضور نے خطبہ جمعہ 21 نومبر 1975ء میں فرمایا:

جب تک ہم باہر اپنے پریس نہ کھولیں ہم ...... کی حقانیت میں اور توحید کے ثبوت میں لٹریچر اس تعداد میں شائع نہیں کرسکتے جتنا کہ ہم اپنے مطبع خانے اور اپنے پریس کے ذریعہ کر سکتے ہیں۔

(خطبات ناصر جلد 6 ص 210)

اسی ضمن میں حضور نے امریکہ، انگلستان اور دیگر ممالک میں پریسوں کے قیام کی تحریک فرمائی۔

(خطبات ناصر جلد 6 ص 214,211)

طرز اشاعت میں اصلاح:

ترجمہ قرآن کریم کی طرز اشاعت میں بھی آپ نے ایک بہت اہم اصلاح فرمائی۔ قرآن کریم عربی میں دائیں سے بائیں لکھا جاتا ہے مگر جو زبانیں بائیں سے دائیں کو لکھی جاتی ہیں ان میں ترجمہ کتاب کے بائیں طرف سے شروع ہوتا تھا اور قرآن کریم کا متن ترجمے کا پیچھا کرتا تھا۔ یعنی جہاں سورۃ فاتحہ ہونی چاہئے وہاں سورۃ الناس آتی تھی حضور نے اس طرز میں تبدیلی کی اور فرمایا:-

اب پہلی دفعہ میں نے حالات کو دیکھ کر ترجمہ کی طرز میں تبدیلی کی۔ چنانچہ اب قرآن کریم کا ترجمہ متن کے پیچھے چل رہا ہے یعنی سورۃ الحمد پہلے صفحہ پر ہے آخری صفحہ پر نہیں...... میرے علم میں پہلی دفعہ یہ واقعہ ہوا ہے کہ قرآن کے ترجمہ کرتے وقت متن کو Follow کیا ہے۔

(خطبات ناصر جلد 4 ص 272,271)

قرآن کے نئے تراجم

سابقہ تراجم قرآن کی اشاعت کے ساتھ آپ نئی زبانوں میں ترجمہ کے لئے کوشاں رہے۔ جماعت کے وسائل اور طاقت کے لحاظ سے یہ ایک کٹھن کام تھا مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ کے دور خلافت میں 6 نئی زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ ہوا۔

(ماہنامہ مصباح دسمبر 1982ء ص 68)

آپ کی تحریکات کے مطابق دنیا کے مختلف ممالک کے اہم ہوٹلوں کے ہزاروں کمروں میں خاص اہتمام سے قرآن کریم کے تراجم سیاحوں کے مطالعہ کے لئے رکھوائے گئے۔ قرآن کریم کی وسیع اشاعت کے لئے تین ادارے قائم کئے گئے۔

قطب شمالی تک قرآن کا پیغام

جماعت احمدیہ کینیڈا نے دنیا کے انتہائی شمال میں واقع آخری انسانی بستیوں تک قرآن کریم پہنچایا۔

(دورہ مغرب ص 471)

یہ تاریخی کارنامہ مکرم حمید اللہ شاہ صاحب کے ذریعہ انجام پایا۔ بطور ریڈار سپیشلسٹ انہیں قطب شمالی کے اردگرد Distant Early Warning System یا مختصر طور پر ڈیو سسٹم سٹیشنوں کا دورہ کرنا ہوتا تھا۔ انہوں نے افسران اعلیٰ کی اجازت سے قائم 21 سٹیشنوں پر قرآن کے 48 نسخے رکھوائے جن میں ایک انتہائی شمالی سٹیشن Alert نامی بھی تھا۔ اسی طرح مقامی اسکیمو آبادی کی لائبریریوں اور پرنسپلز تک بھی قرآن پہنچایا گیا۔ اس طرح اس علاقے میں پہلی مرتبہ قرآن کریم کا پیغام ایک احمدی کے ذریعہ پہنچا۔

(الفضل 28 مئی 1981ء)

انگریزی تفسیر القرآن

انگریزی دان طبقے کو قرآن کریم کے حقائق و معارف سے روشناس کرانے کے لئے انگریزی تفسیر القرآن کی پانچ ضخیم جلدوں کو ایک جلد میں مختصر کرکے انگریزی تفسیر القرآن شائع کی گئی جو علمی طبقہ کے لئے نہایت درجہ ایک قیمتی تحفہ ہے۔ تفسیری نوٹوں پر مشتمل یہ جلد 1460 صفحات پر مشتمل ہے۔

الغرض آپ نے تعلیم قرآن کی سابقہ تحریکوں کے ساتھ نئے منصوبے اور پروگرام شروع کئے اور لاریب لاکھوں سینوں میں محبت قرآن کی شمع روشن کی اور لاکھوں نئے دلوں کو اس سے متعارف کرانے کی کوشش میں اپنے رب کے حضور حاضر ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ اس عاشق قرآن کو بلند مراتب سے نوازے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی تحریکات

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا دور خلافت قرآن کے اعتبار سے ایک زریں دور تھا۔ آپ نے قرآن کریم کا اردو ترجمہ سورتوں کے تعارف کے ساتھ تحریر فرمایا جو قرآنی مفاہیم کے ساتھ اردو کی ادبی چاشنی بھی لئے ہوئے ہے۔ متعدد زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع ہوئے۔ 117 زبانوں میں قرآن کریم کی منتخب آیات کے تراجم صد سالہ جوبلی کے تحفہ کے طور پر شائع کئے گئے۔

آپ نے ایم ٹی اے پر 305 گھنٹے کی قرآن کلاسز ریکارڈ کروائیں جن میں ترجمہ کے ساتھ تفسیری معارف بھی بیان فرمائے۔

آپ نے قرآن کریم پڑھنے اور سیکھنے سے متعلق متعدد تحریکات فرمائیں اور بیشمار مرتبہ اس مقصد کے لئے خطبات ارشاد فرمائے۔

تلاوت کرنے اور ترجمہ سیکھنے کی تحریک

4 جولائی 1997ء کو حضور نے کینیڈا میں ایک جامع خطبہ ارشاد فرمایا اور تعلیم القرآن کی طرف خصوصی توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:-

کلام الٰہی سے محبت ایک ایسی چیز ہے جو نسلوں کو سنبھالے رکھتی ہے ...... قرآن کریم پر زور دینا اور تلاوت سے اس کا آغاز کرنا بہت ہی اہم ہے۔ مگر تلاوت کے ساتھ ان نسلوں میں، ان قوموں میں جہاں عربی سے بہت ہی ناواقفیت ہے ساتھ ترجمہ پڑھنا ضروری ہے۔ ترجمے کے لئے مختلف نظاموں کے تابع تربیتی انتظامات جاری ہیں مگر بہت کم ہیں۔ جو اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں یا اٹھا سکتے ہیں۔ اس لئے جب میں ایسی رپورٹیں دیکھتا ہوں کہ ہم نے فلاں جگہ قرآن کریم کی کلاس جاری کی یا فلاں جگہ قرآن کریم کی کلاس جاری کی تو میں ہمیشہ تعجب سے دیکھتا ہوں کہ اس کلاس میں سارے سال میں بھلا کتنوں نے فائدہ اٹھایا ہوگا اور جو فائدہ اٹھاتے بھی ہیں تو چند دن کے فائدے کے بعد پھر اس فائدے کو زائل کرنے میں باقی وقت صرف کر دیتے ہیں۔ وہی بچے ہیں جن کو آپ نے قرآن کریم سکھانے کی کوشش کی چند دن بعد ان سے پوچھ کے دیکھیں تو جو کچھ سیکھا تھا سب بھلا چکے ہوں گے۔ بڑی وجہ اس کی یہ ہے کہ ہماری جو بڑی نسل ہے اس نے قرآن کریم کی طرف پوری توجہ نہیں دی اور اکثر ہم میں بالغ مرد وہ ہیں جو دین سے محبت تو رکھتے ہیں لیکن ان کو یہ سلیقہ سکھایا نہیں گیا کہ قرآن سے محبت کے بغیر دین سے محبت رکھنا کوئی معنے نہیں رکھتا اس کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہے۔

...... پس تلاوت قرآن کریم کی عادت ڈالنا اور اس کے معانی پر غور سکھانا یہ ہماری تربیت کی بنیادی ضرورت ہے اور تربیت کی کنجی ہے جس کے بغیر ہماری تربیت ہو نہیں سکتی اور یہ وہ پہلو ہے جس کی طرف اکثر مربیان، اکثر صدران، اکثر امراء بالکل غافل ہیں۔ ان کو بڑی بڑی (بیوت) دکھائی دیتی ہیں، ان کو بڑے بڑے اجتماعات نظر آتے ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں کہ بڑے جوش سے اور ذوق وشوق سے لوگ دور دور کا سفر کرکے آئے اور چند دن ایک جلسے میں شامل ہوگئے لیکن یہ چند دن کا سفر تو وہ سفر نہیں ہے جو سفر آخرت کے لئے ممد ہو سکتا ہے۔ سفر آخرت کے لئے روزانہ کا سفر ضروری ہے اور روزانہ کے سفر میں زاد راہ قرآن کریم ہے۔

...... ہر گھر والے کا فرض ہے کہ وہ قرآن کی طرف توجہ دے، قرآن کے معانی کی طرف توجہ دے، ایک بھی گھر کا فرد ایسا نہ ہو جو روزانہ قرآن کے پڑھنے کی عادت نہ رکھتا ہو اور قرآن کریم کو پھر مضامین سمجھ کر پڑھے اور جو بھی ترجمہ میسر ہو اس کے ساتھ ملا کر پڑھے...... قرآن کریم کے ترجمے کے ساتھ پڑھنے کی طرف ساری جماعت کو متوجہ ہونا چاہئے کوئی بھی ایسا نہ ہو جس کے پاس سوائے اس کے کہ شرعی عذر ہو جو روزانہ قرآن کریم کی تلاوت سے محروم رہے۔

تلاوت کا آغاز تلاوت کے برتن قائم کرنے سے ہوتا ہے اور برتن سے میری مراد یہ ہے کہ شروع کردیں تلاوت پھر رفتہ رفتہ علم بڑھائیں اور تلاوت کو معارف سے بھرنے کی کوشش کریں، معارف سے پہلے علم سے بھرنے کی کوشش ضرور کریں۔...... میں چاہتا ہوں کہ اس صدی سے پہلے پہلے ہر گھر نمازیوں سے بھر جائے اور ہر گھر میں روزانہ تلاوت قرآن کریم ہو۔ کوئی بچہ نہ ہو جسے تلاوت کی عادت نہ ہو۔ اس کو کہیں تم ناشتہ چھوڑ دیا کرو مگر سکول سے پہلے تلاوت ضرور کرنی ہے اور تلاوت کے وقت کچھ ترجمہ ضرور پڑھو، خالی تلاوت نہیں کرو اور جب آپ یہ کام کریں گے تو پھر اردگرد ...... بنانے کی کوشش کریں اور ان نمازیوں کو گھروں سے ...... کی طرف منتقل کریں کیونکہ وہ گھر جس کے بسنے والے خدا کے گھر نہیں بساتے قرآن کریم سے اور آنحضرت ﷺ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ ایسے گھروں کو ویران کردیا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے کہ ان تقاضوں کو پورا کریں۔

(الفضل انٹرنیشنل 12 اگست 1997ء)

قرآن کا عرفان حاصل کریں

خطبہ جمعہ 11 جولائی 1997ء میں پھر حضور نے جماعت کینیڈا کو مخاطب کرکے فرمایا:-

آپ دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اگلے دو سال میں ضرور اللہ تعالیٰ ایسے حیرت انگیز نظارے دکھائے گا جن کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔

لیکن ساری جماعت کو اس وقت کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ کیونکہ جتنے زیادہ تیزی کے ساتھ احمدی پھیلیں گے اتنے ہی زیادہ خطرات ہیں اور ان کو سنبھالنے کا کام بہت اہم ہے۔ اس ضمن میں میں نے گزشتہ خطبہ میں جماعت احمدیہ کینیڈا کو اور اس کی وساطت سے آپ سب کو نصیحت کی تھی کہ ساتھ ساتھ بعض بنیادی علمی کمزوریاں ہیں ان کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ ان میں سے سب سے پہلے قرآن کریم کی طرف توجہ ہے۔ جن گھروں میں باقاعدہ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت ترجمے کے ساتھ نہیں ہوتی اور ترجمے کے ساتھ قرآن کریم نہیں پڑھایا جاتا آپ بودی نسلیں آگے بھیجیں گے۔ نام کے احمدی رہیں گے اللہ بہتر جانتا ہے کہ کب تک رہیں اور کام کے کبھی بن بھی سکیں گے یا نہیں۔ مگر جن کو بچپن سے قرآن سکھایا جائے اور قرآن کا...... علم ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا قرآن باقی بستی پر غالب آیا کرتا ہے۔ قرآن کو اپنے گھروں پر غالب کردیں اپنے بچوں پر غالب کردیں۔ ہر بچے پر یہ فرض کردیں کہ وہ قرآن کریم کو سوچ سمجھے اور روزانہ کچھ نہ کچھ اتنا ضرور قرآن کا عرفان حاصل کرے کہ اس کے نتیجے میں اس کی اپنی تربیت شروع ہوجائے۔

(الفضل انٹرنیشنل 29 اگست 1997ء)

اساتذہ تیار کرنے کی تحریک

تعلیم القرآن کے ضمن میں آپ کی ایک منفرد تحریک اساتذہ کی تیاری کی تحریک تھی جو صرف قرآن پڑھنے والے نہ ہوں بلکہ صحیح تلفظ کے ساتھ آگے قرآن پڑھائیں۔ اس کی تفصیل آپ نے انٹرنیشنل مجلس شوریٰ اسلام آباد لندن 1991ء میں بیان کی۔ فرمایا:۔

میں نے اگلے چار پانچ سال کا منصوبہ بڑے غور وفکر کے بعد بنایا ہے۔ ہم قرآن کریم کی تلاوت سکھانے کا آغاز آڈیو وڈیو کی مدد سے کریں گے لیکن یہ کلاسیں اپنی نوعیت کے اعتبار سے بالکل مختلف ہوں گی۔ میں نے ذیلی تنظیموں کو ہدایت دی ہے کہ وہ ایسے افراد کو طلب کریں جو استاد کے طور پر خدمت کے لئے تیار ہوں خواہ ان کی تعداد تھوڑی ہو۔ اپنی متعلقہ ذیلی تنظیموں سے انصار، لجنات اور خدام وغیرہ کا انتخاب کریں۔ وہ اس کے لئے آگے آئیں۔ مثلاً پندرہ دن کے لئے انہیں صرف اتنا کچھ پڑھایا جائے (اور اس سے زائد ہرگز نہیں) جسے وہ پوری اہلیت کے ساتھ اخذ کرسکیں۔ یہاں تک کہ اس قدر علم وہ نہایت مہارت سے دوسروں کو سکھا سکیں نیز آڈیو وڈیو کے آلات سے انہیں متعارف کرایا جائے اور یہ کہ ان سے کس طرح استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ یہ بھی ایک ٹریننگ ہے جس کی ہم سب کو ضرورت ہے۔

یہ سب کچھ کرلینے کے بعد اگلا مرحلہ اس وقت آئے گا جب وہ تربیت یافتہ استاد اپنے قصبوں اور علاقوں میں واپس جائیں گے۔ وہاں جا کر ان کا کام ہوگا کہ اس قسم کی کلاسیں جاری کریں اور دوسرں کو تعلیم دیں، عام شاگردوں کی طرح نہیں بلکہ جس طرح ٹریننگ کالجوں کے طلباء کو تعلیم دی جاتی ہے ......اور جب ان کے بارے میں یقین ہوجائے کہ اب یہ آگے دوسروں کو اسی قدر پڑھا سکتے ہیں تو یہ حسب دستور کلاسیں جاری کرکے مزید شاگردوں کو وہ کچھ پڑھائیں جو انہوں نے سیکھا ہے اور ان کے استاد اپنے پہلے استادوں کے پاس جائیں جنہوں نے اب تک مزید علم حاصل کرلیا ہوگا اور وہ یہ مزید علم حاصل کریں اور اچھی طرح حاصل کرنے کے بعد اپنے پرانے شاگردوں کے پاس جائیں اور انہیں یہ زائد علم پڑھائیں اور یہ سلسلہ جاری رہے۔

ہر جگہ مناسب طور پر اس سکیم کے نفاذ کی صورت میں آپ کو متنبہ کرتا ہوں کہ ترقی کی رفتار آہستہ ہوگی اور اسے آہستہ ہی ہونا چاہئے کیونکہ اس معاملہ میں ہمیں آہستہ اور محتاط آغاز کی ضرورت ہے۔ رپورٹ فارم کو بے ضابطہ قسم کی مساعی سے بھرنا اس پروگرام کے لئے خودکشی کے مترادف ہوگا۔ حتیٰ کہ شروع کے تین ماہ میں، مثال کے طور پر آپ لندن بھر کے لئے جو بہت بڑی جماعت ہے صرف دس اساتذہ تیار کرسکتے ہیں۔ میں اس صورتحال پر زیادہ خوش ہوں گا بہ نسبت اس کے مجھے بتایا جائے کہ ہم نے ایک ہزار بچوں کے لئے کلاسوں کا انعقاد کیا۔ جو کلاسوں میں شریک ہونے کے لئے آئے مگر بعد ازاں پڑھائی سے ان کا رابطہ منقطع ہو گیا یا یہ کہ وہ سب کچھ بھول گئے جو انہوں نے کلاسوں میں چند دنوں یا چند ہفتوں کے دوران سیکھا تھا......

خدام، لجنات اور انصار کی کمیٹیاں صرف اس خاص مقصد کے لئے قائم کی جائیں اور وہ ہمیشہ سارے مواد کو توجہ سے سنتی رہیں۔ جو قرآن کریم کے مطالعہ یا نماز سے متعلق ہے اور پھر وہ مجھے اپنی ماہانہ یا سالانہ رپورٹوں کے ذریعہ بواپسی اطلاع دیں کہ انہوں نے ان سب ہدایات کو بخوبی سن لیا ہے اور یہ کہ وہ ان ہدایات پر عمل کرنے میں پوری طرح مستعد ہیں۔ کلاسوں کے بارہ میں ادھر ادھر کی باتوں پر مبنی لمبی رپورٹوں کی بجائے بہتر ہے کہ آپ اپنا اور میرا وقت بچائیں اور مستقبل کی نسلوں کے مفاد کا تحفظ کریں۔

(ماہنامہ انصاراللہ جولائی 1993ء ص 33,32)

منتخب حصوں کے حفظ کی تحریک

ایک تحریک حضور انور نے یہ فرمائی کہ قرآن مجید کی چھوٹی سورتیں اور بعض آیات حفظ کی جائیں۔

حضور کو قرآن مجید کے مختلف مضامین پر مبنی آیات کے حفظ کا بہت خیال تھا اور خود بھی خلافت سے قبل بھی اور بعد میں بے انتہا مصروفیات کے باوجود بھی اس کا تعہد فرماتے رہے اور نمازوں میں بدل بدل کر مختلف حصوں کی تلاوت فرماتے۔ ان منتخب حصوں کو حفظ کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:۔

''بچوں کو خصوصیت سے اور بڑوں کو بھی وہ آیتیں یاد کرلینی چاہئیں۔ جن کی نمازوں میں میں تلاوت کرتا ہوں اور اکثر میں فجر، مغرب اور عشاء کی نمازوں میں بدل بدل کر تلاوت کرتا ہوں۔ یہ آیتیں جو میں نے چنی ہیں کسی مقصد کے لئے چنی ہیں۔ اگر ان کا ترجمہ آتا ہو تو اس کا دل پر اثر پڑے گا۔ اگر مطلب نہ آتا ہو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں''۔

(الفضل انٹرنیشنل لندن 7 جون 1996ء)

ترجمہ قرآن کی کلاسز سننے کی تحریک

حضور کا ایک منفرد کارنامہ ایم ٹی اے پر سارے قرآن کا ترجمہ اور تفسیری وضاحتیں تھیں جو 305 گھنٹے کی آڈیو، ویڈیو ریکارڈنگ کی شکل میں موجود ہیں اور قرآن سیکھنے اور سمجھنے کے لئے عظیم تحفہ ہے۔ حضور نے جماعت کو تحریک فرمائی کہ ان کلاسوں سے استفادہ کرے اور اگر ایم ٹی اے پر سننا ممکن نہیں تو اس کی ویڈیو کیسٹس کا استعمال کیا جائے۔ خطبہ جمعہ 19 جون 1998ء میں حضور نے فرمایا:۔

آجکل میں بہت زور دے رہا ہوں کہ خصوصاً بچوں کو قرآن کریم پڑھنا لکھنا سکھایا جائے اور اس کے معانی بھی ساتھ ساتھ سکھائے جائیں۔ اکثر لوگ جو ناظرہ پڑھا دیتے ہیں وہ کافی نہیں ہے۔ اگر ناظرہ قرآن کے ساتھ ساتھ آپ اس کے معانی بھی کچھ سکھاتے چلے جائیں تو قرآن کریم سے محبت ہونا ایک لازمی بات ہے۔ اب مجھے علم نہیں کہ آپ میں سے کتنے ہیں جو میری قرآن کریم کی کلاس کو غور سے سنتے ہیں یا سن سکتے ہیں یا ان تک پہنچتی بھی ہے کہ نہیں۔ مگر اس کلاس میں جو آنے والے ہیں ان میں کم علم عورتیں بھی ہیں، بڑے بڑے صاحب علم مرد بھی ہیں لیکن جب قرآن کریم کو سمجھا کر پڑھایا جائے تو اس سے محبت ہونا ایک لازمی بات ہے، آدمی رک ہی نہیں سکتا محبت کئے بغیر۔......

ایسی ایسی معرفت کی باتیں قرآن کریم میں بیان ہیں کہ ناممکن ہے کہ قرآن کریم پڑھیں اور اس سے محبت نہ ہو جائے اور اگر قرآن سے محبت ہو جائے تو زندگی کے سارے مسائل حل ہو جائیں گے۔ جن لوگوں کو محبت ہوتی ہے ان کی ساری برائیاں دور ہو جاتی ہیں، ان کو ایک نئی زندگی نصیب ہوتی ہے اور بکثرت لوگ مجھے لکھتے ہیں کہ اگرچہ ہماری اپنی تعلیم زیادہ نہیں تھی مگر قرآن کریم کی کلاس میں بیٹھنے کا موقع ملا اور ہم نے ایک نئی زندگی پالی ہے۔ اب یہی کتاب ایک عام کتاب نہیں ہے جو اسے پڑھتے وقت مشکل ہو، جاگنا مشکل رہے اس کو تو پڑھنے کے ساتھ ساتھ ہی تمام خوابیدہ جذبات اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور قرآن کی تائید میں اور اس کی حکمتوں کی تائید میں فطرت کا لفظ لفظ بولتا ہے......

عجز اور انکساری کے ساتھ قرآن کریم کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کی ضرورت ہے، اپنا سر جھکا دیں اور غور سے پڑھیں اور آیات کے تسلسل پر غور کریں تو حیران رہ جائیں گے کہ قرآن کریم کی آیات ایک دوسرے سے اس طرح منسلک ہیں کہ پہلے انسان کے وہم میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ کس طرح تعلیم مسلسل آگے بڑھ رہی ہے اور ایک بات اگلی بات سے منسلک ہوتی چلی جارہی ہے یہ ڈوریاں ہیں جو آپس میں بٹی جارہی ہیں۔

اور اس کا ایک علاج میں آپ کے سامنے یہ رکھ رہا ہوں کہ اگر آپ کو ایم ٹی اے کے ذریعہ سننا ممکن نہیں تو غالباً یہاں امریکہ میں ان قرآن کریم کی کلاسز کی ویڈیو ریکارڈنگ ہوچکی ہوگی۔ اگر ہوچکی ہے تو لازماً گھروں کو مہیا کرنی چاہئے۔ یہ بھی کرتے ہیں اور کرسکتے ہیں کہ کسی ایک وقت ان میں ویڈیوز کو چلا دیا جائے مگر ہر ایک کے اوقات الگ الگ ہیں اور ضروری نہیں کہ ہر روز اس وقت وہ گھر ہی ہو سارا خاندان بھی کہیں سفر پر جاسکتا ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ ان کا ریکارڈ اپنے گھروں میں رکھیں اور ترتیب کے ساتھ آپ سب لوگ مل جل کر بیٹھیں اور سننا شروع کریں۔ اگر اس دس سبق بھی آپ اس طرح پڑھ لیں گے تو پھر آپ کے لئے ان سبقوں سے الگ رہنا ممکن ہی نہیں رہے گا۔ طلب کریں گے کہ کب ہم اگلا سبق شروع کریں مگر پڑھیں اکٹھے اور بچوں کو ساتھ شامل کرکے پڑھیں۔

تو حضرت مسیح موعود نے جو قرآن کریم کے متعلق روحانی دعوت، فرمایا اور مزے مزے کے کھانے بتائے وہ آج بھی مل سکتے ہیں۔ صرف پڑھنے کا طریقہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں جو قرآن کریم کی محبت ڈالی ہے اس دور میں میں سمجھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود کی ہدایات پر عمل کروانے میں یہ محبت ضروری تھی اور جب اس کلاس میں آپ قرآن کریم کو پڑھیں گے تو پھر حضرت مسیح موعود کا اصل مقام ظاہر ہوگا۔ کتنے عظیم الشان معلم تھے۔ (الفضل 24 اگست 1998ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کی تحریکات

تلاوت کرنے کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ 16 ستمبر 2005ء میں فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے کے لئے اور فرشتوں کے حلقے میں آنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک قرآن کریم پڑھے اور اس کو سمجھے،

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ خلافت سے قبل دوران اسیری (1999ء)

جھنگ جیل کے گیٹ سے باہر آتے ہوئے (1999ء)

چہرہ ہے حسیں ایسا نظر ٹکنے نہیں پاتی۔ اک نور کا دریا ہے جو لندن میں مکیں ہے

بٹالہ (بھارت) کی ایک سرکاری عمارت میں پُر جوش استقبال

جماعت احمدیہ آسٹریلیا کی مرکزی لائبریری کا معائنہ

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے کنٹرول روم میں ورود

یہ لعل بے بہا ہے گوہر نایاب ہے پیارو

پودا لگاتے ہوئے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بعض غیرملکی عمائدین اوراہم شخصیات سے ملاقاتیں، عشائیے اور تقریبات

آسٹریلیا

سنگاپور

آسٹریلیا

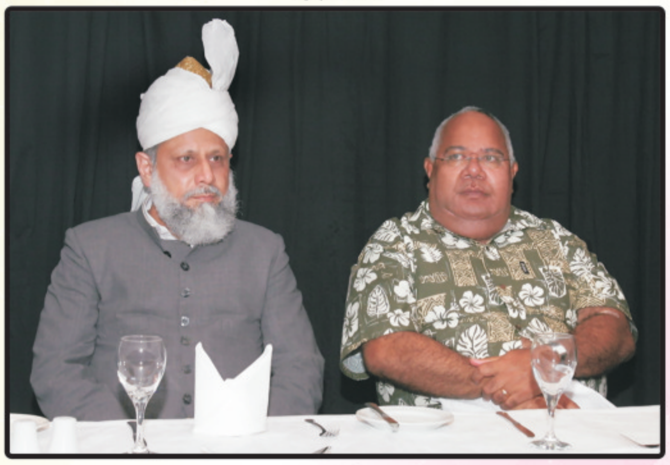
فجی

اس جیسا کوئی شخص زمانے میں نہیں ہے

جاپان

آسٹریلیا

سنگاپور

بھارت

یہ خوشبوؤں سے معطر ہے جس کی ساری فضا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس گلشن بہار میں ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ساتھ خدام سلسلہ ربوہ (بیت اقصیٰ قادیان 1991ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا جنازہ پڑھاتے ہوئے

پہلی بیعت دور خلافت خامسہ

حضرت خلیفہ رابع کا آخری سفر

خلافت سے پہلے دفتر میں مصروف عمل

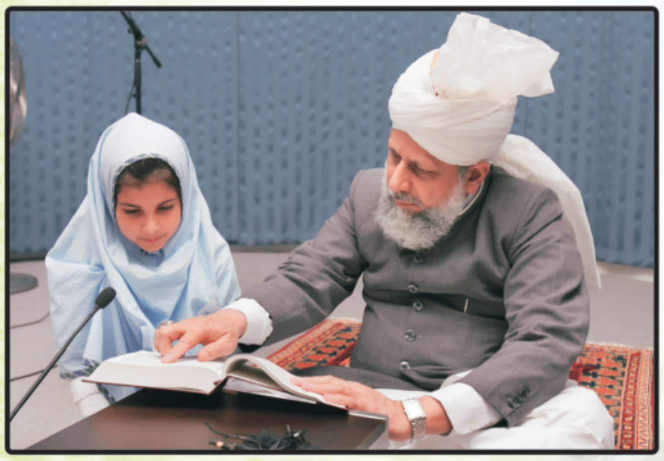

تقریب آمین

سایہ فگن ہو نصرت مولیٰ قدم قدم۔ ہر ملک میں تمہاری حفاظت خدا کرے

ایکسل سنٹر لندن ۔ جلسہ خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی 27 مئی 2008ء

جلسہ سالانہ قادیان 2005ء

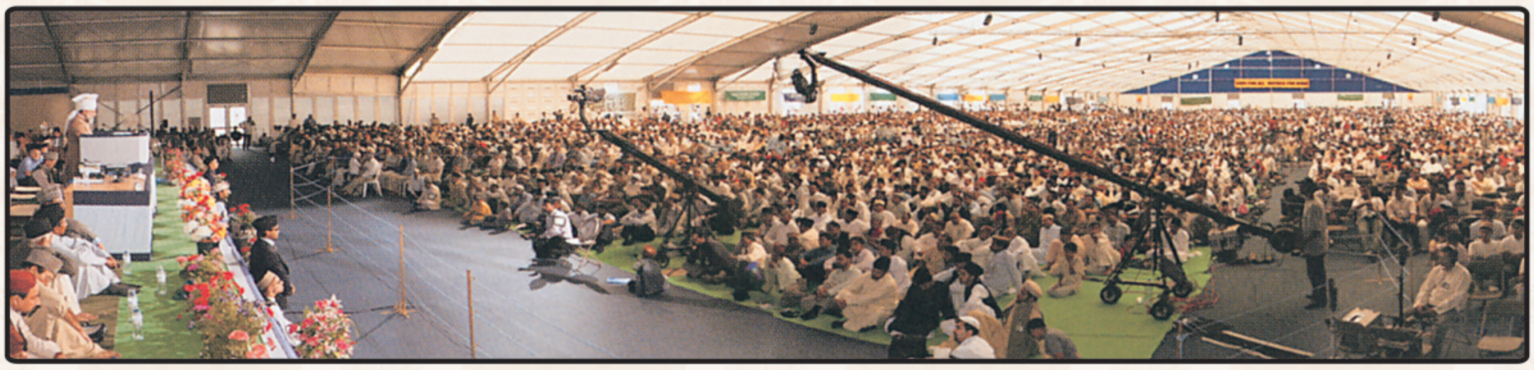

جلسہ سالانہ یو۔کے

جلسہ سالانہ آسٹریلیا

جلسہ سالانہ جاپان

جلسہ سالانہ امریکہ 2008ء

اپنے بچوں کو پڑھائیں، انہیں تلقین کریں کہ وہ روزانہ تلاوت کریں۔ اور یاد رکھیں کہ جب تک ان چیزوں پہ عمل کرنے کے ماں باپ کے اپنے نمونے بچوں کے سامنے قائم نہیں ہوں گے اس وقت تک بچوں پہ اثر نہیں ہوگا۔ اس لئے فجر کی نماز کے لئے بھی اٹھیں اور اس کے بعد تلاوت کے لئے اپنے پر فرض کریں کہ تلاوت کرنی ہے پھر نہ صرف تلاوت کرنی ہے بلکہ توجہ سے پڑھنا ہے اور پھر بچوں کی بھی نگرانی کریں کہ وہ بھی پڑھیں، انہیں بھی پڑھائیں۔ جو چھوٹے بچے ہیں ان کو بھی پڑھایا جائے۔" (الفضل 7 فروری 2006ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز احباب جماعت کو قرآن کریم کی تلاوت اور اس کا ترجمہ اور تفسیر پڑھنے کی نصیحت کرتے ہوئے خطبہ جمعہ 24 ستمبر 2004ء میں فرماتے ہیں:-

"ہر احمدی کو اس بات کی فکر کرنی چاہئے کہ وہ خود بھی اور اس کے بیوی بچے بھی قرآن کریم پڑھنے اور اس کی تلاوت کرنے کی طرف توجہ دیں۔ پھر ترجمہ پڑھیں پھر حضرت مسیح موعود کی تفسیر پڑھیں......

پس بچوں کو بھی قرآن کریم پڑھنے کی عادت ڈالیں اور خود بھی پڑھیں۔ ہر گھر سے تلاوت کی آواز آنی چاہئے۔ پھر ترجمہ پڑھنے کی کوشش بھی کریں اور سب ذیلی تنظیموں کو اس سلسلے میں کوشش کرنی چاہئے، خاص طور پر انصار اللہ کو کیونکہ میرے خیال میں خلافت ثالثہ کے دور میں ان کے ذمے یہ کام لگایا گیا تھا۔ اسی لئے ان کے ہاں ایک قیادت بھی اس کے لئے ہے جو تعلیم القرآن کہلاتی ہے۔ اگر انصار پوری توجہ دیں تو ہر گھر میں باقاعدہ قرآن کریم پڑھنے اور اس کو سمجھنے کی کلاسیں لگ سکتی ہیں"۔

"اللہ کرے کہ ہم خود بھی اور اپنے بیوی بچوں کو بھی اس طرف توجہ دلانے والے ہوں اور اپنے دلوں کو منور کرنے والے ہوں اور قبولیت دعا کے نظارے دیکھنے والے ہوں۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ انصار اللہ کے ذمہ خلافت ثالثہ میں یہ لگایا گیا تھا کہ قرآن کریم کی تعلیم کو رائج کریں، قرآن کریم کی تلاوت کی طرف توجہ دیں۔ گھروں کو بھی اس نور سے منور کریں لیکن ابھی بھی جہاں تک میرا اندازہ ہے انصار اللہ میں بھی 100 فیصد قرآن کی تلاوت کرنے والے نہیں ہیں۔ اگر جائزہ لیں تو یہی صورتحال سامنے آئے گی اور پھر یہ کہ اس کا ترجمہ پڑھنے والے ہوں"۔ (روزنامہ الفضل 7 دسمبر 2004ء)

ترجمہ سیکھنے کی تحریک

حضور نے نیشنل تربیتی کلاس برطانیہ سے خطاب کرتے ہوئے 31 دسمبر 2003ء کو فرمایا:-

"قرآن شریف جب آپ پڑھیں پندرہ، سولہ سال کی عمر کے جو بچے ہیں بلکہ چودہ سال کی عمر کے بھی۔ اب یہ بڑی عمر کے بچے ہیں، Mature ہو گئے ہیں، سوچیں ان کی بڑی Mature ہونی چاہئیں۔ اس عمر میں آ کے آپ لوگ اپنے مستقبل کے بارے میں، Future کے بارے میں بھی سوچنا شروع کر دیتے ہیں۔ تو اس میں خاص طور پر یاد رکھیں کہ قرآن شریف جب آپ پڑھ رہے ہیں تو اس کا ترجمہ بھی سیکھنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ یہ بھی ایک حدیث ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قرآن شریف جو ہے اس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ یہی مطلب ہے کہ اگر تم لوگ اس کو پڑھو اور اس پر عمل کرو، اس کو سمجھو تو تم نیکیاں کرنے کی کوشش کرو گے اور جب تم نیکیاں کرو گے تو اللہ تعالیٰ تک تم پہنچ سکو گے۔ دعائیں کرنے کا تمہیں موقع ملے گا۔ نمازیں پڑھنے کا تمہیں مزہ آئے گا اور پھر اللہ تعالیٰ کے جو حکم ہیں جو باتیں ہیں ان کو سمجھنے کی توفیق ملے گی"۔ (مشعل راہ جلد 5 حصہ 2 ص 180,179)

اسی طرح حضور نے خطبہ جمعہ 7 مارچ 2008ء میں فرمایا:-

ایک وقت تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے یہ محسوس کرتے ہوئے کہ صحیح طور پر قرآن کریم نہیں پڑھا جاتا جماعت کو صحت تلفظ کی طرف توجہ دلائی تھی کہ اس طرح پڑھا جائے۔ کیونکہ زیر زبر پیش کی بعض ایسی غلطیاں ہو جاتی تھیں، کہ ان غلطیوں کی وجہ سے معنے بدل جاتے ہیں یا مفہوم واضح نہیں ہوتا۔ تو اس طرح آپ نے صحتِ تلفظ کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے بعد جماعت میں اس طرف خاص توجہ پیدا ہوئی۔ لیکن اس بات کی ضرورت ہے کہ ترجمۂ قرآن کی طرف بھی توجہ دی جائے۔ ذیلی تنظیمیں بھی کام کریں۔ جماعتی نظام بھی کام کرے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے انصار اللہ یو کے نے شروع کیا ہے۔ یہ انٹرنیٹ کے ذریعہ سے بھی پڑھا رہے ہیں اس سے استفادہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ ترجمہ آئے گا تو پھر ہی صحیح اندازہ ہو سکے گا کہ احکامات کیا ہیں؟ جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ غور کرو تبھی غور کی عادت پڑے گی۔ عمل کی طرف توجہ پیدا ہوگی اور یہی تلاوت کا حق ہے۔ (الفضل 22 اپریل 2008ء)

قرآن کلاسز میں شمولیت کی تحریک

حضور نے اطفال ریلی برطانیہ سے خطاب میں 10 اپریل 2005ء کو فرمایا:-

"قرآن کریم پڑھیں۔ قرآن کریم پڑھیں گے تو آپ کو پتہ لگے گا کہ ہم نے کیا کیا کچھ کرنا ہے، کیا کیا کچھ اللہ میاں نے ہمیں حکم دیئے ہیں، کیا تعلیم دی ہے۔ تو اس طرح آپ کو بہت سارے فائدے ہوں گے۔ مجھے امید ہے کہ اکثر بچے ہمارے جو دس سال سے اوپر کے ہیں باقاعدہ قرآن کریم پڑھتے ہوں گے۔ اگر نہیں پڑھتے تو پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ روز کم از کم ایک رکوع پڑھا کریں اور کلاسوں میں بھی شامل ہوا کریں۔ خدام الاحمدیہ اگر کلاسیں لگاتی ہے تو بڑی اچھی بات ہے۔ نہیں لگاتی تو کلاسیں لگانی چاہئیں۔ تاکہ بچوں کو بتائیں تو جب آپ لوگ اس طرح تعلیم حاصل کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ جماعت کے لئے بہت مفید وجود بن جائیں گے، جماعت کا ایک بہت مفید حصہ بن جائیں گے"۔ (مشعل راہ جلد نمبر 5 حصہ 2 ص 165)

قرآن عظیم پر عمل کرنے کی تحریک

خطبہ جمعہ 21 اکتوبر 2005ء میں فرمایا:-

"آج ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس رمضان میں اس نصیحت سے پُر کلام کو جیسا کہ ہمیں اس کے زیادہ سے زیادہ پڑھنے کی توفیق مل رہی ہے، اپنی زندگیوں پر لاگو بھی کریں۔ اس کے ہر حکم پر جس کے کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کریں اور جن باتوں کی مناہی کی گئی ہے، جن باتوں سے روکا گیا ہے ان سے رکیں، ان سے بچیں اور کبھی بھی ان لوگوں میں سے نہ بنیں جن کے بارے میں خود قرآن کریم میں ذکر ہے۔ فرمایا کہ یا رب ان قومی اتخذوا ھذا القراٰن مھجورا (الفرقان: 31) اور رسول کہے گا اے میرے رب! یقیناً میری قوم نے اس قرآن کو متروک کر چھوڑا ہے۔

یہ زمانہ اب وہی ہے جب اور بھی بہت ساری دلچسپیوں کے سامان پیدا ہو گئے ہیں۔ پڑھنے والی کتابیں بھی اور بہت سی آ چکی ہیں۔ اور بہت ساری دلچسپیوں کے سامان پیدا ہو گئے ہیں۔ انٹرنیٹ وغیرہ ہیں جن پر ساری ساری رات یا سارا سارا دن بیٹھے رہتے ہیں۔ اس طرح ہے کہ نشے کی حالت ہے اور اس طرح کی اور بھی دلچسپیاں ہیں۔ خیالات اور نظریات اور فلسفے بہت سے پیدا ہو چکے ہیں۔ جو انسان کو مذہب سے دور لے جانے والے ہیں......

......آج ہم احمدیوں کی ذمہ داری ہے، ہر احمدی کی ذمہ داری ہے کہ وہ قرآنی تعلیم پر نہ صرف عمل کرنے والا ہو، اپنے اوپر لاگو کرنے والا ہو بلکہ آگے بھی پھیلائے اور حضرت مسیح موعود کے مشن کو آگے بڑھائے اور کبھی بھی یہ آیت جو میں نے اوپر پڑھی ہے کسی احمدی کو اپنی لپیٹ میں نہ لے۔ ہمیشہ حضرت مسیح موعود کا یہ فقرہ ہمارے ذہن میں ہونا چاہئے کہ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ ہم ہمیشہ قرآن کے ہر حکم اور ہر لفظ کو عزت دینے والے ہوں اور عزت اس وقت ہوگی جب ہم اس پر عمل کر رہے ہوں گے اور جب ہم اس طرح کر رہے ہوں گے تو قرآن کریم ہمیں ہر پریشانی سے نجات دلانے والا اور ہمارے لئے رحمت کی چھتری ہوگا۔ جیسا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ونزل من القراٰن...... (بنی اسرائیل: 83) "اور ہم قرآن میں سے وہ نازل کرتے ہیں جو شفا ہے اور مومنوں کے لئے رحمت ہے اور وہ ظالموں کو گھاٹے کے سوا اور کسی چیز میں نہیں بڑھاتا"۔ (الفضل 11 نومبر 2005ء)

خلفاء سلسلہ کی تحریکات وقف زندگی اور تحریک وقف نو ۔ پس منظر اور عظیم تقاضے

دین کے لئے جوش رکھنے والے بڑھیں اور اپنی زندگیاں وقف کریں (سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

محترم سید میر قمر سلیمان احمد صاحب ۔ وکیل وقف نو تحریک جدید ربوہ

وقف کے معانی

وقف کے لغوی معنی ہیں وہ چیز یا شے جو کسی کی ملکیت نہ ہو بلکہ خدا تعالیٰ کے راستہ میں قربان کر دی جائے ۔ پس وقف کا یہ لب لباب ٹھہرا کہ اپنی زندگی کو کسی خاص مقصد اور خواہش کے حصول کی خاطر مخصوص کر لینا اور اس مقصد کے لئے اس قدر کوشش کرنا اور اس کے کاموں میں اس قدر مشغول رہنا کہ کسی دوسری طرف توجہ ہی نہ دے سکے ۔ مذہب کی تاریخ میں انسانی زندگی کی قربانی اور خدا تعالیٰ کے لئے زندگی وقف کرنے کا کوئی نہ کوئی طریق ازل سے جاری ہے ۔

عظیم واقفین

حضرت آدم سے لے کر آج تک جتنے انبیاء علیہم السلام انسانیت کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے تشریف لائے وہ سب واقفین زندگی ہی تو تھے ۔

چنانچہ یہی نکتہ بیان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں ۔

”خدا تعالیٰ نے حکماً رسول کریم ﷺ کو پابند فرمایا کہ تیری بعض خوبیاں جو میری نظر میں ہیں ۔ تیرے غلاموں کا بھی حق ہے کہ ان کو پتہ چلے اس لئے کہ وہ تمہاری پیروی کر کے مجھ تک پہنچنا سیکھ جائیں ۔ ان میں سے ایک یہ تھا کہ اپنا سب کچھ دے دے ۔ چنانچہ انبیاء کی یہ سنت ہے کہ وہ اپنا سب کچھ دینے کی خاطر یہ سوچتے کہ ہم اور کیا دیں اور کیا دیں اپنی اولادیں بھی پیش کرتے ہیں ۔ بعض دفعہ ابھی اولاد پیدا بھی نہیں ہوئی کہ وہ پیش کر رہے ہوتے ہیں ۔ ابرار کی بھی یہ سنت ہے ابنیاء کے علاوہ جیسے حضرت مریم کی والدہ نے یہ التجاء کی خدا سے (-)

(سورۃ آل عمران 36)

کہ اے میرے رب جو کچھ میرے پیٹ میں ہے میں تیرے لئے پیش کرتی ہوں ۔ مجھے نہیں پتہ کیا چیز ہے لڑکی ہے کہ لڑکا ہے ۔ اچھا ہے یا برا ہے مگر جو کچھ ہے ۔ میں تمہیں دے رہی ہوں ، (-) مجھ سے قبول فرما (-) تو بہت ہی سننے والا اور جاننے والا ہے ۔ یعنی سنتا ہے اور علم رکھتا ہے ۔ اس مضمون کا الگ تعلق ہے اس لئے اس کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے ۔ بہر حال یہ دعا حضرت مریم کی والدہ جو آل عمران سے تھیں نے کی خدا تعالیٰ کو ایسی پسند آئی کہ اسے قرآن کریم میں آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ کر لیا اسی طرح حضرت ابراہیم کی دعا اپنی اولاد کے متعلق اور دوسرے انبیاء کی دعائیں اپنی اولاد کے متعلق یہ ساری قرآن کریم میں محفوظ فرمائیں ۔ بعض جگہ آپ کو ظاہر طور پر ہر جگہ وقف کا مضمون نظر نہیں آئے گا ۔ جیسا کہ یہاں آیا ہے ۔ محرراً اے خدا میں تیری راہ میں اس بچے کو وقف کرتی ہوں ۔ لیکن بسا اوقات آپ کو یہ دعا نظر آئے گی ۔ کہ اے خدا! جو نعمت تو نے مجھے دی ہے ۔ وہ میری اولاد کو بھی دے اور ان میں بھی انعام جاری فرما ۔ حضرت ابراہیم نے اس رنگ میں دعا کی ۔ لیکن حقیقت میں اگر آپ غور کریں تو جو انعام مانگا جا رہا ہے ۔ وہ وقف کامل ہے ۔ کامل وقف کے سوا نبوت ہو نہیں سکتی ۔ اور سب سے زیادہ چنانچہ بنی نوع انسان سے آزادی یعنی محرر اور خدا کی غلامی میں جکڑا جانے والا نبی ہوتا ہے ۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 3/ اپریل 1987ء)

چونکہ وقف کی بیشمار برکات اور فیوض ہیں ۔ انبیاء علیہم السلام جو خود کامل وقف کا بہترین نمونہ تھے ۔ انہوں نے اپنے صحابہ میں بھی اس نمونہ کو جاری و ساری رکھا ۔ آنحضرت ﷺ کے اصحاب اس وقف کا بہترین نمونہ تھے ۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود آپ کے متعلق فرماتے ہیں ۔

”رسول اللہ ﷺ کے مبارک زمانہ پر نظر کر کے دیکھیں ۔ تو ان کو معلوم ہو کہ کس طرح اسلام کی زندگی کے لئے اپنی زندگیاں وقف کی جاتی ہیں ۔

(ملفوظات جلد اول ص 369)

زمانہ مسیح موعود

جماعت احمدیہ میں وقف کی تحریک حضرت مسیح موعود کے زمانہ مبارک سے ہی کسی نہ کسی رنگ میں جاری ہے ۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ۔

”اصل توحید کو قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت سے پورا حصہ لو ۔ اور یہ محبت ثابت نہیں ہو سکتی جب تک عملی حصہ میں کامل نہ ہو ۔ ...... میری غرض یہ ہے کہ زبانی اقرار کے ساتھ عملی تصدیق لازمی ہے ۔ اس لئے ضروری ہے کہ خدا کی راہ میں اپنی زندگی وقف کرو ۔ اور یہی (-) ہے اور یہی وہ غرض ہے جس کے لئے مجھے بھیجا گیا ہے“ ۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 138)

حضرت اقدس مسیح موعود کے زمانہ میں تحریک وقف زندگی با قاعدہ منظّم صورت میں موجود نہ تھی ۔ لیکن آپ کے بعض رفقاء کرام ایسے تھے جنہوں نے اپنا گھر بار اور عزیز و اقارب چھوڑ کر قادیان میں مستقل رہائش اختیار کر لی ۔ وہ اپنی گزر بسر کے لئے ضروری کسب معاش بھی کرتے اور باقی تمام وقت خدمت دین میں صرف کر دیتے ۔ وہ آپ کے اس ارشاد کا عملی نمونہ تھے ۔

”ہر معاملہ میں کوئی ہو دین کو مقدم کریں ۔ دنیا مقصود بالذات نہ ہو ۔ اصل مقصود دین ہو ۔ پھر دنیا کے کام بھی دین ہی کے ہوں گے ۔“

(ملفوظات جلد اول ص 410)

آپ کے ان باوفا رفقاء کی جماعت میں سب سے اول درجہ کے واقف زندگی حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب بھیروی تھے ۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعود کے ایک اشارے پر اپنا وطن اپنا گھر بار سب کچھ چھوڑ کر دیار پر دھونی رمالی ۔

آپ کی مثالی اور والہانہ اطاعت کے بارہ میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا ۔

”اگر میں نورالدین کو حکم دوں کہ تو پانی میں چلا جا تو وہ جانے کے لئے تیار ہے ۔ اگر اسے کہوں کہ آگ میں داخل ہو جا تو وہ میرے حکم سے آگ میں جانے کو تیار ہے ۔ وہ کسی طرح بھی میرے حکم سے انکار نہیں کر سکتا“ ۔ (تاریخ احمدیت جلد 3 ص 567)

آپ وقف کا کامل عملی نمونہ تھے آپ ہی وہ خوش قسمت ہیں جن کے بارہ میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا ۔

چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نوردیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقین بودے

یعنی کیا ہی اچھا ہو کہ اگر امت کا ہر فرد نوردین بن جائے مگر یہ تو تب ہی ہو سکتا ہے اگر ہمارے دل یقین کے نور سے پر ہو جائیں ۔

خلافت اولیٰ

وقف زندگی کی با قاعدہ منظّم تحریک کا آغاز خلافت ثانیہ میں ہوا ۔ تاہم خلافت اولیٰ میں غیر منقسم ہندوستان میں بعض واعظین کا تقرر عمل میں آیا ان میں حضرت شیخ غلام احمد صاحب ۔ حضرت مولوی محمد علی صاحب سیالکوٹی ۔ حضرت حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی ۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی ۔ الٰہ دین صاحب فلاسفر اور حضرت یعقوب علی صاحب عرفانی کے اسمائے مبارک قابل ذکر ہیں اسی طرح بیرون ملک انگلستان میں با قاعدہ پہلے مربی سلسلہ حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم ۔ اے کا تقرر بھی خلافت اولیٰ کے عہد مبارک میں 1912ء کو عمل میں آیا آپ نے ایم ۔ اے عربی کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد خود کو وقف زندگی کے لئے پیش فرمایا ۔ یہاں یہ بیان کرنا بھی یقیناً باعثِ دلچسپی ہوگا کہ آپ کے لندن کے کرایہ کے لئے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے انصاراللہ کے چندہ میں سے جو ممالک غیر میں دعوت الی اللہ کے لئے جمع تھا 300 روپے عنایت فرمائے ۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب نے 105 روپے دیئے ۔ بعض اور دوستوں نے بھی چندہ دیا مگر یہ تمام رقم -/700 روپے سے کم رہی ۔ چنانچہ -/105 روپے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے حکم پر صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے دیئے گئے ۔

حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال نے ان میں سے -/150 روپے کی ضروری کتابیں مثلاً بخاری مسلم وغیرہ خریدیں ۔ کوئی نیا جوڑا نہیں بنایا اور اسی حالت میں قادیان سے روانہ ہو کر 25 جولائی 1913ء کو لندن پہنچے ۔

خلافت ثانیہ

خلافت ثانیہ کا دور بلا شبہ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے ۔ حضرت مصلح موعود نے اپنے باون سالہ دور خلافت میں وہ کارنامے سرانجام دیئے جو آنے والی نسلوں کے لئے مینارہ نور کا کام دیں گے ۔ آپ نے سب سے پہلے 1917ء میں وقف زندگی کی تحریک فرمائی چنانچہ آپ فرماتے ہیں :۔

”میرے دل میں مدت سے یہ تحریک تھی ۔ لیکن اب تین چار دوستوں نے باہر سے بھی تحریک کی ہے کہ اس رنگ میں دین کی خدمت کی جائے ۔ پس میں اس خطبہ کے ذریعہ یہاں کے دوستوں اور باہر کے دوستوں کو متوجہ کرتا ہوں کہ دین کے لئے جوش رکھنے والے بڑھیں اور اپنی زندگیاں وقف کر دیں ۔ ...... جہاں میں یہ کہتا ہوں کہ زندگیاں وقف کرو ۔ وہاں یہ بھی کہتا ہوں کہ خوب سوچ سمجھ کر اس راہ میں قدم رکھو ۔ کیونکہ یہ اقرار کرنا پڑے گا کہ ہم اپنی زندگیوں سے دستبردار ہو گئے ۔ کہیں عزیزوں ۔ رشتہ داروں کی طرف سے مشکلات پیدا کی جائیں گی یا اپنا نفس پیچھے ہٹنے کے لئے کہے گا ۔ پس خوب سمجھ کر دعاؤں کے بعد اس راہ میں قدم رکھو پھر یہ بھی اقرار کرنا پڑے گا کہ جہاں اور جس جگہ چاہو بھیج دو ۔ ہمیں انکار نہیں ہوگا ۔ اگر ایک منٹ کے نوٹس پر بھی ان کو بھیجا جائے گا تو ان کو جانا پڑے گا ۔ اگرچہ بہت بڑا کام اور بہت بڑا ارادہ ہے ۔ مگر اس کے انعامات بہت بڑے ہیں ۔ اگر کسی کو ایک ہزار روپیہ بھی آمدنی ہوگی تو اس کو چھوڑنا پڑے گا

اور ایسی جگہ جانا ہوگا جہاں صرف دس روپے ملنے کی امید ہوگی اور آباد علاقوں کو چھوڑ کر جنگلوں کے سفر میں جانا پڑے گا۔ شہروں کو چھوڑ کر گاؤں میں رہنا پڑے گا خطرناک موسم ان کو اس ارادہ سے روک نہ سکیں۔ جنگیں ان کے لئے رکاوٹ کا موجب نہ ہوں۔ دشوار گزار راستہ ان کو بددل نہ کرے۔ بیوی بچوں کے تعلقات ان کے عزم کو ڈھیلا نہ کرسکیں۔ وہ چاہیں تو بیوی بچوں کو لے جائیں یا کہیں رکھیں۔ مگر یہ نہیں ہوگا کہ کہیں کہ ہم ان سے علیحدہ نہیں ہوسکتے۔ پس جوان تکالیف کو برداشت کریں گے۔ خدا ان کی مدد کرے گا اور ان کو بڑے بڑے انعامات کا وارث بنائے گا۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27 ستمبر 1917ء مطبوعہ الفضل 22 دسمبر 1917ء)

حضور انور کا یہ خطبہ ابھی چھپ کر قادیان سے باہر کی جماعتوں میں نہیں گیا تھا کہ 25 نوجوانوں کے فوری لبیک کہا جن میں 15 قادیان کی اندرونی جماعتوں کے اور 10 بیرونی آبادی کے خوش قسمت نوجوان تھے اور جب یہ خطبہ بیرونی جماعتوں میں پہنچا تو ابتداء میں 63 نوجوانوں نے اپنے نام پیش کئے جن میں حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے شیخ یوسف علی صاحب بی۔ اے صوفی عبدالقدیر صاحب نیاز، بی۔ اے غلام احمد صاحب۔ مولوی ابوبکر صاحب سماٹری مولوی فاضل۔ ظل الرحمان صاحب بنگالی۔ شیخ محمود احمد صاحب عرفانی اور مولوی رحمت علی صاحب مولوی فاضل شامل تھے۔

یاد رہے حضرت مصلح موعود نے فرمایا تھا کہ اگر 20 آدمی بھی ایسے نکل آئیں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیابی کی فوری سبیل نکل سکتی ہے۔ مگر جماعت نے 20 کی بجائے 63 نوجوان پیش کر دیئے۔ شروع میں شدید مالی مشکلات کی وجہ سے ان واقفین زندگی کو اکثر اپنی گزر بسر کے لئے خود ہی کام کرنا پڑتا تھا۔ مگر بعد میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت کی مالی حالت جوں جوں مستحکم ہوتی گئی تو پھر جماعت ان واقفین زندگی کے ضروری اخراجات کی متکفّل ہوتی گئی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ان واقفین زندگی نے جماعت کی تعلیم و تربیت اور دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ 1923ء میں جب آریہ سماج کی طرف سے مشہور زمانہ تحریک شدھی شروع ہوئی تو جماعت احمدیہ کی خدمات بلاشبہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں غیروں نے بھی ان خدمات کو نظر تحسین سے دیکھا اور اس تحریک کے نتیجہ میں جماعت کے اندر وقف زندگی کی تحریک کو گویا چار چاند لگ گئے۔

حضرت مصلح موعود نے اس دوران جتنے واقفین کا مطالبہ فرمایا جماعت کے ہر طبقہ کے لوگوں نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہوئے حضور کے ہر مطالبہ کے جواب میں اپنے آپ کو پیش کیا اور کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔

تحریک شدھی میں خدمات

9 مارچ 1923ء کو خطبہ جمعہ میں اس فتنہ ارتداد کے مٹانے کے لئے ڈیڑھ دو سو احمدی سرفروشوں کا مطالبہ فرمایا جن کے جواب میں ڈیڑھ ہزار احمدی سرفروشوں نے اپنی آنریری خدمات حضور کی خدمت میں پیش کر دیں۔ ان میں ملازم۔ رؤساء۔ وکلاء۔ تاجر۔ زمیندار۔ پیشہ ور۔ استاد۔ طالب علم۔ انگریزی خوان۔ عربی دان۔ بوڑھے جوان غرض ہر طبقہ کے لوگ تھے۔ حتیٰ کہ بعض مستورات اور بچوں نے بھی اس کیلئے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔

جہاں تک واقفین زندگی کا تعلق ہے سلسلہ کی ضروریات جوں جوں بڑھتی چلی گئیں۔ اسی قدر واقفین زندگی کی ضروریات پیش آتی رہیں۔ چنانچہ 1928ء میں سیدنا حضرت مصلح موعود نے دوسری بار جماعت کے نوجوانوں سے وقف زندگی کا مطالبہ فرمایا۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں۔

''کچھ عرصہ ہوا۔ میں نے تحریک کی تھی کہ نوجوان خدمت دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں اس پر بہت سے نوجوانوں نے کیں۔ جن میں کئی ایک عربی کی تعلیم حاصل کئے ہوئے تھے۔ اور کئی انگریزی کی اس وقت جتنے آدمیوں کی ضرورت تھی وہ پوری ہوگئی لیکن اب پھر بعض کاموں کے لئے آدمیوں کی ضرورت ہے''۔ (الفضل 15 مئی 1928ء ص 7 کالم 3)

اس مطالبہ کے جواب میں بھی حسب سابق جماعت نے والہانہ لبیک کہا پھر 1934ء کا سال آگیا یہ سال جماعت احمدیہ اور تحریک وقف زندگی کی تاریخ میں ایک نہایت اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ جبکہ مخالفین احمدیت نے الگ الگ بھی اور مل کر بھی جماعت کی شدید مخالفت کی اور بزعم خود جماعت کو مٹانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔ یہاں تک کہ قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجانے کا اعلان کیا گیا اور یہ بھی دعویٰ کیا گیا کہ ہم احمدیوں کا صفحہ ہستی سے ایسے صفایا کر دیں گے کہ اگر کوئی کسی احمدی کو دیکھنے کا خواہش مند ہوگا تو اسے ڈھونڈنا پڑے گا۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

تحریک جدید کا آغاز

اسی سال حضرت مصلح موعود نے تحریک جدید کی بنیاد رکھی۔ جن کے مطالبات میں سے ایک اہم مطالبہ وقف زندگی کا ہے اس مطالبہ کو جماعت کے سامنے رکھتے ہوئے سیدنا حضرت مصلح موعود نے فرمایا۔

''دنیا میں روپیہ کے ذریعہ کبھی دعوت حق نہیں ہوئی اور جو قوم یہ سمجھتی ہے کہ روپیہ کے ذریعہ وہ دنیا میں اپنی دعوت حق پہنچا دے گی۔ اس سے زیادہ فریب خوردہ اس سے زیادہ احمق اور اس زیادہ سے دیوانی قوم دنیا میں کوئی نہیں۔ زندگی کی علامت یہ ہے کہ تم میں سے ہر شخص اپنی جان لیکر آگے آئے اور کہے کہ ...... یہ خدا اور اس کے رسول اور اس کے دین اور اس کے دین حق کے لئے حاضر ہیں۔ جس دن تم یہ سمجھ لوگے کہ تمہاری زندگیاں تمہاری نہیں۔ بلکہ دین حق کے لئے ہیں۔ جس دن سے تم نے محض دل میں ہی یہ نہ سمجھ لیا۔ بلکہ عملاً اس کے مطابق کام بھی شروع کر دیا۔ اس دن تم کہہ سکو گے کہ تم زندہ جماعت ہو...... پس تم سے جس چیز کا مطالبہ کیا گیا اور جو اکیلا اور حقیقی مطالبہ ہے وہ تمہاری جان کا مطالبہ ہے نہ صرف تمہیں اس مطالبہ کو پورا کرنا چاہئے بلکہ ہر وقت یہ مطالبہ تمہارے ذہن میں مستحضر رہنا چاہئے کیونکہ اس وقت تک تم میں جرأت و دلیری پیدا نہیں ہوسکتی جب تک تم اپنی جان کو ایک بے حقیقت چیز سمجھ کر دین کے لئے اسے قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار نہ ہو''۔

(خطبات محمود جلد 16 ص 30)

خلیفہ وقت کے اس مطالبہ کے نتیجہ میں جماعت نے ایک بار پھر والہانہ لبیک کہتے ہوئے اپنی زندگیوں کا نذرانہ پیش کر دیا۔ چنانچہ زندگی کے ہر طبقہ اور عمر کے حصہ کے لوگوں نے خود کو وقف زندگی کے لئے پیش کیا۔

خاندان مسیح موعود کو تلقین

حضرت مصلح موعود نے خاندان حضرت مسیح موعود کے افراد کو بھی اپنی زندگیاں وقف کرنے کی تحریک فرمائی۔ چنانچہ خاندان حضرت مسیح موعود کے افراد کو مخاطب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔

''دیکھو ہمارے اوپر خدا تعالیٰ کے اس قدر احسانات ہیں کہ اگر سجدوں میں ہمارے ناک گھس جائیں۔ ہمارے ہاتھوں کی ہڈیاں گھس جائیں۔ تب بھی ہم اس کے احسانات کا شکر ادا نہیں کرسکتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری موعود کی نسل سے ہمیں پیدا کیا ہے اور اس فخر کے لئے اس نے اپنے فضل سے ہمیں چن لیا ہے۔ پس ہم پر ایک بہت بڑی ذمہ داری عائد ہے۔ دنیا کے لوگوں کے لئے دنیا کے اور بہت سے کام پڑے ہوئے ہیں مگر ہماری زندگی تو کلیتہً دین کی خدمت اور دین حق کے احیاء کے لئے وقف ہونی چاہئے''۔ (تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 558)

نیز فرمایا

''سب سے پہلے ہمارے خاندان میں سے عزیزم مرزا ناصر احمد نے اپنے آپ کو وقف کیا تھا۔''

(الفضل 12 جنوری 1945ء)

سیدنا حضرت مصلح موعود کا جماعت پر بہت بڑا احسان ہے۔ آپ نے پیش گوئی مصلح موعود کے عین مطابق اپنی تمام تر خداداد صلاحیتوں کو استعمال میں لاتے ہوئے دین حق کی اشاعت۔ جماعت کی تنظیم اور مختلف ذیلی تنظیموں کے قیام کے ذریعہ جماعت کی آئندہ ترقی کے لئے مضبوط بنیادیں استوار کر دیں۔ اور یوں حالات اور وقت کے ساتھ تحریک جدید کے تحت وقف زندگی کا نظام ایک ضابطہ میں آگیا اور وقت کے تقاضوں کے تحت اس کے لئے قواعد وضوابط وضع ہوتے رہے اور یوں جب دنیا کے چاروں براعظموں میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دعوت الی اللہ کا کام شروع ہوگیا واقفین زندگی نے اپنی بے مثال قربانیوں کے ذریعہ نہ صرف یورپ، امریکہ اور ایشیائی ممالک بلکہ افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں اور گھنے جنگلات میں بھی دین حق کا پیغام پہنچانا شروع کر دیا اور الحمدللہ، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم کے ساتھ حضرت مسیح موعود کے ساتھ کئے گئے وعدوں کے عین مطابق جماعت کو روز افزوں ترقی سے نوازا تو پھر حضرت مصلح موعود نے اندرون ملک خاص طور پر سندھ کے ریگستانوں میں دعوت الی اللہ کے لئے تحریک وقف جدید کی بنیاد ڈالی۔ 9 جولائی 1957ء وہ مبارک دن ہے۔ جبکہ آپ نے خطبہ عیدالاضحیہ میں وقف جدید کی مبارک سکیم کے اجراء کا اعلان فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اپنے باون سالہ دور خلافت میں وقف زندگی کے نظام کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے کے بعد یہ بابرکت اور مبارک وجود اپنے نفسی نقطہ انجام کو پہنچا۔

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پر رحمت خدا کرے

خلافت ثالثہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کو اللہ تعالیٰ نے آغاز خلافت میں ہی یہ خوشخبری عطا فرمائی تھی کہ آئندہ بیس پچیس سال بعد عظیم الشان روحانی انقلاب برپا ہونے والا ہے چنانچہ خلافت ثالثہ کے پہلے جلسہ سالانہ منعقدہ دسمبر 1965ء کے موقعہ پر آپ نے فرمایا:

''میں تمام جماعت کو جو کہ یہاں موجود ہے اور پوری دنیا کو کامل یقین کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ آئندہ پچیس تیس سال کے اندر دنیا میں ایک عظیم الشان تغیر پیدا ہونے والا ہے۔ وہ دن قریب ہیں جب دنیا کے بہت سے ممالک کی اکثریت (دین حق) کو قبول کر چکی ہوگی اور دنیا کی سب طاقتیں اور ملک بھی اس آنے والے روحانی انقلاب کو روک نہیں سکتے''۔

(روزنامہ الفضل 24 فروری 1966ء ص 5 کالم 2)

اس عظیم مقصد کو حاصل کرنے کے لئے بے شمار نئے واقفین زندگی کی ضرورت تھی۔ جن کی تیاری میں وقت درکار تھا۔ اس لئے آپ نے ایک سکیم وقف بعد از ریٹائرمنٹ کی تحریک فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں؛

''جو بچے اپنی زندگیاں دین کی خدمت کے لئے وقف کریں گے۔ انہیں تیار کرنے پر تو کافی وقت صرف ہوگا۔ اس لئے فوری ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ایسے دوستوں کو آگے آنا چاہئے جو اپنے دنیوی کاموں سے ریٹائر ہو چکے ہوں یا ہونے والے ہوں یا ہو سکتے ہوں۔ ایسے دوستوں کو مختصر عرصہ کے تعلیمی نصاب کے بعد دعوت الی اللہ کے لئے باہر بھیجا جاسکتا ہے''۔

(روزنامہ الفضل 24 فروری 1966ء ص 5 کالم 3)

چنانچہ بھاری تعداد میں جماعت کے مخلصین نے اپنی ریٹائرمنٹ کے بعد اپنی زندگیاں خدمت دین کے لئے وقف کرتے ہوئے اپنے آقا کے حضور پیش کر دیں۔ اس طرح سلسلہ کی ضروریات پوری ہوتی رہیں۔ساتھ ساتھ آپ وقتاً فوقتاً نوجوانوں کو وقف زندگی کی بھی تحریک فرماتے رہے۔اسی غرض کے لئے آپ نے خطبات کا ایک عظیم الشان سلسلہ شروع فرمایا۔جو تعمیر بیت اللہ کے تیس عظیم الشان مقاصد کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہو چکا ہے۔اس سلسلہ کے آخری خطبہ میں آپ فرماتے ہیں؛

’’میری توجہ کو اس طرف پھیرا گیا تھا کہ آئندہ بیس پچیس سال (دین حق) کی نشاۃ ثانیہ کے لئے بڑے ہی اہم اور انقلابی ہیں اور (دین حق) کے غلبہ کے بڑے سامان اس زمانہ میں پیدا کئے جائیں گے۔ اور دنیا کثرت سے (دین حق) میں داخل ہوگی یا (دین حق) کی طرف متوجہ ہو رہی ہوگی۔اس وقت اسی کثرت کیساتھ ان میں مربی اور معلم چاہئیں ہوں گے۔ وہ معلم اور مربی جماعت کہاں سے لائے گی۔ اگر اس کی فکر نہ کی گئی۔اس لئے ان کی فکر کرو اور ان مقاصد کو سامنے رکھو جو ان آیات میں بیان ہوئے ہیں‘‘۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 25 جون 1967ء ص 5 کالم 1)

آپ نے ایک تحریک وقف عارضی کی بھی جاری فرمائی۔جس کے ماتحت کم از کم دو ہفتے اور زیادہ سے زیادہ چھ ہفتے وقف کئے جاسکتے ہیں۔اور ان واقفین کو اس عرصہ کیلئے مختلف جماعتوں میں بھجوایا جاتا ہے۔ جہاں پر جماعت کی تعلیم و تربیت کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔اس تحریک کی خاص بات یہ ہے کہ واقفین عارضی مقامی جماعت پر بوجھ نہیں بنتے بلکہ اپنے کھانے پینے کا انتظام خود کرنا ہوتا ہے پھر آپ نے افریقی ممالک میں تعلیم اور صحت کے میدان میں خدمات سرانجام دینے کے لئے نصرت جہاں سکیم کا اجراء فرمایا جس کے تحت ڈاکٹرز، ٹیچرز کم از کم تین تین سال کے لئے اپنی خدمات وقف کرتے ہیں۔ان میں سے بہت سے ایسے ہیں۔ جنہوں نے بعد ازاں اپنی زندگی خدمت دین کے لئے وقف کردی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس سکیم کے تحت آج افریقہ میں بیشمار سکول، کالج اور ہسپتال کام کررہے ہیں اور افریقہ کی ترقی میں معاون ثابت ہورہے ہیں۔

خلافت رابعہ

قدرت ثانیہ کے چوتھے مظہر سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کے دل میں ہمدردی مخلوق اور دعوت الی اللہ کا جذبہ ایک ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح موجزن تھا۔ آپ کی ولولہ انگیز قیادت میں جماعت احمدیہ ایک نئے دور میں داخل ہوگئی۔اس دور میں جس کی خوشخبری سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی تھی کہ آئندہ پچیس تیس سالوں کے بعد عظیم روحانی انقلاب برپا ہونے والا ہے۔ جب آپ کی دوربین نظر نے یہ محسوس فرمایا کہ اب دعوت الی اللہ کے حسین پھل سینکڑوں ۔ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں میں ملنے والے ہیں تو ان کی تربیت کے لئے بھی ہزاروں کی تعداد میں واقفین زندگی کی ضرورت پڑے گی۔ چنانچہ آپ نے پیدائش سے قبل اپنے بچوں کو وقف کرنے کی تحریک پیش فرمائی۔آپ نے 3/اپریل 1987ء کو اس تحریک کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:۔

تحریک وقف نو

’’میں نے سوچا کہ ساری جماعت کو میں اس بات پر آمادہ کروں کہ اگلی صدی میں داخل ہونے سے پہلے جہاں ہم روحانی اولاد بنانے کی کوشش کررہے ہیں ۔دعوت الی اللہ کے ذریعہ وہاں اپنے آئندہ ہونے والے بچوں کو خدا کی راہ میں ابھی سے وقف کردیں۔ اور یہ دعا مانگیں کہ اے خدا! ہمیں ایک بیٹا دے لیکن اگر تیرے نزدیک بیٹی ہونا مقدر ہے تو ہماری بیٹی ہی تیرے حضور پیش ہے۔مافی بطنی جو کچھ بھی میرے بطن میں ہے۔ یہ مائیں دعائیں کریں اور والد بھی ابراہیمی دعائیں کریں کہ اے خدا! ہمارے بچوں کو اپنے لئے چن لے ان کو اپنے لئے خاص کرلے۔ تیرے ہو کر رہ جائیں اور آئندہ صدی میں ایک عظیم الشان واقفین بچوں کی فوج ساری دنیا سے اس طرح داخل ہورہی ہو کہ وہ دنیا سے آزاد ہورہی ہو اور (-) اس صدی میں داخل ہورہی ہو چھوٹے چھوٹے بچے ہم خدا کے حضور تحفہ کے طور پر پیش کررہے ہوں‘‘۔

(ضمیمہ انصار اللہ اپریل 1987ء ص 5)

تحریک کی اہمیت

وقف زندگی کی اپنی طرز کی اس منفرد تحریک کی اہمیت بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔

’’اگلی صدی میں واقفین زندگی کی شدید ضرورت ہے کہ جماعت کے ہر طبقہ سے لکھوکھہا کی تعداد میں واقفین زندگی اس صدی کے ساتھ ہم دراصل خدا کے حضور تحفہ پیش کررہے ہوں گے۔لیکن استعمال تو اگلی صدی کے لوگوں نے کرنا ہے۔ بہرحال یہ تحفہ ہم اس صدی کو دینے والے ہیں۔اس لئے جن کو بھی توفیق ہے وہ اس تحفے کے لئے بھی تیار ہوجائیں۔‘‘

(ضمیمہ انصار اللہ اپریل 1987ء ص 6)

قبل ازیں جماعت احمدیہ میں وقف زندگی کی تحریک جاری تھی۔ جس میں واقف زندگی خود اپنی زندگی کو خدا تعالیٰ کے دین کی خاطر پیش کیا کرتے تھے۔لیکن پیدائش سے قبل وقف کرنے کی تحریک کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی۔ اِس سوال کا جواب دیتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:۔

’’اِس سے پہلے مختلف ادوار میں جو واقفین جماعت کے سامنے پیش کئے جاتے رہے ان کی تاریخ پر نظر رکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ کئی قسم کے واقفین ہیں ۔کچھ تو وہ تھے جنہوں نے بڑی عمروں میں ایسی حالت میں اپنے آپ کو خود پیش کیا کہ خوش قسمتی کے ساتھ اُن کی اپنی تربیت بہت اچھی ہوئی تھی ۔اور وقف نہ بھی کرتے تب بھی وہ وقف کی روح رکھنے والے لوگ تھے ۔ (-) اُنہوں نے اچھے ماحول میں اچھی پرورش پائی اور وہ خدا تعالے کے فضل سے ہر پہلو سے اچھی عادات سے سجے ہوئے لوگ تھے۔واقفین کا یہ گروہ خدا تعالے کے فضل سے ہر پہلو سے زندگی کے ہر شعبہ میں کامیاب رہا۔ پھر ایک ایسا دور آیا جب بچے وقف کرنے شروع کئے گئے ۔یعنی والدین نے اپنی اولاد کو خود وقف کرنا چاہا۔اس دور میں مختلف قسم کے واقفین ہمارے سامنے آئے ہیں۔بہت سے وہ ہیں جن کے متعلق والدین سمجھتے ہیں کہ جب ہم ان کو جماعت کے سپرد کریں گے تو وہ خود ہی ان کی تربیت کرے گی۔اور اس عرصہ میں انہوں نے اِن پر نظر نہیں رکھی پس جب وہ جامعہ احمدیہ میں پیش ہوتے ہیں تو بالکل Raw Material یعنی ایسے خام مال کے طور پر پیش ہوتے ہیں جن کے اندر مختلف قسم کی بعض ملاوٹیں بھی شامل ہو چکی ہوتی ہیں۔ان کو صاف کرنا ایک کار دارد ہوا کرتا ہے ۔ان کو وقف کی روح کے مطابق ڈھالنا بعض دفعہ مشکل بلکہ محال ہوجایا کرتا ہے۔ اور بعض بدعادتیں وہ ساتھ لے کر آتے ہیں۔ جماعت تو ایسا سوچ بھی نہیں سکتی۔لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ بعض لڑکوں کو جامعہ میں چوری کے نتیجہ میں وقف سے فارغ کیا گیا کسی کو جھوٹ کے نتیجہ میں فارغ کیا گیا۔اب یہ باتیں ایسی ہیں کہ جن کے متعلق تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ اچھے اور نیک صالح احمدی میں پائی جائیں کجا یہ کہ واقفین زندگی میں پائی جائیں۔لیکن معلوم ہوتا ہے کہ والدین نے پیش تو کردیا لیکن تربیت کی طرف توجہ نہ کی یا اتنی دیر کے بعد ان کو وقف کا خیال آیا کہ اس وقت تربیت کا وقت باقی نہیں رہا تھا اس لئے بچوں کی یہ جو تازہ کھیپ آنے والی ہے۔اس میں ہمارے پاس خدا کے فضل سے بہت سا وقت ہے اور اگر اب ہم ان کی پرورش اور تربیت سے غافل رہے تو خدا کے حضور مجرم ٹھہریں گے۔ اور پھر ہرگز نہیں کہا جاسکتا کہ اتفاقاً یہ واقعات ہوگئے۔ پس اس طریق پر سنجیدگی کے ساتھ اب ہمیں آئندہ ان واقفین نو کی تربیت کرنی ہے‘‘۔ (الفضل 16 فروری 1989ء)

جماعت کا والہانہ لبیک

چنانچہ خلیفہ وقت کی یہ آواز جن تک پہنچی انہوں نے والہانہ اس تحریک پر لبیک کہا 3/اپریل 1987ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے یہ تحریک ابتدائی طور پر دو سال کے لئے جاری فرمائی تھی۔ چنانچہ جب دو سال مکمل ہونے کو آئے تو پھر 10 فروری 1989ء کو خطبہ جمعہ میں حضور انور نے فرمایا؛

’’خدا تعالیٰ کے فضل سے وقف نو کی تاریخی تحریک میں بارہ سو سے زائد بچے پیش کئے جا چکے ہیں۔ مگر چونکہ یہ پیغام ساری دنیا کی جماعتوں میں ان کی اپنی زبانوں میں ابھی اچھی طرح نہیں پہنچ سکا۔اس لئے دو سال گزرنے کے بعد بھی والدین کی طرف سے پیغام آرہے ہیں کہ وہ بھی اپنے بچوں کو پیش کرنا چاہتے ہیں۔اس لئے تمام دنیا کی جماعتوں کے لئے جن تک ابھی یہ پیغام نہیں پہنچا میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ وقف نو میں شمولیت کے لئے مزید دو سال کا عرصہ بڑھایا جاتا ہے تاکہ خواہشمند دوست اس پہلی تحریک میں شامل ہو جائیں۔ ورنہ تحریک تو بار بار ہوتی ہی رہے گی۔لیکن خصوصاً وہ تاریخی تحریک جس میں اگلی صدی کے لئے واقفین بچوں کی پہلی فوج تیار ہورہی ہے۔اس کا عرصہ آئندہ دو سال تک بڑھایا جا رہا ہے۔ اس عرصہ میں جماعتیں کوشش کرلیں اور جس حد تک ممکن ہو یہ فوج پانچ ہزاری تو ضرور ہی ہو جائے۔اس سے بڑھ جائے تو بہت ہی اچھا ہے۔

(الفضل 16 فروری 1989ء)

جماعت نے حسب روایات خلیفہ وقت کی اس تحریک پر بھی والہانہ لبیک کہا اور بعض ایسے والدین جن کو ڈاکٹروں نے اولاد جیسی نعمت سے محرومی کی خبر سنائی تھی۔انہوں نے بھی برکت کی خاطر خلیفۂ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنی ہونے والی اولاد کو اس تحریک میں پیش کرنے کا وعدہ کیا اور اپنی اس نیک نیت کے ساتھ خلیفۃ المسیح کی خدمت میں ساری صورتحال بیان کرکے دعا کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور کرم کے ساتھ تحریک وقف نو کی برکت سے انہیں اولاد جیسی نعمت سے نوازا۔ جسے انہوں نے انتہائی خلوص کے ساتھ ہنسی خوشی خدا تعالیٰ کی راہ میں پیش کردیا۔اس طرح 1991ء تک امام وقت کے واقفین نو کی پانچ ہزاری فوج کے مطالبہ کے جواب میں افراد جماعت نے بارہ ہزار جگر گوشوں کا نذرانہ خلیفہ وقت کے حضور پیش کردیا۔

1991ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اس تحریک کو مستقل فرمادیا۔ چنانچہ یہ تحریک آج بھی جاری وساری ہے اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے واقفین نو کی یہ فوج 34 ہزار 800 تک پہنچ چکی ہے۔اس سلسلہ میں ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے اور وہ یہ کہ پیدائش سے قبل جب وقف نو کی تحریک میں اولاد کو پیش کیا جاتا ہے ۔تو نہیں معلوم ہوتا کہ بیٹا ہوگا یا بیٹی پیدا ہوگی۔ لیکن ہمارا پیارا خدا اس طرح بھی فضل فرمارہا ہے کہ پیدائش سے قبل تحریک وقف نو میں پیش کئے جانے والے ان 37 ہزار 136 بچوں میں سے 23 ہزار 765 لڑکے ہیں اور 13 ہزار 771 لڑکیاں ہیں۔

والدین کی ذمہ داری

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے ساتھ بیشمار والدین اپنی اولاد کو قبل از پیدائش وقف کے لئے پیش کررہے ہیں اور وقف قبول ہوجانے کو ایک بہت بڑی سعادت جانتے ہیں۔ جہاں یہ تحریک باعث برکت ہے۔ وہیں اس تحریک کو بہ حسن وخوبی جاری وساری رکھنے اور کامیابی وکامرانی سے ہمکنار کرنے کے لئے ہمیں بعض

ذمہ داریوں سے بھی عہدہ برآ ہونا پڑے گا۔اس سلسلہ میں ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلاتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:۔

’’اگر اب ہم ان کی پرورش اور تربیت سے غافل رہے تو خدا کے حضور مجرم ٹھہریں گے اور پھر ہرگز یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اتفاقاً یہ واقعات ہوگئے ہیں۔اس لئے والدین کو چاہئے کہ ان بچوں کے اوپر سب سے پہلے خود گہری نظر رکھیں اور جیسا کہ میں بیان کروں گا بعض تربیتی امور کی طرف خصوصیت سے توجہ دیں اور اگر خدانخواستہ وہ سمجھتے ہوں کہ بچہ اپنی افتادطبع کے لحاظ سے وقف کا اہل نہیں ہے تو ان کو دیانتداری اور تقویٰ کے ساتھ جماعت کو مطلع کرنا چاہئے کہ میں نے تو اپنی صاف نیت سے خدا کے حضور ایک تحفہ پیش کرنا چاہا تھا مگر بدقسمتی سے اس بچے میں یہ یہ باتیں ہیں اگر ان کے باوجود جماعت اس کو لینے کے لئے تیار ہے تو میں حاضر ہوں ورنہ اس وقف کو منسوخ کر دیا جائے‘‘۔

(الفضل 16 فروری 1989ء)

اسی ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

’’والدین نے تو اپنے بچوں کو قربانی کے لئے پیش کردیا۔جماعت نے ان کی صحیح تربیت اور اٹھان کے لئے پروگرام بھی بنائے ہیں لیکن بچہ نظام جماعت کی تربیت میں تو ہفتہ میں چند گھنٹے ہی رہتا ہے۔ان چند گھنٹوں میں اس کی تربیت کا حق ادا تو نہیں ہوسکتا اس لئے یہ بہرحال ماں باپ کی ذمہ داری ہے کہ اس کی تربیت پر توجہ دیں۔اور اس کے ساتھ پیدائش سے پہلے جس خلوص اور دعا کے ساتھ بچے کو پیش کیا تھا اس دعا کا سلسلہ مستقلاً جاری رکھیں یہاں تک کہ بچہ ایک مفید وجود بن کر نظام جماعت میں سمویا جائے۔ بلکہ اس کے بعد بھی زندگی کی آخری سانس تک ان کے لئے دعا کرتے رہنا چاہئے کیونکہ بگڑتے پتہ نہیں لگتا اس لئے ہمیشہ انجام بخیر کی اور اس وقف کو آخر تک نبھانے کی طرف والدین کو بھی دعا کرتے رہنا چاہئے‘‘۔

(الفضل 16 ستمبر 2003ء)

خدا تعالیٰ کے حضور پیش کئے جانے والے واقفین نو کی بہترین تعلیم و تربیت اور انہیں عمدہ زیور تعلیم سے آراستہ کرنا ماں باپ کی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔اس ذمہ داری کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:۔

’’خدا کے حضور بچے کو پیش کرنا ایک بہت ہی اہم واقعہ ہے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے اور آپ یاد رکھیں کہ وہ لوگ جو خلوص اور پیار کے ساتھ قربانیاں دیا کرتے ہیں وہ اپنے پیار کی نسبت سے ان قربانیوں کو سجا کر پیش کیا کرتے ہیں۔قربانیاں اور تحفے دراصل ایک ہی ذیل میں آتے ہیں۔آپ بازار سے شاپنگ کرتے ہیں، عام چیز جو گھر کے لئے لیتے ہیں اسے باقاعدہ خوبصورت کاغذوں میں لپیٹ کر اور فیتوں سے باندھ کر سجا کر آپ کو پیش نہیں کیا جاتا۔لیکن جب آپ کہتے ہیں کہ یہ ہم نے تحفہ لینا ہے تو پھر دکاندار بڑے اہتمام سے اس کو سجا کر پیش کرتا ہے۔ پس قربانیاں تحفوں کا رنگ رکھتی ہیں اور ان کے ساتھ سجاوٹ ضروری ہے آپ نے دیکھا ہوگا بعض لوگ تو مینڈھوں اور بکروں کو بھی خوب سجاتے ہیں اور بعض تو ان کو زیور پہنا کر پھر قربان گاہوں کی طرف لے کر جاتے ہیں پھولوں کے ہار پہناتے ہیں اور کئی قسم کی سجاوٹیں کرتے ہیں۔ انسانی قربانی کی سجاوٹیں اور طرح کی ہوتی ہیں۔ انسانی زندگی کی سجاوٹ تقویٰ سے ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پیار اور اس کی محبت کے نتیجہ میں انسانی روح بن ٹھن کر تیار ہوا کرتی ہے پس پیشتر اس کے کہ یہ بچے اتنے بڑے ہوں کہ جماعت کے سپرد کئے جائیں ان ماں باپ کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ ان قربانیوں کو اس طرح تیار کریں کہ اُن کے دل کی حسرتیں پوری ہوں جس شان کے ساتھ وہ خدا کے حضور ایک غیر معمولی تحفہ پیش کرنے کی تمنا رکھتے ہیں وہ تمنائیں پوری ہوں‘‘۔

(الفضل 20 دسمبر 1989ء)

صحت کا خیال

واقفین نو بچوں کی دینی تعلیم و تربیت کے ساتھ ان کی جسمانی صحت اور تندرستی کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔چنانچہ اس بارہ میں ہدایت دیتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:۔

’’وہ واقفین جو مختلف عوارض کا شکار رہتے ہیں اگرچہ بعض ان میں سے خدا تعالیٰ سے توفیق پاکر غیر معمولی خدمت بھی سرانجام دے سکتے ہیں۔لیکن بالعموم صحت مند واقفین بیمار واقفین کے مقابل پر زیادہ خدمت کے اہل ثابت ہوتے ہیں اس لئے بچپن ہی سے ان کی صحت کی بہت احتیاط کے ساتھ نگہداشت ضروری ہے ۔پھر ان کو مختلف کھیلوں میں آگے بڑھانے کی باقاعدہ کوشش کرنی چاہئے۔ ہر شخص کا مزاج کھیلوں کے معاملے میں مختلف ہے۔ پس جس کھیل سے بھی کسی واقف بچے کو رغبت ہو اس کھیل میں حتی المقدور کوشش کے ساتھ ماہرین کے ذریعے اس کو تربیت دلانے کی کوشش کرنی چاہئے۔بعض دفعہ ایک ایسا مربی جو کسی کھیل میں مہارت رکھتا ہو محض اس کھیل کی وساطت سے لوگوں پر کافی اثر رسوخ قائم کر لیتا ہے اور نوجوان نسلیں اس کے ساتھ خاص طور پر وابستہ ہو جاتی ہیں۔ پس ہم تربیت کا کوئی بھی راستہ اختیار کریں۔ کیونکہ ہماری نیتیں خالص ہیں۔اس لئے وہ رستہ خدا ہی کی طرف جائے گا‘‘۔

(الفضل 23 فروری 1989ء)

تحریک وقف نو کے سلسلہ میں ہماری ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے یکم دسمبر 1989ء کو بیت الفضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا:۔

’’واقفین نو کی جو فوج ہے اس پر آئندہ بیس سال تک بہت بڑی بڑی ذمے داریاں پڑنے والی ہیں اور اس پہلو سے میں جماعت کے اس حصے کو نصیحت کرتا ہوں جس کو خدا تعالیٰ نے وقف نو میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائی ہے کہ وہ تحریک جدید کی ہدایات کے مطابق اپنے بچوں کی تیاری میں پہلے سے زیادہ بڑھ کر سنجیدہ ہو جائیں اور بہت کوشش کر کے ان واقفین کو خدا تعالیٰ کی راہ میں عظیم الشان کام کرنے کے لیے تیار کرنا شروع کریں‘‘۔

اس عظیم تحریک کے اجراء کے بعد ان بچوں کی دینی۔دنیاوی اور جسمانی تعلیم و تربیت کے لئے مختلف پروگرام اور کلاسز کا اجراء کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ خلیفۂ وقت نے مستقبل میں پڑنے والی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے مختلف امکانی منصوبہ جات پر بھی کام شروع کروادیا۔تاکہ عین وقت پر جماعت کو دقت نہ ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز نے 4 جنوری 2006ء کو قادیان میں منعقد ہونے والی ایک میٹنگ میں تحریک وقف نو کے بارے میں ہدایت فرمائی:۔

’’اب چونکہ واقفین نو بڑے ہو چکے ہیں۔اور ان میں سے ایسے بچے جو سکول کی تعلیم مکمل کر کے اعلیٰ تعلیمی اداروں میں داخلہ لے رہے ہیں۔اِن سے رابطہ رکھ کر مستقبل میں جماعتی ضروریات کے حوالہ سے اِن کی رہنمائی اور منصوبہ بندی کی ضرورت ہے‘‘۔

حضور کے اس ارشاد کے پیش نظر آئندہ پندرہ بیس سالوں میں جماعتی ضرورت کا امکانی جائزہ لے کر رپورٹ سیدنا حضور انور کی خدمت میں پیش کردی گئی اس کے مطابق واقفین نو کی درج ذیل شعبہ جات میں ضرورت ہوگی۔

واقفین نو کے شعبے

مربیان بشمول متخصصین و متفرق شعبہ جات	مترجمین، زبان دان	معلمین
انجینئرز آرکیٹیکٹ	حفاظ	ہیومن ریسورس
ڈاکٹرز	گرافک ڈیزائنر	صحافت / ماس کمیونیکیشن
ٹیچرز	کیمرہ مین	ایگریکلچر
کمپیوٹر	پروڈیوسرز	اکاؤنٹنٹ
لائبریرین	سکرپٹ رائٹر	
پیرامیڈیکل	بزنس، کامرس، سٹاک ایکسچینج، بینکنگ	ایڈمنسٹریٹر آفس بوائے
وکیل		

حضور انور ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز کے اِس ارشاد کی روشنی میں وکالتِ وقف نو۔واقفین نو کی مزید رہنمائی کے لئے وقتاً فوقتاً بذریعہ خط و کتابت۔ اشاعت مضامین اور دوروں کے ذریعہ رابطہ رکھتی ہے اور کوشش کی جاتی ہے کہ ہر واقف نو اپنی خداداد صلاحیتوں اور استعداد کے مطابق اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے جماعت کے لئے بہترین اور مفید وجود بن سکے۔ وکالت وقف نو کے ساتھ ساتھ والدین کی بھی ذمہ داری ہے کہ بچوں کو آئندہ مستقبل کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ان کی بہترین تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ فرمائیں اسی طرح پندرہ سال سے زائد عمر والے واقفین نو کیرئیر پلاننگ کے سلسلہ میں وکالت وقف نو سے رابطہ رکھیں۔تاکہ ان کے بہتر مستقبل کے لئے ان کے رجحانات اور جماعت کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے مناسب راہنمائی کی جاسکے۔

اللہ تعالیٰ تمام واقفین نو کو جماعت کے لئے بہترین اور مفید وجود بننے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

☆......☆......☆

خلفاء سلسلہ کی ہمدردی انسان اور خدمت خلق کے میدان میں عظیم الشان مساعی

یتیموں، بیواؤں، ضرورتمندوں، مریضوں اور مسافروں کی امداد کی فقید المثال تعلیمات اور مؤثر نتائج

مکرم فخر الحق شمس صاحب

دین کی تعلیم دو ہی حصوں پر مشتمل ہے، اول یہ کہ انسان اپنے خالق کے لئے مطیع اور فرمانبردار رہے اور اس کی مخلوق کے ساتھ بھلائی اور احسان کرے۔

تو باخلق نیکی کن اے نیک بخت
کہ فردا نہ گیرد خدا بر تو سخت

اے نیک بخت تو مخلوق کے ساتھ نیکی کرتا کہ کل کو خدا تجھ پر سخت گیری نہ کرے۔

دراصل خدا تعالیٰ کی مخلوق سے ہمدردی کرنا بہت ہی بڑی بات ہے، خدا تعالیٰ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کوئی اس کی مخلوق سے سرد مہری برتے کیونکہ اس کو اپنی مخلوق بہت پیاری ہے۔ پس کسی شخص کا مخلوق خدا سے ہمدردی کرنا گویا اپنے خدا کو راضی کرنا ہے۔ خلفاء سلسلہ ہمیں انہی امور کی طرف توجہ دلاتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر و احسان ہے کہ احمدی احباب ہمدردی مخلوق خدا کے اوصاف سے کچھ اس طرح متصف ہیں کہ وہ دوسروں کے دکھ درد کو اپنا دکھ درد سمجھتے ہوئے ماہی بے آب کی طرح تڑپ اٹھتے ہیں۔ ع

بتلائے درد کوئی عضو ہو روتی ہے آنکھ

خلافت کے قیام کی اصل غرض

جماعت احمدیہ میں خلافت کے قیام کی ایک غرض خدا تعالیٰ کی مخلوق کی ہمدردی ہے۔ خلفاء سلسلہ نے جماعت کی اس انداز سے تربیت کی کہ انہیں خدمت خلق حتیٰ کہ دوسروں کے لئے اپنی جان دے دینی آسان معلوم ہوتی ہے۔ اس ہمدردی کا پہلا اور آخری مرحلہ یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ سے دور بندے اس سے عہد صلح باندھ کر حقیقی عبودیت کے مقام پر کھڑے ہو جاویں اور ان میں زندہ ایمان پیدا ہو جائے۔ ہمدردی خلق کے قیام اور اس کی تائید جس پیارے انداز سے خلفاء وقت نے بیان فرمائی وہ اپنی نظیر آپ ہے۔

حضرت خلیفہ اول کے دل میں جذبہ ہمدردی

ہندوستان کے نامور حکیم اور مہاراجہ کشمیر کے شاہی طبیب سیدنا حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول جب کسی مریض اور غریب آدمی کا جب وہ آپ کے مطب میں آتا یا دوران سفر راستہ میں مل جاتا تو فوراً ہمدردی خلق کے تقاضے کے تحت اس کا علاج کرتے اور حاجتمند کی حاجت روائی کے لئے اس کے ساتھ چل پڑتے اور دوائی وغیرہ کے پیسے بھی نہ لیتے۔ مریض کا تفصیل سے معائنہ فرماتے اور اس کو مطمئن کرتے آپ کے دل میں جذبہ ہمدردی بہت پایا جاتا تھا۔

انسان کے ذمہ حقوق

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں:۔

انسان کے ذمہ تین طرح کے حقوق ہیں۔ اول اللہ تعالیٰ کے۔ دوم اپنے نفس کے۔ سوم مخلوقات کے۔ ان حقوق کے متکفل قرآن کریم اور احادیث صحیحہ ہیں۔ (خطبات نور ص 637)

چوڑھا پہلے، مہاراج پیچھے

خدمت خلق کا جو جذبہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول میں پایا جاتا تھا، دنیا میں بہت کم ایسی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔

ایک دفعہ آدھی رات کے بعد مہاراجہ کشمیر کی طبیعت علیل ہوگئی اور مہاراجہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے پاس اپنا ملازم بھیجا۔ جس نے آپ سے کہا کہ مہاراج کی طبیعت خراب ہے۔ آپ کو یاد کیا ہے۔ اسی وقت ایک مہترانی بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ میرا خاوند بہت بیمار ہے۔ پیٹ میں درد ہے۔ خدا کے لئے چلیں اور اسے دیکھ لیں۔ یہ کہہ کر وہ زاروقطار رونے لگی۔ آپ نے مہاراج کے ملازم سے کہا کہ تم چلو۔ میں اس کو دیکھ کر مہاراج کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ ملازم نے کہا چوڑھا پہلے، مہاراج پیچھے اور جو ہاتھ چوڑھے کو لگائیں گے وہی مہاراج کو بھی لگائیں گے۔ آپ نے فرمایا اس کی تکلیف زیادہ ہے۔ میں اس کو دیکھ کر مہاراج کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ ملازم چلا گیا۔ شاید مہاراج سے شکایت بھی کی ہوگی۔ حضرت مولوی صاحب چوڑھے کے گھر گئے۔ اسے دردقولنج تھا۔ آپ نے اس کو اینما کیا۔ اسے پاخانہ آگیا اور درد جاتا رہا۔ ہوش آئی اور آنکھیں کھولیں اس کے دل سے دعا نکلی۔

خدا تجھے خوش رکھے اور اسے بھی جو تجھے یہاں لایا ہے۔ آپ فرمانے لگے، مجھے یقین ہوگیا کہ اس کے دل سے یہ دعا نکلی ہے اور وہ قبول ہوگئی ہے اور مہاراج ضرور اچھے ہوگئے ہوں گے۔ اس لئے فارغ ہو کر آپ مہاراج کی خدمت میں حاضر ہوئے مہاراج انتظار کر رہے تھے کہنے لگے بہت دیر لگائی۔ آپ نے مہاراج کو ساری بات سنائی اور کہا کہ چوڑھے کے دل سے دعا نکلی تھی تو مجھے یقین ہوگیا تھا کہ مہاراج اچھے ہو گئے ہیں۔ مہاراج نے کہا اب میری طبیعت بہتر ہے۔ پھر کہا طبیب کو ایسا ہی ہونا چاہئے اور دو سونے کی چوڑیاں تحفۃً دیں۔ آپ نے اس ملازم کو بلوایا جو آپ کو بلانے گیا تھا وہ جھینپتا ہوا آیا۔ آپ نے ایک چوڑی اس کو دی وہ کہنے لگا آپ مجھے کیوں دے رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس میں تمہارا بھی حصہ ہے اگر تم مہاراج کے پاس میری شکایت نہ کرتے تو یہ انعام مجھے نہ ملتا۔ (حیات نور ص434)

جذبہ غریب پروری

اس واقعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے جذبہ غریب پروری اور خدمت خلق پر عجیب روشنی پڑتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

کشمیر میں مہاراجہ امر سنگھ صاحب حکومت کرتے تھے اور آپ ان کے یہاں شاہی طبیب تھے۔ درباری مصروفیات کے علاوہ آپ کو جب کبھی موقع ملتا غریب مریضوں کا اپنی خداداد حکمت وقابلیت سے علاج کرتے اور مفت کرتے۔ آپ کی غریب نوازی کا دائرہ یہاں تک محدود نہ تھا اور بیسیوں طریقے آپ نے اختیار کر رکھے تھے جن سے محتاجوں کی حاجت براری ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ ایسا ہوتا کہ روز کئی امیدوار اپنی عرضیاں سفارش کے لئے لاتے۔ آپ نہ صرف سفارش کرتے بلکہ مہاراجہ صاحب سے منظور کروادیتے۔

ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ یکے بعد دیگرے آٹھ امیدوار اپنی عرائض سفارش کی غرض سے لائے۔ آپ نے ان کی دل شکنی نہ کی بلکہ ہر ایک سے یہی فرمایا کہ میں تمہاری عرضی رکھ لیتا ہوں۔ صبح مہاراجہ صاحب کے پیش کر کے تمہیں اطلاع دوں گا۔ دوسرے روز حسب معمول آپ دربار میں گئے اور اچھا موقع پا کر ایک عرضی مہاراجہ صاحب کے پیش کردی۔ مگر مہاراجہ صاحب نے عرضی نامنظور کردی۔ آپ نے دوسری پیش کردی۔ وہ بھی قبولیت کا درجہ حاصل نہ کرسکی۔ حتیٰ کہ آپ نے سات عرضیاں پیش کیں اور ساتوں کا یہی حشر ہوا لیکن آپ بالکل مایوس نہ ہوئے۔ بالآخر آٹھویں بھی پیش کردی۔ مہاراجہ صاحب آپ کی مستقل مزاجی سے حیران رہ گئے اور آپ سے اس طرح مخاطب ہوئے کہ مولوی صاحب کوئی ایسا شخص میری نظر سے آج تک نہیں گزرا جسے سات بار ناکامی ہوئی ہو اور اس نے اپنا قدم ذرہ بھر بھی پیچھے نہ کیا ہو۔ مگر آپ نے اپنی تعریف کا سننا گوارا نہ کیا اور مہاراجہ صاحب کو یہ کہہ کر ٹال دیا کہ چونکہ میں عرائض کنندگان سے وعدہ کر چکا تھا کہ تمہاری عرضیوں کو ضرور مہاراجہ کے پیش کردوں گا۔ اس لئے اس فریضہ کو ادا کیا ہے۔ مہاراجہ صاحب اس جواب سے اور زیادہ محظوظ ہوئے اور آٹھوں عرضیوں کو منظور کرلیا۔ (حیات نور ص435)

مسکینوں اور بھوکوں کی مدد کا اجر

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں:۔

میں پھر کہتا ہوں کہ یاد رکھو کہ آجکل کے ایام میں مسکینوں اور بھوکوں کی مدد کرنے سے قحط سالی کے ایام کی تنگیوں سے بچ جاؤ گے۔ خدا تعالیٰ مجھ کو اور تم کو توفیق دے کہ جس طرح ظاہری عزتوں کے لئے کوشش کرتے ہیں ابدالا باد کی عزت اور راحت کی بھی کوشش کریں۔ آمین

(حقائق الفرقان جلد 4 ص 290-291)

بنی نوع سے شفقت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ہمدردی مخلوق کی احباب کو تلقین کرتے ہوئے فرمایا:۔

مذہب کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کیا جائے اور بنی نوع انسان سے شفقت کی جائے۔

(مشعل راہ ص237)

سب کی خدمت کرنی چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی خدام الاحمدیہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"میں نے بارہا بتایا ہے کہ خدمت خلق کے کام میں جہاں تک ہو سکے وسعت اختیار کرنی چاہئے اور مذہب اور قوم کی حد بندی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ہر مصیبت زدہ کی مصیبت کو دور کرنا چاہئے۔ خواہ وہ ہندو ہو عیسائی ہو یا سکھ۔ ہمارا خدا رب العالمین ہے اور جس طرح اس نے ہمیں پیدا کیا ہے اسی طرح اس نے ہندوؤں اور سکھوں کو بھی پیدا کیا ہے۔ پس اگر خدا ہمیں توفیق دے تو ہمیں سب کی خدمت کرنی چاہئے"۔ (مشعل راہ جلد اول ص56)

خدا کی مخلوق سے پیار کرو

دین حق نے تمام انسانوں کے ساتھ حسن سلوک پر زور دیا ہے۔ خدا کے نبی اور رسول جو تعلیم پیش کرتے ہیں اس میں حق اللہ اور حق العباد یا تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ کے دونوں پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:۔

’’دنیا میں کوئی نبی نہیں آیا اور دنیا میں کوئی ایسا مذہب نہیں ہے جس نے اس بات پر زور نہ دیا ہو کہ شفقت علیٰ خلق اللہ کرو۔ جب یہ ایسا مسئلہ ہے کہ آج تک بدلا نہیں تو اس پر عمل کرنا کس قدر ضروری ہے۔ دیکھو شراب ایک زمانہ میں حلال تھی پھر حرام ہوئی۔ ایک زمانہ میں پردہ نہ تھا پھر ہوا۔ لیکن یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ ابتداء سے اس میں تغیر نہیں آیا۔

یہ اسی طرح چلا آتا ہے اور اس پر زور دیا جاتا ہے کہ خدا کی مخلوق سے پیار کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ نہایت اہم حکم ہے اور اس پر عمل کرنا روحانی ترقی کے لئے ضروری ہے‘‘۔ (خطبات محمود جلد 7 ص 422)

بلا امتیاز مذہب وملت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:۔

واضح رہے کہ خدمت خلق سے میری مراد محض احمدیوں یا مسلمانوں کی خدمت نہیں بلکہ بلا امتیاز مذہب وملت خدا کی ساری ہی مخلوق کی خدمت مراد ہے حتیٰ کہ اگر دشمن بھی مصیبت میں ہو تو اس کی بھی مدد کرو۔ یہ ہے خدمت خلق کا صحیح جذبہ۔ (مشعل راہ جلد اول ص 643)

اللہ کے قرب کا ذریعہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:۔

خدا تعالیٰ جب اپنے بندوں سے ملنے کے لئے آتا ہے تو وہ کبھی سیلابوں کی صورت میں آتا ہے۔ کبھی زلزلوں کی صورت میں آتا ہے اور کبھی بیماریوں کی صورت میں آتا ہے۔ جو لوگ خدمت خلق کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کا وصال حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ ایسے مواقع پر اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کرکے اس کے قرب کو پالیتے ہیں اور اس کی رضا کو حاصل کر لیتے ہیں۔ (مشعل راہ جلد اول ص 300)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت خلق کی طرف توجہ

لاوارثوں کی امداد:

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جولائی 1927ء کو تحریک شدھی کے حوالے سے فرمایا کہ شدھی کا زور جب سے شروع ہوا ہے، لاوارث عورتوں اور بچوں کو بہکا کر لے جاتے ہیں اور انہیں شدھ کر لیتے ہیں۔ حضور نے فرمایا ہر بڑے شہر میں لاوارث عورتوں اور بچوں کے لئے ایک جگہ مقرر ہونی چاہئے جہاں وہ رکھے جائیں۔ چنانچہ انجمن محافظ اوقاف دہلی نے یہ اہم فرض اپنے ذمہ لیا اور اس کے لئے پانچ معزز ارکان کی کمیٹی قائم کر دی۔ (روزنامہ الفضل 19 جولائی 1927ء)

زلزلہ کے موقع پر چندہ کی اپیل:

15 جنوری 1934ء کو ہندوستان میں ایک قیامت خیز زلزلہ آیا جس نے بنگال سے لے کر پنجاب تک تباہی مچا دی اس موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 2 فروری 1934ء کو مصیبت زدگان کی مدد کے لئے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ حضور نے فرمایا:۔

’’ہمیں اپنے عمل سے ثابت کر دینا چاہئے کہ ہمیں ہمدردی سب سے زیادہ ہے۔ میں نے چندہ کی اپیل کی ہے‘‘۔

مرکز قادیان کی طرف سے محترم غلام احمد صاحب فاضل بدوملہی اظہار ہمدردی اور تفصیلات مہیا کرنے کے لئے بہار بھجوائے گئے اور مئی 1934ء میں 1300 روپیہ کی رقم حضرت مولانا عبدالماجد صاحب امیر جماعت احمدیہ بھاگلپور کو روانہ کی گئی۔ علاوہ ازیں ایک ہزار روپیہ ریلیف میں بھی دیا گیا۔ (تاریخ احمدیت جلد 6 ص 176)

قحط میں غلہ کی امداد:

1942ء کے شروع میں ہندوستان کے اندر خطرناک قحط رونما ہو گیا اور غلّہ کی سخت قلت ہو گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جلسہ سالانہ 1941ء پر احباب جماعت کو توجہ دلائی تھی کہ انہیں غلّہ وغیرہ کا انتظام کرنا چاہئے اور اعلان فرمایا کہ جو دوست غلّہ خرید سکتے ہیں وہ فوراً خرید لیں۔

اس کے علاوہ حضور انور نے 22 مئی 1942ء کو تحریک فرمائی کہ قادیان کے غرباء کے لئے بھی غلّہ کا انتظام کیا جائے تا کہ جن دنوں میں غلّہ کم ہو انہیں تکلیف نہ ہو۔ پانچ سو من غلّہ کے لئے میں نے جماعت غلّہ کے لئے میں نے جماعت سے مطالبہ کیا ہے۔ (الفضل 24 مئی 1942ء)

قادیان اور قادیان سے باہر دوسری مخلص احمدی جماعتوں نے اس تحریک پر جس والہانہ انداز میں لبیک کہا اس کا نظارہ ہمیں سوائے جماعت احمدیہ کے اور کہیں نظر نہیں آتا۔ ان سے مطالبہ صرف پانچ سو من غلہ کا کیا گیا تھا مگر انہوں نے پندرہ سو من جمع کر دیا جس پر حضرت مصلح موعود نے اظہار خوشنودی فرمایا۔ (انوار العلوم جلد 16 ص 476)

بارشوں سے تباہ ہونے والے مکانوں کی تعمیر:

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے خطبہ جمعہ 11 ستمبر 1942ء میں فرمایا:۔

’’بارشوں کی کثرت کی وجہ سے اس دفعہ قادیان میں بہت سے غرباء کے مکان گر گئے ہیں۔ ان مکانوں کی مرمت اور تعمیر میں خدمت خلق کرنے والوں کو حصہ لینا چاہئے۔ میں اس موقع پر ان کو بھی توجہ دلاتا ہوں جن کو معماری کا فن آتا ہے کہ وہ اپنی خدمات اس غرض کے لئے پیش کریں ...... مگر جہاں تک خدمت کا کام ہے، خدام الاحمدیہ کو چاہئے کہ وہ اس کو خود مہیا کرے۔ اس طرح خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی کم خرچ پر غرباء کے مکانات کی مرمت ہو جائے گی۔ (الفضل 17 ستمبر 1942ء)

ہمسایہ کی امداد کی تلقین:

30 مئی 1944ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جماعت احمدیہ کو عموماً اور اہل قادیان کو خصوصاً یہ تحریک فرمائی۔

’’ہر شخص کو اپنے اپنے محلہ میں اپنے ہمسایوں کے متعلق اس امر کی نگرانی رکھنی چاہئے کہ کوئی شخص بھوکا تو نہیں اور اگر کسی ہمسایہ کے متعلق اسے معلوم ہو کہ وہ بھوکا ہے تو اس وقت تک اسے روٹی نہیں کھانی چاہئے، جب تک وہ اس بھوکے کو کھانا نہ کھلالے‘‘۔ (الفضل 11 جون 1945ء)

پناہ گزین بھائیوں کی امداد:

قیام پاکستان کے بعد مشرقی پنجاب سے آنے والے ایک لاکھ احمدیوں میں سے غالب اکثریت ان لوگوں کی تھی جو صرف تن کے کپڑے ہی بچا کر نکل سکے تھے۔ اس تشویشناک صورتحال نے آبادکاری کے انتظام کے بعد جلد ہی ایک خطرناک اور سنگین مسئلہ کھڑا کر دیا اور وہ یہ کہ جوں جوں سردی کے ایام قریب آنے لگے، ہزاروں ہزار احمدی مرد بچے اور بوڑھے سردی سے نڈھال ہونے لگے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے اپنے خدام کی یہ حالت دیکھی نہ جاتی تھی۔ چنانچہ آپ نے مغربی پنجاب کے احمدیوں کے نام پیغام دیا کہ سردی کا موسم سر پر آپہنچا ہے۔ انہیں اپنے مہاجر بھائیوں کے لئے بستروں، کمبلوں اور توشکوں کا فوری انتظام کرنا چاہئے۔

حضرت مصلح موعود کے اس اثر انگیز پیغام نے پاکستان کی احمدی جماعتوں پر بجلی کا اثر کیا اور انہوں نے اپنے پناہ گزین بھائیوں کی موسمی ضروریات کو پورا کر دینے کی ایسی سرتوڑ کوشش کی کہ انصار مدینہ کی یاد تازہ ہو گئی اور اس طرح حضرت مصلح موعود کی بروقت توجہ خدمت خلق کے جذبہ کے وجہ سے ہزاروں قیمتی جانیں موسم سرما کی ہلاکت آفرینیوں سے بچ گئیں۔

سیلاب کے موقع پر امداد:

1954ء اور 1955ء میں برصغیر میں سیلاب آیا۔ جس کے نتیجہ میں بھارت، مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان (اب بنگلہ دیش) میں وسیع پیمانے پر تباہی ہوئی۔ اس موقعہ پر بھی حضرت مصلح موعود کی ہدایات کے مطابق بھارت اور پاکستان کی جماعت نے خدمت خلق کے لئے نہایت قیمتی خدمات سرانجام دیں۔ جسے حکومت اور پریس نے بھی بہت سراہا۔ اکتوبر 1954ء میں حضور نے لاہور کے سیلاب زدہ علاقوں کا دورہ فرمایا اور جماعت کی طرف سے تعمیری سرگرمیاں ملاحظہ کیں۔ لاہور اور ربوہ کے 200 خدام نے 75 سے زائد گرے ہوئے مکانوں کو دوبارہ تعمیر کر کے 1000 افراد کی رہائش کا انتظام کیا تھا۔ (تاریخ احمدیت جلد 17 ص 336)

خدام الاحمدیہ کے ذریعہ خدمت خلق:

جماعت احمدیہ کے پروگراموں میں خدمت خلق کا نہایت بلند مقام ہے۔ اس لئے حضرت مصلح موعود بار بار مخلوق کی بے لوث خدمت کی تلقین کرتے رہے مگر اس کا ایک نمایاں موڑ اس وقت آیا جب آپ نے 1938ء میں احمدی نوجوانوں کی تنظیم خدام الاحمدیہ قائم کی اور ان کے دلوں میں یہ بات راسخ کی کہ تم انسانیت کی خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہو اور یہ خدمت روحانی امور سے بھی تعلق رکھتی ہے اور عام جسمانی اور مادی معاملات سے بھی۔

اس تنظیم کے لائحہ عمل میں آپ نے خدمت خلق اور اس کی ذیل میں وقار عمل کا شعبہ قائم کیا جو ایک منظم طور پر بے لوث اجتماعی خدمت کا منفرد ادارہ ہے۔

حضرت مصلح موعود نے خطبہ جمعہ 17 فروری 1939ء میں فرمایا:۔

’’خدام الاحمدیہ کے اساسی اصول میں خدمت خلق بھی شامل ہے‘‘۔ (الفضل 15 مارچ 1939ء)

خطبہ جمعہ 11 ستمبر 1942ء میں فرمایا:۔

’’ہماری جماعت کی خدام الاحمدیہ دوسری تمام اقوام کے نوجوانوں سے زیادہ نمایاں حصہ خدمت خلق میں لیں‘‘۔ (الفضل 17 ستمبر 1942ء)

چنانچہ حضور کے خطبات کی روشنی میں مجلس خدام الاحمدیہ کا جو ابتدائی پروگرام مرتب ہوا اس میں یہ امور بھی شامل تھے۔

خدمت خلق کے کام کرنا۔ خدمت خلق میں یہ ضروری نہیں کہ صرف مسلمان غریبوں، مسکینوں یا بیواؤں کی خبرگیری کی جائے۔ بلکہ ہندو، سکھ، عیسائی یا کسی اور مذہب کا پیرو کسی دکھ میں مبتلا ہے تو اس دکھ کو دور کرنے میں حصہ لیا جائے۔ کہیں جلسے ہوں تو اپنے آپ کو خدمت کے لئے پیش کیا جائے اور اس طرح اپنی زندگی کو کارآمد بنایا جائے۔

ہر ممبر کے لئے ضروری ہوگا کہ کم از کم نصف گھنٹہ روزانہ مجلس کے مقرر کردہ پروگرام کے مطابق خدمت خلق کے لئے وقف کرے۔ سارے ممبر ایک جگہ جمع ہو کر کام کریں۔ اگر مجلس کو ضرورت پیش آئے تو ہر ممبر کم از کم دس دن سال میں اکٹھے وقف کرے۔

ہاتھ کے کام میں سڑکوں کی صفائی، بوجھ اٹھانا، سٹیشنوں پر پانی پلانا محتاجوں کا سامان اٹھانا، تکفین و تدفین میں مدد کرنا۔ (تاریخ مجلس خدام الاحمدیہ جلد 1 ص 16,15)

اس لحاظ سے خدام الاحمدیہ کے ذریعہ ہونے والی خدمت خلق تاریخ احمدیت کا زریں باب ہے۔ نیز یہی پہلو جماعت کی مرکزی اور دیگر ذیلی تنظیموں کے نصب العین کا مرکزی حصہ ہے۔

تمہاری زندگی کا مقصد

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:۔

’’کبھی بھی یہ مت خیال کرو کہ لوگ تمہارے کام کی قدر نہیں کرتے۔ تم لوگوں کی خاطر نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی خاطر خدمت کرو اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور

خدمت خلق کو اپنی زندگیوں کا مقصد بناؤ۔ اگر تم ایسا کرو گے تو پھر تمہاری کامیابی میں کوئی شبہ نہیں رہے گا۔ یہ ضروری نہیں کہ طوفان اور سیلاب ہی آئیں تو پھر تم خدمت کرو۔ مومن کو تو ہمیشہ یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان مصائب سے دنیا کو بچائے رکھے لیکن خدمت خلق کے مواقع ہر وقت میسر آسکتے ہیں مثلاً بیماروں کو دوائی لاکر دینا۔ محتاجوں، بیواؤں کی مدد کرنا۔ یہ سب کام ایسے ہیں جو تم ہر وقت کر سکتے ہو اور یہ کام تمہارے پروگرام کا مستقل حصہ ہونے چاہئیں"۔

(مشعل راہ جلد اول ص 742)

حقوق کی ادائیگی

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فرماتے ہیں:۔

تم پر تمہارے والدین کے بھی بعض حقوق ہیں، تمہاری بیوی اور اولاد کے بھی بعض حقوق ہیں، تمہارے رشتہ داروں کے بھی بعض حقوق ہیں۔ تمہارے (-) بھائیوں اور دوسرے بنی نوع انسان کے بھی بعض حقوق ہیں، خدا تعالیٰ کی دوسری مخلوق کے بھی بعض حقوق ہیں۔ ان حقوق کو ادا کرنے کے ساتھ ساتھ ہم تم سے یہ خواہش رکھتے ہیں کہ تم خدا تعالیٰ کے حقیقی عبد اور سچے مطیع کی حیثیت سے اپنی زندگیاں گزارو۔ (خطبات ناصر جلد اول ص 93)

خدمت کی روح کو زندہ کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فرماتے ہیں:۔

شرعی تقاضوں کو پورا کر کے روحانی رفعتوں کے حصول کے لئے یہ ضروری ہے کہ انسان میں انسانی اقدار قائم ہوں۔ اگر انسان انسانی اقدار کو قائم نہیں کرتا تو روحانی ارتقاء کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور جب کسی سلسلہ میں یا کسی قوم میں یا بحیثیت مجموعی بنی نوع انسان میں روح خدمت نہ ہو اس وقت تک اس سلسلہ یا اس قوم یا بحیثیت مجموعی بنی نوع انسان میں انسانی اقدار قائم نہیں ہوسکتیں۔ اگر ہم انسانی اقدار کو قائم کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں خدمت کی روح کو زندہ کرنا پڑے گا ...... جو شخص انسان کی خدمت نہیں کرتا وہ احمدیت کی خدمت نہیں کرتا۔ (خطبات ناصر جلد دوم ص 647)

محبت کا پیغام

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فرماتے ہیں:۔

ہمارے سب چھوٹوں اور بڑوں کا کام ہی ہمدردیٔ مخلوق ہے ...... جماعت احمدیہ پیدا ہی دنیا کی خدمت کے لئے ہوئی ہے ہم نے دنیا سے بہر حال ہمدردی کا سلوک روا رکھنا ہے۔ مجھے یاد آ گیا میں افریقہ میں گیا تو جب میں یہ بات کہتا تھا کہ (-) ہمدردی مخلوق کی تلقین کرتا ہے تو وہ حیران رہ جاتے تھے اور اس کا بڑا اثر لیتے تھے اور بڑے خوش ہوتے تھے۔ میں ان سے کہتا تھا کہ میں آپ کے لئے محبت کا پیغام لے کر آیا ہوں مساوات کا پیغام لے کر آیا ہوں۔ ایک دفعہ میں نے ان سے کہا کہ تمہاری عزت اور احترام کا سورج طلوع ہو چکا ہے، اب آئندہ دنیا تمہیں نفرت اور حقارت سے نہیں دیکھا کرے گی ہم اس کے ضامن ہیں۔

(مشعل راہ جلد دوم ص 252)

خدمت ہمارا مشن ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے احباب جماعت کو بار بار اپنے خطبات میں خلق خدا سے شفقت، ہمدردی اور محبت کرنے کی تلقین فرمائی۔ آپ کا یہ ماٹو بڑا غور کے قابل ہے کہ محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں۔ اب یہ ماٹو جماعت احمدیہ کا ماٹو بن چکا ہے اور غیر قوم کے افراد بھی اس کو سراہتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے جذبہ ہمدردی سے متعلق اپنے دورہ سیرالیون کے اختتام پر مورخہ 14 مئی 1970ء کو محترم مولانا محمد صدیق صاحب گورداسپوری سابق امیر و مشنری انچارج سیرالیون مغربی افریقہ کی ڈائری میں ایک تحریر رقم فرمائی۔ آپ نے تحریر فرمایا:۔

محبت، ہمدردی، غمخواری اور خدمت ہمارا مشن ہے۔ اس میں ہماری کامیابی ہے اور اس غرض سے ہم پیدا کئے گئے ہیں مذکورہ صفات سے ان مظلوموں کے دل جیتو۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا قوی ہاتھ آپ کا سہارا بنے۔ (روزنامہ الفضل 22 جنوری 1998ء)

اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کے بعد مخلوق خدا اور بنی نوع انسان سے بلا لحاظ مذہب و ملت ہمدردی اور بھلائی کرنا کتنا اہم اور ضروری ہے۔

غریب کی ہمدردی کا رجحان

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 24 نومبر 1989ء کو پانچ بنیادی اخلاق کی طرف توجہ دلائی، انہی بنیادی اخلاق میں سے ایک عظیم خلق، غریب کی ہمدردی اور دکھ دور کرنے کی عادت ہے۔ فرمایا:۔

یہ عادت بھی بچپن سے پیدا کرنی چاہئے، جن بچوں کو نرم مزاج مائیں غریب کی ہمدردی کی باتیں سناتی ہیں اور غریب کی ہمدردی کا رجحان ان کی طبیعتوں میں پیدا کرتی ہیں وہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مستقبل میں ایک عظیم الشان قوم پیدا کر رہی ہوتی ہیں جو خیر...... بننے کی اہل ہو جاتی ہے لیکن وہ مائیں جو خودغرضانہ رویہ رکھتی ہیں اور اپنے بچوں کو ان کے اپنے دکھوں کا احساس تو دلاتی رہتی ہیں۔ غیر کے دکھ کا احساس نہیں دلاتیں وہ ایک خودغرض قوم پیدا کرتی ہیں جو لوگوں کے لئے مصیبت بن جاتی ہے۔ اس لئے انسانی ہمدردی پیدا کرنا نہ صرف نہایت ضروری ہے بلکہ اس کے بغیر آپ اپنے اس اعلیٰ مقصد کو پا نہیں سکتے جس کے لئے آپ کو پیدا کیا گیا ہے (-) آپ اپنے بچوں کو اچھی کہانیاں سنا کر سبق آموز نصیحتیں کر کے، سبق آموز واقعات سنا کر، غریبوں کی ہمدردی کی طرف مائل کریں، دکھ والوں کے دکھ دور کرنے کی طرف مائل کریں۔ ہر وہ شخص جو مصیبت زدہ ہے کسی تکلیف میں مبتلا ہے۔ یہ احساس پیدا کریں کہ اس کی مصیبت دور ہونی چاہئے۔ اس کی تکلیف دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے پس جس کسی کی بھی جتنی حاجت بھی آپ پوری کر سکتے ہیں خود بھی کریں اور بچوں سے کروائیں اور بچپن میں اگر اس کی عادت پڑ جائے تو اس کے نتیجہ میں بچہ جو لذت محسوس کرتا ہے وہ اس نیکی کو دوام بخش دیتی ہے اور پھر بڑے ہو کر خدام الاحمدیہ میں جا کر یا لجنہ کی بڑی عمر کو پہنچ کر پھر ان تنظیموں کو ان میں محنت نہیں کرنا پڑے گی اور بنے بنائے با اخلاق افراد میسر آئیں گے جو پھر بڑے بڑے کام کرنے کے لئے اپنے آپ کو مستعد اور تیار پائیں گے۔

(روزنامہ الفضل 12 ستمبر 2001ء)

انسانی قدروں کو بحال کرنے کی ضرورت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جنوری 1993ء میں فرمایا:۔

"اس وقت دنیا کو سب سے زیادہ انسانی قدروں کو بحال کرنے کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ انسانی قدریں ہر پہلو سے پامال ہو رہی ہیں۔ ہر قسم کے جرائم بڑھ رہے ہیں اور ان کے نتیجے میں انسانی ضمیر کچلا جا رہا ہے اور اکثر جگہ تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ ضمیر دم توڑ چکا ہے کوئی حیاء، کسی قسم کی غیرت کوئی انسانیت کی رمق بھی بعض جگہ دکھائی نہیں دیتی"۔

پھر فرمایا:۔

"پس اس وقت مذہبی بحثوں کا وقت نہیں وہ بھی جہاں مناسب ماحول ہو وہاں چلیں گی لیکن انسانیت کو اس وقت انسان بننے کا پیغام دینے کی ضرورت ہے۔ انسانی قدروں کے لئے ایک عالمی سطح پر جہاد جاری کرنے کی ضرورت ہے۔

(روزنامہ الفضل 4 جنوری 1993ء)

یہ معمولی کام نہ سمجھیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:۔

"آپ میں سے وہ جو مثلاً وقف ہیں بنی نوع انسان کی خدمت پر جیسا کہ اب ہومیوپیتھک کا جماعت میں ایک جوش پھیلا ہے۔ مفت دوائیں تقسیم کرتے ہیں، بیمار گھروں میں جا کر بھی ان کو پوچھتے ہیں تو اس کو معمولی کام نہ سمجھیں، یہ بخشش کا ایک بہانہ ہے اور جو اللہ کی رضا کی خاطر اس کے بندوں کو تکلیفیں دور کرنے کے لئے محنت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو کبھی بھلاتا نہیں کیونکہ اس کی تعلیم یہ ہے کہ تھوڑے پر شکر کرو تو اللہ تعالیٰ کے مقابل پر تو بندے کی ہر خدمت ہی تھوڑی ہے تو کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ بندوں سے تو کہے کہ تھوڑے پر شکر کرو اور آپ تھوڑے پر شکر نہ کرے۔ آپ بھی شکر کرتا ہے اور بندے کی ہر خدمت تھوڑی ہے اس کے مقابل پر کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتی تو گویا کہ ہر خدمت پر شکر کرتا ہے اور یہ بھی اسی شکر کی مثال ہے، ایک کانٹا ہٹانے پر بھی خدا شکر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا یہ ہے۔

(روزنامہ الفضل 15 مارچ 1999ء)

حضرت خلیفہ رابع کی خدمت خلق کی تحریکات

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ضرورتمند اور نادار افراد کی بحالی اور بہتر زندگی گزارنے کے لئے کئی تحریکیں اور سکیمیں جاری فرمائیں مثلاً بیواؤں، یتیموں اور ضرورتمندوں کی امداد و رہائش کے لئے بیوت الحمد منصوبہ، اسیران راہ مولیٰ کے لئے سیدنا بلال فنڈ اور غریب بچیوں کی شادی کے موقع پر امداد کے لئے مریم شادی فنڈ وغیرہ اہم ہیں۔ اسی طرح آپ نے درویشان قادیان کی تکالیف محسوس کرتے ہوئے ان کی بہتری کے لئے کئی سکیمیں بنائیں۔ نیز یہ ارشاد فرمایا کہ امراء اور صاحب استطاعت احمدی عیدین کے روز مساکین، غرباء اور معذور افراد کو اپنی خوشیوں میں بذریعہ تحائف شامل کریں، ہمدردی کے سلسلہ میں بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ بلڈ بینک، آئی بینک اور اس طرح کے کئی ادارہ جات آپ کے دور میں خدمت خلق کے تحت ہونے والے کارناموں کی یادیں ہیں۔ بین الاقوامی سطح پر امدادی کام سرانجام دینے کے لئے ہیومینیٹی فرسٹ کے نام سے ادارہ بھی حضرت خلیفہ رابع کی ہمدردی مخلوق کے جذبہ کی نشانی ہے جس کے تحت ملکی خانہ جنگی، سیلاب، آفات، زلزلے اور جنگوں کے مواقع پر بھاری امداد فراہم کی جاتی ہے۔ الغرض آپ نے اپنے سنہری دور میں بلا تفریق مذہب و ملت ہمدردی پر یقین رکھا اور اپنی سکیموں کو عملی جامہ پہنانے کی بھرپور سعی و کوشش فرماتے رہے۔

یتامیٰ کی خدمت کا انتظام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:۔

"یتامیٰ کے تعلق میں خواہ ان کا تعلق عام دنیا میں حادثات یا عام اموات سے ہو جماعت احمدیہ نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی اقدامات کئے ہیں اور ایسے گھر بھی بنائے گئے ہیں جن میں یتامیٰ کی پرورش کا انتظام ہے ایسے سکول جاری کئے گئے ہیں۔ جن میں یتامیٰ کے لئے اچھی تعلیم ہے تاکہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ ہمیں دوسرے درجے کا شہری بنا کر گزارے کے طور پر سکول دیئے گئے ہیں۔ تو جہاں تک میری کوشش رہی ہے وہ یہی تھی کہ یتامیٰ کے اندر خود اعتمادی پیدا ہو اور اس کے لئے ان کی رہائش کا انتظام بھی بہت اعلیٰ درجے کا ہو اور ان کی تعلیم کا انتظام بھی بہت اعلیٰ درجے کا ہو لیکن ایک اور رواج ہے جس کی طرف میں اس وقت جماعت کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں جو قادیان میں جاری تھا۔

قادیان میں گھروں میں یتیم لے کر اس کی پرورش کرنا، اس کو بچوں کی طرح پالنا یہ ایک ایسی اعلیٰ سنت جاری تھی کہ وہ اب مفقود ہوتی جا رہی ہے اور اسی

وجہ سے میں دوبارہ یہ یاددہانی کرانا چاہتا ہوں جماعتی نظام کے تحت خواہ کیسا ہی اچھا انتظام کیوں نہ ہو اور وہ انتظام لوگوں کی قربانیوں کے نتیجے ہی میں ہوتا ہے۔

(روزنامہ الفضل 29 اپریل 1999ء)

یتامیٰ اور بیوگان کی نگرانی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:۔

آجکل دنیا مظلوموں سے بھری پڑی ہے یتامیٰ اور بیوگان خصوصیت سے بہت کثرت کے ساتھ دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ کچھ تو وہ ہیں جن کو جماعت کی بناء پر ظلم کا نشانہ بنایا گیا، کچھ شہداء ہوئے، کچھ ان کے بچے یتیم رہ گئے، کچھ بیوگان عورتیں تھیں، ان سب پر اللہ کے فضل سے جماعت پوری طرح نگران ہے یعنی کفیل ہی نہیں بلکہ نگرانی کر کے پوری طرح معلوم کرتی ہے کہ کون کون کہاں کس حد تک ضرورتمند ہے۔

(روزنامہ الفضل 29 اپریل 1999ء)

عید کے موقع پر مستحقین کی امداد

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے تحریک فرمائی تھی کہ عید کی سچی خوشی تبھی نصیب ہوگی جب غرباء اور ناداروں کو عید کی خوشیوں میں شامل کریں گے اس تحریک پر دنیا میں بسنے والے احباب صمیم قلب سے لبیک کہتے ہیں۔ مجموعی طور پر بھی اور انفرادی بھی لاکھوں روپے کے تحائف عید کے دنوں میں غرباء اور ضرورتمندوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔ جس سے غریبوں کے بچے بھی دیگر بچوں کی طرح عید کی خوشیوں میں شامل ہو جاتے ہیں۔ جماعت اور اس کی ذیلی تنظیموں کو ہر سال رمضان المبارک اور عید الفطر کے مواقع پر مستحقین اور ناداروں لوگوں کی بھرپور خدمت کی توفیق ملتی ہے۔

ہومیوپیتھی طریقہ علاج کے ذریعہ خدمات

طب کے میدان میں ہومیوپیتھی طریق علاج کا دنیا بھر میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ پھیلاؤ ہوا ہے۔ ایم ٹی اے پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے لیکچرز اور ان لیکچرز پر مشتمل کتاب کی اشاعت نے ہومیوپیتھی کو عالمگیر حیثیت کا حامل بنا دیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ہی خلافت پر متمکن ہونے سے پہلے وقف جدید فری ہومیو ڈسپنسری کا اجراء فرمایا جہاں سے ہزاروں بلکہ لاکھوں احباب وخواتین نے فیض پایا۔ اس کے علاوہ ربوہ اور دنیا بھر میں فری ہومیو ڈسپنسریوں کا ایک وسیع سلسلہ ہے۔ طاہر ہومیوپیتھک ریسرچ انسٹیٹیوٹ وہسپتال ربوہ کا قیام خدمت خلق کے میدان میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔

مریم شادی فنڈ

غریبوں کی شادیوں پر سامان اور نقدی کی شکل میں گرانقدر امداد دی جاتی ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنی زندگی میں جو آخری مالی تحریک فرمائی وہ مریم شادی فنڈ ہے۔ مورخہ 28 فروری 2003ء کے خطبہ جمعہ میں اس تحریک کا اعلان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔

''اس فنڈ کا نام مریم شادی فنڈ رکھ دیتا ہوں، امید ہے کہ اب یہ فنڈ کبھی ختم نہیں ہوگا اور ہمیشہ غریب بچیوں کو عزت کے ساتھ رخصت کیا جاسکے گا''۔

(الفضل 6 مئی 2003ء)

احباب جماعت حضرت خلیفہ رابع کی اس تحریک میں خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے حصہ لیتے ہیں۔ اپنی استطاعت کے مطابق نقدی، سامان اور زیور اس تحریک میں پیش کر رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے مستحق بے سہارا اور یتیم بچیاں عزت کے ساتھ رخصت ہوتی ہیں۔

خلافت کا نور، ہر ایک کے لئے مجسم ہمدرد

خوف انفرادی ہو یا اجتماعی، ملکی ہو یا بین الاقوامی خلافت کا نور ہر طرح کے خوفوں کو امن میں بدلنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ جس کے نظارے ہم آج بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ بلاشبہ دنیا میں جہاں بھی بنی نوع انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے، خواہ بنگلہ دیش میں سیلاب کی تباہ کاریاں ہوں، زائر میں ہیضے کی وبا سے نوع انسانی تکلیف میں مبتلا ہو یا افریقہ وہندوستان کے مفلوک الحال قحط زدہ ہوں۔ جو شرقی ہے نہ غربی اور جو شمالی اور جنوبی اطراف کی تفریق سے آزاد ہے اور ہر ایک کے لئے یکساں طور پر ہمدردی رکھتا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع اپنے دور میں انتھک محنت کرتے ہوئے بنی نوع کی فلاح و بہبود میں مشغول رہے۔ آپ کا جہاں تک بس چلتا رہنمائی کرتے، امداد کرتے، دوا اور دعا کے ذریعہ دکھوں کا مداوا کرتے۔ جماعت احمدیہ ہمدردی بنی نوع انسان میں محض للہ مشغول ہے اور اس مصرعے کی مجسم تصویر ہے۔ ع

مرا مقصود و مطلب و تمنا خدمت خلق است

جنگوں اور بیماریوں میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ہر طرح کی رہنمائی فرمائی۔ عراق اور کویت کی لڑائی کے موقعہ پر آپ نے ہمدردانہ مشورے عراق اور کویت کو دیئے۔ یہودیوں کو بھی الگ تنبیہ کی۔ اہل یورپ کو بھی خبردار کیا اور امریکہ کو بھی سرزنش کی۔ آپ کا دل ہر وقت بنی نوع کی ہمدردی میں فکرمند رہتا تھا۔

ہندوستان اور پاکستان کے ایٹمی دھماکوں کے بعد نقصانات کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت خلیفہ رابع نے ان تابکاری اثرات سے محفوظ رہنے کے لئے دعاؤں کے ساتھ ساتھ ظاہری تدابیر کے طور پر ہومیوپیتھک ادویات کی طرف متوجہ فرمایا۔ خلافت کی برکت سے ایم ٹی اے کے توسط سے ہر احمدی تک یہ پیغام پہنچ گیا اور احمدی اس پیغام کو سن کر سرگرم عمل ہوگئے نہ صرف خود دوائیاں استعمال کیں بلکہ دوسرے بنی نوع انسان کو بچانے کی تگ و دو میں مصروف ہوگئے۔ حضرت خلیفہ رابع انسانیت کی ہمدردی میں محنت اور استغراق سے ہومیوپیتھک کلاسز لیا کرتے تھے۔ علاج اور اچھے اچھے مشوروں سے نوازتے تا کہ ضرورتمند لوگ ہومیوپیتھک کے سستے علاج کے ذریعہ اپنی بیماریوں سے نجات حاصل کرسکیں۔ حضرت خلیفہ رابع کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بہت سارے دیوانے جگہ جگہ بے لوث خدمت انسانی کے جھنڈے اٹھاتے ہوئے مصروف عمل ہیں۔

جماعتی رفاہی تنظیم ہیومینیٹی فرسٹ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی منظوری کے ساتھ 1993ء سے خدمت خلق کی عالمی تنظیم ہیومینیٹی فرسٹ کا قیام عمل میں آیا۔ یورپ، افریقہ، پاکستان اور دیگر آفت زدہ علاقوں میں اس احمدی تنظیم کی مثالی خدمات ہیں۔ بوسنیا، البانیہ، کسووو، ترکی، سیرالیون، بھارت، بنین اور جرمنی میں قحط زدگان، زلزلہ سے متاثرہ افراد اور سیلاب میں گھرے لوگوں کی انسانی ہمدردی کے تحت امداد دی۔ تعلیم، میڈیکل اور بہبود یتامیٰ اور خود کفالت کے لئے تنظیم کے پروگرام جاری ہیں۔ اس کے علاوہ یورپ میں چیریٹی واک کے ذریعہ خدمت خلق کے اداروں کے لئے فنڈز کی فراہمی بھی کی جاتی ہے۔

یہ جماعت احمدیہ کا ہی خاصہ ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

''یہ جماعت احمدیہ کا ہی خاصہ ہے کہ جس حد تک توفیق ہے خدمت خلق کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہے اور جو وسائل میسر ہیں ان کے اندر رہ کر جتنی خدمت خلق اور خدمت انسانیت ہوسکتی ہے کرتے ہیں، انفرادی طور پر اور جماعتی طور پر بھی۔ تو احباب جماعت کو جس حد تک توفیق ہے بھوک مٹانے کے لئے، غریبوں کے علاج کے لئے، تعلیمی امداد کے لئے، غریبوں کی شادیوں کے لئے، جماعتی نظام کے تحت مدد میں شامل ہو کر بھی عہد بیعت کو نبھاتے بھی ہیں اور نبھانا چاہئے بھی۔ اللہ کرے ہم کبھی ان قوموں اور حکومتوں کی طرح نہ ہوں جو اپنی زائد پیداوار ضائع تو کر دیتی ہیں لیکن دکھی انسانیت کے لئے صرف اس لئے خرچ نہیں کرتیں کہ ان سے ان کے سیاسی مقاصد اور مفادات وابستہ نہیں ہوتے یا وہ مکمل طور پر ان کی ہر بات ماننے اور ان کی Dictation لینے پر تیار نہیں ہوتے۔ اور سزا کے طور پر ان قوموں کو بھوکا اور ننگا رکھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو پہلے سے بڑھ کر خدمت انسانیت کی توفیق عطا فرمائے''۔

(روزنامہ الفضل 13 جنوری 2004ء)

خدمت خلق کے عظیم سلسلے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

''جماعت میں خدمت خلق اور بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے جتنا زور دیا جاتا ہے اور ہر امیر غریب اپنی بساط کے مطابق اس کوشش میں ہوتا ہے کہ کب اسے موقع ملے اور وہ اللہ کی رضا کی خاطر خدمت خلق کے کام کو سرانجام دے۔ کیوں ہر احمدی کا دل خدمت خلق کے کاموں میں اتنا کھلا ہے اس لئے کہ (۔) کی جس خوبصورت تعلیم کو ہم بھول چکے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی محبت چاہتے ہو تو پھر اس کی مخلوق سے اچھا سلوک کرو، ان کی ضروریات کا خیال رکھو، یہ بھی ایک بہت بڑا ذریعہ ہے جو تمہیں اللہ تعالیٰ کے قرب سے نوازے گا۔ اس خوبصورت تعلیم کو حضرت اقدس مسیح موعود نے اپنی شرائط بیعت کی ایک بنیادی شرط قرار دیا ہے کہ میرے ساتھ منسلک ہونے کے بعد اپنی تمام تر طاقتوں اور نعمتوں سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی نہ صرف ہمدردی کرو بلکہ ان کو فائدہ بھی پہنچاؤ۔ اس لئے اگر زلزلہ زدگان کی مدد کی ضرورت ہے تو احمدی آگے ہے۔ سیلاب زدگان کی مدد کی ضرورت ہے تو احمدی آگے ہے۔ بعض دفعہ ایسے مواقع بھی آئے کہ پانی کی تند و تیز دھاروں میں بہہ کر احمدی نوجوانوں نے اپنی جانوں کو تو قربان کر دیا لیکن ڈوبتے ہوؤں کو کنارے پر پہنچا دیا۔ پھر خلیفہ وقت نے جب یہ اعلان کیا کہ مجھے افریقہ کے غریب بچوں کی تعلیم اور بیماریوں کی وجہ سے دکھی مخلوق جنہیں علاج کی سہولت میسر نہیں، سکول اور ہسپتال کھولنے کے لئے اتنی رقم کی ضرورت ہے تو افراد جماعت اس جذبہ کے تحت جو ایک احمدی کے دل میں دکھی انسانیت کے لئے ہونا چاہئے یہ رقم مہیا کریں اور اس پیاری جماعت کے افراد نے خلیفہ وقت کے اس مطالبہ پر لبیک کہتے ہوئے اس سے کئی گنا زیادہ رقم خلیفہ وقت کے سامنے رکھ دی جس کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ اور پھر جب خلیفہ وقت نے یہ کہا یہ رقم تو مہیا ہوگئی اب مجھے ان سکولوں اور ہسپتالوں کو چلانے کے لئے افرادی قوت کی بھی ضرورت ہے تو ڈاکٹرز اور ٹیچرز نے انتہائی خلوص کے ساتھ اپنے آپ کو پیش کیا۔ اب تو افریقہ کے حالات نسبتاً بہتر ہیں۔ ستر کی دہائی میں جب یہ نصرت جہاں سکیم شروع کی گئی تھی انتہائی نامساعد حالات تھے۔ اور ان نامساعد حالات میں ان لوگوں نے گزارا کیا۔ بعض ڈاکٹرز اور ٹیچرز اچھی ملازمتوں پر تھے لیکن وقف کے بعد بیاباں میں بھی جا کر رہے۔ اکثر ہسپتال اور سکول دیہاتوں میں تھے جہاں نہ بجلی کی سہولت نہ پانی کی سہولت لیکن دکھی انسانیت کی خدمت کے عہد بیعت کو نبھانا تھا اس لئے کسی بھی روک اور سہولت کی قطعاً کوئی پرواہ نہیں کی۔ شروع میں ہسپتالوں کا یہ حال تھا کہ لکڑی کی میز لے کر اس پر

مریض کو لٹایا، روشنی کی کمی چند لالٹینوں یا گیس لیمپ سے پوری کی اور جو بھی چاقو، چھریاں، قینچیاں، سامان آپریشن کا میسر تھا اس پر مریض کا آپریشن کر دیا اور پھر دعا میں مشغول ہو گئے کہ اے خدا میرے پاس تو جو کچھ میسر تھا اس کا میں نے علاج کر دیا ہے۔ میرے خلیفہ نے مجھے کہا تھا کہ دعا سے علاج کرو اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ میں بہت شفا رکھے گا۔ تو ہی شفا دے اور اللہ تعالیٰ نے بھی ان قربانی کرنے والے ڈاکٹروں کی قدر کی اور ایسے ایسے لاعلاج مریض شفا پا کر گئے کہ دنیا حیران ہوتی تھی۔ اور پھر مالی ضرورتیں بھی اس طرح خدا تعالیٰ نے پوری کیں کہ بڑے بڑے امراء بھی شہروں کے بڑے ہسپتالوں کو چھوڑ کر ہمارے چھوٹے دیہاتی ہسپتالوں میں آ کر علاج کروانے کو ترجیح دیتے تھے۔ اسی طرح اساتذہ نے بھی بنی نوع انسان کی خدمت کے جذبہ سے سرشار ہو کر بچوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا۔ ڈاکٹروں اور اساتذہ کی خدمات کے سلسلے آج بھی جاری ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ سلسلے جاری رکھے اور ان سب خدمت کرنے والوں کو اجر عظیم سے نوازتا رہے"۔

(روزنامہ الفضل 16 فروری 2004ء)

خدمت خلق کی مثالیں

مہمانوں کی خدمت کے لئے لنگر خانہ حضرت مسیح موعود کا نظام دنیا بھر میں بیسیوں مقامات پر جاری ہے۔ آسمانی آفات پر جماعت احمدیہ کی طرف سے دنیا بھر میں ریلیف کیمپس کا قیام مثلاً جاپان، ترکی، انڈونیشیا اور پاکستان وغیرہ کے زلزلہ زدگان کی خدمات اہم ہیں۔ مختلف جماعتی اداروں کی طرف سے غرباء کے لئے متعدد امدادی سکیمیں جاری ہیں۔ گرمیوں میں مختلف مقامات پر ٹھنڈا پانی پلانے کا انتظام کیا جاتا ہے، مثلاً ربوہ میں جمعۃ المبارک کے دن بچے بڑے مختلف سڑکوں پر یہ خدمت سرانجام دیتے ہیں۔ موسم گرما میں مستحقین میں گندم اور سردیوں میں گرم کپڑوں کی فراہمی کا مستقل نظام موجود ہے۔ بے کس قیدیوں کو قانونی اور مالی امداد فراہم اور خوشیوں کے مواقع پر تحائف تقسیم کئے جاتے ہیں۔

حقوق العباد کی ادائیگی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنی عبادت کرنے اور حقوق اللہ ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے وہاں حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ دلاتے ہوئے ہمیں مختلف رشتوں اور تعلقوں کے حقوق کی ادائیگی کا بھی حکم فرمایا ہے اور اسی اہمیت کی وجہ سے ہی حضرت اقدس مسیح موعود نے شرائط بیعت کی نویں شرط میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی ہمدردی اور ان کے حقوق کی ادائیگی کا ذکر فرمایا ہے"۔ (روزنامہ الفضل 13 جنوری 2004ء)

یتامیٰ کی خبر گیری کا جماعتی نظام

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں یتامیٰ کی خبر گیری کا بڑا اچھا انتظام موجود ہے۔ مرکزی طور پر بھی انتظام جاری ہے گو اس کا نام یکصد یتامیٰ کی تحریک ہے لیکن اس کے تحت سینکڑوں یتامیٰ بالغ ہو کر پڑھائی مکمل کر کے کام پر لگ جانے تک ان کو پوری طرح سنبھالا گیا۔ اسی طرح لڑکیوں کی شادیوں تک کے اخراجات پورے کئے جاتے رہے اور کئے جا رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت اس میں دل کھول کر امداد کرتی ہے اور زیادہ تر جماعت کے مخیّر احباب ہیں وہی اس میں رقم دیتے ہیں"۔

(روزنامہ الفضل 19 نومبر 2004ء)

یتامیٰ کو سنبھالیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:۔

"اب میں باقی دنیا کے ممالک کے امراء کو بھی کہتا ہوں کہ اپنے ملک میں ایسے احمدی یتامیٰ کی تعداد کا جائزہ لیں جو مالی لحاظ سے کمزور ہیں، پڑھائی نہ کر سکتے ہوں، کھانے پینے کے اخراجات مشکل ہوں اور پھر مجھے بتائیں۔ خاص طور پر افریقن ممالک میں، اسی طرح بنگلہ دیش ہے، ہندوستان ہے، اس طرف کافی کمی ہے اور توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ تو باقاعدہ ایک سکیم بنا کر اس کام کو شروع کریں اور اپنے اپنے ملکوں میں یتامیٰ کو سنبھالیں۔ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ جماعت میں مالی لحاظ سے مضبوط حضرات اس نیک کام میں حصہ لیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے سنبھالنے میں جو اخراجات ہوں گے ان میں کوئی کمی نہیں پیش آئے گی"۔

(روزنامہ الفضل 19 نومبر 2004ء)

یتیموں اور بیواؤں کی خدمت

1926 میں یتامیٰ اور بیوگان کے لئے دارالشیوخ اور پھر ربوہ میں دارالاقامہ کی خدمات جاری رہیں۔ کفالت یتامیٰ کمیٹی کا قیام جشن تشکر کے موقعہ پر ہوا جس کے ذریعہ 1500 یتامیٰ کی کفالت اور تعلیم و تربیت کا انتظام ہے۔ بیوگان کی مالی امداد کے لئے مستقل وظائف دیئے جاتے ہیں۔ بیوت الحمد سکیم کے ذریعہ ایک سو کے قریب گھروں پر مشتمل ربوہ میں ایک خوبصورت کالونی اور پارک بنایا گیا ہے۔ اس سکیم کے تحت پانچ صد سے زائد احباب کو تعمیر مکان کے لئے کلی یا جزوی امداد دی جا چکی ہے۔ شہداء اور اسیران راہ مولیٰ کے خاندانوں کے لئے سیدنا بلال فنڈ کا قیام بھی خدمت خلق کے کاموں میں سے ایک اہم کام ہے۔

حسن سلوک کی مثالیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"مسکین لوگوں سے بھی حسن سلوک کرو۔ ان مسکینوں میں تمام ایسے لوگ آ جاتے ہیں جن پر کسی قسم کی تنگی ہے۔ ان کی ضروریات پوری کرو۔ اس کا جائزہ بھی ہر احمدی کو اپنے ماحول میں لیتے رہنا چاہئے۔ مسکینوں سے صرف یہ مراد نہ لیں کہ جو مانگنے والے ہیں۔ مانگنے والے تو اپنا خرچ کسی حد تک پورا کر ہی لیتے ہیں مانگ کر۔ لیکن بہت سے ایسے سفید پوش ہیں جو تنگی برداشت کر لیتے ہیں لیکن ہاتھ نہیں پھیلاتے۔ اور اس آیت کے مصداق ہوتے ہیں کہ (۔) تو ان کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کی کوشش کریں۔ پھر فرمایا کہ تمہارے اس سلوک کے بہت زیادہ مستحق ہمسائے بھی ہیں، ان سے بہت زیادہ حسن سلوک کرو۔ بلکہ اس کی تاکید تو آنحضرت ﷺ نے اس قدر فرمائی کہ صحابہ کہتے ہیں کہ ہمیں خیال ہوا کہ اب شاید ہماری وراثت میں بھی ہمسائے کا حق ٹھہر جائے گا۔ فرمایا کہ یہ ہمسائے جو ہیں ان میں تمہارے رشتہ دار بھی ہیں چاہے دور کے رشتہ دار ہوں یا قریب کے ہوں۔ تمہیں خیال آ جائے کہ چلو رشتہ دار ہیں ان سے حسن سلوک کرنا چاہئے، ان کی ضروریات پوری کرنی چاہئیں۔ تو فرمایا کہ صرف رشتہ دار ہمسائے ہی نہیں بلکہ غیر رشتہ دار ہمسائے ہیں وہ بھی تمہارے حسن سلوک کے مستحق ہیں، ان سے بھی حسن سلوک کرنا۔ پھر تمہارے ہم جلیس ہیں، تمہارے ساتھ بیٹھنے والے ہیں یہ سب تمہارے حسن سلوک کے مستحق ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں کہ: اس میں تمہارے ساتھ ایک سیٹ پر بیٹھنے والے بھی ہیں۔ اب دیکھیں دائرہ کتنا وسیع ہو رہا ہے۔ صرف ہم مذہب نہیں، صرف تمہارے ساتھی ہی نہیں بلکہ سکول میں، کالج میں، یونیورسٹی میں ساتھ بیٹھنے والے بھی تمہارے حسن سلوک کے مستحق ہیں، ان کا بھی خیال رکھو، ان سے بھی حسن سلوک کرو۔ ان سے بھی اچھے اخلاق سے پیش آؤ"۔ (روزنامہ الفضل 19 نومبر 2004ء)

مریضوں کی عیادت

"بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ بڑی اچھی عادت ہوتی ہے کہ خود جا کر خیال رکھتے ہوئے ہسپتالوں میں جاتے ہیں اور مریضوں کی عیادت کرتے ہیں خواہ واقف ہوں یا نہ واقف ہوں۔ ان کے لئے پھل لے جاتے ہیں، پھول لے جاتے ہیں۔ تو یہ طریقہ بڑا اچھا ہے خدمت خلق کا"۔

(روزنامہ الفضل 13 جنوری 2004ء)

مریضوں کی دعائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"پھر پاکستان میں بھی اور دوسرے ملکوں میں بھی بچوں کی تعلیم اور مریضوں کے علاج کے لئے مستقلاً احباب جماعتی انتظام کے تحت مالی اعانت کرتے ہیں اور پاکستان اور ہندوستان جیسے ملکوں میں جہاں غربت بہت زیادہ ہے اس مقصد کے لئے مالی اعانت کرنے والے اس خدمت کی وجہ سے مریضوں کی دعائیں لے رہے ہیں۔ تو اس نیک کام کو بھی احباب جماعت کو جاری رکھنا چاہئے اور پہلے سے بڑھ کر جاری رکھنا چاہئے اور پہلے سے بڑھ کر کرنا چاہئے کہ دکھوں میں اضافہ بھی بڑی تیزی سے ہو رہا ہے"۔

(روزنامہ الفضل 16 فروری 2004ء)

نادار مریضوں کا علاج

سیدنا حضرت مسیح موعود اور آپ کے خلفاء اپنی مبارک زندگی میں ضرورتمند، غریب اور نادار مریضوں کا علاج، مفت ادویات اور دعاؤں سے ہمدردانہ خدمات بجالاتے رہے ہیں۔ نور ہسپتال قادیان اور فضل عمر ہسپتال ربوہ کی بہت طویل طبی خدمات ہیں اور 1995ء میں المہدی ہسپتال مٹھی کا قیام بھی سندھ میں خدمت خلق کے میدان میں ایک سنگ میل ہے۔ تھر جیسے پسماندہ علاقے میں احمدی معلمین کے ذریعہ طبی سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں۔ جماعتی ہسپتالوں میں نادار مریضوں کے مفت علاج کی بلاتمیز مذہب سہولت موجود ہے۔ نصرت جہاں سکیم کے تحت 12 ممالک میں 39 ہسپتالوں اور کلینکس کے ذریعہ کروڑوں لوگوں تک طبی سہولیات کی فراہمی کا سلسلہ جاری ہے۔ دنیا بھر میں فری میڈیکل کیمپس کے ذریعہ لاکھوں لوگوں کو طبی سہولیات پہنچائی جا رہی ہیں۔ احمدی سپیشلسٹ ڈاکٹرز کی طرف سے مریضوں کا مفت معائنہ اور ادویات بھی فراہم کی جاتی ہیں۔ ڈاکٹر عقیل بن عبدالقادر آئی ہسپتال کراچی کے قیام کے ذریعہ بھی نادار مریضوں کا علاج ہوتا ہے۔

تعلیمی میدان میں خدمات

قادیان، ربوہ نیز برصغیر اور اس سے کئی مقامات پر ابتدائی سطح سے لے کر اعلیٰ تعلیمی اداروں کا قیام اور خدمت خلق کے تعلیمی میدان میں بیشمار خدمات ہیں۔ نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم کے تحت افریقہ کے مختلف ممالک میں 557 پرائمری اور 40 جونیئر وسینئر سیکنڈری سکولوں کے ذریعہ لاکھوں لوگوں کو تعلیمی سہولت فراہم کی جا رہی ہے۔

جماعت احمدیہ میں نادار طلباء کے لئے فنڈز کی فراہمی اور تعلیمی وظائف کی مستقل سکیم جاری ہے۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے وظائف اور ذہین طلباء کے لئے سکالر شپ اور تمغوں کا اجراء کیا گیا ہے۔ فری کوچنگ کلاسز کے ذریعہ کمزور طلباء کی تعلیمی امداد کی جاتی ہے۔ کیریئر پلاننگ پر سیمینارز اور انفارمیشن سیل کے ذریعہ طلباء کی رہنمائی اور بک بینک کے ذریعہ ضرورتمند طلباء کے لئے کتب کی فراہمی کو ممکن بنایا جاتا ہے۔ قرآن کریم اور دینی تعلیم کے لئے قابل قدر انفرادی اور اجتماعی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ ایم ٹی اے کے ذریعہ مختلف زبانیں سکھانے کا پروگرام جاری ہے۔ ووکیشنل

اِنِّیْ مَعَکَ یَا مَسْرُوْرُ

(تذکرہ ص630)

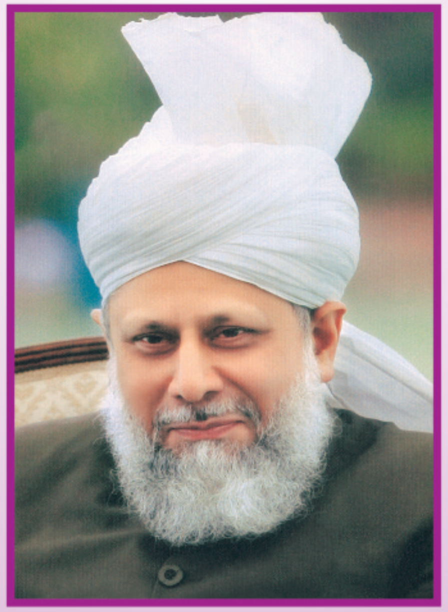

دور خلافت خامسہ کی ترقیات کی چند جھلکیاں

احمدیت میں نئے شامل ہونے والے 17 ممالک میں

سینٹ کٹس، مارٹینق، جبرالٹر، بہاماز، سینٹ ونسنٹ، اسٹونیا، انٹی گوا، برمودا، بولیویا، گواڈے لوپ، سینٹ مارٹن، فرنچ گیانا، ہیٹی، تاجکستان، پغاؤ جزیرہ، لیٹویا اور آئس لینڈ شامل ہیں 193 ممالک میں جماعت احمدیہ کا پودا لگ چکا ہے۔ کل 3033 نئی جماعتوں کا اضافہ ہوا ہے۔

747 نئی بیوت الذکر اللہ تعالیٰ نے اس مبارک دور میں بنانے کی توفیق دی ہے جبکہ 743 بنی بنائی بیوت الذکر بھی عطا ہوئی ہیں۔

مختصر سوانح حیات

حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 15 ستمبر 1950ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب و حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ کے ہاں ربوہ میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت مسیح موعود کے پڑپوتے، حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے پوتے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے نواسے ہیں۔ میٹرک تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ اور بی اے تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے کیا۔ 1967ء میں ساڑھے سترہ سال کی عمر میں نظام وصیت میں شمولیت فرمائی۔ 1976ء میں زرعی یونیورسٹی فیصل آباد سے ایم ایس سی کی ڈگری ایگریکلچرل اکنامکس میں حاصل کی۔ 31 جنوری 1977ء کو آپ کی شادی حضرت سیدہ امۃ السبوح بیگم صاحبہ بنت محترمہ صاحبزادی امۃ الحکیم صاحبہ مرحومہ و مکرم سید داؤد مظفر شاہ صاحب سے ہوئی۔ اگست 1977ء میں وقف کرکے نصرت جہاں سکیم کے تحت غانا روانہ ہوئے۔ غانا میں 1977ء تا 1985ء بطور پرنسپل سیکنڈری سکول سلاگا اور 4 سال ایسارچر میں خدمت کی اور 2 سال احمدیہ زرعی فارم ٹمالے شمالی غانا کے مینیجر رہے۔ آپ نے غانا میں پہلی بار گندم اُگانے کا کامیاب تجربہ کیا۔ 1985ء میں پاکستان واپسی ہوئی اور 17 مارچ 1985ء سے نائب وکیل المال ثانی کے طور پر تقرر ہوا۔

18 جون 1994ء آپ کا تقرر بطور ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ ہوگیا۔ 10 دسمبر 1997ء کو ناظر اعلیٰ و امیر مقامی مقرر ہوئے اور تا انتخاب خلافت اس منصب پر مامور رہے۔ اگست 1998ء میں صدر مجلس کارپرداز مقرر ہوئے۔ 1994ء تا 1997ء چیئرمین ناصر فاؤنڈیشن رہے اسی عرصہ میں آپ صدر تزئین ربوہ کمیٹی بھی تھے۔ آپ نے گلشن احمد نرسری کی توسیع اور ربوہ کو سرسبز بنانے کیلئے ذاتی کوشش اور نگرانی فرمائی۔ 1988ء سے 1995ء تک ممبر قضاء بورڈ رہے۔ خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں سال 77-1976ء میں مہتمم صحت جسمانی، 85-1984ء میں مہتمم تجنید، سال 86-1985ء تا 89-1988ء مہتمم مجالس بیرون اور 90-1989ء میں نائب صدر خدام الاحمدیہ پاکستان رہے۔ مجلس انصار اللہ پاکستان میں قائد ذہانت و صحت جسمانی 1995ء اور قائد تعلیم القرآن 1995ء تا 1997ء رہے۔ 1999ء میں ایک مقدمہ میں اسیر راہ مولیٰ رہے 30 اپریل کو گرفتار ہوئے اور 10 مئی کو رہا ہوئے۔ 22 اپریل 2003ء کو لندن وقت کے مطابق 11:40 بجے رات آپ کے بطور خلیفۃ المسیح الخامس منتخب ہونے کا اعلان ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر اور صحت میں برکت عطا فرمائے۔

تراجم قرآن کریم مزید 11 زبانوں میں طبع ہوئے اس طرح کل 68 زبانوں میں تراجم مکمل ہوگئے ہیں۔

نئے مشن ہاؤسز اس وقت تک 102 ممالک میں مشن ہاؤسز کی کل تعداد 2 ہزار 11 ہو چکی ہے۔

اشاعت لٹریچر 2008ء میں 621 مختلف کتب، پمفلٹس اور فولڈرز وغیرہ 31 زبانوں میں طبع ہوئے ہیں جن کی تعداد 21 لاکھ 24 ہزار 367 ہے۔

تحریک وقف نو خلافت خامسہ کے موجودہ دور میں اب تک اللہ کے فضل سے 12815 واقفین کا اضافہ ہو چکا ہے۔

معروف تحریکات اور کارنامے

- MTA3 العربیہ کا اجراء
- وقف بعد از ریٹائرمنٹ کی طرف توجہ (خطبہ جمعہ 3 نومبر 2006ء)
- سو فیصد جماعتی و تنظیمی عہدیداران کو وصیت کی تحریک (خطبہ جمعہ 14 اپریل 2006ء)
- ڈاکٹرز کو وقف کرنے کی تحریک
- واقفین نو بچوں کو خصوصیت سے بچیوں کو انگریزی، عربی اور اردو سیکھنے کی تحریک (خطبہ جمعہ 18 جون 2004ء)
- صد سالہ خلافت جوبلی تک چندہ دہندگان میں سے پچاس فیصد موصیان بنانے کی تحریک (خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ یکم اگست 2004ء)
- نظام وصیت کے سو سال پورے ہونے پر 15 ہزار نئی وصایا کی تحریک (خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ یکم اگست 2004ء)
- کم از کم ایف اے تک تعلیم حاصل کرنے کی تحریک (خطبہ جمعہ 5 دسمبر 2003ء)
- افریقہ کے ہسپتالوں کیلئے ڈاکٹروں کو مستقل یا عارضی وقف کی تحریک (خطبہ جمعہ 17 اکتوبر 2003ء)
- افریقہ اور فضل عمر ہسپتال ربوہ کیلئے ڈاکٹروں کو وقف عارضی کی تحریک (خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ 26 جولائی 2003ء)
- نو مبائعین کو شروع ہی سے مالی نظام میں شامل کرنے کی تحریک (خطبہ جمعہ 31 مارچ 2006ء)
- ہر احمدی کو ایک سال میں کم از کم ایک یا دو ہفتے دعوت الی اللہ کے لئے وقف کرنے کی تحریک (خطبہ جمعہ 24 جنوری 2004ء)
- رسول کریمؐ اور دین حق کے خلاف لٹریچر کے رد کیلئے خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کو جوابی مضمون لکھنے اور ٹیمیں بنانے کی تحریک (خطبہ جمعہ 18 فروری 2005ء)
- خدمت خلق کے کام کو سارا سال جاری رکھنے کی تحریک
- نظارت رشتہ ناطہ کا قیام
- طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کا قیام
- طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کیلئے مالی قربانی کی تحریک (خطبہ جمعہ 3 جون 2005ء)
- نور فاؤنڈیشن کا قیام
- طاہر فاؤنڈیشن کا قیام (خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ 27 جولائی 2003ء)
- تحریک جدید کے دفتر پنجم کا اجراء (خطبہ جمعہ 5 نومبر 2004ء)
- صد سالہ خلافت جوبلی کا دعائیہ روحانی پروگرام (خطبہ جمعہ 27 مئی 2005ء)
- جامعہ احمدیہ کینیڈا، برطانیہ اور جرمنی کا قیام
- بیہودہ فلموں اور گانوں سے احتیاط کی تحریک (خطبہ جمعہ 30 جنوری 2004ء)
- وقف عارضی میں سپین جانے کی یاد دہانی (خطبہ جمعہ 28 جنوری 2005ء)
- ربوہ کو سرسبز بنانے کی تحریک
- ناروے میں بیت الذکر کی تعمیر کیلئے تحریک (خطبہ جمعہ 23 ستمبر 2005ء)
- انٹرنیٹ کے غلط استعمال سے گریز کی تحریک (خطبہ جمعہ 20 اگست 2004ء)
- تمباکو نوشی ترک کرنے کی تحریک (خطبہ جمعہ 10 اکتوبر 2003ء)
- اہل ربوہ اور قادیان کو خصوصیت سے گھروں کے اندر اور باہر صفائی کی تحریک (خطبہ جمعہ 23 اپریل 2004ء)
- جماعت احمدیہ جرمنی کو ہر سال کم از کم پانچ بیوت الذکر تعمیر کرنے کی تحریک (خطبہ جمعہ 16 جون 2006ء)
- بیوت الذکر کی مد میں مالی قربانی کی تحریک (خطبہ جمعہ 11 نومبر 2005ء)
- نوجوانوں کو جرنلزم میں زیادہ سے زیادہ جانے کی تحریک (خطبہ جمعہ 10 فروری 2006ء)
- زکوٰۃ معین شرح کے مطابق ادا کرنے کی تلقین (خطبہ جمعہ 28 مئی 2004ء)
- سپین میں بیت الذکر کی تعمیر کیلئے مالی تحریک (خطبہ جمعہ 3 جون 2005ء)

ایجوکیشن کی سہولت اور خواتین کو سلائی مشینوں کے تحائف کی سکیم متعارف ہے۔

غریب اور نادار طلباء کی امداد

نظارت تعلیم، وکالت تعلیم اور ذیلی تنظیموں میں اور امور طلباء کا مستقل قیام ہے۔ جن کے ذریعہ ضرورتمند اور غریب طلباء کی اعانت کی جاتی ہے اور وہ طلباء ماہرین تعلیم بن کر یا صاحب روزگار ہو کر خدمت دین اور مالی قربانی میں۔ آگے سے آگے نظر آتے ہیں۔

جماعت احمدیہ میں غریب اور نادار طلباء کی تعلیمی ضروریات کو پورا کرنے کی غرض سے خلیفہ وقت اور مرکزی شعبہ تعلیم ہر قسم کی مدد کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع سے کیا گیا ایک سوال اور اس کا جواب ملاحظہ ہو۔

سوال: حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے فضل عمر فاؤنڈیشن کے تحت سکیم جاری کی تھی جو طالب علم اپنی یونیورسٹی وغیرہ میں ٹاپ کرتے تھے ان کو گولڈ میڈل دیا جاتا تھا۔ میرا سوال ہے کہ یہ ابھی تک جاری ہے یا نہیں۔

جواب: گولڈ میڈل تو اب بھی دیا جاتا ہے مگر اب خدا کے فضل سے اس سے بہت زیادہ ہم مدد کرتے ہیں اور ایسے فنڈز مہیا ہو گئے ہیں پہلے بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث یہ کیا کرتے تھے کہ اگر کوئی غریب طالب علم ہو اور اس کا Potential اونچا ہو تو اس کو جماعت کی مدد دیا کرتے تھے مگر اب تو بہت زیادہ ہو گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ چوہدری شاہنواز صاحب اللہ تعالیٰ ان کو جزا دے انہوں نے اپنے ابا کے نام پر ایک فنڈ مجھے مہیا کیا اور وہ مستقل ایک کارخانہ ہے اس کی آمد کا 1/3 یا جتنا بھی تھا۔ تجارت سے وہ مستقل وقف کر دی ہے اور اس کے اوپر انہوں نے کہا کسی کمیٹی کی ضرورت نہیں خلیفہ وقت جو چاہے جس کو چاہے قرضہ دے دے اور روزانہ ایک دن بھی ایسا ناغہ نہیں ہوا کہ غریب طالب علموں کی میں نے اس سے مدد نہ کی ہو ایک دن بھی نہیں جاتا۔ آج ہی ایک طالب علم ملنے آیا تھا اس کے ماں باپ غریب تھے مگر قربانی کر رہے تھے انگلستان اونچی تعلیم کے لئے بھیج دیا تھا۔ بات بات پر اس کو رونا آرہا تھا میں نے پتہ کیا تاکہ روتے کیوں ہو وجہ کیا ہے اس نے کہا اس طرح میرے ابا وغیرہ کا حال ہے تو میں نے اس کو کہا کہ تم مجھ سے تعلیمی قرضہ لے لو پہلے تو بہت انکار کیا میں نے کہا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا انکار کا میں حکماً دے رہا ہوں تمہیں لازماً لینا چاہئے۔ اپنے ابا کو لکھ دو خدا نے میرا انتظام کر دیا ہے اور واپسی کا جو خیال ہے یہ بھی بوجھ نہ رکھو اگر تمہیں تعلیم مل گئی اچھی اور دنیا کی کمائی ہوئی تو جب چاہو جتنا چاہو واپس کر دینا اکثر ایسے لوگ جو میں نے تجربہ کر کے دیکھا ہے کہ جو قرضہ ہو وہی واپس نہیں کرتے بلکہ اور بھی دیتے ہیں تاکہ ان جیسے غریب لوگوں کی اور مدد ہو اور فنڈ بڑھتا جاتا ہے کم ہونے کی بجائے تو یہ جماعت احمدیہ پر اللہ کا بہت فضل ہے۔

(روزنامہ الفضل 24 مارچ 2000ء)

غریبوں کی عزت کا خیال رکھیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

بعض لوگ لکھتے ہیں کہ ہم غریب بچیوں کی شادیوں کے لئے اچھے کپڑے دینا چاہتے ہیں جو ہم نے ایک آدھ دن پہنے ہوئے ہیں اور پھر چھوٹے ہو گئے یا کسی وجہ سے استعمال نہیں کر سکے۔ تو اس کے بارہ میں واضح ہو کہ چاہے ایسی چیزیں ذیلی تنظیموں، لجنہ وغیرہ کے ذریعہ یا خدام الاحمدیہ کے ذریعہ ہی دی جارہی ہوں یا انفرادی طور پر دی جارہی ہوں تو ان ذیلی تنظیموں کو بھی یہ کہا جاتا ہے کہ اگر ایسے لوگ چیزیں دیں تو غریبوں کی عزت کا خیال رکھیں اور اس طرح، اس شکل میں دیں کہ اگر وہ چیز دینے کے قابل ہے تو دی جائے۔ یہ نہیں کہ ایسی اترن جو بالکل ہی ناقابل استعمال ہو وہ دی جائے۔ داغ لگے ہوں، پسینے کی بو آرہی ہو کپڑوں میں سے۔ تو غریب کی بھی ایک عزت ہے اس کا بھی خیال رکھنا چاہئے اور ایسے کپڑے اگر دیئے جائیں تو صاف کروا کر، دھلا کر، ٹھیک کروا کر، پھر دیئے جائیں"۔

(روزنامہ الفضل 13 جنوری 2004ء)

فضل عمر ہسپتال خدمت کی مثال

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے مبارک دور خلافت میں اور آپ کی زیر نگرانی ربوہ میں جماعت احمدیہ کے زیر انتظام فضل عمر ہسپتال کا سنگ بنیاد 20 فروری 1956ء کو رکھا گیا اور 21 مارچ 1958ء کو اس کا افتتاح عمل میں آیا۔ ساڑھے 37 کنال زمین میں چند کمروں کی تعمیر سے اس کا آغاز ہوا۔ آج خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ ترقی کی منازل کی طرف بڑی تیزی سے قدم مار رہا ہے، جماعت احمدیہ میں 24 گھنٹے خدمت پر مامور فضل عمر ہسپتال خدمت خلق کی ایک نادر مثال ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اس ہسپتال کے بارے میں فرمایا:۔

"خواہش یہ ہے اور دعا یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کا ہسپتال دنیا کا بہترین ہسپتال ہو۔ کارکنوں کے اخلاق کے لحاظ سے بھی اور اس لحاظ سے بھی کہ وہ اپنے مریضوں کے لئے دعائیں کرنے والے ہوں اور دوا پر انحصار نہ کرنے والے ہوں۔ اس لحاظ سے کہ غریب سے گہری ہمدردی پائی جاتی ہو۔ اس لحاظ سے بھی کہ فنی ماہرین بھی یہاں چوٹی کے جمع ہوں"۔

(الفضل 12 اپریل 1984ء)

ہسپتال میں بیشمار سہولتوں اور انتظامات میں شاندار بہتری کے باوجود حضرت خلیفہ رابع کے ارشاد کو پورا کرنے کی منزل ابھی دور ہے لیکن یقین ہے کہ فضل عمر ہسپتال ایک دن دنیا کا بہترین ہسپتال ہوگا۔ خدا تعالیٰ کے فضل اور احسان سے یہاں ہر قسم کی سہولت اور بہترین ٹیکنالوجی کی حامل مشینریاں موجود ہیں۔ جن کی مدد سے دکھی، ضرورتمند اور نادار انسانیت کی خدمت کی جارہی ہے۔ بیگم زبیدہ بانی ونگ کی تعمیر اور اعلیٰ کارکردگی کے بعد خواتین کے جملہ عوارض کا علاج اب جدید پیمانے پر جاری ہے۔ فضل عمر ہسپتال میں ہی نو تعمیر شدہ طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ نے بھی کام شروع کر دیا ہے۔

ضرور غریبوں کے کام آئیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"جماعتی سطح پر یہ خدمت انسانیت حسب توفیق ہو رہی ہے۔ مخلصین جماعت کو خدمت خلق کی غرض سے اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے، وہ بڑی بڑی رقوم بھی دیتے ہیں جن سے خدمت انسانیت کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے افریقہ میں بھی اور ربوہ اور قادیان میں بھی واقفین ڈاکٹر اور اساتذہ خدمت بجا لا رہے ہیں۔ لیکن میں ہر احمدی ڈاکٹر، ہر احمدی ٹیچر اور ہر احمدی وکیل اور ہر وہ احمدی جو اپنے پیشے کے لحاظ سے کسی بھی رنگ میں خدمت انسانیت کر سکتا ہے، غریبوں اور ضرورت مندوں کے کام آسکتا ہے، ان سے یہ کہتا ہوں کہ وہ ضرور غریبوں اور ضرورت مندوں کے کام آنے کی کوشش کریں۔ تو اللہ تعالیٰ آپ کے اموال ونفوس میں پہلے سے بڑھ کر برکت عطا فرمائے گا انشاء اللہ۔ اگر آپ سب اس نیت سے یہ خدمت سر انجام دے رہے ہوں کہ ہم نے زمانے کے امام کے ساتھ ایک عہد بیعت باندھا ہے جس کو پورا کرنا ہم پر فرض ہے تو پھر دیکھیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور برکتوں کی کس قدر بارش ہوتی ہے جس کو آپ سنبھال بھی نہیں سکیں گے"۔

(روزنامہ الفضل 13 جنوری 2004ء)

بلڈ بینک ربوہ

دوسروں کی تکلیف کا احساس اور اسے دور کرنے کی کوشش کرنا جماعت احمدیہ کا شعار ہے۔ انسانی ہمدردی کے اسی جذبہ کے تحت ضرورتمند افراد کو اپنے جسم کا خون مہیا کرنا، ایک نہایت گرانقدر خدمت ہے۔ جماعت، احمدی نوجوانوں میں اسی جذبہ کو اجاگر کرتے ہوئے بلا امتیاز ہر ضرورتمند شخص کی ضرورت پوری کرنے کی ہمیشہ تحریک اور جدوجہد کرتی رہی ہے اور احمدی نوجوان خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں کئی لحاظ سے شاندار خدمات کی توفیق پا رہے ہیں۔ اگرچہ یہ کام بہت پہلے سے جاری تھا۔ جنہیں خون کی ضرورت پڑتی تھی وہ انفرادی طور پر لوگوں سے مل کر خون کے حصول کا انتظام خود کرتے تھے۔ تاہم اپریل 1979ء میں اس سلسلے میں یہ پیشرفت ہوئی کہ شعبہ خدمت خلق مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کے تعاون سے فضل عمر ہسپتال میں بلڈ بینک قائم ہوا۔

مرکز سلسلہ اور اس کے گردونواح میں اس کام کی وسعت کے پیش نظر اس خدمت کو منظم کرنے کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے جولائی 1994ء کو احاطہ بیت المہدی گولبازار ربوہ میں مرکز عطیہ خون قائم کیا گیا۔ اس مرکز کے بہتر انتظام کے لئے ایک انتظامیہ کمیٹی تشکیل دی گئی۔ اس وقت کے ایڈیشنل ناظم خدمت خلق مکرم انوار احمد خان صاحب اور ان کے معاونین مریضوں اور خدام سے رابطہ کا بنیادی کردار ادا کرتے رہے۔ آج یہ ایک ادارہ کی شکل میں نور العین دائرۃ الخدمت الانسانیہ میں بلڈ بینک کے نام سے ترقیات کی منازل طے کرتا ہوا ایک ہسپتال بن چکا ہے، جس میں تھیلیسیمیا اور ہیموفیلیا کے مریض داخل ہو کر شفا پاتے ہیں۔

آئی بینک کا قیام

نابینا افراد کی بینائی بحال کرنے کا عظیم کام

خدمت خلق کا ایک عظیم کام نابینا افراد کی مدد اور دیکھ بھال کرنا ہے اور اگر ان کو مستقل طور پر اس قابل بنا دیا جائے کہ وہ کسی کے محتاج نہ رہیں اور اپنے روزمرہ کے کام خود سرانجام دے سکیں تو اس سے بڑی نیکی اور کیا ہوگی۔ یعنی اگر ان کی بینائی بحال ہو جائے اور وہ اس دنیا کے رنگ دیکھنے لگیں اور خدمت دین بجا لا سکیں تو یہ بڑے ثواب کا کام ہے۔ خدمت خلق کے اسی کام کو آگے بڑھانے کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے زیر انتظام 5 نومبر 2000ء کو نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن و آئی بینک کا قیام عمل میں آیا۔ جس پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے خوشنودی کا اظہار فرمایا اور اس سکیم کو منظور فرمایا۔

عطیہ چشم کی اس تحریک کا عملی آغاز 21 اپریل 2001ء کو ہوا۔ ایسوسی ایشن کے آئی ڈونر مکرم ظریف احمد خان صاحب کی وفات کے بعد ان کی آنکھوں کا عطیہ حاصل کیا گیا اور دو نابینا افراد کی آنکھوں میں کارنیا لگایا گیا۔ یہ پہلے دو آپریشنز اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیاب رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن کے قیام کی منظوری عطا کرتے ہوئے فرمایا:۔

"نابینا افراد کے لئے آنکھوں کی امداد اور سکیم اور آئی بینک یہ سب کچھ اچھا لگا ہے۔ اللہ تعالیٰ دکھی لوگوں کی خدمت کی توفیق دے اور یہ سکیم کامیاب ہو۔ آمین

اس وقت تک خدا تعالیٰ کے فضل سے پاکستان بھر سے 15 ہزار سے زائد احمدی احباب وخواتین نے آنکھوں کے عطیہ کا وصیتی فارم پر کر لیا ہے اور وہ ایسوسی ایشن کے ممبر بن گئے ہیں اور 133 نابینا افراد کے آپریشنز کر کے بینائی (اکتوبر 2008ء تک) بحال کر

دی گئی ہے۔ نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن اور اس کے تحت چلنے والی تحریک عطیہ چشم روز افزوں ترقی کرتی چلی جارہی ہے۔

انڈونیشیا کی خواتین کا اعزاز

جماعت احمدیہ کی تاریخ میں انڈونیشیا کی ایک ہزار احمدی خواتین نے آنکھوں کا عطیہ پیش کرکے خدمت خلق کے میدان میں نئے سنگ میل قائم کئے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ان کی اس قربانی پر خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ جلسہ سالانہ انڈونیشیا کے موقعہ پر آپ نے انڈونیشین خواتین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

”آپ ساری دنیا پر سبقت لے گئی ہیں کہیں بھی لجنہ نے اس پہلو سے ایسی قربانی پیش نہیں کی۔ وہ یہ ہے کہ 1985ء میں 1000 ممبرات لجنہ نے آنکھوں کا عطیہ پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو آخرت کے نور سے منور کرے۔ آپ نے دنیا کی آنکھ تو دنیا میں پیش کردی“۔ (روزنامہ الفضل 20 جولائی 2000ء)

دوسروں سے حسن سلوک ہماری ذمہ داری

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

”ان سے بھی حسن سلوک کرو جن کے تم مالک ہو۔ اس زمانے میں تو خیر غلام کا تصور نہیں، پرانے زمانے میں غلام ہوتے تھے۔ لیکن تمہارے جو ملازمین ہیں ان کی ضروریات کا بھی خیال رکھو، ان کو اگر تمہاری مدد کی ضرورت ہے تو ان کی ضرورت پوری کرنے کی کوشش کرو۔ غمی خوشی میں ان کی ضرورتوں کا خیال رکھو۔ ان کے بچوں کو اگر مالی تنگی کی وجہ سے پڑھنے میں دقت ہے تو ان کی مدد کرو، ان کو پڑھاؤ۔ اگر کوئی لائق نکل آئے اور پڑھ لکھ کر قابل آدمی بن جائے تو تمہارے لئے ویسے بھی مستقل ثواب کا باعث بن جائے گا۔ تو یہ ہے (۔) کی وہ حسین تعلیم کہ حسن سلوک سے تم ایک حسین معاشرہ قائم کر سکتے ہو۔ اور بھی بہت ساری باتیں ہیں، قیدیوں سے بھی حسن سلوک کا ذکر ہے مریضوں سے بھی وغیرہ وغیرہ۔ تو اگر ہر ایک اپنے اپنے دائرے میں دوسرے سے حسن سلوک کرنے والا بن جائے تو دنیا کے فساد تو خود بخود ختم ہو جائیں گے اور پھر وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے بھی ہوں گے تو پھر تو یہ سونے پر سہاگے والی بات ہوگی اور آج اس تفصیل سے یہ حسن سلوک سوائے احمدی کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جو ہم نے ادا کرنی ہے اس لئے اس طرف ہمیں بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے“۔

(روزنامہ الفضل 19 نومبر 2004ء)

اپنی جانوں کو قربان کرکے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

”1947ء میں قیام پاکستان کے وقت لاکھوں لٹے پٹے مہاجر لوگ قافلوں کی صورت میں قادیان کا رخ کرتے تھے اور اس وقت انتہائی برے حالات تھے۔ مسلمانوں کی عورتوں کی عزت وحرمت کی کوئی ضمانت نہیں تھی اور سب مسلمان یہ سمجھتے تھے کہ قادیان پہنچ جائیں تو ہم محفوظ ہو جائیں گے۔ تو اس وقت بھی جو بھی جماعت کے افراد وہاں موجود تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اس وقت وہاں حضرت مصلح موعود نے انہیں انچارج بنایا ہوا تھا تو سب آنے والوں کو جو بڑی کسمپرسی کی حالت میں وہاں پہنچے تھے۔ بعض کپڑوں کے بھی بغیر تھے تو حضور نے سب سے پہلے اپنے گھر کے، خاندان والوں کے کپڑے نکالے بکسوں سے اور پھر ان کو دئے۔ پھر وہیں سے قافلے ایک انتظام کے تحت روانہ ہوئے اور پاکستان پہنچتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے محفوظ طریقے سے پہنچتے رہے۔ اور احمدیوں نے اپنی جانوں کو قربان کرکے ان لوگوں کی حفاظت کی ذمہ داری ادا کی“۔

(روزنامہ الفضل 16 فروری 2004ء)

حسن سلوک کے مستحق

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

”بازاروں میں دوکاندار ہیں، ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں، ان سے بھی اخلاق سے پیش آئیں۔ پھر دفتروں میں کام کرنے والے ہیں، افسران ہیں، ماتحت ہیں۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں کہ صرف کام کرنے والے افسران یا ماتحت نہیں بلکہ جس محکمے میں آپ کام کرتے ہیں اس محکمہ میں کام کرنے والا ہر شخص تمہارے ہم جلیسوں میں شمار ہوتا ہے اور تمہارے حسن سلوک کا مستحق ہے۔ پھر سفر کے دوران، بس میں بیٹھے ہوئے، ٹرین میں بیٹھے ہوئے جو لوگ ہیں یہ بھی اسی زمرے میں آتے ہیں ان سے بھی حسن سلوک کرو۔ بعض دفعہ بعض مسافروں کو نیند آ جاتی ہے، کئی دفعہ میں نے دیکھا ہے کہ اس طرح، تو بے چارے کا سر اگر کسی کے کندھے سے یا سر سے ٹکرا جائے تو دوسرے مسافر کو غصہ چڑھ جاتا ہے کہ اپنے آپ کو سنبھال کر بیٹھو۔ تو یہ چیزیں چھوٹی چھوٹی ہیں چونکہ آپ کے ہمسائے میں ان کا شمار ہو رہا ہے، ساتھ بیٹھنے والوں میں شمار ہو رہا ہے اس لئے ان سے بھی حسن سلوک کرنا چاہئے“۔

(روزنامہ الفضل 19 نومبر 2004ء)

مسافروں سے حسن سلوک

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

”پھر ایک تو مسافر ہے کہ مسافر سے حسن سلوک کرے۔ اس کے علاوہ بعض سفر میں دقتیں پیش آ رہی ہوتی ہیں۔ گاڑی خراب ہوگئی، بس خراب ہوگئی، کار خراب ہوگئی، کسی جگہ آ گئے اور آپ کو مدد کی ضرورت پڑی تو ان کی مدد کرنی چاہئے، ان کی رہنمائی کرنی چاہئے، تو جب تک ان کی پریشانی دور نہ ہو جائے، ان کا ساتھ دینا چاہئے، یہ سب حسن سلوک کے مستحق ہیں“۔ (روزنامہ الفضل 19 نومبر 2004ء)

جماعت احمدیہ میں خدمت خلق کی چند مثالیں

کوئٹہ کا زلزلہ

1935ء میں کوئٹہ کے زلزلہ کے موقعہ پر نوجوانان کوئٹہ نے نہ صرف مکانات کی تعمیر میں آدمیوں سے مدد کی بلکہ سامان بھی مہیا کیا اور لوگوں میں خورونوش اور دیگر قابل استعمال اشیاء بھی تقسیم کیں۔

1973ء کا پاکستان میں سیلاب

1973ء کے تباہ کن سیلاب کے موقعہ پر جماعت احمدیہ نے مثالی خدمات سرانجام دیں۔ ربوہ میں ہنگامی امدادی مرکز کا قیام عمل میں لایا گیا جو 24 گھنٹے کھلا رہتا تھا۔ اس ہنگامی مرکز کا کام ربوہ کے محلہ جات اور اردگرد کے دیہات میں امدادی کام نیز بیرونی اضلاع سے رابطہ اور ان کے حالات معلوم کرنا تھا۔ مختلف دیہات کے 14 ہزار افراد کے لئے دارالضیافت اور دیگر لنگر خانوں سے روزانہ کھانے کا انتظام کیا گیا۔ دیہات تک ضروری سامان فراہم کیا گیا۔ طبی امداد فراہم کرنے کی غرض سے چھ امدادی کیمپ لگائے گئے تھے جہاں دو سپیشلسٹ ڈاکٹرز، 12 ڈسپنسرز اور متعدد معاون خدام دن رات خدمت میں مصروف رہے۔

(روزنامہ الفضل 9 جولائی 1999ء)

قادیان میں آنکھوں کا میڈیکل کیمپ

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے 23 مارچ 2000ء کو ایوان خدمت قادیان میں آنکھوں کا میڈیکل کیمپ لگایا۔ تشہیر کے لئے قادیان اور گردونواح کے 26 گاؤں میں لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ اعلان کروایا گیا اور دو ہزار پوسٹرز تقسیم کئے گئے۔ اس کیمپ میں 8 ماہرین امراض چشم نے خدمت کی توفیق پائی۔ 800 مریضان کے چیک اپ کے بعد 30 مریضان کو آپریشن کے لئے منتخب کیا اور دیگر کو عینکیں اور ادویات مفت تقسیم کی گئیں۔ ایوان خدمت میں مریضان کی رہائش اور طعام کا انتظام تھا۔

(الفضل انٹرنیشنل 28 اپریل 2000ء)

بلوچستان میں خشک سالی

2000ء میں صوبہ بلوچستان کے 22 اضلاع شدید خشک سالی کی وجہ سے بری طرح متاثر ہوئے۔ اس موقعہ پر جماعت احمدیہ نے ان علاقوں میں بھرپور خدمت خلق کی۔ متعدد ٹرکوں کے ذریعہ 50 ہزار کلو سے زیادہ امدادی سامان کوئٹہ بھجوایا گیا۔ جس میں آٹا ایک ہزار آٹھ سو بیس کلو کے تھیلے، 10 ہزار کلو چینی، 4 ہزار کلو گھی اور 6 ہزار کلو چاول وغیرہ شامل تھے۔ اس کے علاوہ 6 ہزار سے زائد مریضوں کا علاج کیا گیا۔ پاکستان بھر کی احمدی جماعتوں نے اس میں حصہ لیا۔ نیز ایک ضلع کے 165 دیہاتوں اور گوٹھوں کے ساڑھے گیارہ ہزار سے زائد افراد میں امدادی سامان کے ٹرک بھجوائے گئے جن میں پونے تین ہزار من آٹا اور گندم، 300 من چاول، 300 من دالیں، ڈیڑھ سو من گھی، 300 من چینی اور 72 من چائے کی پتی شامل ہے۔ ان کے علاوہ 10 لٹر والے پانی کے 800 کین، ایک لٹر والی پانی کی بارہ ہزار بوتلیں شامل ہیں۔

(روزنامہ الفضل 8,6 جولائی 2000ء)

26 دسمبر 2004ء کے موقعہ پر خدمات

26 دسمبر 2004ء کو سونامی نے بحر ہند سے ملحقہ اکثر ممالک میں تباہی مچادی اور تین لاکھ سے زائد افراد جاں بحق ہوگئے۔ جو ممالک سب سے زیادہ متاثر ہوئے ان میں انڈونیشیا اور سری لنکا سرفہرست ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر ہیومینیٹی فرسٹ نے سری لنکا اور انڈونیشیا میں ہنگامی امداد کا پروگرام بنایا اور دو ٹیموں کو مذکورہ دو ممالک میں بھجوایا گیا۔ جہاں انہوں نے دلجمعی کے ساتھ میڈیکل کیمپس میں مریضوں کی دیکھ بھال کی اور ادویات دیں اور دیگر سامان فراہم کیا۔

(روزنامہ الفضل 9 اپریل 2005ء)

انصار اللہ ماریشس کا عطیہ خون

مجلس انصار اللہ ماریشس نے یکم مئی 2002ء کو عطیہ خون دینے کے پروگرام کا اہتمام کیا۔ اس پروگرام میں 72 افراد تشریف لائے اور 65 افراد نے اپنے خون کا عطیہ پیش کیا جن میں سے 6 غیراز جماعت دوست بھی شامل تھے۔

(الفضل انٹرنیشنل 16 اگست 2002ء)

بینن میں میڈیکل کیمپس

بینن میں دو مختلف مقامات پر 26 اور 27 اکتوبر 2002ء کو میڈیکل کیمپ لگائے گئے۔ پہلے کیمپ، جو Tol کے مقام پر لگایا گیا، میں 7 گھنٹوں میں 650 مریضوں کا مفت علاج کیا گیا اور سات لاکھ فرانک کی ادویات انہیں دیں۔ دوسرا میڈیکل کیمپ Kilibo کے مقام پر لگایا گیا۔ اس کیمپ میں 950 مریضوں کا علاج کیا گیا اور چھ لاکھ ساٹھ ہزار فرانک کی ادویات تقسیم کی گئیں۔

(روزنامہ الفضل 23 جنوری 2003ء)

خدام الاحمدیہ بھارت کا آنکھوں کا فری کیمپ

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے زیر انتظام سہ روزہ آنکھوں کا فری میڈیکل کیمپ مورخہ 14 تا 16 مارچ 2002ء کو لگایا گیا۔ مضافات قادیان کے 50 دیہات کے 605 مریضوں کا چیک اپ ہوا اور 35 مریضوں کے سفید موتیا کے آپریشنز کئے گئے۔

(روزنامہ الفضل 24 جنوری 2003ء)

غانا میں خدمات

غانا مغربی افریقہ میں جماعت احمدیہ کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے وہاں جماعت مذہبی رہنمائی کے علاوہ طب اور تعلیم کے میدان میں بھی خدمات بجالا رہی ہے۔ غانا کی حکومت ان خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

آئیوری کوسٹ کے ایک گاؤں میں آگ لگنے پر خدمات

آئیوری کوسٹ کے ایک ریجن بوآ کے (Bouake) کے ایک گاؤں میں آگ لگ گئی جس نے پورے گاؤں کو جلا کر راکھ کر دیا۔ جماعت احمدیہ کا ایک وفد اظہار ہمدردی کے لئے پہنچا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی ہدایات کے بعد اس گاؤں میں عام ضرورت کی اشیاء اور کپڑوں کے لئے اڑھائی ملین فرانک کی خطیر رقم فراہم کی اور کپڑوں کے بنڈل بھی تقسیم کئے۔

صوبہ گجرات بھارت میں زلزلہ اور جماعتی خدمات

26 جنوری 2001ء کی صبح بھارت کے صوبہ گجرات میں نہایت شدید زلزلہ آیا جس کی شدت 8.1 تھی۔ گجرات کے ساحلی علاقوں میں قیامت برپا ہوگئی جہاں ایک لاکھ سے زائد لوگ ہلاک اور بیشمار بستیاں اور شہر ویران ہوگئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی اجازت اور ہدایات کے مطابق حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان نے 23 اراکین پر مشتمل ٹیم گجرات ریلیف کے لئے بھجوائی۔ جنہوں نے 34 گاؤں میں مکمل طور پر ریلیف پہنچائی۔ کیمپ میں آکر ریلیف حاصل کرنے والے گاؤں کی تعداد 22 تھی، اس طرح کل 56 گاؤں میں سامان دیا گیا۔ ساڑھے تین ہزار سے زائد خاندانوں کو ریلیف دی گئی، سامان کی مجموعی قیمت 35 لاکھ روپے ہے۔ 29 ہزار مریضوں کا علاج کیا اور ادویات پہنچائیں۔ (الفضل 9 مئی 2001ء)

آزاد کشمیر میں آٹے کی فراہمی

آزاد کشمیر کے سرحدی علاقوں میں موسم گرما 2000ء میں فائرنگ اور خشک سالی کا شکار 68 گھرانوں میں 3 سے 6 ماہ تک کے لئے آٹا فراہم کیا گیا۔ ان میں 29 احمدی جبکہ 39 غیر از جماعت گھرانے شامل تھے۔

(رپورٹ: روزنامہ الفضل 10 جولائی 2000ء)

سیرالیون میں آنکھوں کا علاج

ہیومینیٹی فرسٹ لندن نے دسمبر 1999ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی اجازت سے سیرالیون کے ان افراد کی آنکھوں کا علاج کیا جو اخراجات برداشت نہ کر سکتے تھے اور پیسے کی کمی کی وجہ سے بینائی جیسی نعمت سے محروم تھے۔ 500 مریض جماعت احمدیہ سیرالیون کے سنٹر پر تشریف لائے جن میں سے 100 افراد کے آپریشنز کئے گئے، 60 افراد کو معائنہ کے بعد ہیومینیٹی فرسٹ کی طرف سے عینکیں پیش کی گئیں۔ بقیہ افراد کو مفت معائنہ کی سہولت مہیا کی گئی۔

(روزنامہ الفضل 26 اپریل 2000ء)

ترکی میں زلزلہ اور ہیومینیٹی فرسٹ کی خدمات

17 اگست 1999ء کی صبح ترکی کے شہر استنبول کے گردونواح میں قیامت خیز زلزلہ آیا، اس زلزلے کی شدت 7.8 تھی۔ تقریباً 15 ہزار انسان ایک ہی جھٹکے میں لقمہ اجل بن گئے اور لاکھوں بوجھ تلے دب گئے یا لاپتہ ہوگئے۔ اس قیامت کے وقت جماعت احمدیہ کی طرف سے ہیومینیٹی فرسٹ کا وفد موقعہ پر پہنچا اور سسکتی انسانیت کی ہر لحاظ سے مدد کی۔ اس کام کے لئے دو ٹیمیں بنائی گئیں۔ ایک حصہ استنبول شہر میں چیزوں کی خریداری کرتا اور رات کو ان چیزوں کو پیک کرتا اور زلزلہ سے متاثرہ علاقوں میں بھجوا دیتا اور پھر متاثرہ علاقوں میں دوسری ٹیم کے افراد گھر گھر جا کر عوام کی ضروریات معلوم کرکے ان کو روزمرہ کی اشیاء پہنچاتے اور ادویات فراہم کرتے۔

(روزنامہ الفضل 26 فروری 2000ء)

خیر اندیش احباب رہے مد نظر
عیب چینی نہ کرو مفسد و نمام نہ ہو
امن کے ساتھ رہو فتنوں میں حصہ مت لو
باعث فکر و پریشانی حکام نہ ہو

(کلام محمود)

اے مسیح موعود کے وجود کی سرسبز شاخو! اور اے خلافت خامسہ کے متوالو! اس زمین پر ہمدردی مخلوق اور شفقت و رحم کے وہ نمونے دکھاتے چلے جاؤ کہ جن کو دیکھ کر عرش کا خدا بھی مسکرا اٹھے اور ہم پر پیار کی نظر ڈالے اور اس کی رحمتوں کا نزول بارش کی طرح ہونے لگے جس سے ہمارے گھر ہی نہیں بلکہ ہماری آنے والی نسلیں اور ان کے گھر بھی بھرتے چلے جائیں۔

فیضانِ نعمت کی جاری صدی

خلافت کی نعمت عطا جس نے کی ہے
اسی کے تشکّر کی یہ جوبلی ہے
خوشی کی یہ ساعت بہت ہی بڑی ہے
اور عہد آفریں اس کی اک اک گھڑی ہے
دلوں سے نوائے ثنا اُٹھ رہی ہے
تشکّر کے سجدے میں ہر احمدی ہے

یہ اتمامِ نعمت کی پہلی صدی ہے
جو عہدِ بہاراں کا مژدہ بنی ہے
بنائے خلافت اسی میں پڑی ہے
اسی میں ہی پھولی اسی میں پھلی ہے
خوشی سے دلوں کی کلی کِھل گئی ہے
بہت شادماں آج ہر احمدی ہے

خلافت جو ہم کو خدا سے ملی ہے
صدی دوسری میں قدم رکھ رہی ہے
یہ خورشیدِ فردا کی پہلی کرن ہے
نویدِ سحر جس کے رخ پہ لکھی ہے
یہ گلزار ملت کی ایسی کلی ہے
جلو میں لئے جو بہار آ رہی ہے

یہ فیضانِ نعمت کی جاری صدی ہے
بہت ہی مبارک یہ ساری صدی ہے
خوشی کا ہے موقع خوشی کی گھڑی ہے
خوشی کے ہیں آنسو خوشی کی جھڑی ہے
دلوں میں خوشی سے بہار آ گئی ہے
جہاں بھر میں مسرور ہر احمدی ہے

خلافت کی نعمت عطا جس نے کی ہے
اسی کے تشکر کی یہ جوبلی ہے

مقصود الحق

خلافت احمدیہ کی برکتوں کے طفیل ۔ احمدیت کی عالمگیر اشاعت کے لئے

یورپ اور امریکہ میں بعض احمدی جرائد اور رسائل

مکرم محمد ذکریا ورک صاحب

آیئے آپ کو ایک سو سال قبل قادیان کے قصبہ میں لے چلتے ہیں جہاں 28 دسمبر 1892ء کو جلسہ سالانہ کی مقدس تقریب میں یورپ اور امریکہ میں دین حق کی تعلیم پر ایک ٹھوس رسالہ شائع کرنے پر یہ قرار پایا کہ:۔

"ایک اخبار اشاعت اور ہمدردی (دین حق) کے لئے جاری کیا جائے" (ضمیمہ آئینہ کمالات اسلام صفحہ 3)

غور فرمائیں کیسے عظیم عزائم ہیں اللہ کی پیدا کردہ اس جماعت صالحین کے۔ اس جلسہ میں صرف 500 حضرات نے شرکت کی اور مالی وسائل نہایت محدود تھے۔ آج خلافت احمدیہ کے طفیل یورپ کے گوناں گوں ممالک کے علاوہ نارتھ امریکہ میں جماعت احمدیہ عالمگیر کے رسائل درجنوں کے حساب سے شائع ہو رہے ہیں۔ آیئے چند اہم رسائل کی تفصیل ملک وار ملاحظہ کریں:۔

انگلستان

الاسلام:

اس رسالہ کا آغاز حضرت مرزا ناصر احمد اور مرزا مظفر احمد نے جون 1935ء میں اہل مغرب کو دین حق کے نور سے آشنا کرانے کے لئے کیا تھا۔

مسلم ہیرالڈ:

اس رسالہ کا اجراء بشیر احمد آرچرڈ کی زیر ادارت 1949ء میں گلاسکو (سکاٹ لینڈ) سے ہوا تھا۔ آپ کے اینٹی گوا (ویسٹ انڈیز) مشنری بن جانے کے بعد اس کا احیاء بشیر احمد رفیق صاحب سابق امام بیت لندن کے ذریعہ ہوا۔

میرے سامنے اس وقت مسلم ہیرالڈ کا ستمبر 1974ء کا شمارہ موجود ہے اس کا ایڈیٹوریل بورڈ بی اے رفیق، عبدالوہاب آدم، منصور احمد شاہ پر مشتمل ہے۔ رسالہ میں ایک نہایت پر از معلومات مضمون شہد کے فوائد پر ہے جو کیپٹن محمد حسین صاحب چیمہ کا رقم کردہ ہے۔ یہ رسالہ 1985ء کے لگ بھگ ریویو آف ریلیجنز کے لندن سے شائع ہونے کے بعد جاری نہ رہا۔

احمدیہ گزٹ:

گلاسکو سے اس اردو، انگریزی رسالہ کا اجراء 1987ء میں ہوا۔

بیت النور:

جماعت احمدیہ ہنسلو نے یہ رسالہ 1988ء میں جاری کیا۔

التقویٰ:

عربی زبان میں شائع ہونے والے اس رسالہ کا اجراء 1994ء میں لندن سے ہوا۔

البصیرت:

جماعت احمدیہ بریڈ فورڈ (برطانیہ) کا یہ مجلّہ 1976ء میں منصۂ شہود پر آیا۔ ملک عبدالباری صاحب اس کے بانی ارکان میں تھے۔

طارق:

یہ خدام الاحمدیہ انگلستان کا ترجمان ہے انگریزی اور اردو میں شائع ہوتا ہے۔

الفضل انٹرنیشنل:

اس ہفت روزہ اخبار کا پہلا شمارہ 7 جنوری 1994ء کو لندن سے زیر ادارت چوہدری رشید احمد منظر عام پر آیا۔ بعد ازاں اس کے ایڈیٹر مکرم نصیر احمد قمر صاحب مقرر ہوئے۔ جن کی زیر ادارت یہ معیاری اخبار ترقی کے زینوں پر شب و روز رواں دواں ہے۔ اس اخبار کو یہ خاص اہمیت حاصل ہے کہ اس میں امام جماعت احمدیہ کے روح پرور خطبات جمعہ ہفتہ وار خطابات اور مجلس عرفان شائع ہوتے ہیں۔ اس میں شائع ہونے والے مضامین نہایت عالمانہ، تحقیق شدہ، اور مسلم الثبوت ہوتے ہیں۔

احمدیہ بلیٹن:

عطاء المجیب صاحب راشد مشنری انچارج انگلستان کی زیرنگرانی شائع ہونے والے 32 صفحات پر مشتمل اس رسالہ کے انگلش حصہ کے ایڈیٹر لطیف احمد ظفر اور اردو حصہ کے ایڈیٹر محمود احمد ملک ہیں۔ لکھائی چھپائی نہایت عمدہ ہے۔ رسالہ میں متعدد رنگین تصاویر نے جان ڈال دی ہے۔

انصار الدین:

یہ مجلس انصار اللہ یوکے کا ترجمان ہے اور مجلس کی تمام ضروری خبریں اور مضامین اس میں شائع کئے جاتے ہیں۔

سوئٹزرلینڈ

ٹرتھ:

اس رسالہ کا اجراء 1949ء میں چوہدری مشتاق احمد باجوہ لندن کے ذریعہ ہوا۔

Der Islam:

جرمن زبان میں اس رسالہ کا آغاز چوہدری عبداللطیف (مشنری ہمبرگ) کے ذریعہ 1956ء میں ہوا۔

احمدیہ گزٹ:

اس ماہوار رسالہ کا اجراء شیخ ناصر احمد صاحب (مشنری) نے 1961ء میں کیا۔

جرمنی

جرمنی جماعت کے مندرجہ ذیل رسالہ جات اب الفضل انٹرنیشنل ہی میں شامل ہوتے ہیں۔

خدیجہ:

یہ رسالہ لجنہ اماء اللہ جرمنی کا ترجمان ہے جس کا اجراء 1944ء میں ہوا۔ اس کی ایڈیٹر رضیہ وسیم ہیں۔

الناصر:

یہ مجلس انصار اللہ جرمنی کا ترجمان ہے اس کا آغاز 1944ء میں ہوا۔ دو سال قبل اس کے ایڈیٹر ملک رشید احمد تھے۔

اخبار احمدیہ:

یہ چار ورق کا رسالہ جماعت احمدیہ کا ترجمان ہے اس کا اجراء بھی آٹھ سال قبل ہوا۔ ایک زمانہ میں اس کے ایڈیٹر صادق محمد طاہر تھے۔ جون 1999ء کے اخبار میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ جماعت احمدیہ جرمنی کی پہلی مرکزی لائبریری کا باقاعدہ افتتاح بیت القیوم (فرینکفرٹ) میں عمل میں آ گیا۔ سردست لائبریری میں آٹھ صد کتابیں رکھی گئی ہیں۔ عربی کی ریفرنس کتب جیسے اسماء الرجال مصر سے منگوائی گئی ہیں۔

ہالینڈ

الاسلام:

اس رسالہ کا اجراء 1959ء میں ہیگ سے مشنری انچارج حافظ قدرت اللہ صاحب کی نگرانی میں ہوا۔

سویڈن

اخبار احمدیہ:

اس رسالہ کا اجراء 1976ء میں کمال یوسف صاحب مربی انچارج کی زیرنگرانی ہوا۔

ایکٹو اسلام:

قومی زبان میں اس رسالہ کا اجراء 1959ء میں کمال یوسف کی زیرنگرانی ہوا۔

امریکہ

دی مسلم سن رائز:

یہ رسالہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے 1925ء میں جاری فرمایا۔ میرے سامنے سن رائز اکتوبر 1931ء تا جنوری 1932ء کا ایک شمارہ پڑا ہوا ہے۔ اس سہ ماہی رسالہ کے سرورق پر Volume IV لکھا ہوا ہے جس کے مطابق اس کا آغاز شکاگو سے 1925ء میں ہوا۔ اس کے ایڈیٹر صوفی مطیع الرحمٰن بنگالی ہیں۔ رسالہ میں بارہ مضامین شامل اشاعت ہیں اور کل صفحات 48 ہیں۔ رسالہ میں سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مضمون صوفی صاحب کا رقم فرمودہ ہے جو بعد میں لائف آف محمد کے نام سے کتابی صورت میں منظر عام پر آیا۔

عائشہ:

امریکن جماعت کی مجلس لجنہ اماء اللہ کے لئے اس رسالہ کا اجراء 1971ء میں ہوا۔

طارق:

مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ کے اس ترجمان کا اجراء 1975ء میں ہوا۔

احمدیہ گزٹ:

اس رسالہ کا اجراء مسٹر عبدالشکور امریکن نو احمدی کی ادارت میں ہوا۔ اردو حصہ کا نام "النور" ہے جس میں زیادہ تر مضامین جماعت کے اخبارات اور رسائل سے دیئے جاتے ہیں۔ جب کہ انگلش حصہ میں مضامین نہایت علمی اور ادبی ذوق کے ہوتے ہیں۔ انگلش حصہ میں حضور ایدہ اللہ کے خطبات کا ترجمہ انگلش میں دیا جاتا ہے اور بڑی محنت سے تیار کیا جاتا ہے۔ جلسہ سالانہ امریکہ میں ہونے والی تقاریر بھی اس میں شائع کی جاتی ہیں۔ رسالہ میں رنگین تصاویر بھی شامل ہیں۔

النحل:

یہ رسالہ مجلس انصار اللہ امریکہ کا ترجمان ہے۔ اس کے نگران صدر مجلس ہیں۔ اس کا اجراء 1989ء میں ہوا۔ 1997ء میں اس رسالہ نے عبدالسلام نمبر شائع کیا جو بہت محنت اور لیاقت سے ترتیب دیا گیا تھا۔ رسالہ میں ڈاکٹر عبدالسلام کی عہد آفریں زندگی کی بہت ساری تصاویر شامل کی گئی ہیں۔

الہلال:

انگریزی زبان میں 32 صفحات پر مشتمل یہ رسالہ امریکہ کے احمدی بچوں اور بچیوں کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔ میرے سامنے 2001ء کا شمارہ پڑا ہوا ہے جس میں زائن بسم اللہ کیمپ کی رپورٹ تصاویر کے ساتھ شائع کی گئی ہے۔ وقف نو کے بچوں پر ایک مضمون ڈاکٹر صادقہ میاں (بوسٹن) بھی شامل

اشاعت ہے۔

کینیڈا

احمدیہ نیوز بلیٹن:

اس چھ ورق کے نیوز بلیٹن کا مقصد جماعت احمدیہ کینیڈا کے ممبران کو جماعت کی خبروں اور مرکز سے آنے والی ہدایات سے آگاہ کرنا تھا۔اس کا آغاز 1972ء میں ٹورانٹو سے ہوا۔ اور اس کے ایڈیٹر مبارک احمد خان صدر ٹورانٹو جماعت تھے۔ 1974ء میں خاکسار محمد زکریا ورک اس کا نائب مدیر مقرر ہوا۔ 1975ء میں اس کا نام دی مسلم آؤٹ لک میں تبدیل ہوا مگر جلد ہی اس کا نام احمدیہ گزٹ جولائی 1975ء میں شائع ہوا۔

احمدیہ گزٹ:

احمدیہ گزٹ جماعت احمدیہ کینیڈا کا اعلیٰ پایہ کا مجلّہ ہے جو اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں شائع ہوتا ہے۔ خاص مواقع پر اس کے ضخیم خصوصی نمبر شائع ہوتے ہیں۔ مثلاً ہر جلسہ سالانہ کے بعد اس کی تمام تقاریر خصوصی نمبر میں شائع کی جاتی ہیں۔

اردو حصہ کی ادارت ہدایت اللہ ہادی صاحب اور انگریزی حصہ کی ادارت فرحان کھوکھر صاحب کر رہے ہیں۔

رسالہ میں رنگین تصاویر شامل کی جاتی ہیں۔ میرے سامنے اس وقت احمدیہ گزٹ کا سلور جوبلی نمبر پڑا ہوا ہے جو اگست تا دسمبر 2001ء پر مشتمل ہے۔ اس کے انگلش حصہ کے 143 صفحات ہیں اور اردو حصہ کے 104 صفحات۔ 247 صفحات پر مشتمل دبیز کاغذ پر یہ رسالہ شائع کیا گیا ہے۔ کتابت، چھپائی، مضامین کا معیار سبھی تعریف کے قابل ہیں۔

النساء:

لجنہ اماء اللہ کینیڈا کی ممبرات کے لئے اس رسالہ کا اجراء 1980ء میں ہوا۔ اس کی پہلی مدیرہ امتہ الصبور تھیں۔

النداء:

یہ سہ ماہی رسالہ مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کا ترجمان ہے۔ اس کا اجراء 1988ء میں ہوا۔ جون 1997ء میں اس رسالہ کا عبدالسلام نمبر شائع ہوا۔

☆......☆......☆

خلافت احمدیہ کے زیر سایہ دعوت الی اللہ کے عظیم منصوبے

براعظم افریقہ کے احمدی رسائل اور ان کے عالمگیر اثرات

مولانا عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر و مشنری انچارج غانا

خلافت ثانیہ کے آغاز کی بات ہے حضرت مصلح موعودؓ کی نظر سے صحیح بخاری کی ایک حدیث گزری اس میں لکھا تھا کہ:

افریقہ سے ایک شخص نمودار ہوگا جو خانہ کعبہ پر حملہ آور ہوگا۔

حضور کے دل پر اس حدیث کا گہرا اثر ہوا اس سے آپ کے دل میں افریقہ میں دین کا خاص جوش پیدا ہوا۔ سوچا کہ کیوں نہ ایسی نوبت آنے سے قبل ہی براعظم افریقہ کو احمدیت کے ذریعہ فتح کیا جائے۔ یہی جوش وولولہ اور جماعت کی محبت وغیرت تھی جس نے افریقہ میں مربیان بھجوانے کی خواہش کو جنم دیا اور حضرت مصلح موعودؓ نے 1921ء میں مغربی افریقہ کے لئے حضرت مولانا الحاج عبدالرحیم نیر صاحب کا بطور مربی تقرر فرمایا۔ مغربی افریقہ میں احمدیت کے تعارف کی سکیم خدائی سکیم تھی۔ 1920ء میں غانا (اس وقت یہ جگہ گولڈ کوسٹ کہلاتی تھی) کے قصبہ اکرافو کے یوسف نیانکو Yusuf Nyanko نامی ایک مسلمان نے خواب میں دیکھا کہ وہ ایک سفید آدمی کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے۔ وہ اس خواب سے بے حد متاثر ہوئے۔ انہیں اپنی خواب پر بے حد یقین تھا۔ اس نے اپنی خواب کا ذکر مسٹر عبدالرحمٰن پیڈرو (یہ نائیجیریا سے تعلق رکھنے والے ایک مسلمان تھے) سے کیا۔ انہوں نے اسے بتایا کہ:

انہوں نے ایک دینی مشن کے متعلق پڑھا ہے جس کا مرکز ہندوستان ہے اس کی ایک شاخ لندن میں بھی ہے۔

اکرافو کے اسی باشندے نے اپنی خواب کی اطلاع علاقہ کے چیف، چیف مہدی آپا کو دی۔ چیف مہدی آپا نے اکرافو اور منکسم کے اردگرد کے مسلمانوں کو اطلاع بھجوائی کہ منکسم میں ایک میٹنگ بلائی جائے جس میں مسٹر یوسف نیانکو کی خواب کے بارہ میں کوئی فیصلہ کیا جائے۔ چنانچہ جب اس علاقہ کے فانٹی مسلمان منکسم میں جمع ہوئے تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ احمدیت کے مرکز قادیان میں ایک خط لکھا جائے جس میں مطالبہ کیا جائے کہ انہیں ایک مربی بھیجا جائے۔

چنانچہ اس خط کی بناء پر حضرت مصلح موعودؓ نے صرف گولڈ کوسٹ کی بجائے سارے مغربی افریقہ کیلئے حضرت مولانا عبدالرحیم نیر صاحب کا تقرر فرمایا۔

(یاد رہے کہ افریقہ کے ملک نائیجیریا میں 1917ء سے قبل جماعت قائم ہو چکی تھی تا ہم کوئی مربی موجود نہ تھا) ابتدائی مربیان جو مغربی افریقہ بھیجے گئے ان میں مولانا حکیم فضل الرحمٰن صاحب، مولانا نذیر احمد مبشر صاحب، مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب مرحوم شامل ہیں۔ سیرالیون میں مولانا نذیر احمد علی صاحب اور نائیجیریا میں مکرم نسیم سیفی صاحب مرحوم رہے۔ اور مشرقی افریقہ میں مولانا شیخ مبارک احمد صاحب اور مولانا محمد منور صاحب کا ذکر ملتا ہے۔

افریقہ کے مسلمان اس تو ہم میں مبتلا تھے کہ قرآن مجید پبلک میں پڑھنے سے درخت مرجھا جاتے ہیں، اگر حاملہ سن لے تو اس کا حمل ساقط ہو جائے گا لیکن ہمارے مربیان اپنے ہاتھ میں قرآن اور بائبل لے کر نکلے بڑی جوانمردی سے دونوں کتب کا موازنہ کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچایا ہمارے مشن نے جب ذرا قدم جمائے تو ہسپتال اور سکولوں کے ذریعہ خدمت خلق کے ایک نئے باب کا آغاز کیا۔ اس وقت عیسائی سکول تھے جب مسلمان وہاں داخل ہوتے تو ان کو عیسائی نام دیئے جاتے اور وہ تمام حربے استعمال کرتے جن کے نتیجہ میں وہ مسلمان عیسائی کر لئے جاتے۔ ان ملکوں میں جماعت کے سکولوں کے قیام پر مسلمانوں نے سکھ کا سانس لیا۔

ہمارے مربیان نے دعوت الی اللہ کے لئے اخبارات ورسائل کو بھی ذریعہ بنایا۔ غانا میں The Guidance کا آغاز ہوا۔ نائیجیریا سے The Truth نکالا گیا۔ مشرقی افریقہ سے Mapenzi yamungu نامی اخبار نکالا گیا اور جنوبی افریقہ سے Al-Asr کی اشاعت کا آغاز ہوا۔ اسی طرح سیرالیون سے 1950ء کی دہائی میں The African Cresent نکالا گیا۔ یہ اخبار ملک کے اہل علم طبقہ اور مخلص مسلمانوں میں کافی مقبول تھا اس کی ادارت کے فرائض مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری مرحوم مولانا بشارت احمد صاحب مرحوم مولانا شیخ نصیر الدین احمد صاحب اور مکرم مولانا محمد صدیق صاحب گورداسپوری نے مختلف اوقات میں انجام دیئے ان اخبارات میں دین حق کی حقانیت پر مضامین شائع ہوتے نیز عیسائیوں کی طرف سے اٹھنے والے سوالوں کے جوابات دیئے جاتے۔

The Guidance

غانا سے مئی 1962ء میں اخبار The Guidance ماہوار نکلنا شروع ہوا۔ یہ اخبار بے حد مقبول ہے۔ اس کا اداریہ ریڈیو اور ٹی وی پر پڑھ کر سنایا جاتا ہے۔ اخبار کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ وزارت خارجہ غانا اس رسالہ کے پرچے اپنے خرچ پر خرید کر دنیا بھر میں موجود غانا کی ایمبیسیوں کو بھجوایا کرتی تھی۔

چند سال پہلے کی بات ہے کہ جرمنی کے ایک مشہور مناد اور عیسائی مبلغ Evangelist Bonke غانا آئے۔ ان کا اعلان تھا کہ وہ دعا کے ذریعہ اندھوں کو بینائی بخش سکتے ہیں۔ بہروں کو شنوائی عطا کر سکتے ہیں۔ انہوں نے اس مقصد کے لئے ایک بڑے مجمع کا انتظام کیا ہم نے اپنے رسالہ کی مدد سے لکھا کہ ایسے معجزات صرف شعبدہ بازی ہیں۔ مستند ڈاکٹر کی شہادت ہونی چاہئے کہ وہ لوگ اصلی اندھے ہیں۔ ایک شخص کا چند لمحوں کے لئے بینا ہونا کافی نہیں ایک دو دن دیکھا جائے کہ واقعی اس کی بینائی واپس آئی ہے کہ نہیں۔ ہم نے ایک صحافی Mr. Md. Mongu کو ساتھ لے کر Mampong کے School for the Blind سے رابطہ کیا پرنسپل کو بتایا کہ ایک جرمن آئے ہیں جو اندھا پن کا علاج کرتے ہیں۔ ہم نے ان سے چند طلباء مانگے تو انہوں نے کہا اساتذہ بھی ساتھ لے جائیں۔ ہم ان سب کو لے کر مجمع میں پہنچے اس صحافی نے مجمع میں اعلان کروایا کہ ہم اندھوں کے ایک سکول سے چند طلباء اور اساتذہ لائے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے مہمان جرمن دوست انہیں بینائی بخشیں۔ یہ صحافی انگریزی، جرمن اور فرانسیسی زبان کے ماہر تھے۔ صحافی نے یہ بات انگریزی زبان میں کی تو جرمن مبلغ نے یہ تاثر دیا کہ شاید وہ بات کو سمجھ نہیں پائے۔ اس پر صحافی نے جرمن زبان میں اسے اپنا مدعا بتایا۔ عیسائی مبلغ گھنٹوں دعا کرتے رہے مگر ان "اصلی اندھوں" کو بینائی بخشنے کا معجزہ نہ دکھا سکے۔ اگلے روز Ghanaian Times اخبار نے اس ناکامی کا خوب چرچا کیا۔

The Truth

The Truth کا آغاز مولانا نسیم سیفی صاحب کی زیر ادارت ہوا۔ یہ ہفتہ وار اخبار تھا اس میں ایک کالم عیسائیوں کے سوالوں کے جوابات کے لئے مخصوص تھا رسالہ بے حد موثر اور مقبول تھا۔ نائیجیریا میں عیسائیت کے خلاف جتنی بھی کتابیں چھپیں وہ اسی رسالہ میں شائع ہونے والے مضامین پر مشتمل ہیں۔ اس رسالہ کی طاقت اور اثر کا اندازہ ایک واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔ نائیجیریا کی حکومت نے Mr. MBO کو انگلستان میں حکومت کا سفیر بنا کر بھیجا۔ ان صاحب نے انگلستان میں قیام کے دوران ایک تقریب میں کہا:

"نائیجیریا میں عیسائیت پر بہت زور ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ 50 سال کے اندر اندر سارا ملک عیسائی ہو جائے گا"۔

محترم مولانا نسیم سیفی صاحب نے یہ خبر پڑھی تو ان کی غیرت نے خاموش رہنا گوارا نہیں کیا۔ انہوں نے سفیر کے اس بیان کے خلاف اپنے رسالہ میں تحریک شروع کر دی۔ مضامین کا سلسلہ شروع کیا آپ نے اس بات پر زور دیا کہ اول تو یہ کہنا ہی غلط ہے کہ ملک میں عیسائیت پر زور ہے۔ یہ ملک تو مومن ملک ہے۔ اکثریت مومنوں کی ہے آپ نے اس ضمن میں اعداد و شمار بھی پیش کئے۔ آپ نے لکھا کہ یہ دینی ملک ہے۔ عیسائی ملک نہیں۔ سفیر صاحب کو عیسائیت کے نمائندہ کے طور پر نہیں بھیجا بلکہ ملک کے نمائندہ کے طور پر بھیجا ہے جو دینی ہے۔ ایسے بیان سے پتہ چلتا ہے سفیر صاحب نے اپنی سفارت کا حق دیانت داری سے ادا نہیں کیا۔ آپ نے مضامین کا سلسلہ بڑی شد و مد سے جاری رکھا اور سفیر کی واپسی کا بھی مطالبہ کیا۔ آپ کا مؤقف ایسا موثر اور ٹھوس بنیاد پر مشتمل تھا نیز قلم اور سچائی کی طاقت بھی ساتھ تھی کہ حکومت نائیجیریا کو اپنا سفیر انگلستان سے واپس بلانا پڑا۔

مشرقی افریقہ کا اخبار

مشرقی افریقہ سے نکلنے والا اخبار Mapenzi Yamungu تھا۔ یہ بھی بے حد مؤثر اخبار تھا مکرم شیخ امری عبیدی صاحب رسالہ کے مستقل مضمون نگار رہے۔ آپ کی نظمیں بھی اس کی زینت بنتی رہیں۔ آپ بہت اچھا لکھتے تھے۔ آپ کی شاعری انتہائی اعلیٰ درجے کی تھی۔ اس کے اعلیٰ معیار کا ہی ثبوت ہے کہ آپ کی شاعری کا مجموعہ Canons of Swahili Poetry افریقہ کی یونیورسٹیوں میں پڑھایا جاتا ہے۔ جب مضمون نگار اس معیار کے ہوں تو رسالہ کے معیار کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

احمدی رسائل کی عیسائی دنیا پر اثر کی ایک شاندار مثال پیش ہے۔ بلی گراہم امریکہ میں عیسائیت کا بہت بڑا مناد اور مبلغ گزرا ہے اس کی فصاحت و بلاغت کا بہت شہرہ تھا جب وہ عیسائیت کی تبلیغ کرتا تو لوگ سر دھنتے اور متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے۔ اس کا دائرہ اثر امریکہ کے صدر تک پھیلا ہوا تھا۔ اس نے صدر کینیڈی سے ملاقات کی اسے بتایا کہ وہ افریقہ کو عیسائی کر کے دم لے گا۔ وہ ایک طے شدہ منصوبے کے مطابق پادریوں کی ایک جماعت ساتھ لے کر براعظم افریقہ کے دورہ پر آیا دورہ کا مقصد براعظم کو عیسائیت کے لئے فتح کرنا تھا۔ بلی گراہم نے دورہ کا آغاز نائیجیریا سے کیا اور ایک کانفرنس کے انعقاد کا پروگرام بنایا۔ مولانا نسیم سیفی صاحب مرحوم نے اپنے رسالہ The Truth میں عیسائیت کے متعلق پانچ سوالوں پر بحث کی۔

اوران سوالوں کا جواب احمدیہ علم کلام کی روشنی میں بائبل کے حوالوں کی مدد سے تیار کیا۔ اس رسالہ کو کثرت سے شائع کیا گیا اوراس کی کاپیاں کانفرنس ہال کے باہر مفت تقسیم کی گئیں کانفرنس کے دوران لوگوں نے انہی حوالہ جات کی روشنی میں اس سے سوالات پوچھے تو وہ بوکھلا گیا اور عذر کیا کہ وہ مناظرہ کرنے نہیں آئے بلکہ روحانی مقابلہ کرنے آئے ہیں۔

بلی گراہم نے مغربی افریقہ میں ناکامی کے بعد مشرقی افریقہ کا رخ کیا تو مکرم شیخ مبارک احمد صاحب نے اپنے رسالہ کے ذریعہ اسے روحانی مقابلہ کا چیلنج دے دیا آپ نے تجویز دی کہ چند بیمار مریض آپس میں برابر تقسیم کر لیتے ہیں اوران کی شفایابی کے لئے دعا کرتے ہیں پھر دیکھتے ہیں کہ اللہ کس کی دعائیں قبول فرماتا ہے اور کن کی دعائیں رد کر دیتا ہے۔ بلی گراہم نے عذر تراشنے کی راہ اختیار کی۔ لیکن ناکامی اس کا مقدر بنی اور اس نے نامرادی کے ساتھ جلد امریکہ واپسی کی ٹھانی۔ واپس جا کر اس نے صدر کینیڈی سے پھر ملاقات کی اور اسے بتایا کہ افریقہ میں بہت مشکلات ہیں۔

یہی قلم کے ہتھیار تھے جو افریقہ میں کامیابی کے ساتھ استعمال کئے گئے جس کے نتیجہ میں آج یہاں احمدیت تیزی کے ساتھ پھیل رہی ہے احمدیت کے اثر ورسوخ کے عوام الناس ہی نہیں بلکہ اہل قلم حضرات بھی معترف ہیں۔ اس ثبوت میں غانا کے دو مشہور اخبارات کے حوالے پیش ہیں۔

9 جنوری 1975ء میں اخبار ''Pioneer'' نے اپنے اداریے میں لکھا:

ترجمہ: احمدیہ مشن نے یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ اس کے بعض ترقی یافتہ نظریات ہیں اس کا اظہار اس مشن کی تعلیمی مساعی اور دیگر سماجی کاموں سے ہوتا ہے۔ ملک کے مختلف حصوں میں اس نے ابتدائی اور سیکنڈری سکول کھولے ہیں نیز اس کے کچھ کلینک یا ہسپتال بھی ہیں۔

احمدیہ مشن نے اپنی تعلیمی مساعی کے نتیجہ میں چند ایسے قابل وجود پیدا کئے ہیں جو ملک کے نوجوانوں کی تربیت میں حصہ لے رہے ہیں یا پھر ملک کی دیگر سماجی مساعی میں مصروف کار ہیں'

غانا کا ایک اور اخبار ''ڈیلی گرافک'' 28 ستمبر 1978ء کو اپنے اداریہ میں لکھتا ہے:-

ترجمہ: یہ ایک حقیقت ہے کہ تعلیمی، سماجی اور دینی میدان میں جماعت احمدیہ کی کامیاب خدمات اگر منصۂ شہود پر نہ آتیں تو ان لوگوں کی وجہ سے جن کا دین کے ساتھ رشتہ محض حصول منفعت تک کا ہے، دین کا حقیر تصور قائم ہوتا نیز یہ کہ آج کل لفظ ''حاجی'' غانا میں قابل تحقیر سمجھا جانے لگا ہے اس کا ایک ثبوت ہے'

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ براعظم افریقہ کو اپنی نورانیت سے منور کرے اور جلد احمدیت کا جھنڈا پورے افریقہ میں سربلند اور سرخرو ہو۔ (آمین)

خلفاء سلسلہ کی استحکام خلافت کے لئے قابل قدر مساعی

مکرم ملک محمد اکرام صاحب

خلافت جیسی عظیم الشان نعمت ہمیں عطا کی گئی۔ جو دیکھتے ہی دیکھتے اس عظیم الشان شجرہ طیبہ کی شکل اختیار کرگئی جس کی جڑیں تو زمین میں پیوست ہیں اور شاخیں آسمان سے باتیں کرتی ہیں۔ ہر زمانہ اور موسم میں خوش رنگ وخوشنما اور شیریں پھلوں اور پھولوں سے لدا ہوا یہ درخت، مصائب کے طوفانوں اور حوادث کی آندھیوں سے گزرنے کے بعد تمام اکناف عالم میں اپنے برگ وبار کے ساتھ دنیا کو سیر اور معطر کر رہا ہے۔ اس اعلیٰ درجہ کے انعام کی خلفاء احمدیت نے بڑی شان اور شکر کے جذبات سے حفاظت کی اور اس کے استحکام اور سربلندی کے لئے اپنی تمام کوششوں کو صرف کیا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے لازیدنکم کے وعدے کے مطابق شکر کرنے پر اس نعمت کو جماعت میں قائم رکھا جس پر خلافت کی تقریباً سو سالہ تاریخ گواہ ہے۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ خلفاء نے کس شان کے ساتھ اس نعمت کے استحکام کی کوششیں کیں۔

خلافت اولیٰ میں استحکام خلافت

26 مئی 1908ء میں حضرت مسیح موعود کی وفات کے المناک حادثہ کے بعد 27 مئی 1908ء کو سیدنا حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی کے مطابق قدرت ثانیہ کا ظہور ہوتا ہے۔ یوں جماعت میں نئی زندگی کی روح حرکت کرتی ہے اور سیدنا حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب مسند خلافت پر متمکن ہو کر قدرت ثانیہ کے پہلے مظہر بن جاتے ہیں۔

آپ کی خلافت کے سامنے جہاں ملائکہ صفت الٰہی جماعت جھک جاتی ہے وہاں بعض لوگ خلافت کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ تب خدا کا یہ حلیم الطبع خلیفہ خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے خدا کا شیر بن کر کھڑا ہو جاتا ہے اور اس فتنہ کو سرتسلیم خم کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔

ان واقعات کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ خلافت کے قیام کے بعد سے ہی بعض لوگوں نے خلیفہ اور انجمن کے تعلقات پر بحث کرنی شروع کر دی اور یہ وسوسہ پھیلانا چاہا کہ انجمن مطاع ہے اور خلیفہ کے سامنے جواب دہ نہیں۔ اس پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے 1909ء میں جبکہ یہ فتنہ زور پکڑتا جا رہا تھا، جماعتی شوریٰ کا انعقاد فرمایا۔ رات بھر جماعت خدا کے حضور گریہ وزاری کرتی رہی۔ صبح آپ نے نماز فجر میں سورۃ بروج کی تلاوت کی۔ جس کے نتیجہ میں بیت الذکر گریہ وبکا سے گونج اٹھی۔ اس کے بعد خطاب کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:۔

''تم نے اپنے اعمال سے مجھے اتنا دکھ دیا ہے کہ میں اس حصہ (بیت) میں بھی کھڑا نہیں ہوا جو تم لوگوں کا بنایا ہوا ہے۔ بلکہ میں اپنے میرزا کی (بیت) میں کھڑا ہوں۔ نیز فرمایا میرا فیصلہ ہے کہ قوم اور انجمن دونوں کا خلیفہ مطاع ہے اور یہ دونوں خادم ہیں۔ انجمن مشیر ہے اور اس کا رکھنا خلیفہ کے لئے ضروری ہے۔ اسی طرح فرمایا جس نے یہ لکھا کہ خلیفہ کا کام بیعت لینا ہے اصل انجمن ہے وہ توبہ کرے۔ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ اگر اس جماعت میں سے کوئی تجھے چھوڑ کر...... ہو جائے گا تو میں اس کے بدلے تجھے ایک جماعت دوں گا''۔ (تاریخ احمدیت جلد 3 ص 262)

چنانچہ آپ نے فتنہ کے بانیوں سے دوبارہ بیعت لی اور ان سے خلافت کی اطاعت کا اقرار لیا۔ جس میں انہوں نے آپ کی اور آئندہ خلیفہ کی اطاعت کا اقرار کیا۔ استحکام خلافت کے لئے آپ کا یہ اتنا بڑا اقدام تھا کہ آخری وقت تک فتنہ کے بانیوں کو اس اقرار پر افسوس رہا اور اس کو اپنی بہت بڑی غلطی سمجھتے رہے۔

(اختلافات سلسلہ کی تاریخ کے صحیح حالات ص 30,29)

چونکہ حضور انجمن کے صدر بھی تھے اس لئے اقرار اطاعت کے باوجود مفسدین کو چال چلنے کا ایک موقع مل گیا۔ چنانچہ آپ کے احکام کے بارے انہوں نے یہ لکھنا شروع کر دیا کہ میر مجلس نے یوں فرمایا، تاکہ انجمن کے ریکارڈ سے یہ بات ظاہر نہ ہو سکے کہ انجمن کا خلیفہ مطاع رہا ہے۔ اس پر آپ نے اپنی جگہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو قائم مقام میر مجلس مقرر فرما دیا اور یوں استحکام خلافت کی راہ میں اٹھنے والے فتنہ کو وہیں دبا دیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 ص 265)

خلافت کی عظمت وشان کے حوالے سے آپ نے متعدد مواقع پر اپنے خطابات سے جماعت پر اس کی اہمیت واضح فرمائی۔ نیز خلافت کے خلاف اٹھنے والے ہر غلط پروپیگنڈے کا مدلل ومسکت جواب دیا۔

چنانچہ فرمایا:۔

''اللہ تعالیٰ ہی نے مجھے خلیفہ بنایا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں۔ تم ان سے بچو۔ پھر سن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا ہے اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے''۔

پھر فرمایا:۔

''خلافت کیسری کی دکان کا سوڈا واٹر نہیں۔ تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ جب میں مر جاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دے گا۔ تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں۔ تم خلافت کا نام نہ لو۔ مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے''۔

خلیفہ اور انجمن کے تعلقات پر بحث کرنے والوں کو تنبیہ کر کے اس غلط روش کو ختم فرمایا اور اس پہلو سے بھی استحکام خلافت کا حق ادا کیا۔ چنانچہ فرمایا:۔

''میں ان بیہودہ بحثیں کرنے والے لوگوں کو اپنی جماعت میں نہیں سمجھتا۔ ان کو کیا حق ہے کہ تفرقہ اندازی کی باتیں کریں۔

ایسے لوگ اگر میری مدد کے خیال سے ایسا کرتے ہیں تو سن رکھیں کہ میں ان کی مدد پر تھوکتا بھی نہیں۔ اگر مخالفت میں کرتے ہیں تو وہ خدا سے جا کر کہیں جس نے مجھے خلیفہ بنایا''۔ (تاریخ احمدیت جلد 3 ص 381)

خلافت ثانیہ اور استحکام خلافت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی وفات کے بعد آپ کی وصیت کے مطابق خلافت ثانیہ کا انتخاب ہوا اور سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔ بیت نور میں منعقد ہونے والے اس انتخاب میں ایسے ہی نظارے نظر آتے ہیں جن کے سامنے مفسدین بالکل بے بس ہو جاتے ہیں۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 ص 517)

بڑی کثرت کے ساتھ افراد جماعت خلافت ثانیہ کی بیعت میں آجاتے ہیں۔ اس موقع پر سیدنا حضرت مسیح موعود کے ایک الہام کے مطابق کہ

''ایک ابتلاء ہے بعض اس میں پکڑے جائیں اور بعض چھوڑ دیئے جائیں گے''۔

(بدر 14 مارچ 1907ء)

مفسدین بالکل ننگے ہو کر سامنے آجاتے ہیں اور پھر جماعت سے الگ ہو جاتے ہیں۔ قادیان سے تو بے بسی کی حالت میں نکل جاتے ہیں مگر باہر کی جماعتوں میں فتنہ پھیلانے کے لئے تدابیر کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں حضرت مصلح موعود بھرپور انداز سے جماعت کے سامنے خلافت کی اہمیت وضرورت اور افادیت کو کھول کر پیش کرتے ہیں اور استحکام خلافت کا حق ادا کرتے ہوئے 99 فیصد افراد کو اس فتنہ سے بچانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

(اختلافات سلسلہ کی تاریخ کے صحیح واقعات ص 136)

اسی طرح 1956ء میں ایک فتنہ اٹھنے پر آپ نے مجلس انتخاب خلافت قائم فرما کر اس کے مستقل استحکام کے سامان پیدا فرما دیئے۔

خلافت کی عزت وحرمت اور اس کے دفاع و استحکام کے سلسلے میں چند روح پرور اقتباسات سیدنا محمود کی زبان مبارک سے پیش خدمت ہیں۔

''خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفہ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔

(خطبات محمود جلد 17 ص 74)

پھر فرمایا:۔

''وہ خلفاء جو خدا کے مامورین کے جانشین ہوتے ہیں ان کا انکار اور ان پر ہنسی کوئی معمولی بات نہیں وہ مومن کو بھی فاسق بنا دیتی ہے۔ پس یہ مت سمجھو کہ تمہارا اپنی زبانوں اور تحریروں کو قابو میں نہ رکھنا اچھے نتائج پیدا کرے گا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ایسے لوگوں کو اپنی جماعت سے علیحدہ کر دوں گا''۔

(خطبات محمود جلد 5 ص 499)

نیز فرمایا:۔

''آج جو خلفاء کا انکار کرتا ہے اس کا ایمان کیوں ضائع ہو جاتا ہے؟ اس لئے کہ آج جو شخص خلفاء کا انکار کرتا ہے اور جماعت میں تفرقہ وانشقاق پیدا کرتا ہے وہ نہ صرف خلفاء کا انکار کرتا ہے بلکہ (-) کی اس عملی زندگی پر بھی تیر چلاتا ہے جس کو قائم کرنا خدا کا منشاء ہے''۔ (خطبات محمود جلد 18 ص 312)

اگر خلافت کے کوئی معنی ہیں تو پھر خلیفہ ہی ایک ایسا وجود ہے جو ساری جماعت میں ہونا چاہئے اور اس کے منہ سے جو لفظ نکلے وہی ساری جماعت کے خیالات اور افکار پر حاوی ہونا چاہئے۔ وہی اوڑھنا وہی بچھونا ہونا چاہئے۔ وہی تمہارا ناک، کان، آنکھ اور زبان ہونا چاہئے''۔ (خطبات محمود جلد 17 ص 75)

اگر امام اور خلیفہ کی موجودگی میں انسان یہ سمجھے کہ ہمارے لئے کسی آزاد تدبیر اور مظاہرہ کی ضرورت ہے تو خلیفہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ امام اور خلیفہ کی ضرورت یہی ہے کہ ہر قدم جو مومن اٹھاتا ہے اس کے پیچھے اٹھاتا ہے۔ اپنی مرضی اور خواہشات کو اس کی مرضی اور خواہشات کے تابع کرتا ہے۔ اپنی تدبیروں کو اس کی تدبیروں کے تابع کرتا ہے اور اپنے سامانوں کو اس کے سامانوں کے تابع کرتا ہے۔

(خطبات محمود جلد 18 ص 367)

خلافت ثالثہ اور استحکام خلافت

خلافت ثانیہ کے بعد سیدنا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوکر قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر بنے۔ آپ نے بھی اپنے پیش رو خلفاء کی طرح استحکام خلافت کا حق ادا فرمایا۔ آپ نے جماعت اور خلافت کو ایک وجود قرار دے کر اس کے استحکام کے سامان پیدا کئے تو کبھی دشمن کی طرف سے اٹھنے والی میلی آنکھ کو خلافت کا رعب و دبدبہ دکھا کر نیچا کر دیا نیز مستقبل میں پیش آسکنے والے خطرات کو تاریخ کے آئینہ میں دیکھ کر خلافت کے دامن کو اس سے محفوظ کر دیا۔

چنانچہ خلافت اور جماعت کے تعلق پر اٹھنے والے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:۔

''دراصل خلافت ایک انسٹیٹیوشن ہے۔ ایک فرد نہیں ہے۔ یہ وہ چیز ہے جس کے متعلق میں نے ڈنمارک کے پادریوں سے کہا تھا کہ تمہارا سوال غلط ہے۔ انہوں نے پوچھا تھا۔ آپ کا مقام جماعت احمدیہ میں کیا ہے۔ میں نے جواب دیا تھا میں اور جماعت احمدیہ ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ اس سے میرا مقام جماعت احمدیہ میں کیا ہے سوال پیدا ہی نہیں ہوتا''۔ (خطبات ناصر جلد 5 ص 207)

ایک مخالف نے اپنے ساتھیوں کو خلافت احمدیہ کے قلعے پر لات مار کر گرانے کی تحریص دلائی تو خدا کے اس شیر نے آگے بڑھ کر اس شان کے ساتھ جواب دیا کہ اس کی تحریص ہمیشہ ہمیش کے لئے ھباءً منثورا ہو گئی۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:۔

جس خلافت کے گرد خدا تعالیٰ کی مدد اور اس کی نصرت پہرہ دے رہی ہے اس خلافت کے قلعے پر تو تمہاری لات اگر پڑے گی تو تمہاری ہڈیاں ہی اس طرح چور چور ہو جائیں گی کہ ان کے ذرے بھی دنیا کو نظر نہیں آئیں گے۔ (خطبات ناصر جلد 4 ص 110)

مزید برآں آپ نے خلافت کے استحکام کے لئے مندرجہ ذیل تدبیر اختیار فرما کر خلافت کے استحکام و دوام کے سامان پیدا فرمائے۔

''یہ سلسلہ خلافت دنیا کو امت واحدہ بنانے کے لئے قائم ہوا ہے اور اس سلسلہ کا کوئی خلیفہ کبھی بھی کسی علاقے کا حاکم اور بادشاہ وقت نہیں بنے گا اور دنیا کی سیاست میں خلیفہ وقت نہیں آئے گا''۔

(خطبات ناصر جلد 5 ص 438)

خلافت رابعہ اور استحکام خلافت

خلافت رابعہ کے انتخاب کے معاً بعد پہلے ہی خطبہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے خلافت کے استحکام کی بنا ڈالی۔ چنانچہ آپ نے خلفاء کے درمیان موازنہ اور مقابلہ کرنے سے منع فرماتے ہوئے قرآنی آیت کے حوالے سے اس حکمت سے پردہ اٹھایا کہ کیوں خلفاء اپنے طریقہ کار میں مختلف انداز اپناتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا:۔

''تم لوگ نادان ہو، ناواقف ہو، جاہل ہو، تمہیں کچھ پتا نہیں کہ کس کا عمل کیوں ہے؟ اور یہ طرز عمل کس لئے اختیار کیا جا رہا ہے؟ یہ بندے ہیں مجبور ہیں اس فطرت کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمائی ہے۔ یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ انہوں نے اپنی شاکلت کے اندر رہتے صحیح قدم اٹھایا یا غلط قدم اٹھایا۔ بندہ واقف ہی نہیں ان اسرار سے۔ وہ دل کے حال کو، نیتوں کو نہیں جانتا، اس لئے اس کا کام نہیں ہے کہ وہاں زبان کھولے جہاں زبان کھولنے کی اس کو مجال نہیں۔ جہاں زبان کھولنے کے لئے اس کو مقرر نہیں کیا گیا۔ اس لئے میں جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ ایسی لغو دلچسپیوں سے باز رہیں''۔

(خطبات طاہر جلد 1 ص 35)

آپ کے دور میں حکومت کی طرف سے جماعت کے خلاف اور خلافت کے خلاف نہایت ظالمانہ اقدام اٹھائے گئے اور کوشش کی گئی کہ جماعت اور خلافت کو نیست و نابود کر دیا جائے۔ چنانچہ اس موقعہ پر آپ نے استحکام خلافت کے لئے بیشمار قربانیاں دیں۔ چنانچہ جذبات کی قربانی، وطن سے بے وطن ہونے کی قربانی، عزیزوں رشتہ داروں سے دوری کی قربانی، ان کی خوشی اور غم میں شامل نہ ہوسکنے کی قربانی اور مرکز سے دور ہونے کی قربانی، غرضیکہ بیشمار قربانیوں سے آپ نے خلافت کے شجرہ طیبہ کی حفاظت فرمائی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

''ایک رات پہلے میں عہد کر چکا تھا کہ خدا کی قسم جان دوں گا احمدیت کی خاطر اور کوئی دنیا کی طاقت مجھے روک نہ سکے گی اور اس رات خدا نے مجھے ایسی اطلاعات دیں کہ جن کے نتیجے میں اچانک میرے دل کی کایا پلٹ گئی۔ اس وقت مجھے محسوس ہوا کہ کتنی خوفناک سازش ہے جماعت کے خلاف جسے ہر قیمت پر مجھے ناکام کرنا ہے''۔

(خطبات طاہر جلد 3 ص 769)

چنانچہ خدا تعالیٰ نے آپ کی ان قربانیوں کو نہایت عمدہ طور پر قبول فرمایا اور خلافت کے استحکام کے حوالے سے آپ کو بشارات سے نوازا۔ جن کی نوید آپ نے جماعت کو سناتے ہوئے فرمایا:۔

''اب آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ خلافت احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا۔ جماعت بلوغت کے مقام پر پہنچ چکی ہے خدا کی نظر میں اور کوئی دشمن آنکھ، کوئی دشمن دل، کوئی دشمن کوشش اس جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گی اور خلافت احمدیہ انشاء اللہ تعالیٰ اسی شان کے ساتھ نشوونما پاتی رہے گی جس شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود سے وعدے فرمائے کہ کم از کم ایک ہزار سال تک یہ جماعت زندہ رہے گی''۔

(خطبات طاہر جلد 1 ص 18)

خلافت خامسہ اور استحکام خلافت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی دی ہوئی بشارت کے بعد جماعت اس یقین پر قائم ہے کہ اب خلافت احمدیہ کو کوئی خطرہ نہیں ہوگا۔ چنانچہ خلافت خامسہ کا انتخاب اس بات کا گواہ ہے کہ جماعت نے مسلسل دعاؤں میں مصروف رہ کر خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی صورت میں ایک اور عظیم الشان مظہر قدرت ثانیہ کی قیادت پائی۔ چنانچہ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے غیروں کو اس بات کا گواہ بنا کر اپنے ایک خطبہ میں فرمایا:۔

''خلافت خامسہ کے انتخاب کی کارروائی دیکھ کر جو MTA پر دکھائی گئی تھی مخالفین نے یہ اعتراف کیا کہ تمہارے سچے ہونے کا تو ہمیں پتہ نہیں لیکن یہ بہرحال پتہ لگ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت تمہارے ساتھ ہے''۔

(خطبات مسرور جلد 3 ص 308)

خلافت کے بلند اور ارفع مقام کو خوب کھول کر جماعت کے سامنے پیش فرماتے ہوئے حضور نے فرمایا:۔

''خلیفہ کے مقابل پر کوئی شخص بھی چاہے وہ کتنا ہی عالم ہو کم حیثیت رکھتا ہے کیونکہ جماعت کی رہنمائی اور بہتری کے لئے اللہ تعالیٰ خلیفہ سے ایسے الفاظ نکلوا دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق ہوں۔ پس ہر ایک احمدی کو کوشش کرنی چاہئے کہ لغویات اور فضولیات میں نہ پڑیں اور استحکام خلافت کے لئے دعائیں کریں تاکہ خلافت کی برکات آپ پر ہمیشہ قائم رہیں''۔ (خطبات مسرور جلد 3 ص 320)

استحکام خلافت کے لئے آپ کا ایک عظیم الشان اقدام جس کے ذریعہ سے آپ نے ہمیشہ کے لئے اس انعام الٰہی کے جماعت میں رہنے کے سامان پیدا فرما دیئے۔ چنانچہ صد سالہ خلافت جوبلی کے حوالے سے آپ نے جماعت کو دعاؤں کا روحانی پروگرام دے کر جہاں خلافت کی نعمت کے شکر کے سامان پیدا فرمائے وہاں اس سے ہمیشہ کے لئے مستفیض ہونے کے سامان بھی پیدا فرما دیئے۔ چنانچہ آپ نے پانچ دعاؤں سورۃ فاتحہ کی تدبر سے سات مرتبہ تلاوت، نوافل کی روزانہ ادائیگی اور ہر ماہ نفلی روزے کی تلقین فرمائی۔ (خطبات مسرور جلد 3 ص 323,322)

نیز جماعت کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا:۔

''یاد رکھیں وہ سچے وعدوں والا خدا ہے۔ وہ آج بھی اپنے پیارے مسیح کی اس پیاری جماعت پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے۔ وہ ہمیں کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا۔ وہ آج بھی اپنے مسیح سے کئے ہوئے وعدوں کو اسی طرح پورا کر رہا ہے جس طرح وہ پہلی خلافتوں میں کرتا رہا ہے۔ وہ آج بھی اسی طرح اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نواز رہا ہے جس طرح سے وہ نوازتا رہا ہے اور انشاء اللہ نوازتا رہے گا''۔ (خطبات مسرور جلد 2 ص 354)

☆☆☆☆☆

خلفاء سلسلہ کے سفر اور دورہ جات

مکرم صفدر نذیر گولیکی صاحب

قرآن و حدیث کی تعلیم کی روشنی میں ہمارے خلفاء نے مختلف اوقات میں مختلف علاقوں، ملکوں اور جگہوں کے سفر اختیار کئے اور ہر بار خداتعالیٰ کی تائید و نصرت کے نظارے نظر آئے۔ جماعت احمدیہ کے افراد نے خلفاء کو اپنے درمیان پا کر اپنی روحانی تشنگی کو دور کیا۔ دعائیں حاصل کیں اور برکات سے مالا مال ہوئے۔ غیروں کے لئے حجت تمام ہوئی۔ براہ راست باتیں سننے کے مواقع میسر آئے۔

جماعتوں میں موجود مسائل کو ان دوروں کے دوران حل کیا گیا۔ وحدت اور یگانگت کے رنگ بھرے گئے۔ تمام دوروں کی تفاصیل یہاں بیان نہیں کی جاسکتیں۔ صرف چیدہ چیدہ امور کا تذکرہ کیا جائے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے سفر

آپ نے اپنی زندگی میں بہت سفر کئے خلافت سے پہلے بھی اور بعد میں بھی۔

حضرت مسیح موعود کے زمانہ مبارک میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے مندرجہ ذیل سفر اختیار فرمائے۔

لاہور: ایک لیکچر دینے کے لئے گئے۔

جموں: حضرت مسیح ناصری کی قبر کی تحقیق کے لئے گئے۔

بہاولپور: حضرت غلام فرید صاحب چاچڑاں شریف سے ملاقات کے لئے گئے۔

ملتان: حضرت مسیح موعود کے ساتھ تشریف لے گئے۔

مالیر کوٹلہ: حضرت نواب محمد علی خانصاحب کو قرآن مجید پڑھانے کے لئے گئے۔

لاہور: جلسہ اعظم مذاہب لاہور 1896ء میں شمولیت کے لئے گئے۔

گورداسپور: حفظ امن کے مقدمہ میں پیشی کے لئے تشریف لے گئے۔

دھاریوال: حضرت مسیح موعود کے ساتھ گئے۔

کپورتھلہ: ایک فدائی مخلص محمد خان صاحب احمدی افسر بگھی خانہ بیمار ہوئے تو ان کے علاج کے لئے تشریف لے گئے۔

لاہور: 1904ء میں حضرت مسیح موعود کے ساتھ لاہور تشریف لے گئے۔

گورداسپور: 1904ء میں 3 ماہ تک کرم دین کے مقدمہ کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعود کے ساتھ قیام کیا۔

سیالکوٹ: 1904ء حضرت مسیح موعود کے ساتھ تشریف لے گئے۔

لاہور: 1908ء میں حضرت مسیح موعود کے آخری سفر لاہور کے وقت آپ بھی ہمسفر تھے۔

جب آپ 1908ء میں خلافت کی مسند پر متمکن ہوئے تو پھر جو سفر اختیار کئے وہ درج ذیل ہیں۔

سفر بعد از خلافت

سفر ملتان: ایک سپاہی محمد تراب خان نامی جس کے دماغ میں خلل تھا چھ ماہ قبل قادیان آیا اور آپ کے زیر علاج رہا۔ یہ شخص قادیان سے ملتان گیا اور اقدام قتل کے الزام میں گرفتار ہو گیا۔ جس پر آپ کو جولائی 1911ء میں ملتان شہادت کے لئے طلب کیا گیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 ص 321)

سفر لاہور: 1912ء میں سفر لاہور اختیار فرمایا۔ یہ سفر حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب مالک انگلش ویئر ہاؤس کے مکان کے سنگ بنیاد رکھنے کے لئے تھا۔ حضرت مسیح موعود نے اپنی زندگی میں وعدہ فرمایا تھا کہ جب شیخ صاحب مکان بنائیں گے تو حضرت صاحب سنگ بنیاد رکھیں گے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے اپنے آقا کے منہ سے نکلی ہوئی بات کو پورا کرنے کے لئے لاہور کا سفر اختیار کیا۔

(الحکم 14 جولائی 1912ء ص 2 کالم 2)

لاہور کے قیام کے دوران آپ نے تقاریر بھی فرمائیں جو مسئلہ خلافت پر تھیں۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 ص 321)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے سفر

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد نے 11 سال کی عمر میں حضرت مسیح موعود کے ساتھ ملتان کا سفر اختیار کیا جو 1897ء میں کیا گیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 4 ص 30)

1908ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے ارشاد پر حضرت صاحبزادہ صاحب نے کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیار پور مکرم حضرت میر محمد اسحاق صاحب کے ساتھ 21 دسمبر 1908ء کو دورہ کیا۔

یکم جولائی تا 22/اگست 1909ء صاحبزادگان نے کشمیر میں رہائش رکھی اور اس دوران دعوت الی اللہ کے ساتھ ساتھ روحانی مجاہدات کا خاص خیال رکھا۔

1911ء میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے ڈلہوزی کا سفر اختیار کیا۔ ڈلہوزی میں ایک پادری سے گفتگو کی۔ آپ نے تثلیث اور کفارہ پر بحث کی۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 ص 378)

مدرسہ احمدیہ کی ترقی اور بہبود کے لئے سفر ہند فرمایا:۔

اپریل مئی 1912ء میں صاحبزادہ صاحب نے اپنے خرچ پر مشہور اسلامی درسگاہوں کے طریقہ تعلیم و انتظام کا معائنہ کرنے کے خیال سے ذاتی خرچ کر کے سفر اختیار کیا۔ آپ کے ساتھ حضرت سید سرور شاہ صاحب، حضرت قاضی امیر حسین صاحب، حضرت حافظ روشن علی صاحب، سید عبدالحی صاحب عرب، حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی بھی تھے۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 ص 392)

15 جون 1912ء کو خلیفۃ المسیح الاول کے ساتھ لاہور تشریف لے گئے اور بھی بزرگ ساتھ تھے۔

لاہور میں حضور کی موجودگی میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے تقریر فرمائی۔ موضوع تھا واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 ص 398)

سفر مصر و عرب: یہ سفر حج، دیار رسول کی زیارت، علوم عربیہ کی تحقیق، دنیا عرب و مصر کے نظام تعلیم کے مشاہدہ اور دعوت احمدیت کی غرض سے تھا۔ جو 26 ستمبر 1912ء سے شروع ہوا جو جنوری 1913ء کو ختم ہوا۔ اس سفر کے اختتام پر جو قادیان میں تقریب ہوئی اور صاحبزادہ صاحب نے جو خطاب فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے۔

اس سفر میں مختلف مذاہب کے لوگوں اور دہریوں کے ساتھ میرے بڑے بڑے مباحثات ہوئے اور میں نے ہمیشہ سلسلہ احمدیہ کو پیش کیا اور خدا کے فضل سے مظفر و منصور ہوا۔

فرمایا:۔

جیسا کہ پیشگوئیوں سے ظاہر ہے (دین حق) کی فتوحات کا زمانہ قریب ہے۔ طوفان بیشک بہت بڑے جوش سے اٹھا ہے اور اس طوفان میں جہاز خطرے میں ہے اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ سب لوگ اوپر آجاویں اور کام کریں...... یہ فارغ بیٹھنے کا وقت نہیں بلکہ کام کرنے کا وقت ہے۔ اٹھو، اٹھو اور کام کرو، ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بہت مبارک ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 ص 423)

سفر چکوال: 24 جنوری 1914ء کو مفتی فضل الرحمٰن صاحب کے ہمراہ قادیان سے روانہ ہوئے۔ 25 جنوری کو لاہور میں میاں چراغ دین صاحب کے مکان پر پُر معارف لیکچر دیا۔ 28 جنوری کو چکوال پہنچ کر مختصر خطاب فرمایا اور پھر تانگہ پر سوار ہو کر چک نورنگ تشریف لے گئے۔ 30 جنوری کو چوہان گئے۔ جمعہ پڑھایا ایک لیکچر دیا۔ آدھی رات کو چوہان سے بذریعہ ریل جہلم پہنچے اور پھر صبح جوبلی گھاٹ میں صداقت مسیح موعود پر زبردست لیکچر دیا۔ مکرم مولوی امام دین صاحب گولیکی نے گولیکی تشریف لے چلنے کی درخواست کی۔ چونکہ صاحبزادہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول سے اجازت نہ لی تھی اس لئے معذرت کر دی اور پھر یکم فروری کو قادیان واپس پہنچ گئے۔

سفر وزیر آباد: 26 فروری 1914ء کو بیت احمدیہ وزیر آباد کے افتتاح کے لئے حافظ روشن علی صاحب حضرت سید سرور شاہ صاحب کے ساتھ حضرت صاحبزادہ صاحب تشریف لے گئے۔ واپسی 27 فروری کو ہوئی۔ (تاریخ احمدیت جلد 3 ص 499)

سفر بعد از خلافت

7 جولائی 1915ء کو آپ مع اہل خانہ لاہور تشریف لے گئے اور 12 جولائی تک لاہور میں قیام کے بعد واپس قایان پہنچے۔ 11 جولائی کو جو لیکچر دیا وہ پیغام مسیح کے نام سے بعد میں شائع ہوا۔

سفر شملہ: 30/اگست تا 10/اکتوبر 1917ء تبدیلی آب و ہوا کے لئے شملہ تشریف لے گئے۔ شملہ میں قیام کے دوران زندہ مذہب کے نام سے لیکچر دیا۔ واپسی پر پٹیالہ میں صداقت دین حق پر لیکچر دیا۔

سفر بمبئی: بمبئی 1918ء میں ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ آپ ناک و حلق کا علاج بذریعہ بجلی کروائیں اس غرض سے آپ بمبئی تشریف لے گئے۔ 15 جون کو واپسی ہوئی۔ ام ناصر کے بطن سے امۃ العزیز (عمر ڈیڑھ سال) بمبئی میں فوت ہو گئیں وہیں تدفین ہوئی۔

سفر ڈلہوزی: 22 جون تا 17/اگست 1918ء تک ڈلہوزی میں قیام فرمایا۔ قیام کے دوران عیسائیوں سے گفتگو ہوتی رہی۔

سفر لاہور اور امرتسر: 13 تا 23 فروری 1920ء لاہور امرتسر کے سفر میں رہے اور چھ عظیم الشان لیکچر دیئے۔ یہ لیکچر ''واقعات خلافت علوی'' مذہب اور اس کی ضرورت، صداقت دین و ذرائع ترقی دین کے موضوعات پر تھے۔

(تاریخ احمدیت جلد 4 ص 174 تا 253)

سفر لاہور و مالیر کوٹلہ: 4 مارچ 1921ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایک مقدمہ میں شہادت کی غرض سے لاہور تشریف لے گئے۔ دو تقاریر فرمائیں۔ مذہب کی ضرورت، حقیقی مقصد اور اس کے حصول کے طریق۔ 7 مارچ 1921ء کو مالیر کوٹلہ تشریف لے گئے 9 مارچ کو صداقت دین حق پر لیکچر دیا۔

(ایضاً ص 277)

سفر کشمیر: 25 جون سے 29 ستمبر 1921ء تک 3 ماہ کشمیر میں رہے۔ اس دوران اسلام آباد، گاندھربل، چشمہ اچھابل کا بھی دورہ کیا مگر اکثر قیام سری نگر میں رہا۔ (تاریخ احمدیت جلد 4 ص 284)

سفر یورپ

☆24 جون 1924ء کو کانفرنس میں شامل ہونے کا اعلان شائع ہوا۔ اس میں شمولیت کے لئے جب تیاری شروع کی تو ایک کتاب احمدیت یعنی حقیقی

......تحریر فرمائی۔ اسے شائع کیا گیا۔ سخت گرمی کے موسم میں مضمون تحریر کیا۔ اس کا انگریزی ترجمہ کروایا گیا۔

☆12 جولائی 1924ء کو نماز فجر کے بعد قادیان سے روانگی ہوئی۔ اس عظیم الشان سفر میں 11 افراد اور ساتھ تھے۔ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب خصوصی ترجمان کے طور پر ساتھ تشریف لے گئے۔

☆15 جولائی کو بمبئی سے بذریعہ بحری جہاز عدن روانہ ہوئے۔ جہاز پر سے ایک خط تحریر فرمایا جس کے آخر میں تحریر فرمایا۔

"اپنے آپ کو صاف رکھو، تا قدوس خدا تمہارے ذریعہ سے اپنے قدس کو ظاہر کرے اور اپنے چہرہ کو بے نقاب کرے۔ اتحاد، محبت، ایثار قربانی، اطاعت ہمدردی بنی نوع انسان، عفو، شکر، احسان اور تقویٰ کے ذریعہ سے اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ خدا تعالیٰ کا ہتھیار بننے کے قابل بناؤ۔ یاد رکھو تمہاری سلامتی سے آج دین کی سلامتی ہے۔

عدن، پورٹ سعید، قاہرہ، بیت المقدس، دمشق، برنڈزی، روم اور پھر لندن۔ لندن پہنچنے پر برطانوی پریس میں چرچا ہوا۔

(تاریخ احمدیت جلد 4 ص 429 تا 438)

☆23 ستمبر 1924ء کا دن سفر یورپ کی تاریخ کا سنہری دن تھا۔ اس دن ویمبلے کانفرنس میں حضور کا بے نظیر مضمون پڑھا گیا۔ جس نے سلسلہ احمدیہ کی شہرت کو چار چاند لگا دیئے۔ یورپ میں دین کی روحانی فتح کی بنیادیں رکھ دیں اور حضرت مسیح موعود کا لندن میں تقریر کرنے کا رویا پوری آب وتاب سے پورا ہو گیا۔ (تاریخ احمدیت جلد 4 ص 451)

جب یہ مضمون "احمدیت یعنی حقیقی (-)" سنایا گیا جو چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے پڑھا۔ اس پر بہت سے لوگوں نے تبصرے کئے۔ مبارک بادیں دیں۔

حضور نے اپنے لندن قیام کے دوران اور بھی لیکچر دیئے۔ 2/اکتوبر کو حضور "ولیم دی کنکرر" والی خواب کو پورا کرنے کے لئے خلیج میونسی پہنچے اور پھر کشتی کے ذریعہ اس مقام پر پہنچ گئے جہاں "ولیم دی کنکرر" اترا تھا۔ (تاریخ احمدیت جلد 4 ص 454)

☆حضور نے لندن میں قیام کے دوران بیت الفضل لندن کی بنیاد 19/اکتوبر 1924ء کو رکھی گئی۔

سفر لاہور: 26 فروری تا 5 مارچ 1927ء۔

سفر لاہور میں لاہور کے متعدد مشہور مسلمان اخبار نویس اور لیڈر ملاقات کے لئے آئے اور مسلمانوں کی ترقی و بہبود کے سلسلہ میں گفتگو فرماتے رہے۔

(تاریخ احمدیت جلد 4 ص 576,575)

لاہور میں بہت سے لیکچر دیئے۔ ایک خاص لیکچر جو "مذہب اور سائنس" کے موضوع پر تھا۔ 3 مارچ 1927ء کو حبیبیہ ہال میں شاعر مشرق سر محمد اقبال کی صدارت میں ہوا۔ حضور نے اڑھائی گھنٹہ تک تقریر فرمائی۔

سفر شملہ: 13/اگست 1927ء تا 2/اکتوبر 1927ء

سفر ڈلہوزی: 21 جون 1928ء کو بحالی صحت کے لئے تشریف لے گئے اور پہلی بار حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کو قادیان کا امیر بنایا۔

اس قیام کے دوران بہت سے سیاسی لیڈر اور مذہبی راہنما آپ سے ملنے کشمیر تشریف لائے۔

(تاریخ احمدیت جلد 5 ص 49)

سفر لاہور: 12 جنوری 1929ء کو بذریعہ موٹر لاہور تشریف لے گئے۔ 14 جنوری کو بیت احمدیہ بیرون دہلی دروازہ میں لا یمسہ الا المطہرون کی نہایت لطیف تفسیر بیان فرمائی۔

پہلی بار ہوائی جہاز کا سفر

30 دسمبر 1932ء کو شام کے قریب اپنے ہوائی جہاز لاہور سے آئے اور قادیان کے سٹیشن کے پاس کھلے میدان میں اترے اور حضور سے جہاز دیکھنے کی درخواست کی گئی۔ آپ یکم جنوری 1933ء کو گیارہ بجے کے قریب تشریف لے گئے۔ جہاز نے 3 بار پرواز کی۔ تیسری بار آپ اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے ساتھ سوار ہوئے اور آدھا گھنٹہ کے قریب چار ہزار فٹ کی بلندی پر اڑنے اور دریائے بیاس تک چکر لگانے کے بعد زمین پر اترے۔

(تاریخ احمدیت جلد 6 ص 95)

سفر لائلپور (فیصل آباد): 7/اپریل 1934ء کو لائلپور (فیصل آباد) بیت الفضل کے افتتاح کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ بیمار تھے۔ ڈاکٹروں نے سفر سے منع کیا تھا مگر آپ نے فرمایا۔

میں سمجھا کہ یہ خاص طور پر دینی کام ہے۔ لائل پور نو آبادی کا مرکز ہے اور اس لحاظ سے گویا نئی دنیا ہے۔ چونکہ مسیح موعود کا ایک کشف بھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایک نئی دنیا بنانے آئے تھے اس لئے میں نے خیال کیا کہ جو نئی دنیا بسی ہے وہاں جاؤں تا وہ کشف ایک رنگ میں پورا ہو۔

(تاریخ احمدیت جلد 6 ص 164)

فیصل آباد میں قیام کے دوران، تحقیق حق کے بارہ میں تقریر کی۔ واپسی پر جڑانوالہ، احمد پور سے ہوتے ہوئے 9/اپریل کو قادیان پہنچے۔

(تاریخ احمدیت جلد 6 ص 169)

1932ء میں حضور نے لاہور، دہلی، ڈیرہ دون، راولپنڈی اور ڈلہوزی کے سفر اختیار کئے۔

سفر لاہور: 13 فروری، 9 مارچ، 9 مئی اور 5 جولائی 1932ء کی تاریخوں میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے لاہور میں ہونے والے اجلاسات میں شرکت فرما کر صدارت فرمائی۔ علاوہ ازیں 29 جنوری، 23/اگست 1932ء کو بھی لاہور گئے۔

سفر دہلی: کشمیر کمیٹی کے اجلاسات میں شمولیت کے لئے یکم مارچ 1932ء کو دہلی تشریف لے گئے اور 14 مارچ کو واپسی ہوئی۔

سفر ڈیرہ دون: یکم مئی 1932ء تبدیلی آب و ہوا کی غرض سے مع حرم اول حضرت سیدہ ام ناصر اور صاحبزادگان ڈیرہ دون تشریف لے گئے۔ ایک ہفتہ قیام فرمایا۔

سفر راولپنڈی: آنکھوں کے معائنہ کے لئے 20 جون 1932ء کو راولپنڈی تشریف لے گئے۔

سفر ڈلہوزی و شملہ: 9 جولائی تا 18/اگست 1932ء ہر دو مقامات پر رہے۔

(تاریخ احمدیت جلد 7 ص 25)

سفر گورداسپور

مارچ 1935ء کے آخری ایام میں حضور نے مولوی سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں شہادت کے لئے سفر گورداسپور اختیار کیا۔

آپ موٹر پر تشریف لے گئے لیکن 150 خدام آپ کے ساتھ سائیکلوں پر گئے اور گورداسپور میں آپ کی زیارت کے لئے بہت بڑا ہجوم ہو گیا۔ آپ شہادت کے لئے 3 بار گورداسپور تشریف لے گئے اور ہر بار ہجوم خلائق کا یہی حال تھا۔

(تاریخ احمدیت جلد ہشتم ص 63,61)

پہلا سفر سندھ: حضور نے اراضیات سندھ کے معائنہ کے لئے پہلا سفر 1935ء میں کیا۔ 9 مئی 1935ء کو قادیان سے روانہ ہو کر 11 مئی بعد دوپہر جھڈو سٹیشن پر اترے اور شام چھ بجے احمد آباد سٹیٹ روانہ ہوئے۔ حضور گھوڑے پر سوار ہو کر گئے۔ احمد آباد سٹیٹ کے دوستوں نے خوبصورت گیٹ بنایا۔ راستہ سجایا ہوا تھا۔ حضور نے قیام کے دوران اراضیات سندھ کا معائنہ فرمایا۔ 17 مئی 1935ء کو حیدر آباد خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور بینٹ ہال میں پبلک لیکچر دیا۔

19 مئی کو واپس قادیان تشریف لے آئے۔

(تاریخ احمدیت جلد 8 ص 223-225)

سفر سندھ و بمبئی: حضور کے گلے میں لگا تار لمبی تقاریر کرنے اور خطبات دینے کی وجہ سے مزمن تکلیف ہو گئی تھی اور سالہا سال سے کاسٹک استعمال کرایا جا رہا تھا۔ ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ کاسٹک لگانا چھوڑ دیا جائے۔ ورنہ گلے کا گوشت بالکل جل جائے گا۔ ڈاکٹری رائے میں چونکہ اس مرض کے لئے سمندر کا سفر خاص طور پر مفید ہوتا ہے۔ 3/اکتوبر 1937ء کو قادیان سے روانہ ہوئے اور لاہور میں نیشنل لیگ کے اجتماع سے خطاب فرمایا اور پھر بذریعہ کراچی میل سندھ روانہ ہوئے۔

13/اکتوبر 1937ء کو ناصر آباد سٹیٹ سے روانہ ہو کر 15/اکتوبر کراچی پہنچے اور پھر 9 بجے شام 'واسی لونا' نامی بحری جہاز سے روانہ ہوئے 16/اکتوبر کو صبح بمبئی پہنچے۔ بمبئی میں ڈیڑھ ہفتہ کے قریب فروکش رہے۔ 29/اکتوبر کو واپس بذریعہ "سناوتی" بحری جہاز کراچی پہنچے۔

اس سفر میں پہلے تو گلے کی تکلیف بڑھ گئی مگر بعد میں نمایاں فائدہ ہوا اور روزانہ دوائیں لگانے کی جو ضرورت محسوس ہوتی تھی اس میں بہت کمی آ گئی۔

(تاریخ احمدیت جلد 8 ص 429)

سفر حیدر آباد دکن

حضور کا یہ مبارک سفر ایک رویا کی بنا پر تھا اور اس کی غرض وغایت یہ تھی کہ ریاست حیدر آباد جو مغلیہ سلطنت کے خاتمہ کے بعد مسلمانان ہند کی تہذیب و تمدن اور علم وفن کا سب سے بڑا مرکز تھی۔ وہاں کے حالات کا جائزہ لیا جائے اور عام مسلمانوں کی بہبود اور جماعت احمدیہ کی سرگرمیوں میں اضافہ کی عملی تدابیر سوچی جائیں۔ (تاریخ احمدیت جلد 8 ص 507)

☆3/اکتوبر 1938ء کو سندھ پہنچے۔ اراضیات کا معائنہ فرمایا اور 13/اکتوبر 1938ء کو کراچی پہنچے۔ 16/اکتوبر 1938ء کو بمبئی پہنچے۔ 19/اکتوبر 1938ء کو ساڑھے آٹھ بجے حیدر آباد کے مضافاتی ریلوے سٹیشن بیگم پیٹھ پر رونق افروز ہوئے۔

☆حیدر آباد میں معززین سے ملاقات، خطبہ جمعہ و نکاح، نواب اکبر یار جنگ بہادر کی طرف سے عصرانہ میں شمولیت۔ عمائدین حیدر آباد کا اجتماع اور حیدر آباد اور سکندر آباد کے اطراف و جوانب کے مقامات کی سیر شامل ہے۔

☆حیدر آباد سے آگرہ تشریف لے گئے پھر دہلی میں قیام کیا اور پھر 28/اکتوبر 1938ء کو فرنٹیئر میل کے ذریعہ واپس قادیان 29/اکتوبر کو پہنچے۔

(تاریخ احمدیت جلد 8 ص 507 تا 522)

سفر کے تاثرات

یہ سفر دور خلافت ثانیہ کے ان تمام مشہور اور کامیاب سفروں میں نمایاں اور منفرد شان رکھتا ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنے زمانہ خلافت کے دوران اندرون ملک میں اختیار کئے اور جن کے دائمی نقوش علمی اعتبار سے حضور کے قلب و دماغ پر زندگی بھر قائم رہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے دعوت الی اللہ کے نقطہ نگاہ سے سفر حیدر آباد و دہلی کی نسبت حسب ذیل تاثرات کا اظہار فرمایا:۔

"میرے دل پر ان گالیوں کی وجہ سے ایک ناخوشگوار اثر تھا جو احراری ایجی ٹیشن کی وجہ سے ہمیں ملتی رہی ہیں اور اب بھی مل رہی ہیں کیونکہ گالیاں فتح اور شکست سے تعلق نہیں رکھتیں۔ بلکہ گرا ہوا آدمی زیادہ گالیاں دیا کرتا ہے۔ بہر حال میری طبیعت پر یہ اثر تھا کہ (-) نے اس موقعہ پر ہمارے ساتھ اچھا معاملہ نہیں کیا اور مجھے ان کی طرف سے رنج تھا۔ شاید میرا گزشتہ سفر اللہ تعالیٰ کی حکمت کے ماتحت اسی غرض کے لئے تھا کہ تا میری طبیعت پر جو اثر ہے وہ دور ہو جائے۔ میں نے اس سفر میں اندازہ لگایا ہے کہ میرا وہ اثر کہ ....شرفا بھی اس گند میں مبتلا ہیں اس حد تک صحیح نہیں جس حد تک میرے دل پر اثر تھا۔ مجھے اس سفر میں ملک کا ایک لمبا دورہ کرنے کا موقع ملا ہے۔ پہلے میں سندھ گیا۔ وہاں سے بمبئی گیا۔ بمبئی سے حیدر آباد چلا گیا اور پھر حیدر آباد سے واپسی پر دہلی سے ہوتے ہوئے قادیان آ گیا۔ اس طرح گویا نصف ملک کا دورہ

ہو جاتا ہے۔ اس سفر کے دوران میں شرفاء کے طبقہ کے اندر میں نے جو بات دیکھی ہے۔ اس سے جو میرے دل میں مسلمانوں کے متعلق رنج تھا وہ بہت کچھ دور ہو گیا ہے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ شریف طبقہ اب بھی وہی شرافت رکھتا ہے جو شرافت وہ پہلے رکھا کرتا تھا (۔) اگر مجھے یہ سفر پیش نہ آتا تو شاید یہ اثر دیر تک میرے دل پر رہتا اور میں سمجھتا ہوں یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے مجھے اس سفر کا موقع دیا اور وہ اثر جو میرے دل پر تھا کہ اتنے گند میں...... کا شریف طبقہ کس طرح شامل ہو گیا وہ اس سفر کی وجہ سے دور ہو گیا۔ حیدر آباد میں میں نے دیکھا کہ جس قدر بھی بڑے آدمی تھے الا ماشاء اللہ تھوڑے سے باہر بھی رہے ہوں گے۔ وہ ان پارٹیوں میں شامل ہوتے رہے جو میرے اعزاز میں وہاں دی گئیں۔ ان لوگوں میں وزراء بھی تھے، امراء بھی تھے اور نواب بھی تھے۔ چنانچہ نواب اکبر یار جنگ صاحب بہادر نے جو پارٹی دی اس میں بہت سے نواب شامل ہوئے اور سارے سو دو سو کے قریب معززین ہوں گے جو ان کی ٹی پارٹی میں شامل ہوئے"۔

عالم روحانی کا انکشاف

جہاں تک علمی پہلو کا تعلق ہے اس سفر کو یہ خصوصیت حاصل ہوئی کہ حیدرآباد دکن اور آگرہ کی قدیم تاریخی یادگاروں اور عمارتوں کا مشاہدہ کرنے کے بعد جب حضور نے دہلی میں غیاث الدین تغلق کا تعمیر کردہ قلعہ ملاحظہ فرمایا تو حضور پر گوتم بدھ کی طرح عالم روحانی کے انکشاف کی ایسی زبردست تجلی ہوئی کہ آپ کی زبان پر بے ساختہ جاری ہو گیا۔

"میں نے پالیا۔ میں نے پالیا"۔

اس ایمان افروز واقعہ کی تفصیلات خود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے سیر روحانی کے عظیم الشان لیکچرز کی صورت میں پیش فرمائیں۔ یہ لیکچر 1928ء کے جلسہ سالانہ پر شروع ہوئے اور 1958ء میں مکمل ہوئے اور پھر پانچ جلدوں میں شائع ہو کر اپنوں بیگانوں میں بے حد مقبول ہوئے۔

سفر سندھ و دہلی: جنوری 1940ء کے آخر پر قادیان سے روانہ ہوئے۔ کراچی پہنچے۔ 5 فروری کو سندھ سے دہلی تشریف لے گئے۔ 16 فروری کو کپتان سلطان احمد صاحب کھتانہ نے دعوت دی جس میں 25 آفیسرز فوجی اور سول سروسز شامل ہوئے۔ 29 فروری کو خان بہادر اللہ بخش صاحب وزیر اعظم سندھ کی طرف سے دعوت دی گئی۔ جس میں وزراء شامل ہوئے۔ مارچ میں واپس ناصر آباد سٹیٹ سندھ آئے اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ 11 مارچ کو واپس قادیان پہنچے۔

☆ مئی 1940ء کو پھر کراچی تشریف لے گئے جس میں آپ کے ساتھ خاندان مسیح موعود کے افراد بھی تھے۔

☆ سندھ کی صوبائی انجمن احمدیہ کے سالانہ اجلاس میں شرکت۔ 12 مارچ 1943ء کو ناصر آباد سندھ میں صوبائی انجمن احمدیہ کا سالانہ اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں قرب وجوار کی احمدیہ جماعتوں کے صدر اور کراچی روہڑی، کمال ڈیرو اور ضلع حیدر آباد کے قریباً 80 نمائندے شامل ہوئے۔

(تاریخ احمدیت جلد 9 ص 406)

سفر ڈلہوزی: 1943ء میں حضور کئی ماہ تک صاحب فراش رہے اس لئے اس سال بحالی صحت کے لئے خصوصی طور پر ڈلہوزی میں 10 جون سے اگست 1943ء تک قیام فرمایا۔

(تاریخ احمدیت جلد 9 ص 434)

سفر ہوشیار پور: حضرت مسیح موعود نے حضرت مصلح موعود کی پیدائش سے قبل ایک پیشگوئی فرمائی تھی۔ جو پیشگوئی مصلح موعود کے عنوان سے مشہور ہے۔ 20 فروری 1944ء کو حضرت مصلح موعود ہوشیار پور تشریف لے گئے اور ایک پُرشوکت خطاب اہل ہوشیار پور کو کیا۔ آپ نے فرمایا:۔

"میں آج اسی واحد و قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ و تصرف میں میری جان ہے کہ میں نے جو رؤیا بتائی ہے وہ مجھے اسی طرح آئی ہے الا ماشاء اللہ کوئی خفیف سا فرق بیان کرنے میں ہو گیا ہو تو علیحدہ بات ہے۔ (تاریخ احمدیت جلد 9 ص 576,575)

تقریر کے بعد چلہ کشی والے مقدس و مبارک کمرہ میں آپ تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ 35 احباب بھی تھے۔ جن میں رفیق حضرت مسیح موعود، جملہ ناظران، افراد خاندان مسیح موعود و خلیفۃ المسیح الاول وغیرہ۔ (تاریخ احمدیت جلد 9 ص 591)

سفر لاہور: اعلان ظہور مصلح موعود کے لئے دوسرا پُرشکوہ جلسہ لاہور میں 12 مارچ 1944ء کو ہوا۔ احمدیوں کے علاوہ ہزاروں سکھ ہندو عیسائی بھی جلسہ میں شامل ہوئے۔ حضور نے پیشگوئی پر تفصیلی روشنی ڈالی۔

سفر لدھیانہ: تیسرا جلسہ ظہور مصلح موعود کا لدھیانہ میں 23 مارچ کو بڑی شان و شوکت سے ہوا۔ مخالفین نے بہت زور لگایا کہ جلسہ نہ ہو۔ بالآخر جلسہ ہوا۔ آپ نے پُرشوکت الفاظ میں فرمایا۔ آج میں اہل لدھیانہ کو خبر دیتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود نے خدا تعالیٰ کی طرف سے خبر پاکر قدرت اور فضل اور رحمت کے جس نشان کی خبر دی تھی وہ ظاہر ہو چکا جن لوگوں کے کان میں یہ آواز پہنچے وہ ان لوگوں تک اسے پہنچا دیں جو نہیں سن رہے اور میں لدھیانہ والوں کو یہ پیغام دے کر بری الذمہ ہوتا ہوں اور ان کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ انکار کر کے نقصان نہ اٹھائیں۔

(تاریخ احمدیت جلد 9 ص 604)

سفر دہلی: 16 اپریل 1944ء کو دہلی تشریف لے گئے اور وہاں بھی پُرشوکت اعلان فرمایا۔ جلسہ کے بعد 3 دن دہلی قیام فرمایا۔ 3 بڑے آفیسر داخل احمدیت ہوئے۔ (ایضاً ص 610-614)

سفر دہلی: 15 اکتوبر 1946ء کو دہلی کا سفر اختیار کیا اور سیاسی سرگرمیوں کے علاوہ دینی مصروفیات بھی خوب رہیں۔ مغرب و عشاء کی نماز کے بعد روزانہ مجلس عرفان میں رونق افروز ہوتے۔

(تاریخ احمدیت جلد 10 ص 594)

سفر سندھ: یکم مارچ 1947ء بذریعہ کار لاہور اور پھر کراچی میل کے ذریعہ کراچی روانہ ہوئے۔ راستے میں لودھراں، سمہ سٹہ، بہاولپور، ڈیرہ نواب، خانپور، رحیم یار خاں، سکھر، روہڑی کے احباب ملاقات کے لئے آتے رہے۔ کراچی کے بعد ناصر آباد، کنری، احمد آباد، محمد آباد میں قیام کیا۔ زمین کا معائنہ اور جماعتوں کی روحانی تشنگی دور کرنے کے بعد یکم اپریل 1947ء کو واپس لاہور پہنچ گئے اور پھر قادیان ورود ہوا۔

(تاریخ احمدیت جلد 10 ص 655,647)

قادیان سے ہجرت

داغ ہجرت کے الہام کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے بڑی ہجرت مقدر کی ہوئی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی تقسیم ہند ہونے کے بعد 1947ء کو قادیان سے لاہور تشریف لائے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

قادیان سے لاہور پہنچے یہاں پہنچ کر میں نے پورے طور پر محسوس کیا کہ میرے سامنے ایک درخت کو اکھیڑ کر دوسری جگہ لگانا نہیں بلکہ ایک باغ کو اکھیڑ کر دوسری جگہ لگانا ہے۔ ہمیں اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ فوراً ایک نیا مرکز بنایا جائے اور مرکزی دفاتر بھی بنائے جائیں۔

سفر سندھ: خلیفۃ المسیح الثانی نے قیام پاکستان کے بعد طویل سفر سندھ اختیار کیا۔ 14 فروری 1948ء تا 20 مارچ 1948ء 37 افراد پر مشتمل قافلہ لاہور سے ناصر آباد کے لئے روانہ ہوا۔ 3 ہفتے ناصر آباد، حیدر آباد، میر پور خاص، کنجیجی، احمد آباد، محمود آباد کا دورہ کیا۔ اہم جماعتی معاملات کو اپنی زیرنگرانی طے کرنے اور ضروری ہدایات دینے کے بعد 11 مارچ ناصر آباد سے کراچی پہنچے۔

☆ نماز جمعہ کراچی میں ادا کی یہ انتظام بندر روڈ پر وسیع میدان میں کیا گیا تھا۔

☆ تیسرے روز 14 مارچ کو خالق دینا ہال میں عظیم الشان پبلک لیکچر دیا۔ جس کی صدارت کے فرائض آنریبل حاتم جی طیب جی جسٹس سندھ چیف کورٹ نے انجام دیئے۔ موضوع پاکستان کے حالات تھے۔ 18 مارچ کو مقامی لجنہ اماء اللہ کی درخواست پر تھیوسافیکل ہال بندروڈ کراچی میں مستورات کو خطاب فرمایا۔ حضور کی اثر انگیز تقریر کا بنیادی مقصد خواتین کو دعا اور قربانی اور ایثار کے لئے سرگرم عمل کرنا تھا۔ اس تقریر میں سورۃ کوثر کی نہایت ایمان افروز تفسیر فرمائی۔ کراچی میں پریس کانفرنس بھی کی۔ (تاریخ احمدیت جلد 12 ص 282 تا 296)

سفر پشاور: 3 اپریل 1948ء کو تشریف لے گئے۔ پشاور تک کی جماعتوں کے افراد استقبال کے لئے سٹیشنوں پر موجود تھے۔

☆ 5 مارچ کو مصلح موعود نے سپیشل گورنمنٹ ہال بیرون کچہری دروازہ پشاور شہر میں "پاکستانیوں سے کھلی کھلی باتیں" کے عنوان سے ایک شاندار لیکچر دیا۔

☆ 6 اپریل کو طورخم تشریف لے گئے۔ لنڈی کوتل کے شنواری اور آفریدی خاندانوں کے ایک وفد سے ملاقات 7 اپریل کو ہوئی۔

☆ پشاور میں دوسرا پبلک لیکچر 8 اپریل کو 5 بجے سے 7 بجے تک جشن کالج میں ہوا۔ مختلف دعوتوں، اخبارات کو انٹرویوز، مجالس عرفان میں شرکت فرمائی۔

(تاریخ احمدیت جلد 12 ص 308 تا 312)

☆ 10 اپریل کو بذریعہ موٹر چارسدہ تشریف لے گئے۔

☆ اوتمان زئی میں خان برادران سے ملاقات ہوئی، رات مردان میں قیام کیا تھا، پھر راولپنڈی پہنچے۔ راولپنڈی میں نشاط سینما ہال میں 12 اپریل کو نہایت اثر انگیز لیکچر دیا۔ عنوان تھا سکیورٹی کونسل کا فیصلہ پاکستان کے خلاف ہوگا۔

(تاریخ احمدیت جلد 12 ص 323)

سفر سندھ و کوئٹہ: 21 مئی تا 5 ستمبر 1949ء تک یہ دورہ رہا۔ جس میں میر پور خاص، کنری، محمود آباد ٹاہلی سٹیشن حلقہ نورنگ کنجیجی سے کوئٹہ، رمضان المبارک کوئٹہ میں گزارا اور واپسی ہوئی۔

(تاریخ احمدیت جلد 13 ص 249 تا 255)

☆ ایک پبلک لیکچر "پاکستان کا مستقبل" 4 جولائی کو شہر کے ٹاؤن ہال میں دیا۔

ہر لیکچر میں سولین کے علاوہ سرکاری افسران بھی شامل ہوئے۔ اخبارات میں خوب چرچا ہوا۔

(تاریخ احمدیت جلد 12 ص 336 تا 350)

علاوہ لیکچروں کے خطبات جمعہ و عید حقیقت افروز تربیتی تقریریں، مجالس عرفان اور روح پرور درس القرآن کا سلسلہ جاری رہا۔

المناک حادثہ۔ 19 اگست 1948ء ڈاکٹر میجر محمود احمد صاحب کی شہادت کا واقعہ پیش آیا۔ کوئٹہ سے 7 ستمبر 1948ء کو کراچی میل سے واپس تشریف لائے۔

(ایضاً ص 359-368)

نئے مرکز ربوہ میں آمد

19 ستمبر 1948ء کو مستقل رہائش کے لئے حضور لاہور سے ربوہ تشریف لائے۔

یہ زمین ایک خواب کی بنا پر خریدی گئی۔

(ربوہ دارالہجرت ص 31)

افتتاح کے موقع پر 5 بکرے ذبح کئے گئے۔

افتتاحی تقریب میں 619 افراد شریک ہوئے۔

سفر کراچی، راولپنڈی، کوئٹہ: حضرت مصلح موعود نے استحکام پاکستان کے لئے کراچی، راولپنڈی، کوئٹہ کے لئے سفر اختیار فرمایا اور ولولہ انگیز پبلک تقاریر اور ارشادات فرمائے۔

(تاریخ احمدیت جلد 12 ص 260)

لاہور لیکچر کے لئے روانگی

لاہور لاء کالج کے مینارڈ ہال میں 12 دسمبر 1948ء کو موجودہ حالات میں عالم اسلام کی حیثیت اور اس کا مستقبل پر لیکچر دیا۔

اس جلسہ کی صدارت کے فرائض آنریبل جسٹس ایس اے رحمٰن نے انجام دی۔

(تاریخ احمدیت جلد 12 ص 408)

سفر حیدرآباد سندھ: سیدنا حضرت مصلح موعود 25 فروری 1952ء کو بشیر آباد سندھ تشریف لے گئے اور ایک ماہ قیام کرنے کے بعد 26 مارچ 1952ء کو واپس ربوہ تشریف لائے۔ اس سفر میں خطبات جمعہ، پریس کانفرنس اور لیکچر دیئے۔

(تاریخ احمدیت جلد 15 ص 61)

سفر سندھ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 27 جون سے 31 اگست 1953ء تک سندھ میں قیام کیا، کراچی میں عید الاضحیٰ ادا کی۔ خطبات، تقریریں، ملاقاتیں، جاری رہیں۔

(تاریخ احمدیت جلد 17 ص 56)

☆6 جون تا یکم ستمبر 1954ء سندھ کی جماعتوں کا دورہ کیا۔ باوجود بیماری کے جو زخمی ہونے کے بعد عود کر آئی تھی اور زخم میں جلن کے آثار تھے۔ حضور نے دینی، تنظیمی اور اصلاحی سرگرمیاں جاری رکھیں۔

(تاریخ احمدیت جلد 17 ص 298,297)

سفر لاہور: 1954ء میں سیلاب آیا جس سے لاہور کے نواحی علاقے زیر آب آگئے۔ خدام الاحمدیہ نے جو خدمت خلق کے کام کئے ان کا جائزہ لینے کے لئے 31 اکتوبر 1954ء کو بذریعہ کار باوجود علالت طبع کے لاہور تشریف لے گئے اور یکم نومبر کو واپسی ہوئی۔

(تاریخ احمدیت جلد 17 ص 336)

سفر یورپ: 23 مارچ 1955ء کو علاج کے لئے یورپ تشریف لے گئے۔ آپ کا یورپ جانا 31 سال قبل کی ایک رویا کو پورا کر گیا۔

ریاست بڑودہ کے ایک غیر احمدی رئیس نواب سید صدرالدین صاحب حسین خان صاحب نے 1924ء میں یہ خواب دیکھا کہ ایک مکان میں اسباب بندھا رکھا ہے اور اہل خانہ کسی بڑے سفر کی تیاری میں مصروف ہیں۔ اتنے میں دیکھا کہ صاحب خانہ بھی نہایت مصروفیت کی شان سے سامان درست کر رہے ہیں۔ آخر میں انہوں نے فرمایا جہاز تیار کرو اور یہ اسباب ان پر لادو۔ عرض کیا حضور کہاں کا ارادہ ہے فرمایا یورپ جاتا ہوں۔ علاج کرنا ہے۔

(رسالہ صوفی بحوالہ روزنامہ الفضل قادیان 9 اکتوبر 1924ء)

یہ سفر اس رحمانی خواب کی ایک شاندار تعبیر تھا اور عجیب بات یہ ہے کہ اس کا فیصلہ بھی غیر از جماعت ڈاکٹروں کے پیہم اصرار اور مشورے کی بنا پر کیا گیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 17 ص 475)

کراچی قیام کے دوران 27 اپریل تک قیام کیا۔ 11 پیغامات اہل جماعت کے لئے ربوہ بھجوائے تا کہ انہیں احمدی احباب کے لئے شائع کیا جائے۔

کراچی سے دمشق پہنچے اور ایک ہفتہ قیام کیا۔ اس قیام کے دوران دمشق کے مخلص احمدیوں سے ملاقات۔ بعض علاقوں کی سیر، بیرون ممالک سے آئے ہوئے احمدیوں مثلاً بیروت (لبنان) شام، فلسطین سے ملاقات۔ مسئلہ فلسطین کے بارہ میں اصحاب اہل الرائے سے گفتگو کی۔ خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ ڈاک دیکھی۔

بیروت سے زیورک، 9 مئی کو زیورک پہنچے۔ زیورک میں حضور نے 4 پُرمعارف خطبات جمعہ اس موضوع پر ارشاد فرمائے کہ سورۃ فاتحہ میں کمیونزم اور کیپٹلزم کے مقابلہ کے لئے کیا گُر بیان کئے گئے ہیں۔

اس سفر کے دوران مسلسل اہل ربوہ کو حضور اپنے حالات بھجواتے رہے اور پیغامات ارسال فرماتے رہے۔ 11 پیغامات کا پہلے ذکر کیا ہے۔ 3 اور بھجوائے اور اہل ربوہ کو زیورچ سے ایک پیغام ربوہ میں بکثرت درخت لگانے کا ارشاد فرمایا۔

30 مئی کو حضور ڈاکٹر شمٹ ہومیو پیتھ سے مشورہ لینے زیورک سے جنیوا تشریف لے گئے اور یکم جون کو واپس زیورک آئے۔ زیورک سے جرمنی پہنچے۔ یوگوسلاوین ایک نامور مستشرق نے بیعت کی۔ جرمنی میں بہت سے انٹرویو دیئے۔ اخبارات میں خوب چرچا ہوا۔ جرمنی سے دوبارہ ہالینڈ 29 جون 1955ء کو بذریعہ ہوائی جہاز دوبارہ ہالینڈ میں تشریف لائے۔ 3 جولائی کو ہالینڈ سے لندن میں تشریف آوری ہوئی۔ لندن میں مربیان کی عالمی کانفرنس، مالٹا کے ایک انجینئر کا قبول احمدیت کی تقریب شامل ہے۔ نائیجیریا کے افریقن دوستوں سے بھی ملاقات کی۔ زنجبار کے دو طلباء سے ملاقات کی۔ لندن میں ایک ماہ چوبیس دن قیام کرنے کے بعد 26 اگست کی لندن سے پاکستان کے لئے روانگی ہوئی۔ کراچی میں قیام کیا اور 3 خطبات دیئے۔

سفر ایبٹ آباد و بالاکوٹ: ڈاکٹر چوہدری غلام احمد صاحب پی ایچ ڈی، پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ایبٹ آباد کی درخواست پر حضور 17 ستمبر 1956ء کو مع بیگمات وخدام کے ایبٹ آباد تشریف لے گئے۔ اس علاقہ کو اپنے انفاس قدسیہ ایمان افروز خطابات اور پُرسوز دعاؤں سے برکت عطا فرمائی اور 26 ستمبر 1956ء کو واپس جابہ تشریف لے آئے۔

سفر سندھ: 17 فروری 1958ء کو بذریعہ ٹرین (چناب ایکسپریس) لاہور سے کراچی تشریف لے گئے۔ کراچی میں 13 دن قیام کیا۔ ملاقاتیں کیں۔ دو خطبات جمعہ اور 4 لیکچر دیئے۔ ناصر آباد، احمد آباد، محمود آباد کنجیجی کا دورہ کیا۔ 18 مارچ 1958ء کو بذریعہ چناب ایکسپریس واپسی ربوہ ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 1953ء تا 1959ء 17 دورے سندھ کے کئے اور وہاں کی پیاسی روحوں کی تشنگی دور فرمائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے سفر و دورہ جات

پہلا دورہ یورپ: اس دورہ میں لندن، گلاسکو، کوپن ہیگن (ڈنمارک)، اوسلو (ناروے)، سٹاک ہالم (سویڈن) کے مشنوں کا معائنہ فرمایا۔ حضور نے یورپ میں دعوت الی اللہ کی وسعت کا جائزہ لینے کے علاوہ وانڈز ورتھ ٹاؤن ہال لندن میں "امن کا پیغام اور ایک حرف انتباہ" کے عنوان سے ایک معرکۃ الآراء خطاب فرمایا جس سے حضرت مسیح موعود کا ایک رویا پورا ہوا جس میں حضور نے دیکھا تھا کہ شہر لندن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے دین حق کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ (ازالہ اوہام ص 515 طبع اول) کوپن ہیگن میں بیت کا افتتاح فرمایا۔

(حیات ناصر جلد اول ص 384)

حضور نے حضرت مسیح موعود کے اس چیلنج کا پھر اعادہ فرمایا جس میں توریت اور انجیل کا قرآن کریم کی صرف ایک سورۃ "سورۃ فاتحہ" کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے عیسائیوں کو دعوت دی گئی ہے۔ نیز حضور نے عیسائیوں کو قبولیت دعا کا مقابلہ کرنے کا بھی چیلنج دیا۔ اس چیلنج اور دعوت کا انگریزی میں ترجمہ کیا گیا اور اسے عیسائی پادریوں تک پہنچایا گیا۔ حضور سے سوئٹزرلینڈ میں ایک انٹرویو میں پوچھا گیا کہ حضور ان کے ملک میں دین حق کیسے پھیلائیں گے؟ حضور نے فرمایا کہ ہم پیار اور محبت سے تمہارے دل جیتیں گے۔ حضور کے انٹرویو کا اتنا اثر ہوا کہ ٹیلی ویژن پر ان کی خوب پبلسٹی کی گئی اور اس طرح نہایت کامیاب دورہ کرنے کے بعد حضور واپس تشریف لائے۔

اس سفر کے دوران زیورک کے مقام پر حضور کو الہام ہوا۔

مبارک و مبارک و کل امر مبارک یجعل فیہ۔ (حیات ناصر جلد اول ص 385,384)

دوسرا سفر یورپ اور پہلا سفر افریقہ: حضور اپنے دورِ خلافت کے دوسرے دورہ پر 4 اپریل 1970ء کو ربوہ سے روانہ ہوئے اور تہران استنبول سے ہوتے ہوئے لندن پہنچے۔ جہاں سے اپنے دورہ کا آغاز فرمایا۔ آپ نے سوئٹزرلینڈ، برطانیہ، جرمنی، سپین، نائیجیریا، غانا، آئیوری کوسٹ، لائبیریا، گیمبیا اور سیرالیون کے مشنوں کا دورہ کیا اور افریقہ میں دعوت الی اللہ کی سکیم کا جائزہ لیا اور اس دورہ میں حضور نے افریقن لوگوں کی خدمت کے لئے نصرت جہاں سکیم کا اعلان فرمایا۔ جس کے تحت طبی خدمات کے لئے میڈیکل سنٹرز اور ان کو تعلیم سے آراستہ کرنے کے لئے سیکنڈری سکولز قائم کرنے کا اعلان بھی فرمایا تا کہ افریقن ممالک کی آئندہ نسلیں دین حق کی روحانی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیوی علوم سے بھی منور ہو سکیں۔ اس کے علاوہ آپ نے سپین میں حالات کا جائزہ لیا اور اسی سفر کے دوران وہ تاریخی رات آئی جب حضور ساری رات سپین میں دین حق کے احیاء کے لئے دعا کرتے رہے اور جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً فرمایا۔ حضور کی دعا وقت مقررہ پر ضرور پوری ہوگی۔ یورپ اور افریقہ کے ممالک کا دورہ کرنے کے بعد حضور 8 جون کو واپس ربوہ تشریف لے آئے۔

حضور نے اس دورہ کے دوران یورپ اور افریقہ میں 10 پریس کانفرنسوں سے خطاب فرمایا۔ 12 استقبالیہ تقاریب میں شرکت فرمائی اور 4 سرکاری ضیافتوں میں تشریف لے گئے۔ 5 بیوت کا افتتاح فرمایا۔ 4 بیوت کا سنگ بنیاد رکھا۔ 6 ممالک کے سربراہوں سے ملاقات فرمائی۔ دو یونیورسٹیوں میں ایک ہزار سے زائد دانشوروں سے خطاب فرمایا۔ ایک مشن ہاؤس کا افتتاح فرمایا اور ایک کا سنگ بنیاد رکھا۔ ٹیلی ویژن کو انٹرویو دیئے اور 9 خطبات جمعہ ارشاد فرمائے۔ دورہ کے دوران استقبال اور افتتاح اور سنگ بنیاد اور یونیورسٹی میں تقاریر اور سربراہان مملکت کی طرف سے دی گئی سرکاری ضیافتوں اور ملاقاتوں کے مناظر ٹیلی ویژن پر دکھائے گئے اور ریڈیو پر کارروائی نشر کی گئی۔ اخبارات نے بڑی اہمیت کے ساتھ حضور کے دورہ کی خبریں شائع کیں۔ اس دورہ کے دوران لاکھوں افریقن عوام کو حضور نے شرف مصافحہ عطا کیا اور اپنے روح پرور کلمات سے نوازا۔

تیسرا سفر یورپ: حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اپنے عہد خلافت کے تیسرے دورہ کے لئے 13 جولائی 1973ء کو ربوہ سے روانہ ہوئے اور انگلستان، ہالینڈ، مغربی جرمنی، سوئٹزرلینڈ، اٹلی، سویڈن، ڈنمارک کا دورہ کرتے ہوئے 26 ستمبر کو واپس ربوہ تشریف لے آئے۔

حضور کراچی سے 13 جولائی کو لندن پہنچے اور 20 اگست تک انگلستان میں آپ کا قیام رہا۔ حضور نے یہ عرصہ جماعتی تربیت اور انگلستان میں پھیلی ہوئی احمدی جماعتوں کے افراد سے ملاقاتوں میں گزارا۔ جماعتی پریس کے لئے حضور نے مختلف اداروں سے معلومات بھی حاصل فرمائیں۔ انگلستان میں مختلف مواقع پر آپ احباب جماعت کو مختلف تربیتی امور پر توجہ دلاتے رہے اور بعض تاکیدی ہدایات بھی فرمائیں۔

چوتھا سفر یورپ: حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اپنے عہد خلافت کے چوتھے دورہ یورپ کے لئے 5 اگست 1975ء کو ربوہ سے روانہ ہوئے۔ 6 اگست تا 24 ستمبر لندن میں بغرض علاج قیام فرمایا۔ اس دوران 24، 25 اگست کو جماعت احمدیہ انگلستان کے سالانہ جلسہ میں احباب جماعت کو اپنے روح پرور کلمات سے نوازا۔ 25 ستمبر تا 4 اکتوبر حضور نے سکنڈے نیویا کے ممالک ڈنمارک، ناروے اور سویڈن کا دورہ فرمایا اور 27 ستمبر کو سویڈن کے شہر گوٹن

برگ میں بیت کا سنگ بنیاد رکھا۔ 5 ؍اکتوبر تا 26 ؍اکتوبر تک لندن میں تشریف فرما رہے۔ 29 ؍اکتوبر کو واپس ربوہ تشریف لے آئے۔

اس سفر میں حضور نے علاج کے سلسلہ میں ڈاکٹروں سے ملاقات فرمائی نیز مختلف جماعتوں سے آنے والے احمدیوں کو بھی ملاقات کے شرف سے نوازتے رہے۔ 23 ؍افراد نے حضور کے ہاتھ پر بیعت بھی کی۔

گوٹن برگ میں بیت کا سنگ بنیاد:

اس سفر کا سب سے اہم اور تاریخی واقعہ سویڈن کے شہر گوٹن برگ میں پہلی بیت کا سنگ بنیاد رکھنا ہے۔ حضور نے 27 ستمبر کو سویڈن کے دوسرے بڑے شہر گوٹن برگ میں جو سکنڈے نیوین ممالک کی مشہور و معروف بندرگاہ ہے، خدا تعالیٰ کے حضور دعائیں کرتے ہوئے اس کی دی ہوئی توفیق سے سویڈن کی پہلی بیت کا سنگ بنیاد رکھا۔ یہ پہلی بیت ہے جو صد سالہ جوبلی کے عظیم منصوبہ کے تحت تعمیر ہوئی۔ اس موقعہ پر 14 افراد حضور کے ہاتھ پر بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے۔

حضور کا پانچواں سفر یورپ و سفر امریکہ: حضور اس تاریخی اور مبارک سفر پر 20 جولائی 1976ء کو ربوہ سے روانہ ہوئے تھے۔ سفر کے دوران حضور امریکہ، کینیڈا، انگلستان، سویڈن، ناروے، ڈنمارک، مغربی جرمنی، سوئٹزرلینڈ اور ہالینڈ بھی تشریف لے گئے۔ حضور نے 24 جولائی تا 15 ؍اگست امریکہ اور کینیڈا کا دورہ فرمایا۔ اس دوران امریکہ کی جماعتوں کے سالانہ کنونشن سے بھی خطاب فرمایا۔ پھر لندن واپس تشریف لے آئے۔ لندن سے 18 ؍اگست کو سویڈن میں گوٹن برگ کی بیت کے افتتاح کے لئے تشریف لے گئے۔ باقی یورپی ممالک کا دورہ فرما کر 15 ستمبر کو واپس لندن تشریف لائے۔ اس سفر کے دوران تیئس اشخاص کو جو مختلف ممالک سے تعلق رکھتے تھے۔ حضور کے دست مبارک پر قبول حق کی سعادت حاصل ہوئی۔ پھر حضور نے 29 ستمبر تا 4 ؍اکتوبر انگلستان کی جماعتوں کا تفصیلی جائزہ لیا۔ 17 ؍اکتوبر کو لندن سے واپس ربوہ کے لئے روانہ ہو کر 20 ؍اکتوبر کو واپس ربوہ تشریف لے آئے۔

25,24 ؍اگست کو انگلستان کا سالانہ جلسہ تھا جس میں حضور نے افتتاحی اور اختتامی تقریر فرمائی اور انگلستان کے دور دراز سے آئے ہوئے احمدی احباب کو شرف ملاقات بخشا اور انگلستان سے باہر یورپ کے دیگر ممالک سپین، فرانس، ڈنمارک، جرمنی، ناروے، سویڈن، اٹلی کے علاوہ مشرقی افریقہ ماریشس، امریکہ، سیرالیون، گیمبیا، نائیجیریا کے ممالک کے احباب بھی جلسہ میں شریک ہوئے۔

حضور نے اس سفر کے دوران گیارہ پریس کانفرنسوں میں خطاب فرمایا۔ گیارہ استقبالیہ دعوتیں حضور کے اعزاز میں ترتیب دی گئیں اور 13 خطبات جمعہ میں حضور نے احباب جماعت کو تربیتی امور اور ایک احمدی کا مقام سمجھنے کی تلقین فرمائی۔ 7,6 ؍اگست کو امریکی جماعت کے سالانہ کنونشن میں حضور نے افتتاحی اور اختتامی تقاریر فرمائیں۔

عہدیداران اور مربیان کی میٹنگز میں بھی ہدایات سے نوازا۔ ڈیٹن اور میڈسن کے میئرز سے ملاقات فرمائی اور گزشتہ سال گوٹن برگ میں جس بیت الذکر کا سنگ بنیاد رکھا تھا اس کی تعمیر مکمل ہونے پر اس دورہ کے دوران 20 ؍اگست کو افتتاح فرمایا۔

چھٹا سفر یورپ: حضور اس تاریخی اور مبارک سفر پر 8 مئی 1978ء کو ربوہ سے روانہ ہوئے۔ فرینکفرٹ، زیورچ اور ہیگ میں مشنوں کا جائزہ لیتے ہوئے 31 مئی کو لندن تشریف لے گئے۔ 4,3,2 ''مسیح کی صلیبی موت سے نجات'' کے موضوع پر جون کو منعقد ہونے والی کانفرنس میں افتتاحی اور اختتامی خطاب فرمایا اور ناروے، سویڈن، ڈنمارک، جرمنی، پیرس سے ہوتے ہوئے 18 ؍اگست کو واپس لندن تشریف لے گئے اور 8 ؍اکتوبر کو لندن سے روانہ ہو کر 10 ؍اکتوبر کو واپس ربوہ تشریف لے آئے۔

حضور نے اس سفر کے دوران 21 خطبات جمعہ میں احباب جماعت کو تعلیمی اور تربیتی امور کی طرف توجہ دلائی۔ حضور کے اعزاز میں گیارہ استقبالیہ دعوتیں ترتیب دی گئیں۔ جن کے مناظر ٹیلیویژن پر دکھائے گئے۔ حضور نے 7 پریس کانفرنسوں سے خطاب فرمایا۔ حضور کے ارشادات کو اخبارات نے نمایاں جگہ دی۔ حضور کی تصویر کے ساتھ حضور کے حالات تحریر فرمائے اور ٹیلیویژن نے بھی پریس کانفرنس کے مناظر دکھائے۔

اس دورہ کا سب سے بڑا مقصد لندن میں ''مسیح کی صلیبی موت سے نجات'' کے موضوع پر منعقدہ ایک بین الاقوامی کسر صلیب کانفرنس کا انعقاد تھا۔ جس میں حضور نے خطاب فرمایا۔

اختتامی اجلاس میں ڈیڑھ ہزار سے زائد مہمانوں نے شرکت کی۔ ان میں جماعت احمدیہ کے مندوبین کے علاوہ ماریشس، لائبیریا، گھانا، سیرالیون کے ہائی کمشنرز اور لندن کے بعض ممتاز زعماء بھی شامل تھے۔

اس بین الاقوامی کانفرنس کے انعقاد پر برطانوی چرچ میں ہلچل مچ گئی۔ کانفرنس کے اختتام کے بعد حضور نے کانفرنس میں شرکت کرنے والے مہمانوں کو شرف ملاقات بخشا اور ان کے ممالک میں دعوت الی اللہ کے متعلق گفتگو فرمائی۔

7 جون کو حضور کے اعزاز میں برطانوی پارلیمنٹ کے ممبر مسٹر ٹام کاکس نے دعوت استقبالیہ کی تقریب کا اہتمام اور دارالعوام کی عمارت میں کیا۔ 8 ؍اکتوبر کو لندن سے روانہ ہو کر 11 ؍اکتوبر کو حضور ربوہ تشریف لے آئے۔

ساتواں اور آخری سفر یورپ: حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اپنے دور خلافت کے ساتویں اور آخری سفر یورپ پر 26 جون 1980ء کو ربوہ سے روانہ ہوئے اور 29 جون کو فرینکفرٹ پہنچے۔ حضور مغربی جرمنی، سوئٹزرلینڈ، آسٹریلیا، ڈنمارک، سویڈن، ناروے، ہالینڈ، سپین، نائیجیریا، غانا، کینیڈا، ریاستہائے متحدہ امریکہ اور انگلستان سے ہوتے ہوئے۔ 26 ؍اکتوبر کو واپس ربوہ تشریف لے آئے۔

حضور نے پورے چار ماہ دنیا کے تین براعظموں میں پھیلے ہوئے تیرہ ممالک کا خالص دینی اغراض و مقاصد کے لئے دورہ فرمایا۔ اس طویل دورہ میں حضور نے ان ممالک کے ممتاز دانشوروں اور اہم شخصیتوں سے ملاقاتیں کیں اور ان کے سامنے دین کی تعلیم رکھی اور دیگر مذاہب پر اس کی برتری کو ثابت فرمایا۔ ان ممالک میں بسنے والے احمدیوں کی اخلاقی اور روحانی تربیت کے لئے بیس خطابات فرمائے اور 16 خطبات جمعہ دیئے۔ چودہ پُر ہجوم پریس کانفرنسوں سے خطاب فرمایا اور دین کے متعلق یورپ میں صدیوں سے پھیلے ہوئے خیالات کو غلط ثابت فرمایا اور ناروے میں اوسلو کے شہر میں نئے مشن ہاؤس کا اور بیت کا افتتاح فرمایا اور مغربی افریقہ کے ممالک میں جماعت احمدیہ جو تعلیمی اور طبی خدمات سرانجام دے رہی ہے اس کا معائنہ کیا اور متعدد نئے میڈیکل سنٹرز اور سیکنڈری سکولز کھولنے کی منظوری دی۔

بیت بشارت سپین کا سنگ بنیاد

اپنے اس تاریخ ساز دورہ کے آخر میں سرزمین اندلس یعنی سپین میں ساڑھے سات سو سال کے بعد حضور نے دعائیں پڑھتے ہوئے 9 ؍اکتوبر کو بیت البشارت کا سنگ بنیاد رکھا اور اس کے بعد ایک پُرہجوم پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔

اس کے علاوہ افریقہ میں تین بیوت کا افتتاح اور متعدد نئے میڈیکل سنٹرز اور سیکنڈری سکول کے قیام کا اعلان فرمایا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے دورہ جات

دورہ مشرق بعید و آسٹریلیا:
(22 ؍اگست تا 14 ؍اکتوبر 1983ء)

☆ ناصر آباد و سندھ میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

سنگاپور میں خطبہ ارشاد فرمایا اور نئی بیت کا سنگ بنیاد رکھا۔

سنگاپور، انڈونیشیا، ملائشیا، سبا کی جماعتوں کی مجالس عاملہ کے اجلاسات کی صدارت فرمائی۔

فجی میں مجلس عرفان، بیت فضل عمر سووا کا رسمی افتتاح۔

عید الاضحیٰ کا خطبہ، قائم مقام وزیراعظم سے ملاقات، ریڈیو فجی سے انگریزی اور اردو میں 2 انٹرویوز۔

Date Line کا دورہ۔ اس کے قریب سوموسوموقصبے میں ایک سکول میں خطاب۔

سووا کی یونیورسٹی آف ساؤتھ پیسیفک میں احمدیت اور مذاہب کے احیاء کی فلاسفی پر لیکچر ارشاد فرمایا۔

آسٹریلیا میں بلیک ٹاؤن سڈنی میں مجوزہ بیت الذکر کی جگہ کا دورہ فرمایا۔ پریس کانفرنس سے خطاب، آسٹریلیا کی پہلی بیت الذکر کا سنگ بنیاد اور انگریزی میں خطاب۔ آسٹریلین یونیورسٹی کینبرا سے خطاب بعنوان دین حق کی امتیازی خصوصیات پر فرمایا۔

سری لنکا میں بدھوں کے مرکز Candy کا دورہ فرمایا۔ 13 ؍اکتوبر کو واپسی ہوئی۔

سفر سندھ و کراچی: 5 تا 24 فروری 1984ء: حضور نے کراچی اور سندھ کا دورہ فرمایا۔

سفر ہجرت ربوہ سے لندن: جماعت احمدیہ کے خلاف 1984ء میں ضیاء الحق نے ایک آرڈیننس جاری کردیا۔ جس کی موجودگی میں خلیفۃ المسیح پاکستان میں نہیں رہ سکتے تھے۔ اس لئے حضور 29 ؍اپریل 1984ء لندن روانہ ہوگئے۔

(کتاب ہجرت ص 138 تا 162)

اس مبارک سفر سے پہلے خدا تعالیٰ نے بذریعہ خواب راہنمائی فرمائی۔ احباب جماعت کو بھی خوابیں آئیں اور یہ سفر خدا کے فضل سے مکمل ہوا اور نہایت بابرکت ثابت ہوا۔ خلیفۃ المسیح الرابع کا فیصلہ ''پاکستان سے جانے کا'' نہایت خوشکن ثابت ہوا اور احمدیت کی ترقی و ترویج کے لئے سنگ میل ہے۔

دورہ یورپ: 11 ستمبر تا 15 ؍اکتوبر 1985ء **بیلجیئم** تشریف لے گئے۔

بیت النورنن سپیٹ ہالینڈ کا افتتاح فرمایا۔

بیلجیئم کے مشن ہاؤس اور بیت السلام کا افتتاح فرمایا۔

جرمنی: اس دورہ کے دوران کولون مرکز کا افتتاح، ہمبرگ میں پریس کانفرنس سے خطاب، برلن میں پریس کانفرنس اور دیوار برلن کا معائنہ، گروس گیراؤ مرکز کا افتتاح اور میونخ میں پریس کانفرنس آپ کی خاص مصروفیات تھیں۔

دورہ سپین: اہل سپین کو نئی روحانی زندگی عطا کرنے کا تاریخی عہد۔

بیت محمود زیورک سوئٹزرلینڈ میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور پریس کانفرنس کی۔ 15 ؍اکتوبر کو لندن واپسی ہوئی۔

دورہ کینیڈا: 19 ستمبر تا 3 ؍اکتوبر 1986ء: ٹورانٹو اور کیلگری میں خطبات جمعہ ارشاد فرمائے۔ کینیڈا کے دسویں جلسہ سالانہ میں شرکت فرمائی۔

سفر یورپ: 17 ؍اکتوبر 1986ء: جرمنی، بیلجیئم، ہالینڈ کا دورہ فرمایا۔

24 تا 26 ؍اکتوبر 1986ء یورپ کی مجالس خدام الاحمدیہ کا تیسرا یورپین اجتماع جرمنی میں ہوا۔ حضور نے افتتاحی خطاب فرمایا۔ 6 ممالک کے 1980 خدام نے شرکت کی۔

17-19 ؍اپریل 1987ء جرمنی کا جلسہ سالانہ حضور نے خطبہ جمعہ سے افتتاح فرمایا۔

یکم جون 1987ء دورہ یورپ، بیلجیئم تشریف لے گئے۔

سوئٹزرلینڈ میں پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔

سوئٹزر لینڈ کی ایک یونیورسٹی میں لیکچر بعنوان ”سچائی، علم، عقل اور الہام“ دیا۔ جو بعد میں کتابی صورت میں شائع ہوا۔

زیورک کے ایک چرچ میں مجلس عرفان منعقد کی گئی۔

ہالینڈ میں خدام الاحمدیہ کا اجتماع، افتتاحی و اختتامی خطاب۔

28 راگست 1987ء: اوسلو ناروے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

سفر امریکہ و کینیڈا: اکتوبر نومبر 1987ء دوماہ۔ حضور انور نے امریکہ اور کینیڈا کا دورہ فرمایا۔ حضور نے امریکہ میں 3 بیوت الذکر کا افتتاح اور 5 کا سنگ بنیاد رکھا۔

واشنگٹن میں ایک استقبالیہ میں شرکت اور کولمبیا کے میئر نے اس دن کو حضرت مرزا طاہر احمد کا دن قرار دیا۔ کینیڈا کے گیارہویں جلسہ سالانہ کا افتتاح فرمایا۔

دورہ مغربی افریقہ جنوری، فروری 1988ء: اس سفر میں گیمبیا، سیرالیون، لائبیریا، آئیوری کوسٹ، غانا اور نائیجیریا، شامل تھے۔ سیرالیون میں جامعہ احمدیہ کی بنیاد رکھی۔

☆غانا میں نئے مشن ہاؤس کی عمارت کا افتتاح فرمایا۔

8 راپریل 1988ء۔ گلاسکو میں احمدیہ بیت الذکر کی نئی عمارت کا افتتاح فرمایا۔

دورہ مشرقی افریقہ 26 راگست تا 28 ستمبر: کسی خلیفہ کا مشرقی افریقہ کا یہ پہلا دورہ تھا۔ حضور نے شیانہ کینیا میں نئی بیت الذکر کا افتتاح فرمایا۔ حضور کینیا، یوگنڈا، تنزانیہ، ماریشس تشریف لے گئے۔

☆مئی 1989ء: حضور سوئٹزر لینڈ تشریف لے گئے۔ حضور کے اعزاز میں زیورک سٹی کونسل کی طرف سے استقبالیہ دیا گیا۔ دوپہر کو حضور نے پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ شام کو زیورک یونیورسٹی میں لیکچر دیا۔

☆جنیوا میں صد سالہ ڈنر کی تقریب میں شرکت کی اور مجلس عرفان منعقد کی۔ زیورک میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ زیورک میں کونسل آف چرچز کی طرف سے دیئے گئے۔ عصرانہ میں شرکت۔

☆حضور سینٹ پرکس فرانس پہنچے۔ نمائش ہال کا افتتاح فرمایا اور احباب سے خطاب فرمایا۔ 24 مئی 1989ء کو لندن واپسی ہوئی۔

☆ 14 جون 1989ء: کینیڈا کے دورہ پر تشریف لے گئے۔ ٹورانٹو میں Murder in the name of Allah کی تقریب رونمائی ہوئی۔ میئر آف مسی ساگا نے حضور کی آمد پر احمدیہ ویک منانے کا اعلان پڑھ کر سنایا۔ میئر آف وان کی طرف سے شہر کی چابی اور جھنڈا پیش کیا گیا۔

☆25-23 جون 1989ء امریکہ کے جلسہ سالانہ میں حضور شامل ہوئے۔

☆گوئٹے مالا بھی تشریف لے گئے۔

☆ 11 جولائی 1989ء دورہ فجی۔ صدر وزیراعظم سے ملاقات کی۔

☆14 جولائی 1989ء آسٹریلیا کا دورہ۔ عید الاضحیٰ کا خطبہ سڈنی آسٹریلیا میں ارشاد فرمایا۔

☆21 جولائی۔ سنگاپور۔ خطبہ جمعہ بیت الذکر طٰہٰ میں ارشاد فرمایا۔

☆28 جولائی۔ جاپان کا دورہ فرمایا۔

☆15 ستمبر 1989ء: خطبہ جمعہ جرمنی میں ارشاد فرمایا۔ اجتماع خدام الاحمدیہ میں بھی شرکت فرمائی تھی۔ اوسلو کی بیت النور میں خطبہ ارشاد فرمایا۔

دورہ پرتگال 3 تا 8 مارچ: پرتگال کے شہر پورتو میں پریس کانفرنس سے خطاب۔ سپین میں آمد، پریس کانفرنس، مجلس عرفان، سپین کے صوبہ قرطبہ کی پولیس کے آئی جی اور گورنر نے حضور سے ملاقات کی۔

☆حضور نے اشبیلیہ یونیورسٹی سے خطاب بعنوان ”دین کی بنیادی تعلیمات کا فلسفہ“ فرمایا۔

☆4 مئی 1991ء: خطبہ جمعہ نن سپیٹ ہالینڈ سے ارشاد فرمایا۔ جرمنی کا دورہ فرمایا اور خدام الاحمدیہ کے اجتماع میں خطابات فرمائے۔

☆30 جون تا 9 جولائی 1991ء: حضور نے کینیڈا کا دورہ فرمایا۔ کینیڈا کا جلسہ سالانہ ہوا۔ حاضری 4500 تھی۔

☆16 دسمبر 1991ء تا 16 جنوری 1992ء: حضور کا تاریخی سفر قادیان بھارت دہلی سے شروع ہوا۔ فتح پور سیکری آگرہ، تغلق آباد، قطب مینار کی سیر۔

☆20 دسمبر 1991ء 44 سال بعد بیت اقصیٰ میں خلیفہ وقت کا خطبہ جمعہ۔ قادیان کے 100 ویں جلسہ سالانہ میں شرکت فرمائی۔

☆ 14 تا 23 اکتوبر 1992ء دورہ کینیڈا فرمایا۔ جلسہ سالانہ میں خطابات فرمائے۔

☆21 مئی 1993ء ہالینڈ کا دورہ اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

☆28 تا 30 مئی: خدام الاحمدیہ جرمنی کے اجتماع میں حضور نے خطابات فرمائے۔ 4000 بوسنین شریک ہوئے۔

☆ 16 جون تا 6 جولائی: دورہ ناروے، سویڈن۔ ناروے میں حضور نے اس مقام کا دورہ فرمایا جہاں 24 گھنٹے دن رہتا ہے۔

☆دسمبر 1993ء: دورہ ماریشس، جلسہ سالانہ قادیان کا افتتاح ماریشس سے MTA کے ذریعہ کیا۔ کل حاضری 12 ہزار تھی۔

☆23 جون تا 6 جولائی 1994ء: حضور نے کینیڈا کا دورہ فرمایا۔

☆ 23 راگست 1994ء: جرمنی کا دورہ فرمایا۔ بیلجیئم کا دورہ فرمایا اور پہلی مرتبہ Live ملاقات بیلجیئم سے MTA پر نشر کی گئی۔

☆ستمبر 1994ء: دورہ کینیڈا فرمایا اور 24 ویں جلسہ سالانہ امریکہ میں شامل ہو کر خطابات فرمائے۔

26 راکتوبر کو واپس لندن آئے۔

☆6 تا 20 ستمبر 1995ء: دورہ جرمنی۔

☆ 31 مارچ 1996ء: حضور نے دورہ برمنگھم فرمایا۔

☆مئی جون 1996ء: دورہ بیلجیئم، جرمنی، ہالینڈ۔

☆17 جون تا 6 جولائی 1996ء: دورہ امریکہ و کینیڈا۔

☆20 راگست تا 5 ستمبر 1996ء: دورہ یورپ فرمایا۔ بیلجیئم، جرمنی، ہالینڈ۔

☆7 تا 27 راکتوبر 1996ء: ہالینڈ، سویڈن، ناروے۔

☆ 8 تا 11 نومبر 1996ء: فرانس، جلسہ سالانہ فرانس میں پہلی مرتبہ شرکت فرمائی اور خطابات فرمائے۔

☆ 26 نومبر تا 5 دسمبر 1996ء: ڈنمارک، سویڈن، ڈنمارک کے جلسہ میں خطابات۔

☆یکم تا 5 مئی 1997ء: جلسہ سالانہ ہالینڈ میں خطابات فرمائے۔ جرمنی کا دورہ بھی فرمایا۔

☆23 جون تا 4 جولائی 1997ء: 21 ویں جلسہ سالانہ میں خطابات فرمائے۔ حضور نے ٹورانٹو کینیڈا میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور ہر گھر نئی صدی کے آغاز سے ہی نمازیوں سے بھر جائے کی تحریک فرمائی۔

☆29 راگست 1997ء: خطبہ جمعہ نن سپیٹ ہالینڈ میں ارشاد فرمایا۔ یہ دورہ بچوں کے ساتھ اردو کلاس کے لئے تھا۔

☆10 راپریل 1998ء: ہالینڈ کے 19 ویں جلسہ سالانہ میں شرکت فرمائی۔ حضور کے خطابات کے دوران 753 حاضری تھی۔

☆30 راپریل 1998ء: بیلجیئم کا دورہ۔ پہلی دفعہ بیلجیئم کے جلسہ سالانہ میں شرکت فرمائی۔

☆ 14 تا 16 مئی 1998ء: دورہ جرمنی۔ انصار اللہ کے اجتماع میں خطابات فرمائے۔ 1900 انصار، 70 نومبائعین۔ 1400 زائرین شریک ہوئے۔

☆ 26,25 مئی 1998ء: بیلجیئم قیام کرنے کے بعد واپس لندن تشریف لائے۔

☆26 تا 28 جون: امریکہ کے جلسہ سالانہ میں شامل ہو کر خطابات فرمائے اور بیت البصیر کا افتتاح بھی فرمایا۔

☆دورہ جرمنی 19 تا 31 راگست 1998ء: جرمنی کے جلسہ سالانہ میں شرکت اور خطابات۔ کل حاضری 23396 تھی۔

☆بیت النور فرینکفرٹ میں تقریب آمین حضور انور کی صدارت میں ہوئی جس میں 14 لڑکے اور 13 لڑکیوں اور ایک بوسنین عورت نے قرآن ختم کرنے کی سعادت حاصل کی اور حضور سے دعائیں لیں۔

☆دورہ جرمنی 12 تا 24 مئی 1999ء: خدام الاحمدیہ جرمنی کے اجتماع میں شمولیت اور خطابات 10 ہزار حاضری تھی۔

☆لجنہ اماء اللہ کا 21 واں سالانہ اجتماع حضور کے خطابات۔ 10 ہزار حاضری۔

☆19 جون تا 11 جولائی 2000ء: حضور انور کا دورہ انڈونیشیا۔ جلسہ سالانہ میں خطابات 16 ہزار 707 افراد شریک ہوئے۔

☆دورہ جرمنی 25 تا 27 راگست 2000ء: جلسہ میں شمولیت۔ خطابات۔ جرمنی میں ایک بیت الذکر کا افتتاح اور دوسری کا سنگ بنیاد رکھا۔

☆18 راگست 2001ء: دورہ بیلجیئم۔ بیت الرحیم ہاسلٹ اور مشن ہاؤس کا افتتاح۔

☆19 تا 31 راگست 2001ء: دورہ جرمنی۔ جلسہ سالانہ میں شمولیت اور خطابات۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے سفر

دورہ جرمنی: حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلا دورہ جرمنی کا فرمایا۔ 20 تا 31 راگست جس میں جلسہ سالانہ جرمنی میں خطابات ارشاد فرمائے۔ ملاقاتیں کیں جو انفرادی و اجتماعی تھیں۔ خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ موضوع تھا ”اطاعت نظام“ اور ”اطاعت امیر“۔

☆5 ستمبر تا 7 ستمبر 2003ء: دورہ فرانس 12 ویں جلسہ میں شمولیت۔ روح پرور خطابات۔

دورہ غانا: 13 مارچ تا 25 مارچ 2004ء: اس دورہ میں حضور انور نے سکولوں کا معائنہ، بیوت الذکر کے سنگ بنیاد و افتتاح، قبرستان اکرافو، مشن ہاؤسز اور ذیلی تنظیموں کے دفاتر کا معائنہ، مجالس عاملہ کے ساتھ میٹنگز، صدر مملکت سے ملاقات، ڈاکٹرز صاحبان، ملاقات مربیان کرام اور عہدیداروں سے گفتگو اور جلسہ سالانہ میں شمولیت اور خطابات ارشاد فرمائے۔

دورہ برکینا فاسو: 25 مارچ تا 4 راپریل 2004ء: یہ کسی بھی خلیفہ کا پہلا دورہ برکینا فاسو تھا۔

☆خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ 7 ہزار احباب حاضر تھے۔

☆وزیراعظم سے ملاقات کی۔

☆ہیومینیٹی فرسٹ سنٹر کا افتتاح فرمایا۔

☆خواتین کے سلائی سنٹر کا افتتاح۔ 24 خواتین ٹریننگ لے چکی ہیں۔

☆ملک کی مختلف جماعتوں کا دورہ فرمایا جس میں ڈوری، بوبوجلاسو وغیرہ۔ خطبات جمعہ بھی ارشاد فرمائے۔

دورہ بینن: 4 تا 10 راپریل 2004ء۔ کسی بھی خلیفۃ المسیح کا پہلا دورہ بینن۔ بادشاہوں کی سرزمین میں آمد۔ پورتونوو، کوتونو، کلاوی اور پاراکو کا دورہ فرمایا۔ جلسہ سالانہ میں شرکت۔ خطابات۔ کئی بیوت الذکر کا افتتاح و سنگ بنیاد۔ صدر مملکت کی

طرف سے خاص پروٹوکول دیا گیا۔

☆Alada الاڈا اور Dasa داسا بھی تشریف لے گئے۔ صدر مملکت سے بھی ملاقات ہوئی۔ ایم ٹی اے دفتر کا افتتاح فرمایا۔

دورہ نائیجیریا: 11 تا 14 اپریل 2004ء: اس دورہ میں مربیان سے ملاقات، ڈاکٹر صاحبان سے اور مجالس عاملہ سے میٹنگز، فیملی ملاقاتیں۔ جلسہ سالانہ میں خطابات۔ 30 ہزار حاضری۔

(الفضل انٹرنیشنل 30 جولائی تا 12 اگست 2004ء)

دورہ جرمنی: 16 مئی 2004ء: لندن سے بذریعہ کار جرمنی پہنچے۔ اس دورہ میں بیت الناصر برلن کا افتتاح، بیت المومن میونسٹر کا معائنہ۔ بیت الرشید ہمبرگ کا دورہ شامل ہیں۔ خدام الاحمدیہ جرمنی کے پچیسویں سلور جوبلی اجتماع کا انعقاد اور حضور انور کی شمولیت۔ مجلس انصار اللہ کا 24 واں سالانہ اجتماع اور اس میں شمولیت۔

دورہ کینیڈا: 21 جون تا 6 جولائی 2004ء: دس ہزار افراد نے حضور کا والہانہ استقبال کیا۔ متعدد سیاسی شخصیات کی طرف سے حضور کا پُرتپاک خیرمقدم۔ وان سٹی کے میئر نے حضور انور کی خدمت میں شہر کی چابی پیش کی اور اعزازی شہری قرار دیا۔

☆نماز جمعہ کی ادائیگی، نیشنل مجالس عاملہ کے ساتھ میٹنگز، جلسہ سالانہ میں شمولیت اور خطابات ارشاد فرمائے۔ جامعہ احمدیہ کینیڈا کا دورہ اور طلباء سے خطاب، بریمپٹن میں مشن ہاؤس اور بیت کے لئے خرید کی گئی جگہ کا معائنہ۔ احمدیہ ابوڈ آف پیس اور پیس ویلج کا وزٹ۔ واقفین نو بچوں اور بچیوں کے ساتھ کلاس۔

دورہ یورپ: 16 اگست تا 14 ستمبر 2004ء: جرمنی، سوئٹزرلینڈ، بیلجیئم اور ہالینڈ۔ جرمنی کے جلسہ سالانہ میں شرکت اور خطابات ارشاد فرمائے۔ حاضری 28000 تھی۔ خطبہ جمعہ بیت الرشید ہمبرگ میں ارشاد فرمایا۔ کیل شہر میں بیت الحبیب کا افتتاح فرمایا۔ چلڈرن کلاس، تقریب آمین، جرمنی، بلغاریہ اور Kosovo کے مربیان کے ساتھ میٹنگ۔

سوئٹزرلینڈ کا دورہ: 5 ستمبر 2004ء: جلسہ سالانہ میں شمولیت اور خطابات۔ انفرادی ملاقاتیں، چلڈرن کلاس کا انعقاد۔ لجنہ اماء اللہ سے خطاب۔

☆7 ستمبر 2004ء: بیلجیئم کی مجلس عاملہ سے میٹنگ اور مختلف امور سے متعلق تفصیلی ہدایات۔ بیلجیئم کے جلسہ سالانہ میں شمولیت اور خطابات۔

ہالینڈ کا دورہ: 14 ستمبر 2004ء: ایک دن قیام کے بعد 15 ستمبر 2004ء کو واپس براستہ بیلجیئم فرانس لندن پہنچے۔

دورہ فرانس: 22 دسمبر 2004ء تا یکم جنوری 2005ء: انفرادی اور فیملی ملاقاتیں، چلڈرن کلاس، جلسہ سالانہ میں شمولیت اور خطابات، فرانس سے قادیان کے جلسہ سالانہ سے روح پرور خطاب۔ مجالس عاملہ کے ساتھ میٹنگز۔ جلسہ سالانہ کے کامیاب انعقاد پر فرانس کے صدر، وزیراعظم اور دیگر اہم شخصیات کے پیغامات۔

دورہ سپین: 2 جنوری تا 17 جنوری 2005ء: احباب جماعت کی طرف سے والہانہ پُرتپاک استقبال۔ انفرادی و فیملی ملاقاتیں، قرطبہ کی جامع مسجد کا وزٹ۔

سپین میں مصروفیات: الحمراء غرناطہ کا وزٹ، جلسہ سالانہ کے انتظامات کا معائنہ اور کارکنان سے خطاب، فیملی ملاقاتیں۔ جلسہ سالانہ میں کسی خلیفہ کی پہلی بار شمولیت۔

دورہ مشرقی افریقہ: 26 اپریل تا 7 مئی 2005ء: کینیا میں ورود مسعود، جلسہ سالانہ میں ہزاروں کی تعداد میں احباب کی شمولیت۔ حضور انور کے خطابات۔

جلسہ سالانہ میں نائب صدر مملکت کی شمولیت اور رفاہی کاموں کو خراج تحسین۔ خصوصی تقریب وزراء اور ممتاز شخصیات کی شمولیت۔ نواشہ اور نکورو میں بیوت کا سنگ بنیاد، نکورو کے کلینک کا معائنہ، ایلڈوریٹ میں بیت کا افتتاح۔ استقبالیہ میں شمولیت۔ ذیلی تنظیموں کی مجالس عاملہ سے خطاب و جائزہ۔ کینیا، کونگو اور زمبابوے کے مربیان اور معلمین کے ساتھ الگ الگ میٹنگز اور تفصیلی ہدایات۔

دورہ تنزانیہ: 8 مئی تا 16 مئی 2005ء: سچے مذہب کی نشانی ہوتی ہے کہ اس پر عمل کرنے سے معاشرے میں امن اور سلامتی پیدا ہوتی ہے۔ میرا پیغام امن اور دوسرے سے محبت ہے۔ کینیا کے نیشنل اخبار کے لئے انٹرویو دیا تھا۔ تنزانیہ میں ورود مسعود، خلیفہ وقت سے محبت وفدائیت کے روح پرور نظارے نظر آئے۔

☆جلسہ سالانہ میں شمولیت۔ خطابات، مثوارہ میں آمد اور بیت مثوارہ کی افتتاحی تقریب۔ صدر اور وزیراعظم تنزانیہ کے ساتھ ملاقات موزمبیق کے وفد کے ساتھ ملاقات۔ مجالس عاملہ کے ساتھ میٹنگز۔ ملک کے دیگر شہروں کا دورہ۔

یوگنڈا کا دورہ: 17 مئی 2005ء سے شروع ہوا جو 25 مئی 2005ء کو ختم ہوا۔ منسٹر آف سٹیٹ نے ایئرپورٹ پر استقبال کیا۔ حکومتی نمائندوں سے ملاقات۔ Mibikko میں احمدیہ سکول کا معائنہ، حاضرین سے خطاب۔ احمدیہ ہسپتال کا معائنہ۔ نئے وارڈ کا سنگ بنیاد۔ ملک کے دوسرے شہروں کا دورہ۔ مجالس عاملہ سے میٹنگز۔ ملاقاتیں، مربیان و معلمین کے ساتھ الگ الگ میٹنگز۔ مختلف پہلوؤں سے جائزے۔ صدر مملکت یوگنڈا سے ملاقات۔

دورہ کینیڈا: 14 جون تا 6 جولائی 2005ء: کیلگری میں ورود مسعود۔ کیلگری میں پہلی دفعہ حضور انور کا خطبہ جمعہ مواصلاتی رابطہ کے ذریعہ دنیا بھر میں براہ راست نشر کیا گیا۔ البرٹا میں بیت النور کا سنگ بنیاد۔ ممبرز آف پارلیمنٹ اور گورنر شامل ہوئے۔ ملک کے دوسرے شہروں کا دورہ۔ ایڈمنٹن، لائڈ منسٹر، سسکاٹون وغیرہ۔

☆جلسہ سالانہ میں شمولیت اور خطابات۔ وزیراعظم کینیڈا سے ملاقات۔ جامعہ احمدیہ کے طلباء سے خطاب۔

دورہ یورپ: 22 اگست تا 3 ستمبر 2005ء: باسلٹ بیلجیئم میں نوخرید کردہ مشن ہاؤس کا معائنہ۔

☆بیت النصر (کولون جرمنی) میں ورود مسعود۔ فیملی ملاقاتیں بیت العلیم ورزبرگ کے افتتاح کے موقع پر احباب جماعت سے خطاب۔ خطبہ جمعہ کے ساتھ جلسہ سالانہ جرمنی کا افتتاح اور پھر خطابات۔ طلباء کے ساتھ میٹنگ اور اہم زریں ہدایات۔ واقفات نو اور واقفین نو بچوں کے ساتھ الگ الگ کلاسز کا انعقاد۔

☆فرینکفرٹ میں لائبریری اور کتب کے سٹور کا معائنہ اور ہدایات۔ بیت محمود کے سنگ بنیاد، Hannover میں بیت السمیع کے سنگ بنیاد کی تقریب، ہمبرگ کا دورہ۔

دورہ ڈنمارک: 4 ستمبر تا 7 ستمبر 2005ء: TV اور اخبارات کے نمائندگان سے انٹرویو۔ نیشنل ٹی وی پر حضور انور کا انٹرویو، کوپن ہیگن کے شاہی چرچ کے آرچ بشپ سے ملاقات۔ Viking میوزیم کا وزٹ۔ مجالس عاملہ سے میٹنگز۔

دورہ سویڈن: 8 ستمبر تا 16 ستمبر 2005ء: فیملی ملاقاتیں۔ مالمو کی مجلس عاملہ کے ساتھ میٹنگ نئی خرید کردہ زمین برائے بیت و مشن کا معائنہ۔ بیت ناصر گوتھن برگ اور مشن ہاؤس و دفاتر کا معائنہ اور ہدایات۔ گوتھن برگ کے میوزیم کا وزٹ۔ ذیلی تنظیموں کے مجالس عاملہ سے الگ الگ ملاقات۔ واقفین نو و واقفات نو کے ساتھ الگ الگ کلاسز۔ خطبہ جمعہ۔ جلسہ سالانہ میں خطابات۔

دورہ ناروے: 17 ستمبر تا 25 ستمبر 2005ء: خطبہ جمعہ۔ تاریخی مقامات کی سیر۔ مجالس عاملہ سے میٹنگ۔ تقریب آمین میں شمولیت اور خطاب۔ انفرادی و فیملی ملاقاتیں۔

دورہ جرمنی: 26 تا 30 ستمبر 2005ء: بیت بشارت اوسنا بروک جرمنی میں آمد۔ بیت الناصر Issel Burg کا سنگ بنیاد۔

☆ہالینڈ میں ایک زرعی فارم کا وزٹ۔ ہیگ میں عالمی عدالت انصاف کی عمارت اور پنوراما کا وزٹ۔

دورہ ماریشس: 27 نومبر تا 10 دسمبر 2005ء: ماریشس پہنچنے پر والہانہ استقبال۔ ٹی وی انٹرویو، اخبارات اور ٹی وی میں کوریج۔ صدر اور نائب صدر مملکت سے ملاقات۔ احمدی مربیان کی قبروں پر دعا۔ ملک کے دوسرے شہروں میں جماعتوں کا دورہ۔ فیملی ملاقاتیں۔ جلسہ سالانہ میں شمولیت اور خطابات۔

دورہ بھارت: 11 دسمبر 2005ء تا 17 جنوری 2006ء: دہلی آمد۔ بیت الہادی دہلی میں والہانہ استقبال۔ فیملی ملاقاتیں۔ سپیکر لوک سبھا سے ملاقات۔ قطب مینار، حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ، قلعہ تغلق آباد، مقبرہ ہمایوں اور تاج محل آگرہ کا وزٹ۔ دہلی سے قادیان آمد، محبت و عقیدت کے ناقابل فراموش مناظر دیکھنے میں آئے۔ امرتسر، بٹالہ قادیان میں غیرمسلم معززین اور سیاسی و سماجی اہم شخصیات کی طرف سے خوش آمدید اور نیک تمناؤں کا اظہار۔ گورداسپور کے DC اور دیگر معززین کی حضور سے ملاقات۔

انتظامات جلسہ کا معائنہ، لنگرخانوں کا معائنہ، سرائے طاہر کا معائنہ۔ جلسہ سالانہ میں شمولیت اور خطابات۔ بھارت کی 70 ویں مجلس شوریٰ سے خطاب۔ واقفین نو اور واقفات نو کی الگ الگ کلاسز۔ خطبات جمعہ۔ تمام ذیلی تنظیموں کی مجالس عاملہ سے میٹنگز۔ مختلف گھروں کا وزٹ۔ ہوشیار پور کا سفر اور سرودھرم سد سبھاؤ کمیٹی کی طرف سے استقبال اور خطاب۔

1947ء کے بعد قادیان کی سرزمین میں حضرت خلیفۃ المسیح کی معیت میں پہلی عید سعید۔ خطبہ عید الاضحیہ MTA کے ذریعہ تمام عالم میں براہ راست نشر ہوا۔ جلسہ سالانہ کے کارکنان کی دعوت۔ نور ہسپتال کی نئی عمارت کا افتتاح حضور کی خاص مصروفیات تھیں۔

ہزاروں افراد نے اپنے امام سے شرف ملاقات حاصل کی۔ حضور کی آمد کا ہندوستان کے اخبارات میں خوب چرچا ہوا۔

دورہ سنگاپور: 4 اپریل تا 25 اپریل 2006ء۔ سنگاپور اور مشرق بعید کے دورہ پر روانگی ہوئی۔ سنگاپور کی سرزمین سے پہلی بار MTA کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ خطبہ جمعہ کی براہ راست عالمی نشریات۔ سنگاپور، ملائیشیا، فلپائن، کمبوڈیا، پاپوا نیوگنی اور تھائی لینڈ کی نیشنل مجالس عاملہ کے عہدیداران سے میٹنگز۔

دورہ آسٹریلیا: Chifley کے فیڈرل ممبر پارلیمنٹ کی ملاقات۔ سالومن آئی لینڈ کے وفد کی ملاقات۔ جلسہ کے انتظامات کا معائنہ اور جلسہ سالانہ میں شرکت اور خطابات۔ کسی خلیفہ کی پہلی مرتبہ آسٹریلیا کے جلسہ میں شمولیت۔ احمدی آرکیٹیکٹس، انجینئرز اور آئی ٹی پروفیشنلز کے ساتھ میٹنگ۔ ممبر پارلیمنٹ کی ملاقات، انفرادی و فیملی ملاقاتیں۔

کینبرا میں نیشنل میوزیم کی سیر، استقبالیہ تقریب میں شمولیت اور خطاب مختلف ممالک کے سفراء اور دیگر اہم شخصیات کی اس تقریب میں شمولیت بیت المسرور کا افتتاح۔

دورہ فجی: 25 اپریل تا 3 مئی 2006ء: فجی میں ورود مسعود، والہانہ استقبال، ناندی، لٹوکا اور صووا میں احباب جماعت سے ملاقاتیں۔ استقبالیہ تقریب قائم مقام صدر فجی آئی لینڈز سے ملاقات۔ جلسہ سالانہ میں شمولیت اور خطابات۔ نائب صدر فجی بھی جلسہ میں شامل ہوئے۔ ملک کے دوسرے شہروں کا بھی دورہ فرمایا۔ جماعت لباسہ Labasa، جماعت Maro کا وزٹ۔

دورہ نیوزی لینڈ: 4 مئی تا 6 مئی 2006ء: نیوزی لینڈ میں ورود مسعود۔ والہانہ استقبال۔ خطبہ

جمعہ سے جلسہ سالانہ کا افتتاح۔ چلڈرن کلاس، پروفیسر کلیمنٹ ریگ کے پوتے اور پوتی کی حضور انور سے ملاقات۔ موری قبیلہ کے چیف کی طرف سے حضور انور کا استقبال۔ پروفیسر کلیمنٹ ریگ کی قبر پر دعا۔ ڈی وون پورٹ کی سیر، نیوزی لینڈ سے جاپان کے لئے روانگی۔

جاپان کا دورہ: 7 مئی تا 15 مئی 2006ء واپسی لندن۔ جاپان، خطبہ جمعہ، ذیلی تنظیموں کی مجالس عاملہ سے میٹنگز، چلڈرن کلاس، فیملی، انفرادی ملاقاتیں۔ ہیروشیما کا وزٹ۔

دورہ بیلجیئم: 3 جون 2006ء: بیت الفضل لندن سے صبح دس بجے دعا کے ساتھ روانگی کثیر تعداد میں مرد و خواتین اور بچے الوداع کہنے کے لئے جمع تھے۔

شام ساڑھے پانچ بجے بیلجیئم کے مشن ہاؤس پہنچے۔ 4 جون 2006ء: بعد فجر دفتری امور سرانجام دیئے۔ ظہر و عصر کے بعد جلسہ سالانہ کا اختتامی اجلاس شروع ہوا۔ جلسہ کے بعد بیلجیئم کی مجلس شوریٰ کو خصوصاً نمازوں اور دعوت الی اللہ کی تلقین فرمائی۔ اسی طرح شوریٰ کے سلسلہ میں تفصیلی طریق کار سے آگاہ فرمایا۔

دورہ جرمنی: 5 جون 2006ء: جرمنی تشریف لے گئے۔

ذیلی تنظیموں اور نیشنل مجلس عاملہ کے ساتھ میٹنگز، خدام الاحمدیہ اور لجنہ کے اجتماعات میں شرکت، واقفین نو سے ملاقات، فیملی ملاقاتیں، 104 بچوں بچیوں کی تقریب آمین، اولڈ سٹوڈنٹس تعلیم الاسلام کالج ربوہ کا عشائیہ، میوزیم کی سیر، دارالقضاء کمیٹی کی میٹنگ، ایم ٹی اے کے سٹوڈیو کا معائنہ اور خطبات جمعہ آپ کی خاص مصروفیات تھیں۔

ہالینڈ: 17 جون 2006ء کو ہالینڈ تشریف لے گئے۔ جماعت ہالینڈ کے 26 ویں جلسہ سالانہ میں شرکت، نیشنل مجلس عاملہ و ذیلی تنظیموں کی مجالس عاملہ سے میٹنگ، مربیان و فیملیز سے ملاقات اور تقریب آمین اس دورہ کی خاص مصروفیات تھیں۔

20 جون 2006ء کو لندن واپس تشریف لے آئے۔

دورہ یورپ: 18 دسمبر 2006ء تا 7 جنوری 2007ء بیلجیئم، ہالینڈ اور جرمنی کے ممالک کا دورہ فرمایا۔ خطبات جمعہ ارشاد فرمائے اور مختلف تقاریب میں شرکت فرمائی۔ نیز عیدالاضحیہ کا خطبہ بھی جرمنی میں ارشاد فرمایا اور بیت خدیجہ برلن کا سنگ بنیاد رکھا۔

دورہ یورپ: 18/اگست 2007ء تا 8 ستمبر 2007ء فرانس، ہالینڈ اور جرمنی کا دورہ فرمایا۔

☆فرانس کی زیر تعمیر بیت کا معائنہ فرمایا۔

☆ہالینڈ میں تقریب آمین میں شمولیت فرمائی۔

☆جرمنی میں واقفات نو اور واقفین نو کے ساتھ خصوصی میٹنگ کی جس میں فرمایا واقفات نو وہ پڑھائی کریں جس کا جماعت کو فائدہ ہو۔

پیسے کمانے کی نیت سے نہ پڑھو بلکہ علم حاصل کرنے کی نیت سے پڑھو۔

تم واقفات نو ہو اور جماعت کے لئے یہ کام کرنا ہے۔

☆جرمنی میں بیت الجامع اوفن باخ کا سنگ بنیاد رکھا۔

☆32 ویں جلسہ سالانہ جرمنی میں شمولیت اور روح پرور خطابات۔

☆4 ستمبر 2008ء کاسل جرمنی میں بیت المحمود کا افتتاح فرمایا۔

☆4 ستمبر وابرن میں بیت المقیت کا افتتاح فرمایا۔ (الفضل انٹرنیشنل 12/اکتوبر 2007ء)

دورہ مغربی افریقہ: 15/اپریل تا 6 مئی 2008ء غانا، نائیجیریا اور بینن کا دورہ فرمایا۔

صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی کا پہلا جلسہ اور غانا کے 78 ویں جلسہ سالانہ کا خطاب باغ احمد سے براہ راست ٹیلی کاسٹ ہوا۔ 35 ممالک سے ایک لاکھ سے زائد احباب مرد و زن سفید کپڑوں میں ملبوس نہایت خاموشی سے اور توجہ سے حضور انور کا خطاب سنتے رہے۔ جلسہ سالانہ میں صدر مملکت کی شرکت اور خطاب، محبت و فدائیت کے دلکش نظارے۔ صدر مملکت غانا سے ملاقات۔ (17 تا 19/اپریل جلسہ)

دو گیسٹ ہاؤسز کا افتتاح فرمایا۔ Centenary Khilafat Ahmadiyya Guest House

22/اپریل کو نائیجیریا میں ورود فرمایا۔ والہانہ استقبال ہوا۔ حضور ہسپتال اور ذیلی تنظیموں کے دفاتر کا معائنہ فرمایا۔

23/اپریل کو بینن تشریف لے گئے۔ 30 بادشاہوں کی طرف سے استقبال کیا گیا۔ صدر مملکت سے ملاقات فرمائی۔ جلسہ سالانہ سے خطاب، خطبہ جمعہ ساری دنیا میں آڈیو ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔

25/اپریل کو بیت مہدی کا افتتاح فرمایا اور بیت مہدی کے بیرونی احاطہ میں مشن ہاؤس کا سنگ بنیاد رکھا۔

نائیجیریا: Ipokia کی بیت کا افتتاح فرمایا۔

26/اپریل کو نائیجیریا تشریف لے گئے۔

27/اپریل کو ابادان کے علاقہ Apata میں بیت رحیم کا افتتاح فرمایا۔

28/اپریل 2008ء جسٹس عبدالقادر Grand Qadhi Sharia Court of Apeal Kawara State سے ملاقات کی۔

امیر آف بورگو کے محل میں تشریف لے گئے اور ان سے ملاقات فرمائی۔

ابوجہ میں بیت مبارک کا افتتاح فرمایا۔

2 مئی حدیقہ احمدیہ کا افتتاح 18 ایکڑ پر مشتمل یہ رقبہ ابوجہ سے شمال کی طرف Keffi Road پر واقع ہے۔ اس سال یہیں پر جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔ حضور انور نے خطابات فرمائے۔ واقفین نو کی کلاس بھی حضور نے لی۔

6 مئی کو واپسی لندن ہوئی اور یہ دوسری صدی کا پہلا بابرکت سفر ختم ہوا۔

(دیکھیں روزنامہ الفضل 28/اپریل تا 6 جون 2008ء)

دورہ امریکہ

(16 جون تا 24 جون 2008ء)

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ پہلا دورہ امریکہ تھا حضور نے اس دورہ امریکہ میں صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی کے تاریخی سال میں منعقد ہونے والے تاریخی جلسہ سالانہ امریکہ میں بھی بنفس نفیس شرکت فرمائی۔

☆ حضور انور کو خصوصی پروٹوکول دیا گیا۔ حضور انور نے امریکی اخبار کو ایک انٹرویو دیا جو کہ امریکہ میں اگلے روز حضور انور کی تصویر کے ساتھ شائع ہوا۔

☆ ایم ٹی اے کے ارتھ سٹیشن اور بیت الرحمان کے توسیعی منصوبہ کا جائزہ لیا۔

☆ سیرالیون کے سفیر، بینن کے کونسلر اور غانا کے سفیر سے ملاقات فرمائی۔

☆ امریکی حکومت کی طرف سے آپ کے اعزاز میں امریکہ کا پرچم لہرانے کی خصوصی تقریب ہوئی اور وہ پرچم حضور انور کو تحفۃً دیا گیا۔

☆ جلسہ سالانہ امریکہ میں شرکت و تقریب پرچم کشائی کے علاوہ دو خطابات فرمائے۔

☆ ذیلی تنظیموں اور نیشنل مجلس عاملہ کے ساتھ میٹنگز کیں انفرادی و اجتماعی ملاقاتیں۔

دورہ کینیڈا

(24 جون تا 6 جولائی 2008ء)

مورخہ 24 جون 2008ء کو ''خلافت فلائیٹ''

تنویر خلافت

خلافت سے منور ہو گئی ہے — زمیں جنت کا منظر ہو گئی ہے
فلک سے قافلے اترے ہوئے ہیں — گھڑی یہ روح پرور ہو گئی ہے
سبھی زنجیر میں اک ڈھل گئے ہیں — کوئی تعبیر رہبر ہو گئی ہے
ہجوم تشنگاں آتے رہیں گے — یہ مے سب کا مقدر ہو گئی ہے
جسے آنا تھا وہ تو آ چکا ہے — خلافت اس کا مظہر ہو گئی ہے
خلافت ہی شہادت ہے ہماری — صدی اک جس کے اوپر ہو گئی ہے
مسیحائی نے کی ہے آبیاری — جماعت اب تناور ہو گئی ہے
میرے مہدی کے یہ جو پنج تن ہیں — خدا کی ڈھال ان پر ہو گئی ہے
بہت مسرور ہیں مسرور سے ہم — فضاء دل معطر ہو گئی ہے
اے میرے سوہنے مسرور ماہی — یہ جاں تم پر نچھاور ہو گئی ہے
سبھی کی دھڑکنیں چلتی ہیں تجھ سے — تری مسکان محور ہو گئی ہے
پکارے گا تمہی کو اب زمانہ — کہ حالت اس کی ابتر ہو گئی ہے
خدا رکھے سدا اس کو سلامت — وہ چھاؤں سب کا چھپر ہو گئی ہے

ناصر احمد سید

کے ذریعہ امریکہ سے کینیڈا تشریف لائے۔

☆ جلسہ سالانہ کینیڈا میں پرچم کشائی، خطبہ جمعہ اور دو خطابات فرمائے۔

☆ نئی جلسہ گاہ حدیقہ احمد، ونڈمل، سولر سسٹم، احمدیہ بورڈ آف پیس، بیت النور کے کمپلیکس اور مارکیز و لنگر خانے کا معائنہ فرمایا۔

☆ ایک ممبر آف پارلیمنٹ سے ملاقات۔

☆ کینیڈا ڈے کی خصوصی تقاریب میں حضور انور نے شمولیت فرمائی۔

☆ دفتر لجنہ اماء اللہ اور AMJ کا افتتاح فرمایا۔

ذیلی تنظیموں، مجالس عاملہ اور AIMS کمیٹی کی میٹنگز ہوئیں۔

مورخہ 5 جولائی 2008ء کو کیلگری میں خوبصورت بیت النور کا افتتاح فرمایا اس موقع پر وزیراعظم کینیڈا نے شرکت کی اور خطاب کیا۔ اسی طرح بعض دیگر اہم سیاسی و مذہبی شخصیات نے بھی اپنے خیالات کا اظہار اس تقریب میں شریک ہو کر کیا۔ 6 جولائی کو حضور انور واپس لندن تشریف لے آئے۔

دورہ جرمنی

(مورخہ 13 تا 26/اگست 2008ء)

جرمنی دورہ کے دوران بیت الکریم سٹاڈے، بیت السمیع ہنوور اور بیت انوار روڈ گاؤ کا افتتاح فرمایا:

20/اگست 2008ء کو جامعہ احمدیہ جرمنی کا قیام عمل میں آیا۔ حضور انور نے طلباء سے خطاب فرمایا۔

☆ جرمنی میں خلافت جوبلی یورپیئن ٹورنامنٹس میں نورالدین فٹ بال ٹورنامنٹ، محمود والی بال ٹورنامنٹ، ناصر باسکٹ بال ٹورنامنٹ، طاہر کبڈی ٹورنامنٹ اور مسرور کرکٹ ٹورنامنٹ منعقد ہوئے جس میں آٹھ یورپی ممالک جرمنی، ہالینڈ، بیلجیئم، فرانس، سوئٹزرلینڈ، برطانیہ، ناروے اور سویڈن کی 32 ٹیموں نے شرکت کی۔ 17/اگست کو حضور انور نے اول دوم سوم آنے والی ٹیموں کو انعامات عطا فرمائے۔

☆ 22 تا 24/اگست 2008ء جرمنی کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا حضور انور نے خطبہ جمعہ کے علاوہ دو خطابات سے نوازا۔

از افاضات حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ۔ (فرمودہ خطبہ جمعہ 6 ستمبر 1996ء)

آخری فیصلے اور غور والی باتیں ہمیشہ خلافت سے منسلک رہیں گی

آئندہ جتنے کام بڑھیں گے وہ خلیفہ وقت کی طاقت کے اندر ہی رہیں گے

خلافت کی ذمہ داریوں اور ان کی ادائیگی کے لئے عظیم نظام کا تذکرہ

جماعتی کاموں کا پھیلاؤ اور کائنات کی وسعتیں

بہت ہی اہم بات ہے جسے آپ کو ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ جو کام ڈالتا ہے وہ توفیق بھی دیتا ہے اس لئے اس بارے میں آپ کو قطعاً فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ کام بڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ وقت میں برکت بھی بڑھا دیتا ہے۔ کام کرنے والے، خدمت کرنے والے از خود دلوں میں جوش لے کر آگے آتے ہیں اور کبھی بھی اس پہلو سے کمی محسوس نہیں ہوئی اور جو کام مجھے کرنے ہیں وہ مجھے ہی کرنے ہوتے ہیں، وہ بانٹے نہیں جاسکتے اور ان کاموں کے بڑھنے کے باوجود خدا تعالیٰ نے یہ مدد کا سلسلہ ایسا جاری رکھا ہے کہ کبھی بھی یہ محسوس نہیں ہوتا کہ کام حد استطاعت سے آگے نکل گئے ہیں۔ تو بعض لوگ گھبراتے ہیں اور پریشان ہوتے ہیں کہ آپ پہ اتنے بوجھ پڑ گئے ہیں۔ اب آپ ان کو بانٹنا شروع کریں۔

جو آخری فیصلے والی باتیں ہیں وہ اس لئے ہمیشہ خلافت کے ساتھ منسلک رہیں گی کہ فیصلوں کے ساتھ بہت سے غور ہیں، بہت سی باتیں ہیں جو عمومی نظر رکھنے کے بغیر فیصلے ہو ہی نہیں سکتے اور جہاں بھی وہاں کمی آئی ہے وہاں فیصلے غلط ہو گئے ہیں۔ اس لئے جو کام سارے عالم کے ایک مرکزی نمائندے کو کرنے ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے کہ مرکزی دماغ کا کام کرے وہ کام بانٹے نہیں جاسکتے سوائے اس کے کہ کوئی آفت آجائے۔ تو بعض دفعہ دل میں بھی ایک مرکز بن جاتا ہے لیکن اصل مرکز جو خدا تعالیٰ نے بنایا ہے وہ ایک مرکز ہے سوچ کا اور بدن کے کام بھی تو دیکھیں کتنے پھیل چکے ہیں۔ اگر آپ کو پتہ لگے کہ کتنے کام ہیں جو انسان کا وجود کرتا ہے تو اس کے تصور سے ہی دماغ مختل ہو جائیں۔ ان کی تفاصیل لکھنے بیٹھیں تو عمریں گزر جائیں تو تفاصیل لکھ نہیں سکتے۔

اس میں راز یہ ہے کہ تدریج اور ترقی جو Evolution کا رنگ رکھتی ہو اس کی برکتوں سے بعض کام اپنی ذات میں مکمل ہوتے چلے جاتے ہیں اور سوچنے والا دماغ ان سے بالا ہو کر ان پر نظر تو رکھتا ہے مگر وہ کام پھر اتنی توجہ نہیں چاہتے یہاں تک کہ ہر سال ایک منزل اونچی ہو جاتی ہے اور "ثم استویٰ علی العرش" کا مضمون انسان پر روشن ہو جاتا ہے کہ کتنا عظیم کائنات کا کام ہے جس کا وہم وگمان بھی اگر انسان کروڑ ہا کروڑ سال تک زندہ رہے تو نہیں کرسکتا۔ ناممکن ہے اس کی اتھاہ کو پہنچ سکے۔ لیکن اس کے باوجود خدا نے وہ کام کئے اور کروائے اور اس کی تربیت دی اور نظام از خود جاری ہو گیا گویا کہ از خود جاری ہو گیا حالانکہ از خود جاری نہیں ہے۔ اس پر فرشتے مقرر فرمائے، ہر ایک کا ایک نگران مقرر کیا، ان نگرانوں کے اور نگران بنائے یہاں تک کہ سارے کام اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یوں چل پڑے جیسے کوئی نگران ہی نہیں ہے، از خود ہی جاری ہو گئے ہیں۔

کائنات میں یہ نظام جاری ہے

یہ جو نظام کائنات ہے خدا تعالیٰ نے مذہب میں بھی یہی نظام جاری فرمایا ہے اور ذمہ داری کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ اگر اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی حکمت اور اللہ تعالیٰ کی دکھائی ہوئی راہوں پر چلتے ہوئے انسان کام کرے تو اس فکر کی ضرورت نہیں رہتی کہ کام بہت بڑھ گیا ہے۔ دماغ سے زیادہ اپنے وجود کو سنبھالنے کا جو کام ہے وہ ہو ہی نہیں سکتا۔ ہر شخص کا دماغ اپنی ذات کے محدود دائرے میں ہی اتنے کام کرتا ہے کہ میں نے جیسا کہ بیان کیا ہے اگر آپ اس کا تصور باندھنے کی کوشش کریں تو آپ کی طاقت ہی نہیں ہے۔ ہر حکم جو دماغ دیتا ہے ہر حرکت کے لئے اس کے ساتھ جو بجلی کی لہریں دماغ کے چھوٹے سے محدود دائرے میں آگے پیچھے حرکت کرتی ہیں اور تمام نظام کو منسلک کرتی ہیں اس ایک حکم کے ساتھ اور اس کے نتائج کے ساتھ اس کے متعلق سائنسدان کہتے ہیں کہ لاکھوں میل کا سفر بجلی کے کوندوں کا ہر حکم کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ اس نے یادداشت کے مرکز تک بھی پہنچنا ہے اور اس نے جسم کے ہر خلیے کو اس کی تعلیم دینی ہے کہ اس کا نتیجہ تم پر کیا ہوگا کیا اثر اس پر پڑے گا۔

یہ بہت ہی تفصیلی اور گہرا مضمون ہے لیکن ہر حکم کے وقت دماغ کے اندر جو رابطے ہیں وہ بجلی کے رابطے وہ لاکھوں میل سفر کر جاتے ہیں اور یہ نظام آناً فاناً تو نہیں پیدا ہوا۔ اس کے لئے ایک ارب سال لگے ہیں کہ رفتہ رفتہ وہ آگے بڑھا ہے لیکن جب بڑھ گیا تو ایسا آسان ہو گیا یوں لگا جیسے کام ہو ہی نہیں رہا۔ ہر آدمی اپنی ذات سے غافل سویا رہتا ہے، اس کا نظام خود بخود حرکت میں رہتا ہے لیکن سوتے ہوئے بھی دماغ کوئی کام ضرور کر رہا ہوتا ہے۔ یہ جو پہلو ہے یہ روحانی دنیا میں بھی اسی طرح جاری ہوتا ہے اور آگے بڑھتا ہے اور کام اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ منظّم ہوتے چلے جاتے ہیں اور "استویٰ علی العرش" والا مضمون روشن ہوتا جاتا ہے اور انسان ایک عرش سے دوسرے عرش، دوسرے عرش سے تیسرے عرش پر ترقی کرتا ہے۔ یہ وہ دور ہے جس میں جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی کامیابی سے داخل ہو کر اب آگے بڑھ رہی ہے۔

خدا کا مرکزی نظام جاری رہے گا

اس لئے جتنے بھی کام بڑھیں گے ایک ذرے کا بھی وہم نہ کریں کہ خلیفہ کی طاقت سے بڑھ جائیں گے۔ جو مرکزی نظام خدا نے قائم کر دیا ہے وہی جاری رہے گا اور وہی سارے کام سنبھالے گا اور ساری ذمہ داریاں ادا کرے گا اور ساتھ ساتھ جو تائیدی نظام ہے سلطان نصیر بنتے چلے جاتے ہیں وہ اپنا اپنا کام کرتے چلے جائیں گے لیکن ہر دفعہ ریفرنس دماغ کو جاتا ہے اور یہ جو ریفرنس جانے والی بات ہے یہ بڑی حیرت انگیز بات ہے۔ سوتے ہوئے میں بھی جسم کے اعضاء میں جگہ جگہ جو تبدیلیاں واقع ہو رہی ہیں ان کا ریفرنس ایک دماغ کو ضرور جاتا ہے یعنی ایک حوالہ جاتا ہے کہ یہ یوں ہو رہا ہے اس کو ریکارڈ کر لو اور یہ یوں ہونا چاہئے کہ نہیں ہونا چاہئے تو اس لئے ریفرنسز جتنے بھی ہوں اگر نظام مرتب ہو تو اس کے نتیجے میں طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں پڑتا۔

دعا اور توکل ہمارا فرض ہے

مگر اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جس رفتار سے جماعت ترقی کر رہی ہے اس میں مزید دعاؤں کی ضرورت ہے اور یہ مضمون میں نے اس لئے کھول کر بیان کیا ہے باوجود اس کامل یقین کے کہ خدا تعالیٰ خود توفیق دے گا اور بڑھائے گا دعا کا خانہ اپنی جگہ موجود رہتا ہے اور اس سے فرق پڑتا ہے۔ جتنی زیادہ دعائیں مددگار ہوں اتنا ہی انسان اللہ تعالیٰ کی تائید کو آسمان سے اترتا دیکھتا ہے اور محسوس ہوتا ہے کہ یہ دعائیں ہیں جو پھل لا رہی ہیں اس لئے جماعت دعاؤں سے غافل نہ ہو اور دعاؤں والا جو مضمون ہے اس میں فتنوں کو بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

ایک انسان اگر لاعلمی میں کوئی فیصلے کرتا ہے تو ان فیصلوں میں اسی حد تک خامی پیدا ہوسکتی ہے اور دشمن ہمیشہ چھپ کر وار کرتا ہے اور جب تک اس کے وار کا طریقہ معلوم نہ ہو اس کی واردات کا اندازہ طریق معلوم نہ ہو اس وقت تک انسان صحیح طرح اس کے خلاف اگر طاقت رکھتا بھی ہو تو دفاع کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اچانک حملے کا جو فلسفہ ہے جنگوں میں استعمال ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ ایک چھوٹا دشمن بھی بڑے دشمن پر غالب آجاتا ہے اگر سرپرائز (Surprise) کا ایلیمنٹ (Element) آجائے، اچانک پن اس میں آجائے۔ تو دشمن چونکہ ہمیشہ سازش مخفی کرتا ہے اور قرآن کریم نے شیطان کے حوالے سے یہ بات ہم پر خوب کھول دی ہے کہ شیطان تمہیں وہاں سے دیکھ رہا ہے جہاں تم اسے نہیں دیکھ رہے۔ وہاں سے وار کرتا ہے جہاں تمہیں پتہ نہیں۔ اس لئے خدا کی پناہ میں آنے کا مضمون ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔ انسان اپنی تمام صلاحیتوں کے باوجود ان دیکھے حملے کے خلاف مؤثر دفاع نہیں کرسکتا لیکن وہ حملے جو دکھائی دیں اس میں بھی بسا اوقات مزید مدد کی ضرورت پڑتی ہے۔ مگر ان دیکھے حملے تو بہت ہی شدید اور مہلک ہو جاتے ہیں۔ پس اس پہلو سے دعا جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ان دیکھی چیزوں کو ہمیں دکھا دے اور وقت پر دکھا دے اور پھر ان کی جوابی کارروائی کی توفیق عطا فرمائے۔ حکمت بخشے اور اس حکمت کے منصوبے کو جو انسان بناتا ہے اس پر عملدرآمد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل 26 مئی 2003ء)

فرخ سلطانی

الفضل ۔ خلافت احمدیہ کی آواز

95 سال ۔ خدمات، قربانیوں اور مشکلات کی مختصر تاریخ

18 جون 1913ء	ہفت روزہ الفضل کا پہلا پرچہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی ادارت میں شائع ہوا۔ آپ ہی اس کے پروپرائٹر پرنٹر اور پبلشر تھے۔ پہلا پرچہ $\frac{26x20}{4}$ کے 16 صفحات پر مشتمل تھا۔ یہ 12 رجب 1331ھ کا دن تھا۔ پہلے پرچہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا خطبہ جمعہ فرمودہ 13 جون 1913ء درج کیا گیا۔ ابتدائی سرمایہ حضرت اماں جان، حضرت ام ناصر اور حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے عنایت فرمایا۔
26 تا 28 دسمبر 1913ء	الفضل کا روزانہ لوکل ایڈیشن شائع ہوا۔
14 مارچ 1914ء	خلافت ثانیہ کے قیام پر فتنہ انکار خلافت کے خلاف الفضل نے زبردست مہم چلائی اور غیر مبائعین کے اعتراضات اور وساوس کا قلع قمع کیا۔
21 مارچ 1914ء	حضرت مصلح موعود کے خلیفہ بننے کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب الفضل کے ایڈیٹر بنے۔ الفضل کو 27/اگست تک یہ اعزاز حاصل رہا۔
28 مارچ 1914ء	الفضل ہفتہ میں تین بار شائع ہونے لگا۔
7 جون 1914ء	الفضل کا سائز $\frac{22x18}{4}$ کر دیا گیا۔
اگست 1914ء	الفضل کی عملی ذمہ داری حضرت قاضی ظہور الدین اکمل صاحب ادا فرماتے رہے۔
10 نومبر 1915ء	الفضل کو ہفتہ میں دو بار کر دیا گیا۔
3 دسمبر 1914ء	الفضل کے پرنٹر اور پبلشر حضرت بھائی عبدالرحمان صاحب قادیانی مقرر ہوئے۔
8 تا 28 دسمبر 1915ء	الفضل ہفتہ میں تین بار شائع ہوتا رہا۔
جنوری تا جون 1916ء	الفضل ہفتہ میں دو بار شائع ہوتا رہا۔
4 جولائی 1916ء	الفضل کی ادارت خواجہ غلام نبی صاحب نے سنبھالی جو 1946ء تک یہ فرائض سرانجام دیتے رہے۔
جولائی 1924ء	الفضل اپنے ابتدائی سائز $\frac{26x20}{4}$ پر شائع ہونے لگا۔
31 جولائی 1924ء تا 8 دسمبر 1925ء	حضرت مصلح موعود کے سفر یورپ کی رپورٹنگ کے لئے الفضل ہفتہ میں تین بار شائع ہوتا رہا۔
25 نومبر 1924ء	حضرت مصلح موعود کے دورہ یورپ سے واپسی پر الفضل نے خیر مقدم نمبر شائع کیا۔
11 دسمبر 1925ء	الفضل ہفتہ میں دو بار کر دیا گیا۔
12 جون 1928ء	سیرۃ النبیؐ کے بابرکت جلسوں کے حوالہ سے الفضل نے خاتم النبیین نمبر 7 ہزار کی تعداد میں شائع کیا جسے دوبارہ بھی شائع کیا گیا۔ اس طرح کے نمبر کئی سال شائع ہوتے رہے۔ 1929ء میں خاتم النبیین نمبر 15 ہزار کی تعداد میں شائع ہوا۔
15/اپریل 1930ء	فتنہ مستریاں کی سرکوبی کے لئے الفضل ہفتہ میں 4 بار شائع ہونے لگا۔
30 مئی 1930ء	ہفتہ میں 3 بار شائع ہونے لگا۔
8 مارچ 1935ء	الفضل روزنامہ ہو گیا۔ حضرت مصلح موعود نے خاص پیغام عطا فرمایا۔
26 مارچ 1935ء	الفضل کے صفحات 8 کر دیئے گئے۔
یکم جولائی 1936ء	الفضل کے صفحات عام طور پر 12 اور خطبہ نمبر کے صفحات 16 کر دیئے گئے۔
20/اکتوبر 1937ء	الفضل کے صفحات 8 کر دیئے گئے تاہم خطبہ نمبر 16 صفحات پر شائع ہوتا رہا۔
28 دسمبر 1939ء	الفضل نے خلافت ثانیہ جوبلی نمبر شائع کیا۔
1939ء	آغاز سے 1939ء تک الفضل پر 3 مقدمات بنائے گئے۔
15 ستمبر 1947ء	لاہور سے روزنامہ الفضل کا اجرا ہوا۔ اس وقت الفضل قادیان سے بھی جاری تھا۔
17 ستمبر 1947ء	الفضل کا آخری پرچہ قادیان سے شائع ہوا۔
26 دسمبر 1950ء	الفضل نے سالانہ نمبر شائع کرنا شروع کیا جس کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔
27 فروری 1953ء	روزنامہ الفضل کو حکومت نے ایک سال کے لئے بند کر دیا۔
15 مارچ 1954ء	الفضل ایک سال کے جبری تعطل کے بعد دوبارہ لاہور سے شروع ہوا۔
31 دسمبر 1954ء	الفضل ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے شائع ہونے لگا۔ الفضل کا دفتر دارالرحمت غربی ربوہ میں تھا۔
12 دسمبر 1984ء	الفضل پر حکومت نے پابندی لگا دی۔
28 نومبر 1988ء	الفضل 3 سال 11 ماہ 9 دن کے بعد دوبارہ جاری ہوا۔ ایڈیٹر مکرم نسیم سیفی صاحب مقرر ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے خاص پیغام بھجوایا۔ دفتر الفضل جدید پریس ربوہ کی عمارت میں منتقل ہوا۔
25 مارچ 1989ء	الفضل نے احمدیہ صد سالہ جشن تشکر نمبر شائع کیا۔
1988ء تا 2005ء	الفضل کے ایڈیٹر، پرنٹر اور پبلشر کے خلاف 100 کے قریب مقدمات درج کئے گئے۔
21 جون تا 20/اگست 1990ء	الفضل پر پھر پابندی لگا دی گئی۔
7 جنوری 1994ء	لندن سے ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا آغاز۔
7 فروری تا 8 مارچ 1994ء	الفضل کے ایڈیٹر نسیم سیفی صاحب، پبلشر و مینیجر آغا سیف اللہ صاحب اور پرنٹر قاضی منیر احمد صاحب گرفتار رہے۔
1998ء	الفضل کے مضامین کا سال وار انڈیکس شائع کرنے کا سلسلہ شروع کیا گیا۔
1999ء تا 2007ء	الفضل کے سالانہ نمبرز کے عناوین درج ذیل ہیں۔ سیرت صحابہ رسولؐ۔ توحید باری تعالیٰ۔ انٹرنیشنل جلسہ سالانہ جرمنی 2001ء۔ جلسہ سالانہ برطانیہ 2002ء۔ سیدنا طاہر نمبر۔ دورہ افریقہ 2004ء۔ نظام وصیت۔ دورہ مشرق بعید 2006ء۔ کلام پاک نمبر۔
3/اکتوبر 2002ء	الفضل انٹرنیٹ پر میسر ہو گیا۔
6 تا 10/اگست 2005ء	الفضل پر پابندی۔
یکم جنوری 2008ء	الفضل کے مضامین 1913ء تا 1965ء پر مشتمل انڈیکس شائع کیا گیا۔
28 مئی 2008ء	الفضل نے صد سالہ خلافت جوبلی کے موقع پر قدرت ثانیہ نمبر شائع کیا۔ جس میں حضور کا تاریخی پیغام شائع کیا گیا۔

الفضل کی اہم ترین خدمت خلفاء سلسلہ کے ارشادات کو محفوظ کرنا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے زمانہ سے لے کر آج تک خلفاء سلسلہ کے خطبات، تقاریر، تحریکات، سوال و جواب، دوروں کی رپورٹس شائع کرنے کا اولین اعزاز الفضل کو ہی حاصل ہے اور الفضل کے مواد کا اکثر حصہ انہی امور پر مشتمل ہے۔ اسی کی مدد سے خلفاء کے خطبات اور تقاریر نے کتابی صورت اختیار کی ہے۔ مثلاً خطبات محمود 19 جلدیں، انوار العلوم 19 جلدیں، خطبات ناصر، خطبات طاہر، خطبات عیدین وغیرہ الفضل ہی کی کتابی صورتیں ہیں۔

الحکم اور البدر کو حضرت مسیح موعود نے اپنا بازو قرار دیا تھا۔ آج یہی فریضہ اور یہی اعزاز الفضل کے حصہ میں آیا ہے۔

آج مرکز سلسلہ اور بیرونی ممالک سے شائع ہونے والے تمام رسائل و جرائد اور بلیٹن ایک پہلو سے الفضل ہی کے خوشہ چین ہیں۔ کیونکہ وہ الفضل میں شائع ہونے والے حضور کے تازہ ترین خطبہ کا خلاصہ یا ترجمہ نقل کرتے ہیں نیز حسب ضروری دیگر مضامین بھی اصل یا ترجمہ کے ساتھ شائع کرتے ہیں۔

روزنامہ الفضل کی 95 سالہ تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اخبار یا تعلیمی مجلّہ خلافت احمدیہ کی آواز ہے۔ تاریخ احمدیت کا ماخذ ہے۔ مرحوم بزرگوں کی سیرت و سوانح کا ریکارڈ ہے۔ جماعت احمدیہ میں ہونے والی ولادتوں، وفاتوں، نکاحوں اور شادیوں کا روزنامچہ ہے۔ علمی، ادبی، سائنسی، تاریخی، جغرافیائی اور طبی معلومات کا انسائیکلوپیڈیا ہے۔ اختلافی مسائل کا ذخیرہ ہے۔ انقلابات زمانہ اور سیاسی خبروں کا خلاصہ ہے۔ شاعری کا چمن ہے۔ یہ باغ احمدیت کی وہ نہر ہے جو ہر صبح بیشمار دلوں کی پیاس بجھاتی ہے۔

حضرت مصلح موعود نے الفضل کے مطالعہ اور اس کی قدر و قیمت کا متعدد بار ذکر کیا۔ فرماتے ہیں:۔

میرے سامنے جب کوئی کہتا ہے کہ الفضل میں کوئی ایسی بات نہیں ہوتی جس کی وجہ سے اسے پڑھا جائے تو میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ مجھے تو اس میں کئی باتیں نظر آ جاتی ہیں۔ آپ کا علم چونکہ مجھ سے زیادہ وسیع ہے اس لئے ممکن ہے کہ آپ کو اس میں کوئی ایسی بات نہ نظر آتی ہو۔

(الفضل یکم مئی 1962ء ص 3)

ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا:۔ ''آج لوگوں کے نزدیک الفضل کوئی قیمتی چیز نہیں مگر وہ دن آ رہے ہیں اور وہ زمانہ آنے والا ہے جب الفضل کی ایک جلد کی قیمت کئی ہزار روپیہ ہو گی لیکن کوتہ بین نگاہوں سے یہ بات ابھی پوشیدہ ہے''۔ (الفضل 28 مارچ 1946ء)

فرمایا:۔ اخبار قوم کی زندگی کی علامت ہوتا ہے جو قوم زندہ رہنا چاہتی ہے اسے اخبار کو زندہ رکھنا چاہئے اور اپنے اخبار کے مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہئے۔ (روزنامہ الفضل 31 دسمبر 1954ء)

دفتر روزنامہ الفضل میں خدمات بجالانے والے کارکنان 2008ء

عملہ ایڈیٹر

☆عبدالسمیع خان صاحب۔ایڈیٹر
☆فخرالحق شمس صاحب۔نائب ایڈیٹر
☆محمد رئیس طاہر صاحب۔معاون ایڈیٹر
☆منیر احمد رشید صاحب۔معاون ایڈیٹر
☆طاہر محمود عادل صاحب۔معاون ایڈیٹر
☆غلام مصطفی تبسم صاحب۔پیسٹر
☆محمد زاہد عمر صاحب۔کلرک
☆فرید احمد صاحب۔پروف ریڈر
☆افتخار احمد انور صاحب۔پروف ریڈر
☆چوہدری نصیر احمد صاحب۔کمپوزر
☆شفیق احمد لطیف صاحب۔کمپوزر
☆ملک حامد حسین صاحب۔کمپوزر
☆محمد زاہد صاحب۔کلرک
☆غلام رسول صاحب۔مددگار کارکن

عملہ مینیجر

☆گلزار احمد طاہر ہاشمی صاحب۔مینیجر
☆منیر احمد صاحب۔انچارج اشتہارات
☆معین الدین صاحب۔کلرک آمد
☆محمد اجمل صاحب۔اکاؤنٹنٹ
☆محمد زبیر باجوہ صاحب۔کلرک
☆بلال احمد خان صاحب۔کلرک
☆محمد شہزاد صاحب۔کلرک
☆میاں عمر احمد صاحب۔کلرک
☆فضل احمد شاہد صاحب۔ڈرائیور
☆آصف محمود صاحب۔مددگار کارکن
☆سعید احمد وفا صاحب۔مددگار کارکن
☆منور احمد ججہ صاحب۔نمائندہ
☆صفوان احمد ملک صاحب۔نمائندہ
☆احمد حسیب صاحب۔نمائندہ
☆نعیم احمد اٹھوال صاحب۔نمائندہ
☆محمد احمد مظفر علوی صاحب۔نمائندہ
☆محمد سرور صاحب۔فولڈر
☆لطیف احمد مصطفی صاحب۔فولڈر
☆اعجاز محمود صاحب۔فولڈر
☆طارق احمد گجر صاحب۔فولڈر
☆رانا محمد طارق صاحب۔فولڈر
☆لیاقت علی صاحب۔فولڈر
☆لقمان بشیر صاحب۔فولڈر
☆نعیم احمد صاحب۔مالی
☆طارق احمد سندھی صاحب۔چوکیدار
☆منظور احمد صاحب۔چوکیدار
☆منشاء مسیح صاحب۔خاکروب

☆☆☆☆☆☆☆

اظہار تشکر

روزنامہ الفضل کے اس خاص ضخیم تاریخی نمبر کی تیاری میں بہت سے احباب و ادارہ جات کا تعاون حاصل رہا۔ان میں سب سے اول مضمون نگار اور شعراء ہیں۔الفضل کے عملہ ادارت، شعبہ کمپیوٹر، شعبہ پروف ریڈنگ، شعبہ پیسٹنگ کے علاوہ شعبہ اشتہارات نے بھی خصوصی کاوش کی۔ پریس کے تعاون کے ساتھ شائع ہوا اور مکرم مینیجر صاحب نے اپنے عملہ کے ذریعہ آپ تک پہنچایا ہے۔

خوبصورت تصاویر کی دستیابی اور ڈیزائننگ میں مندرجہ ذیل احباب و ادارہ جات کا ادارہ الفضل ممنون ہے۔

☆مکرم منیر احمد صاحب جاوید پرائیویٹ سیکرٹری
☆خلافت لائبریری ربوہ
☆شعبہ سمعی بصری ایوان محمود ربوہ
☆مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ
☆مکرم مسعود احمد طاہر صاحب۔(طاہر فوٹوگرافرز)
☆مکرم ملک حامد حسین صاحب۔(شعبہ کمپیوٹر الفضل)
☆مکرم سید نادر سیدین صاحب
☆مکرم آصف جمیل صاحب (بجیل موویز)

اللہ تعالیٰ سب احباب کو جزائے خیر دے اور اپنے فضلوں سے نوازے۔آمین

(ایڈیٹر روزنامہ الفضل)

صدسالہ خلافت جوبلی کے موقع پر 27 مئی 2008ء کو Excel سینٹر لندن میں منعقد ہونے والے تاریخی جلسہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا ولولہ انگیز خطاب

حضرت اقدس مسیح موعود کی وفات کے بعد خلافت کے قیام اور ہر خلیفہ کے بعد خوف کی حالت امن میں بدلتے چلے جانے کا ایمان افروز بیان

یہ دن جو آج ہم خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر خاص اہتمام سے منا رہے ہیں یا ہر سال عمومی طور پر مناتے ہیں یہ ہمیں اس بات کی یاد دلانے والا ہونا چاہئے کہ تقویٰ پر چلتے ہوئے، عاجزانہ راہوں کو اختیار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے احکامات اور تمام اوامر و نواہی پر پوری طرح کاربند رہنے کی کوشش کریں گے

اللہ تعالیٰ نے اپنے جس انعام سے ہمیں بہرہ ور فرمایا ہے اور بغیر کسی روک کے اسے جاری رکھا ہوا ہے اور آئندہ بھی جاری رکھنے کا وعدہ ہے اللہ تعالیٰ کے شکرگزار بندے بنتے ہوئے اس نعمت کا اظہار کریں تا کہ اس نعمت کی برکات میں کبھی کمی نہ آئے بلکہ ہر نیا دن ایک نئی شان دکھانے والا ہو۔

آج کا دن ایک نیا عہد باندھنے کا دن ہے۔ آج کا دن ہمیں اپنی تاریخ سے آگاہ کرنے کا دن ہے

اللہ تعالیٰ اس نظام کے تحت جہاں مومنوں کے خوف کی حالت کو امن میں بدلتا ہے وہاں اپنے مقرر کردہ خلیفہ کے دل سے ہر قسم کے دنیاوی خوف نکال کر خوف کی حالتوں کا مقابلہ کرنے کی طاقت عطا فرماتا ہے۔

یہ دور جس میں خلافت خامسہ کے ساتھ خلافت کی نئی صدی میں ہم داخل ہو رہے ہیں احمدیت کی ترقی اور فتوحات کا دور ہے۔ مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے ایسے باب کھلے ہیں اور کھل رہے ہیں کہ ہر آنے والا دن جماعت کی فتوحات کے دن قریب دکھا رہا ہے

مَیں علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس دور کو اپنی بے انتہا تائید و نصرت سے نوازتا ہوا ترقی کی شاہراہوں پر بڑھتا چلا جائے گا

صدسالہ خلافت جوبلی کے تاریخی موقع پر دنیا بھر کے احمدی احباب مرد و زن سے خلافت کے استحکام اور اس سے وفا کے تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر کرتے چلے جانے کے لئے ایک عظیم الشان عہد

آج ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے شکر کے جذبات کے اظہار کے لئے یہاں بھی جمع ہوئے ہیں اور ایم ٹی اے کی وساطت سے دنیا کے تمام ممالک میں احمدی اس تقریب میں شامل ہیں۔ اس اہم موقع پر سب سے پہلے تو مَیں آپ کو بھی اور دنیا کے تمام احمدیوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آج ہم (۔) مسیح و مہدی کی جماعت میں شامل ہونے کی بدولت ایک وحدت کا نظارہ دیکھ رہے ہیں۔ آج اللہ تعالیٰ کے انعامات کی بارشوں کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود پر اپنے وعدوں کے مطابق کئے ہیں اور کر رہا ہے اُس بستی کے بھی نظارے کر رہے ہیں۔ (آپ لوگوں کے سامنے سکرین نہیں لیکن مَیں دیکھ رہا ہوں، کچھ کو نظر بھی آ رہا ہوگا)۔ وہ بستی بھی اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ وہ ایک چھوٹی سی بستی تھی جسے کوئی نہیں جانتا تھا۔ آج نہ صرف مسیح (موعود) کی بستی کو تمام دنیا جانتی ہے بلکہ اس بستی کے گلی کوچوں اور اس سفید منارے کو جو مسیح (موعود) کی آمد کے اعلان اور سمبل (Symble) کے طور پر تعمیر کیا گیا تھا ایک دنیا دیکھ رہی ہے۔ اور آج ہم اس تقریب میں اللہ تعالیٰ کے اپنے پیارے مسیح سے کئے گئے وعدے کے مطابق اس اولوالعزم اور موعود بیٹے کے ہاتھ سے انجام پانے والے کارناموں میں سے ایک عظیم کارنامہ، بے آب و گیاہ میدان کو ایک سرسبز پھولوں پھلوں اور درختوں سے بھری ہوئی ایک بستی میں بدلنے کا نظارہ بھی کر رہے ہیں اور ربوہ کی یہ تصویریں بھی آج ہمارے سامنے ہیں۔

پس آج مشرق سے مغرب کی طرف آنے والے یہ نظارے اور پھر مغرب سے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق دائمی قدرت کا نظارہ کرتے ہوئے خلیفۂ وقت کی آواز اور تصویر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش کا ذکر مشرق میں بھی، مغرب میں بھی، شمال میں بھی اور جنوب میں بھی، یورپ میں بھی اور امریکہ میں بھی، ایشیا میں بھی اور افریقہ میں بھی سن رہے ہیں اور دیکھ رہے ہیں۔ یہ یقیناً ہر احمدی کو توجہ دلانے والا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو اپنا وعدہ پورا کر دیا اور کر رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود کی (۔) کو زمین کے کناروں تک پہنچا دیا ہے اور پہنچا رہا ہے۔

خلافت احمدیہ کے قیام اور اس کے ذریعہ سے الٰہی تائیدات کے ساتھ ترقی کے نظارے ہم اپنے ماضی کی تاریخ میں بھی کرتے رہے ہیں اور آج بھی کر رہے ہیں۔ خلافت احمدیہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سلوک کی سو سالہ تاریخ ہمارے ایمانوں کو پختہ کر رہی ہے اور ہمارے ایمانوں کو گرما رہی ہے۔ کیا یہ سب کچھ ہمیں اس بات پر مجبور نہیں کرتا کہ ہم خدا تعالیٰ کے شکرگزار بندے بنتے ہوئے اس کے حضور اپنے شکر کا اظہار کریں اور آج کی یہ تقریب بھی اسی شکرگزاری کے اظہار کے طور پر ہے۔ یہ دن جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دکھایا ہے...... جماعت کے لئے ایک نیا اور سنہری باب رقم کر رہا ہے۔ پس اس نیت سے اور اس نعمت کے اظہار اور شکرانے کے طور پر اگر ہم یہ تقریب اور دنیا کے مختلف ممالک میں اس حوالے سے تقریبات منعقد کر رہے ہیں تو یہ نہ صرف جائز بلکہ خدا تعالیٰ کے حکم کے عین مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (۔) (الضحیٰ: 12) یعنی تو اپنے رب کی نعمتوں کا ضرور اظہار کرتا رہ۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

”عجز و نیاز اور انکسار...... ضروری شرط عبودیت کی ہے لیکن بحکم آیت کریمہ (۔) (الضحیٰ: 12) نعماء الٰہی کا اظہار بھی ازبس ضروری ہے۔“

(مکتوبات احمدیہ جلد 5 حصہ دوم بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود زیر سورۃ الضحیٰ آیت 12)

پھر آپ مزید فرماتے ہیں۔

”یہ عاجز بحکم (۔) (الضحیٰ: 12) اس بات کے اظہار میں کچھ مضائقہ نہیں دیکھتا کہ خداوند کریم و رحیم نے محض فضل و کرم سے ان تمام امور سے اس عاجز کو حصہ وافر دیا ہے اور اس ناکارہ کو خالی ہاتھ نہیں بھیجا اور نہ بغیر نشانوں کے مامور کیا۔ بلکہ یہ تمام نشان دیئے ہیں جو ظاہر ہو رہے ہیں اور ہوں گے اور خدائے تعالیٰ جب تک کھلے طور پر حجت قائم نہ کر لے تب تک ان نشانوں کو ظاہر کرتا جائے گا“۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 338)

پھر آپ فرماتے ہیں:۔

''یاد رکھو کہ انسان کو چاہئے کہ ہر وقت اور ہر حالت میں دعا کا طالب رہے اور دوسرے (۔) (الضحیٰ: 12) پر عمل کرے۔ خداتعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی تحدیث کرنی چاہئے۔ اس سے خداتعالیٰ کی محبت بڑھتی ہے اور اُس کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لئے ایک جوش پیدا ہوتا ہے۔ تحدیث کے یہی معنی نہیں ہیں کہ انسان صرف زبان سے ذکر کرتا رہے بلکہ جسم پر بھی اس کا اثر ہونا چاہئے''۔

(بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود زیر سورۃ الضحیٰ آیت 13)

پس اللہ تعالیٰ نے اپنے جس انعام سے ہمیں بہرہ ور فرمایا ہے اور بغیر کسی روک کے اسے جاری رکھا ہوا ہے اور آئندہ بھی جاری رکھنے کا وعدہ ہے، اللہ تعالیٰ کے شکرگزار بندے بنتے ہوئے اس نعمت کا اظہار کریں تا کہ اس نعمت کی برکات میں کبھی کمی نہ آئے بلکہ ہر نیا دن ایک نئی شان دکھانے والا ہو۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا عاجزی اور انکسار شرط ہے ہر احمدی کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس اہم شرط کو ہمیشہ پیش نظر رکھے۔ جتنا ہم اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے جائیں گے، جتنا ہم عاجزی کا اظہار نہ صرف ظاہری طور پر بلکہ دل کی گہرائیوں سے تقویٰ پر چلتے ہوئے کریں گے اللہ تعالیٰ کے انعام سے حصہ لیتے چلے جائیں گے۔

یہ دن جو آج ہم خلافت احمدیہ کے سوسال پورے ہونے پر خاص اہتمام سے منا رہے ہیں یا ہر سال عمومی طور پر مناتے ہیں یہ ہمیں اس بات کی یاد دلانے والا ہونا چاہئے کہ تقویٰ پر چلتے ہوئے، عاجزانہ راہوں کو اختیار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے احکامات اور تمام اوامر ونواہی پر پوری طرح کاربند رہنے کی کوشش کریں گے۔ آج صرف نظمیں پڑھنے یا غبارے اڑانے یا متفرق پروگرام بنانے یا اِس خوشی میں اچھے کھانے کھانے اور مٹھائی کھانا ہمارا مقصد نہیں ہے۔ یہ پروگرام جو اس وقت ہو رہا ہے یا مختلف جماعتوں میں ہوگا صرف خوشی منانے کے لئے نہیں ہے۔ ٹھیک ہے، یہ بھی ایک مقصد ہے جیسا کہ مَیں نے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اظہار ہے۔ لیکن اِس اظہار سے ہماری توجہ تقویٰ کی راہوں کی طرف پھر جانی چاہئے۔ اگر یہ ظاہری شور شرابا تصنع اور بناوٹ اور پروگراموں میں دنیا داری کے اظہار کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش ہے تو یہ عمل اسی طرح قابل کراہت ہے جس طرح جلسہ سالانہ سے پاک تبدیلیاں پیدا کئے بغیر چلے جانا یا کوئی بھی غیر صالح عمل، جو خداتعالیٰ کی رضا کے حصول کے بغیر ہو۔

پس آج کا دن ایک نیا عہد باندھنے کا دن ہے۔ آج کا دن ہمیں اپنی تاریخ سے آگاہ کرنے کا دن ہے۔ آج کا دن ہمیں اُس دن کی یاد دلانے کا دن ہے جب افراد جماعت پر آج سے سوسال پہلے ایک زلزلہ آیا تھا۔ آج کے دن سے ایک دن پہلے ایک واقعہ ہوا جس نے جماعت کو ہلا کر رکھ دیا۔ 26 ر مئی 1908ء کا دن جب خدا کا پیارا مسیح موعود اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گیا۔ اس واقعہ کی خبر اللہ تعالیٰ آپ کو ایک عرصہ سے دے رہا تھا جس کا ذکر آپ نے جماعت کے سامنے کرنا شروع کر دیا تھا اور رسالہ الوصیت میں بڑا کھل کر جماعت کو اس طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ نے ایمان اور تقویٰ میں بڑھنے کی خاص طور پر تلقین فرمائی اور جماعت کو تسلی دی کہ یہ نہ سمجھنا کہ میرے جانے سے خدا کا تائیدی ہاتھ تم سے اٹھ جائے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کے وعدے میرے بعد بھی پورے ہوتے رہیں گے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کا قانون ہے۔ ہر ایک انسان جو اس دنیا میں آیا اس نے جانا ہے۔ تمام انبیاء بھی اسی قانون کے تحت رخصت ہوئے اور اپنے مولا کی ابدی جنتوں کے وارث ہوئے جس کے لئے وہ بے چین رہتے تھے۔

حضرت مسیح موعود کی زندگی کا ہر لحہ بھی ہمیں اس زندگی کی آرزو کرتا نظر آتا ہے جو ابدی زندگی ہے۔ آپ کی وفات پر افراد جماعت کو یقین نہیں آتا تھا کہ آپ اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔ بہرحال جب پتہ چلا کہ یہ حقیقت ہے اور حضرت مسیح موعود تو خود ایک عرصہ سے اس خبر کے لئے جماعت کو تیار کر رہے تھے۔ الہامات بھی اس بارہ میں ہو رہے تھے۔ 20 ر مئی 1908ء کو آپ کو الہام ہوا تھا کہ (۔) (تذکرہ۔ صفحہ 640 ایڈیشن چہارم 2004ء) یعنی کوچ کا وقت آ گیا ہے، ہاں کوچ کا وقت آ گیا ہے اور موت قریب ہے۔ اس بات پر جب احباب جماعت کو یقین ہو گیا کہ یہ بات سچ ہے۔ بیان کرنے والے بیان کرتے ہیں کہ مغرب کی نماز میں (۔) مبارک قادیان کی چھت پر آہ وبکا اور گریہ وزاری سے ایک محشر برپا تھا۔ لیکن دوسری طرف مخالفین کی شرمناک حرکات بھی اپنے عروج پر تھیں۔ لاہور میں احمدیہ بلڈنگ کے نزدیک، جہاں آپ کا جسد مبارک رکھا ہوا تھا شہر کے آوارہ مزاج لوگوں کو مخالفین نے جمع کر کے خوشی کے نعرے لگائے اور گیت گائے۔...... اور اس بات کا اظہار کیا کہ اب مرزا صاحب کی وفات کے بعد یہ سلسلہ نعوذ باللہ تباہ و برباد ہو گا۔ لیکن ان بیہودہ لوگوں کو یہ پتہ نہیں تھا، یہ ان کی بھول تھی، یہ دنیا کے ان کیڑوں کی گھٹیا خواہش تھی۔ یہ ان لوگوں کی بھول تھی جو خداتعالیٰ کی اپنے فرستادوں کے لئے غیرت رکھنے کے علم سے بے بہرہ تھے۔ ان لوگوں کی عقل پر پردے پڑے ہوئے تھے اور آنکھیں اندھی تھیں، جو نہیں جانتے تھے کہ یہ شخص جو آج اس دنیا سے رخصت ہوا (۔) اس شخص نے مومنین کی وہ جماعت قائم کی ہے جس کے بارہ میں خداتعالیٰ نے بڑے واضح الفاظ میں فرمایا ہے کہ مَیں ایسے لوگوں کے خوف کی حالت کو امن میں بدل دیتا ہوں اور اپنی تائید ونصرت سے انہیں نوازتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ...... مومنین کو یہ خوشخبری دی تھی کہ مسیح ومہدی کے اس دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد دشمن کی خوشی عارضی ہوگی اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور رحم کی چادر میں اس مسیح ومہدی کے غلاموں کو لپیٹ لے گا۔

ایک حدیث میں اپنے زمانہ سے لے کر آخرین کے زمانے تک کا نقشہ کھینچتے ہوئے آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں اور یہ روایت ہے حضرت حذیفہؓ سے۔ آپؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر اس کو اٹھا لے گا اور خلافت علی منہاج نبوت قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی۔ جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے۔ جب یہ دور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اِس ظلم وستم کے دور کو ختم کر دے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علی منہاج نبوت قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپؐ خاموش ہو گئے۔

(مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر)

پس یہ تسلی کے الفاظ تھے جو آپؐ نے مومنین کو دیئے۔...... کہ اللہ تعالیٰ کا رحم مسیح ومہدی کے ماننے والوں کے لئے جوش میں آئے گا اور دشمن چاہے جتنی بھی تعلّیاں کرتا رہے، جتنے چاہے خوشی کے باجے بجاتا رہے، ڈھول پیٹتا رہے، یہ دائمی خلافت علی منہاج نبوت اس مسیح کے ماننے والوں کے ساتھ وابستہ ہو چکی ہے جو ہر خوف میں انہیں امن کی نوید دیتی چلی جائے گی اور یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے۔ ایسی تقدیر ہے جو اٹل ہے۔ یہ حقیقی مومنوں کا مقدر ہے۔ یہ چند اوباش یا چند کم ظرف جو اپنے زعم میں بڑا علم رکھنے والے لوگ ہیں وہ اس تقدیر کو نہیں بدل سکتے۔

اس بات کی مزید تشریح کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود نے بڑا کھول کر رسالہ الوصیت میں فرمایا اور جماعت کو تسلی دی۔ آپ کو علم تھا کہ جس طرح ہمیشہ سے انبیاء کے مخالفین کا یہ کام رہا ہے، یہ شیوہ رہا ہے کہ ان کی وفات کے بعد ان کو خیال ہوتا ہے کہ اب یہ ختم ہوئے کہ ختم ہوئے اور مخالفین اور منافقین اس انتظار میں ہوتے ہیں کہ یہ نظارہ دیکھیں کہ یہ جماعت اب کس طرح ٹکڑے ٹکڑے ہوتی ہے۔ لیکن وہ خدا جو اپنے انبیاء کو دنیا میں بھیجتا ہے وہ اپنی تقدیر دکھاتا ہے اور...... مسیح (موعود) کی آمد کے بعد (۔) غلبہ کا ایک نیا دور شروع ہوگا جو تا قیامت چلے گا۔ گو مخالفتیں ہوں گی لیکن راستے کی دھول کی طرح فضا میں بکھر جائیں گی۔ پس حضرت مسیح موعود نے اس علم کی بنا پر جو خداتعالیٰ نے آپ کو دیا تھا یہ تسلّی دی تھی کہ مخالفین جب ہنسی ٹھٹھا کریں تو پریشان نہ ہونا۔ چنانچہ آپ جماعت کو تسلی دیتے ہوئے رسالہ الوصیت میں فرماتے ہیں کہ:

''یہ خداتعالیٰ کی سُنّت ہے اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سُنّت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے (۔) (المجادلہ: 22) اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اُس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خداتعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچّائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی اُنہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (1) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (2) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آ جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائیگی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مُرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خداتعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خداتعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مُرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خداتعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا (۔) (سورۃ النور: 56) یعنی خوف کے بعد پھر ہم اُن کے پَیر جما دیں گے''۔

(الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304)

آپ اپنی جماعت کو فرماتے ہیں:۔

''سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خداتعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خداتعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے''۔ آپ فرماتے ہیں ''وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا

فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔"

(الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305)

یہ آیت جس کا کچھ حصہ میں نے حضرت مسیح موعود کے اقتباس سے پڑھا ہے یہ پوری آیت اس طرح ہے جس کو ہم آیت استخلاف کہتے ہیں کہ (۔) (سورۃ النور: 56)

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے ان سے اللہ تعالیٰ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا۔ اور ان کے لئے ان کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ پس جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

یہ آیت مومنین کے لئے ایک عظیم خوشخبری ہے اور دلوں کی بصیرت کے لئے ایک ایسی مرہم ہے جس پر جتنا بھی خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ لیکن یہ فکر میں ڈالنے والی بات بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ میرا وعدہ ہے مومنین سے، ایسے لوگوں کے ساتھ جو ایمان میں پختہ ہیں، جو نمازیں ادا کرنے والے ہیں جو زکوۃ دینے والے ہیں، اللہ تعالیٰ کے تمام حقوق ادا کرنے والے ہیں۔

ایمان کی اللہ تعالیٰ نے مختلف جگہ پر جو وضاحت فرمائی ہے اس میں سب سے پہلے غیب پر ایمان ہے۔ اگر یہ ایمان کامل ہوگا تو پھر انسان خالص خدا تعالیٰ کا عبد کہلانے والا ہوگا۔ پھر ایسے شخص کی تمام محبتیں خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہوں گی۔ ایسے مومنین کے دل اللہ تعالیٰ کے خوف سے لرزاں و ترساں رہیں گے اور وہ تقویٰ کی راہوں پر چلنے والے ہوں گے۔ وہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو کامل فرمانبرداری سے ماننے والے ہوں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ بجا لانے والے ہوں گے۔ صرف نمازیں پڑھنا ہی کافی نہیں، صرف روزے رکھنا ہی کافی نہیں، صرف زکوۃ دینا ہی کافی نہیں، صرف حج کرنا ہی کافی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے جن اعمال صالحہ کا قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے ان کو بجا لانے کی طرف توجہ بھی ضروری ہے۔ اصل میں تو ایمان اور اعمال صالحہ لازم و ملزوم ہیں۔ ایمان کے بغیر اعمال کسی قابل نہیں اور اعمال صالحہ کے بغیر ایمان کامل نہیں۔ پس اللہ تعالیٰ خلافت کے ساتھ وابستہ کرکے ایک ایسا معاشرہ قائم کرنا چاہتا ہے جو حقوق اللہ ادا کرنے والا بھی ہو اور حقوق العباد ادا کرنے والا بھی ہو۔

حضرت مسیح موعود ایمان اور عمل صالح کے تعلق میں فرماتے ہیں کہ:

"قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ عمل صالح بھی رکھا ہے۔ عمل صالح اسے کہتے ہیں جس میں ایک ذرہ بھر فساد نہ ہو۔ یاد رکھو کہ انسان کے عمل پر ہمیشہ چور پڑا کرتے ہیں وہ کیا ہیں۔ ریاکاری (کہ جب انسان دکھاوے کے لئے ایک عمل کرتا ہے) عُجب (کہ وہ عمل کرکے اپنے نفس میں خوش ہوتا ہے) اور قسم قسم کی بدکاریاں اور گناہ جو اس سے صادر ہوتے ہیں ان سے اعمال باطل ہو جاتے ہیں۔ عمل صالح وہ ہے جس میں ظلم، عُجب، ریاء، تکبر، حقوق انسان کے تلف کرنے کا خیال تک نہ ہو۔ جیسے آخرت میں عمل صالح سے بچتا ہے ویسے ہی اس دنیا میں بھی بچتا ہے۔ اگر ایک آدمی بھی گھر میں عمل صالح والا ہو"۔ فرماتے ہیں کہ "اگر ایک آدمی بھی گھر میں عمل صالح والا ہو تو سب گھر بچا رہتا ہے۔ سمجھ لو کہ جب تک کہ تم میں عمل صالح نہ ہو صرف ماننا فائدہ نہیں کرتا"۔

(البدر جلد 9 مورخہ 26 دسمبر 1902ء صفحہ 66)

فرماتے ہیں کہ "عمل صالح ہماری اپنی تجویز اور قرارداد سے نہیں ہو سکتا" ہر ایک کی اپنی مرضی کے مطابق عمل صالح نہیں ہے۔ عمل صالح کی تشریح ہر شخص نے خود نہیں کرنی۔ فرمایا کہ "عمل صالح اپنی تجویز اور قرارداد سے نہیں ہو سکتا۔ اصل میں اعمال صالحہ وہ ہیں جس میں کسی بھی نوع کا کوئی فساد نہ ہو۔ کیونکہ صالح فساد کی ضد ہے جیسے غذا طیب اس وقت ہوتی ہے کہ وہ نہ کچی ہو نہ سڑی ہوئی ہو۔ اور نہ کسی ادنیٰ درجہ کی جنس کی ہو۔ بلکہ ایسی ہو جو فوراً جزو بدن ہو جانے والی ہو۔ اسی طرح پر ضروری ہے کہ عمل صالح میں بھی کسی قسم کا فساد نہ ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق ہو اور پھر آنحضرت ﷺ کی سنت کے موافق ہو۔ اور پھر نہ اس میں کسی قسم کا کسل ہو، نہ عُجب ہو، نہ ریاء ہو، نہ وہ اپنی تجویز سے ہو۔ جب ایسا عمل ہو تو وہ عمل صالح کہلاتا ہے اور یہ کبریت احمر ہے" یعنی ایک بہت نایاب چیز ہے اور ایک بہت قیمتی چیز ہے۔ یہی عمل ہے جو مومن کو اپنانا چاہئے۔

(الحکم۔ جلد 8 نمبر 14-15 مورخہ 30 اپریل و 10 مئی 1904ء صفحہ 1)

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسی حالت پیدا کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ خلافت سے فیض پاتے رہیں گے۔ ایسے لوگ ہوں گے جو خلافت کی حفاظت کرنے والے ہوں گے اور خلافت ان کی حفاظت کرنے والی ہوگی۔ اور یہ فیض اور حفاظت کے نظارے تبھی نظر آئیں گے جب اللہ کے دین کو مضبوطی سے تھامیں گے۔ یعنی یہ وعدہ ان لوگوں کے لئے نہیں جو اپنی مرضی کرنا چاہتے ہیں۔

آج (۔) میں کتنی کوششیں ہو رہی ہیں خلافت کے قیام کے لئے، لیکن وہ بار آور نہیں ہو سکتیں اور کبھی نہیں ہو سکتیں۔ اس لئے کہ یہ لوگ اللہ کی مرضی کی بجائے اپنی مرضی کا دین جاری کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ کی بھیجی ہوئی خلافت کی اطاعت کی بجائے بندوں کی بنائی ہوئی خلافت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ باوجود اس احساس کے کہ ہم غلطی کر رہے ہیں پھر بھی اللہ تعالیٰ کے فیصلے کا انکار کر رہے ہیں۔ لیکن اس آیت استخلاف میں جو تسلی اللہ تعالیٰ نے جماعت کو دی ہے اور جس کی وضاحت حضرت مسیح موعود نے کی ہے۔ آج جماعت احمدیہ کی تاریخ خاص طور پر خلافت احمدیہ کی سو سالہ تاریخ جو ہے ہر فرد کو آیت استخلاف کی حقیقی تصویر کا فہم و ادراک دے چکی ہے۔ اور ہر احمدی کو عملی طور پر بھی اللہ تعالیٰ کے انعامات کی بارش کا مصداق بنا دیا ہے۔

پس آج یہ بات ہر احمدی پر واضح ہے اور واضح رہنی چاہئے کہ اس کے مصداق وہی لوگ بنتے ہیں جو ایمان میں کامل ہونے کی کوشش کرنے والے اور اعمال صالحہ بجا لانے والے ہوں۔ آج تو غیر بھی ہمارے نظارے دیکھ کر اس بات کا برملا اظہار کرتے ہیں اور اس کا اظہار کرنے پر مجبور ہیں کہ خوف کی حالت کو امن میں بدلتے اگر کسی نے اس زمانہ میں دیکھنا ہے تو جماعت احمدیہ کو دیکھ لے۔ پس کتنے خوش قسمت ہیں ہم جو حضرت مسیح موعود کی جماعت میں شامل ہو کر اس انعام کے مستحق ٹھہرے ہیں۔

پس یہ آیت جو آیت استخلاف کہلاتی ہے اور اس کے کچھ حصے کا ذکر ہم نے حضرت مسیح موعود کے اقتباس میں سنا، ہمیں اس بات کی طرف توجہ دلاتی ہے جیسا کہ میں نے کہا کہ اپنے ایمان اور اعمال کی طرف نظر رکھیں۔ یہ لوگ جیسا کہ میں بتا رہا تھا کہ غیر کوشش کرتے ہیں کہ ہم میں بھی خلافت قائم ہو۔ اس کی ضرورت محسوس کرتے ہیں لیکن ان میں یہ قائم نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ اپنی مرضی سے اس کی تعریف کرنا چاہتے ہیں۔ بجائے اللہ تعالیٰ کی خلافت لینے کے اپنی خلافت ٹھونسنا چاہتے ہیں۔ پس یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ان کے خوف کی حالت امن میں بدلے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ان میں خلافت کا نظام قائم ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نظام کے تحت جہاں مومنوں کے خوف کی حالت کو امن میں بدلتا ہے وہاں اپنے مقرر کردہ خلیفہ کے دل سے ہر قسم کے دنیاوی خوف نکال کر خوف کی حالتوں کا مقابلہ کرنے کی طاقت عطا فرماتا ہے۔ ہر مشکل حالت میں اپنے فضل سے تسلی دیتا ہے تاکہ خلیفہ وقت جماعت کو تسلی دے۔ پس کیا دنیاوی تدبیریں الٰہی تدبیروں کا مقابلہ کر سکتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس آیت میں پھر اس بات کی تلقین فرماتا ہے، یہ تسلی دلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو تمہارے خوفوں کو امن میں بدلے گا، خلیفہ وقت کی راہنمائی تو کرے گا۔ اس کی عبادت کی طرف توجہ پیدا ہوتی رہے گی اور وہ توکل دنیا کے خوفوں اور چاہتوں کو خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں شریک بنا کر کھڑا نہیں کرے گا۔ وہ تو ناشکری نہیں کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی تائیدات اس بات کا ثبوت ہوں گی اور اگر بشری کمزوری کی وجہ سے خلیفہ وقت سے ایسی حالت ہو بھی گئی تو خدا تعالیٰ خود خلیفہ وقت کا قبلہ درست کر دے گا۔ خدا تعالیٰ اپنے انعام کی وجہ سے، اپنے انتخاب کی وجہ سے ایسی حالت میں بھی بہتر نتائج پیدا فرمائے گا لیکن افراد جماعت کو بھی اس طرف توجہ کرنی ہوگی کہ عبادات کی طرف توجہ دیں، شرک کی چھوٹی سے چھوٹی حالت سے بھی بچنے کی کوشش کریں اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے اس انعام کی قدر کرتے ہوئے اس کے شکرگزار بندے بنے رہیں۔

(نعرے) میں یہ کہہ رہا تھا کہ افراد جماعت کو بھی اس انعام کی قدر کرتے ہوئے اس کے شکرگزار بندے بنے رہنے کی کوشش کرنی چاہئے اور جب یہ ہوگا تو پھر بے فکر ہو جائیں کہ خدا ان کے آگے بھی ہوگا، پیچھے بھی ہوگا، دائیں بھی ہوگا اور بائیں بھی ہوگا اور کوئی نہیں جو انہیں نقصان پہنچا سکے۔

پس یہ حالت ہم نے خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت پر اس وقت بھی دیکھی جب حضرت مسیح موعود کی وفات پر ایک ایسی حالت طاری ہوئی جس نے ہر ایک دل کو ہلا کر رکھ دیا، ہر ایک احمدی کو ہلا کر رکھ دیا۔ جیسا کہ میں نے کہا، دشمن نے خوشی کے شادیانے بجائے کہ اب یہ جماعت حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد اپنے انجام کو پہنچی کہ پہنچی۔ مخالفین کی بیہودہ گوئیاں جو تھیں، ہرزہ سرائیاں جو تھیں ان میں سے بعض یہاں پیش کرتا ہوں تاکہ نئی نسل اور نئے آنے والوں کو بھی پتہ چلے کہ کس کس طرح مخالفین نے جماعت میں فتنہ کی افواہیں اڑائیں۔ مثلاً ایک پراپیگنڈہ پیر جماعت علی شاہ کے مریدوں نے کیا کہ کثرت سے مرزائی لوگ تائب ہو کر بیعت کر رہے ہیں"۔

(المجدّد لاہور جون 1908ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 204۔ نیا ایڈیشن)

...... تو یہ ان کی باتیں تھیں۔ آج بھی بیچارے مولوی، ہمارے مخالفین، اسی قسم کی باتیں کرتے ہیں۔ لیکن یہ ان کی خواہش ہے۔ نہ پہلے پوری ہوئی اور نہ آج پوری ہوگی۔ آج تو یہ مخالفین بیچارے جماعت کی ترقی دیکھ کر اتنے حواس باختہ ہو چکے ہیں کہ ایک طرف تو یہ بات کرتے ہیں کہ ہم نے احمدیت کو ختم کر دیا اور ساتھ ہی یہ بیان دیتے ہیں، اسلامی حکومتوں پر زور دیتے ہیں کہ اسلامی حکومتیں قادیانیت کی پیش قدمی کو روکیں ورنہ یہ لوگ ساری امت مسلمہ کو "گمراہ" کر دیں گے۔ بہرحال یہ تو اُن کی باتیں ہیں۔

حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد کس کس طریقہ سے انہوں نے اپنے دل کی بھڑاس نکالی اس کے بھی ایک دو واقعات سن لیں۔

مولوی ثناء اللہ نے لکھا کہ مرزا (حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی۔ مسیح موعود) انہوں نے اپنی زبان میں لکھا کہ "مرزا کی کل کتابیں کسی سمندر میں نہیں، کسی

جلتے تنور میں جھونک دیں۔ اسی پر بس نہیں بلکہ آئندہ کوئی مسلم یا غیر مسلم مؤرخ تاریخ ہند یا تاریخ اسلام میں ان کا نام تک نہ لے"۔

(اخبار وکیل امرتسر۔ 13/جون 1908ء بحوالہ الحکم 18/جون 1908ء صفحہ 8 کالم نمبر 1)

خواجہ حسن نظامی صاحب جو بظاہر بڑے سنجیدہ طبع اپنے میں مست رہنے والے آدمی تھے، وہ احمدیوں کو مشورہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ مرزا صاحب کے دعویٰ مسیحیت اور مہدویت سے صاف انکار کر دیں "ورنہ اندیشہ ہے کہ مرزا صاحب جیسے سمجھدار اور منتظم شخص کی عدم موجودگی کے سبب احمدی جماعت مخالفین کی شورش کو برداشت نہ کر سکے گی اور اس کا شیرازہ بکھر جائے گا"۔

(تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 554۔ بحوالہ پیسہ اخبار۔ لاہور۔ 5/جون 1908ء بعنوان "قادیانی مشن")

بڑے نرم الفاظ میں انہوں نے بڑی عزت سے نام لے کے ذکر کیا ہے لیکن وہی بات کہ احمدی اس بیعت سے نکل جائیں جو حضرت مسیح موعود کی ہے اور آپ کے دعویٰ سے انکاری ہو جائیں۔ تو یہ حالات اس وقت پیدا ہوئے۔ وہ لوگ جن کی فطرت میں فساد ہے وہ تو ہرزہ سرائیاں کر ہی رہے تھے سنجیدہ طبع لوگ بھی اپنے دلوں کے غبار نکالنے لگے۔

لیکن چونکہ ان کی صرف دنیا کی آنکھ تھی اس لئے خدائی وعدوں کی طرف ان کی نظر نہ گئی اور نہ جاسکتی تھی۔ ان کو خدا کے اس مسیح کے اعلان کا فہم ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ مَیں جب جاؤں گا تو خدا تعالیٰ تمہیں دوسری قدرت دکھائے گا۔ اور ایک دنیا نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے کس شان سے مسیح (موعود) کے حق میں پورے ہوئے۔ ان کی تعلّیاں اور ان کی گھٹیا خواہشیں ان کے منہ پر ماری گئیں۔ جس لٹریچر کو جلانے کی تلقین کی جا رہی تھی آج یہی لٹریچر دنیا کی کئی زبانوں میں ترجمہ ہو کر سعید روحوں کی رہنمائی کا باعث بن رہا ہے۔ جس شخص کے نام کو تاریخ سے نکالنے کی باتیں ہو رہی تھیں آج اس کی جَے کے نعرے یورپ، امریکہ، ایشیا اور افریقہ میں لگ رہے ہیں۔ آج حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کا نام، تصویر اور لٹریچر ہواؤں کے دوش پر دنیا کے ہر خطہ اور ہر گھر میں پہنچ رہا ہے۔ جو یہ کہہ رہے تھے کہ مخالفین کی شورش جماعت احمدیہ برداشت نہیں کر سکے گی، آج وہ زندہ ہوں تو دیکھیں کہ شورش برداشت کرنے کا تو کیا سوال، احمدیت کا نام دنیا کے ہر شہر میں پہنچ چکا ہے اور مخالفین، احمدیت کا نام سن کر دنیا کے ہر ملک میں پہلو بچاتے ہوئے راہ فرار اختیار کرتے ہیں۔ ہاں مغلّظات جتنی ان سے سنی ہوں، سن لیں۔

اگر ان میں جرأت ہے تو ہر اسلامی ملک کا ٹی وی چینل اور ریڈیو انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے احمدیوں کو ملکی ٹیلیویژن پر اپنا مؤقف پیش کرنے کی اجازت اور سہولت دیں۔ ملکی حکومتیں انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریاں پوری کریں اور احمدیوں کو تحفظ فراہم کریں۔ دین کے معاملہ میں تو کوئی جبر نہیں۔ ماشاء اللہ ہر بالغ، صاحب عقل، اپنا اچھا بُرا جانتا ہے تو پھر ان لوگوں کو خوف کس چیز کا ہے۔ زبردستی تو کوئی کسی کو احمدی نہیں بنا سکتا۔

یہ مخالف حضرات، آج کل جو ہمارا ایم ٹی اے چینل ہے اس کو بھی بند کرنے کے نعرے لگاتے رہتے ہیں اور کئی جگہ کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ کوششیں ہوئی بھی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا فرماتا ہے کہ ایک جگہ سے اگر دبانے کی کوشش کی جاتی ہے تو دوسری جگہ سے ابھر کر اور نئی شان سے ابھر کر سامنے آ جاتا ہے۔ ان کی یورش نے جماعت کا کیا بگاڑنا تھا آج کل تو ایم ٹی اے نے ہی ان کو خوفزدہ کیا ہوا ہے۔ یہ ہیں خدائی وعدوں کے پورا ہونے کے نظارے۔ اگر خدا تعالیٰ سے کسی نے جنگ کرنی ہے تو کر لے۔ پہلے بھی اپنا انجام دیکھتے آئے ہیں۔ آج بھی دیکھ لیں۔

بہرحال حضرت مسیح موعود کی وفات پر دشمنوں نے ہر طرح کوشش کی اور پوری قوت سے کوشش کی کہ احمدیت کے اس پودے کو ختم کر دیں اور اس کے لئے ہر حربہ انہوں نے استعمال کیا لیکن وہ خدا جس نے حضرت مسیح موعود کو الہاماً فرمایا تھا کہ (۔) (تذکرہ صفحہ 72 ایڈیشن چہارم 2004ء) کہ میں نے تیرے لئے اپنے ہاتھ سے اپنی رحمت اور اپنی قدرت کا درخت لگا دیا ہے۔ پس یہ دشمن کی بھول تھی کہ جو یہ سمجھتے تھے کہ احمدیت کا پودا اپنی ابتدائی حالت میں ہے اور حضرت مسیح موعود کے بعد نعوذ باللہ یہ ختم ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے یہ درخت لگا دیا ہے اپنی رحمت اور قدرت کا ایسا درخت لگا دیا ہے جس کا مقدر پھلنا پھولنا اور بڑھنا ہے۔ جس کی جڑیں زمین میں مضبوط ہیں اور جس کی شاخیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔

حضرت مسیح موعود نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر جس دوسری قدرت کی خوشخبری دی تھی اور یہ اعلان فرمایا تھا کہ وہ دائمی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے لگائے ہوئے درخت کے ثمر آور ہونے اور تناور ہونے کی پیشگوئی تھی۔ وہ درخت جس کو خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے لگایا تھا جس نے تمام دنیا کی سعید روحوں کو اپنے سایہ عاطفت میں پناہ دینی تھی اور دے رہا ہے وہ ان بونوں کی ٹھوکروں سے بھلا کہاں ہلنے والا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو یہ فرمایا تھا کہ "میں تیرے ساتھ اور تیرے تمام پیاروں کے ساتھ ہوں۔"

(تذکرہ صفحہ 630 جدید ایڈیشن۔ مطبوعہ ربوہ)

یہ الہام ہر دن بڑی شان کے ساتھ پورا ہوتا چلا جا رہا ہے۔

(اس موقع پر لندن، قادیان اور ربوہ سے بلند ہونے والے نعروں پر حضور انور نے فرمایا۔ نعروں سے جوش بے شک اپنا نکالیں لیکن ابھی میں نے کافی کچھ کہنا ہے اس لئے ذرا تھوڑا سا صبر کر کے نعرے لگائیں۔ خاص طور پر قادیان والے زیادہ جوش میں ہیں)

مَیں یہ کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ الہام کہ میں تیرے ساتھ اور تیرے پیاروں کے ساتھ ہوں ہر دن بڑی شان کے ساتھ پورا ہو رہا ہے اور ہوتا چلا جا رہا ہے جس کا پہلا اظہار حضرت مسیح موعود کی وفات پر ہوا جب مومنین کی تسکین کے سامان فرماتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے ہاتھ پر تمام جماعت کو جمع کر دیا۔ اس وقت غیروں کا خیال تھا کہ اس اسّی سالہ بوڑھے نے جماعت کو کیا سنبھالنا ہے۔

ایک اخبار کرزن گزٹ نے لکھا کہ "اب مرزائیوں میں کیا رہ گیا ہے ان کا سر کٹ چکا ہے ایک شخص جو ان کا امام بنا ہے اس سے اور تو کچھ ہوگا نہیں۔ ہاں یہ ہے کہ وہ تمہیں کسی (بیت الذکر) میں قرآن سنایا کرے۔"

(اخبار بدر۔ نمبر 10۔ جلد 8۔ 7/جنوری 1909ء صفحہ 5 کالم 1-2)

......یہی کام تھا جس کے کرنے کے لئے آخرین میں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کو مبعوث فرمایا تھا اور یہی کام تھا اور ہے جس کے لئے جماعت میں اللہ تعالیٰ نے خلافت کا نظام جاری فرمایا ہے۔ لیکن دنیا کی آنکھ اس عظیم مقصد کو کیا سمجھ سکتی ہے۔ بہرحال حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے اس بات پر فرمایا کہ "خدا کرے کہ یہی ہو کہ میں تمہیں قرآن سنایا کروں"۔

(اخبار بدر نمبر 10 جلد 8 مورخہ 7/جنوری 1909ء صفحہ 5 کالم 1-2)

لیکن مخالفین اور بعض اپنے جن کے دلوں میں نفاق تھا سمجھتے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل بوڑھے اور کمزور ہیں جماعت کو کیا کنٹرول کریں گے۔ دشمن سمجھتا تھا کہ انتظامی کمزوری کی وجہ سے آہستہ آہستہ جماعت ختم ہو جائے گی اور منافق طبع جو اپنے زعم میں اپنے آپ کو جماعت کا ستون سمجھتے تھے ان کے خیال میں انجمن حضرت مسیح موعود کی حقیقی نائب ہے۔ ان کے سپرد سب کام ہونا چاہیے۔ ان ہر دو قسم کے فتنوں اور حملوں کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے ایسی سختی سے دبایا کہ جو خدا تعالیٰ کی دی ہوئی خلافت کا ہی کام ہے۔ آپ نے خلافت کے منصب پر فائز ہوتے ہی پہلی تقریر جو فرمائی اس کے آخر پر فرمایا:۔

"اب تمہاری طبیعتوں کے رُخ خواہ کسی طرف ہوں تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہوگی اور اگر یہ بات تمہیں منظور ہو تو میں طوعاً و کرہاً اس بوجھ کو اٹھاتا ہوں۔ وہ بیعت کے دس شرائط بدستور قائم ہیں"۔ یعنی جو حضرت مسیح موعود نے مقرر فرمائے تھے۔ "ان میں خصوصیت سے میں قرآن کو سیکھنے اور زکوۃ کا انتظام کرنے، واعظین کے بہم پہنچانے اور ان امور کو جو وقتاً فوقتاً اللہ میرے دل میں ڈالے شامل کرتا ہوں۔ پھر تعلیم دینیات۔ دینی مدرسے کی تعلیم میری مرضی اور منشاء کے مطابق کرنا ہوگی اور میں اس بوجھ کو صرف اللہ کے لئے اٹھاتا ہوں جس نے فرمایا (۔) (آل عمران: 104)۔ یاد رکھو کہ ساری خوبیاں وحدت میں ہیں جس کا کوئی رئیس نہیں وہ مرچکی ہے"۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 190۔ نیا ایڈیشن۔ الحکم 6/جون 1908ء صفحہ 8)

غیروں کی خواہش کہ جماعت کو ٹوٹتا ہوا دیکھیں تو پوری نہ ہوئی اور نہ ہو سکتی تھی لیکن اندرونی خطرے بعض منافقین یا ان کے ہاتھوں کھلونا بننے والوں کی وجہ سے اٹھتے رہے اور جب بھی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کو ان کا علم ہوا آپ ان کا پُر حکمت اور سختی سے نوٹس لیتے رہے۔

ایک ایسے ہی موقع پر آپ نے (۔) مبارک میں بڑا جلالی خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا: "تم نے اپنے عمل سے مجھے اتنا دکھ دیا ہے کہ مَیں اس حصہ (۔) میں بھی کھڑا نہیں ہوا جو تم لوگوں کا بنایا ہوا ہے............"

(۔) مبارک کا کچھ حصہ بعد میں بڑھتا چلا گیا تھا جو پہلا حصہ تھا وہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ کا تھا۔ آپ اس حصے میں کھڑے ہوئے جو حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں ہے اور بعد میں جو جماعت کے چندوں سے بنا وہ علیحدہ ایکسٹینشن (Extention) ہے۔ آپ نے فرمایا کہ:

"......تم نے اپنے عمل سے مجھے اتنا دکھ دیا ہے کہ مَیں اس حصہ (۔) میں بھی کھڑا نہیں ہوا جو تم لوگوں کا بنایا ہوا ہے بلکہ مَیں اپنے میرزا کی (۔) میں کھڑا ہوا ہوں" نیز فرمایا "میرا فیصلہ ہے کہ قوم اور انجمن دونوں کا خلیفہ مطاع ہے اور یہ دونوں خادم ہیں۔ انجمن مشیر ہے۔ اس کا رکھنا خلیفہ کے لئے ضروری ہے"۔

اسی طرح فرمایا کہ "جس نے یہ لکھا ہے کہ خلیفہ کا کام بیعت لینا ہے اصل حاکم انجمن ہے وہ توبہ کرے۔ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ اگر اس جماعت میں سے کوئی تجھے چھوڑ کر مرتد ہو جائے گا تو مَیں اس کے بدلے تجھے ایک جماعت دوں گا............"

پھر آپ نے فرمایا کہ "کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھانا یا جنازہ یا نکاح پڑھا دینا اور یا پھر بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو ایک مُلّا بھی کر سکتا ہے اس لئے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔ بیعت وہی ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور جس میں خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے"۔

(تاریخ احمدیت۔ جلد 3 صفحہ 262۔ نیا ایڈیشن۔ الفضل 11/اپریل 1914ء صفحہ 11 کالم 3)

پس یہ خطاب آپ کا ایسا جلالی تھا کہ کہنے والے کہتے ہیں، بیان کرنے والے بیان کرتے ہیں کہ مختلف جماعتوں سے جو سینکڑوں کی تعداد میں لوگ جمع تھے اور جن پر خلافت کے مخالف اپنا اثر ڈالنے کی کوشش کر رہے تھے انہوں نے انتہائی کرب اور درد سے رونا شروع کر دیا اور (۔) کے فرش پر اس طرح تڑپتے رہے جیسے پانی کے بغیر مچھلی تڑپتی ہے۔ پس یہ ہے جماعت احمدیہ میں خوف کی حالت کو امن میں بدلنے کا پہلا جلوہ جو جماعت کے افراد پر بھی ظاہر ہوا اور خلیفۂ وقت کی ذات میں بھی ایک شان سے نظر آیا۔ بغیر کسی خوف اور خطرے کے حضرت خلیفہ اوّل نے یہ اعلان فرمایا کہ اگر کوئی مرتد ہوتا ہے تو ہو جائے خدا تعالیٰ مجھے

اس کے بدلے جماعت عطا کرے گا۔ایک شخص جب جائے گا تو ایک جماعت ملے گی۔پس جہاں مخلصین کی اصلاح آپ کے اس اعلان سے ہوئی اور مخلصین کے ایمان کے بڑھنے کا موجب ہوئی،وہاں ان منافقین کا گروہ بھی کچھ وقت کے لئے دب گیا اور جماعت ترقی کی منزلیں طے کرتی چلی گئی۔

پھر آخر کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ کے مطابق 13 مارچ 1914ء کو آپ اپنے رفیقِ اعلیٰ سے جا ملے۔اس وقت جماعت میں پھر ایک زلزلے کی سی کیفیت تھی۔وہ سرکردہ انجمن کے عمائدین جو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی وجہ سے چُپ تھے انہوں نے پھر سر اٹھایا اور کوشش کی کہ خلافت کی بجائے انجمن کو تمام اختیارات دئے جائیں اور انجمن سارے معاملات کی کرتا دھرتا بن جائے۔حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی وفات کی وجہ سے مخلصین تو غم کی وجہ سے نڈھال تھے۔نئی قدرت کے لئے دعاؤں میں مشغول تھے لیکن یہ عمائدین جو اپنے آپ کو بڑا علم والا سمجھتے تھے اور پھر ساز باز میں لگے ہوئے تھے۔ان لوگوں نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کو بھی قائل کرنے کی کوشش کی لیکن آپ نے یہی فرمایا کہ جماعت کا ایک خلیفہ بہر حال ہونا چاہے۔انجمن پر انحصار نہیں کیا جاسکتا اور فرمایا کہ یہی حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے۔حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد نے ان لوگوں کو کہا کہ آپ لوگ جس کے ہاتھ پر بیعت کریں گے میں اور میرا خاندان سچے دل سے اس کی بیعت کریں گے۔آپ میرے سے خوف زدہ نہ ہوں۔مجھے کوئی شوق نہیں خلیفہ بننے کا۔لیکن اپنے زعم میں اپنے آپ کو عقلِ کُل سمجھنے والے ان عالموں فاضلوں کا پرنالہ وہیں رہا کہ نہیں انجمن جو ہے وہی صحیح حق دار ہے۔آخر جب ان کی یہ ڈھٹائی نہیں گئی تو جماعت کا ایک بڑا حصہ (بیت) نور میں جمع ہوا اور 14 مارچ 1914ء کو خلافت ثانیہ کا انتخاب ہوا اور دو ہزار کے مجمع میں ہر طرف سے حضرت میاں صاحب، حضرت میاں صاحب یعنی حضرت میرزا محمود احمد صاحب کے نام کی آوازیں آنے لگیں اور لوگوں نے ایک دوسرے کے سروں پر سے پھلانگتے ہوئے بیتاب ہوکر حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی کوشش کرنی شروع کردی۔اس نظارے کے بیان کرنے والے لکھتے ہیں کہ یوں لگتا تھا کہ فرشتے لوگوں کے دلوں کو پکڑ پکڑ کر اللہ تعالیٰ کے اس انتخاب کی طرف لارہے ہیں۔آخر یہ نظارہ دیکھ کر خلافت کے منکرین جو انجمن اور انجمن کے پیسے کے مالک تھے وہاں سے غائب ہوگئے اور یوں اللہ تعالیٰ نے پھر اپنے وعدے کے مطابق خلافت احمدیہ کے ذریعہ جماعت کو تمکنت عطا فرمائی اور ان کے خوف کو امن میں بدلا اور حضرت مسیح موعود کے اس اولوالعزم فرزند اور مصلح موعود کے 52 سالہ دورِ خلافت میں جماعت نے ترقی کے وہ نظارے دیکھے جو اللہ تعالیٰ کی خاص تائید کے بغیر ممکن نہ تھے۔خزانہ خالی کر کے جانے والے اور یہ دعویٰ کرنے والے کہ قادیان میں اب عیسائیوں کی حکومت ہوگی،آج زندہ ہوں تو دیکھیں کہ قادیان میں عیسائیوں کی تو کیا حکومت ہونی تھی،اولوالعزم موعود بیٹے نے ہزاروں عیسائیوں کو مسیح (موعود) کے جھنڈے تلے جمع کر دیا ہے۔

احرار کا فتنہ اٹھا تو جب انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے تو حضرت مصلح موعود نے تحریک جدید کا آغاز کر کے تمام دنیا میں جماعت کے (۔) مشنوں کے جال پھیلانے کی بنیاد ڈال دی۔قرآن کی تفسیر اور دوسرا لٹریچر جو ہمیشہ کے لئے آپ کے علوم ظاہری و باطنی سے پُر ہونے کی پیشگوئی پر گواہ بن گیا وہ دنیا میں پھیل گیا۔

ہجرت کا وقت آیا تو اس اولوالعزم نے جماعت کی ایسی راہنمائی فرمائی کہ کم ازکم نقصان کے ساتھ افراد جماعت پاکستان میں آکر آباد ہوئے۔تمام تر مشکل حالات کے باوجود قادیان میں اپنے بیٹوں سمیت ایسے قربانی کرنے والے لوگوں کو چھوڑا جنہوں ہر قیمت پر شعائر اللہ کی حفاظت کی۔پاکستان میں مرکز احمدیت کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے ایک بے آب وگیاہ بستی کو اپنی عظیم راہنمائی اور فراست سے ایک سرسبز شہر بنا دیا جس کے نظارے آج بھی ہم کررہے ہیں۔ پس وہی نوجوان جو 25 سال کا تھا اور جس کے مقابلے پر بڑے بڑے عالم فاضل اور سر کردہ تھے۔جب خدا تعالیٰ سے تائید یافتہ ہوا، جب اللہ تعالیٰ کی نظر انتخاب اس پر پڑی، جب اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق قدرت ثانیہ کا مظہر بنا تو ایک کامیاب جرنیل کی طرح میدان پر میدان مارتا چلا گیا اور اپنے ماننے والوں اور مسیح (موعود) کے غلاموں کی حالت کو اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت سے خوف کے بعد امن میں بدلتا چلا گیا۔

آخر الٰہی تقدیر کے مطابق جب آپ 1965ء نومبر میں اس دنیا سے رخصت ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر کا جلوہ دکھایا۔خلافت ثانیہ کا 52 سالہ دور اتنا لمبا عرصہ تھا جس میں کئی نسلوں نے آپ سے فیض پایا۔اس زمانے میں ایک ذاتی تعلق ہر احمدی کا آپ سے پیدا ہو چکا تھا آپ کی وفات کا صدمہ لگتا تھا کہ جماعت برداشت نہیں کرسکے گی۔لیکن جب اللہ تعالیٰ کا وعدہ موجود ہو تو پھر فوراً ہی خدا تعالیٰ خوف کو امن میں بدل دیتا ہے۔چنانچہ یہی نظارہ ہم نے خلافت ثالثہ کے دور میں دیکھا ہر قدم پر جماعتی ترقی،افریقہ میں سکولوں،ہسپتالوں کا قیام (۔) میدان میں آگے بڑھنا۔پھر 1974ء کے حالات جو پاکستان کی جماعت کے لئے بڑے سخت تھے بلکہ خلیفۂ وقت کی پاکستان میں موجودگی کی وجہ سے تمام دنیا کی جماعتوں کے لئے بڑے پریشان کن تھے لیکن خلافت کی ڈھال کے پیچھے جماعت ان خوفناک حالات سے کامیاب ہوکر نکلی اور ترقی کی راہوں پر گامزن ہوگئی۔

پھر 1982 کا سال آیا جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث بھی ہم سے رخصت ہوئے۔اللہ تعالیٰ نے پھر اپنی جماعت کو سہارا دیا اور خلافت رابعہ کا انتخاب عمل میں آیا۔آپ کے وقت میں جماعتی ترقی کا ایک اور نیا دور شروع ہوا۔دشمن جماعت کی ترقی کو دیکھ کر حواس باختہ ہوا اور خلافت پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی۔جماعت کا سر کچلنے کی اپنے زعم میں کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کو پورا کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود کے پیاروں کا ساتھ دیتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کو معجزانہ طور پر دشمن کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملاتے ہوئے یہاں پہنچا دیا اور دشمن جو خلافت کا سر کچلنا چاہتا تھا اس کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح کچلا کہ اس کے جسم کا ایک ذرہ بھی باقی نہیں بچا۔

اور پھر ایک نیا دور یہاں آکر (۔) کی (۔) کا شروع ہوا۔ MTA کا اجراء ہوا اور حضرت مسیح موعود کی (۔) ایک نئی شان کے ساتھ زمین کے کناروں تک پہنچی۔ہمارے خدا کا حضرت مسیح موعود سے کیا گیا وعدہ عظیم الشان طور پر پورا ہوا۔دشمن تو خلافت پر ہاتھ ڈال کر اسے عضو معطل بنانے کی کوشش کررہا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کا منصوبہ اسے ایسے ذریعہ سے لوگوں کے گھر تک پہنچانے کا تھا جس کی راہ میں کوئی جغرافیائی روک حائل نہیں ہوسکتی تھی۔اگر ان جماعتی ترقیات کا میں ذکر کرنے لگوں تو کئی گھنٹے لگنے کے بعد بھی یہ ذکر ختم نہیں ہوسکتا۔جلسوں کی تقاریر میں یہ ذکر آرہا ہے اور کچھ انشاء اللہ آئندہ بھی آتا رہے گا۔

بہرحال خلافت رابعہ کا سنہری دور جماعت کو نئے نئے راستوں کی نشاندہی کرتا ہوا اپریل 2003ء تک الٰہی منشاء کے مطابق رہا اور جماعت آپ کی وفات پر ایک بار پھر خوف کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوئی۔کیونکہ یہی ایک مومن کو حکم ہے اور یہی ایک مومن کی شان ہے کہ جب بھی تکلیف میں ہو اللہ تعالیٰ کے حضور جھکے۔بہرحال الٰہی وعدوں کے پورے ہونے کا دور تو دائمی ہے۔اس کی تسلّی ہمیں اللہ تعالیٰ نے کروائی ہوئی ہے۔اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد خوف کی حالت کو جو امن بخشا تھا۔حضرت مسیح موعود نے جو یہ فرمایا تھا کہ وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے اور آپ کا یہ فرمانا کہ ’’خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے‘‘۔

(الوصیت۔روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305)

پس خلافت رابعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے پھر جماعت کے امن کے سامان پیدا فرما دیئے۔جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا تھا کہ وہ قدرت ثانیہ دائمی ہے۔اس کا نظارہ تمام دنیا نے M.T.A کے ذریعہ سے ایک بار پھر دیکھا۔......ابتدائی دور میں اگر خلافت راشدہ کچھ عرصہ تک محدود ہوئی اور چار خلافتیں تھیں تو وہ بھی آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی تھی۔جیسا کہ مَیں نے حدیث بیان کی ہے۔لیکن حضرت مسیح موعود کی بعثت کے بعد (۔) کی تاریخ نے ہر میدان میں ایک نیا باب کھولنا تھا۔

سو قدرت ثانیہ کا پانچواں دور بھی اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق ایک نیا باب ہے۔دشمن پر ایک تازیانہ ہے۔دشمن کی خوشیوں کو خاک میں ملانے کا ایک ذریعہ ہے۔آج دشمن کی آنکھ پہلے سے بڑھ کر حسد کی نظر سے جماعت کی ترقیات کو دیکھ رہی ہے۔کیونکہ یہ خود اس بات کو حسرت سے دیکھتے ہیں کہ تمام تر مخالفتوں کے باوجود جماعت احمدیہ خلافت کے سایہ تلے ترقی کرتی چلی جارہی ہے۔

(فلک شگاف نعروں کی گونج پر حضور نے فرمایا ربوہ میں زیادہ Delay ہے قادیان کی نسبت۔اچھا پھر مجھے انتظار کرنا چاہئے)

چونکہ یہ لوگ، یہ مخالفین خود اس بات کو حسرت سے دیکھتے ہیں کہ تمام تر مخالفتوں کے باوجود جماعت احمدیہ خلافت کے سایہ تلے ترقی کرتی چلی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس اعلان کی وارث بنتی چلی جارہی ہے کہ میں مومنین میں خلافت قائم کروں گا۔اللہ تعالیٰ جماعت کو تمکنت عطا کرتا چلا جارہا ہے۔ہر روز اس کی جڑیں مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی جارہی ہیں۔ان مومنین کے ہر خوف کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ خلافت کی ڈھال کی وجہ سے اپنے تحفظ میں رکھے ہوئے ہے۔باوجود دشمنوں کی تمام تر کوششوں کے حضرت مسیح موعود کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں اس حبل اللہ کو پکڑنے کی وجہ سے احمدی پہنچا رہا ہے......

خود یہ مخالفین بھی مانتے ہیں کہ خلافت کے بغیر ......کا اتحاد ناممکن ہے۔نہ......کی ترقی ممکن ہے۔نہ یہ اتحاد ممکن ہے۔لیکن آنکھوں پر پٹّی پڑے ہونے کی وجہ سے جس کو خدا تعالیٰ نے......بھیجا ہے اور اس کے بعد جو خلافت جاری فرمائی ہے اس کے انکاری ہیں۔خلافت کے بارے میں جو ان کی حسرتیں ہیں اس کی ایک دو مثالیں میں پیش کر دیتا ہوں۔

ایک مولانا ہیں عبدالرحمٰن صاحب مہتمم جامعہ اشرفیہ کراچی۔وہ کہتے ہیں:۔

’’جہاں تک نظام خلافت اسلامیہ علیٰ منہاج النبوۃ کا تعلق ہے اس سے بہتر اور اچھا کوئی نظام نہیں۔کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے خرید لیا ہے مومنین کا جان مال بدلے جنت کے۔لیکن بدقسمتی سے مسلمانوں میں آپس کے تنازعات عروج پر ہیں۔جہاں تک خلافت کا تعلق ہے تو خلیفہ کس کو مانیں اور اگر مکّہ مکرّمہ سے خلیفہ کا انتخاب کیا جائے تو سب سے پہلے تنازعہ بریلوی حضرات کریں گے اور میں نے خلافت کے بارہ میں ساتھیوں سے بھی مشورہ کیا ہے اور یہی معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان میں نظام خلافت ممکن نہیں‘‘۔

(ماہنامہ ضرب حق کراچی۔ماہ اپریل 2004ء صفحہ 4 کالم-5-6 بقیہ صفحہ 3 کالم 3)

پھر ایک دانشور ہیں ہمایوں گوہر اپنے مضمون

’’سفر کا آغاز ہوتا ہے‘‘ دسمبر 2005ء میں لکھتے ہیں کہ: ’’آج ہم اپنے آپ کو فرسودہ خیالات، ناقص رسومات اور جہالت کی اتھاہ گہرائیوں میں پاتے ہیں۔ معاشرتی اور سماجی برائیاں ہمیں گھیرے ہوئے ہیں۔ عدم انصاف عروج پر ہے۔اور ماحولیاتی آلودگی گزرتے دن کے ساتھ ساتھ بڑھ رہی ہے۔اس لئے ہمیں ایک تازہ ہوا کے جھونکے کی ضرورت ہے جو اُمّہ کی اصلاح کر سکے۔اس کے لئے بہت زیادہ ہمت و جذبے کی ضرورت ہے۔جس کے لئے ارادے کی پختگی اور ایمان کی مضبوطی درکار ہے۔ یہ مسلمانوں کے خلافت جیسے ادارے کی وجہ سے ممکن ہے‘‘۔

(نوائے وقت۔19/دسمبر 2005ء)

پس یہ ہیں ان کی حسرتیں کہ محسوس بھی کرتے ہیں لیکن قائم نہیں کر سکتے۔

خلافت خامسہ کے انتخاب اور بیعت کے نظارے MTA نے تمام دنیا کو دکھائے۔جن باتوں کا یہ حسرت سے ذکر کر رہے ہیں خلافت خامسہ کے انتخاب کے وقت دنیا نے دیکھا کہ کس طرح جماعت نے ایک ہاتھ پر جمع ہو کر وحدت کا مظاہرہ کیا۔ان میں سے بعض نے برملا تسلیم بھی کیا کہ خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت تمہارے ساتھ لگتی ہے۔لیکن اس بات نے ان کو اصلاح کی طرف مائل کرنے کی بجائے حسد میں اور بڑھا دیا۔آج پاکستان میں ملّاں جماعت کے خلاف اس لئے جلسے کر رہے ہیں کہ جماعت کی اکائی اور ترقی ان کو برداشت نہیں۔ یہ حسرتیں اب ان لوگوں کا مقدر بن چکی ہیں۔اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کی ہوائیں بڑی شدت سے جماعت کے حق میں چل رہی ہیں۔

انشاء اللہ ان لوگوں کی تمام آرزوئیں اور کوششیں ہوا میں بکھر جائیں گی۔......

یہ باتیں جو غیروں کے بارے میں مَیں نے بیان کیں صرف ہمارے لئے ان کی حسرتوں پر خوش ہونے کی وجہ نہیں بننی چاہئیں۔ یا صرف چند ہمدردوں کے دلوں میں ان کے لئے ہمدردی پیدا نہ ہو۔ بلکہ حسد کی جس آگ میں دشمن جل رہا ہے تو یہ نقصان پہنچانے کی کوشش بھی کرتا ہے اور جہاں کمزور احمدیوں کو دیکھتا ہے اُن پر حملے بھی کرتا ہے۔اس وجہ سے آج خلافت کے ساتھ چمٹے ہوئے احمدیوں کا فرض ہے کہ خلافت کی مضبوطی اور استحکام کی دعاؤں کے ساتھ افراد جماعت ایک دوسرے کے لئے بھی دعائیں کریں تا کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان حاسدوں اور شریروں کے شر اور حسد سے محفوظ رکھے۔

یہ دور جس میں خلافت خامسہ کے ساتھ خلافت کی نئی صدی میں ہم داخل ہو رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ احمدیت کی ترقی اور فتوحات کا دور ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے ایسے باب کھلے ہیں اور کھل رہے ہیں کہ ہر آنے والا دن جماعت کی فتوحات کے دن قریب دکھا رہا ہے۔مَیں تو جب اپنا جائزہ لیتا ہوں تو شرمسار ہوتا ہوں۔مَیں تو ایک عاجز، ناکارہ، نااہل، پُر معصیت انسان ہوں۔ مجھے نہیں پتہ کہ خدا تعالیٰ کی مجھے اس مقام پر فائز کرنے کی کیا حکمت تھی۔لیکن یہ مَیں علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ **خدا تعالیٰ اس دور کو اپنی بے انتہا تائید و نصرت سے نوازتا ہوا ترقی کی شاہراہوں پر بڑھاتا چلا جائے گا۔ انشاء اللہ اور کوئی نہیں جو اس دَور میں احمدیت کی ترقی کو روک سکے اور نہ ہی آئندہ کبھی یہ ترقی رکنے والی ہے۔خلفاء کا سلسلہ چلتا رہے گا اور احمدیت کا قدم آگے سے آگے انشاء اللہ تعالیٰ بڑھتا رہے گا۔**

گزشتہ پانچ سالوں میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش کا ذکر بھی جلسے کی تقریروں میں ہوتا رہا ہے اور اب بھی انشاء اللہ تعالیٰ ہو گا۔پس خلافت احمدیہ کے ساتھ جو ترقی وابستہ کی گئی ہے اور جس کا اظہار حضرت مسیح موعود نے رسالہ الوصیت میں بھی فرمایا ہے۔ یہ ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے اور ہر وہ شخص جو خلافت سے جُڑا رہے گا، جو اپنے ایمان اور اعمال صالحہ میں ترقی کرے گا اُسے اللہ تعالیٰ ان انعامات کے نظارے کرائے گا جو خلافت کے ساتھ جڑے رہنے سے ہر فرد جماعت پر بھی ہوں گے اور اللہ تعالیٰ خلافت احمدیہ کو بھی ایسے افراد عطا فرماتا رہے گا جو اخلاص و وفا میں بڑھتے چلے جانے والے ہوں گے۔جو قیام و استحکام خلافت کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دینے والے ہوں گے۔جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ خود خلافت کی محبت سے بھر دے گا اور بھر رہا ہے اور بھرا ہوا ہے اور میں تو ایسے نظارے روزانہ ہر قوم اور ہر ملک میں دیکھ رہا ہوں۔ ابھی افریقہ کے دورے کے نظارے آپ نے دیکھ لئے کہ وہ لوگ کس طرح محبت سے سرشار ہیں۔**میری تو بہت عرصہ پہلے خدا تعالیٰ نے یہ تسلّی کروائی ہوئی ہے کہ اس دور میں وفاداروں کو خدا تعالیٰ خود اپنی جناب سے تیار کرتا رہے گا۔پس آگے بڑھیں اور اپنے ایمان اور اعمال صالحہ کا محاسبہ کرتے ہوئے آپ میں سے ہر ایک ان بابرکت وجودوں میں شامل ہو جائے جن کو خدا تعالیٰ خلافت کی حفاظت کے لئے خود اپنی جناب سے ننگی تلوار بنا کر کھڑا کرے گا۔**

گزشتہ دنوں مجھے ایک دوست نے لکھا کہ جہاں ہمیں اس بات کی خوشی ہے کہ خلافت کے سو سال پورے ہو رہے ہیں وہاں اس بات سے فکر بھی پیدا ہوئی کہ حضرت مسیح موعود کے زمانے سے ہم سو سال دور چلے گئے ہیں اور اس وجہ سے ہم میں کمزوریاں بڑھتی نہ چلی جائیں۔فکر بڑی جائز ہے لیکن خدا تعالیٰ کے وعدے، آنحضرت ﷺ کی حدیث اور حضرت مسیح موعود کے ارشاد کو اگر ہم سامنے رکھیں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرتے ہوئے خلافت کے ساتھ جڑے رہنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے انعامات کے وارث بنتے چلے جائیں گے۔انشاء اللہ۔

یہ بھی الٰہی توارد ہی سمجھتا ہوں کہ اس خط کے ساتھ ہی امریکہ سے ہمارے ایک (مربی) نے حضرت مصلح موعود کے ایک عہد کی طرف توجہ مبذول کروائی جو آپ نے 1959ء میں خدام کے اجتماع پر خدام سے لیا تھا اور فرمایا تھا کہ یہ ایسا عہد ہے جسے انصار بھی دہرایا کریں اور دہراتے چلے جائیں اور تمام جلسوں پر دہرایا جائے اور اگلی نسلوں کو منتقل کرتے چلے جائیں یہاں تک کہ (۔) اور احمدیت کا غلبہ دنیا کے چپہ چپہ پر ہو جائے۔ مجھے پہلے دوست کے خط کی وجہ سے یہ توجہ تھی اور یہ خط آنے پر مزید توجہ پیدا ہوئی اور مجھے یہ تجویز اچھی لگی کہ خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر تمام دنیا کے احمدی یہ عہد دہرائیں۔

پس آج مَیں معمولی تبدیلی کے ساتھ اس صد سالہ جوبلی کے حوالے سے آپ سے بھی یہ عہد لیتا ہوں تا کہ ہمارے عمل زمانے کی دوری کے باوجود ہمیں حضرت مسیح موعود کی تعلیم اور اللہ کے حکموں اور اسوہ سے دور لے جانے والے نہ ہوں بلکہ ہر دن ہمیں اللہ تعالیٰ کے وعدے کی قدر کرنے والا بنائے۔پس اس حوالے سے اب میں عہد لوں گا۔ آپ سے میری درخواست ہے کہ آپ بھی جو یہاں موجود ہیں احباب بھی کھڑے ہو جائیں اور خواتین بھی کھڑی ہو جائیں، دنیا میں موجود لوگ جو جمع ہیں وہ سب بھی کھڑے ہو کر یہ عہد دہرائیں۔ (تشہد کے بعد فرمایا)

آج خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ ہم (۔) اور احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ ﷺ کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنی زندگیوں کے آخری لمحات تک کوشش کرتے چلے جائیں گے اور اس مقدس فریضہ کی تکمیل کے لئے ہمیشہ اپنی زندگیاں خدا اور اس کے رسول ﷺ کے لئے وقف رکھیں گے۔ اور ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کر کے قیامت تک (۔) کے جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں گے۔

ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظام خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے آخری دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفید ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تا کہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ...... کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔ اے خدا تو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اَللّٰھُمَّ آمِیْن. اَللّٰھُمَّ آمِیْن. اَللّٰھُمَّ آمِیْن .

(اس کے بعد حضور نے فرمایا: تشریف رکھیں)

پس اے مسیح (موعود) کے غلامو! آپ کے درخت وجود کی سرسبز شاخو! مَیں امید کرتا ہوں کہ اس عہد نے آپ کے اندر ایک نیا جوش اور ایک نیا ولولہ پیدا کیا ہو گا۔شکرگزاری کے پہلے سے بڑھ کر جذبات ابھرے ہوں گے۔ پس اس جوش اور ولولے اور شکرگزاری کے جذبات کے ساتھ خلافت احمدیہ کی نئی صدی میں داخل ہو جائیں۔ یہ 27/مئی کا دن ہمارے اندر ایک نئی روح پھونک دے، ایک ایسا انقلاب برپا کر دے جو تا قیامت ہماری نسلوں میں یہی انقلاب پیدا کرتا چلا جائے۔اللہ تعالیٰ کا اس دور میں ہمیں داخل کرنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے درخت وجود کی سرسبز شاخیں بننے کی ہم کوشش کرتے ہیں اور کر رہے ہیں۔

آپ اپنی جماعت کو کس پیار کی نظر سے دیکھتے ہیں، کتنا حسن ظن رکھتے ہیں۔آپ فرماتے ہیں:۔

’’جو کچھ ترقی اور تبدیلی ہماری جماعت میں پائی جاتی ہے یہ زمانے بھر میں کسی دوسرے میں نہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 536۔جدید ایڈیشن)

کیا یہ حسن ظن ہم سے تقاضا نہیں کرتا کہ ہم اپنے اندر انقلاب پیدا کرنے کی پہلے سے بڑھ کر کوشش کریں۔اپنے عہد کو پورا کرنے کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار رہیں۔اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر جو خلافت کی صورت میں اس نے ہم پر کیا اپنی روحانی ترقی کی نئی منزلوں کی نشاندہی کریں۔اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر اپنے عہد بیعت کو نبھانے کی پہلے سے بڑھ کر کوشش کریں۔اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر، خلافت سے وفا اور اطاعت کے معیار بلند سے بلند تر کرتے چلے جائیں۔اس احسان کے شکرانے کے طور پر اپنوں اور غیروں میں پیار اور محبت کے نغمے بکھیرتے چلے جائیں۔یقیناً یہی نیکیاں اور شکرگزاری ہمارا مطمح نظر ہونی چاہئیں۔یقیناً پیار اور محبت کے سوتے ہمارے دلوں سے پھوٹنے چاہئیں۔یقیناً عہد وفا کے نئے نئے راستوں کا تعین ہماری زندگی کا مقصد ہونا چاہئے اور جب یہ ہو گا تو ہم اللہ تعالیٰ کے انعام کی قدر کرنے والے ٹھہریں گے۔جب یہ ہو گا تو ہم دائمی خلافت کے فیض سے فیضیاب ہونے والے بنتے چلے جائیں گے۔اللہ تعالیٰ کے انعاموں اور فضلوں کی نہ ختم ہونے والی بارشیں ہم پر برسیں گی۔

پس اے میرے پیارو اور میرے پیاروں کے پیارو! اٹھو آج اس انعام کی حفاظت کے لئے نئے عزم اور ہمت سے اپنے عہد کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور گرتے ہوئے، اس سے مدد مانگتے ہوئے میدان میں کود پڑو کہ اسی میں تمہاری بقا ہے، اسی میں تمہاری نسلوں کی بقا ہے اور اسی میں انسانیت کی بقا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو بھی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی توفیق دے کہ ہم اپنے عہد کو پورا کرنے والے ہوں۔ اَللّٰھُمَّ آمِیْن‘‘

❁❁❁❁❁❁❁

خدا یہ پودا اپنے ہاتھ سے خود ہی لگاتا ہے

نبی جب تخم ریزی کے لئے دنیا میں آتا ہے
خدا کی قدرت اوّل کا مظہر بن کے آتا ہے
وہ توحید خدا کی شان دنیا کو دکھاتا ہے
خدا جو حکم دیتا ہے وہ دنیا کو سناتا ہے
پیاسی روحیں اس آواز پر لبیک کہتی ہیں
اطاعت کے لئے قدموں میں اس کے سر جھکاتی ہیں
یہ دن ان کے لئے اک عید کا دن بن کے آتا ہے
جو انوار الٰہی کا انہیں مژدہ سناتا ہے
وفاداری کا کر کے عہد جان و دل لڑاتے ہیں
اور اس عہد وفا کو آخری دم تک نبھاتے ہیں
یہ سب کچھ دیکھ کر شیطاں کے چیلے تلملاتے ہیں
وہ خفیہ سازشوں سے درپئے آزار ہوتے ہیں
مگر ناکامیاں ان کا مقدر بن کے آتی ہیں
گروہ دشمناں کو جو ذلیل و خوار کرتی ہیں
وفا کا عہد کرنے والے آگے بڑھتے رہتے ہیں
لطیف و نعمت اللہ بن کے دنیا کو دکھاتے ہیں
پھر ان کے نقشِ پا پر چلنے والے آتے رہتے ہیں
وہ زندانوں میں پڑ کر حمد کے ہی گیت گاتے ہیں
نبی جو تخم ریزی کے لئے دنیا میں آتا ہے
خدا کی آنکھ میں جب کام یہ تکمیل پاتا ہے
خدا پھر اس کو قرب اجلک المقدر کہہ سناتا ہے
اور وعدہ بھیجنے کا قدرتِ ثانی کا کرتا ہے
کہ تا اس تخم ریزی کے پنپنے کے بھی ساماں ہوں
جو ہوویں دائمی اور تا قیامت چلنے والے ہوں
مگر مشروط ہے ایمان اور اعمال صالح سے
خلافت کی امانت پھر جسے چاہے عطا کر دے
خلیفہ اپنی مرضی سے کوئی بھی بن نہیں سکتا
کہ یہ بارِ گراں لینے کو آگے آ نہیں سکتا
ابھی کچھ عرصہ پہلے معجزہ جو ہم نے دیکھا ہے
خلافت کی امانت کا امیں آتے جو دیکھا ہے
کہ اک سادہ سا شرمیلا بہت خاموش سا انساں
خدا اس کو خلافت کی امانت سونپ دیتا ہے
وہ گھبرایا ہوا بارِ خلافت لے کے کاندھوں پر
ہزاروں منتظر لوگوں کے جب وہ سامنے آیا
اچٹتی اک نگاہ ڈالی جھکا لیں اپنی آنکھیں پھر
مخاطب یوں ہوا لوگوں سے کہہ کر "بیٹھ جائیں" ! پھر
کسی معجز نما طاقت نے اپنا کام دکھلایا
کھڑے مجمع کو یکدم پھر زمیں پر اس نے بٹھلایا
اطاعت کا یہ حیرت ناک منظر دیکھا دنیا نے
رضائے ذات باری کا یہ منظر دیکھا دنیا نے
خدا کی قدرت ثانی کا ہے یہ پانچواں مظہر
جماعت ہو گئی مسرور پا کر پانچواں مظہر
خلافت کی اطاعت فرض ہے اس میں ہی برکت ہے
"خلافت سے عقیدت ہو تو یہ بھی اک عبادت ہے"
خدا یہ پودا اپنے ہاتھ سے خود ہی لگاتا ہے
جو اس پر وار کرتا ہے وہ خود ہی پیسا جاتا ہے
ہمیں ہے مہدیٔ آخر زماں نے بات سمجھائی
"بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے"

احمدی بیگم

خلافت کی برکات اور بلند مقام

حضرت مولانا سید محمد اسمٰعیل صاحب شہید بالاکوٹ کے ارشادات

خلافت راشدہ کے ظہور کے لئے دعائیں کی جائیں

”نزول نعمت الٰہی یعنی ظہور خلافت راشدہ سے کسی زمانہ میں مایوس نہ ہونا چاہئے اور اسے مجیب الدعوات سے طلب کرتے رہنا چاہئے اور اپنی دعا کی قبولیت کی امید رکھنا اور خلیفہ راشد کی جستجو میں ہر وقت ہمت صرف کرنا چاہئے شاید کہ یہ نعمت کاملہ اسی زمانہ میں ظہور فرماوے اور خلافت راشدہ اسی وقت ہی جلوہ گر ہو جائے“۔ (منصب امامت ص 81)

خلافت راشدہ کا دوبارہ قیام ضروری ہے

”جیسا کہ کبھی کبھی دریائے رحمت سے کوئی موج سربلند ہوتی ہے اور ائمہ ہدیٰ میں سے کسی امام کو ظاہر کرتی ہے ایسا ہی اللہ کی نعمت کمال تک پہنچتی ہے تو کسی کو تخت خلافت پر جلوہ افروز کر دیتی ہے اور وہی امام اس زمانہ کا خلیفہ راشد ہے اور وہ جو حدیث میں وارد ہے کہ خلافت راشدہ کا زمانہ رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد تیس سال تک ہے اس کے بعد سلطنت ہوگی۔ اس سے مراد یہ ہے کہ خلافت راشدہ متصل اور تواتر طریق پر تیس سال تک رہے گی اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قیام قیامت تک خلافت راشدہ کا زمانہ وہی تیس سال ہے اور بس بلکہ حدیث مذکورہ کا مفہوم یہی ہے کہ خلافت راشدہ تیس سال گزرنے کے بعد منقطع ہوگی نہ یہ کہ اس کے بعد پھر خلافت راشدہ کبھی عود ہی نہیں کر سکتی بلکہ ایک دوسری حدیث خلافت راشدہ کے انقطاع کے بعد پھر عود کرنے پر دلالت کرتی ہے“۔

(منصب امامت ص 83)

خلافت راشدہ نعمت ربانی ہے

”امامت تامہ کو خلافت راشدہ، خلافت علیٰ منہاج النبوۃ اور خلافت رحمت بھی کہتے ہیں۔ واضح ہو کہ جب امامت کا چراغ شیشۂ خلافت میں جلوہ گر ہوا تو نعمت ربانی بنی نوع انسان کی پرورش کے لئے کمال تک پہنچی اور کمال روحانی اسی رحمت ربانی کے کمال کے ساتھ نور علیٰ نور آفتاب کی مانند چمکا“۔

(منصب امامت ص 49)

خلیفہ راشد سب کا مطاع ہے

”خلیفہ راشد رسول کے فرزند ولی عہد کی بجائے اور دوسرے ائمہ دین بمنزلہ دوسرے بیٹوں کے ہیں پس جیسا کہ تمام فرزندوں کی سعادت مندی کا تقاضا یہی ہے کہ جس طرح وہ مراتب پاسداری و خدمت گزاری اپنے باپ کے حق میں ادا لاتے ہیں۔ وہ بتمامہ اپنے باپ کے جانشین بھائی سے بجالائیں اور اسے اپنے باپ کی جگہ شمار کریں اور اس کے ساتھ مشارکت کا دم نہ بھریں“۔ (منصب امامت ص 93)

خلیفہ راشد کی شان و عظمت کا بیان

”خلیفہ راشد سایۂ رب العالمین، ہمسایہ انبیاء مرسلین، سرمایہ ترقی دین اور ہم پایہ ملائکہ مقربین ہے۔ دائرہ امکان کا مرکز، تمام وجوہ سے باعث فخر اور ارباب عرفان کا افسر ہے۔ دفتر افراد انسی کا سر ہے۔ اس کا دل تجلی رحمٰن کا عرش اور اس کا سینہ رحمت وافرہ اور اقبال جلالت یزداں کا پرتو ہے۔ اس کی مقبولیت جمال ربانی کا عکس ہے۔ اس کا قہر تیغ قضا اور مہر عطیات کا منبع ہے۔ اس سے اعراض معارضۂ تقدیر اور اس سے مخالفت مخالفت رب قدیر ہے۔ جو کمال اس کی خدمت گزاری میں صرف نہ ہو خیال ہے پر از خلل اور جو علم اس کی تعظیم و تکریم کے بیان میں نہ لایا گیا سراسر وہم باطل و محال ہے۔ جو صاحب کمال اس کے ساتھ اپنے کمال کا موازنہ کرے وہ مشارکت حق تعالیٰ پر مبنی ہے۔ اہل کمال کی علامت یہی ہے کہ اس کی خدمت میں مشغول اور اس کی اطاعت میں مبذول رہیں، اس کی ہمسری کے دعویٰ سے دستبردار رہیں اور اسے رسول کی جگہ شمار کریں“۔ (منصب امامت ص 87,86)

خلیفہ وقت اور دیگر بزرگان ملت کی حیثیت کا ذکر

”امام، رسول کے سعادت مند فرزند کی مانند ہے اور تمام اکابر امت و بزرگان ملت ملازموں اور خدمت گاروں اور جاں نثار غلاموں کی مانند ہیں۔ پس جس طرح تمام اکابر سلطنت وارکان مملکت کے لئے شہزادۂ والا قدر کی تعظیم ضروری اور اس سے توسل واجب ہے اور اس سے مقابلہ کرنا نمک حرامی کی علامت اور اس پر مفاخرت کا اظہار بدانجامی پر دلالت کرتا ہے ایسا ہی ہر صاحب کمال کے حضور میں تواضع اور تذلل سعادت دارین کا باعث ہے اور اس کے حضور میں اپنے علم و کمال کو کچھ سمجھ بیٹھنا دونوں جہان کی شقاوت ہے۔ اس کے ساتھ یگانگت رکھنا رسول سے یگانگت ہے اور اس سے بیگانگی ہو تو خود رسول سے بیگانگی ہے“۔

(منصب امامت ص 78)

خلیفہ راشد سے بحث وجدال جائز نہیں

”لازم ہے کہ احکام کے اجراء اور مہمات کا انجام امام کے سپرد کیا جائے اور اس سے قیل وقال اور بحث و جدال نہ کیا جائے اور کسی مہم میں خود بخود اقدام نہ کیا جائے۔ اس کے حضور میں زبان کو بند رکھیں اور اپنی رائے سے سرانجام مقدمات میں دخل نہ دیں اور کسی طرح بھی اس کے سامنے استقلال کا دم نہ ماریں“۔

(منصب امامت ص 92)

خلیفہ وقت کے فیصلہ کی قطعیت کا بیان

”جس وقت مواضع اختلاف اور مسائل اجتہاد میں امام کا حکم دو جانب میں سے ایک جانب متوجہ ہو تو ہر مجتہد، مقلد، عالم، عامی، عارف اور غیر عارف پر واجب العمل ہوگا۔ کسی کو اس کے ساتھ اپنے اجتہاد یا مجتہدین سابقین کے اجتہاد یا اپنے الہام یا شیوخ متقدمین کے الہام سے تعرض نہیں ہو سکتا۔ جو کوئی حکم امام کے مخالف کرے اور مذکورۃ الصدر امور کے خلاف تمسک کرے تو بیشک عنداللہ عاصی اور اس کا عذر رب العالمین، انبیائے مرسلین اور مجتہدین اور علماء کے حضور میں قابل قبول نہ ہوگا اور یہ مسئلہ اجماعی ہے کہ اہل اسلام سے کسی کو اس کے ساتھ اختلاف نہیں ہے“۔

(منصب امامت ص 89)

خلیفہ وقت کا حکم واجب الاتباع اور اصول دین سے ہے

”شرع مجموعہ کتاب اللہ و سنت رسول اور احکام خلیفۃ اللہ سے مستفادشدہ امور سے مراد ہے۔ پس جیسا کہ کتاب و سنت اصول دین متین سے ہے ایسا ہی حکم امام بھی ادلہ شرع مبین سے ہے اور جس طرح سنت کو کتاب اللہ سے دوسرا درجہ حاصل ہے ایسا حکم امامت سنت رسول سے دوسرے درجہ پر ہے۔ پس اصل کتاب اللہ ہے اور اسے واضح کرنے والی سنت نبوی اور اس کا مبین امام ہے۔ کتاب اللہ پر ایمان سب سے اول ہے اور ایمان بالرسول بعدہ اور خلیفۃ اللہ پر یقین تیسرے درجہ پر ہے ...... اسی بناء پر علماء امت نے اطاعت امام کو غیر مخصوصہ مقام میں صحت قیاس پر موقوف نہیں رکھا بلکہ اس کی اطاعت کو باوجود اس کے ضعیف قیاس کے بھی واجب جانا ہے اور اس کے مخالف کو اگرچہ اس کا قیاس امام کے قیاس سے اظہر اور قوی ہو جائز نہیں رکھا اور اس میں راز یہی ہے کہ اس کا حکم بذاتہ اصول دین سے ایک اصل ہے اور ادلہ شرعیہ سے ایک دلیل ہے جو صحیح قیاس سے قوی ہے“۔

(منصب امامت ص 91)

قرب خداوندی کے لئے خلیفہ وقت کی اطاعت ضروری ہے

”امام وقت سے سرکشی اور روگردانی اس کے ساتھ گستاخی ہے اور اس کے ساتھ بلکہ خود رسول کے ساتھ ہمسری ہے اور خفیہ طور پر خود رب العزت پر اعتراض ہے کہ ایسے ناقص شخص کو کامل شخص کی نیابت کا منصب عطا ہوا۔ الغرض اس کے توسل کے بغیر تقریب الٰہی محض خلل اور وہم ہے اور ایک خیال ہے جو سراسر باطل اور محال ہے۔

خلیفہ وقت کا مقصد محض حصول رضائے حق ہے

”بناء علیہ جس وقت ایسا شخص منصب خلافت کو پہنچتا ہے تو ابواب سیاست میں محض خدا کے بندوں کی اصلاح اور نیابت رسول اللہ کے حقوق کی ادائیگی میں مشغول رہتا ہے اپنے نفع کے حصول کی آرزو اس کے دل میں نہیں گزرتی اور نہ کسی کے ضرر کا غبار اس کے دامن تک پہنچتا ہے اور اطاعت ربانی میں ہوائے نفس کی مشارکت کو شرک جانتا ہے اور کسی مقصد کا حصول سوائے رضائے حق کے اپنے دل کی خالص منزل کے لئے جنس کثافت خیال کرتا ہے۔ اسے بندگان خدا کی تربیت کے سوا نہ کچھ ظاہر میں مطلوب ہے اور نہ باطن میں مرغوب ہے“۔ (منصب امامت ص 97)

امامت کے ظلی رسالت ہونے کا مفہوم

”امامت ظلی رسالت ہے۔ بناء اس کی اظہار پر ہے نہ کہ اخفاء پر، برخلاف ولایت کے۔ پس جیسا کہ منازل و وجاہت اور مقامات کا دعویٰ اور معاملات ربانی وکشف و اسرار روحانی کا بیان ارباب ولایت کے حق میں مظنۂ سلب و زوال ہے اسی طرح ان کے حق میں ترقی و کمال کا باعث ہے“۔

(منصب امامت ص 74)

احیائے خلافت کیلئے کوششوں پر ایک نظر

مکرم لطف الرحمٰن محمود صاحب

مہدی سُوڈانی کی تحریک

جدید دور میں احیائے خلافت کی پہلی کوشش سُوڈان کے ایک خانوادۂ تصوف کے ایک فرد، ''محمد احمد'' نام کے ایک نوجوان صُوفی کی ہے۔ اس نوجوان نے 33 برس کی عمر میں 1881ء میں 'مہدی' ہونے کا دعویٰ کیا۔ اپنے پیروکاروں کو انصارِ مدینہ کے لازوال اور بے مثال ایثار کی یاد میں ''انصار'' کا نام دیا۔ مہدی کی اس تحریک کے دو بنیادی مقاصد تھے:

1۔ سوڈان سے جو اُس وقت ترکوں اور مصریوں کی مشترکہ عملداری میں تھا، اس اقتدار کا خاتمہ۔

2۔ اسلام میں راہ پا جانے والی بدعات و رسومات سے نجات۔

تُرک اور مصری دونوں مُسلمان تھے اس لحاظ سے اُن کا جہاد مسلمانوں ہی کے خلاف تھا۔ محمد احمد کی وفات سے کچھ عرصہ پہلے اُن کی فوج کا خرطوم پر قبضہ ہو گیا اور مصری فوج کا انگریزی کمانڈر اس مقابلے میں مارا گیا۔ اس فتح کو ایک معجزہ قرار دیا گیا۔ لیکن محمد احمد اس کامیابی کے جلد بعد اپنے دعویٰ کے پانچویں سال ہی وفات پا گئے۔ انہوں نے اپنی تحریک کے لئے جو سُرخ رنگ کا پرچم استعمال کیا تھا اس پر کلمہ طیبہ کے علاوہ 'مہدی خلیفہ رسول اللہ' اور قرآن مجید کی آیت ﴿نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ﴾ (الصّف:14) بھی درج تھی۔ 1885 میں یہ جھنڈا انگریزی فوج کے ایک دستے کے ہاتھ لگا۔ اس جھنڈے کی تصویر مندرجہ ذیل کتاب میں محفوظ ہے:۔

William مصنّفہ Flags) ' Alfred A. Knoph ناشر 'Crompton ایڈیشن 1989 'صفحہ 21)

محمد احمد کی وفات کے بعد عبداللہ اُن کے خلیفہ ہوئے لیکن 1898ء میں لارڈ کچنر (Lord Kitchener) کی فوج سے لڑتے ہوئے وہ اور اُن کے تمام اہم رفقاء مارے گئے اور اس طرح مہدی کی سلطنت اور خلافت دونوں کا خاتمہ ہو گیا۔ البتہ بدعات اور رسومات کا خاتمہ نہ ہو سکا۔ سوڈان اُن ممالک میں شامل ہے جہاں آج بھی عورتوں کا ختنہ (Female Circumcision) ایک اہم دینی رُکن کے طور پر کیا جاتا ہے بلکہ اس ظالمانہ رسم کی تائید میں جھوٹی حدیثیں اور روایات گھڑلی گئی ہیں۔ اُن کا آزادیٔ سوڈان کا خواب بھی شرمندۂ تعبیر نہ ہوا۔ سوڈان 1956ء تک مصر اور برطانیہ کی مشترکہ حکومت کے زیرِ نگین رہا۔

شریف مکہ کی کوشش

حجاز، عراق، شام و فلسطین کے علاقے لمبے عرصہ سے سلطنت عثمانیہ میں شامل تھے۔ شریف مکہ کو خلافت عثمانیہ کے خلاف بغاوت پر اُبھارنے میں لارڈ کچنر (1914ء میں مصر میں برطانوی ہائی کمشنر) نے اہم کردار ادا کیا۔ حُسین (شریفِ مکّہ) کو لارڈ کچنر نے یقین دلایا کہ ترکوں کے خلاف کامیاب بغاوت کے بعد حُسین کو نہ صرف یہ کہ حجاز اور دوسرے عرب علاقوں کا بادشاہ بنایا جائے گا بلکہ اُنہیں خلافتِ اسلامیہ کا منصب بھی سونپا جائے گا۔ لارڈ کچنر نے اپنے ایک خط میں شریفِ مکہ کو باور کرایا:۔

''یہ ممکن ہے کہ ایک نجیب الطرفین عرب کو مکہ یا مدینہ کے تختِ خلافت پر متمکن کیا جائے اور اس وقت جو خرابی مُسلّط ہے، اس کی جگہ ایک خوشگوار تبدیلی ہویدا ہو''۔

(Foreign Papers 371/1978-87396)} بحوالہ کتاب Mecca مصنّفہ F.E.Peters ناشر پرنسٹن یونیورسٹی پریس۔ ایڈیشن 1994 صفحہ 381}

یوں محسوس ہوتا ہے کہ چالاک لارڈ کچنر کو قاہرہ میں قیام کے دوران، حضرت جابر بن مُرہؓ سے مروی اس حدیث کا علم ہو گیا تھا جس میں قریشی النسل بارہ خلفاء کا ذکر موجود ہے۔

(مشکوٰۃ باب المناقب)

لارڈ کچنر کے الفاظ " An Arab of True Race" سے حُسین شریفِ مکّہ کا وجودِ باجود مُراد ہے جو حضرت نبی کریم ﷺ کی نسل سے ہونے کی وجہ سے ثِقہ ہاشمی سادات کی ایک شاخ سے ہیں (عرب ممالک میں سیّد کو شریف کہا جاتا ہے)

لارڈ کچنر نے جس Evil یعنی بدی کا ذکر کیا ہے اُس سے مراد حجاز، شام، عراق اور فلسطین وغیرہ پر خلافتِ عثمانیہ کا غاصبانہ قبضہ ہے۔

قصّہ مختصر وزارتِ خارجہ برطانیہ کے سیاسی داؤ پیچ کے نتیجے میں شریفِ مکّہ نے ترکوں کو حجاز اور شام وغیرہ سے نکال کر آزادی حاصل کر لی۔ ترکی نے جنگ عظیم اوّل (1914ء۔ 1918ء) میں جرمنی کا ساتھ دیا تھا۔ جرمنی کی شکست نے نہ صرف یہ کہ سلطنتِ ترکیہ پر نحوست کے سائے مسلط کئے بلکہ عثمانی خلافت کا مستقبل بھی مخدوش کر دیا۔ فاتحینِ جنگِ عظیم اوّل نے حُسین کے شاہِ حجاز ہونے کا دعویٰ تسلیم کر لیا۔ اُن کے ایک صاحبزادے عبداللہ کو اُردن کی بادشاہت سے نوازا گیا۔ دوسرے فرزندِ ارجمند فیصل کو عراق کے تخت پر متمکن کیا گیا۔ جب تُرکی پارلیمنٹ نے 3/ مارچ 1924ء کو خلافتِ عثمانیہ کا خاتمہ کر کے 'خلیفۃ المسلمین'' کو مالٹا جلاوطن کرنے کا حکم جاری کر دیا تو اس خلا کو پُر کرنے کے لئے شریفِ مکّہ کی خلافت کا اعلان کر دیا گیا۔ حجاز، اُردن، فلسطین اور عراق (وہ ممالک جہاں شریف مکہ کے افرادِ خاندان کی حکومت تھی) نے نئے خلیفہ کو اپنی اطاعت کا یقین دلایا۔ برطرف عثمانی خلیفہ، جناب وحیدالدین محمد نے بھی شریفِ مکہ کو خلیفہ تسلیم کر لیا۔ حُسین شریفِ مکہ نے 11/ مارچ 1924ء کو اہلِ اسلام کو بڑے دردِ دل سے یہ نصیحت فرمائی:۔

''تین دن سے زیادہ خلیفہ کی موجودگی کے بغیر رہنا اُمّتِ مُسلمہ کے مفاد میں نہیں''۔

(بحوالہ کتاب Mecca مصنّفہ F.E.Peters صفحہ 380)

چند ماہ بعد ابن سعود کی افواج نے حجاز پر قبضہ کر لیا اور شریف مکّہ 14/ اکتوبر 1924ء کو اپنے بیٹے علی کے حق میں دستبردار ہو کر حجاز سے فرار ہو گئے۔ جلد بعد علی بھی روانہ ہو گئے۔ حُسین کی اس نصیحت کو 84 سال بیت گئے ہیں۔ ابھی تک اس خلاء کو پُر نہیں کیا جا سکا۔

تحریک خلافت

احیائے خلافت کے طویل سفر میں ایک سنگِ میل متحدہ ہندوستان کی تحریک خلافت ہے۔ خلافتِ عُثمانیہ کے خطرات سے دوچار ہونے کے بعد ہندوستان میں 1919 میں علی برادران نے اس تحریک کا اعلان کیا۔ اُس وقت مندرجہ ذیل دو مقاصد اُن کے پیشِ نظر تھے:

1۔ برطانوی حکومت پر دباؤ ڈالا جائے تا عثمانی خلافت کے تحفّظ کے بارے میں مسلمان رعایا کے جذبات کو پیش نظر رکھا جا سکے۔

2۔ ترکوں کی مالی اعانت کے لئے چندہ بھجوانے کی کوشش کی جائے۔

یہ قصّہ کچھ عجیب سا ہے مگر ہے امرِ واقعہ کہ مشہور ہندو لیڈر گاندھی جی نے بھی تحریکِ خلافت کی بڑے زور وشور سے تائید کی۔ اُنہوں نے 1920ء کے لگ بھگ ''ستیہ گرہ'' کی تحریک چلائی تھی جس میں تمام ہندوستانیوں سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ انگریزی حکومت کی ہر شاخ یعنی تعلیمی اداروں، ملازمتوں، عدالتوں، اعزازی خطابات اور مصنوعات وغیرہ کا بائیکاٹ کریں۔ گاندھی جی نے تحریکِ خلافت کی تائید وحمایت کر کے اپنی تحریک کے لئے مسلمانوں کے دل جیت لئے۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمایئے یونیورسٹی آف کیلیفورنیا کی شائع کردہ کتاب INDIA ایڈیشن 1991 صفحہ 64,63)۔

حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے مسٹر گاندھی کے تحریکِ خلافت میں شمولیت سے ایک اور فائدہ اُٹھانے کا ذکر یوں فرمایا ہے:۔

''خلافت موومنٹ کے ساتھ ہمدردی ظاہر کر کے گاندھی نے بڑی شاطرانہ چال چلی اور دونوں علی برادران کو کانگریس میں کھینچ لیا۔'' (سر ظفر اللہ خان کی یادداشتیں صفحہ 21 ناشر اورینٹل پبلشرز ٹورانٹو، کینیڈا)

تحریکِ خلافت بڑے زور وشور سے 1924ء تک جاری رہی۔ مارچ 1924ء میں جب تُرکی کی پارلیمنٹ نے خلافت کا خاتمہ کر کے خلیفہ کو جلاوطن کر دیا تو ہندوستان میں تحریکِ خلافت کی کمر ٹوٹ گئی۔ لیکن یہ بڑے قلق کی اور دُکھ کی بات ہے کہ وہ تحریک جو ''خلافت'' کی بقاء اور استحکام سے جذباتی وابستگی کا سہارا لے کر اُٹھی تھی اُس کے عمائدین نے ابنِ سعود کو اشتعال دلایا کہ وہ شریفِ مکّہ کی خلافت کو ہر قیمت پر ناکام کرنے کی کوشش کرے۔

بچہ سقہ کا عروج وزوال

امیر امان اللہ خان، والیٔ افغانستان نے اپنے دورۂ یورپ سے واپس آ کر مُلک میں اصلاحات نافذ کرنے کا پروگرام بنایا۔ اسی امیر کے عہدِ حکومت میں ایک مظلوم اور بے گناہ احمدی، مولوی نعمت اللہ صاحب کو 1924ء میں سنگسار کر کے شہید کر دیا گیا تھا۔ (اسی امیر کو مخاطب کر کے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے کتاب 'دعوۃ الامیر' تحریر فرمائی تھی)۔ اس سفرِ یورپ کے حوالہ سے امیر امان اللہ خان کے خلاف منفی پروپیگنڈہ نے فضا اس قدر مسموم کر دی کہ اُنہیں اپنے بھائی عنایت اللہ خان کے حق میں دستبردار ہو کر اٹلی بھاگنا پڑا۔ چند دن بعد عنایت اللہ خان کو بھی تخت چھوڑنا پڑا۔ اس خلاء کو پُر کرنے کے لئے ایک غیر مشہور فوجی منظرِ عام پر آیا جس کا اصل نام آج تک ایک راز ہے۔ یہ شخص 'بچہ سقہ' (ماشکی کا لڑکا) کے نام سے مشہور ہوا۔ اس نے جنوری 1929ء میں کابل پر قبضہ کر کے 'امیر المومنین امیر حبیب اللہ خان ثانی' کے نام سے اپنی خلافت اور حکومت کا اعلان کر دیا۔ دیہی علاقوں کے سادہ لوح بکثرت اس کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے۔

Stephen Turner نے اپنی کتاب میں بچہ سقہ کے بارے میں لکھا ہے کہ اُس میں: ''ایک قبائلی سردار کی بجائے ایک ڈاکو کی صفات موجود تھیں''۔

(Afghanistan, A Military Histroy from Alexander the Great to the Fall of The Taliban, De Capo Publishers, Ed. 2002, P. 222)

سابقہ حکمرانوں نے افغانستان کی پسماندگی کو دور کرنے اور سماجی حالت کو بہتر بنانے کے لئے جو اصلاحات کی تھیں، بچہ سقہ نے ان سب کو کالعدم کر دیا۔ اس نے علماء کو سر پر بٹھایا اور علماء نے اُسے بانس پر چڑھا لیا۔ آخر کار نادر خان نامی ایک جرنیل نے بچہ سقہ کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔ اکتوبر 1929ء میں بچہ سقہ اور اُس کے 16 قریبی معتمدین کو پھانسی دے دی گئی۔ اُس کی خلافت کی مدت صرف 9 ماہ بنتی ہے۔

سرزمینِ مصر سے آسمانی بادشاہت کے ظہور کی توقع

مصر فرعونوں کی زمین کے طور پر مشہور ہے۔ اس خطّہ ارض کو بعض جلیل القدر انبیاء سے بھی نسبت ہے۔ حضرت ابراہیم وہاں تشریف لے گئے۔ حضرت یوسفؑ اور اُن کے اقتدار کے دور میں حضرت یعقوبؑ وہاں جا کر آباد ہوگئے۔ حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ نے فرعون کو تبلیغ کی۔ اور محکوم و مظلوم بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے اُن کی برکت سے آزادی عطا فرمائی۔ حضرت عیسیٰؑ کو بھی وہاں کم سنی میں لے جایا گیا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقوقس کو تبلیغی خط ارسال فرمایا۔ اُمّ المؤمنین حضرت ماریہؓ کا تعلق اسی سرزمین سے تھا۔ مصر حضرت عمرؓ کے زمانہ میں فتح ہوا۔ اور نورِ اسلام سے منور ہوا۔ سقوطِ بغداد کے بعد خلفائے بنوعباس اور فاطمین مصر کے زمانے سے یہ ملک مرکزِ خلافت بھی بن گیا۔

خاندانِ محمد علی کے آٹھویں بادشاہ حسین کامل کے دل میں 1917ء میں یہ خیال آیا کہ وہ حسین شریف مکہ کے مقابلہ میں منصبِ خلافت کا زیادہ اہل ہے۔ مگر حکومت برطانیہ کی طرف سے اُسے یہ خیال دل سے نکال دینے کا مشورہ دیا گیا۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں Mecca مصنّفہ F.E.Peters صفحہ 381)

اس واقعہ کے تقریباً چالیس سال بعد بعض سیاسی مدبّروں، دانشوروں اور صحافیوں کو یہ خیال آیا کہ فاروق شاہِ مصر کے ہاتھ پر عالمِ اسلام کو متحد کیا جا سکتا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ اسی مُہم کے زیرِ اثر لاہور کے اخبار ''زمیندار'' نے بھی شاہِ فاروق کی پورے صفحہ کی تصویر دے کر اپنی تسکین کا سامان کیا تھا۔ لیکن یہ بیل منڈھے نہ چڑھ سکی۔ چند سال بعد جنرل نجیب کی قیادت میں جمال عبدالناصر اور انورالسادات وغیرہ انقلابی لیڈروں نے فوجی انقلاب کے ذریعے اُنہیں اقتدار سے محروم کر دیا اور بعد میں مصر سے ملوکیت کا خاتمہ کر دیا اور اس طرح ''آسمانی بادشاہت'' کے آغاز کی نوبت نہ آسکی۔

شاہ فیصل بطور مرکزِ اُمید

شاہ فیصل، خاندانِ سعود کے تیسرے فرماں روا تھے جو 1964ء سے 1975ء تک برسرِ اقتدار رہے۔ اُنہوں نے اپنے عہدِ حکومت میں تیل کی بندش کو بطور ہتھیار استعمال کر کے عالمی سیاست کو بھی متاثر کیا۔ جمال عبدالناصر اور معمّر قذافی شاہ فیصل کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ کو ناپسند کرتے تھے۔ لیکن پاکستان کے وزیرِ اعظم ذوالفقار علی بھٹو اور یوگنڈا کے آمرِ مطلق عیدی امین اُن کے پُرجوش مدّاحوں میں شامل تھے جو اُنہیں عالمِ اسلام کا خلیفہ اور رہبر بنانا چاہتے تھے۔

فروری 1972ء میں لاہور میں منعقد ہونے والی مُسلمان ریاستوں کے سربراہوں کی کانفرنس بعض پہلوؤں سے بڑی دلچسپ ثابت ہوئی۔ اس کانفرنس میں تحریکِ آزادیٔ فلسطین کے سربراہ یاسر عرفات کو پہلی مرتبہ سربراہِ مملکت کا پروٹوکول دیا گیا۔ بھٹو صاحب نے اس کانفرنس کے سٹیج سے اپنی تقریر میں یہ اعلان کیا:

''پاکستان کی فوج دراصل اسلام کی فوج ہے اور وہ وقت دُور نہیں جب ہم اپنے بھائیوں کے شانہ بشانہ یروشلم میں فاتحانہ داخل ہوں گے۔'' (Kingdom - Arabia and House of Saud, Robert Lacey, Ed. 1981, page 419)

کتاب "A Man of God" کے مُصنّف ایڈمسن نے اس کانفرنس کے ایک اور واقعہ کا ذکر کیا ہے:۔

یوگنڈا کے نیم پاگل ڈِکٹیٹر عیدی امین نے اس موقع پر تجویز پیش کی کہ شاہ فیصل کو عالمِ اسلام کا خلیفہ مقرر کیا جائے۔ خاندانِ سعود کے خوشہ چینوں اور بہی خواہوں نے اس تجویز کو بڑی محنت سے تیار کیا تھا مگر اس وقت مُسلم ممالک بہت سے داخلی اختلافات میں اُلجھے ہوئے تھے اس لئے اس وقت دُور رس اثرات کی حامل تجویز پر اتفاق رائے نہ ہوسکا۔

(Man of God, Iain Adamson, George Shepherd Publishers, Ed. 1990, page 86)

قصّہ مختصر شاہ فیصل کو اس موقع پر اُمّتِ مُسلمہ کا خلیفہ منتخب نہ کیا جا سکا۔ اپنے اثر و رسوخ اور دیگر صفات و مناقب اور خدمات کے اعتبار سے اُن کا ایک خاص مقام تھا۔ مزید برآں وہ ''محافظ حرمین الشریفین'' بھی تھے لیکن اس کے باوجود وہ خلافت کا اعزاز حاصل نہ کر سکے۔ تقریباً 3 سال بعد 25/مارچ 1975ء کو اُن کے بھتیجے نے (جو اُن کا ہم نام تھا) اُنہیں عین اُس وقت فائرنگ کر کے قتل کر دیا جب وہ کویتی وفد سے ملاقات کرنے والے تھے۔ بھٹو صاحب کو جنرل ضیاء الحق کا فوجی انقلاب لے ڈُوبا۔ ایک مقدمہ میں ماخوذ کر کے انہیں سزائے موت دی گئی۔ عیدی امین نے ایک کُو (Coup) کے بعد ملک سے فرار ہو کر سعودی عرب میں پناہ لی۔ اب وہ بھی منوں مٹی کے نیچے وہاں خوابیدہ ہیں۔ غرض خلافت کے اُمیدوار اور اُس کے مجوّز و مؤیّد سب کا خاتمہ ہوگیا۔

جعفر نمیری ''امامِ سوڈان'' کے رُوپ میں

مہدیٔ سوڈان کی وفات کے تقریباً 84 سال بعد سُوڈانی فوج کے ایک افسر جعفر نمیری، 1969ء میں ایک فوجی انقلاب کے بعد ملک کے سیاہ و سفید کے مالک بن بیٹھے۔ کچھ عرصہ بعد انہوں نے سُوڈان کو ایک سوشلسٹ ریاست بنانے کا اعلان کیا۔ ہمسایہ ملک حبشہ اُن دنوں شہنشاہ ہیل سلاسی (Haile Selassie) کے زوال کے بعد کمیونزم اور سوشلزم کا ایک گڑھ بن چکا تھا۔ نمیری صاحب کا وہاں آنا جانا لگا رہا۔ 'جمالِ ہم نشیں درمن اثر کرد'۔ سوڈان میں سوشلزم کے تسلّط سے سوڈانی کمیونسٹ بہت خوش ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد جلد باز کمیونسٹوں نے نمیری کا تختہ اُلٹنے کی کوشش کی مگر اُن کا 'کُو' ناکام رہا۔ نمیری نے کمیونسٹوں کو بڑی سختی سے کُچل دیا اور بدلے ہوئے حالات میں انہوں نے مذہبی پارٹیوں اور بُنیاد پرستوں کو شیشے میں اُتارا اور ملک میں قانونِ شریعت نافذ کر دیا اور وہ بھی اس شدّت کے ساتھ کہ جنوبی سوڈان جو عیسائیوں کی اکثریت کا علاقہ تھا اُسے بھی اس قانون کے تابع کر دیا۔ اُنہیں اُمید تھی کہ وہ علماء، مذہبی پارٹیوں اور قانون شریعت کے نفاذ کے طفیل تاحیات ایوانِ اقتدار پر قابض رہیں گے بلکہ ''امامِ سوڈان'' بن کر خلافت کا مقام بھی حاصل کر سکیں گے۔ ایک سرگرم سوشلسٹ کا اقتدار کے لئے 180 ڈگری کے زاویہ پر گھومنا بہت کم دیکھنے میں آیا ہے۔

کچھ عرصہ بعد جنوبی سوڈان میں نمیری کی بالا دستی کے خلاف بغاوت کا علَم بلند ہوا۔ احتجاج کے سیلاب نے ملک کے دوسرے حصوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ جنرل سوار الذھب نے فوجی انقلاب کے ذریعے نمیری کو ایوانِ اقتدار سے رخصت کر کے مصر جلاوطن کر دیا۔ طویل جلاوطنی کے بعد کچھ عرصہ قبل نمیری صاحب کو سوڈان واپس آنے کی اجازت دی گئی ہے تا عُمر کے آخری ایّام خاموشی سے گزار سکیں۔ ''امامت'' اور ''خلافت'' کے حسین خواب تو چکنا چُور ہوگئے البتہ کُوئے یار میں دو گز زمین دفن کے لئے ملنے کی اُمید باقی ہے۔ 1989ء میں ایک اور فوجی انقلاب برپا ہوا مگر ''امامِ سوڈان'' کی خستگی میں کوئی فرق نہیں پڑا!

ایک ''مردِ حق'' کا ظہور و وُرود

جنرل ضیاء الحق کو تاریخِ پاکستان اُن کی بعض پالیسیوں کی وجہ سے بھلانے کی کوشش کے باوجود نہ بھول پائے گی۔ ان پالیسیوں کی بدولت پاکستان میں منشیات کی سمگلنگ میں بے پناہ اضافہ ہوا بلکہ نشہ کرنے والوں کی تعداد کا گراف بھی اُوپر گیا۔ کلاشنکوف کلچر کو فروغ نصیب ہوا۔ فرقہ وارانہ کشیدگی اور اسلام کے نام پر استحصال کو دین کی خدمت سمجھا گیا۔ جنرل صاحب نے 1977ء میں فوجی انقلاب کے ذریعہ اقتدار پر قابض ہونے کے بعد اسلام کے نام پر اصلاحات کا سلسلہ شروع کر دیا۔ زکوٰۃ اور عُشر کی جبری وصولی اور دفاتر میں باجماعت نماز کا اہتمام وغیرہ اس قسم کے اقدامات کی وجہ سے بعض لوگ اُنہیں ''امیر المؤمنین'' پُکارنے اور لکھنے لگے۔ یہ طرزِ تخاطب اُنہیں بہت اچھا لگا اور دھیرے دھیرے سمجھنے لگے کہ وہ اس منصب کے مُستحق ہیں۔ جماعت احمدیہ سے اُنہیں خدا واسطے کا بَیر تھا۔ اس تعصب اور نفرت کی وجہ سے انہوں نے احمدیت کو 'سرطان' قرار دیا اور برطانیہ میں سفیر پاکستان نے اُن کا یہ پیغام ایک کانفرنس میں پڑھ کر سنایا۔ ملک کا سربراہ، جو تمام شہریوں کی فلاح و فوز اور حفظ و امان کا ضامن سمجھا جاتا ہے، اپنے ہی وطن کے باسیوں کو 'سرطان' قرار دے کر اُنہیں ختم کرنے کا اعلان کر رہا تھا۔ 26/اپریل 1984ء کو انہوں نے 'امتناعِ قادیانیت' کا بدنامِ زمانہ آرڈیننس جاری کیا (آرڈیننس 20) جو میثاقِ مدینہ، اقوامِ متحدہ کے منشور اور خود آئینِ پاکستان کی رُوح سے متصادم تھا۔ جنرل ضیاء 11 سال تک اقتدار میں رہے۔

17/اگست 1988 کو ایک فضائی حادثے میں اپنے جرنیلوں اور غیر مسلم مُصاحبوں کی معیت میں بہاولپور کے قریب جان کی بازی ہار گئے۔ اور مصنوعی بتّیسی کے سوا باقی سارا جسم جل کر راکھ ہوگیا۔ داناؤں کا یہ قول ہر خاص و عام کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے۔

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائے گا جب لاد چلے گا بنجارا

جنرل ضیاء الحق یُوں تو کئی نئے اور پرانے حکمرانوں سے مشابہت رکھتے ہیں مگر اُن کا قارُورہ سوڈان کے جعفر نمیری سے زیادہ ملتا ہے۔ یہ دونوں حضرات فوجی انقلاب کے ذریعے ایوانِ اقتدار تک پہنچے۔ لمبا عرصہ وہاں سے نکلنے کا نام نہیں لیا۔ خود نہیں نکلے، نکالے گئے۔ دونوں نے طرح طرح کے سیاسی پینترے بدلے اور ڈرامے رچائے۔ مذہبی پارٹیوں کو شیشے میں اُتارا۔ سیاسی عزائم کے لئے مظلوم اسلام کا استحصال کیا۔ ''امام'' اور ''امیر المؤمنین'' کہلانے کے متمنی رہے۔ مذہبی حلقوں کے تائیدی حصار میں ہونے کے باوجود آخر کار اُن کے اقتدار کا سورج غروب ہوگیا۔ تاریخ میں نام تو باقی ہے مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بدذکر میں اضافہ ہو رہا ہے۔

افغانستان میں طالبان کی آمد

افغان مجاہدین اور اُن کے غیر ملکی رفقاء نے 1978ء سے 1992ء تک رُوسی قابض فوجوں کے خلاف امریکہ اور اس کے حلیفوں کی نمائندگی میں لمبی جنگ لڑی اور رُوسیوں کو افغانستان سے نکلنے پر مجبور کر دیا۔ رُوس کی شکست و ریخت تو یقینی ہوگئی لیکن اس کے ساتھ ہی غیر دانستہ طور پر امریکہ کے یک قُطبی طاقت بن جانے کی راہ بھی ہموار ہوگئی۔

رُوسیوں کے انخلاء کے بعد مجاہدین کے مختلف دھڑوں میں حصولِ اقتدار کی جنگ چھڑ گئی اور جوتیوں میں دال بٹنے لگی۔ اس طوائف الملوکی کے عالم میں دینی مدارس کے فارغ التحصیل طالبان نے کابل پر قبضہ کر لیا اور پھر آہستہ آہستہ بہت بڑے علاقے پر اپنی حکومت قائم کر لی۔ یہاں تک تو ٹھیک تھا مگر امن قائم کرنے کے بعد اُنہوں نے اپنی آئیڈیالوجی'' نفاذِ اسلام'' کے نام پر ٹھونسنی شروع کر دی۔ Stephen Turner نے طالبان کے ان اقدامات کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ اس صورتِ حال کی صحیح عکاسی کرتا ہے:۔

عورتوں کو بے حیثیت کر کے قعرِ گمنامی میں گرا

دیا۔اُن پر تعلیم اور کام کاج کے دروازے بند کر دئے گئے۔مختلف جرائم کی سزا کے طور پر ہاتھ، کان اور سر کاٹنے کا سلسلہ شروع ہوا۔زنا کی روک تھام کے لئے رجم یا سنگساری کو مؤثر سمجھا گیا۔ٹیلیویژن دیکھنے، موسیقی سننے، سیٹی مارنے اور پتنگ اُڑانے پر پابندی عائد کر دی گئی۔اگر کسی عورت کا بازو ننگا ہو جاتا یا سفید رنگ کی جرابیں استعمال کر لیتی تو اُسے مار مار کر لہولہان کر دیا جاتا۔گھر کی کھڑکیوں کے شیشوں پر سیاہ رنگ کا روغن کرنے کی ہدایت دی گئی۔طالبان نے معاشرے میں امن تو قائم کر دیا مگر قرونِ مظلمہ کے خوف اور دہشت میں غرق امن"۔

(Afghanistan, A Military History from Alexander the Great to the Fall of Taliban, De Capo press New York, Ed. 2002, Page 284)

ہمیں شرق و غرب کے میڈیا میں دو متضاد رویّے نظر آتے ہیں۔بین الاقوامی میڈیا میں طالبان کے ان 'مظالم' کو اُچھال کر اسلام جیسے امن پسند معتدل دین کو رسوا کیا جا رہا تھا لیکن پاکستان کا وہ پریس جو جہادی تنظیموں کا ہمنوا تھا۔ان کارناموں کے لئے طالبان کی قصیدہ خوانی پر کمربستہ تھا، مُلّا عمر کو 'امیر المؤمنین' کے خطاب سے نواز چکا تھا۔مُلّا عُمر گاہے گاہے حضرت رسول کریم ﷺ کی طرف منسوب ایک قبا زیب تن کر کے پبلک میں آتے۔پاکستان کے بعض ناعاقبت اندیش علماء نے یہ پروپیگنڈا بھی کیا کہ حضرت نبی کریم ﷺ مُلّا عمر کی خواب میں امورِ سلطنت کے بارے میں راہنمائی فرماتے ہیں۔اس طرح طالبان کی تمام غلط پالیسیوں اور ظالمانہ اقدامات کی ذمہ داری سید المعصومین ختم المرسلین ﷺ پر ڈالنے کی ناپاک جسارت کی گئی۔انہی لوگوں نے مُلّا عمر کی حضرت عمرؓ سے مشابہت کے لئے کہانیاں گھڑنا شروع کر دیں۔

قندھار سے فرار کے بعد جب مغربی پریس میں سے خبریں آئیں کہ مُلّا عمر کے ایئر کنڈیشنڈ محل میں اُن کی بھیڑ بکریاں اور بیل وغیرہ بھی VIP کی طرح رہتے تھے تو اُس وقت پاکستان کے جہادی پریس نے یہ عذر پیش کیا کہ یہ اقامت گاہ اُسامہ بن لادن نے اپنے معزز میزبان کو نذر کی تھی ورنہ مُلّا صاحب تو بڑے درویش اور سادہ مزاج انسان ہیں۔اُنہیں ان تکلّفات سے ذرا سی بھی رغبت نہیں۔سقوطِ کابل کے بعد مُلّا عمر نے ایسی زقند بھری کہ قندھار جا کر سانس لیا۔اور اعلان فرمایا کہ "قندھار قیامت تک سرنڈر (Surrender) نہیں کرے گا"۔مگر قیامت کی یہ گھڑی سات دن کے اندر اندر آ گئی۔وہ دن اور آج کا دن مُلّا صاحب پا بہ رکاب ہیں۔

اس صورتِ حال پر غالب کا یہ شعر چسپاں ہوتا ہے ؂

وہ زندہ ہم ہیں کہ ہیں رُوشناسِ خلق اے خضر
نہ تم کہ چور بنے عُمرِ جاوداں کے لئے

مُلّا عمر کی حکومت تو افغانستان میں تھی مگر "خلافت" پاکستان کے اخبارات میں۔اُن کی حکومت کو صرف 3 ممالک پاکستان، سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات کو تسلیم کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔باقی 53 مسلم ممالک نے اُن کی خلافت حقہ تو دُور کی بات ہے، اُن کی حکومت کو رسماً بھی تسلیم نہ کیا۔اور جب نیویارک میں 11 ستمبر 2001 کے واقعات کے ردِّعمل میں افغانستان پر امریکی یورش کے جلد بعد مندرجہ بالا تینوں ممالک بھی اپنی غلطی سے تائب ہو گئے تو مُلّا عمر کو حکومت افغانستان کی وزنی صلیب تنہا اُٹھانا پڑی۔

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب

موجودہ دَور میں ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کو احیائے خلافتِ اسلامیہ کا سب سے بڑا نقیب کہا جاتا ہے۔انہوں نے 1975ء میں "تنظیم اسلامی" کا اجراء کیا۔1991ء میں اپنی "تحریک خلافت" شروع کی جو 1919 میں جاری ہونے والی علی برادران کی 'تحریک خلافت' سے مختلف تحریک ہے۔ڈاکٹر صاحب کا عقیدہ ہے کہ قیامِ پاکستان ایک مُعجزہ ہے جسے مشیّتِ خداوندی کے تحت خلافتِ اسلامیہ کے احیاء کے لئے ایک خاص کردار ادا کرنا ہے۔

اگر یہ نظریہ و عقیدہ درست ہے تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ برصغیر پاک و ہند کے علماء اور مشائخ کی ایک بھاری اکثریت نے اس معجزے کی بھرپور مخالفت کیوں کی؟ اسے "پلیدستان" کیوں قرار دیا؟ اس کے لیڈر قائداعظم محمد علی جناح کو 'کافرِ اعظم' کا خطاب کیوں دیا؟ یہ گتھی ڈاکٹر صاحب ہی سلجھا سکتے ہیں۔اس صدی کا سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ "علماء اور مشائخ نے پاکستان بنایا"۔

ڈاکٹر اسرار احمد 60 کتابوں اور رسالوں کے مصنف ہیں اور ایک ٹی وی چینل پر تفسیری پروگرام کی وجہ سے بہت مشہور ہیں۔احیائے خلافت کے حوالے سے وہ اپنی پوزیشن بدلتے رہے ہیں۔افغانستان پر طالبان کے اقتدار کے دوران انہوں نے اس خیال کی تشہیر کی کہ طالبان کے دم قدم سے خلافتِ اسلامیہ کا احیاء ہو گیا ہے اور اس کا دائرہ عالمِ اسلام پر مُحیط ہو جائے گا۔سقوطِ کابل و قندھار کے بعد بنگلہ دیش اُن کی اُمیدوں کی آماجگاہ بن گیا کیونکہ وہاں کے لوگ نسلی اعتبار سے ایک ہیں۔سب بنگالی زبان بولتے ہیں اور تقریباً سب ہی فقہ کے ایک ہی مکتبِ خیال یعنی فقہ حنفیہ پر عمل کرتے ہیں۔لہٰذا خلافتِ اسلامیہ کا احیاء اُسی ملک سے ہونا چاہئے لیکن مجھے یہاں بھی کچھ شک سا ہے۔

23 مارچ 1940ء کو برصغیر میں قیامِ پاکستان کا ریزولیشن ایک بنگالی مُسلم لیگی نے پیش کیا تھا۔اور سات سال کی قلیل مدّت میں پاکستان معرضِ وجود میں آ گیا۔مگر 25 سال کے اندر اندر پاکستان دولخت ہو گیا اور مشرقی پاکستان نے جُدا ہو کر بنگلہ دیش کا تشخص اختیار کر لیا۔اور اس طرح دو قومی نظریہ زندہ درگور کر دیا گیا۔نیشنلزم، سیکولرازم اور پارلیمانی جمہوریت ایسے نظریات ہیں جن کا تھیا کریسی سے میل ملاپ مشکل ہے۔اگر ڈاکٹر صاحب کی دعاؤں اور نیک تمناؤں کے نتیجے میں یہ کام ہو جائے تو ایک معجزہ سے کم نہ ہوگا۔

ڈاکٹر صاحب اُمّتِ مُسلمہ کی خلافت کا بارِ گراں اُٹھانے کے لئے خود کو موزوں ترین شخصیت سمجھتے ہیں۔اس نیک کام کے لئے انہوں نے ایک مرتبہ بنفسِ نفیس برطانیہ کا سفر بھی اختیار فرمایا تھا۔اُنہیں یقین دلایا گیا تھا کہ وہاں اہلِ ایمان بیعت کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔مگر ایسا نہ ہو سکا۔ڈاکٹر اسرار احمد مشہور فلسفی شاعر سر محمد اقبال کے بہت بڑے مدّاح ہیں۔ڈاکٹر اقبال کا خیال تھا کہ امتِ مُسلمہ کی خلافت مسلمان ممالک کی دولتِ مشترکہ کی Revolving صدارت کی شکل میں ممکن ہے۔ڈاکٹر صاحب مسلسل مایوسیوں کے بعد علامہ اقبال کے اس نظریہ سے کسی قدر سکینت حاصل کر سکتے ہیں۔

ع

دل کے خوش رکھنے کو غالبؔ یہ خیال اچھا ہے

برطانیہ میں قیامِ خلافت کی ایک تازہ ترین کوشش

برطانیہ میں تقریباً 17 لاکھ مسلمان قیام پذیر ہیں جن کی اکثریت تارکینِ وطن ہے۔ان کی بہت سی تنظیمیں اور دینی مراکز ہیں۔عام انتخابات (منعقدہ 5 مئی 2005) کے موقع پر بعض مسلمان تنظیموں کی طرف سے جمہوریت اور انتخابات کی بھرپور مذمت کی گئی۔یہاں تک کہا گیا کہ انتخابات میں حصہ لینے سے ووٹر دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔حزب التحریر، المہاجرون اور خلافت مُومنٹ نامی تنظیموں نے بہت زور لگایا اور سمجھانے کی کوشش کی کہ جمہوریت ایک کافرانہ نظام ہے اور مسلمانوں کو صرف اور صرف نظام خلافت بحال کرنے کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔تمام عالمِ اسلام کے لئے صرف ایک ہی خلیفہ ہونا چاہئے۔

(تفاصیل کے لئے ملاحظہ فرمایئے پاکستان ٹائمز اُردو۔امریکہ 12 مئی 2005 صفحہ 7)

اس کے برعکس برطانیہ اور امریکہ میں تقریباً ہر مسلم تنظیم مسلم ووٹروں کو منظم کرنے، انتخابات کی اہمیت اور افادیت واضح کرنے پر کمربستہ ہے۔اور صرف اس سیاسی عمل دخل سے مستقبل کو وابستہ سمجھ رہی ہے۔اس صورتِ حال میں اتحادِ فکر و عمل کیسے پیدا ہو سکتا ہے؟

برطانیہ کے مسلمان ووٹروں نے ان تنظیموں کی اپیل رد کرتے ہوئے انتخابات میں ڈٹ کر حصہ لیا بلکہ 4 مسلمان اُمیدواروں کو ووٹ دے کر کامیاب کیا اور وہ اب برطانوی پارلیمنٹ کے رُکن ہیں۔ان انتخابات نے برطانیہ کی "خلافت مُومنٹ" کے پُرجوش مگر کوتاہ نظر مجاہدوں کو ایک ہزیمت سے دوچار کر دیا ہے۔جرمنی میں بھی ایک ایسی ہی تنظیم موجود ہے مگر وہ بھی خوابوں کی دنیا میں رہ رہی ہے۔

مسلسل ناکامیوں کا سبب؟

اس مضمون کے مندرجات سے ثابت ہوتا ہے کہ بادشاہ، شہزادے، سیاسی لیڈر، سربراہانِ مملکت، جرنیل علماء مشائخ، مذہبی اور سیاسی تنظیمیں، حتّٰی کہ لارڈ کچنر اور گاندھی جی جیسے مسیحی اور ہندو لیڈروں کے تعاون و تائید کے باوجود احیائے خلافت کی یہ تمام کوششیں عملاً ناکام ہوئیں۔ایک مرتبہ پھر غور فرمایئے کہ 125 سال کے عرصے میں عالمِ اسلام کے مختلف ممالک میں مختلف اوقات میں، قدآور شخصیات اور بھاری بھرکم تنظیموں نے بھرپور کوششیں کیں مگر نتیجہ ناکامی کے سوا کچھ نہ نکلا بلکہ بنی بنائی 407 سال تک چلنے والی خلافتِ عثمانیہ کو خود ترک پارلیمنٹ نے ختم کر دیا۔اس سانحہ پر علامہ اقبال نے بھی نوحہ خوانی کی ہے ؂

چاک کر دی تُرکِ ناداں نے خلافت کی قبا
سادگی مُسلم کی دیکھ، اَوروں کی عیّاری بھی دیکھ

ان ناکامیوں کا سبب کیا ہے؟ حضرت نبی اکرم ﷺ کی درج ذیل حدیث میں اس سوال کا جواب موجود ہے۔

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اندر نبوت موجود رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر اللہ تعالیٰ اسے اٹھا لے گا پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ ہوگی جب تک خدا چاہے گا پھر اللہ تعالیٰ یہ نعمت بھی اٹھا لے گا پھر ایک طاقتور اور مضبوط بادشاہت کا دور آئے گا جب تک اللہ چاہے گا وہ رہے گا پھر اسے بھی اٹھا لے گا اور ظالم و جابر حکومت کا زمانہ آئے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم و ستم کے دور کو ختم کر دے گا اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔اس کے بعد حضورؐ خاموش ہو گئے۔

(مسند احمد جلد 4 صفحہ 273 دار الفکر بیروت و مشکوۃ باب الانذار و التحذیر)

اس حدیث میں اُمّتِ مسلمہ کے حکمرانوں اور سربراہوں کی مندرجہ ذیل اقسام کا ذکر موجود ہے:

1۔خلفائے راشدین۔
2۔مضبوط بادشاہ۔
3۔جابر و قاہر بادشاہ۔
4۔ان ادوار کے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا آغاز۔

تاریخ اسلام محولہ بالا حدیث میں مذکور پیش گوئی کے بدرجہ اتم پُورا ہونے کی گواہ ہے۔خلفائے راشدین حکمرانوں اور جابر و قاہر مطلق العنان بادشاہوں کا ایک گوشوارہ ملاحظہ فرمایئے۔(یہ گوشوارہ تیار کرتے وقت تاریخ اسلام کی بعض چھوٹی علاقائی یا مقامی سلطنتوں کے حکمرانوں کو اختصار کے پیش نظر شمار نہیں کیا گیا)

سربراہانِ مملکت اسلامیہ	دَور	تعدادِ خلفاء سلاطین
خلفائے راشدین	632ء تا 661ء	4
شاہانِ بنوامیّہ (دمشق)	661ء تا 750ء	14
شاہانِ بنو عبّاس (بغداد)	750ء تا 1258ء	37
حکومت بنو عباس (قاہرہ)	1261ء تا 1517ء	18
سربراہانِ سلطنت عثمانیہ	517ء تا 1924ء	36

بنوعباس کے دورِ حکومت میں متوازی حکومتیں:

حکومت بنی اُمیّہ ہسپانیہ	756ء تا 1031ء	16
حکومت فاطمینِ مصر	909ء تا 1171ء	14
کل تعداد		139

خلفائے راشدین کا دَور چار قدیم الاسلام عشرہ مبشرہ سے تعلق رکھنے والے صحابہ کرام کا دَور تھا۔ امورِ مملکت میں قرآن و سنت کے احکام کی رُوح کار فرما رہی۔ ایک حدیث کے مطابق یہ مبارک دَور تقریباً 30 سال تک مُمتد رہا۔

بنی اُمیّہ کے حکمرانوں میں سے یزید، عبدالملک، ولید اور سلیمان کو چھوڑ کر باقی حکمران وسیع قتل و غارت میں مُلوث نہیں ہوئے۔ اس دور میں اسلامی سلطنت کے حدود میں وسعت آئی اور داخلی طور پر کاروبار مملکت میں بہتری آئی۔ اُمّت مسلمہ کے پہلے مجدد حضرت عمر بن عبدالعزیز خاندانِ بنی اُمیّہ کے ایک حکمران تھے۔ اُنہیں کئی مؤرخین نے پانچواں خلیفہء راشد قرار دیا ہے۔

خاندانِ بنوعباس میں 55 حکمران گزرے ہیں۔ ان میں سے بعض نیک، پرہیزگار اور عادل تھے اور خلقِ خدا کی فلاح و بہبود کے کاموں میں منہمک رہے۔ لیکن بعض کے دورِ حکومت میں خونریزی، ظلم اور تعدّی کا دور دورہ رہا۔ بعض بزرگانِ دین اور ائمہ (امام مالک، امام احمد حنبل، امام ابوحنیفہ وغیرہ) اور دیگر اہلِ علم و دانش کو زدوکوب کیا گیا، قید خانوں میں ڈالا گیا۔ بعض علماء کو مسئلہ خلقِ قرآن پر اختلاف کی بناء پر بے رحمی سے قتل کر دیا گیا۔ ظلم اور بربریت کی آگ اکثر شبستانِ شاہی کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔

چنانچہ درباری سازشوں، بغاوتوں اور سرکشیوں کے نتیجے میں خاندانِ عباسیہ کے 7 حکمران معزول ہوئے۔ 3 کو اندھا اور 5 کو قتل کر دیا گیا۔ یہ صورتِ حال اس عہد کے جبر و قہر، ظلم و تعدی اور بدامنی و سفّا کی کا ناقابلِ تردید ثبوت ہے۔ دوسرے شاہی خاندانوں کے حکمران بھی ظلم اور جَور کی اسی کشتی میں سوار نظر آتے ہیں۔ خُونِ ناحق کا ایک دریا رواں دواں نظر آتا ہے۔

سلطنتِ ترکیہ کے 36 سلاطین و ''خلفاء'' میں سے ایک کو پھانسی دی گئی، 2 قتل ہوئے، 7 کو معزول کیا گیا اور 3 کو دوسرے افرادِ خاندان کے حق میں دستبردار ہونے پر مجبور کیا گیا۔ پانچویں عثمانی حکمران 'محمد ثالث' نے اپنے بھائیوں کو سیاسی استحکام کی خاطر قتل کروا دیا۔ (ملّت اسلامیہ کی تاریخ' میر محمود علی قیصر، جلد سوم ایڈیشن 1994 صفحہ 73)

قطع رحمی کی اس بدترین مثال کے بعد عثمانی حکمرانوں کے بھائیوں کا قتل یا کم از کم اُنہیں عمر بھر نظر بند رکھنا ایک دستورالعمل قرار پایا۔ ''رموزِ سلطنت خویش خسرواں دانند''۔

(بقیہ از صفحہ 203)

لڑیں جیسے کہ سب مشرک اکٹھے ہو کر لڑتے ہیں۔ (التوبہ:36)

لیکن ہم اس حکم کی صریحاً نافرمانی کر رہے ہیں۔

قرآن مجید میں آیا کہ اتنی عسکری تیاری کرو کہ دشمنان اسلام سہمے رہیں (الانفال:60) لیکن ہم تو اس کے برعکس اپنے دفاع تک کے لئے اسلحہ اغیار سے لیتے ہیں۔

قرآن مجید میں آیا ہے کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور متفرق نہ ہو جاؤ۔ (اٰل عمران:103) لیکن ہم تو منتشر ہیں۔

نظام خلافت کے بغیر ہم غلبہ دین حاصل نہیں کر سکتے، سود سے نہیں بچ سکتے، حدود نافذ نہیں کر سکتے۔

غرضیکہ قرآن مجید کے بیشتر احکام کو یوں جیسے معطل کئے ہوئے ہیں۔ بنابریں رسول ﷺ روزِ محشر اللہ کے حضور شکایت کریں گے کہ ''اے اللہ، ایک وقت پر میری قوم نے قرآن مجید کو متروک و معطل کئے رکھا''۔ (الفرقان:30)

غور کرو! مسلمان بھائیو اور بہنو جب اللہ و رسول ﷺ کا عطا کردہ نظام خلافت تلپٹ ہو چکا ہے اور اس کے تلپٹ ہونے نے ہمیں اس قابل ہی نہیں رہنے دیا کہ ہم پورے کے پورے دین اسلام میں داخل ہو سکیں تو ایسے میں ہمارے یہ سجدے، قرآن خوانیاں، نعت خوانیاں، وعظ و نصیحت، ذکر، خطبے، دارالعلوم وغیرہ کس کن؟ ہم لمبی لمبی دعائیں کرتے ہیں لیکن جب ہماری سمت ہی درست نہیں اور موجودہ باطل نظام کو بدلنے کے لئے ہم کوشاں ہی نہیں ہو رہے جس طرح کہ کوئی ...... پانی کی بجائے تیل پیتا چلا جائے اور بیمار سے بیمار تر ہوتا جائے، ہمارا دشمن ہمارا وہ بگڑا ہوا نظام ہے جس میں ہم رہ بس رہے ہیں۔ ہماری دنیا و آخرت کی سرخروئی اسی طرح اس کے بدلنے میں ہے جیسے رسول ﷺ اور ان کے ساتھیوں نے اس وقت کے بگڑے ہوئے نظام کو نظام خلافت سے بدلا۔

(ماہنامہ عرفات لاہور جامعہ نعیمیہ ستمبر 2006ء)

تا خلافت کی بنا دنیا میں پھر ہو استوار

نظام خلافت کی طلب اور اس کی برکات کے متعلق دانشوروں کی آراء

مکرم حنیف احمد محمود صاحب

ابوالکلام آزاد

''مسلمانوں کی قومی زندگی وعروج کا اصلی دور وہی تھا جب ان کی قومی و انفرادی، مادی ومعنوی، اعتقادی وعملی زندگی پر اجتماع وائتلاف کی رحمت طاری تھی اور ان کے تنزل وادبار کی اصلی بنیاد اسی دن پڑی جب اجتماع وائتلاف کی جگہ اشتات وانتشار کی نحوست چھانی شروع ہوگئی۔ ابتداء میں ہر مادہ مجتمع تھا ہر طاقت سمٹی ہوئی تھی، ہر چیز بندھی ہوئی تھی لیکن بتدریج تفرقہ وانتشار کی ایسی ہوا چلی کہ ہر بندھن کھلا، ہر جماؤ پھیلا، ہر ملی جلی اور اکٹھی طاقت الگ الگ ہو کر منتشر اور تتر بتر ہوگئی۔ قرآن حکیم کے بتلائے ہوئے قانون تنزل اقوام کے مطابق یہ حالت ہر چیز اور ہر گوشۂ وجود وعمل پر طاری ہوئی اور ایک ہزار برس پر تین صدیاں گزر چکی ہیں کہ برابر طاری ہو رہی اور بڑھتی جاتی ہے۔ لوگ اسباب تنزل امت پر بحث کرتے اور پھر طرح طرح کی علّتیں ٹھہراتے اور طرح طرح کے ناموں سے موسوم کرتے ہیں۔ حالانکہ قرآن وسنت اور عقلیات صادقہ کے نزدیک تنزل کے تمام فسادات ونتائج صرف اسی ایک چیز کا نتیجہ ہیں۔ اس حقیقت کو کتنے ہی مختلف ناموں سے پکار لو مگر اصلی علّت اس کے سوا کوئی نہیں۔...........''

روز خانہ جنگی ہوتی ہے سب کیوں ہے؟ صرف اس لئے کہ الجماعۃ۔ السمع والطاعۃ پر عمل نہیں ہو رہا۔ کوئی جماعت امن ونظم وضبط پا نہیں سکتی۔ جب تک اس کا کوئی امیر نہ ہو، اور جب تک امیر کی اطاعت نہ کی جائے۔ گھر اور خاندان بھی ایک چھوٹی سی جماعت ہے تم گھر کے بڑے ہو یعنی امیر ہو۔ پس گھر کی عافیت وکامیابی اس پر موقوف ہے کہ سب تمہاری سنیں اور تمہارے کہنے پر چلیں۔''

(مسئلہ خلافت صفحہ 51-50 ناشر مکتبہ جمال لاہور)

ڈاکٹر اسرار احمد

جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب اپنے مضمون ''جمہوریت نہیں خلافت'' میں لکھتے ہیں۔

''بہرحال اب ہمیں لفظ خلافت کو اپنانا چاہئے اور اسے استعمال کرنا چاہئے جو ہماری تاریخ میں اور ہمارے اسلاف میں موجود رہا ہے۔ امریکہ اور انگلستان میں چند سالوں سے میری ملاقات عالم عرب کے نوجوانوں کی ایک تحریک ''حزب التحریر'' کے رہنماؤں سے ہوتی رہی ہے اس تحریک نے بھی اسی لفظ خلافت کو اپنایا ہے اور انہوں نے اپنی جدوجہد کا منتہائے مقصود دنیا میں احیائے خلافت کو قرار دیا ہے۔ پچھلے دنوں کچھ اور حضرات سے ملاقات ہوئی تو ان سے گفتگو کے بعد یہ انشراح صدر ہوا کہ اب ہمیں جمہوریت کی اصطلاح ترک کر کے اصل قرآنی اور دینی اصطلاح خلافت ہی اختیار کرنی چاہئے۔''

(روزنامہ نوائے وقت لاہور 24/اکتوبر 1991ء)

''بہرحال جو ذلت ومسکنت یہود کا مقدر تھی وہ امت مسلمہ پر مسلط ہے۔ اس لئے کہ ہم نے خود بھی وہی کچھ کیا ہے جو یہود کا چلن تھا۔ ہم نے دین سے غداری کی، بے وفائی کی جبکہ فتح ونصرت کا وعدہ تو وفا سے مشروط ہے۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح وقلم تیرے ہیں

امت مسلمہ میں سب سے بڑے مجرم خود اہل عرب ہیں، اس لئے کہ انہی میں سے محمد رسول اللہ ﷺ تھے اور انہی کی زبان میں اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب نازل فرمائی، لیکن پھر بھی ان لوگوں نے اللہ کے دین سے روگردانی اختیار کر لی......غیر عرب اقوام میں سب سے بڑے مجرم ہم پاکستانی ہیں کہ ہم نے اسلام کے نام پر ملک حاصل کیا تھا۔ ہم نے ''پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ!'' کے نعرے لگائے تھے لیکن 53 برس کا عرصہ گزرنے کے باوجود اسلام کہیں نظر نہیں آتا۔ جو اسلام پہلے موجود تھا اب تو ہم اس سے بھی بڑے دور جا چکے ہیں۔ انگریزی تہذیب وتمدن جس قدر آج ہمارے ہاں رواج پا چکے ہیں، 1947ء سے پہلے تو یہ حال نہ تھا اس وقت چند اونچے گھرانوں کا یہ چلن تھا مگر آج پوری قوم اس تہذیب میں رنگی جا چکی ہے۔ اس اعتبار سے ہمارا حال بہت دگرگوں ہے مگر مستقبل کے حوالے سے حضور ﷺ کی یہ پیشن گوئیاں موجود ہیں، جن کے مطابق ایک بہت بڑے قائد کی حیثیت سے حضرت مہدیؑ آئیں گے۔''

(پاکستان میں نظام خلافت کیا، کیوں، کیسے؟ صفحہ 64-63)

چوہدری رحمت علی

جہاد ممکن ہی نہیں جب تک پوری امت مسلمہ کا ایک سربراہ یا خلیفہ نہ ہو جائے ورنہ سربراہان ہوں گے تو آپس میں ہی لڑتے رہیں گے۔ پھر پوری مسلم دنیا کا ایک خلیفہ تبھی ممکن ہو سکتا ہے جب موجودہ تمام اسلامی ملکوں کو ملا کر ایک عظیم تر اسلامی مملکت یعنی دارالسلام کو معرض وجود میں لایا جائے ورنہ ملک ایک نہ ہو تو ایک خلیفہ کیسے؟ ہاں جس لمحے خلافت قائم ہو جائے گی اسی لمحے مسلمانوں کا ایسی سپر طاقت بن جانا یقینی ہے جس کا کوئی ہم پلہ نہ ہوگا کیونکہ اس صورت میں وہ ذات ان کی پشت پر ہوگی جس کا فرمانا یوں کہ ''اللہ تمہارے مدد پر ہو تو کوئی طاقت تم پر غالب آنے والی نہیں (60:3)

تحریک تبلیغ بحالی خلافت قیام ''دارالسلام'' اور غلبہ اسلام کا داعیہ لے کر اٹھی ہے۔ یہ ''کار عظیم'' بہرحال عظیم جدوجہد کا متقاضی ہے تاہم باہمت ہاتھ میسر آجائیں تو اتنا بھی مشکل نہیں۔''

''آخر میں ہم ایک دفعہ پھر عرض کر دیں کہ ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں کے مصداق ہمارے جملہ مسائل ومشکلات کا حل بحالی خلافت میں ہے۔ یہ کام آج کر گزریں کل والی دنیا انشاء اللہ جنت نشان ہوگی۔ اسی میں ہمارے رب کی خوشنودی ہے۔ اسی میں رسول اللہ ﷺ کے مشن کی تکمیل ہے اور اسی میں ہماری بلکہ پوری انسانیت کی فلاح وبہبود کا راز مضمر ہے......**فاذا عزمت فتوکل علی اللہ۔**''

(خلافت ہمارے جملہ مسائل کا حل صفحہ 128)

سید عتیق الرحمٰن گیلانی

آج 80 سال لگ بھگ ہونے کو ہیں کہ مسلمانوں کا کوئی مرکز خلافت نہیں۔ افتراق وانتشار کے اس دور میں جب تک اختلافات کی گھتیاں سُلجھانے کے لئے مل بیٹھ کر حقائق کی طرف رجوع نہیں کیا جائے گا اس وقت تک انتشار وافتراق کی یہ کیفیت نہ صرف برقرار رہے گی بلکہ کفار ملت اسلامیہ کے انتشار سے بھرپور فائدہ اٹھا کر مسلم ممالک کے ایک ایک ملک پر بتدریج قبضہ کرتا رہے گا۔ افغانستان کی منتشر جہادی قوتوں کے قائدین نے حرمین کے حدود میں مشاورت، صلح اور معاہدے کئے۔ لیکن اُس کا پاس نہیں رکھ سکے۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمانوں کے اندر غلط فہمیوں کا ازالہ کیا جائے۔ جس کے بعد یہ امت دنیا کی امامت کا فریضہ بخیر وخوبی انجام دے سکے گی۔ ایران وافغانستان میں مذہبی قوتوں کو اقتدار ملا تھا۔ لیکن غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے کے بجائے امت کو مزید تفریق وانتشار کی طرف دھکیل دیا گیا۔......مرکزیت کے بغیر ایران کی شیعہ اسلامی حکومت اور افغانستان کی سنی اسلامی حکومت کا کردار کسی کے لئے قابل رشک نہیں بن سکا۔''

(ضرب حق کراچی جنوری 2005ء جلد 8 شمارہ 10)

زاہد الراشدی

''صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اجماع کے علاوہ خلافت کے قیام کی فرضیت اس وجہ سے بھی ہے کہ قرآن کریم کے بہت سے احکام مثلاً جہاد، اقامت حدود، امن عامہ کا قیام اور دیگر احکام کا نفاذ خلافت وحکومت کے قیام پر موقوف ہے اس لئے اس اصول کے تحت کہ جس چیز پر کسی فرض کی ادائیگی کا دارومدار ہو، وہ خود بھی شرعی طور پر فرض کی حیثیت اختیار کر جاتی ہے، خلافت کا قیام مسلمانوں کے ذمہ فرض ہے اور اس کی حیثیت فرض کفایہ کی ہے، اگر دنیا کے کسی خطے میں چند مسلمانوں کی کوشش سے خلافت قائم ہو جائے تو سب کی طرف سے فرض ادا ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر کسی وقت خلافت کا وجود باقی نہ رہے اور قرآن وسنت کے اجتماعی احکام کے نفاذ کے لئے اسلامی حکومت کی اتھارٹی معدوم ہو جائے تو پوری کی پوری امت گناہ گار قرار پاتی ہے اور فرض کی تارک شمار ہوتی ہے۔'' (مقدمہ۔ نظام خلافت راشدہ صفحہ 35)

محمد امجد محسود

''خلافت ہی وہ چیز ہے جس کے حصول کے بعد یہ سب کچھ بدل جائے گا۔ جب مسلمان خلافت کا قیام عمل میں لائیں گے تو سب کچھ بدل جائے گا لیکن خلافت کے قیام کے لئے سب سے پہلے ہم مسلمانوں کو اپنا آپ بدلنا ہوگا، اپنے طرز عمل کو بدلنا ہوگا، اپنی سوچ، فکر، نظریے کو بدلنا ہوگا اپنی معیشت، تجارت، ثقافت، معاشرت کو بدلنا ہوگا اپنے رہن سہن، لباس، خوراک تک کو بدلنا ہوگا ہم جب تک محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنتوں کو نہیں اپنائیں گے ہم جب تک صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نقش قدم پر نہیں چلیں گے تب تک نہ ہم خلافت کا قیام عمل میں لا سکتے ہیں اور نہ ہی ان مصائب وآلام سے نجات پا سکتے ہیں۔ مسلمانوں کو زوال کی گہرائیوں سے نکالنے اور عروج کی چوٹی تک لے جانے کا واحد حل خلافت کا قیام عمل میں لانا ہے۔

آج مسلمان کی نجات خلافت میں پوشیدہ ہے خلافت ہی مسلمان کو اس کا کھویا ہوا مقام دوبارہ دے سکتی ہے جب مسلمانوں کے پاس خلافت کی نعمت تھی تو ان کے پاس حکومت بھی تھی، دولت بھی تھی، شہرت بھی تھی، علم پر مسلمانوں کا قبضہ تھا، معیشت پر مسلمانوں کا کنٹرول تھا، ٹیکنالوجی پر مسلمانوں کی دسترس تھی غرض دنیا پر مسلمانوں کا رعب دبدبہ تھا لیکن جب مسلمانوں سے خلافت چھینی گئی جب مسلمانوں کی خلافت ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی تو علم بھی ہاتھ سے جاتا رہا، معیشت بھی ہاتھ سے جاتی رہی، ٹیکنالوجی بھی کنٹرول میں نہ رہی اور تو اور خلافت کے ٹوٹنے کے بعد ہم سے ہماری ثقافت، تہذیب اور تمدن تک چھینا گیا اور ہم پر اپنی ثقافت، تہذیب اور تمدن لاگو کئے گئے۔ ہمیں اس قدر ذہنی غلامی کا شکار کیا گیا کہ ہم ان کے اشاروں پر ناچتے گئے اور وہ ہمیں نچاتے گئے ہم سے سب کچھ چھیننے کے بعد بھی ہمیں معاف نہ کیا گیا بلکہ وقتاً فوقتاً ہمیں ظلم وستم کا نشانہ بنایا گیا ہماری آبادیوں پر بم برسائے گئے، ہماری مسجدوں کو تباہ کیا گیا، ہمارے بچوں کو ذبح کیا گیا، ہماری عورتوں کی عصمتوں سے کھیلا گیا، ہماری سلطنت

ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے بعد ایک ایک کر کے ہمیں مٹانے کے منصوبے بنائے گئے ہیں اور ان پر عمل درآمد شروع ہے جن کی زندہ مثال افغانستان، عراق اور لبنان کی جنگ ہے۔

اگر اب بھی مسلمان بیدار نہ ہوئے تو وہ دن دور نہیں جب چار سُو کفر ہی کفر ہوگا اسلام کی سربلندی اور مسلمانوں کو کفر سے نجات دلانے کے لئے میں نوجوانوں کو یہ فکر دینا چاہتا ہوں کہ آئیں سب مل کر خلافت کا قیام عمل میں لائیں تا کہ مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کے شکنجے سے نکال سکیں آج مسلمانوں کی نجات کا واحد ذریعہ خلافت ہے ہمیں ایک امیر کی اطاعت کرنی ہوگی تب جا کر ہم اپنے دشمن کا مقابلہ کر سکیں گے تمام مسلم ممالک کو ایک پلیٹ فارم پر لانا ہو گا۔ ایک خدا، ایک قرآن، ایک رسول کے ماننے والوں کو ایک ہی جھنڈے کے نیچے اکٹھا ہونا ہوگا۔

(ضرب مومن کراچی 19/جنوری تا 25/جنوری 2007ء)

سرراہے کے کالم نگار

کالم نگار روزنامہ نوائے وقت ''سرراہے'' کے تحت لکھتے ہیں۔

''اس وقت عالم اسلام کا کوئی لیڈر نہیں ہے اور مسلمان ممالک کے اکثر حکمران امریکہ کے پٹھو بنے ہوئے ہیں۔ اس صورت حال میں اللہ ہی سے دعا کی جا سکتی ہے کہ وہ عالم اسلام کو مخلص قیادت عطا فرمائے جو صرف مسلمانوں کے مفاد کو سامنے رکھے اپنے ذاتی مفاد کا خیال نہ کرے۔ جس طرح مسلمان بارش نہ ہونے پر نماز استسقاء ادا کرتے ہیں اسی طرح تمام دنیا کے مسلمانوں کو کسی ایک روز'' نماز قیادت'' ادا کرنی چاہئے اور اللہ سے رو رو کر دعا کرنی چاہئے کہ وہ انہیں مخلص لیڈر شپ عطا فرمائے۔ آمین''

(روزنامہ نوائے وقت 16/دسمبر 2003ء)

قاضی محمد زاہد الحسینی

''امت کے آخری دور کے لئے وہی نظام حیات کامیاب ہوسکتا ہے جس پر چل کر ضلال مبین میں لگے ہوئے رضی اللہ عنہ و رضوا عنہ کی امتیازی شان سے سرفراز ہوئے مگر اس کے لئے ایک مرکز کی ضرورت ہے جو تقریباً پانچ سو سال سے متعین نہ ہوسکا اور نہ ہی آج ہم کو اس کی فکر ہے کتنے افسوس کا مقام ہے کہ عیسائیت کا مرکز روما تو دو ہزار سال سے قائم ہے اور آج بھی یورپ دینی طور پر بلکہ سیاسی طور پر بھی عیسائی دنیا پر پورا حکمران ہے۔ ابھی حال میں ایران نے وہ مرکزیت حاصل کرلی ہے کہ اس کے اشارہ پر ساری دنیا کے جعفری حرکت میں آجاتے ہیں۔

قادیانیت کے سربراہ کو ہم نے یہاں سے بعافیت نکال کر آج کی دنیا کے عظیم مرکز میں پہنچا دیا ہے وہ وہاں بیٹھ کر دنیا بھر کے قادیانیوں کو کنٹرول کر رہا ہے۔ مگر ہمارا کیا حال ہے۔ ہم کنتم خیر امة کی تلاوت تو کرتے ہیں مگر ہمارا کوئی مرکز نہیں جس کے ساتھ دو آدمی ہیں وہ بھی عالمی مرکز کا صدر کہلا رہا ہے کیا یہ صورت حال خطرناک نہیں۔ پہلے وحدت مرکز پیدا کی جائے اس کے بعد انفرادی کاموں کے بجائے ایک عالمی امیر ہو، جس امت کو یہ حکم دیا گیا ہے صرف دو ہوں تب بھی ایک امام اور ایک مقتدی بن جائے' اس ایک ارب افراد کا کوئی امیر نہیں جس کی اشد ضرورت ہے۔''

(ماہنامہ اکوڑہ خٹک اگست 1994ء صفحہ 44-43)

سر پہ اک سورج چمکتا ہے مگر آنکھیں ہیں بند
مرتے ہیں بن آب وہ اور در پہ نہر خوشگوار

منیر حسین نجمی

کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ کے جناب منیر حسین نجمی لکھتے ہیں:۔

''آج پوری دنیا پر سوائے طالبان اور ایران کے شیطانی حاکمیت اعلیٰ تسلیم کرلی گئی ہے۔ خدا کے بندے ابلیس کی بندگی کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کی اجتماعیت ختم ہو چکی ہے۔ اندریں حالات ہمارا اولین فریضہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ کو عملاً نافذ کرنا ہے۔ پس اسلامی ریاست کے قیام' حفظ ناموس الٰہی' خدا کی حاکمیت اعلیٰ' اقامت دین' نصب امامت' احیائے خلافت راشدہ اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے تمام دینی جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنا ہوگا تا کہ اولاً پاکستان میں اور ثانیاً پوری دنیا میں غلبہ اسلام کی راہ ہموار کی جاسکے۔...... میں اس خط کے ذریعے دینی جماعتوں کے راہنماؤں سے دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ خدارا ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں اور ایک امیر کی اطاعت میں عصر حاضر کے فرنگیانہ' کافرانہ' ملحدانہ اور انسانیت کش سسٹم کے خلاف اعلان جنگ کریں۔

(ندائے خلافت لاہور 6 تا 12/مئی 1999ء)

عبدالماجد دریابادی

''اتنے تفرق اور تشتت کے باوجود کبھی کسی کا ذہن اس طرف نہیں جاتا کہ عراق کا منہ کدھر اور شام کا رخ کس طرف ہے۔ مصر کدھر اور حجاز کدھر' یمن کی منزل کون سی ہے اور لبنان کی کون سی ایک خلافت اسلامیہ آج ہوتی تو اتنی چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں آج مملکت اسلامیہ کیوں تقسیم در تقسیم ہوتی ......ترک اور دوسرے مسلم فرمانروا آج تک تنسیخ خلافت کی سزا بھگت رہے ہیں اور خلافت کو چھوڑ کر چھوٹی چھوٹی قومیتوں کا جو افسوں شیطان نے کان میں پھونک دیا ہے وہ دماغوں سے نہیں نکالتے۔''

(صدق جدید یکم مارچ 1974ء)

سید ابوالحسن ندوی

مولانا سید ابوالحسن ندوی نے زیر عنوان'' پندرھویں صدی میں عالم اسلام کے دس نکاتی پروگرام'' کے لکھا۔

''اسی کے ساتھ عالم اسلام میں ایک ایسی مرکزی قیادت کے عالم وجود میں آنے کی فکر و سعی جو ''شورائیت'' کے اسلامی اصول اور تعاونوا علی البر والتقویٰ کی بنیاد پر قائم ہو اور اپنی اس کوتاہی اور محرومی پر کم سے کم تاسف و ندامت کہ اس وقت عالم اسلام خلافت کے اس ضروری ادارے اور اس مبارک نظام سے محروم ہے جس کے قیام کے مسلمان مکلّف بنائے گئے تھے اور جس سے محرومی کا جرمانہ وہ مختلف شکلوں میں ادا کر رہے ہیں۔''

(اخبار تعمیر حیات لکھنؤ انڈیا 25/اگست 1988ء)

ماہنامہ جدوجہد لاہور

اہل سنت والجماعۃ کا پاسبان رسالہ ''جدوجہد'' لاہور لکھتا ہے۔

''سب سے بڑا ظلم جو مسلمانوں نے اپنی خود غرضی کی بناء پر کیا وہ یہ تھا کہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کا سلسلہ ختم کر کے دم لیا اور امت مسلمہ کو بھیڑوں کے ریوڑ کی طرح جنگل میں ہانک دیا کہ جاؤ چرو' چگو' اپنا پیٹ پالو۔

صرف خلافت ہی ایسا منصب تھا جو مسلمانوں کو منتشر ہونے کی بجائے ایک مرکز پر جمع رکھتا اور ایک نصب العین مقرر کر کے ان کی تنظیمی قوت کو محفوظ رکھتا ہے۔''

(ماہنامہ جدوجہد لاہور 1960ء)

تنظیم اہلحدیث لاہور

مدیر ''تنظیم'' اہل حدیث لاہور لکھتے ہیں۔

''اگر زندگی کے ان آخری لمحات میں بھی ایک دفعہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کا نظارہ نصیب ہوگیا تو ہو سکتا ہے کہ ملت اسلامیہ کی بگڑی سنور جائے اور روٹھا ہوا خدا پھر سے من جائے اور بھنور میں گھری ہوئی ملت اسلامیہ کی یہ ناؤ شاید کسی طرح اس کے نرغہ سے نکل کر ساحل عافیت سے ہمکنار ہو جائے ورنہ قیامت میں ہم سب سے خدا پوچھے گا کہ دنیا میں تم نے ہر ایک کے اقتدار کے لئے زمین ہموار کی۔ کیا اسلام کے غلبہ اور قرآن حکیم کے اقتدار کے لئے بھی کچھ کیا؟''

(ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث 12/ستمبر 1969ء بحوالہ الفرقان ستمبر 1969ء)

تازیانہ ریویو

''مسلمان کبھی بھی ترقی نہیں کر سکتے تاوقتیکہ ان میں کوئی لیڈر پیدا نہ ہوگا۔ گاندھی نہ ہو تو مالوی ہی ہو اور اگر وہ نہ ہو تو پرمانند ہی سہی۔ لیکن یہاں تو ہندو لیڈروں کے مقابلہ میں ہم کسی ایک مسلمان کو بھی پیش نہیں کر سکتے۔ (تاریخ احمدیت جلد 6 صفحہ 2 جدید ایڈیشن)

الجمعیۃ دہلی

اخبار ''الجمعیۃ'' دہلی کے ایڈیٹر صاحب نے نہایت حسرت بھرے انداز میں لکھا کہ

''کیا یہ خوش قسمتی صرف مال گاڑی کے ویگنوں کے لئے مقدر ہے۔ میں نے سوچا مال گاڑی کے ڈبوں کے لئے انجن ہے۔ کیا ہمارے انسانی قافلے کے لئے کوئی انجن نہیں۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ ہمارا بھی ایک انجن ہو اور سارے افراد ملت اس سے جڑ کر ایک سوچی سمجھی راہ پر رواں دواں ہوں۔''

(ہفت روزہ الجمعیۃ دہلی جمعہ ایڈیشن 9/مئی 1969ء بحوالہ ہفت روزہ بدر مسیح موعود نمبر 21/دسمبر 1995ء)

علامہ اقبال

تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند
اب مناسب ہے ترا فیض ہو عام اے ساقی

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

م۔ش

مشہور صحافی م۔ش تحریر کرتے ہیں کہ

''پاکستان کے مقاصد کی تکمیل پارلیمانی یا صدارتی نظام ہائے حکومت رائج کرنے سے نہیں بلکہ خلافت کے قیام سے ہی کی جاسکتی ہے۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور 21/مارچ 1967ء)

غلام احمد پرویز

اہل قرآن کے لیڈر غلام احمد صاحب پرویز لکھتے ہیں۔

"ہمارے لئے کرنے کا کام یہ ہے کہ پھر سے خلافت علیٰ منہاج رسالت کا سلسلہ قائم کیا جائے جو امّت کو احکام و قوانین خداوندی کے مطابق چلائے۔"

(ماہنامہ طلوع اسلام مارچ 1977ء صفحہ 6)

فضل محمد یوسف زئی

جناب فضل محمد یوسف زئی استاذ جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی لکھتے ہیں۔

''مسلمان ترس رہے ہیں کہ کاش ہماری ایک خلافت ہوتی ' ہمارا ایک خلیفہ ہوتا' کاش ہماری ایک بادشاہت ہوتی ' کاش ہمارا ایک بادشاہ ہوتا جس کی بات پوری دنیا کے مسلمانوں کی بات ہوتی جس میں وزن ہوتا جس میں عظمت ہوتی جس میں شجاعت ہوتی جس کی وجہ سے اقوام متحدہ میں ان کی حیثیت ہوتی عالمی برادری میں ان کی قیمت ہوتی ویٹو پاور میں ان کا مقام ہوتا سلامتی کونسل میں اس کا نام ہوتا۔''

(ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک مارچ 2000ء صفحہ 58)

راشد نیاز

'' اس وقت پوری امت خلافت اسلامی سے محرومی کی زندگی گزار رہی ہے۔ اس وقت اس سرزمین میں کوئی بڑے سے بڑا اہل تقویٰ بھی یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی مکمل اتباع میں زندگی گزار رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آج ہم جس فضا میں سانس لے رہے ہیں وہ ایک عالمی نظام کفر کی دین ہے۔ ہر طرف کفر کی حکمرانی ہے حتیٰ کہ وہ معاشرے بھی

جو روایتی طور پر اسلام کی سرزمین رہے ہیں وہاں بھی عالمی کفر کے استبداد نے اپنے پنجے گاڑ دیئے ہیں۔

شریعت اسلامی معطل ہے۔ دنیا کے سیاہ وسفید کی مالک وہ قوتیں بن گئی ہیں جو علی الاعلان اللہ اور اس کے رسولؐ سے بغاوت ونافرمانی کا اعلان کرتی ہیں۔ امت کا اندرونی نظام پاش پاش ہو چکا ہے ڈیڑھ ملین مسلمانوں کا اس وقت نہ کوئی امیر ہے اور نہ ہی ان کے امور کا محافظ کوئی خلیفہ ہے نتیجہ یہ ہے کہ آخری رسول کی امت پر کفار ومشرکین نے ہر طرف سے ہلہ بول رکھا ہے۔ ایسی سنگین صورت حال میں معمول کی زندگی جینے کا خیال عبث ہے۔''

(خلافت تمام مسائل کا حل پیش لفظ از راشد نیاز نئی دہلی 1999ء صفحہ 7-6)

علامہ طنطاوی

مسلمانوں کے مشہور عالم اور محدث علامہ شیخ الطنطاوی الجوھری آیت استخلاف کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

اس آیت کا ہم نے اس کتاب میں دوبارہ ذکر کیا ہے اور مسلمانوں کے درمیان اتحاد کا طریق بیان کرنے کے بعد ہم نے پھر اس آیت کو دہرایا ہے کیونکہ اس طریق کا علم ہمیں کتاب عزیز سے ہوتا ہے اور اس کے بغیر مسلمانوں کی کامیابی کا کوئی اور طریق نہیں اور نہ ہی انہیں زمین میں ترقی اور خوشحالی اور طاقت حاصل ہوسکتی ہے اور نہ ہی حکومت میسر آسکتی ہے اور نہ ہی اس کا خوف امن سے تبدیل ہوسکتا ہے مگر صرف اور صرف اس (خلافت) کے ذریعہ۔

واصف علی واصف

جناب واصف علی واصف یا الٰہی، یا الٰہی کے زیر عنوان اللہ تعالیٰ سے التجا کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''یا الٰہی ہمیں لیڈروں کی یلغار سے بچا۔ ہمیں ایک قائد عطا فرما، ایسا قائد جو تیرے حبیب کے تابع فرمان ہو......اس کی اطاعت کریں تو تیری اطاعت کے حقوق ادا ہوتے رہیں''۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور 26 ستمبر 1991ء)

اشفاق اللہ خان

جناب اشفاق اللہ اپنے کالم ''تازیانہ'' میں لکھتے ہیں۔

مسلمان حکمران ایک کام کریں کہ تمام اسلامی ممالک کا اجلاس بیت اللہ میں بلائیں اور قرآن پر وہاں موجود کسی مسلمان حکمران کو بیعت دے کر اسے خلیفہ اور امیر مان لیں، جو عالمی تناظر میں سب کی رائے لے کر فیصلہ کرے اور پھر اس سے انکار کا کسی کو اختیار نہ ہو۔ رہی بات اسلامی ممالک کی تو ہر ملک کے موجودہ حکمران کو والی بنادیں اور دین فطرت ''اسلام'' جو کہ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے کو بیک جنبش قلم نافذ کر دیں۔ پھر دنیا دیکھ لے گی کہ یہ وہی محمدؐ کی فوج اعلیٰ کے سپاہی اور عمرؓ کے شیروں کی قوم ہے جن کے سامنے دریا سمندر راستہ چھوڑ دیتے اور قیصر وکسریٰ ان کے قدموں میں آ گرتے ہیں۔ ایک بار ایسا ہو گیا تو پھر جب مسلمان خلیفہ حکم دے گا کہ آج سے مغرب کو تیل کی فراہمی بند کی جارہی ہے تو ان کے جہاز کیسے اڑیں گے۔ ان کے بحری بیڑے سمندر میں کیسے چلیں گے اور ان کے ٹینک ہمارے ریگستانوں سے واپس کیسے جائیں گے۔ یہ سب کچھ چند مہینوں میں مال غنیمت کے طور پر ہمارے بیت المال کا حصہ ہوگا۔ مگر شرط صرف اتنی ہے کہ ہمارے حکمران اس کے لئے تیار ہو جائیں۔ اللہ کے لئے ایسا ایک یوٹرن مغرب کی ٹیکنالوجی اور ترقی پر کتنا بھاری ہوگا کہ اس کو صرف محسوس کرنے کی ضرورت ہے۔ پاکستانی عوام اسلام پر کٹ مرنے کے لئے ہمہ وقت تیار ہیں اگر ہمارے حکمران امریکہ کی بجائے اللہ تعالیٰ سے رشتہ جوڑ لیں۔ ایک بار طاغوتی قوتوں (امریکا واسرائیل) کے بجائے اللہ تعالیٰ سے رشتہ جوڑ لیا گیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ مسلمان حکمرانوں کا رشتہ مسلمان عوام سے ایسا جوڑ دیں گے جو ان کے قد وقامت کو ہزار بشوں اور ٹونیوں پر بھاری کردے گا، وہ ایسا کر سکے تو آج کے بین الاقوامی چوہدری کل ان کے ملاقاتیوں کی قطار میں بیٹھیں گے۔ مگر یہ بات ان کو سمجھائے کون؟

(روزنامہ ایکسپریس 8/اگست 2006ء)

راشد نیاز

اس وقت پوری امت خلافت اسلامی سے محرومی کی زندگی گزار رہی ہے اس وقت اس سرزمین پر کوئی بڑے سے بڑا اہل تقویٰ بھی یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی مکمل اتباع میں زندگی گزار رہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آج ہم جس فضا میں سانس لے رہے ہیں وہ ایک عالمی نظام کفر کی دین ہے ہر طرف کفر کی حکمرانی ہے حتیٰ کہ وہ معاشرے بھی جو روایتی طور پر اسلام کی سرزمین رہے ہیں وہاں بھی عالمی کفر کے استبداد نے اپنے پنجے گاڑ رکھے ہیں۔

شریعت اسلامی معطل ہے دنیا کے سیاہ وسفید کی مالک وہ قوتیں بن گئی ہیں جو علی الاعلان اللہ اور اس کے رسول سے بغاوت ونافرمانی کا اعلان کرتی ہیں امت کا اندرونی نظام پاش پاش ہو چکا ہے ڈیڑھ ملین مسلمانوں کا اس وقت نہ تو کوئی امیر ہے اور نہ ہی ان کے امور کا محافظ کوئی خلیفہ ہے نتیجہ یہ ہے کہ آخری رسول کی امت پر کفار ومشرکین نے ہر طرف سے ہلہ بول رکھا ہے ایسی سنگین صورتحال میں معمول کی زندگی جینے کا خیال عبث ہے''۔

(خلافت تمام مسائل کا حل پیش لفظ از راشد نیاز رتنا آفسیٹ اوکھلا انڈسٹریل ایریا نئی دہلی اشاعت 1999ء ص 7,6)

پھر لکھتے ہیں:۔

امت کی قوت کا سرچشمہ یہ ہے کہ وہ ایک خلیفہ کے آبرو واشارے پر حرکت کرتی ہے آج سانحہ یہ ہوا ہے کہ ہمارے درمیان سے وہ مرکز ومحور کھو گیا ہے جس کے گرد پوری امت حرکت کرتی ہے۔

(ایضاً ص 6,5)

ڈاکٹر طاہر القادری

یہ ابن الوقتی کی مفاد پرستانہ سیاست جو محض مصلحتوں کے گرد گھومتی ہے اس کی خاطر ہمارے مذہبی رہنما وزعماء جو عام حالات میں ایک دوسرے کے خلاف تکفیر سازی کے حملے کرتے نہیں تھکتے متحد ہو سکتے ہیں تو دین مصطفوی کے لئے کیوں متحد اور باہم شیر وشکر نہیں ہو جاتے سیاسی مفاد کے لئے فروعی اختلافات مٹائے جاسکتے ہیں تو دین رحمت کے احیاء وغلبہ اور امت مصطفویؐ کی وحدت واستحکام کے لئے وہ ایک کیوں نہیں ہو جاتے اور ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنائے ایک دوسرے سے برسرپیکار اور درپئے آزار کیوں ہیں۔

خدارا ہوش کے ناخن لیجئے اور مذہب کے نام پر سجائی جانے والی ان دکانداریوں سے منہ موڑیے کہ اس سے امت مسلمہ کے داخلی استحکام اور اتحاد کو گزند پہنچتا ہے اور من حیث المجموع تمام مسلمانوں کا اس سے نقصان ہوتا ہے خواہ ان کا تعلق کسی بھی مسلک اور مکتب فکر سے ہو۔ وہ لوگ کتنے نادان ہیں جو خودکشی کی راہ پر چل رہے ہیں اور چندروزہ دنیا اور اس کے عارضی مفاد کی خاطر انہوں نے دین اور امت مصطفویؐ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے کتنے افسوس کا مقام ہے کہ محدود گروہی مسلکی اور سیاسی مفادات کے تابع مسلمانوں کے اتحاد کی کوئی تدبیر اور سعی کارگر اور کامیاب نہیں ہوسکی فرقوں میں بٹی ہوئی امت کی شیرازہ بندی کا کام ہنوز تشنہ تکمیل ہے ترجمان حقیقت علامہ اقبال کے اس پیغام کو فرقہ پرستی کی بھول بھلیوں میں گم ملت فراموش کر چکی ہے۔

منفعت ایک ہے اس قوم کا نقصان بھی ایک
کیا بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

(اسلام اور تصور اعتدال وتوازن ص 29 مطبع فریدیہ بک ڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ نئی دلی سن اشاعت جنوری 2004ء)

عمران یوسف زئی

''بیشک جس چیز کی اب ہمیں نہ صرف اشد ضرورت بلکہ جس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں خالص اسلامی خلافت کی بحالی ہے وہ نظام جو کہ ہر طرح تمام زمانوں سے ہم آہنگ، آزمایا ہوا اور لامحدود دانائی کی بنیاد سے اخذ کیا گیا ہے یعنی اسلامی عقیدہ سے نیز اس کے دوبارہ قیام کی بشارت ہمیں الصادق والامین ﷺ نے خود فرمائی ہے۔

(نوائے وقت 26/اگست 2006ء)

اخبار زمیندار

''اسلامیان ہند کا ایک مرکز ہو۔ جس کے حکموں، اشاروں اور عبارتوں وعملوں پر ہر کہہ ومہ، امیر وغریب، ادنیٰ واعلیٰ عمل پیرا ہو۔ جو ہمارے دینی ودنیوی امور کا کفیل ہو''۔ (زمیندار 26/اکتوبر 1923ء)

''ہر جگہ ہندو منظّم اور مسلمان منتشر ہو رہے ہیں مختلف مقامات پر فساد کا محشر بپا ہے۔ مسلمان پٹ رہے ہیں۔ کوئی راہنما نہیں۔ کوئی سردھرا موجود نہیں۔ بھیڑوں کا ایک گلہ ہے بے گلہ بان اور نہتوں کا ایک لشکر ہے بے کماندار''۔ (زمیندار 3 ستمبر 1923ء)

اخبار سیاست

''اسلام اور مسلمانوں کی بربادی کے مشورے ہو چکے ہیں۔ اگر انہوں نے اپنا مرکزی نظام درست نہ کیا اور وہ فوراً اصلاح کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ تو ارتداد اور سنگھٹن کا سیلاب ان کو بہا لے جائے گا۔ مسلمانوں کا شور اور فریاد بے جا اور بیکار ہے۔ دنیا میں وہ ہی قومیں زندہ رہ سکتی ہیں۔ جو میدان عمل میں گامزن ہوں''۔ (سیاست 3 ستمبر 1923ء)

''خدارا آپ اپنی قوم کی تنظیم کی کوشش کریں آپ ایک مرکز قائم کریں۔ جس کے نظام کے ماتحت قوم منسلک ہو جائے۔ آپ جب تک اپنی قوم کی تنظیم قائم نہ کریں۔ آپ جب تک اپنے گھروں میں اتحاد قائم نہ کریں۔ تب تک آپ کا دوسرے مذاہب سے اتحاد مشکل ہے''۔ (سیاست 27/اکتوبر 1923ء)

اخبار وکیل

''اگر مخالفوں کی ایذا رسانیوں سے محفوظ رہنا چاہتے ہو۔ اگر اغیار کے بڑھے ہوئے حوصلوں کو پست کرنے کے خواہشمند ہو۔ اگر قوم کے اطفال و خواتین کو یتیمی اور بیوگی سے بچانے کے متمنی ہو۔ اگر اپنے ناکردہ گناہ بھائیوں کو سزاؤں اور عقوبتوں سے نجات دلانے کے خواہاں ہو۔ تو سچے مسلمانوں کی طرح اپنے اندر اتحاد اور ہمدردی پیدا کرو''۔

(وکیل 27/اکتوبر 1923ء)

ماہنامہ عرفات

نظام خلافت کے بغیر تو آج کے مسلمان جزوی دین بلکہ بے دینی سے سمجھوتہ کئے ہوئے ہیں۔ کیا قرآن میں کہیں ہے کہ کوئی دین اسلام ایسا بھی ہے کہ جس میں نہ خلیفۃ المسلمین ہو، نہ اولوالامر ہوں، نہ شوریٰ ہو، نہ امت مسلمہ جو اقوام میں بٹ گئی۔ رسول ﷺ جو دین امت کے سپرد کر کے گئے تھے وہ کیا ان اداروں کے بغیر تھا؟ آج ہمارے اختیار کردہ دین میں کیا خلیفۃ المسلمین اور دوسرے مذکورہ ادارے جو خلیفۃ المسلمین کے ہوتے ہوئے ہوتے ہیں، موجود ہیں؟ ان اداروں کی عدم موجودگی میں کیا دین نامکمل، ناقص اور آدھا پونا نہیں رہ جاتا؟ کیا قرآن صاف صاف مطلع نہیں کرتا کہ آدھے پونے دین کو اختیار کرنا اس دنیا میں ذلت ورسوائی اور آخرت میں شدید ترین عذاب کا باعث ہے؟ (البقرہ:85)

نظام خلافت کے بغیر تو ہم قرآن مجید کے بیشتر احکامات پر عمل کرنے کے قابل ہی نہیں رہے۔ قرآن کہتا ہے کہ مشرکوں کے ساتھ سب مل کر اس طرح

(باقی صفحہ 200 پر)

شجر خلافت

شجر سے جو رہے وابستہ وہ پھلدار ہو جائے
جو کٹ کر گر گیا بے دست و پا بیکار ہو جائے

خلافت سے عقیدت کی جو رسم و راہ رکھتا ہے
نہیں ممکن وہ خالی ہاتھ یا نادار ہو جائے

محبت میں خدا کی پھر وہ آگے بڑھتا رہتا ہے
ہو ننگے پاؤں اور پیوست نوکِ خار ہو جائے

اُسے اندیشۂ سود و زیاں باقی نہیں رہتا
کوئی گردن کٹا دے یا کوئی سنگسار ہو جائے

خزائن علمِ روحانی کے اس کو بخشے جاتے ہیں
وہ تابندہ ، درخشندہ بُلند افکار ہو جائے

نہیں تنہا خلافت کا جو دامن تھامے رہتا ہے
یقیں رکھو خدا خود اُس کا یارِ غار ہو جائے

نہیں کچھ دخل اس میں زورِ بازو یا ارادت کا
سعادت حق سے پا کر دِل فدائے یار ہو جائے

الٰہی مجھ کو وابستہ شجر سے حشر تک رکھنا
شجر پھولے پھلے اور خوب سایہ دار ہو جائے

مِرے دامن میں ڈھیروں پھول برکاتِ خلافت کے
یہ وہ دامن نہیں الجھے ، الجھ کر تار ہوجائے

کوئی سجدوں میں گر کر رو رہا ہے گڑگڑاتا ہے
خدایا آدمی کو آدمی سے پیار ہو جائے

بہت طوفان ہے یہ کشتیٔ نوح کا کھویّا ہے
خدایا احمدیت کا سفینہ پار ہو جائے

بچایا جائے گا وہ جو بھی اس کشتی میں آئے گا
جسے ہمراہ چلنا ہو، ابھی تیار ہو جائے

جو ہم کو آزماتے ، طنز کے نشتر چبھوتے ہیں
ہماری خامشی ان کے لئے گفتار ہو جائے

بہار احمدیت کو خزاں سے دُور رکھ یا ربّ
الٰہی صحنِ احمد پھر گل و گلزار ہو جائے

جو پتھر مارنے آئے تھے اب ہمراہ چلتے ہیں
تعجب ! اتنی اُلجھی راہ یوں ہموار ہو جائے

ترا حسنِ تکلّم دیکھ کر دل سے دُعا نکلی
ہر اک خادم خدایا تجھ سا خوش گفتار ہو جائے

نچھاور تجھ پر اے آقا عقیدت کے یہ چند آنسو
خوشا اے دل خلوص و جذب کا اظہار ہو جائے

ڈاکٹر ۔ف۔منیر